سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول سلسلہ
دیوتا
پچیسواں حصہ

ایک دراز دست شخص کی سرگزشت۔ ایک طلسماتی اور سحرانگیز آدمی کے شب و روز، اس نے جو چاہا۔ فتح کرلیا اور جب چاہا کسی کو مات دے دی۔ خیال خوانی میں ایک نیا جہان معنی متعارف کرانے والے شخص کی جولانیِ طبع کی صورت کاری۔ اس کی شہرت چاردانگ پھیل چکی ہے۔

اندھیرا اُن کا مقدر بن گیا تھا۔

جورا جوری اور جوڈی نارمن کو اب ایسا لگتا تھا جیسے وہ اندھیرے میں ہی پیدا ہوئے تھے اور اندھیرے میں ہی مرجائیں گے۔ اس تاریک کمرے میں پتا نہیں کتنے دن، کتنے ہفتے اور کتنے مہینے گزر گئے تھے۔ انہیں گزرتے ہوئے وقت کا حساب معلوم نہیں تھا۔ انہوں نے ایک مدت سے خود اپنا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ روشنی ہوتی، آئینہ ہوتا تو وہ دیکھتے۔ صرف اور صرف اندھیرے میں وہ اپنا چہرہ بھی بھولتے جارہے تھے۔

عورت اپنے حسن و جمال کی تعریف چاہتی ہے۔ وہ جوڈی نارمن کے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر لاکر کہتی تھی "میرے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھو کر بتاؤ میں کیسی لگتی ہوں؟"

وہ ایک اندھے کی طرح چھو کر اس کی تعریفیں کرتا تھا اور وہ ایک اندھی کی طرح خوش ہو جاتی تھی۔ اس تاریک قید خانے میں آنے سے پہلے وہ مردوں سے بیزار تھی۔ کسی کو بوائے فرینڈ نہیں بناتی تھی۔ کسی سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس عجیب و غریب قید خانے میں آکر وہ جوڈی نارمن کو دوست بنانے پر مجبور ہوگئی تھی۔

مجبوری نے ایک ساتھی کی قربت سے آشنا کیا تو وہ دل و جان سے اسے چاہنے لگی۔ شاید اس چاہت میں بھی مجبوری تھی کیونکہ اندھیری چاردیواری میں چاہنے اور چاہے جانے کے لئے اور کچھ نہیں تھا۔

وہ وقت گزارنے کے لئے کبھی کبھی خیال خوانی کرتے تھے، کسی دوست یا رشتے دار کے دماغوں میں پہنچ جاتے تھے۔ پھر ان کے ذریعے دوسروں کے اندر بھی جگہ بنا لیتے تھے مگر جو حاصل نہیں ہوتا تھا۔ وہ کسی کو اپنی مدد کے لئے بلا نہیں سکتے تھے۔ انہیں دن کی روشنی میں دیکھ کر سوچتے تھے۔ سورج کیسے چمکتا ہوگا؟ دن کی روشنی کیسی ہوتی ہے؟ کیا ہم کبھی دوبارہ روشنی دیکھ سکیں گے؟

وہ تاریکی کے اس قدر عادی ہو گئے تھے کہ روشنی میں ان کی آنکھیں دُکھنے لگتیں۔ وہ کبھی کبھی جھنجلا کر زور زور سے بولتے تھے اور پوچھتے تھے "تم ہمیں قیدی بنا کر کس جرم کی سزا دے رہی ہو؟ تم ہم سے کیا چاہتی ہو؟ کم از کم ہماری ٹیلی پیتھی سے کوئی کام لو۔ کوئی فائدہ اٹھاؤ۔ ہمیں یہ خوشی ہوگی کہ تم ہمارے کام نہیں آتیں ہم تو تمہارے کام آتے ہیں۔"

وہ بولتے بولتے تھک جاتے تھے مگر جواب نہیں ملتا تھا۔ رفتہ رفتہ انہیں یقین ہوگیا کہ وہ قید کرنے والی اس وقت بھی نہیں بولے گی، جب وہ دونوں چیختے چیختے مرجائیں گے۔

یہ تو پاگل بنادینے والی بات تھی۔ اگر جوڈی نارمن کو ایک دوشیزہ نہ ملتی اور جورا جوری کو ایک پیار کرنے والا مرد نہ ملتا تو دونوں ایسے رویّے سے پاگل ہوجاتے۔ یہ دنیا اس لئے قائم ہے کہ مرد کو عورت نے اور عورت کو مرد نے سنبھال رکھا ہے۔

یوں ایک دوسرے کو سنبھالنے کا نتیجہ پریشان کن بھی ہوتا ہے۔ ایک روز اچانک جورا جوری کی طبیعت خراب ہوگئی۔ وقفے وقفے سے قے ہونے لگی۔ جوڈی نارمن نے اسے تسلیاں

دیں۔ آرام سے بستر پر لٹایا۔ پھر بلند آواز سے کہنے لگا "اس تاریک جہنم میں تم بھی نہیں سنتی ہو، خدا بھی نہیں سنتا ہے۔ میں کیسے تصدیق کروں کہ یہ میرے بچے کی ماں بننے والی ہے۔"

وہ روتے ہوئے بولی "ہاں یہ ماں بننے کے آثار ہیں۔ نارمن! مجھے تمہاری بھرپور محبت ملی۔ اب محبت کا انعام مل رہا ہے لیکن مجھے خوش ہونا چاہئے یا ماتم کرنا چاہئے؟ ایک ماں نو ماہ تک اس اندھیرے میں مصیبتیں اٹھائے گی۔ نو ماہ بعد میرا بچہ تاریک جہنم میں پیدا ہوگا۔ پیدا ہو کر آنکھیں کھول کر کچھ نہیں دیکھ سکے گا۔ جو بڑے کرب سے پیدا کرے گی اس ماں کو بھی نہیں دیکھے گا۔ ہائے میں کیسی ماں ہوں! ہائے وہ کیسا بچہ ہوگا۔"

وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ وہ بولتی بھی جارہی تھی اور روتی بھی جارہی تھی۔ نارمن اسے تسلی نہیں دے رہا تھا۔ اس سے الگ ہو کر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ایسے وقت آنسو پونچھو تو اور زیادہ امڈ آتے ہیں۔ ہمدردی کرو تو اور زیادہ کلیجا پھٹنے لگتا ہے۔ اس لئے وہ خاموش تھا۔ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ انہیں قید کرنے والی ایک عورت ہے۔ شاید ایسی حالت میں جوراجوری کی آہ و زاری اس عورت کو متاثر کردے۔

عورت پہلی بار ماں بننے والی ہو اور عذاب میں مبتلا ہو تو اس کی آہ و زاری پتھر کو بھی پگھلا دیتی ہے لیکن یہ کوئی سنگدلی سی سنگدلی تھی کہ اب بھی جواب نہیں مل رہا تھا۔ وہ عورت یا تو گونگی ہوگئی تھی یا انہیں قید کرنے کے بعد وفات پاگئی تھی۔ اسی لئے اُس کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

مرینا اس وقت دوسرے معاملات میں مصروف تھی۔ نئے سُپر ماسٹر کو بتا رہی تھی کہ اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو تاریکی میں قید کرنے کے کتنے فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جوراجوری، جوڈی، نارمن، ٹیوسنتانا اور پال ہوپ کن دشمنوں سے محفوظ رہے۔ سونیا اور اس کے خیال خوانی کرنے والے ان چاروں کو ٹریپ نہ کرسکے۔

مرینا نے کہا "اس دوران میں چاروں پر تنویمی عمل کرتی رہی ہوں، یہ چاروں ہمیشہ میرے فرمانبردار رہیں گے اور کبھی کسی دشمن کے زیرِ اثر نہیں آئیں گے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "جب تمہیں ان کی فرمانبرداری پر پورا بھروسا ہے تو انہیں تاریکی سے نکالو۔ انہیں ملک اور قوم کے لئے استعمال کرو۔"

"بے شک، میں سب سے پہلے پال ہوپ کن کو آزاد کروں گی وہ میرا معمول بننے سے پہلے بھی محبِ وطن تھا اور آج بھی ہے۔"

"مس مرینا! ہمیں کئی معاملات میں خیال خوانی کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ پلیز انہیں امریکا واپس لے آئیں۔"

"ٹھیک ہے، میں پہلے آزمائش کے طور پر پال ہوپ کن کو یہاں سے روانہ کروں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ ادھر کئی دنوں سے وہ خود کو بہت زیادہ مصروف رکھنے لگی تھی۔ اپنے ذہن کو بھٹکنے سے روکنا چاہتی تھی اور ذہن تھا کہ موقع ملتے ہی پارس کی طرف اُڑنے لگتا تھا۔

وہ سمجھنا چاہتی تھی کہ اس کے لئے ایسی دیوانگی کیوں ہے؟ آخر اس میں کیا بات ہے؟ اگر اس کی زندگی میں پارس نہ آتا۔ کوئی دوسرا آتا تب بھی یہی دیوانگی ہوتی؟ ہرگز نہیں، تجزیہ کرنے سے بات سمجھ میں آگئی۔ وہ غیر معمولی تھا۔ دنیا کے تمام لوگوں سے مختلف تھا۔ زہریلا تھا، سانپ تھا، ایک ملاقات کے بعد دوسری ملاقات کے لئے نہ ٹوٹنے والا نشہ چھوڑ جاتا تھا۔ دراصل وہ دیوانی نہیں تھی۔ نشے کی عادی ہوگئی تھی۔

وہ سوچتے سوچتے سر کو جھٹک کر جیسے ہوش میں آگئی ورنہ مدہوش ہونے والی تھی۔ آئینہ دیکھا تو چہرہ تمتما رہا تھا۔ آنکھیں نشیلی ہوگئی تھیں۔ اگرچہ پارس سے ملاقات کرنے میں دشواری نہیں تھی۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ سکتی تھی۔ جہاں چاہتی وہاں اسے بلا سکتی تھی لیکن دیوانگی میں بھی بلا کی ذہانت سے سوچتی تھی۔

'نہیں، مجھے اپنے جذبات پر قابو ہونا چاہئے۔ مقابلہ سونیا سے ہے۔ وہ سمجھ رہی ہے کہ اس نے ڈمی کا فریب دے کر اصل پارس کو تاریک قید خانے سے آزاد کرالیا ہے، اور میں مطمئن ہوں کہ اصل پارس آزاد ہو کر بھی ذہنی طور پر میرا تابعدار ہے۔ اگر میں اتنی جلدی تنہائی میں اس سے کہیں ملنے جاؤں گی تو سونیا کے آدمی مجھے گھیر لیں گے۔ لہٰذا صبر سے پارس کے دماغ میں آتے جاتے ہوئے سونیا کی مصروفیات کو سمجھتے رہنا چاہئے۔'

اس نے پارس کی طرف سے دھیان ہٹانے کے لئے خیال خوانی کی پرواز کی اور پال ہوپ کن کے اندر پہنچ گئی۔ وہ یوگا کا ماہر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا تھا چونکہ مرینا کا معمول تھا اس لئے اسے محسوس نہ کرسکا۔ وہ بولی "ہیلو پال!"

اس نے چونک کر پوچھا "کون؟ مرینا تم ہو؟"

"ہاں میں ہوں۔"

"آہ! اس سور کی بچی شیلپا نے تمہیں بھی کسی تاریک کمرے میں قید کردیا ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "پال! میں نے تم چاروں قیدیوں سے جھوٹ کہا تھا۔ میں قیدی نہیں ہوں اور نہ ہی شیلپا نے تم لوگوں کو قید کیا ہے۔"

پال ہوپ کن نے کہا "سمجھ گیا، ابھی تم میرے دماغ میں آئیں اور میں نے تمہیں محسوس نہیں کیا۔ تم نے مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا ہے۔"

"ٹھیک سمجھ رہے ہو۔ اب تمہیں مجھ پر غصہ آئے گا۔"

"ایک معمول اور تابعدار کے غصے کی اہمیت [illegible] ہے۔ بولو کیا حکم ہے میری مالکہ؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "میں مالکہ نہیں تمہاری دوست ہوں۔ تمہاری حب الوطنی کے باعث تمہاری قدر کرتی ہوں۔"

"قدر بھی کرتی ہو، غلام بھی بناتی ہو۔"

"ابھی تم آزاد ہوجاؤ گے لیکن آزادی کے لئے چند شرائط ہیں۔ تم اپنا نام اور اپنی شخصیت تبدیل کرو گے۔ چہرہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے تبدیل ہوگا تاکہ سونیا کا یا ہمارے ملک کا کوئی آدمی تمہیں نہ پہچانے۔ میں نے تم چاروں پر تنویمی عمل کیا، تاریک قید خانے میں رکھا۔ میں دشمن نہیں۔ اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو اس مکار چڑیل سے بچانے کا یہی ایک راستہ تھا"

"تمہاری باتیں میرے دل کو لگ رہی ہیں لیکن یہ تصدیق لازمی ہے کہ تم واقعی ہمارے ملک اور ہماری قوم کے لئے ایسا کر رہی ہو۔"

"میرے دماغ میں آؤ اور نئے سپر ماسٹر کے دماغ میں پہنچو۔ پھر اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے پاس جاؤ۔ تصدیق ہوجائے گی۔"

اس نے پال ہوپ کن کو سپر ماسٹر کے پاس پہنچایا۔ پھر کہا۔ "اب میں ٹیوسنتانا سے مل کر آتی ہوں۔"

وہ تاریک کمرے کے دوسرے قیدی کے پاس جانا چاہتی تھی پھر جانے کیسے عورت کے دل نے عورت کی طرف کھینچ لیا۔ وہ جوراجوری کے پاس آئی تو حیران رہ گئی۔ مرینا نے یہ کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ جوراجوری اور نارمن کو محبت میں گرفتار کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا۔ ان کی تہذیب کے مطابق نتیجہ برا نہیں تھا۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی وہ شادی کرتے تو ان کا قانون اور معاشرہ خوش رہتا۔ دراصل برا یہ ہوا تھا کہ بچے کی بنیاد تاریکی میں پڑی تھی۔ طبی نقطۂ نظر سے بچے میں کوئی خرابی پیدا ہوسکتی تھی۔

اس نے فیصلہ کیا کہ بچے کی ماں کو فوراً روشنی میں آکر زندگی گزارنا چاہئے۔ پھر وہ پہلی بار بولی "جوراجوری! دل اور دماغ سے تمام پریشانیاں نکال دو۔ تم نارمن کے ساتھ ایک گھنٹے کے اندر اندر آزاد ہوجاؤ گی۔"

جوراجوری ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ نارمن سے بولی۔ "وہ میرے دماغ میں بول رہی ہے۔ کہتی ہے، ہم آزاد ہو رہے ہیں۔"

مرینا نے نارمن کے دماغ میں آکر کہا "بچہ مبارک ہو۔ اس کے طفیل آزادی مل رہی ہے لیکن چند شرائط پر عمل کرنا ہوگا۔"

"ہم بچے کی خاطر تمہاری ہر شرط مان لیں گے۔"

"تم دونوں اپنا نام اور اپنی شخصیت تبدیل کرو گے۔ اس سلسلے میں میری جو نئی پلاننگ ہے، وہ تمہیں نیا سپر ماسٹر سمجھائے گا۔ میرے دماغ میں آؤ اور سپر ماسٹر کے پاس پہنچو۔"

مرینا نے ان دونوں کے ساتھ ٹیوسنتانا کو بھی سپر ماسٹر کے پاس پہنچایا پھر اپنے خاص میک اپ مین اور پلاسٹک سرجری کرنے والے کے پاس آئی۔ وہ بھی اس کا تابعدار تھا۔ اس نے کہا "چار افراد کے چہروں پر ہلکی سی تبدیلیاں کرو گے۔ سرجری کا تمام ضروری سامان میرے پاس موجود ہے۔ میں آدھے گھنٹے بعد تمہیں بلاؤں گی۔"

آدھے گھنٹے تک وہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے معمول سپر ماسٹر سے یہ پلاننگ سنتے رہے کہ کس طرح وہ بالکل آزاد ہو کر اپنے ملک میں زندگی گزاریں گے اور اپنے ملک کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہیں گے لیکن وہ جو کچھ کریں گے، مرینا کی ہدایات کے مطابق کریں گے۔

مرینا کی سب سے پہلی ہدایت تھی کہ وہ گھر کی چار دیواری سے نکل کر کبھی خیال خوانی نہیں کریں گے۔ دشمن اتنے چالاک ہوتے ہیں کہ کسی کے خاموش رہنے کے انداز سے خیال خوانی کرنے والے کو تاڑ لیتے ہیں۔ اکثر ٹیلی پیتھی جاننے والے پبلک مقامات میں خیال خوانی کے باعث دشمنوں کے شکنجے میں آجاتے ہیں۔

لہٰذا ان چاروں کو سمجھایا گیا کہ وہ کسی بچے کے سامنے بھی خیال خوانی نہ کریں۔ کبھی ان پر مصیبت آئے تو وہ مرینا یا اپنے قابلِ اعتماد ساتھی کے دماغ میں آکر صرف اتنا کہہ دیں "خطرہ" اتنا کہہ کر فوراً دماغی طور پر حاضر ہونے سے کسی کو ان کی خیال خوانی کا شبہ نہیں ہوگا اور ان کی مصیبت دور کرنے، انہیں خطرے سے نکالنے کے لئے مرینا یا کوئی ساتھی ان کے پاس پہنچ جائے گا۔

دوسری ہدایت یہ تھی کہ ملکی معاملات میں مرینا اعلیٰ حکام یا سُپر ماسٹر سے احکامات حاصل کرے گی۔ اگر ان احکامات پر عمل کرنے سے ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کو نقصان پہنچتا ہو تو وہ تعمیل سے انکار کردے گی۔ وہ اپنے چاروں خیال خوانی کرنے والوں کی بھلائی کو مدِ نظر رکھ کر انہیں ملکی مفادات کے لئے استعمال کرے گی۔

وہ چاروں اپنے ملک اور اپنی قوم سے محبت کرتے تھے اور مرینا کا طریقۂ کار بڑا ہی دانشمندانہ تھا۔ اس کی ہدایات پر عمل کر کے وہ سونیا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہ سکتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ آزادی سے زندگی گزار سکتے تھے لیکن ایک بات چاروں کو ناپسند تھی کہ وہ اس کے معمول اور تابعدار بن گئے تھے، ہر طرح آزاد ہونے کے باوجود ایک عورت کے غلام بن گئے تھے۔

مرینا نے پہلے جوراجوری کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے گہری نیند سلایا پھر نارمن کو بھی سلا دیا۔ انہیں حکم دیا کہ چہرے پر سرجری کے دوران آنکھیں نہ کھولیں۔ جب تک مرینا حکم نہ دے، وہ بیدار نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد اس نے تاریک

کمرے کو روشن کیا۔ اپنے خاص پلاسٹک سرجری کے ماہر کو وہاں پہنچایا۔

اس کی مصروفیات بڑھ گئیں تھیں۔ بعد میں پال ہوپ کن اور ٹیڈو سنتانا کے چہرے بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعے تبدیل کئے گئے۔ ان چاروں کو تاریک کمروں سے اس طرح نکالا کہ وہ آئندہ کبھی اس قید خانے کا سراغ نہ لگا سکیں۔

ان کے نئے نام' نئی شخصیت کے مطابق امریکا کی شہریت کے کاغذات حاصل کئے۔ تینوں کو لندن سے روانہ کیا۔ صرف پال ہوپ کن رہ گیا۔ مرینا نے کہا "جیسا کہ میں کہہ چکی ہوں کہ تمہاری بہت قدر کرتی ہوں اس لئے تم سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔ روبرو بیٹھ کر کچھ اہم باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"یہ میری خوش قسمتی ہے۔"

"ٹیکسی میں بیٹھو' دریائے ٹیمز کے کنارے وکٹوریہ ایمبنکمنٹ کی سڑک پر آؤ۔ میں وکٹوریہ ہوٹل کے کمرا نمبر دو سو بارہ میں ہوں۔"

پال ہوپ کن اپنے ہوٹل سے نکلا۔ پھر ایک ٹیکسی میں وکٹوریہ ہوٹل پہنچ گیا۔ دوسری منزل پر پہنچ کر دو سو بارہ نمبر کے دروازے کی کال بیل کا بٹن دبایا۔ اندر سے آواز آئی "کم ان۔"

وہ اندر آیا' وہ حسینہ ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں وہ بولی "پہچانا مجھے؟"

"ہاں ایک بار ٹریننگ سینٹر میں دیکھا تھا' کافی تبدیلی آگئی ہے؟"

"تبدیلی نہیں آئی' دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے چہرے پر ہلکی سی تبدیلی کی ہے۔"

وہ دوسرے صوفے پر بیٹھنے جا رہا تھا' وہ مسکرا کر بولی "میرے صوفے پر کافی گنجائش ہے۔"

وہ جواباً مسکرا کر اس کے پاس آیا پھر بیٹھ کر بولا "تم میری جتنی قدر کرتی ہو' اس سے زیادہ میں تمہیں چاہتا ہوں۔ تمہاری عزت کرتا ہوں۔ تم نے ہم سب کو دشمنوں سے محفوظ رکھ کر اپنے ملک کے کام آنے کے لئے بڑی دانشمندی اور بہتر حکمتِ عملی کا ثبوت دیا ہے۔"

"پال! میں کسی کے روبرو نہیں آتی' کسی پر بھروسا نہیں کرتی تمہارے سامنے اس لئے آئی ہوں کہ تم محبِ وطن بھی ہو اور بڑی صلاحیتوں کے مالک بھی۔ میں تمہیں اپنا دستِ راست بنانا چاہتی ہوں۔"

"تم میرے دماغ سے اپنے تنویمی عمل کا اثر ختم کرکے مجھے اپنا دوست اور دستِ راست بنا سکتی ہو۔ مجھ پر ایک بار بھروسا کرکے دیکھو۔"

"سوری پال! میں نے کبھی اپنے باپ پر بھی بھروسا نہیں کیا ...یہی میری کامیابی اور میرے عروج کا راز ہے۔"

"میرا بھی یہی اصول ہے۔ تم مجھے آزما کر دیکھو۔ تم نے میرے سامنے آنے کی حد تک مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اب دوست بنا کر بھی دیکھ لو۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ہم شادی کرلیں۔ اس کے بعد اعتماد خود بخود قائم ہو جائے گا۔"

"شادی؟" وہ خلا میں تکتے ہوئے بولی "میں شادی نہیں کرسکتی۔ میرے جسم و جان کا مالک کوئی اور ہے۔"

"کون ہے؟"

"کوئی بھی ہے' یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔"

"تم اپنے ذاتی معاملے میں آزاد ہو۔ کوئی تمہیں روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے' اور ہم بظاہر آزاد ہوتے ہوئے بھی تمہارے غلام ہیں اور غلام رہیں گے۔"

ایسا کہنے کے دوران اس نے ایک چھوٹا سا چاقو چھپا کر نکال لیا تھا پھر اچانک ہی اس پر حملہ کیا۔ چاقو کی نوک سے اس کے بازو کو اوپر سے نیچے چیرتا چلا گیا۔ اس حسینہ نے چیخ مار کر بازو کو تھام لیا۔ اس کے پاس سے اٹھ کر دور چلی گئی۔ پال ہوپ کن نے کہا "جتنی دور جا ہو چلی جاؤ' جب تک یہ چاقو کا زخم تکلیف دیتا رہے گا تم خیال خوانی نہیں کرسکو گی۔ میرے دماغ میں آکر مجھے مجبور نہیں بنا سکو گی۔"

وہ تکلیف سے کراہتی ہوئی بولی "میں اپنے اور تمہارے لئے اور اپنے ملک کے لئے بہت بڑا کام کرتی آرہی ہوں۔ تمہیں محبِ وطن سمجھ کر بلایا تھا مگر تم نے مجھے کمزور بنا کر اپنے وطن کو ان لمحات میں کمزور کردیا ہے۔"

وہ بولا "میں اپنے ملک کا آزاد شہری ہوں' تمہارا غلام بن کر نہیں رہ سکتا تھا۔ اب تمہارا تنویمی عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیونکہ میرے دماغ میں نہیں آسکو گی۔ میں تمہارے دماغ میں آیا کروں گا اور تمہیں اپنی معمولہ بنا کر اپنے ساتھ امریکا لے جاؤں گا۔ بیٹھ جاؤ' میں تمہارے زخم کی مرہم پٹی کروں گا لیکن اس سے پہلے تمہارے دماغ میں آرہا ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر مرینا کے دماغ میں جانا چاہتا تھا' اس نے سانس روک لی۔ وہ حیرانی سے بولا "تم گہرے زخم کے باوجود پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتی ہو اور سانس روک لیتی ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "گدھے کے بچے! جسے تو نے زخم لگایا ہے وہ میری ایک آلۂ کار ہے' میں اس کی زبان سے بول رہی ہوں۔ میں تمہارے جیسے کتوں پر بھروسا کرکے کبھی سامنے آنے کی حماقت نہیں کرسکتی۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "نہیں' تم مجھے دھوکا دے رہی ہو۔ میرے سامنے تم ہی ہو۔ ابھی یہاں سے بچ کر جانا چاہتی ہو۔ میں تمہیں جانے نہیں دوں گا۔"

اس نے آگے بڑھ کر اس کی گردن دبوچ لی۔ اسی وقت مرینا نے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سنبھلنے کی کوشش کرنے لگا۔ مرینا نے کہا "تم میرے معمول اور تابعدار ہو۔ میں حکم دیتی ہوں' میری آلۂ کار کی مرہم پٹی کرکے یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"

یہ حکم دے کر وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اب وہ تھک گئی تھی۔ قدرے مایوس ہوگئی تھی۔ پچھلے دو دنوں سے اپنے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر محنت کر رہی تھی' ان کی شخصیت تبدیل کرکے انہیں نیویارک روانہ کیا جاتا تھا۔ پال ہوپ کن سے بڑی توقعات تھیں کہ وہ بہترین معاون اور مددگار ثابت ہوگا لیکن وہ آستین کا سانپ تھا۔ اپنے دماغ پر ایک عورت کی حکمرانی برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے دشمنی پر اتر آیا تھا۔

اس نے ایک سرد آہ بھری۔ بس ایک پارس ہی تھا جس کے قریب وہ پورے اعتماد سے جا سکتی تھی اور اس کے دماغ پر ہمیشہ حکمرانی کرسکتی تھی۔ ایک سونیا کی طرف سے خدشہ تھا کہ وہ پارس کو چارا بنا کر اسے پکڑنے کی کوشش کرے گی۔ اسی خدشے کے باعث وہ پچھلے کئی دنوں سے اپنے اندر کی عورت کو مار رہی تھی اور پارس کی ضرورت کو کچل رہی تھی۔

لیکن یہ کب تک ہوسکتا تھا۔ وہ بالکل تنہا تھی۔ نہ فیملی لائف گزار رہی تھی نہ سماجی زندگی۔ کوئی اسے اپنائیت سے دیکھنے والا' اس کے دکھوں اور پریشانیوں کو سمجھنے والا نہیں تھا۔ ایسے میں سہارا نہ ملے تو انسان ذہنی انتشار میں مبتلا ہو کر ذہانت سے کام لینا بھول جاتا ہے۔ پھر نارمل نہیں رہتا اور وہ نارمل رہنا چاہتی تھی۔

وہ مجبور ہوگئی۔ اس کا بہترین ساتھی ایک پارس ہی تھا۔ اس نے سوچا' اس سے ضرور ملے گی لیکن محتاط رہے گی۔ ہر طرف نظر رکھے گی اور دیکھے گی کہ سونیا کیسی چالیں چلتی ہے۔ اس نے اپنے خاص ماتحت کے دماغ میں پہنچ کر اسے پارس کا موجودہ پتا بتاتے ہوئے کہا "وہ ایک آدھ گھنٹے بعد اپنی رہائش گاہ سے نکلے گا۔ تم اپنے آدمیوں کے ساتھ اس طرح تعاقب کرو گے کہ سونیا کے کسی بندے کو تم لوگوں پر شبہ نہ ہو۔ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ پارس کی نگرانی ہو رہی ہے یا نہیں؟"

"مادام! اگر پارس کسی ہوٹل یا کلب میں جائے تو ہمیں بھی اندر جانا چاہئے؟"

"وہ کسی ہوٹل یا کلب میں نہیں جائے گا۔ میں اسے لندن کی سڑکوں پر دوڑاتی رہوں گی۔"

اس نے ماتحت کو ہدایات دینے کے بعد پارس کے پاس آکر خاموشی سے اس کی سوچ پڑھی۔ وہ خوش فہمی میں تھی کہ وہ اس کا معمول ہے جبکہ وہ آزاد تھا۔ سونیا کی ہدایت پر اس طرح تنویمی عمل کیا گیا تھا کہ وہ مرینا کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا مگر بے اختیار سانس نہ روکتا اور محسوس کرتے ہی فوراً مرینا کے متعلق محبت سے سوچنے لگتا۔

وہ خاموشی سے پارس کے خیالات پڑھ کر خوش ہوگئی۔ وہ اسے یاد کر رہا تھا اور اس سے ملنے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ اس نے مخاطب کیا تو وہ ناراض ہو کر بولا "کیوں آئی ہو؟ میں تمہارا کوئی نہیں ہوں۔ چلی جاؤ یہاں سے۔"

وہ مسکرا کر بولی "تمہاری ناراضگی بجا ہے۔ مگر میں مجبور تھی۔ ایک تو ضروری معاملات میں الجھی ہوئی تھی۔ دوسرے سونیا کی چالوں کو سمجھنا چاہتی تھی۔ ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔ اگر ہم کہیں ملیں گے اور وہاں سونیا کے آدمی پہنچیں گے تو میرا انجام کیا ہوگا؟"

"تم درست کہتی ہو مگر مجھ سے دماغی رابطہ تو ہوسکتا تھا۔"

"تمہیں کیا پتا میں کتنی بار آئی گئی۔ تمہیں مخاطب نہیں کیا کیونکہ تمہارے دماغ میں کبھی سلمان واسطی اور کبھی سلطانہ بولتی تھی۔ وہ تمہیں سمجھاتے تھے کہ تمہیں جوجو کے پاس پیرس جانا چاہئے مگر تم نہ جانے کے بہانے کرتے رہتے تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ تم میری خاطر یہیں رہنے پر بضد ہو۔"

پارس نے کہا "تم چپ چاپ آتی تھیں اور خوش ہو کر چلی جاتی تھیں۔ میرا کوئی بھلا نہیں ہوتا تھا۔"

"آج بھلا ہوگا اور ابھی ہوگا۔ میرے پاس چلے آؤ۔"

وہ خوشی سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ "کہاں آؤں؟"

"تم اپنی کار میں نکلو اور خواہ مخواہ سڑکوں پر گھومتے رہو۔ ہماری ملاقات کی خوشی میں یہ نہ بھولنا کہ تمہاری غفلت میرے لئے مصیبت بن جائے گی لہٰذا پوری حاضر دماغی سے دائیں بائیں اور پیچھے آنے والوں پر نظر رکھنا۔ کوئی بھی تمہارے نقشِ قدم پر چل کر میری شہ رگ تک پہنچ سکتا ہے۔"

وہ دوڑتا ہوا باہر اپنی کار میں آگیا تھا' اسے اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتے ہوئے بولا "تم میری جان ہو' میری زندگی ہو' میں تم پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ میری سونیا مما بہت اچھی ہیں۔ میرے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کرتی ہیں۔ تم سے ملاقات کرنا میرا ذاتی معاملہ ہے۔ ویسے بھی بابا صاحب کے ادارے کا کوئی آدمی میری موجودگی میں تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

"تمہارا یہ اعتماد تمہارے لئے درست ہے۔ میں اپنے طور پر تمام خطرات کو ٹال کر تمہارے قریب آؤں گی۔ تم...

کرتے رہو۔ میں تھوڑی دیر کے لئے جارہی ہوں' پھر آجاؤں گی۔"

وہ چلی گئی۔ پارس اطمینان سے ڈرائیو کرنے لگا۔ وہ مرینا کو پسند کرتا تھا۔ اسے چاہتا تھا مگر چاہت میں دیوانگی نہیں تھی۔ ضرورت تھی۔ وہ جانتا تھا کہ کسی طرح مرینا شکنجے میں آجائے گی تو اس کے پیچھے وہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی چلے آئیں گے۔

مرینا کی ذہانت اور پے در پے کامیابیوں نے سمجھا دیا تھا کہ یہ لڑکی کبھی آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گی۔ اس کے لئے تحمل سے ایسے موقع کا انتظار کرنا ہوگا جب وہ ہاتھ آئے تو پھر اس کے نکل بھاگنے کا کوئی راستہ نہ رہے۔

وہ لندن کے راستوں پر کار دوڑاتا رہا۔ مرینا دوسری بار آئی تو بولا "پہلے ایک نیلے رنگ کی کار تعاقب کررہی تھی۔ ایک جگہ وہ کار رک گئی۔ اس کی جگہ سفید کار میرے پیچھے آرہی ہے۔ اگر یہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں تو ابھی انہیں روک سکتا ہوں۔"

وہ بولی "نہیں' وہ میرے آدمی ہیں۔ وہ تمہاری نگرانی کرنے والوں کو تلاش کررہے ہیں۔ تعجب ہے' سونیا کا یا بابا صاحب کے ادارے کا کوئی آدمی تمہارے پیچھے نہیں ہے۔"

"میں کہہ چکا ہوں' میرے ذاتی معاملات میں یا سیر و تفریح کے دوران کوئی میری جاسوسی نہیں کرتا ہے۔ ویسے تمہاری یہ عادت اچھی ہے کہ کسی پر بھروسا نہیں کرتی ہو' مجھ پر بھی نہیں۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ اتنی بڑی دنیا میں ایک تم ہی ہو' جس کے قریب آجاتی ہوں۔ اور یہ میرا فیصلہ ہے آج ہم ضرور ملیں گے۔

وصال کا یقین ہو تو صبر کا دامن ہاتھوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ ... مرینا بڑی صابر تھی۔ ایک وہی بے صبرا تھا۔ اس کے باوجود اسے ایک گھنٹے تک صبر کرنا پڑا۔ پٹرول کی ٹنکی دوبارہ فل کرانے کے بعد پھر سڑکوں پر گھومنا پڑا۔ آخر اس نے کہا "میں مطمئن ہوں۔ ہوٹل جارجیا کے کمرا نمبر سات سو سات میں آجاؤ۔"

وہ تیر کی طرح وہاں پہنچا۔ کمرا نمبر سات سو سات کی کال بیل بجائی' فوراً ہی دروازہ کھل گیا۔ کھلے ہوئے دروازے پر ایک نوخیز حسینہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔ پارس نے کہا "سوری' میں شاید غلط دروازے پر آگیا ہوں۔"

وہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولی "ذرا عقل سے کام لو۔ کیا میں اصلی صورت میں یہاں نظر آؤں گی۔"

پارس نے اندر آکر دروازے کو بند کیا پھر کہا "او مائی سویٹ مرینا!"

وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ چونک کر پلٹ گیا۔ سائلنسر لگے ہوئے ریوالور سے فائر کرکے دروازے کے لاک کو توڑا گیا تھا۔

دروازہ کھل گیا تھا۔ کھلے ہوئے دروازے کے سامنے وہ جینز اور جیکٹ پہنے کھڑی تھی۔ اس کے دائیں بائیں اور پیچھے مسلح باڈی گارڈز تھے۔ وہ قہقہہ لگا کر بولی "اسے کہتے ہیں ایک تیر سے دو شکار اور شکار بھی کیا خوب؟ پارس بھی' مرینا بھی..."

وہ پھر قہقہہ لگا کر اندر آئی۔ آنے والی سونیا نہیں تھی۔ ایک ایسی بلا تھی جو پارس کی دوست تھی نہ مرینا کی۔ اور وہ کوئی نئی بلا نہیں تھی شلپا تھی۔ اس کے مسلح ماتحتوں نے اندر آکر دروازے کو بند کردیا تھا۔ چونکہ فائر کرکے لاک توڑ دیا تھا اس لئے دروازہ بند نہیں رہ سکتا تھا۔ ایک ماتحت اس سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوگیا۔

شلپا نے مرینا کو دیکھ کر کہا "تم یقیناً میک اپ میں ہو' میں تمہارا اصلی چہرہ خوب پہچانتی ہوں کیونکہ تمہارے جنرل انکل کی داشتہ رہ چکی ہوں۔"

پھر وہ پارس کو دیکھ کر بولی "ایک بار تم نے ایسے ہی ایک ہوٹل کے کمرے میں مجھے بے بس اور مجبور کیا تھا۔ میں تم سے انتقام لینے آئی تھی۔ اچانک انکشاف ہوا کہ تم مرینا سے ملنے جارہے ہو۔ جانتی ہو مرینا! مجھے کیسے معلوم ہوا؟"

مرینا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی "میں ایک اجنبی خیال خوانی کرنے والی لڑکی بن کر پارس کو چھیڑنا چاہتی تھی۔ ... یہ اپنے باپ کی طرح عیاش ہے۔ میں نے سوچا' یہ مجھے حاصل کرنے کے لئے مچلے گا تو میں اسے کہیں بلاؤں گی اور اسے زخمی کرکے دماغی طور پر اپنا غلام بنالوں گی۔"

وہ ریوالور کو سہلاتے ہوئے بولی "مزہ آگیا۔ ابھی میں اسے چھیڑنے کے لئے اس کے دماغ میں پہنچی تو اس نے سانس نہیں روکی کیونکہ تم وہاں موجود تھیں۔ اس سے بول رہی تھیں' میں مطمئن ہوں' ہوٹل جارجیا کے کمرا نمبر سات سو سات میں آجاؤ۔ میں نے تمہاری آواز پہچان لی۔ مقدر سے دو پکے ہوئے پھل میری جھولی میں آرہے تھے اس لئے میں چلی آئی۔"

مرینا نے کہا "شلپا! میں تم سے شدید نفرت کرتی ہوں۔ تم میرے انکل کی داشتہ بن کر ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام اور پتے معلوم کرتی تھیں اور ان کے دماغوں پر قبضہ جما کر ان پر حکومت کرنا چاہتی تھیں لیکن حکومت کرنے کے لئے ذہانت اور بہترین حکمتِ عملی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ دونوں چیزیں تمہارے پاس نہیں ہیں۔ اگر تمہارے پاس عقل ہوتی تو یہ سمجھ لیتیں کہ جب پارس اور مرینا الگ الگ اتنے خطرناک ہوتے ہیں تو ایک ساتھ ہوں کس بلا کے خطرناک ہوں گے۔ تمہیں ہمارے سامنے خود نہیں آنا چاہئے تھا۔ اپنے کسی آلۂ کار کو بھیجنا چاہئے تھا۔"

شلپا نے سائلنسر لگے ہوئے ریوالور سے نشانہ لے کر کہا "میں تمہیں زخمی کرکے تمہارے دماغ میں پہنچوں گی تو..."

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے کسی نے باہر سے دروازے پر زور کی لات ماری۔ شلپا کا جو ماتحت دروازے سے لگا کھڑا تھا وہ وہاں سے اچھل کر اپنے ساتھیوں پر آکر گرا۔ وہ دونوں ساتھی شلپا پر آگرے۔ اس اچانک افتاد سے شلپا بھی توازن قائم نہ رکھ سکی۔ اوندھے منہ گرتی ہوئی پارس کے قدموں میں آگئی۔

پارس نے اس کے ریوالور پر پاؤں رکھ کر کہا "اپنے آدمیوں کا انجام دیکھو۔ اس نے فرش پر پڑے پڑے سر گھما کر اپنے ساتھیوں کو دیکھا۔ لات مار کر دروازہ کھولنے والوں نے سائلنسر لگے ہوئے ریوالوروں سے فائرنگ کی تھی۔ شلپا کے مسلح باڈی گارڈز کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ ان کے فرش سے اٹھنے تک ہاتھوں اور پیروں میں گولیاں مار کر ان کے ہتھیار گراوئے تھے۔

مرینا نے کہا "تمہارے کتے زخمی ہوگئے۔ ہتھیار نہیں اٹھا سکیں گے۔ اب میں تمہیں زخمی کرکے تمہارے دماغ میں پہنچوں گی۔ یہ میرے آدمی ہیں۔ بولو' تمہیں زخمی کیا جائے یا میرے لئے دماغ کا دروازہ کھولو گی۔"

پارس نے کہا "نہیں مرینا! تم اسے ٹریپ نہ کرو۔ یہ میری وائف جوجو کی معمولہ ہے۔ اسے جانے دو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "ہاتھ آئے ہوئے شکار کو جانے دوں؟ نہیں پارس! جب میں نے تم پر عمل کرکے تمہیں اپنا وفادار بنایا تھا تب میں نے تمہارے دماغ سے معلوم کیا تھا کہ شلپا انجانے میں جوجو کی معمولہ بن گئی ہے۔ اس کے بعد شلپا کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے۔ جوجو اسے ضرورت کے وقت استعمال کرنا چاہتی تھی۔"

مرینا بولتی ہوئی ایک صوفے پر جاکر بیٹھ گئی۔ پھر بولی "پارس! میری جان! میری زندگی! تم میرے وفادار ہو۔ معقول بات پر سرِ تسلیم خم کرلو۔ اور وہ معقول بات یہ ہے کہ شلپا میرے ملک کی شہری ہے اسے میرے ملک میں ٹیلی پیتھی سکھائی گئی ہے۔ اسے صرف میرے ملک کے کام آنا چاہئے۔ اس لئے میں اسے تاریک قید خانے میں رکھ کر اس کا دماغ درست کروں گی۔"

پارس کو ثابت کرتے رہنا تھا کہ وہ مرینا کا معمول اور تابعدار ہے اس لئے اس نے سرِ تسلیم خم کرلیا۔ شلپا نے مرینا کے آدمیوں کو دیکھا جو ریوالور سے اس کا نشانہ لئے ہوئے تھے' صرف حکم کے منتظر تھے۔ وہ گڑگڑا کر بولی "مجھے زخمی نہ کرو۔ میرے دماغ میں آجاؤ۔"

وہ شلپا کے اندر آکر بولی "کیوں' میں نے ٹھیک کہا تھا نا کہ انسانی دماغوں پر حکومت کرنے کے لئے ذہانت اور بہترین حکمتِ عملی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ چیزیں تمہارے پاس نہیں ہیں۔"

"میں مانتی ہوں۔ ابھی تمہاری باتوں سے پتا چلا ہے کہ تم ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تاریک قید خانوں میں رکھتی ہو۔ مجھے دوست بنالو۔ میں ہمیشہ تمہاری برتری تسلیم کرتی رہوں گی۔"

مرینا نے اچانک اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا اور ساتھ ہی سختی سے اس کے ہونٹوں کو بند کردیا تاکہ وہ چیخیں مار کر ہوٹل والوں تک اپنی آواز نہ پہنچائے۔ وہ بڑے کرب میں مبتلا ہوگئی تھی' دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ انتہائی تکلیف کے وقت چیخنا چلانا ایک فطری امر ہے۔ چیخنے اور بین کرنے کے دوران تکلیف میں نامعلوم سی کمی ہوتی ہے۔ یہ ظلم کی انتہا تھی کہ مرینا اسے چیخنے کی بھی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

اس نے دوسری بار دماغی جھٹکا پہنچایا تو وہ اذیت برداشت نہ کرسکی' بیہوش ہوگئی۔ مرینا نے اپنے آدمیوں سے کہا "اسے اٹھا کر بستر پہ ڈالو اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرکے یہاں سے بھگادو۔"

وہ حکم کی تعمیل کرنے لگے۔ ایک شخص باہر گیا۔ فرسٹ ایڈ کا سامان لے آیا۔ ان کی مرہم پٹی اس طرح کردی کہ وہ اوپر سے زخمی نظر نہ آئیں۔ پھر وہ سب ان زخمیوں کو ہانکتے ہوئے وہاں سے لے گئے۔ اس کمرے کے بستر پر شلپا کو چھوڑ گئے۔

پارس نے کہا "سوچا تھا کیا اور کیا ہوگیا۔ یہ بستر ہمارے لئے تھا مگر یہ شلپا صاحبہ آرام فرمارہی ہیں۔"

مرینا نے کہا "میرے نصیب اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ اچھے اس لئے کہ چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بعد یہ پانچویں شلپا ہاتھ آئی ہے۔ میں اپنے ملک کی کھوئی ہوئی قوت پھر سے حاصل کرتی جارہی ہوں۔"

"پھر تو تمہارے نصیب برے نہیں ہیں؟"

"ہیں' بہت ہی برے ہیں۔ سکون سے تمہاری آغوش میں رہنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ پہلے تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنا بنا کر رکھنا چاہا تو سونیا نے میرے انکل کو یرغمال بنا کر تمہیں مجھ سے دور کردیا۔ اب تم سے تنہائی میں ملتے وقت دھڑکا لگا رہتا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے والے تمہاری نگرانی کرتے ہوں گے۔ وہ تمہارے ذریعے میری شہ رگ تک پہنچ سکتے ہیں۔"

پارس نے کہا "یہ تمہارا وہم ہے۔ کوئی میری نگرانی نہیں کرتا۔ مجھے یہاں آئے ایک گھنٹا گزر چکا ہے۔ شلپا نے آکر گڑبڑ کی پھر میری نگرانی کرنے والے کیوں نہیں آئے؟"

"اس میں بھی کوئی راز ہوگا۔ سونیا کی مکاریاں دیر سے سمجھ میں آتی ہیں۔"

"کیا یہ بھی مکاری ہے کہ تم نے شلپا کو دماغی اذیتیں پہنچائیں اور ہمارے کسی خیال خوانی کرنے والے نے مداخلت نہیں کی۔ شلپا جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی تمہارے ہاتھوں میں آرہی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ شلپا اور مرینا دونوں اس کمرے میں ہیں۔ ہمارے آدمی تم دونوں کو آسانی سے گرفتار کرسکتے ہیں۔"

"شاید سونیا اس کشمکش میں ہو کہ میں اصل مرینا ہوں یا مرینا کی کوئی آلۂ کار؟ اس الجھن کے باعث اس کے آدمی ادھر نہ

آ رہے ہوں۔"

ٹھیک ہے۔ تمہارے لئے الجھن ہوگی مگر شلپا کے لئے تو نہیں ہے۔ وہ شلپا کو تم سے چھین کر لے جانے کے لئے آسکتے ہیں۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پارس نے اسے زیادہ سوچنے کا موقع نہیں دیا۔ کہنے لگا۔ "مرینا! دوسرے پہلو سے بھی سوچو۔ میرے یہاں آنے کی خبر کسی کو نہیں ہے اور شلپا کے یہاں آنے تک کوئی اس کے دماغ میں بھی نہیں تھا۔ کوئی ہوتا تو شلپا کو دماغی اذیتوں سے بچالیتا کیونکہ یہ عورت سونیا مما کے لئے بھی بے حد اہم ہے۔"

وہ قائل ہو کر بولی "ہاں میں خواہ مخواہ خدشات میں گھر کر محبت کے قیمتی لمحات ضائع کر رہی ہوں۔"

"تو پھر مجھ سے دور کیوں ہو؟"

"ذرا صبر کرو۔ دیکھو یہ ہوش میں آرہی ہے۔ میں ابھی جوجو کے عمل کا توڑ کر کے اسے اپنی معمولہ بناؤں گی پھر اسے تنویمی نیند سلادوں گی۔ اس کے بعد تو رات ہماری ہے۔"

وہ صوفے سے اٹھ کر بستر کے پاس گئی۔ شلپا کی سانسیں نارمل ہو رہی تھیں۔ مرینا نے اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ ہوش میں آرہی تھی۔ چند لمحات میں آنکھیں کھولنے والی تھی۔ اس نے آنکھیں کھولنے نہیں دیں۔ اس کے کمزور دماغ پر عمل کرنے لگی۔

پارس بیزار ہو کر صوفے پر لیٹ گیا۔ اس کی فطرت بھی سانپ جیسی ہوتی جارہی تھی۔ وہ اپنے شکار کو سونگھ کر پہچان لیتا تھا۔ مرینا سے اس کی پہلی قربت جگت آنٹی کے گیسٹ روم میں ہوئی تھی۔ دوسری بار قید خانے کی تاریکی میں وہ آئی تھی اور اس نے تاریکی میں اسے پہچان لیا تھا۔ لیکن ہوٹل کے کمرے کی بھرپور روشنی میں وہ آئی تو وہ نہیں تھی۔ مرینا کی کوئی آلۂ کار تھی۔

پارس نے کمرے میں داخل ہو کر اسے بازوؤں میں لیتے ہی پہچان لیا تھا کہ یہ وہ بدن نہیں ہے جو گیسٹ روم اور اس کے بعد تاریک قید خانے میں آیا تھا۔ مرینا جذبات میں اندھی نہیں ہوتی تھی، دوسروں کو اندھا کر دیتی تھی۔ ویسے اس نے اپنی آلۂ کار کو بھیج کر پارس کو دھوکا نہیں دیا تھا۔ وہ محتاط رہ کر سونیا کی چالوں کو سمجھنا چاہتی تھی۔

اور سونیا ایسی چالباز تھی، جسے سمجھنا تقریباً ناممکن تھا۔ جب شلپا کمرے میں آئی تھی تب سلمان نے پارس کے پاس آکر پوچھا تھا "کیا یہ مرینا ہے؟"

"نہیں، اس کی آلۂ کار ہے۔"

سلمان شلپا کے دماغ میں چلا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سلمان کے جاسوس اس ہوٹل میں نہیں آئے تھے۔ جب شلپا اور اس کے باڈی گارڈز بے بس ہوگئے تو وہ سونیا کے پاس آیا اور ساری روداد سنا کر بولا "شلپا بے بس ہوگئی ہے۔ مرینا کہہ رہی ہے، شلپا کو اپنی معمولہ بنائے گی۔ کیا میں مداخلت کروں؟"

"بالکل نہیں، تم خاموشی سے تماشا دیکھو۔ جب مرینا اس کے دماغ میں جوجو کے تنویمی عمل کا توڑ کرے اور اپنی معمولہ بنانا چاہے تو چپ چاپ اس کے تنویمی عمل کو ناکام بناتے رہنا۔ جب وہ جوجو کے عمل کا توڑ کرنے میں ناکام رہے گی تو شلپا پہلے کی طرح ہماری ہی گرفت میں رہے گی۔"

"میں سمجھ گیا۔ مرینا کے ناکام عمل کے بعد شلپا تنویمی نیند سوئے گی۔ ابھی اس نے کہا ہے کہ اسے تاریک قید خانے میں پہنچا کر اس کا دماغ درست کرے گی۔ اگر میں شلپا کے دماغ میں مسلسل موجود رہوں تو اس کے ذریعے تاریک قید خانے کا سراغ مل جائے گا۔"

"بالکل ٹھیک۔ تم اور سلطانہ اس کے دماغ میں باری باری رہو۔ اس طرح مرینا کے خفیہ اڈے تک ضرور پہنچو گے۔"

سلمان تھوڑی دیر بعد شلپا کے دماغ میں آیا تو وہ ہوش میں آگئی تھی اور مرینا اس پر عمل کرنے والی تھی۔ یہ تو معلوم ہو چکا تھا کہ شلپا کے بستر کے پاس جو حسینہ کھڑی ہوئی تنویمی عمل کر رہی ہے وہ مرینا نہیں ہے اس کی آلۂ کار ہے اور مرینا کہیں آرام سے بیٹھی ہوئی ہے۔ وہاں سے شلپا کے دماغ میں پہنچ کر تنویمی عمل میں مصروف ہوگئی ہے۔

خوب چکر چل رہا تھا۔ سونیا کی حکمتِ عملی سے مرینا اپنے مقاصد میں بظاہر کامیاب ہو رہی تھی اور کامیابی کی خوش فہمی میں اپنے لئے گڑھا کھودتی جارہی تھی۔ اب یہ یقین ہو چکا تھا کہ شلپا جس خفیہ اڈے میں پہنچائی جائے گی وہی مرینا کی خفیہ رہائش گاہ ہوگی۔

ہپناٹزم کا عمل ہوگیا۔ مرینا کی ڈمی نے بستر کے پاس سے آکر پارس کو دیکھا۔ وہ آنکھیں بند کئے صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے دروازے کے پاس آکر دیکھا۔ اس کا لاک ٹوٹا ہوا تھا۔ اب اندر سے بند نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔

پارس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ شلپا بستر پر سو رہی تھی۔ مرینا کی آلۂ کار نظر نہیں آئی۔ وہ صوفے سے اٹھ کر باتھ روم میں آیا۔ وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ اس نے سوچ کے ذریعے پکارا۔ "مرینا! تم کہاں ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے شلپا کو دیکھا۔ پھر تیزی سے چلتا ہوا باہر آیا۔ وہ کوریڈور کے آخری سرے سے چلی آرہی تھی۔ اس نے پوچھا "تم کہاں گئی تھیں؟"

وہ بولی "ہمارے کمرے کا صرف دروازہ ہی نہیں ٹیلی فون بھی خراب ہے۔ میں نے نیچے کاؤنٹر پر جاکر دوسرا کرا لیا ہے۔ سات سو بارہ نمبر کا کمرا ہے، آؤ۔"

وہ پارس کا ہاتھ پکڑ کر اُدھر جانا چاہتی تھی، اس نے کہا۔ "لیکن اس کمرے میں شلپا سو رہی ہے۔"

"وہ ابھی خود ہی بیدار ہو کر چلی جائے گی۔ صبح تک اپنی رہائش گاہ میں چھپ کر رہے گی مگر میں صبح سے پہلے ہی اس کے دماغ میں جاؤں گی اور اسے دماغی طور پر غائب کر کے تاریک قید خانے میں پہنچادوں گی۔"

سلمان ایسے وقت پارس کے پاس آکر یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا "بیٹے! میں صبح تک شلپا کے دماغ میں رہوں گا۔ آج مرینا کا خفیہ اڈا ضرور معلوم ہوگا۔"

وہ چلا گیا۔ پارس مرینا کی آلۂ کار کے ساتھ کمرا نمبر سات سو بارہ میں آیا۔ وہ آلۂ کار دروازے کو اندر سے بند کر کے اس کے قریب آئی پھر اس کے گلے کا ہار بن گئی۔ پارس نے پہلے تو اسے بے دلی سے قبول کیا پھر یکبارگی چونک گیا۔

یا حیرت! یہ وہی بدن تھا، جو پہلے گیسٹ روم کی تنہائی میں اور اس کے بعد قید خانے کی تاریکی میں ملا تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے والی آلۂ کار نہیں تھی۔ حقیقتاً مرینا تھی۔

بات سمجھ میں آگئی۔ مرینا نے اپنے محتاط طریقۂ کار کے مطابق اس ہوٹل میں پہلے ہی دو کمرے بک کرائے تھے۔ کمرا نمبر سات سو سات میں اس کی آلۂ کار آئی تھی اور وہ خود کمرا نمبر سات سو بارہ میں بیٹھ کر خیال خوانی کرتی رہی تھی۔ شلپا پر عمل کرنے کے بعد جب یقین ہو گیا کہ اب کوئی دشمن ادھر نہیں آئے گا تو اس نے اپنی آلۂ کار کو وہاں سے روانہ کر دیا اور کمرا نمبر سات سو بارہ سے نکل کر پارس سے آملی۔

وہ تھوڑی دیر پہلے بے دلی سے قبول کرنے والا تھا۔ اب اسے دل سے قبول کرنے لگا۔ ایک تو اس لئے کہ اس پر سچ مچ دل آگیا تھا دوسرے یہ کہ وہ سچ مچ وہی تھی جسے سونیا شکنجے میں کسنا چاہتی تھی۔ اب کیا دیر تھی؟ پارس گردن دبوچ لیتا تو وہ خیال خوانی بھول جاتی لیکن یہ جلد بازی نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔

بندوق کی گولی کو کوئی مٹھی میں کیچ نہیں کر سکتا۔ مرینا اپنی ذہانت بھری مکاری سے گولی کی طرح آرپار ہو جاتی تھی۔ کسی کے جسم میں یا ہاتھ میں ٹھہرتی نہیں تھی۔

پہلی بار میں نے اور سلمان نے اسے پکڑنا چاہا تھا مگر وہ بڑی صفائی سے ہمیں الو بنا کر نکل گئی تھی۔ دوسری بار پارس اسے پکڑنے والا تھا، وہ پارس کو بھی چکر میں ڈال کر چلی گئی تھی۔ تیسری بار بھی اس نے اسے بے بس کر کے تاریک قید خانے میں پہنچایا تھا۔ ایسی زبردست احتیاطی تدابیر پر عمل کرتی تھی کہ سونیا بھی اسے ابھی تک گرفتار نہیں کر پائی تھی۔ ایسی صورت میں پارس جلد بازی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر وہ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھاتا اور وہ ہمیشہ کی طرح بچ نکلتی تو یہ بھید کھل جاتا کہ وہ مرینا کا معمول اور تابعدار نہیں ہے۔ اس سے فراڈ کر رہا ہے۔

وہ بڑے تحمل سے سلمان اور سلطانہ کا انتظار کرنے لگا۔ اپنی سونیا مما کی طرح اس کی بھی ایک انگلی میں ایسی انگوٹھی تھی جس کے ذریعے وہ سونیا کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کر سکتا تھا۔ اور یہ اسی وقت مناسب ہوتا، جب سلمان اس کے کمزور دماغ پر قبضہ جمانے کے لئے موجود ہوتا۔ لیکن وہ نہیں تھا۔ اسے صبح تک شلپا کے دماغ میں آتے جاتے رہنا تھا۔ شلپا اتنی اہم تھی کہ وہ اور سلطانہ صبح تک پارس کے پاس نہ آتے۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ اب شلپا سے زیادہ وہ لڑکی اہم ہوگئی ہے جسے وہ مرینا کی ڈمی سمجھ کر چلے گئے تھے اور ان کے جاتے ہی کردار بدل گئے تھے۔ بازی پلٹ گئی تھی۔

بازی یوں بھی پلٹ رہی تھی کہ پارس مرینا کی قربت سے مدہوش ہو رہا تھا۔ اس کی زندگی میں کچھ چارا ڈالنے والیاں اور چاہنے والیاں آئی تھیں جنہیں وہ بھولتا گیا تھا۔ صرف ایک جوجو ایسی تھی جو بچپن سے دماغ میں نقش تھی۔ اس سے اتنا گہرا لگاؤ اور ایسی شدید محبت تھی کہ اس کی ایک آہ پر وہ اپنی جان دے سکتا تھا لیکن نوجوانی کے کچھ منہ زور تقاضے ہوتے ہیں۔ یہ تقاضے کیلے کے چھلکے کی طرح پاؤں تلے آکر پھسلنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

مرینا میں ایسی خوبیاں تھیں، جو پچھلی خوبیوں کو بھلا دیتی تھیں۔ وہ کوئی جادوگرنی تھی، اپنی ایک ایک ادا سے سحر زدہ کر دیتی تھی۔ مملکتِ تنہائی میں صرف اس کے حسن و شباب کا سکہ چلتا تھا۔ پارس سوچتا اور سمجھنا چاہتا تھا کہ یہ کیسی طلسماتی بلا ہے جسے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ جی چاہتا ہے، رات لمبی ہوتی جائے اور صبح نہ ہو۔ صبح ہوگی تو سلمان انکل پہنچ جائیں گے۔ اسے ٹریپ کریں گے۔ مرینا کو فراڈ کا علم ہوگا تو محبت نفرت میں بدل جائے گی، پھر وہ کبھی اس کی تنہائی میں نہیں آئے گی۔ کبھی آئے گی تو اس کے حضور پہلے جیسی چاہت سے اپنی جوانی چکنا چور نہیں کرے گی۔

وہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔ کچھ زیادہ ہی باؤلا ہو گیا تھا۔ مرینا ہوش و حواس میں رہنے کی عادی تھی۔ پارس کی زہریلی قربت کے باوجود اسے یاد تھا کہ صبح سے پہلے شلپا کو تاریک قید خانے میں پہنچانا ہے۔ اگرچہ جی چاہتا تھا، زہر کا نشہ کم نہ ہو، بڑھتا رہے مگر عقل کہتی تھی، پارس تو اپنے بس میں ہے کہاں جائے گا۔ میں پھر اس کے قریب آجاؤں گی۔

وہ اٹھتے ہوئے بولی "تم آرام کرو، میں شلپا کے پاس جارہی ہوں۔"

وہ ہاتھ پکڑ کر بولا "مجھے چھوڑ کر جارہی ہو؟"

اس نے ہنستے ہوئے کہا "صرف دماغی طور پر جاؤں گی۔"

وہ ہاتھ چھڑا کر باتھ روم کے ساتھ والے اسٹور روم میں گئی جہاں لباس تبدیل کیا جاتا تھا پھر ایک منٹ کے اندر ہی اسٹور روم سے نکل آئی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک نائٹی تھی۔ وہ بولی۔ "ابھی رات کے ڈھائی بجے ہیں۔ میں ایک گھنٹے بعد بھی شلپا کے پاس جا سکتی ہوں۔ آؤ بالکونی میں کھڑے ہوں۔"

وہ پارس کو دیکھتے ہوئے مسکرائی۔ پھر اس ادا سے اندر گئی کہ پارس کو بھی اٹھ کر جانا پڑا۔

بس یونہی جذبات میں آکر آدمی عقل سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے۔ پارس کو سمجھنا چاہئے تھا کہ رات کے ڈھائی بجے بالکونی میں جانے کا مقصد کیا ہے؟ پارس نے رات نہیں دیکھی' وقت نہیں دیکھا۔ مرینا کی ادائیں دیکھیں اور اسے ہاتھ سے پھسلنے کا موقع دے دیا۔

وہ آلۂ کار لڑکی کہیں دور نہیں گئی تھی۔ مرینا نے اسے کمرا نمبر سات سو سات سے بلا کر اسی کمرا نمبر سات سو بارہ کے اسٹور میں سلا دیا تھا اور خود کمرے میں پارس کے ساتھ ڈھائی بجے تک وقت گزارتی رہی تھی۔ پھر وہ اٹھ کر اسٹور میں گئی۔ خیال خوانی کے ذریعے اپنی آلۂ کار کو جگایا۔ اس کا لباس اتار کر اس کے ہاتھ میں ایک نائٹی دے کر اسٹور سے باہر بھیج دیا۔ خود اسٹور میں رہی ... اس نے آلۂ کار کی زبان سے کہا "ابھی رات کے ڈھائی بجے ہیں میں ایک گھنٹے بعد بھی شلپا کے پاس جاسکتی ہوں۔ آؤ ہم بالکونی میں کھڑے ہوں۔"

اس طرح وہ بالکونی میں گئی۔ پارس بھی اس کے پاس آگیا۔ مرینا کا راستہ صاف ہوگیا۔ وہ اسٹور سے نکلی۔ خالی کمرے سے گزرتی ہوئی باہر جانے کے دروازے تک آئی پھر پلٹ کر دیکھا۔ اپنی آلۂ کار اور پارس کے قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ وہ مسکراتی ہوئی دروازہ کھول کر چلی گئی۔

اسے کہتے ہیں' انسان کی نفسیات اور اس کے جذبات سے کھیلنے والی ذہانت۔ وہ بڑی عقل سے اور احتیاط سے آئی تھی۔ بڑے اطمینان سے پارس کو بستر کی طرح بچھایا تھا' کمبل کی طرح اوڑھا تھا' پھر آرام سے ٹہلتی ہوئی چلی گئی تھی۔ اسے پکڑنا تو دور کی بات ہے' پارس کے سوا کوئی اب تک اسے چھو تک نہیں پایا تھا۔ اگر وہ ایسی ہی ذہانت اور حکمتِ عملی سے کام لیتی رہی تو کبھی کوئی اس کی گرد کو بھی نہ پا سکے گا۔

ایسی بات نہیں تھی کہ وہ پارس پر کسی طرح کا شبہ کر رہی ہو... نہیں' وہ پورے یقین سے اسے اپنا وفادار سمجھ رہی تھی۔ البتہ اس نے یہ اصول بنالیا تھا کہ کسی پر بھروسا نہیں کرے گی۔ نہ اپنے باپ پر' نہ اپنے یار پر۔ اس نے اپنے باپ الان ڈی فون زا کو بھی اپنا آلۂ کار بنا رکھا تھا۔ بھائی کے دماغ پر بھی قبضہ جما کر اس سے کام لیتی تھی۔ باپ اور بھائی کو اپنے کسی راز میں شریک نہیں کرتی تھی۔

پارس کو بھی اپنے کسی راز میں شریک نہ کرنے کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ سونیا کے خیال خوانی کرنے والے پارس کے دماغ میں آتے جاتے ہوں گے۔ اگر وہ کسی چالاکی سے اس کے چور خیالات پڑھتے ہوں گے تو یہ بھی معلوم کرلیں گے کہ مرینا اسے اپنے کن رازوں میں شریک کرتی ہے اور مرینا ایسی غلطی کرنا جانتی ہی نہیں تھی۔

بہر حال وہ جاچکی تھی۔ پارس اس کے ساتھ بالکونی میں چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ ایسے ہی وقت وہ بدن اجنبی سا لگا۔ وہ اسے کھینچ کر کمرے میں لے آیا۔ پھر حیرانی سے بولا "کیا تم گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی ہو؟"

وہ بولی "تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہوا؟"

پارس نے سوچا اگر وہ اصل کی جگہ ڈمی مرینا کے آنے کی بات کرے گا تو اس ڈمی کے دماغ میں رہنے والی مرینا کو یقین ہوجائے گا کہ وہ تابعدار ہونے کے باوجود اصل اور نقل کو چھو کر اور سونگھ کر پہچان لیتا ہے۔

وہ فوراً ہی بات بناتے ہوئے بولا "مطلب یہ ہے کہ پہلے تم میری آغوش میں گم تھیں۔ پھر شلپا کے پاس جانے کے لئے مجھ سے دور ہوگئیں۔ ایک منٹ کے بعد ہی تم نے پھر رنگ بدلا۔ شلپا کے پاس جانے کا ارادہ ملتوی کیا اور اتنی رات کو اپنے ساتھ مجھے بھی بالکونی میں لے گئیں۔ اوہ گاڈ! اتنی دیر ٹھنڈی ہوا میں کھڑے رہنے سے مجھے سردی لگ رہی ہے۔"

آلۂ کار اس کے قریب آئی۔ وہ بولا "تین بجنے والے ہیں۔ مجھے نیند آرہی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ بستر پر گر پڑا۔ ڈمی اس کے پاس آکر بولی "ایسی بھی کیا بے مروّتی ہے۔ کیا مجھ سے دل بھر گیا ہے؟"

وہ بولا "میرے دماغ میں آؤ؟"

"دماغ میں؟" وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "مم ... میں کیسے آؤں؟"

"تم مرینا ہو۔ ٹیلی پیتھی کی شہزادی ہو پھر مجھ سے پوچھ رہی ہو کیسے آؤں؟"

"ہاں میرے اندر بھی کوئی یقین دلاتا ہے کہ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ میرے اندر کوئی بولتا ہے بلکہ بولتی ہے لیکن مجھے معلوم نہیں ہے کہ دماغ میں کیسے جاتے ہیں؟"

وہ سمجھ گیا کہ مرینا ابھی اپنی آلۂ کار کے اندر نہیں ہے۔ اس نے پوچھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تم مرینا ڈی فون زا ہو؟"

"یہ وہی میرے دماغ میں بولنے والی کہتی ہے۔"

"کسی کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ تمہارے دماغ میں بولنے والی خود مرینا ہے۔ تمہیں اپنے پیدائشی نام اور اصلی شخصیت کے متعلق معلوم ہونا چاہئے۔"

"یہی میری شخصیت ہے جسے تم دیکھ رہے ہو اور نام وہی مرینا ہے۔"

اسی وقت مرینا نے مخاطب کیا۔ وہ ایک منٹ پہلے آئی تھی اور ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ اس نے پوچھا "پارس! تم نے کیسے پہچانا کہ یہ میری ڈمی ہے؟"

وہ بولا "تھوڑی دیر پہلے کوئی میرے دماغ میں آنا چاہتا تھا' میں نے سانس روک کر تمہاری ڈمی سے کہا کہ میرے دماغ میں آؤ۔ میں چاہتا تھا' تم میرے اندر رہ کر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی باتیں سن سکو مگر ڈمی کی زبان سے سن کر حیرانی ہوئی کہ یہ خیال خوانی نہیں جانتی ہے۔"

"ہاں' نہ خیال خوانی جانتی ہے' نہ اپنی اصلیت اسے معلوم ہے۔ یہ ہمیشہ سحر زدہ رہتی ہے اور میرے کام آتی رہتی ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہے' تم میری محبت کا مذاق اڑا رہی ہو۔ تم اس ڈمی کو میرے پہلو میں بھیج کر مجھے دھوکا دیتی رہی ہو۔"

وہ بستر سے اٹھ کر جوتے پہنتے ہوئے بولا "اب میں تمہارے بدن کو چھونے کا خیال دل سے نکال دوں گا۔ تم ضرورت سے زیادہ محتاط ہو۔ تمہیں مجھ پر بھروسا نہیں ہے۔ تم ہمیشہ مجھے اپنی ڈمی کے چکر میں ڈالتی رہو گی۔"

وہ بولی "غصہ نہ کرو۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں۔ ابھی ڈھائی بجے تک میں ہی تمہارے پاس تھی۔ میں اپنے حسن و شباب کا ایک ایک ذرّہ تمہیں دے کر آئی ہوں۔"

وہ جانے کے لئے اٹھ رہا تھا۔ پھر بیٹھ کر بولا "اب میں تمہاری باتوں میں نہیں آؤں گا۔ کیا یہ بات عقل تسلیم کرے گی کہ ڈھائی بجے تک تم میرے پاس تھیں۔ پھر میں تمہارے ساتھ بالکونی... میں گیا تو تم اصلی سے نقلی بن گئیں؟"

مرینا نے اسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح ڈمی پہلے سے اسٹور روم میں تھی اور کس طرح اسٹور میں جاکر اس نے ڈمی کو بالکونی میں جانے کا حکم دیا۔ پھر پارس بھی بالکونی میں گیا تو اصلی مرینا اسٹور سے نکل کر اس کمرے سے اور ہوٹل سے چلی گئی۔

اس نے پوچھا "کیا تم مجھے بتا کر ایسا نہیں کرسکتی تھیں؟"

"سوری پارس! میں تم پر بھروسا کرتی ہوں' تمہارے لوگوں پر نہیں کرتی۔ میں تمہیں اپنا یہ منصوبہ بتاتی اور ایسے وقت تمہارے خیال خوانی کرنے والے تمہارے اندر آکر سن لیتے تو میں ہوٹل سے نکل نہ پاتی۔"

"ٹھیک ہے' تم نے احتیاطاً ایسا کیا۔ میں ناراض نہیں ہوں لیکن یہ تو سوچو' میرے لوگ اس وقت بھی آسکتے تھے' جب تم میرے پاس تھیں۔ انہیں تمہاری موجودگی کا علم ہوسکتا تھا۔"

"ہاں اسی لئے تو میں نے پہلے ڈمی کو بھیجا۔ جب یقین ہوگیا کہ میرے لئے خطرہ نہیں ہے تو میں اپنے پارس کے پاس آگئی لیکن آج میں بہت بڑے خطرے سے بال بال بچ گئی ہوں۔"

"کیسا خطرہ؟"

"جب شلپا ہوٹل میں آئی تو سلمان اس کے دماغ میں موجود تھا۔ میں شلپا کو معمولہ بنا کر تاریک قید خانے میں پہنچانا چاہتی تھی لیکن سلمان نے میرے عمل کو ناکام بنا دیا۔ یہ بات مجھے چند منٹ پہلے معلوم ہوئی۔"

"کیسے معلوم ہوئی؟"

"میں تمہارے پاس سے اٹھ کر ہوٹل کے باہر گئی۔ اپنی کار میں بیٹھ کر معلوم کرنا چاہا کہ شلپا جاگ رہی ہے یا سو رہی ہے۔ اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ جاگ رہی تھی۔ اپنے لئے خطرہ محسوس کر رہی تھی کیونکہ آنکھیں بند ہونے سے پہلے وہ ایک ہوٹل کے کمرے میں تھی اور آنکھ کھلنے کے بعد خود کو اپنی رہائش گاہ میں پا رہی تھی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ مرینا نے اسے اپنی معمولہ بنا کر آزاد چھوڑ دیا ہے۔ آئندہ جب بھی چاہے گی اس کے کان پکڑ کر اپنی خدمت کرائے گی۔"

پارس نے پوچھا "کیا انکل سلمان اس کے دماغ میں تھے؟"

"ہاں' پتا نہیں تمہارا انکل کب سے اس کے اندر چھپا ہوا تھا۔ وہ سمجھنا چاہتا تھا کہ میں بھی شلپا کے دماغ میں ہوں یا نہیں؟ وہ بڑی دیر سے تھا' جب یقین ہوگیا تو بولا' تم بار بار مرینا کو مخاطب کر رہی ہو۔ وہ موجود ہوتی تو جواب دیتی۔ وہ چونک کر بولی' کون سلمان؟ یہ تم لوگ کس طرح میرے دماغ میں چلے آتے ہو؟ کیا تم سب نے مجھے اپنی معمولہ بنایا ہوا ہے۔ کوئی بھی شخص ایک وقت میں کسی ایک کا معمول بنتا ہے۔ اس کا مطلب ہے میں تمہاری معمولہ ہوں۔ اور مرینا نے مجھ پر عمل نہیں کیا ہے؟ اس نے عمل کیا تھا' میں نے ناکام بنا دیا ہے اور تمہارے دماغ کو ہدایات دی ہیں کہ تم مرینا کی سوچ کی لہروں کو بارہ گھنٹے تک محسوس نہیں کرو گی تاکہ وہ تمہیں اپنی معمولہ سمجھ کر خوش رہے۔ وہ بارہ گھنٹے کے اندر تمہیں اپنے خفیہ اڈے میں پہنچانا چاہتی ہے۔ ... ہم تمہارے ذریعے مرینا تک پہنچ جائیں گے۔

پارس مرینا کی زبان سے یہ سن رہا تھا کہ سلمان نے شلپا سے گفتگو کر کے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ اس طرح وہ سمجھ گئی تھی کہ سونیا کے آدمی اسے گھیرنے کیوں نہیں آرہے ہیں؟ اس لئے کہ ہوٹل میں مرینا کی ڈمی بھی ہوسکتی تھی لیکن شلپا کے ذریعے مرینا کی مصروفیات کو دیکھنے سمجھنے کے بعد اسے گھیرتے وقت کوئی دھوکا نہ ہوتا۔

مرینا نے کہا "پارس! اگر شلپا نہ آتی تو سلمان کی تمام توجہ مجھ پر ہوتی۔ آج مجھے شلپا کی بے وقت مداخلت نے بچالیا مگر آئندہ میں اس طرح تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔"

"پھر کیسے ملیں گے؟"

"اس قسم کے سوالات نہ کرو۔ میں جواب دوں گی اور اپنے راز میں شریک کروں گی تو تمہارے دماغ میں رہ کر سننے والے بہت ہیں۔ کیا میں بھی سلمان جیسی حماقت کروں؟"

وہ اٹھ کر ہوٹل کے کمرے سے نکلتے ہوئے بولا "مجھے انکل کی غلطی سے اور تمہارے دیگر معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ... مجھ سے صرف محبت اور ملن کی بات کرو۔"

"تم میرے لئے تڑپتے ہو تو اچھا لگتا ہے۔ یقین کرو' میں بھی تڑپتی ہوں اور قسم کھا کر کہتی ہوں' میرے جسم و جان کا مالک کبھی کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ کسی نے مجھے چھونا بھی چاہا تو میں اسے جہنم میں پہنچا دوں گی۔"

وہ بولا "یہ تو محبت اور وفا کے عہد و پیماں ہیں۔ بے شک تم مجھے جان سے زیادہ چاہتی ہو لیکن ہم اپنے پرائے کے خوف سے کب تک دور رہیں گے؟"

"صرف چار دن صبر کرو۔ پھر میں تمہارے پاس ایسے آؤں

گی کہ کوئی ہمیں جدا نہیں کرسکے گا۔ مجھے اجازت دو۔ میں پھر رابطہ کروں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ چند لمحوں تک خاموش بیٹھی رہی پھر اٹھ کر حضرت عیسیٰ مسیح کی تصویر کے سامنے آئی۔ اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنایا پھر سر جھکا کر بولی "اے ابنِ مریم! میں نے تیری حیاتِ مقدسہ سے صبر سیکھا، دانائی سیکھی۔ یہ دو عمل ایسے ہیں جو جذبات میں اندھا نہیں ہونے دیتے۔ اے مسیحِ معظم! تیرا شکریہ، آج میں پھر تباہی سے بچ گئی۔"

وہ اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا کر وہاں سے چلتی ہوئی بستر پر آئی۔ یہ طے کرلیا کہ سدا پارس کے ساتھ رہنے کے لئے ایسی حکمت سے کام لے گی، جو دشمنوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ لیکن کام کے وقت کام اور آرام کے وقت آرام۔ اس لئے اس نے آنکھیں بند کیں اور دماغ کو ضروری ہدایات دے کر نیند میں گم ہوتی چلی گئی۔

دوسرے دن اس نے پارس کی محبوباؤں کی لسٹ بنائی۔ پتا چلا کہ اس کی زندگی میں جو بھی آئی، وہ حالات کے بہاؤ میں بچھڑ گئی۔ اس نے تل ابیب میں ایک یہودی حسینہ سے شادی کی تھی۔ ...اسے پیرس لے آیا تھا لیکن سپر ماسٹر کے ایک خیال خوانی کرنے والے نے اسے ہلاک کردیا تھا۔

جوجو کی حیثیت سب سے الگ تھی۔ مرینا اچھی طرح جانتی تھی کہ فرہاد کی فیملی میں جو مان اور مقام جوجو کو حاصل ہے، وہ پارس کی کسی اور چاہنے والی کو حاصل نہیں ہوگا۔ مرینا نے پارس کو اپنا کر جوجو سے کسی طرح کی دشمنی نہیں کی۔ وہ پارس کو شکایت کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی پھر اس کی نظروں میں اور دھڑکتے ہوئے دل میں جوجو سے زیادہ پارس اہم تھا۔

بہرحال مرینا نے لسٹ کو چیک کیا تو جوجو کے بعد اس کی چاہنے والی صرف ایک ماریہ رہ گئی تھی۔ زہریلی ماریہ۔ اور یہی لڑکی اس کے کام آسکتی تھی۔

اس نے پارس کے ریکارڈ سے ماریہ کے باپ کا فون نمبر معلوم کیا۔ فون نمبر کے ساتھ ایڈریس بھی معلوم ہوا۔ وہ اسی شہر لندن میں تھی۔ دریائے ٹیمز کے قریب ہی کنگسٹن روڈ کی ایک اسٹریٹ میں رہتی تھی۔ مرینا نے نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے کسی خاتون کی آواز سنائی دی۔ مرینا نے آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔ خاتون کے دماغ میں پہنچی۔ پتا چلا کہ وہ ماریہ کی ماں ہے۔ ماریہ نے پوچھا "ماما! کس کا فون تھا؟"

"پتا نہیں کون تھا۔ لائن کٹ گئی۔"

مرینا، ماریہ کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے موجودہ حالات معلوم کرنے لگی۔ پتا چلا وہ اب بھی زہریلی ہے مگر خطرناک نہیں ہے۔ مسلسل علاج کے ذریعے اس کے اندر سے زہریلے اثرات ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ وہ ختم تو نہیں ہوئے تھے البتہ کم ہوگئے تھے اور جو کم ہوگئے تھے وہ رفتہ رفتہ بڑھ سکتے تھے اس لئے ہر پندرہ دن میں اس کا میڈیکل چیک اپ ہوا کرتا تھا۔

دوسری اہم بات یہ تھی کہ وہ پہلے جیسی وحشی نہیں تھی۔ اس کے والدین نے اس پر بڑی محنت کی تھی۔ بڑی رقم خرچ کی تھی اور اسے مہذب بناتے رہے تھے۔ اب اسے پہلے کی طرح غصہ نہیں آتا تھا۔ وہ ہر بات پر نرمی سے سوچتی اور سمجھتی تھی۔ جب کوئی بات سوچنے سمجھنے کے باوجود ناقابلِ برداشت ہوتی تو وہ بات کرنے والے کو وارننگ دیتی کہ وہ فوراً چلا جائے ورنہ موت آجائے گی۔ اگر وہ بات کرنے والا اس کی نظروں سے دور نہ ہوتا تو پھر وہ اسے ڈس لیتی تھی۔

اُس کی ایک خاصیت یہ تھی کہ اس کا زہریلا دماغ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا تھا۔ پارس نے اسے سمجھادیا تھا کہ ایسے وقت وہ سانس روکے گی تو کوئی دشمن اس کے دماغ میں نہیں آئے گا۔ اسے مہذب بنانے کے دوران یوگا کی مشقیں کرائی گئی تھیں۔ اس وقت وہ مرینا کو اپنے دماغ میں محسوس نہ کرسکی۔ وجہ یہ تھی کہ اس وقت اُس کے جسم کا خون تبدیل کیا جارہا تھا۔ زہریلا خون نکال کر تازہ خون داخل کیا جارہا تھا۔ ایسے وقت وہ کمزوری محسوس کررہی تھی۔ اس لئے مرینا آزادی سے اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔

چونکہ ہر ماہ خون تبدیل کیا جاتا تھا اس لئے ماریہ کے باپ نے اپنی رہائش گاہ میں ایک چھوٹا سا اسپتال قائم کرلیا تھا۔ وہاں اپنی بیٹی کے لئے بڑے تجربہ کار اور مہنگے ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کرتا تھا۔ ڈاکٹروں نے رپورٹ دی تھی کہ ماریہ اب نارمل ہوتی جارہی ہے اب اس کے خون میں برائے نام زہر رہ گیا ہے۔ شاید آئندہ خون تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

جب تبدیلیِ خون کا عمل مکمل ہوگیا تو ماریہ کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ اسے نیند آرہی تھی۔ مرینا نے تھوڑی دیر انتظار کیا جب وہ گہری نیند میں پہنچ گئی تو وہ اس کے خوابیدہ دماغ پر عمل کرنے لگی۔ اسے اپنی معمولہ بنا کر یہ بات نقش کردی کہ ماریہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی۔

اس عمل سے فارغ ہو کر وہ اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ آئندہ وہ ذرا سی محنت کے بعد ماریہ کی جگہ لے سکتی تھی۔ حالات بھی اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ اگر وہ ماریہ کی جگہ لیتی اور اس کا میڈیکل چیک اپ ہوتا تو ڈاکٹروں کو اس کے خون میں زہریلے اثرات نہ ملتے اور وہ ڈاکٹر پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ آئندہ ماریہ کے جسم کا خون تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس رپورٹ کے پیشِ نظر وہ سو فیصد ماریہ ثابت ہونے والی تھی۔

وہ دن گزر گیا۔ رات بھی گزر گئی۔ دوسری صبح ماریہ جوگنگ کے لئے اپنی رہائش گاہ کے سامنے والے میدان میں آئی۔ تھوڑی دیر بعد مرینا وہاں پہنچ گئی۔ وہاں اور بھی جوان لڑکے اور لڑکیاں تھیں اور بوڑھے بھی چہل قدمی کررہے تھے۔ مرینا اس کے ساتھ پنجوں کے بل آہستہ آہستہ دوڑتے ہوئے بولی "تم بے حد حسین ہو۔"

ماریہ نے کہا "شکریہ مگر تم مجھ سے بھی زیادہ حسین ہو۔"

مرینا نے پوچھا "میں تمہیں کسی جگہ نظر آتی تو کیا تم اپنا ضروری کام چھوڑ کر مجھ سے ملاقات کرنے کے لئے آجاتیں؟"

"میں ضروری کام نہ چھوڑتی مگر دل ہی دل میں تمہارے بے پناہ حسن سے متاثر ضرور ہوتی۔"

مرینا نے کہا "میں نے تمہارے لئے ایک ضروری کام چھوڑ دیا ہے۔"

ماریہ دوڑتے دوڑتے رک گئی۔ تعجب سے بولی "کیا میرے لئے؟"

"ہاں، میں ابھی ادھر سے اپنی کار میں گزر رہی تھی۔ تمہیں دیکھا تو دیکھتی رہ گئی۔ سیدھی تمہارے پاس چلی آئی۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ تم مجھ سے زیادہ حسین ہو؟"

ماریہ ہنستے ہوئے بولی "تم نے ایسی دلیل دی ہے کہ میں انکار نہیں کروں گی لیکن تمہیں بھی میری ایک بات سے انکار نہیں کرنا ہوگا۔"

"نہیں کروں گی۔ وہ بات کیا ہے؟"

"اگر میں خوبصورت ہوں تو تمہارا دل مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔"

دونوں نے ہنستے ہوئے مصافحہ کیا۔ ایک دوسرے کو اپنا نام بتایا یوں دوستی کی ابتدا ہوگئی۔ دونوں کے قد اور جسامت میں انیس بیس کا فرق تھا۔ اگر ماریہ کی جگہ مرینا آجاتی یا مرینا کی جگہ ماریہ آجاتی تو شاید پارس بھی اس معمولی فرق کو سمجھ نہ پاتا۔

مرینا نے دو راتوں تک پارس سے رابطہ نہیں کیا۔ ایک تو اس لئے کہ وہ اڑتالیس گھنٹوں تک ماریہ کے معاملے میں مصروف رہی۔ دوسرے یہ کہ وہ جان بوجھ کر پارس سے کتراتی رہی۔ اس کے دماغ میں جانے سے اس کے بازوؤں میں چلے جانے کو جی مچلتا تھا۔

اس نے تیسرے دن اپنے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرائی۔ خود کو ماریہ کے روپ میں ڈھال لیا۔ اس نے پارس سے کہا تھا۔ صرف چار دن صبر کرو۔ پھر ہمیں کوئی جدا نہیں کرسکے گا۔ وہ چار دن سے پہلے تیسرے ہی دن ماریہ بن گئی تھی۔

اب آخری مرحلہ رہ گیا تھا۔ ماریہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کردینا تھا۔ ویسے تو یہ آسان تھا۔ مرینا اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کرکے یا اُس کی سانس روک کر اسے ہلاک کرسکتی تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ماریہ کی لاش کسی کو نہ ملے تاکہ دنیا والے مرینا کو ماریہ تسلیم کرسکیں۔

یہ مرحلہ طے کرنے سے پہلے اس نے پارس سے رابطہ کیا۔ اسے خوشخبری سنانا چاہتی تھی کہ وہ آج رات اس سے ملاقات کرے گی۔ جب وہ پارس کے دماغ میں پہنچی تو وہاں پہلے ہی سلمان موجود تھا۔ اس سے پوچھ رہا تھا۔ "کیا مرینا آئی تھی؟"

پارس نے جواب دیا "نہیں آج تیسرا دن ہے۔ اور وہ ایک پل کے لئے بھی نہیں آئی۔ آپ تو جانتے ہیں انکل! وہ چپ چاپ آتی ہے تب بھی میں اسے محسوس کرکے انجان بن جاتا ہوں لیکن وہ خاموشی سے بھی نہیں آئی۔"

پارس کی اس بات نے اسے چونکا دیا کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے انجان بن جاتا ہے۔ اس کا مطلب صاف تھا کہ وہ اس کا معمول اور تابعدار نہیں ہے۔ اسے اب تک الو بناتا آرہا ہے۔ یہی تجربات مرینا کو سکھاتے تھے کہ انسان کو اپنی کسی کامیابی کا بھرپور یقین نہیں کرنا چاہئے۔ بعض کامیابیوں کے پیچھے ناکامیاں چھپی ہوتی ہیں، جو کسی وقت ناقابلِ تلافی نقصان کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔

وہ بدستور پارس کے دماغ میں تھی اور سمجھ رہی تھی، ان لمحات میں پارس اسے اس لئے محسوس نہیں کررہا ہے کہ سلمان وہاں پہلے سے موجود تھا۔ اگر ایک خیال خوانی کرنے والا موجود ہو اور اس کے بعد دوسرا آئے تو اس کی سوچ کی لہریں محسوس نہیں کی جاتیں۔ سلمان اس سے پوچھ رہا تھا۔ "تمہارا کیا خیال ہے؟ مرینا نے اتنی طویل خاموشی کیوں اختیار کی ہے؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ایک خیال آتا ہے کہیں وہ بیمار نہ ہو یا کسی حادثے کا شکار نہ ہوگئی ہو۔ اور مجھ سے رابطہ قائم کرنے کے قابل نہ رہی ہو ورنہ وہ میری دیوانی ہے۔ ہزار مصروفیات کے باوجود میرے پاس ضرور آتی۔ بائی دی وے انکل! آپ اس کے دماغ میں جاکر کچھ نہ کچھ معلوم کرسکتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ میں ابھی جاکر واپس آتا ہوں۔"

مرینا فوراً ہی دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ چند سیکنڈ کے بعد پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی اس نے سانس روک لی۔ پھر سانس لینے لگی۔ چند لمحوں کے بعد سلمان نے دماغ میں آتے ہی کہا "میں سلمان ہوں۔ پارس کے بارے میں کچھ کہنے آیا ہوں۔"

وہ بولی "کچھ کہنے سے پہلے سن لو۔ مجھے دو روز پہلے ہی پارس کا فراڈ معلوم ہوگیا تھا۔ وہ میرا معمول نہیں ہے۔ کوئی بات نہیں۔ ...میں کوئی بہت بڑا نقصان اٹھانے سے بچ گئی۔ آئندہ میں اس فریبی پر تھوکنے بھی نہیں آؤں گی۔ جاؤ بھاگ جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ سلمان دماغ سے نکل گیا۔ وہ چند لمحوں تک انتظار کرتی رہی، جب وہ نہیں آیا تو وہ پارس کے دماغ میں آگئی۔ سلمان وہاں موجود تھا۔ اسے مرینا کی باتیں لفظ بہ لفظ سنا رہا تھا۔ پارس نے تعجب سے کہا "میں حیران ہوں، ہر طرح سے محتاط رہنے کے باوجود میرا فراڈ کیسے کھل گیا۔"

سلمان نے کہا "دو روز پہلے میں کبھی تم سے اور کبھی سسٹر سے باتیں کررہا تھا۔ جب میں تمہارے پاس آتا تھا تو اس وقت مرینا آئی ہوگی۔ تم نے میری موجودگی کے باعث اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا ہوگا۔"

"جی ہاں' مرینا نے ایسے ہی کسی موقع سے فائدہ اٹھایا ہے... بہر حال جو ہونا تھا' وہ ہوگیا۔ مرینا سے جو بازی جاری تھی' وہ ختم ہوچکی ہے۔ آئندہ وہ میرے قریب بھی نہیں پھٹکے گی۔ آپ مما کو یہ باتیں بتادیں۔"

سلمان چلا گیا۔ مرینا موجود رہی۔ پارس نے پوچھا "انکل! آپ موجود ہیں؟" اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے پوچھا "آپ خاموش کیوں ہیں؟"

دوسری بار بھی جواب نہ ملا تو اس نے سانس روک لی۔ وہ اس کے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اپنی خاموش حرکتوں سے مزید تصدیق کرلی کہ پارس اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتا رہا ہے اور اب بھی کرتا ہے۔

اسے غصہ آرہا تھا اور وہ خود کو سمجھا رہی تھی "حماقت میری ہے۔ میں پارس کو حاصل کرکے خوش ہوگئی تھی۔ یہ بھول گئی تھی کہ وہ فرہاد جیسے بدمعاش کا بیٹا ہے اور سونیا سے مکاریوں کی سند لے رہا ہے۔ مجھے اس خاندان سے دور ہی رہنا چاہئے۔"

اس نے سوچنے کے دوران آئینہ دیکھا تو خود کو ماریہ کے روپ میں پایا۔ اس نے پارس کو حاصل کرنے کے لئے ہی یہ روپ اختیار کیا تھا۔ منزل قریب تھی۔ بس ایک ذرا سا کام رہ گیا تھا۔ ماریہ کو ہلاک کرکے اس کی لاش کو کہیں چھپانا تھا۔ پھر پارس اپنی تمام ترذہانت اور مکاریوں کے باوجود یہ پہچان نہ پاتا کہ اس کی آغوش میں مرینا ہے۔ وہ اسے ماریہ ہی سمجھتا رہتا۔ بلا سے وہ کچھ نہ سمجھتا مگر مرینا کے ارمان پورے ہوتے رہتے۔

ویسے اب وہ پہلے جیسی دیوانی نہیں تھی۔ اس نے فیصلہ کرلیا تھا کہ ایک بار پارس کے قریب جاتے ہی اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرے گی پھر اسے تاریک قید خانے میں اس وقت تک رکھے گی جب تک یہ تصدیق نہ ہوجائے کہ وہ دماغی طور پر غلام بن چکا ہے اور کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس کے تنویمی عمل کا توڑ نہیں کیا ہے۔

وہ اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے آدھی رات کو ماریہ کے دماغ میں پہنچی' وہ سو رہی تھی۔ مرینا کی ہدایت پر جاگ گئی۔ بستر سے اٹھ کر گرم لباس اور کینوس شوز پہنے پھر خوابگاہ سے باہر آکر بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے کچن میں آئی۔ پچھلا دروازہ کھول کر پائیں باغ میں پہنچی۔ احاطے کا پچھلا گیٹ مقفل تھا' وہ آہنی گیٹ پر چڑھ کر دوسری طرف کود گئی۔ رہائش گاہ کی پچھلی گلی ویران تھی۔ آگے کچھ فاصلے پر ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔

اس کار کی اسٹیرنگ سیٹ پر مرینا بیٹھی ہوئی تھی۔ گلی میں اندھیرا تھا۔ اس نے کار کے اندر بھی تاریکی رکھی تھی کیونکہ وہ ماریہ کی ہم شکل بنی ہوئی تھی اور یہ نہیں چاہتی تھی کہ جائے واردات تک پہنچنے سے پہلے اصل ماریہ اپنی ڈمی کو دیکھے۔

اصل ماریہ چلتی ہوئی کار کے قریب آئی۔ اگلا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اگلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ تب مرینا نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ ماریہ کو یوں لگا جیسے نیند سے بیدار ہوئی ہے۔ اس نے چونک کر اندھیرے میں مرینا کو دیکھا پھر پوچھا "میری دوست نینسی! میں یہاں کیسے آگئی؟"

مرینا نے اس سے دوستی کرتے وقت اپنا نام نینسی بتایا تھا۔ اور وہ گہرے اندھیرے میں اسے پہچان کر اس کا نام لے رہی تھی۔... مرینا نے حیرانی سے پوچھا "کیا تمہیں اندھیرے میں بھی دکھائی دیتا ہے؟"

"نہیں' میں تمہیں صرف محسوس کررہی ہوں۔"

"لیکن تم نے یہ کیسے جان لیا کہ میں تمہاری دوست نینسی ہوں؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں زہریلی ہوں میری زہریلی حس بتادیتی ہے کہ جسے میں نے روشنی میں کبھی دیکھا تھا وہ تاریکی میں آیا ہے۔ میں اپنے پارس کو بھی اسی طرح اندھیرے میں پہچان لیتی ہوں۔"

مرینا نے چونک کر پوچھا "کیا تمہارا پارس بھی کسی کو اندھیرے میں پہچان سکتا ہے؟"

"ضرور' کیوں نہیں۔ ہم دونوں زہریلے ہیں۔ ہم دونوں کی فطرت ایک ہے۔"

مرینا کا کلیجا دھک سے رہ گیا۔ چشم زدن میں یہ واضح ہوگیا کہ پارس ہوٹل کے سات سو سات اور سات سو بارہ نمبر کے کمروں میں اصل مرینا اور اس کی ڈمی کو صاف طور سے پہچانتا رہا جیسے ابھی ماریہ چہرہ دیکھے بغیر' آواز سنے بغیر مرینا کو پہچان گئی تھی۔ وہ مکار بھی پہچان کر انجان بنتا رہا تھا۔

اس نے شدید حیرانی اور پریشانی سے سوچا "اوہ گاڈ! یہ فرہاد کا بچہ ہے یا شیطان کا بچہ! میں پھر ایک بار دھوکا کھاتے کھاتے بچ گئی ہوں۔ نہیں' اب دھوکا نہیں کھاؤں گی۔ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ہزار بار سوچوں گی۔ اگر میں نے ماریہ کو ہلاک کیا تو ہوسکتا ہے اس کی ہلاکت میری ہلاکت کا سبب بن جائے۔ مجھے سانپوں کی من گھڑت کہانیوں پر یقین تو نہیں ہے مگر یہ سب کہتے ہیں کہ ناگن کو مارو تو ناگ پیچھا نہیں چھوڑتا۔ نہیں اب میں پارس کو اپنے پیچھے نہیں لگاؤں گی۔"

یہ سوچ کر اس نے ماریہ کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے کار سے باہر بھیج دیا۔ دروازے کو بند کیا پھر کار اسٹارٹ کرکے وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ پیچھے سے ماریہ کی آواز آرہی تھی "نینسی! گاڑی روکو۔ یہ تم مجھے کہاں چھوڑ کر جارہی ہو۔"

وہ کار کی رفتار بڑھاتی ہوئی دور نکل گئی۔ اس کے دماغ میں آندھی سی چل رہی تھی۔ وہ تیزی سے حساب کر رہی تھی کہ پارس کی پہلی ملاقات سے لے کر اب تک وہ کتنی بار سونیا کے شکنجے میں پھنستے پھنستے رہ گئی۔ اب تک مقدر سے بچتی رہی پھر بھی عقل نہیں آئی۔ پارس کو اپنا تابعدار سمجھتی رہی پھر بھید کھلا کہ پارس کو تابعدار بنانا مشکل نہیں.... ناممکن ہے۔

اس کے بعد بھی خوش فہمی تھی کہ ماریہ کے روپ میں قریب جا کر اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرے گی پھر ایک بار اسے غلام بنائے گی لیکن تقدیر نے پھر اس کا ساتھ دیا۔ ماریہ کی زبان سے پتا چلا کہ وہ آئندہ ایک بار بھی پارس کے قریب جائے گی تو وہ اس کی اصلیت پہچان لے گا۔ دانا لوگ سانپ کے قریب نہیں جاتے۔

اس نے دانائی سے آخری فیصلہ کیا کہ وہ اپنی جوانی کو آگ لگادے گی مگر بھول کر بھی پارس کے قریب سے نہیں گزرے گی۔

○☆○

ہیلی کاپٹر کی تباہی کا منظر قابلِ دید بھی تھا اور دید کے قابل نہیں بھی تھا۔ ایسی تباہی آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی۔ دیکھنے والے آنکھیں بند کرلیتے ہیں۔ وہ دھماکا اتنا زبردست تھا کہ ثانی اور علی کا ہیلی کاپٹر بھی ڈگمگا گیا تھا۔ دونوں نے لپک کر کھڑکی کے پار دیکھا۔ دور کوئی تین چار فرلانگ کے فاصلے پر ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوگیا تھا۔ اس سے نکلنے والی آگ ایسی تھی جیسے جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہوں۔

ان کے پائلٹ نے فوراً ہی اپنے ہیلی کاپٹر کا رخ پھیر دیا تھا۔ تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر سے دور جاتے ہوئے لاسہ ائرپورٹ کے کنٹرول ٹاور سے رابطہ کر رہا تھا۔ وہاں سے جو رپورٹ موصول ہوئی اس کے مطابق قصہ یوں تھا کہ جن ممالک کی حسیناؤں کو اغوا کرکے محل کے تہ خانے میں رکھا گیا تھا ان ممالک کے نمائندے' پریس رپورٹر اور فوٹوگرافر طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے شہر لاسہ پہنچ رہے تھے۔ ایسا ہی کوئی ہیلی کاپٹر کسی فنی خرابی کے باعث حادثے کا شکار ہوگیا تھا۔

جو شخص نیا دلائی لامہ بننے والا تھا' وہ ثانی اور علی کا بے حد احسان مند اور عقیدت مند تھا۔ اس نے صرف یہ دیکھا تھا کہ اس کے محسنوں کا ہیلی کاپٹر دور پہاڑی کی طرف جارہا ہے اس کے بعد اُس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر عقیدت سے سر کو جھکالیا تھا۔ آنکھیں بند کرلی تھیں۔ آنکھیں چند ساعتوں کے لئے بھی بند ہوں تو ان چند ساعتوں میں دنیا کا نقشہ بدل جاتا ہے۔ حالات کروٹ بدل لیتے ہیں واقعات بدل جاتے ہیں۔ وہ عقیدت مند آنکھیں بند رکھنے کے دوران یہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ ثانی اور علی کا ہیلی کاپٹر دوسری سمت جاچکا تھا اور تیسری سمت سے ایک اور غیر ملکی ہیلی کاپٹر آرہا تھا جو بعد میں حادثے کا شکار ہوگیا۔

جب اس نے آنکھیں کھول کر' سر اٹھا کر دیکھا تو یقین نہیں آیا کہ وہ ہیلی کاپٹر تباہ ہوگیا ہے اور اس کے دونوں محسن مارے گئے ہیں لیکن اسے ساسان ڈوگرا کی زبردست جادوئی قوتوں کا یقین تھا اور یہ یقین اس کے دماغ میں چیخ رہا تھا کہ اس ظالم جادوگر نے اپنے شیطانی عمل سے ہیلی کاپٹر کو تباہ کیا ہے اور اس کے محسنوں کو مار ڈالا ہے۔

اس نے تڑپ کر' چیخ چیخ کر پہلی بار ساسان ڈوگرا کو گالیاں دیں پھر چکرا کر زمین پر گر پڑا۔ بیچارہ عقیدت منداس سے زیادہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

لاسہ ائرپورٹ میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ حادثے کا شکار ہونے والے ہیلی کاپٹر کی تباہی کے اسباب کا اندازہ کرنے کے لئے ایک ہیلی کاپٹر میں امدادی ٹیم روانہ ہوچکی تھی۔ پہلے سب ہی تذبذب میں تھے کہ تباہی کس پر آئی ہے؟ ثانی اور علی پر یا کسی اور ہیلی کاپٹر پر۔ بڑی دیر بعد پتا چلا کہ ساسان ڈوگرا کے طلسم کدے کی سمت جانے والے ثانی اور علی محفوظ ہیں۔

ہمالیہ کی ترائی میں غار کے اندر طلسم کدے کی بھول بھلیوں میں دھوئیں اور دلدل کی راہ گزر تھی۔ اس دلدل کے پار ساڑھے چھ فٹ قد کا ساسان ڈوگرا ایک شیطانی کھوپڑی کے سامنے کھڑا اس کھوپڑی کی آنکھوں میں اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہا تھا جس کے پرخچے اڑ گئے تھے اور جو شعلوں میں اس قدر گھر گیا تھا کہ وہاں سے ثانی اور علی زندہ نہیں نکل سکتے تھے۔

وہ بھی اسی خوش فہمی میں تھا کہ ثانی اور علی کا ہیلی کاپٹر تباہ ہوگیا ہے۔ اس کے کالے عمل کے مطابق پہاڑی کی سمت جانے والے ہیلی کاپٹر کو تباہ ہونا چاہئے تھا۔ اس نے اپنا عمل مکمل کرنے کے بعد شیطان کے سامنے سر جھکایا تھا اور آنکھیں بند کرکے منتروں کا جاپ کرتا رہا تھا۔ جب ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے کا دھماکا سنائی دیا تو اس نے آنکھیں کھول کر شیطان کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہاں شہر لاسہ کی پہاڑی کے پیچھے وہ ہیلی کاپٹر تباہ ہوتا نظر آیا۔

وہ خوش ہوکر شیطان کی جے جے کار کرتے ہوئے بولا۔ "اے مہان بھوت ناتھ' تو کالی طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ یہ سائنس والے اپنے علم سے ٹیلی فون اور ٹرانسمٹر کے ذریعے ہزاروں میل دور پہنچتے ہیں۔ میں تیرے عطا کئے ہوئے کالے علم سے تبت کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتا ہوں اور ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے دشمنوں کو تباہ کردیتا ہوں۔"

اس کی دانست میں کالا عمل مکمل ہوچکا تھا۔ دشمن نابود ہوگئے تھے۔ وہ بھی ایسے دشمن جو اس کی جان لینے آرہے تھے۔ وہ شیطانی کھوپڑی کے پاس سے چلتا ہوا طلسم کدے کے دوسرے حصے میں آیا۔ وہاں ایک شخص کانٹوں کے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ تیز نکیلے کانٹے اس کے جسم میں چبھے ہوئے تھے۔ پھر بھی وہ آنکھیں بند کئے آرام سے لیٹا ہوا تھا۔

ساسان ڈوگرا اس کے پاس آیا۔ پھر قہقہہ لگا کر بولا۔ "مہاگیانی! تو گیان کی باتیں کرتا ہے۔ تو نے کہا تھا' علی نام کا ایک چھوکرا میری موت بن کر آرہا ہے۔ اس چھوکرے میں اتنی پاکیزگی ہے کہ وہ پاکیزگی میرے کالے جادو کی غلاظت کو اس طلسم کدے کے ساتھ تباہ کردے گی۔"

کانٹوں کے بستر پر لیٹے ہوئے مہاگیانی نے آنکھیں کھول دیں' اسے گھور کر دیکھا پھر کہا "مجھے آزاد کردے۔ ساسان ڈوگرا! آخر تو مجھے کب تک کالے عمل میں جکڑ کر رکھے گا؟ بہتر ہے اپنی

زندگی میں مجھے آزاد کردے۔ میرے جسم سے کالے عمل کے یہ کانٹے نکال دے۔ ورنہ تیری موت کے بعد مجھے آزادی ملنے ہی والی ہے۔"

"ہرگز نہیں۔" وہ پاؤں پٹخ کر دھپ دھپ کی آواز کے ساتھ اِدھر سے اُدھر چلتے ہوئے بولا "نہ مجھے موت آئے گی نہ تو آزاد ہوگا جو میری موت لانے والا تھا' وہ فنا ہو چکا ہے۔"

"ساسان ڈوگرا! تیری آنکھوں نے جو دیکھا غلط دیکھا۔ وہ زندہ ہیں۔"

"تو جھوٹ بولتا ہے۔"

"گیانی اپنے گیان سے بولتا ہے اور گیان کبھی غلط نہیں ہوتا۔ ..میرے جسم سے ایک کانٹا نکال کر تصدیق کرلے۔"

وہ مہاگیانی کے قریب آیا پھر اس کے جسم سے ایک کانٹے کو باہر کھینچ لیا۔ مہاگیانی نے کہا "دیکھ اس کانٹے میں میرے بدن کا خون نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے ان دونوں کا خون نہیں ہوا ہے۔"

وہ پاؤں پٹخ کر بولا "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا میرے شیطان گرو نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے؟"

"تو نے شیطان کی آنکھ میں ایک ہیلی کاپٹر کو تباہ ہوتے دیکھا مگر آنکھیں بند کرکے منتر پڑھتے وقت یہ نہ دیکھ سکا کہ ان دونوں کا ہیلی کاپٹر دوسری سمت چلا گیا تھا اور دوسرا ہیلی کاپٹر جادوئی عمل کی زد میں آکر تباہ ہو گیا تھا۔"

وہ غصے میں دونوں ہاتھ اٹھا کر گرجنے لگا "یہ کیا ہو گیا؟ یہ کیسے ہو گیا؟ میں انہیں تباہ کرنے کے لئے تیرہ دنوں تک ایک پیر پر کھڑا رہ کر منتروں کا جاپ کرتا رہا۔ میرے کالے عمل سے انہیں مرنا ہی مرنا تھا' پھر وہ کیسے بچ گئے۔"

اس نے کانٹوں کے بستر پر دیکھتے ہوئے کہا "بول مہاگیانی! وہ کیسے بچ گئے؟"

وہ بولا "یہ گیانی اسی وقت راز کی بات بتاتا ہے جب تو میرے جسم سے کانٹا نکالتا ہے۔ یہ کانٹے ایک ایک کرکے نکلتے جا رہے ہیں۔ جب تمام کانٹے نکل جائیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔"

ساسان ڈوگرا نے کہا "تو بہت چالاک بنتا ہے۔ میں تیرے بدن سے آخری کانٹا نکلنے نہیں دوں گا۔ تجھے میرے جادو سے رہائی نہیں ملے گی۔"

پھر اس نے ایک کانٹا نکال کر پوچھا "بول وہ کیسے بچ گئے؟"

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا "آہ! بولنا ہی ہوگا۔ میرے بدن کے کانٹے کم ہو رہے ہیں۔ سن اے پاپی جادوگر! علی کے ساتھ جو لڑکی ہے' وہ مہاگیانی دیوتا سمان بابا فرید واسطی کی بیٹی کی بیٹی ہے۔ وہ اتنی پاکیزہ ہے کہ اپنے محبوب علی تیمور کے ساتھ تنہائی میں بھی پارسا رہتی ہے اور یہ بات تیرے شیطان گرو نے بھی تجھ سے کہی ہے کہ جو لوگ اپنی پیدائش کے دن سے اب تک پاک رہیں گے ان پر کالا جادو اثر نہیں کرے گا۔"

ساسان ڈوگرا نے پوچھا "اگر وہ دونوں ناپاک ہو جائیں تو؟"

"تو پھر تیری جیت ہوگی۔ وہ دونوں فنا ہو جائیں گے۔"

"وہ مارا" اس نے خوش ہو کر کہا "میں ان کے اندر انسانی خواہشات اور جذبات کا طوفان لاؤں گا۔ انہیں ننگا کردوں گا۔ انہیں گناہوں کی دلدل میں پہنچادوں گا۔ کہاں ہیں وہ؟ وہ کہاں ہیں؟"

وہ اپنے مخصوص انداز میں پاؤں پٹختا ہوا اور بڑبڑاتا ہوا جانے لگا۔ "میں ابھی معلوم کروں گا' وہ کہاں ہیں؟ میرا شیطان گرو اُن کا ٹھکانا بتائے گا۔"

وہ چلا گیا۔ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مہاگیانی نے اپنے بھگوان سے پرارتھنا کی "ہے پربھو! ان نیک بچوں کی رکشا (حفاظت) کر۔ نیکی کو شکتی دے کہ وہ بدی کو مٹا سکے۔"

اتنا کہہ کر مہاگیانی نے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ کانٹوں کے بستر پر جہاں لیٹا ہوا تھا' وہ ایک پہاڑ کا اندرونی حصہ تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر ایک بلند پہاڑ کی چوٹی کا نام کانگر بنوک فینگ ہے۔ اسے ہندو باشندے کیلاش کہتے ہیں۔ اس کیلاش کی بلند چوٹی پر وشنو بھگوان براجمان ہوتے تھے۔

مہاگیانی کو یقین تھا کہ وشنو بھگوان اُس کی پرارتھنا سن رہے ہیں اور وہ نیک بچوں کی حفاظت کریں گے۔ دنیا کا ہر انسان اپنے اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق نیکی کی سلامتی اور بدی کی تباہی کی دعائیں مانگتا ہے۔ مذہب سیکڑوں ہوتے ہیں مگر دعا ایک ہوتی ہے اسی لئے اب تک نیکی زندہ ہے۔

ثانی اور علی ہیلی کاپٹر سے اتر گئے۔ وہ پارلنگ زنگ بو زیانگ دریا کی ساحلی آبادی کے قریب تھے۔ یہ دریا مغرب سے مشرق کی طرف بہتا ہوا جنوب کی طرف مڑ کر ہندوستان اور بنگلہ دیش میں داخل ہوتا ہے اور دریائے برہم پترا کہلاتا ہے۔ ثانی اور علی کی منزل قریب تھی۔ دریا کے دوسری طرف شہر گیانگ تسی تھا۔ اس شہر کے پیچھے ہمالیہ پہاڑ کا سلسلہ تھا۔ وہاں سے انتیس ہزار اٹھائیس فٹ بلند ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی نظر آتی تھی۔

بستی کے کتنے ہی لوگ ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر ادھر چلے آئے تھے اور ثانی اور علی کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کا انجن بند کرنے کے بعد پائلٹ بھی اتر آیا تھا۔ بستی کے مکھیا نے آگے بڑھ کر کہا "آپ ہمارے مہمان ہیں۔ گھر چلیں۔ ہمارے ساتھ بھوجن کریں۔"

یہ باتیں وہ ٹوٹی پھوٹی ہندی زبان میں کر رہا تھا۔ ثانی نے اس کی مقامی بھاشا میں کہا "ہم تمہاری زبان جانتے ہیں۔ فی الحال ہم بستی میں نہیں جائیں گے۔"

وہ حیرانی سے بولا "آپ ہماری بھاشا بول رہی ہیں۔ آپ نے ہمارا مان بڑھادیا ہے۔ آخر آپ لوگ بستی میں کیوں نہیں

آنا چاہتے؟"

علی نے کہا "ہمیں ضروری کام ہے۔"

"کیا اُس پار جانا ہے؟"

"ہاں ہم گیانگ تسی شہر جائیں گے۔"

"کیا کسی سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں' سنا ہے ساسان ڈوگرا کے بیوی بچے اس شہر میں رہتے ہیں۔"

بستی والے ساسان ڈوگرا کا نام سن کر پیچھے ہٹ گئے۔ مکھیا نے کہا "ساسان ڈوگرا کی جے۔ وہ تمام جادوگروں کا گرو گھنٹال ہے۔ تم اس کے بیوی بچوں سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

"سنا ہے وہ گرو گھنٹال کسی سے نہیں ملتا۔ ہم نے سوچا اس کے بچوں ہی سے مل لیں۔ کیا تم ہمیں ان کے گھر تک پہنچاؤ گے؟"

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑتے ہوئے بولا "کوئی ان کے محل کے سامنے نہیں جاتا۔ وہ ہمیں... اپنی خدمت کے لئے بلاتے ہیں تو ہم جاتے ہیں ورنہ دور ہی رہتے ہیں۔ اس شہر میں سونے کے کلس والا ایک ہی محل ہے۔ تم اسے دور سے پہچان لو گے۔ میرا ساتھ جانا ضروری نہیں ہے۔"

ثانی اور علی پھر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ دوپہر کے دو بجے وہ دریا کے اس پار شہر گیانگ تسی پہنچے۔ چونکہ وہ ساسان ڈوگرا سے ٹکر لینے کے لئے وہاں پہنچے تھے اس لئے تبت کی سرکار ان سے تعاون نہیں کر رہی تھی۔ البتہ جمہوریہ چین کا ایک نمائندہ ان کے لئے ایک کار لے کر آیا تھا۔

علی نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا "ہمیں کسی اچھے سے ہوٹل میں چھوڑ دیں۔"

نمائندے نے کہا "ہمارے سفارت خانے کی طرف سے آپ کی رہائش کا انتظام ہے۔ ساسان ڈوگرا کے بیوی بچے بڑے مغرور ہیں۔ دوسروں کو کمتر سمجھتے ہیں لیکن ہماری حکومت سے کچھ مرعوب ہیں۔ میں نے ابھی لنچ پر انہیں بلایا ہے۔ آپ کو کوئی اعتراض ہے؟"

"جی نہیں' ہم ان سے ضرور ملیں گے۔"

ایک بنگلے کے سامنے کار رک گئی۔ جمہوریہ چین کے سفیر صاحب نے ان کا استقبال کیا۔ علی اور ثانی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ میں فرہاد علی تیمور کے بچوں سے ہاتھ ملا رہا ہوں۔"

ثانی نے کہا "عظیم جمہوریہ چین کے سفیر سے ہاتھ ملاتے ہوئے ہم بھی فخر محسوس کر رہے ہیں۔"

علی نے کہا "جو پاکستان کا دوست ہے ہم اس کے دوست ہیں' ہماری یہ ملاقات یادگار رہے گی۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے ڈرائنگ روم میں آئے۔ سفیر صاحب نے کہا "مجھے تم دونوں سے مل کر جتنی خوشی ہو رہی ہے' اتنا ہی خوف آرہا ہے۔ ساسان ڈوگرا بہت ہی ذلیل جادوگر ہے۔ وہ آج تک قانون کی گرفت میں نہیں آیا۔ کمبخت کبھی نظر بھی نہیں آتا۔ مجھے تم دونوں کی بڑی فکر ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ ہم نے بچپن سے یہ سیکھا ہے کہ موت برحق ہے۔ یہ کسی بھی لمحے آسکتی ہے۔ پھر کیوں نہ انسانیت کے لئے کچھ کرتے ہوئے موت کو گلے لگائیں۔"

سیکریٹری نے آکر کہا "مسز ڈوگرا اپنے بچوں کے ساتھ آئی ہیں۔"

ایک منٹ کے اندر ہی ایک معمّر عورت ایک جوان لڑکی اور جوان لڑکے کے ساتھ آئی۔ معمّر عورت نے گھور کر ثانی اور علی کو دیکھا پھر پوچھا "کیا یہی وہ کمبخت ہیں' جو مرنے کے لئے اپنے ملک سے اتنی دور چلے آئے ہیں؟"

ثانی نے اٹھ کر کہا "ہم وہی خوش بخت ہیں جو تمہارے لئے کم بختی لے کر آئے ہیں۔"

مسز ڈوگرا نے کہا "لڑکی! میں ابھی پھونک ماروں گی تو تُو خون تھوکنے لگے گی۔"

ثانی مسکرا کر بولی "اچھا تو تم پھونک مارتی ہو لیکن پھونکوں سے یہ چراغ بجھائے نہ جائیں گے۔"

لڑکے اور لڑکی نے انہیں ناگواری سے دیکھا۔ وہ دونوں اپنے باپ کی طرح قد آور تھے۔ لڑکا پہلوان تھا۔ سفیر صاحب نے تعارف کرایا "مسٹر علی! یہ خاتون عظیم ساسان ڈوگرا کی دھرم پتنی ہیں۔ یہ ان کی صاحبزادی ہیں۔ ان کا نام ٹیلی تا ہے اور صاحبزادے کا نام فانگ فوٹیلی ہے۔"

ثانی نے ٹیلی تا سے اور علی نے فانگ فوٹیلی سے مصافحہ کیا۔ وہ جیسے گھر سے ارادہ کرکے آئے تھے کہ باپ کے دشمنوں کو مرعوب کرکے سفیر صاحب کے گھر سے بھگادیں گے۔ انہیں اپنے باپ ڈوگرا تک نہیں پہنچنے دیں گے۔

مصافحے کے بہانے ٹیلی تا نے ثانی کا ہاتھ جکڑ لیا۔ فانگ فوٹیلی نے بھی علی کے ساتھ یہی کیا۔ اتنی قوت سے ہاتھ دبایا کہ پتھر ہوتا تو چور ہو جاتا۔ مگر وہ علی کا ہاتھ تھا۔ اسے واشو ردو کی نے فولاد بنایا تھا۔ فانگ فوٹیلی زیرِ لب کوئی منتر پڑھ رہا تھا مگر پریشان بھی تھا۔ نہ منتر کام آرہا تھا اور نہ ہی پہلوانی قوت سے بات بن رہی تھی۔ علی خاموش کھڑا مسکرا رہا تھا۔

ثانی نے پوچھا "مس ٹیلی! تم کب تک میرا ہاتھ چھوڑ دو گی۔"

ٹیلی نے پوچھا "کیا تم ہاتھ چھڑا سکتی ہو؟"

"میں محترم سفیر صاحب کے گھر میں تمہیں ننگی کا ناچ نچانا نہیں چاہتی۔"

سفیر صاحب نے کہا "مسز ڈوگرا! آپ نے کہا تھا کہ میرے گھر میں آپ کی طرف سے میرے مہمانوں کو تکلیف نہیں پہنچے گی۔"

مسز ڈوگرا نے کہا "اس میں تکلیف کی کیا بات ہے۔ میرے

بچے اخلاقاً ہاتھ ملا رہے ہیں۔ کیا تمہارے مہمان اتنے کمزور ہیں کہ اپنا ہاتھ بھی چھڑا نہیں سکتے۔"

اسی وقت ٹیلی نانے چیخ ماری' پھر اپنے پیر پٹخ پٹخ کر اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔ داؤ الٹ گیا تھا۔ وہ تکلیف سے بار بار چیخ رہی تھی۔ اس کے بھائی نے گرج کر کہا "میری بہن کا ہاتھ چھوڑ دو۔ ورنہ....."

علی نے کہا "ورنہ کچھ نہیں ہوگا۔ تم ثانی کے قریب نہیں جاسکو گے۔"

فانگ فوٹیلی اچانک ہی تکلیف کی شدت سے دُہرا ہوگیا۔ فولادی شکنجے میں ہاتھ کا گوشت اور ہڈیاں جیسے پس رہی تھیں۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے حملہ کرنا چاہا۔ علی نے ذرا اور دباؤ ڈالا تو وہ چیخ پڑا' دوسرے ہاتھ سے حملہ کرنا بھول گیا۔ ماں اپنے بیٹے کو چھڑانے کے لئے غصے میں منتر پڑھنے لگی پھر اس نے علی پر تھوکنا چاہا مگر اپنے ہی بیٹے کے مُنہ پر تھوک دیا۔ وہاں سے پلٹ کر دوسری بار اپنی بیٹی پر تھوکا پھر حیران پریشان ہو کر بولی "یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں اپنے بچوں پر کیوں تھوک رہی ہوں؟"

سلمان واسطی اس کے دماغ میں گھسا ہوا تھا۔ وہ اپنے اختیار میں نہیں تھی۔ اس نے سوچا اپنے سر کا ایک بال توڑ کر آگ میں جلائے' اس عمل سے ساسان ڈوگرا کو خبر ہو جاتی کہ اس کے بیوی بچے مصیبت میں ہیں لیکن سلمان واسطی نے ایسا نہیں کرنے دیا۔

ثانی اور علی نے ان کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ وہ دونوں پیچھے ہٹ کر تکلیف سے رو رہے تھے۔ ماں نے کہا "ہم یہاں ایک منٹ نہیں رہیں گے۔ تمہارا باپ ان سے نمٹ لے گا۔ ان کی موت انہیں یہاں لائی ہے۔"

وہ تینوں چلے گئے۔ سفیر صاحب نے کہا "خس کم جہاں پاک۔ ...کم بخت آداب اور تہذیب کو بالائے طاق رکھ کر اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ آفرین ہے تم دونوں پر۔ کوئی جھگڑا نہیں کیا اور انہیں میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔"

وہ لوگ کھانے کی میز پر آئے۔ سفیر صاحب نے کہا "ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ بڑھیا اپنے ہی بچوں کے مُنہ پر کیوں تھوک رہی تھی؟"

ثانی نے کہا "میرے والد اس کے دماغ میں تھے۔"

سفیر صاحب نے ہنستے ہوئے کہا "اچھا ہاں' میں تو بھول ہی گیا تھا کہ تمہارے خاندان میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خاصی تعداد ہے۔"

علی نے کہا "پورے آدھے درجن ہیں۔ ثانی کے والد سلمان واسطی' والدہ سلطانہ' آنٹی لیلیٰ اور انکل برائن وولف (فرہاد) پھر پارس کی وائف جوجو اور میری والدہ رسونتی ہیں جو آجکل ریٹائرڈ زندگی گزار رہی ہیں۔"

"تمہاری والدہ نے گوشہ نشینی کیوں اختیار کرلی؟"

"دشمنوں نے انہیں دماغی طور پر بہت نقصان پہنچایا تھا۔ ان کا علاج ہو چکا ہے۔ وہ خیال خوانی کر سکتی ہیں لیکن ہم سب بابا صاحب کے ادارے کے قوانین کے پابند ہیں۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے میری ماما کو طویل عرصے تک دنیاداری سے دور رہنے کا مشورہ دیا ہے۔"

وہ کھانے کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ سفیر صاحب کے سیکریٹری نے انہیں ایک رہائش گاہ میں پہنچا دیا۔ وہ مضبوط لکڑیوں سے بنا ہوا ایک مکان تھا۔ انہوں نے مکان کو اندر سے اچھی طرح دیکھا۔ مطمئن ہو کر اندر سے دروازے کو بند کیا پھر الگ الگ کمروں میں سونے کے لئے چلے گئے۔ ارادہ تھا کہ شام چھ بجے تک نیند پوری کریں گے۔ اس کے بعد طلسم کدے کی طرف جائیں گے۔

ٹھیک چھ بجے ان کی آنکھ کھلی۔ ثانی اور علی کے کمروں کے درمیان ایک مشترکہ باتھ روم تھا۔ انہوں نے باری باری جاکر غسل کیا پھر لباس تبدیل کرنے کے بعد کمرے سے باہر جانا چاہتے تھے۔ مگر نہ جاسکے۔ دونوں کمروں کے دروازے باہر سے بند کر دیئے گئے تھے۔

اب وہ باتھ روم کے دروازے کھول کر ایک دوسرے سے مل سکتے تھے۔ پتا چلا' وہ دروازے بھی بند ہو چکے ہیں۔ اندر کوئی آیا نہیں تھا۔ کسی نے دروازوں کو بند نہیں کیا تھا۔ وہ خود بخود مقفل ہو گئے تھے اور یہ ساسان ڈوگرا کا جادوئی عمل ہو سکتا تھا۔

علی نے آواز دی "ثانی! میری آواز سن رہی ہو؟"

اسے ثانی کی طرف سے جواب نہیں ملا۔ ثانی نے بھی اسے پکارا تھا۔ اس کی آواز بھی علی تک نہیں پہنچی۔ اب غلط فہمی لازمی تھی۔ علی کو اندیشہ ہوا کہ ثانی کو کچھ ہو گیا ہے۔ دشمن غالب آگئے ہیں۔ اُدھر ثانی بھی یہی سوچ رہی تھی کہ علی پر اچانک حملہ کر کے اس کی زبان بند کر دی گئی ہے۔

یہ غلط فہمی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دور ہو سکتی تھی لیکن اس وقت کوئی ان کے دماغ میں موجود نہیں تھا۔ سلمان اور سلطانہ کو یہ معلوم تھا کہ ثانی اور علی شام چھ بجے تک سوتے رہیں گے۔ بیدار ہونے کے بعد سات بجے تک وہ رہائش گاہ سے نکلیں گے تو وہ ان کے دماغوں میں پہنچ جائیں گے۔

ابھی سات نہیں بجے تھے۔ چنانچہ وہ نہیں آئے تھے۔ ان سے پہلے دشمن آگیا تھا۔ اس مکان کی چھت اور دیواریں مضبوط لکڑیوں کی تھیں۔ پچھلی دیواروں میں جو کھڑکیاں تھیں' وہاں سے گہری کھائی نظر آتی تھی۔ کھڑکی سے فرار ہونے والا سیکڑوں فٹ گہرائی میں گر سکتا تھا۔ تاہم علی نے وہی راستہ اختیار کیا۔ اس نے کھڑکی کو ایک لات ماری۔ کھڑکی کی چوکھٹ لرز گئی۔

ادھر ثانی بھی دوڑتی ہوئی آئی پھر اس نے کھڑکی پر فلائنگ کک ماری۔ اس نے تین بار اسی طرح کک ماری۔ چوکھٹ اپنی جگہ سے اکھڑنے لگی۔ اب دونوں ہاتھوں کے دو چار جھٹکوں سے

کھڑکی ٹوٹ کر گر سکتی تھی۔ اسی وقت دروازہ کھلا' کھلے ہوئے دروازے پر فانگ فوٹیلی کھڑا مسکرا رہا تھا۔

وہ دروازے کو اندر سے بند کرتے ہوئے بولا "میری جان! کھڑکی کیوں توڑ رہی ہو۔ میں دل کا دروازہ کھول رہا ہوں۔ میری آغوش میں آجاؤ۔"

ثانی نے پوچھا "علی سے پنجہ لڑا کر عقل نہیں آئی۔ اب میرے پاس مرنے آئے ہو۔"

"تم پر تو میں ہزار بار مرنے کو تیار ہوں۔"

وہ قریب آنے لگا۔ ثانی اس سے کتراتے ہوئی بولی "ہماری پہلی کوشش یہی ہوتی ہے کہ دشمن کو عقل آجائے اور وہ دشمنی سے باز آجائے۔"

"عقل تمہیں آنی چاہئے۔ تم میرے باپ سے دشمنی کرنے آئی ہو۔"

"میں اپنی ماں کو پاپا ڈوک اور ساسان ڈوگرا کے جادو سے نجات دلانے آئی ہوں۔ میری ماں سے منسوب شیطانی پتلا میرے حوالے کردو میں اسے توڑ کر چلی جاؤں گی۔"

"تم ٹوٹ جاؤ گی مگر میرے باپ کا بنایا ہوا کوئی پتلا نہیں ٹوٹے گا۔"

"یہی غرور تمہارے باپ کو ہمیشہ کے لئے توڑ ڈالے گا۔"

فانگ فوٹیلی نے اسے غافل سمجھ کر چھلانگ لگائی لیکن وہ پینترا بدل کر نکل گئی اس نے گرتے گرتے سنبھلنے کی کوشش کی مگر لات کھا کر اوندھے مُنہ گر پڑا۔ ثانی نے پوچھا "تمہارا باپ اتنا بزدل کیوں ہے؟ خود چھپا ہوا ہے اور دودھ پیتے بچوں کو بار بار مار کھانے کے لئے ہمارے پاس بھیج رہا ہے۔"

وہ تلملا کر فرش سے اٹھتے ہوئے بولا "وہ آئے گا تو تمہیں دھواں بنا کر اڑا دے گا لیکن اس سے پہلے میں تمہیں خراب کروں گا۔ تمہاری پارسائی کی دھجیاں اڑاؤں گا کیونکہ تمہاری پاکیزگی کے باعث اس کا جادو بے اثر ہو رہا ہے۔"

وہ پھر اسے پکڑنے کے لئے آگے بڑھا مگر ہوا آخر ہوا ہوتی ہے' نہ مٹھی میں آتی ہے' نہ بازوؤں میں قید ہوتی ہے۔ اس نے سونیا سے تربیت حاصل کی تھی اور ریوی سے جمناسٹک کے کرتب سیکھے تھے۔ ایسے ایسے کرتب دکھاتی ہوئی اس کے پاس سے گزرتی تھی کہ وہ چکرا کر رہ جاتا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کدھر سے جائے اور کدھر سے پکڑے۔ اس عیاش نے پہلی بار ایسی جوانی دیکھی تھی جو ہاتھ آتے آتے ہوا ہو جاتی تھی۔

یہ مرد کو غصہ دلانے والی بات تھی اور وہ طرح طرح سے غصہ دلا رہی تھی تاکہ دشمن عقل سے پیدل ہو جائے۔ آخر وہ پیدل ہو گیا۔ اس نے غصے سے پاگل ہو کر یہ نہیں دیکھا کہ وہ کہاں کھڑی ہوئی ہے۔ اس نے اچانک ہی فضا میں چھلانگ لگائی پھر جیسے اڑتا ہوا فلائنگ کک مارنے آیا۔ ثانی نے فوراً ہی جھکتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اسے اور آگے اچھال دیا۔ وہ پہلوان پورے

وزن کے ساتھ کھڑکی سے ٹکرایا پھر کھڑکی کو توڑتا ہوا اس پار چلا گیا۔ فلک شگاف چیخ سنائی دی۔ ثانی نے جھانک کر دیکھا' وہ سیکڑوں فٹ گہرائی میں جا رہا تھا اور اس کی چیخیں ڈوبتی جا رہی تھیں۔ پھر خاموشی چھا گئی۔

وہ دوڑتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر آئی۔ علی کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کمرے میں ساسان ڈوگرا کی بیٹی ٹیلی ٹوٹی ہوئی کھڑکی سے جھانک کر دیکھ رہی تھی۔ علی کہہ رہا تھا "تمہارا بھائی ثانی کے کمرے سے باہر پارسل ہو گیا ہے۔ تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

وہ علی کی طرف بڑھتی ہوئی بولی "مجھے ایک بار آغوش میں لے لو۔ جوانی کا نشہ اتار دو پھر میں چلی جاؤں گی۔"

ثانی نے کمرے میں آکر کہا "جانتے ہو علی! یہ ایسا کیوں چاہتی ہے؟"

"اس کی کھوپڑی خراب ہو گئی ہے۔"

"نہیں' اس کی بے حیائی کے پیچھے ایک مقصد ہے۔ میری اور تمہاری پاکیزگی کے باعث اس کے باپ کا جادو بے اثر ہو رہا ہے۔ باپ نے بیٹی کو تمہارے پاس اور بیٹے کو میرے پاس بھیجا تھا۔"

"یہ بات ہے تو ذرا اسے پھینک کر بتاؤ' تم کھڑکی سے باہر کچرا کیسے پھینکتی ہو۔"

ٹیلی چیخ مار کر پیچھے ہٹ گئی۔ انکار میں سر ہلا کر بولی "نہیں' میں مرنا نہیں چاہتی۔ مجھے جانے دو۔"

علی نے اپنا بیگ اٹھا کر کہا "تمہارے باپ نے جادو سے ہمیں الگ الگ کمرے میں بند کیا تھا۔ میں تمہیں یہاں بند کر کے جا رہا ہوں۔ جانا چاہو گی تو اس ٹوٹی ہوئی کھڑکی سے ہی راستہ ملے گا۔ اس راستے سے اپنے بھائی کے پاس پہنچ جاؤ گی۔"

وہ ثانی کے ساتھ جانے لگا۔ ٹیلی دوڑتی ہوئی آئی۔ ثانی نے اس کے مُنہ پر ایک الٹا ہاتھ رسید کیا۔ اس کا مُنہ گھوم گیا۔ وہ گھوم کر فرش پر گری۔ انہوں نے باہر آکر دروازہ بند کر دیا۔ ثانی اپنے کمرے سے اپنا بیگ اٹھا کر لے آئی۔ دونوں اس مکان سے باہر آگئے۔ وہاں ان کے لئے کار موجود تھی۔

اسی وقت سلمان نے آکر پوچھا "بیٹی! خیریت سے ہو؟"

"جی ہاں۔ ڈوگرا نے ایک اوچھا حملہ کیا تھا۔ اس حملے میں اس کا بیٹا جہنم میں پہنچ گیا ہے۔ بیٹی کو ہم ایک کمرے میں بند کر کے جا رہے ہیں۔"

علی اس کار کو چیک کر رہا تھا پھر کار سے نکل کر بولا "اس کا بریک ناکارہ بنا دیا گیا ہے۔ آؤ پیدل چلیں۔"

ثانی نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا "ڈیڈی میرے پاس ہیں۔"

علی نے کہا "انکل! بریک ناکارہ بنانے کا مقصد یہ تھا کہ ہم ڈرائیونگ کے دوران حادثے کا شکار ہو جائیں یا ہمیں سازش کا علم ہو جائے تو ہم پیدل جائیں تاکہ ڈوگرا سے خوف زدہ رہنے

والے شہری ہمارے پیچھے پڑ جائیں اور ڈوگرا کے حکم سے ہمیں غار تک نہ پہنچنے دیں۔ خوفزدہ شہریوں کا ہجوم ہمیں جانی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ آپ ہمارے پائلٹ سے کہہ دیں' وہ یہاں ہیلی کاپٹر لے آئے گا۔"

سلمان نے سلطانہ سے کہا کہ وہ ثانی کے پاس رہے پھر پائلٹ کے دماغ میں جانا چاہا لیکن اس کا دماغ موت کے اندھیرے میں گم ہو گیا تھا۔ سلمان نے علی کے پاس آکر کہا۔ "کھسیانی بلی کھمبا نوچتی ہے۔ تم لوگوں پر جادو نہ چلا تو جادوگر نے پائلٹ کو مار ڈالا ہے' ذرا انتظار کرو۔ شہر میں نہ جانا۔ میں ابھی ہیلی کاپٹر لاتا ہوں۔"

سلمان' سفیر صاحب کے پاس آکر بولا "آپ نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا ہے۔ ایک زحمت اور کریں۔ فون کے ذریعے ہمارے پائلٹ کی خیریت معلوم کریں۔"

سفیر صاحب نے فون اٹھا کر نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہونے پر کہا "سرکاری ائرپورٹ پر ابھی ایک ہیلی کاپٹر آیا تھا۔ میں اس کے پائلٹ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

جواب ملا "جناب! وہ پائلٹ تو خون کی قے کرتے کرتے مر گیا ہے۔ اس پر ساسان ڈوگرا کا قہر نازل ہوا ہے۔"

سفیر صاحب نے ریسیور رکھ کر کہا "وہ بہت ہی ذلیل اور کمینہ جادوگر ہے۔ مجھے آپ کے بچوں کی فکر ہے۔ وہ خیریت سے ہیں؟"

"خدا کا شکر ہے۔ وہ خیریت سے رہیں گے۔ میں ان کے پاس جا رہا ہوں۔"

سلمان اس شخص کے دماغ میں پہنچا جس نے فون پر پائلٹ کی موت کی اطلاع دی تھی۔ وہ چھوٹے سے سرکاری ائرپورٹ کا انچارج تھا۔ خود بھی ایک پائلٹ تھا۔ سلمان نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ وہ اپنے دفتر سے اٹھ کر دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کے پاس آیا' پائلٹ کی سیٹ سنبھالی۔ اس کا انجن اسٹارٹ کیا۔ دفتر کے کچھ لوگ اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ایک افسر نے وائرلیس کے ذریعے پوچھا "وہ آفت زدہ ہیلی کاپٹر ہے۔ ساسان ڈوگرا اسے پرواز کرنے نہیں دے گا۔ تم کیوں اپنی موت بلا رہے ہو؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ شہر کے اوپر پرواز کرتا ہوا ثانی اور علی کے سامنے ایک میدان میں اتر گیا وہ پائلٹ اتر کر علی کے پاس آیا۔ سلمان نے اس کی زبان سے کہا "میں اس کے ذریعے ہیلی کاپٹر لے آیا ہوں۔ اب تم اسے جانے دو۔ خود ہیلی کاپٹر لے جاؤ۔"

ثانی اور علی اس میں سوار ہو گئے۔ جب ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر جانے لگا تو سلمان نے انچارج پائلٹ کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا اور ثانی کے پاس آ گیا۔

طلسم کدے کی نیم روشنی اور نیم تاریکی میں ساسان ڈوگرا شیطانی کھوپڑی کے سامنے کھڑا تھا اور شیطانی آنکھ میں ہیلی کاپٹر کو پرواز کرتے دیکھ رہا تھا۔ اس کا تمام جادو الٹ رہا تھا۔ ہر تدبیر ناکام ہو رہی تھی۔ وہ اپنی عادت کے مطابق غصے میں پیر پٹختا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

اس کے پیروں کی دھمک سے زمین جیسے لرز رہی تھی۔ وہ اسی انداز سے چلتا ہوا کانٹوں کے بستر کے پاس آیا۔ مہا گیانی آنکھیں بند کئے نکیلے کانٹوں پر آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ ساسان ڈوگرا نے کہا "مہا گیانی! تو گیان کی باتیں کرتا ہے۔ تو نے سچ کہا تھا' وہ دونوں جب تک پارسا اور پاکیزہ رہیں گے' میرا جادو ان پر بے اثر ہوتا رہے گا۔ میں ناکام ہو رہا ہوں۔ میرا جوان بیٹا مارا گیا ہے۔ وہ دونوں موت بن کر اِدھر آ رہے ہیں۔ مجھے بتا! اپنے گیان سے کوئی تدبیر بتا' میں ان کا راستہ کیسے روک سکتا ہوں؟"

گیانی نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا پھر کہا "قبر کے کنارے ساری تدبیریں ختم ہو جاتی ہیں۔"

"مہا گیانی! میں تجھ سے ایک بات پوچھنے کے لئے تیرے جسم سے ایک کانٹا نکالتا ہوں۔ آج دو کانٹے نکالوں گا۔ یہ دیکھ۔"

اس نے گیانی کے جسم سے دو کانٹے نکالے۔ گیانی چپ رہا۔ اس نے دو اور کانٹے نکالے پھر کہا "دیکھ میں نے چار نکال دیئے۔ اب تو ضرور بتائے گا۔"

گیانی نے کہا "آہ! ایک ایک کر کے سب کانٹے نکل رہے ہیں' آخری کانٹا وہ نکالے گی' وہ!"

"وہ کون؟"

"وہی نیک لڑکی جو علی کے ساتھ آ رہی ہے۔"

وہ پیچھے ہٹ کر بولا "تو یہ کہہ رہا ہے کہ وہ طلسم کدے کے اندر پہنچ جائیں گے؟"

"ہاں' تیرے بچاؤ کا ایک ہی راستہ ہے۔ یہاں سے بھاگ جا۔"

"ہرگز نہیں۔ میں نے آج تک میدان نہیں چھوڑا۔ زبردست دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارتا آ رہا ہوں۔ کیا ان بچوں کے ڈر سے طلسم کدہ چھوڑ دوں!"

"شکست کھانے والا بادشاہ تاج چھوڑ دیتا ہے' تخت چھوڑ دیتا ہے' محل کے چور دروازے سے فرار ہو کر اپنی جان بچاتا ہے کیونکہ بچاؤ کا یہی ایک راستہ رہ جاتا ہے۔"

"نہیں' کوئی دوسری تدبیر بتا؟"

"اور چار کانٹے نکال دے۔"

وہ آگے بڑھ کر کانٹے نکالنے کے لئے جھکا پھر چونک کر بولا۔ "تیرے جسم میں پانچ کانٹے رہ گئے ہیں۔"

"میں نے پانچ نہیں چار نکالنے کو کہا ہے۔"

"پھر تو ایک ہی رہ جائے گا۔ تو بہت چالاک ہے' مجھے کوئی ادھوری تدبیر بتائے گا۔ جب میں پوری بات پوچھوں گا تو تو آخری کانٹا نکالنے کو کہے گا۔ نہیں' میں تجھے آزاد نہیں کروں گا۔"

"یعنی تو جان بچانے کی تدبیر سننا نہیں چاہتا؟"

"سننا چاہتا ہوں' تو سناتا کیوں نہیں؟"

"چار کانٹے نکال دے۔"

"آہ! کس مصیبت میں پڑ گیا ہوں۔ جان بچانے کے لئے نکالنا ہی ہو گا۔"

اس نے چار کانٹے نکال دیئے۔ ایک آخری رہ گیا۔ گیانی نے ہنستے ہوئے کہا "بڑا مورکھ ہے تو۔"

اس نے پوچھا "اب کیا ہوا؟"

"مجھے گیانی اور عقلمند بھی کہتا ہے' مجھے غلام بھی بنا کر رکھتا ہے اور مجھ سے دشمنی کر کے مجھ سے نجات کا راستہ پوچھتا ہے۔"

"کیا تو راستہ نہیں بتائے گا؟"

"تو نے سارے کانٹے نکال دیئے۔ میں آزاد ہو گیا۔ تیرا تابعدار نہیں رہا۔ پھر تجھے کیا بتاؤں اور کیوں بتاؤں؟"

"بکواس مت کر' تو آزاد نہیں ہے۔ ابھی آخری کانٹا باقی ہے۔"

"میں کہہ چکا ہوں... آخری کانٹا اس نیک لڑکی کے ہاتھ سے نکلے گا۔ تیرے ہاتھ کے تمام کانٹے نکل چکے ہیں۔ تیری طرف سے آزادی مل چکی ہے۔"

وہ غصے سے ایک طرف گیا۔ وہاں سے تیز دھار والی کلہاڑی لے کر آیا پھر بولا "تو گیانی نہیں' مکار ہے۔ یہ آخری کانٹا کبھی نہیں نکلے گا۔ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔"

اس نے کلہاڑی کو دونوں ہاتھوں سے بلند کیا۔ اسی وقت تیزی سے گردش کرتے ہوئے پنکھے کی آواز سنائی دی۔ ساسان ڈوگرا کے ہاتھ رک گئے۔ وہ سر اٹھا کر ہیلی کاپٹر کی آواز سننے لگا۔ یوں لگ رہا تھا' موت سر پر منڈلا رہی ہے۔

اس کے ہاتھوں سے کلہاڑی چھوٹ کر گر پڑی۔ وہ گیانی کو بھول گیا۔ وہاں سے بھاگتا ہوا شیطان کی کھوپڑی کے سامنے آیا۔ جلدی جلدی منتر پڑھنے لگا۔ مختلف جادوئی عمل کے بعد کھوپڑی کی ایک آنکھ میں وہ ہیلی کاپٹر غار کے قریب اترتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

اس نے ایک چھوٹے سے پتلے کو اٹھا کر کھوپڑی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا "یہ پتلا راحیلہ سے منسوب ہے۔ اس پتلے کو توڑنے کے لئے وہ دونوں میری موت بن کر آ رہے ہیں۔ کیا میں مر جاؤں گا؟ بول اے بھوت ناتھ! میں چالیس برس تک تیری پوجا کرتا رہا۔ تیرے چرنوں میں انسانی جانوں کی قربانی دیتا رہا۔ تو نے مجھے بڑی شکتی دی۔ آج اپنی موت سے لڑنے کی آخری شکتی دے۔ میں موت سے نہیں ڈرتا مگر شکست سے ڈرتا ہوں۔ میں اس چھوکرے کے سامنے ٹوٹ جانے سے پہلے مر جانا پسند کرتا ہوں۔"

اس نے ایک لمبی چوڑی تلوار اٹھائی اور کہا "میں نے اس تلوار سے نہ جانے کتنے انسانوں کی گردنیں تیرے قدموں میں کاٹی ہیں۔ اگر آج تو نے اس چھوکرے سے مجھے نہ بچایا تو میں شکست کھانے سے پہلے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی گردن کاٹ لوں گا۔"

وہ کھوپڑی کی آنکھ میں دیکھ رہا تھا۔ ثانی اور علی غار میں جھانک رہے تھے۔ اس نے زور زور سے منتر پڑھنا شروع کیا۔ اس کے اور کھوپڑی کے درمیان آگ جل رہی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے آگ میں گھی ڈال رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے کوئی سفوف چھڑکتا تھا۔ اس عمل سے آگ کے شعلے بھڑکتے تھے اور ایسی گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوتی تھی جیسے زلزلہ آ رہا ہو' زمین کانپ رہی ہو اور بڑی بڑی چٹانیں ایک دوسرے سے رگڑ کھا رہی ہوں۔

کھوپڑی کی آنکھ سے دکھائی دے رہا تھا... ثانی اور علی غار کے اندر ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہو گئے تھے۔ غار کی چھت سے مٹی اور چھوٹے چھوٹے پتھر گر رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا' غار کا اوپری حصہ ان پر آ جائے گا اور وہ دب کر مر جائیں گے۔

ساسان ڈوگرا قہقہہ لگا کر اور زور زور سے منتر پڑھنے لگا۔ شیطان اس کی سن رہا تھا اور اس کے دشمنوں کو مارنے یا بھگانے والا تھا۔ شعلے بھڑک رہے تھے۔ آگ میں گھی ڈالا جا رہا تھا جیسے مرنے والے کو گھی پلا کر زندہ رکھا جا رہا ہو۔

وہ منتر پڑھتے پڑھتے رک گیا۔ کھوپڑی کی آنکھ میں ثانی اور علی بخیریت نظر آ رہے تھے۔ وہ بھی زیرِ لب کچھ پڑھ رہے تھے۔ کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ غار کے اندر زلزلہ تھم گیا تھا۔ ان پر مٹی اور پتھر نہیں گر رہے تھے۔

وہ مقابلتاً دوسرے منتر پڑھنے لگا۔ پھر اس نے تلوار اٹھا کر اس کی نوک اپنے سینے پر رکھی۔ اسے سینے کے اندر تھوڑا پیوست کیا تو خون نکلنے لگا۔ اس نے اپنا خون ایک ہاتھ کے چلو میں لے کر اسے کھوپڑی پر چھینکا۔ کھوپڑی پر خون کے چھینٹے پڑتے ہی بجلیوں کی کڑک سنائی دی۔ کھوپڑی کی آنکھ بتا رہی تھی کہ وہ دونوں طوفانی ہوا کی زد میں آ گئے ہیں۔

ان کے ہاتھوں میں جو ٹارچیں تھیں وہ چھوٹ گئی تھیں۔ روشنی بجھ گئی تھی۔ گہری تاریکی چھا گئی تھی۔ ایسے میں طلسم کدے کا راستہ گم ہو گیا تھا۔ وہ اسی طرح کالے جادو کے ذریعے بھول بھلیاں پیدا کرتا تھا۔ غار میں داخل ہونے والے بھٹک کر ایک طرف سے آتے تھے اور دوسری طرف سے نکل جاتے تھے... طلسم کدے تک پہنچ نہیں پاتے تھے۔ شاید علی اور ثانی کو بھی طوفانی ہوائیں اڑا کر کہیں لے جا رہی تھیں۔

تاریکی میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا پھر آہستہ آہستہ کھوپڑی کی آنکھ روشن ہونے لگی۔ ثانی اور علی نظر آنے لگے۔ وہ بلند آواز سے کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوئے طلسم کدے میں پہنچ گئے

تھے۔

وہ حیرت سے اچھل پڑا۔ اس نے جادوئی عمل سے سارے راستے بند کردیئے تھے۔ طوفانی ہوائیں جو انہیں اڑا کر غار سے باہر پھینکنے والی تھیں' وہ انہیں طلسم کدے میں پہنچا گئی تھیں۔ اور وہ تلاوت کرتے ہوئے اس حصے سے گزر رہے تھے جہاں مہا گیانی کانٹوں کے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔

وہ دونوں اس کے قریب آکر رک گئے۔ علی نے پوچھا "تم کون ہو؟"

گیانی نے آنکھیں کھول دیں۔ مسکرا کر کہا "جناب علی اسد اللہ تبریزی نے تم سے کہا تھا طلسم کدے میں ایک قیدی ملے گا جس کے سینے میں ایک کانٹا چبھا ہوگا۔ دیکھو کیا میں وہی نہیں ہوں؟"

ثانی نے کہا "بے شک تم وہی ہو۔"

وہ اور قریب آئی پھر جھک کر اس نے وہ آخری کانٹا نکال دیا۔

...گیانی نے کہا "آہ! آج مکتی (نجات) حاصل ہوگئی۔"

علی نے پوچھا "ساسان ڈوگرا کہاں ہے؟"

"تمہارے یہاں قدم رکھتے ہی اس کی موت پر تصدیق کی مُہر لگ گئی ہے۔ بیٹے! مجھے کانٹوں کے بستر سے اٹھاؤ۔"

علی نے اس کے دونوں ہاتھ اور ثانی نے اس کے دونوں پاؤں پکڑے پھر اسے کانٹوں کے بستر سے اٹھا کر فرش پر لٹا دیا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ پھر بولا "میرے ساتھ آؤ۔"

وہ دونوں اس کے ساتھ چلنے لگے۔ طلسم کدے میں جگہ جگہ کئی رکاوٹیں تھیں لیکن گیانی کی راہنمائی میں رکاوٹیں دور ہو رہی تھیں۔ ساسان ڈوگرا کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "مہا گیانی! گھر کے بھیدی! تُو انہیں راستہ دکھا رہا ہے۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

گیانی کہتا جارہا تھا "میرے بدن سے آخری کانٹا نکل گیا۔ تُو بھی دنیا سے نکل جا۔ تیرا انت سے آگیا ہے۔"

وہ تینوں اس حصے میں آگئے جہاں وہ شیطانی کھوپڑی رکھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے کھڑے ہوئے ساسان ڈوگرا نے پلٹ کر دیکھا۔ اس کی بڑی بڑی سرخ آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ گیانی نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہ دیکھو علی! کھوپڑی کے پاس جو پتلا رکھا ہے اسے راحیلہ کے نام سے باندھا گیا ہے۔ اسے توڑ دو۔"

علی ادھر جانے لگا۔ ساسان ڈوگرا نے تلوار اٹھا کر کہا۔ "مورکھ! میرے مقابلہ پر خالی ہاتھ آیا ہے۔"

علی نے کہا "یہ ہماری خاندانی روایت ہے۔ ہم خالی ہاتھ دشمنوں کا سامنا کرتے ہیں۔ تیری تلوار میرے سر تک نہیں آسکے گی۔"

وہ تلوار کو سر سے بلند کئے دوڑتا ہوا آیا لیکن مقدر میں ٹھوکر لکھی تھی۔ وہ ٹھوکر کھا کر اوندھے مُنہ گرا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر پھسلتی ہوئی علی کے قدموں کے پاس آگئی۔ وہ تلوار اٹھا کر بولا "یہ ہمارا آزمایا ہوا نسخہ ہے کہ دشمن ہمیں خالی ہاتھ دیکھ کر خوش فہمی میں بھول جاتے ہیں کہ وہ کہاں غلطی کرنے یا ٹھوکر کھانے والے ہیں۔ اب تم خالی ہاتھ ہو۔"

وہ ہڑبڑا کر اٹھا' علی نے تلوار کا ایک وار کیا۔ اس کا ایک بازو کٹ کر جلتی ہوئی آگ میں چلا گیا۔ وہ شیر کی طرح دہاڑتا ہوا ایک کلہاڑی کے پاس گیا' اسے دوسرے ہاتھ سے اٹھا کر علی پر حملہ کرنا چاہتا تھا لیکن ثانی کو دیکھا' وہ دوڑتی ہوئی اپنی ماں سے منسوب پتلے کے پاس پہنچ گئی تھی۔

ساسان ڈوگرا' علی کی طرف سے پلٹ کر ثانی کی طرف کلہاڑی اٹھاتا ہوا دوڑا۔ وہ پتلے کے سامنے کھڑی تھی۔ جیسے ہی اس نے حملہ کیا۔ وہ ہاہپ ہپ کی آواز نکالتی ہوئی' جمناسٹک کے کرتب دکھاتی ہوئی' قلابازی کھا کر دوسری طرف گئی۔ کلہاڑی اس کے پیچھے رکھے ہوئے پتلے پر پڑی۔ پتلا دو ٹکڑے ہوگیا۔

پیرس کے ایک کاٹیج میں راحیلہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھی پھر جنونی انداز میں چیخنے لگی۔ "چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میرے ٹکڑے نہ کرو۔ مجھے سلامت رہنے دو۔ مجھے چھوڑ دو۔"

سلطانہ اور سلمان واسطی پہلے سے ایسی صورت حال کے لئے تیار تھے اور راحیلہ کو سنبھالنے کے لئے وہاں موجود تھے۔ سلمان نے اس کے بازوؤں کو تھام کر کہا "حوصلہ کرو۔ تمہارے اندر سے شیطان نکل رہا ہے۔"

"نہیں' میں ثانی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ وہ میری بیٹی نہیں ہے۔ اس کی چالاکی سے میرے دو ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ دیکھو میں آدھی اِدھر ہوں آدھی اُدھر۔"

ادھر علی نے تلوار کا دوسرا وار کیا۔ ساسان ڈوگرا کا دوسرا بازو کٹ کر کلہاڑی سمیت شیطانی کھوپڑی سے ٹکرایا پھر کھوپڑی کے ساتھ بھڑکتے ہوئے شعلوں میں چلا گیا۔

ساسان ڈوگرا نے چیخ ماری جیسے کھوپڑی کی جگہ خود جل رہا ہو۔ وہ پلٹ کر کھوپڑی کو آگ سے نکالنے گیا۔ لیکن کیسے نکالتا؟ دونوں ہاتھوں سے محروم ہوچکا تھا مگر وہ کھوپڑی اس کے لئے اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی۔ اس نے اپنے سر کو آگ میں جھونک دیا۔ ...کھوپڑی کو دانتوں سے پکڑ کر نکالنا چاہتا تھا۔ علی نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کی گردن الگ کردی۔ اس کا دھڑ آگ کے باہر اور سر اس کھوپڑی کے ساتھ آگ کے اندر رہ گیا۔

پورا طلسم کدہ لرزنے لگا تھا۔ کتنے ہی بُت اوندھے مُنہ گر رہے تھے۔ علی نے دو ٹکڑے ہونے والے پتلے کے چار ٹکڑے کر دیئے۔ گیانی نے کہا "بس کرو بیٹے! اب چلو۔ یہ جادو نگری مٹی میں مل رہی ہے۔"

وہ تینوں تیزی سے چلتے ہوئے وہاں سے جانے لگے۔ سلمان

نے ثانی کے پاس آکر کہا "شاباش! تم نے بیٹی ہونے کا حق ادا کر دیا۔ تمہاری ممی بیہوش ہوگئی ہیں۔ ڈاکٹر اٹینڈ کررہا ہے۔ اب وہ نارمل رہیں گی۔"

طلسم کدے کی دیواریں گر رہی تھیں۔ چھت نیچے آرہی تھی۔ وہ تینوں وہاں سے نکل آئے تھے۔ غار سے گزرتے ہوئے جب باہر آئے تو وہاں دور تک مجمع لگا ہوا تھا۔ لوگوں کو یقین نہیں تھا کہ ثانی اور علی طلسم کدے سے واپس آئیں گے۔ گیانی نے ایک اونچے پتھر پر کھڑے ہو کر کہا "لوگو! تم سب مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ ایک برس پہلے جب ڈوگرا مجھے کالے جادو سے باندھ کر لے گیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ وہ شیطان جادوگر ٹھیک بارہ مہینے بعد مارا جائے گا اور میں تمہارے پاس واپس آجاؤں گا۔ دیکھو' میں آگیا ہوں۔ ان جوانوں نے اس شیطان کو نرگ میں پہنچا دیا ہے۔"

مرد' عورتیں' بوڑھے اور بچے سب ہی بے یقینی سے ثانی اور علی کو دیکھ رہے تھے۔ وہ آگے بڑھتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف جانے لگے۔ لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو کر انہیں اپنے درمیان سے جانے کا راستہ دینے لگے۔ ثانی ہیلی کاپٹر میں سوار ہوگئی۔ علی بھی اندر پہنچ گیا اور دروازہ بند کرنے سے پہلے بولا "شیطان کی دہشت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی لیکن جلد ہی یہ بات تمہاری سمجھ میں آجائے گی کہ دنیا میں جب فرعون اور راون نہ رہے تو ساسان ڈوگرا کیا چیز تھا؟ سب کو ایک دن مرنا ہے۔ سو وہ خبیث بھی مرچکا ہے۔"

اس نے دروازہ بند کرلیا۔ پنکھا گردش کرنے لگا۔ جب ہیلی کاپٹر بلند ہو کر پرواز کرنے لگا تو سب نے اپنے اپنے ہاتھ جوڑ کر عقیدت اور احسان مندی سے سروں کو جھکا لیا۔

○☆○

زندگی دوڑتے دوڑتے جیسے تھوڑی دیر کے لئے رک گئی تھی۔ میں اپنی زندگی کی بات کر رہا ہوں۔ ساری عمر دوڑتا رہا ہوں۔ حالات اتنی تیزی سے بدلتے رہے ہیں کہ کبھی دم لینے کی فرصت نہیں ملی۔ کبھی کوئی دشمن اور کبھی ناگہانی آفات نازل ہوتی رہیں۔ ...قارئین سے کبھی یہ کہنے کا موقع نہ ملا کہ اس ماہ معاف کردو۔ دشمن حالات نے آرام کرنے کی اجازت دی ہے' قارئین کرام، آپ بھی آرام فرمائیں۔ اگلے ماہ نئی روداد سناؤں گا۔

میرا خیال ہے' دشمن حالات اجازت دے سکتے ہیں لیکن قارئین کبھی ایک ماہ کا ناغہ برداشت نہیں کریں گے جب کہ کہنے کے لئے فی الوقت کچھ نہیں ہے۔ دشمنوں کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ ...ساسان ڈوگرا اپنے کالے علوم کے ساتھ فنا ہوچکا ہے۔ ثانی اور علی ابھی سوچ رہے ہیں کہ افغانستان اور ایران کے راستے پیرس جائیں یا پاکستان میں کچھ عرصہ قیام کریں؟

اگر انہوں نے پاکستان کا رخ کیا تو وہاں کے شیطان صفت اکابرین کی شامت آجائے گی۔ ایسے ایسے راز فاش ہوں گے کہ لوٹ کھسوٹ مچانے والا ٹولہ ثانی اور علی کو برداشت نہیں کرے گا اور میری داستان پر سنسر کی قینچی چل جائے گی۔

لہٰذا ثانی اور علی تبت کے دارالسلطنت لاسہ میں آرام کررہے ہیں۔

مرینا نے دونوں کان پکڑ کر توبہ کی ہے کہ جذبات بھڑکیں گے تو وہ اپنی جوانی کو آگ لگادے گی لیکن پارس کے قریب کبھی نہیں جائے گی۔ چوں کہ وہ توبہ کررہی ہے اس لئے پارس بھی فارغ بیٹھا ہے۔ جوجو کے ساتھ چین کی بنسری بجا رہا ہے۔

میڈیکل رپورٹ نے بتایا ہے کہ جوجو ماں نہیں بن سکے گی۔ پارس کا زہریلا خون حمل کو قائم نہیں رہنے دیتا۔ جوجو فی الحال زیرِ علاج ہے۔

شیطانی پتلا ٹوٹ چکا ہے۔ راحیلہ کو کالے جادو سے نجات مل گئی ہے۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے اسے ادارے میں بلالیا ہے اور اس کا روحانی علاج کررہے ہیں۔ سلطانہ اور سلمان واسطی پیرس میں ہیں۔ لیلیٰ میرے ساتھ تل ابیب میں ہے۔ سونیا بھی ہے لیکن ہم سے کبھی ملاقات نہیں کرتی' صرف خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رہتا ہے۔

اس کا مطلب ہے' زندگی دوڑتے دوڑتے جیسے تھوڑی دیر کے لئے رک گئی ہے۔ میری فیملی کے کسی فرد کی جانب سے کوئی حرکت نہیں ہورہی ہے۔ کسی کی آواز نہیں آرہی ہے۔ ایسے وقت دشمنوں کو سکون کا سانس لینا چاہئے لیکن عجیب بات ہے کہ ان کا سکون غارت ہوگیا ہے۔

اسرائیلی جاسوس ہماری بُو سونگھتے پھر رہے ہیں کہ ہم کہاں ہیں؟ اور جہاں بھی ہیں وہاں پُراسرار خاموشی کیوں اختیار کی ہے؟

دو گولڈن برینز رہ گئے۔ باقی ہمارے ہاتھوں فنا ہوگئے شاید انہوں نے مزید گولڈن برینز کا اضافہ کیا ہو۔ ابھی یہ بات ہمارے علم میں نہیں ہے۔ بہرحال یہ گولڈن برینز معاملات کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ انہوں نے اسرائیلی حکام سے کہا "سونیا کی خاموشی سمجھ میں آتی ہے۔ وہ پاپا ڈوک کے صحت یاب ہونے اور اس کی دماغی توانائی بحال ہونے کا انتظار کررہی ہے۔"

واقعی ہماری خاموشی کا مطلب یہی تھا۔ ہم راحیلہ کو یہودیوں کی قید سے رہائی دلا کر پیرس پہنچا چکے تھے۔ اب پاپا ڈوک کو ختم کرنے کا مرحلہ رہ گیا تھا۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ ان یہودیوں کے پاس ایک بھی خیال خوانی کرنے والا رہے اور وہی ایک پاپا ڈوک ان کے پاس رہ گیا تھا۔

پہلے ہمیں اطمینان تھا کہ ہم ان ڈاکٹروں کے دماغوں میں رہ کر پاپا ڈوک کے حالات معلوم کرتے رہیں گے۔ ابتدا میں اس کا دماغ بہت ہی کمزور تھا۔ میں اس کے اندر جاتا تو دماغ میں بے حسی اور غفلت کی دھند چھائی رہتی۔ میں اس کے دماغ سے

واپس آجاتا تھا۔ پھر وہ رفتہ رفتہ دماغی توانائی حاصل کرنے لگا۔ برین آپریشن کو دو ماہ گزر چکے تھے۔ ان ہی دنوں میں وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔

ہم چوبیس گھنٹے اس کے دماغ میں نہیں رہ سکتے تھے۔ رہتے تب بھی اس کی ذہنی تبدیلی کو روک نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے اسے بے ہوش کر دیا تھا اور بے ہوشی کے دوران اس کی یادداشت ختم کردی تھی' آواز اور لہجہ بدل دیا تھا۔ دماغ کے چور خانے میں ٹیلی پیتھی اور کالے علوم کو باقی رکھا تھا۔ جب ہم نے اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس کا دماغ نہیں ملا۔ وہ گم ہو چکا تھا۔

ہم نے آپریشن کرنے والے ڈاکٹروں کے دماغوں کو پڑھا۔ پتا چلا وہ تمام ڈاکٹرز اسرائیل سے باہر نیویارک چلے گئے ہیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ پاپا ڈوک کی آواز اور لہجے کو تبدیل کرنے کے لئے کن ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ وہ ڈاکٹرز جو بھی تھے ہمارے لئے اجنبی تھے۔ ہم ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔

لیلیٰ نے کہا "میں اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کے دماغوں کو پڑھ چکی ہوں۔ وہ بھی بعد میں آنے والے ڈاکٹروں کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "گولڈن برینز نے بڑی رازداری سے یہ کام کیا ہے اور پاپا ڈوک ان کی ہی نگرانی میں کہیں زیر علاج ہوگا۔ وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی حفاظت کے لئے بھرپور ذہانت سے کام لیتے رہیں گے۔"

میں نے کہا "ہم نے اس کے انتظار میں یہاں دو ماہ گزار دئیے اب پتا نہیں اور کب تک رہنا ہوگا۔"

سونیا نے پوچھا "کیا تمہارا کوئی گھر ہے جو تمہیں یاد آرہا ہے اور وہاں جانے کے لئے بے چین ہو رہے ہو؟"

میں نے لیلیٰ کو مسکرا کر دیکھا پھر کہا "جہاں لیلیٰ ہو' وہیں میرا گھر ہے۔ میں کسی دوسرے ملک جانے کے لئے بے چین نہیں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی شہر' ایک ہی گھر میں رہ کر بور ہوگیا ہوں۔"

"تمہیں کس نے یہاں قید کیا ہے۔ دوسرے شہروں میں جاؤ تفریح کرو۔ اور یہ کیا حرکت ہے۔ تم لیلیٰ سے الگ ہو کر نہیں بیٹھ سکتے؟"

لیلیٰ فوراً ہی مجھ سے دور ہوگئی۔ میں بھی جھینپ گیا۔ پھر ہم دونوں کو فوراً ہی اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ سونیا ہمارے سامنے یا آس پاس موجود نہیں تھی۔ ہم اس کے دماغ میں تھے۔ وہ ہمیں دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن اس نے اچانک ہی نفسیاتی حملہ کیا تھا۔ ہم ایک دوسرے سے لگے بیٹھے تھے' بے اختیار الگ ہوگئے۔

میں نے لیلیٰ سے کہا "دیکھا اس چڑیل کو؟ ہمیں الّو بنا دیا۔"

وہ بولی "توبہ ہے' ایک پل کو ایسا ہی لگا جیسے مسز سامنے کھڑی ہیں۔ میں تو شرما گئی تھی۔ آپ کہہ دیں کہ وہ غلط سمجھ رہی ہیں ہم ایک دوسرے سے دور بیٹھے ہیں۔"

"اتنی دیر سے جواب دوں گا تو ہماری قربت کی تصدیق ہو جائے گی۔"

ہم پھر سونیا کے دماغ میں پہنچے۔ وہ بولی "کوئی صفائی پیش نہ کرنا مجھے یقین ہوگیا ہے کہ تم لوگ شرافت سے بیٹھے ہوئے ہو۔"

میں نے کہا "زیادہ چالاک نہ بنو۔ تمہارا قیاس غلط ہے' لیلیٰ میرے پہلو میں ہے۔"

لیلیٰ نے شرما کر دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا لیا۔ سونیا نے کہا "تمہارے جیسے بے شرم سے کچھ بعید نہیں ہے مگر میں اس حیا والی کو جانتی ہوں۔ اب وہ تمہارے قریب اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مجھ سے گفتگو جاری رہے گی۔"

"تم نے ایک ہی نفسیاتی حربے سے لیلیٰ کو دور کر دیا۔ واہ' کمال کر دیا۔ تمہاری ایسی کی تیسی۔ کیا تم کام کی باتیں نہیں کر سکتیں؟"

"میں نے تمہیں کام کا آدمی بنانے کے لئے ہی ایسی حرکت کی ہے' تم اس سے ذرا دور رہ کر سنجیدگی اور ذہانت سے سوچو' انہوں نے پاپا ڈوک کو کہاں چھپایا ہوگا؟"

میں نے لیلیٰ کو دیکھتے ہوئے اور سوچتے ہوئے کہا "اس شہر میں گولڈن برینز کا کوئی خفیہ اڈا ہے۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو وہیں سخت پہرے میں رکھا گیا ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے' لیلیٰ تمہارے سامنے اسی کمرے میں ہے۔ تمہارا دھیان اُدھر ہے اس لئے عقل کام نہیں آرہی ہے۔"

"تم فضول الزام دے رہی ہو۔"

"میں ہی کیا۔ ساری دنیا الزام دیتی ہے کہ بڑھاپے میں جوان عورت مل جائے تو بوڑھا سٹھیا جاتا ہے۔ دماغ سے سوچنا بھول جاتا ہے۔"

تمہارے پاس بہت عقل ہے۔ چلو تم ہی بتاؤ پاپا ڈوک کو کہاں چھپایا گیا ہے؟"

"یہی معلوم ہوتا تو میں وہاں پہنچ جاتی مگر یہ یقین سے کہتی ہوں کہ وہ تل ابیب میں نہیں ہے۔"

"تم یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟"

"اپنے اس سوال کا جواب بھی تم عقل سے سمجھ سکتے تھے۔ میں تمہاری عقل کا ماتم کرتے ہوئے سمجھاتی ہوں۔ تمام گولڈن برینز کو میری خاموشی کھٹک رہی ہے۔ کوئی آگ کے قریب پیٹرول نہیں رکھتا۔ وہ میری موجودگی میں پاپا ڈوک کو یہاں نہیں رکھیں گے۔ اسے کسی دوسرے شہر یا قصبے میں پہنچایا گیا ہوگا۔"

میں نے قائل ہو کر کہا "ہاں یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔

"لیلیٰ کو میرے پاس آنے کے لئے کہو۔"

میں نے لیلیٰ سے کہا "سونیا بلا رہی ہے۔"

لیلیٰ نے اس کے پاس آکر پوچھا "آپ نے بلایا ہے؟"

"ہاں۔ کل صبح تم پیرس واپس جاؤ۔ تنہا جاؤ گی۔ فرہاد یہاں رہے گا۔"

میں نے پوچھا "یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

وہ بولی "تمہارا دماغ درست کر رہی ہوں۔ ہمارے پاس یک فرہاد علی تیمور ہوا کرتا تھا' جس کی ذہانت اور حاضر دماغی کے ڈنکے بجتے رہتے تھے' اسے لیلیٰ کی قربت نے مار ڈالا ہے۔"

"تم بکواس کرتی ہو۔ کیا میں پہلے عورتوں کی موجودگی میں ذہانت کا بھرپور مظاہرہ نہیں کرتا تھا۔ اب لیلیٰ سے کیا فرق پڑ گیا ہے؟"

"دوسری عورتوں کی بات نہ کرو' وہ تمہاری جوانی کا زمانہ تھا۔ میں ابھی کہہ چکی ہوں' بڑھاپے میں جوان عورت ملے تو پوری کائنات مل جاتی ہے' صرف عقل رخصت ہو جاتی ہے۔"

"زیادہ دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیلیٰ نہیں جائے گی۔"

"جائے گی۔"

"نہیں جائے گی۔ لیلیٰ! تم کہہ دو مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔"

وہ بولی "آپ کا حکم سر آنکھوں پر' لیکن آپ مسز کی آزمائشوں پر پورے کیوں نہیں اترتے؟"

میں نے چڑ کر کہا "یہ کون ہوتی ہے۔ میرا امتحان لینے والی؟"

سونیا نے کہا "میں صرف امتحان نہیں لیتی۔ فیل ہونے والے کو سزا بھی دیتی ہوں۔"

"تم مجھے سزا دو گی؟"

"ہاں' تمہیں چھ گھنٹے کی مہلت دیتی ہوں۔ اگر تم نے پاپا ڈوک کا سراغ نہ لگایا یا اس سلسلے میں بھرپور ذہانت کا مظاہرہ نہ کیا تو میں لیلیٰ کو غائب کر دوں گی۔"

میں نے ناگواری سے کہا "ہم نے تمہاری غیر معمولی ذہانت کی تعریفیں کرتے کرتے تمہیں سر پر چڑھا دیا ہے۔ تم اس قدر خوش فہمی میں مبتلا ہو گئی ہو کہ فرہاد کو چیلنج کر رہی ہو۔ تم اور میری لیلیٰ کو مجھ سے جدا کرو گی؟ اسے غائب کرنے کا مطلب ہے کہ میں اسے پا نہیں سکوں گا؟ اچھی بات ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنی دھمکی پر کیسے عمل کرو گی۔ مجھے تمہاری چھ گھنٹے کی مہلت نہیں چاہئے۔"

میں اس کے دماغ سے آگیا۔ لیلیٰ نے کہا "مسز! یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز چیلنج نہ کریں۔ میں مانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا چیلنج برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

"وہ تو میں کر چکی ہوں۔ تیر کمان سے نکل چکا ہے۔ تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ کچھ عرصے کے لئے فرہاد سے دور ہو جاؤ۔ یا اغوا ہونے کے لئے تیار رہو۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ لیلیٰ کو اس کے دماغ سے نکلنا پڑا۔ وہ مجھ سے بولی "آپ مسز کو غلط نہ سمجھیں۔ وہ درست کہہ رہی ہیں۔ پچھلے دو ماہ سے آپ نے پاپا ڈوک کے سلسلے میں کچھ نہیں کیا۔ آئندہ اسے ٹریپ کرنے کے لئے بھی کوئی جامع منصوبہ نہیں بنایا۔ مسز کو متاثر کرنے کے لئے غیر معمولی ذہانت کا ثبوت نہیں دیا۔ ایسے میں وہ الزام دیتی ہیں کہ آپ میری وجہ سے غیر ذمے دار ہوگئے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے ہیں تو درست ہی کہتی ہیں۔"

"جب وہ درست کہتی ہیں اور میں غلط ہوں تو مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ۔"

"میں آپ سے دور ہونے کے لئے مسز کی حمایت نہیں کر رہی ہوں۔"

"میں بھی اسے دشمن نہیں سمجھتا ہوں لیکن وہ خود کو بہت زیادہ عقلمند سمجھ کر مجھ پر بھی حاوی رہنا چاہتی ہے۔ تم لوگوں سے اپنے احکامات کی تعمیل کراتی ہے اب مجھے بھی محکوم بنانا چاہتی ہے۔ میں اس کی خوش فہمی ختم کر دوں گا تو وہ آئندہ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھے گی۔"

"مجھے مسز کی خطرناک صلاحیتوں سے خوف آتا ہے۔ سچ پوچھیں تو ڈر لگ رہا ہے۔ کیا واقعی وہ مجھے اغوا کر کے پیرس پہنچا دیں گی؟"

"وہ بہت کچھ کر سکتی ہے لیکن میں اس کی چالوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہی کرے گی کہ کسی طرح تمہیں اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے عارضی طور پر ٹیلی پیتھی سے محروم کر دے گی۔ ہو سکتا ہے یہی حربہ مجھ پر بھی آزمائے تاکہ ہم آئندہ دماغی رابطہ قائم نہ کر سکیں۔ وہ تمہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائے گی تو میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے پاس نہیں پہنچ پاؤں گا۔"

"جی ہاں۔ وہ ایسا کر سکتی ہیں۔"

"اور میں اسے ایسا کرنے کا موقع نہیں دوں گا۔ ہم کھانے پینے کی چیزیں اچھی طرح جانچنے کے بعد استعمال کریں گے۔"

میں مختلف پہلوؤں پر غور کرنے لگا۔ سونیا کے تمام متوقع طریق ہائے کار کے متعلق سوچنے لگا۔ وہ بڑی خرافہ تھی۔ بعض اوقات اسے سمجھنا ناممکن ہو جاتا تھا لیکن وہ میرے ہاتھوں میں کھیلی ہوئی عورت تھی۔ میرے لئے نافہم اور ناممکن نہیں ہو سکتی تھی۔ میں اس کے ہر حربے کا توڑ کرنے کے لئے تیار تھا۔

سلمان واسطی نے آکر کہا "فرہاد بھائی! آپ ہماری پچھلی غلطیوں کے باعث ناراض ہیں۔ میں نے سوچا تھا کوئی غیر معمولی

کارنامہ انجام دے کر آپ کو خوش کروں گا پھر آپ سے رابطہ کروں گا لیکن اس سے پہلے ہی مجبور ہو کر آیا ہوں۔ سلطانہ کی حالت بڑی نازک ہے۔ میں اسے اسپتال لے جارہا ہوں۔ وہ بہن کو یاد کررہی ہے۔ پلیز لیلیٰ کو بھیج دیں۔"

"ہم ابھی آرہے ہیں۔"

میں نے لیلیٰ کو سلطانہ کے متعلق بتایا۔ پھر ہم اس کے دماغ میں پہنچ گئے' وہ بہت کمزور ہوگئی تھی۔ جب اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ ماں بننے والی ہے تو میں اس کے دماغ سے چلا آیا۔ میرا وہاں رہنا مناسب نہیں تھا۔

تھوڑی دیر بعد لیلیٰ نے آکر کہا "وہ گھبرا رہی ہے۔ یہ پہلا کیس ہے اس لئے پریشانی لازمی ہے۔ آپ تو جانتے ہیں' ہم بہنوں کا نہ کوئی ددھیال ہے نہ ننھیال۔ ادھر صرف میں ہی اس کی سب کچھ ہوں۔ ایسے وقت مجھے اس کے پاس رہنا چاہئے۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ سونیا اپنے چیلنج کے مطابق تمہیں کبھی مجھ سے جدا نہ کرپاتی لیکن تمہاری بہن جدا کررہی ہے۔"

"آپ مجبوری سمجھا کریں۔ سلطانہ کوئی ڈراما نہیں کررہی ہے۔ آپ بھی اس کے دماغ میں گئے تھے' کیا اس کے چور خیالات یہ نہیں کہتے کہ وہ ماں بننے والی ہے' بے حد کمزور ہوگئی ہے' خود کو بالکل تنہا سمجھ رہی ہے؟"

"ہاں' میں نے اس کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ سچ مچ اس کی حالت نازک ہے لیکن اس کی تیمارداری اور خدمت کے لئے تجربہ کار نرسوں کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔"

"آپ کتنے غیر اور بے مروت بن کر ایسی بات کہہ رہے ہیں۔ ...ایسے وقت عورت کو خدمت گاروں کی نہیں' اپنوں کی ضرورت ہوتی ہے۔"

وہ جلدی سے مُنہ پھیر کر آنسو پونچھنے لگی تاکہ میں اسے جذباتی ہو کر روتے ہوئے نہ دیکھوں۔ یوں تو ہم سب ان دونوں بہنوں کے دُکھ سُکھ میں شریک رہتے تھے۔ وہ دونوں میری فیملی میں شامل تھیں۔ اس کے باوجود خون کے رشتے کے حساب سے اتنی بڑی دنیا میں وہ بہنیں تن تنہا تھیں' ان کا اور کوئی نہیں تھا ایسے میں سلطانہ کو صرف لیلیٰ کی قربت ہی دلاسے دے سکتی تھی۔

میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "تمہیں ضرور جانا چاہئے لیکن اس سے پہلے میں سونیا سے دو باتیں کرلوں۔"

ہم دونوں اس کے پاس آئے۔ وہ بولی "اب کیا ہے؟"

لیلیٰ نے اسے سلطانہ کے حالات بتائے۔ وہ بولی "سلمان کو میرے پاس بھی آنا چاہئے تھا۔ میں اسے مشورہ دوں گی کہ ایسے وقت سلطانہ کے پاس کسی عورت کو رہنا چاہئے۔ وہ ادارے سے یوسی کو بلالے۔"

"مسز! میں سگی بہن ہوں۔ مجھے اس کے پاس رہنا چاہئے۔"

میں نے کہا "میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ اپنا چیلنج کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھو۔ تم لیلیٰ کو مجھ سے دور نہیں کررہی ہو' حالات جدا کررہے ہیں۔"

وہ بولی "میں تمہاری بات کا کوئی جواب نہیں دوں گی۔ مجھے سلطانہ کی طرف سے تشویش ہے۔ اگر پاپا ڈوک کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں سلطانہ کے پاس چلی جاتی۔ یہ پہلا کیس ہے۔ وہ بہت پریشان ہوگی۔"

"مسز! آپ فکر نہ کریں میں کل پہلی فلائٹ سے جاؤں گی اور آپ کو اُس کے حالات سے آگاہ کرتی رہوں گی۔"

ہم اپنی جگہ حاضر ہوگئے۔ لیلیٰ خوش بھی تھی اور مغموم بھی۔ خوشی اس بات کی تھی کہ بہن ماں بننے والی تھی۔ افسردہ اس لئے تھی کہ مجھ سے بچھڑنے والی تھی۔ ہم نے وہ رات بڑی محبت سے جاگ کر گزاردی۔ دوسرے دن وہ رخصت ہوگئی۔ بڑی مدت کے بعد میں تنہا رہ گیا۔

مجھے احساس ہوا کہ میں اس کا عادی ہوگیا تھا۔ اس کے بغیر کھاتا پیتا نہیں تھا۔ وہ نہ ہو تو بستر خالی لگتا تھا۔ میں سارے مسائل بھول گیا تھا۔ بس وہی ایک مسئلہ رہ گئی تھی جسے دن رات حل کرتا رہتا تھا۔

اس کے جانے کے بعد میں نے سوچا تھا نیند نہیں آئے گی لیکن پچھلی رات سے جاگ رہا تھا' اسے یاد کرتے کرتے پتا نہیں کب سوگیا۔ ایسی گہری نیند میں ڈوب گیا کہ کوئی قتل کرنے آتا تب بھی آنکھ نہ کھلتی کیوں کہ سونے سے پہلے میں نے دماغ کو ہدایت نہیں دی تھی' میرے کمرے میں کوئی بھی آسکتا تھا۔

اور کوئی آیا تھا۔ اس نے اچھا خاصا وقت گزارا تھا۔ ایک کیسٹ ریکارڈر میں اپنی آواز ریکارڈ کی تھی پھر اسے سرہانے والی میز پر رکھ کر چلا گیا تھا۔ میں ساری رات سوتا رہا۔ صبح حسب معمول آنکھ کھلی۔ آنکھ کھلتے ہی میں کروٹ لیتا تھا۔ اس کروٹ میں لیلیٰ مل جاتی تھی۔ اس روز نہیں ملی۔ میں نے پوری طرح آنکھیں کھول کر دیکھا' اس کے نہ ہونے سے دل و دماغ پر اداسی چھا جاتی لیکن اس سے پہلے ہی کیسٹ ریکارڈر پر نظر پڑی۔ اس پر ایک چٹ لکھی ہوئی تھی۔ چٹ پر لکھا تھا "مجھے سن لو۔"

میرا دھیان بٹ گیا۔ لیلیٰ کو یکلخت بھول گیا۔ یہ حیران اور پریشان کرنے والی بات تھی کہ میں غفلت کی نیند سوتا رہا اور کوئی میری شہ رگ تک پہنچ کر چلا گیا۔ میں نے ریکارڈر کو آن کیا۔ چند سیکنڈ بعد اس میں سے ایک اجنبی کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

وہ کہہ رہا تھا "میں تمہارے گھر میں گھس آنے کی معافی چاہتا ہوں۔ دراصل مجھے ایک ایسے دشمن کی تلاش ہے جو ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ میں نہیں جانتا' وہ کس بھیس میں ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے نیند کی حالت میں پہچانا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ وہ اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سوتا ہے۔ جیسے ہی کوئی اس کے دروازے پر آتا ہے اس کی آنکھ فوراً ہی کھل جاتی ہے۔

"اگر تم وہ ہوتے تو تمہاری آنکھ کھل جاتی لیکن تم گھوڑے بیچ کر سو رہے ہو۔ میرے دشمن کی ایک پہچان یہ ہے کہ وہ شراب نہیں پیتا جب کہ تمہارے بیڈ روم میں شراب سے بھری ہوئی بوتلیں ہیں۔ تم وہ نہیں ہو' جس کی مجھے تلاش ہے۔

"میں نے تمہارے شعبے میں جاکر تمہارے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ تم ایک پُرامن شہری اور محب وطن یہودی ہو۔ میں تم سے تعاون کی اپیل کرتا ہوں۔ سونیا اور برائن وولف نامی دو ہستیاں اس شہر میں کہیں رُوپوش ہیں اور یہودی بن کر زندگی گزار رہی ہیں۔ اگر تمہیں کسی پر شبہ ہو یا کوئی مشکوک فرد نظر آئے تو فوراً ملٹری انٹیلی جنس کے کسی ذمے دار افسر سے رابطہ کرو اور ایک سچا یہودی ہونے کا ثبوت دو۔ شکریہ۔"

ریکارڈر سے آواز ختم ہوگئی۔ میں نے اسے آف کردیا۔ یہ ہمیں معلوم تھا کہ مجھے اور سونیا کو گھر گھر تلاش کیا جارہا ہے لیکن یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ تلاش کرنے والوں میں سے کوئی میرے قریب آکر چلا جائے گا اور میں اپنی خوش بختی سے بچ نکلوں گا۔

میں جس شخص کے روپ میں تھا' وہ یہودی شراب پیتا تھا۔ بیڈ رُوم میں پہلے کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک تو ان بوتلوں کی موجودگی سے بچ گیا تھا دوسرے یہ بے اصولی کام آئی تھی کہ ں نے پہلی بار دماغ کو سونے سے پہلے ہدایات نہیں دی تھیں۔ یہ بے اصولی میری حفاظت کا بہانہ بن گئی تھی۔

میں نے عہد کیا کہ آئندہ بہت زیادہ محتاط رہوں گا۔ تل بیب میں ہمارے قیام کے مدت جتنی بڑھتی جارہی تھی اتنے ہی طرات بھی بڑھ رہے تھے۔ ہمیں جلد سے جلد پاپا ڈوک کا سراغ انا چاہئے تھا۔ اس کا قصہ تمام ہوجاتا تو ہم پیرس چلے جاتے۔ ھے پہلی بار احساس ہوا کہ میں نے غفلت اور بے پروائی میں دو ہ گزار دئے ہیں۔ اگر پاپا ڈوک کے سلسلے میں سرگرمِ عمل رہتا تو ب تک اس کا خاتمہ ہوچکا ہوتا۔

میں اٹھ کر غسل خانے میں گیا۔ میں تقریباً بارہ گھنٹے سوتا رہا ا۔ اس دوران لیلیٰ کو مجھ سے رابطہ کرنا چاہئے تھا۔ وہ ایک پل ے لئے بھی دماغ میں آتی تو میری آنکھ کھل جاتی لیکن وہ نہیں ئی تھی۔ یہ بھی تشویش کی بات تھی۔ مجھ پر ہر لمحہ قربان ہونے لی نے رابطہ کیوں نہیں کیا؟

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں جیسے ہی پا اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار میں نے کوڈ ورڈز ادا سنے چاہے لیکن اس نے کوڈ ورڈز سننے سے پہلے سانس روک کر ے بھگادیا۔ یہ حیرانی کی بات تھی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو اشت نہیں کرتی تھی لیکن میں پرایا نہیں تھا۔ اسے سمجھنا ہئے تھا کہ اس کا دیوانہ آیا ہے اور وہ سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔

میں نے کئی بار اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی پھر ثان ہو کر سلطانہ کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا "لیلیٰ کہاں ہے؟"

اس نے کہا "آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ پچھلے دو ماہ سے وہ آپ کے ساتھ تل ابیب میں رہ رہی ہے۔ کیا اس نے وہ شہر اور وہ ملک چھوڑ دیا ہے؟"

"کیسی باتیں کررہی ہو؟ کل وہ تمہارے پاس آنے کے لئے یہاں سے روانہ ہوئی تھی اور بڑی خوش تھی کہ تم ماں بننے والی ہو۔"

وہ تقریباً چیخ کر بولی "کیا کہا؟ ماں! میں ماں بننے والی ہوں؟ فرہاد بھائی! آپ پھر کوئی شرارت کررہے ہیں۔ سلمان! پلیز یہاں آؤ" اس نے سلمان کو آواز دی۔ اس سے کہا "فرہاد بھائی میرے پاس ہیں۔ مجھے ان کے مذاق سے ڈر لگتا ہے۔ آپ ان سے باتیں کریں۔"

میں نے سلمان کے دماغ میں آکر کہا "میں لیلیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ یہ مذاق نہیں ہے۔ میں اور لیلیٰ پرسوں رات باتیں کررہے تھے۔ اتنے میں تم نے آکر اطلاع دی کہ سلطانہ کی حالت نازک ہے۔"

وہ بولا "آپ کیا فرما رہے ہیں' میں نے ایسی کوئی اطلاع نہیں دی تھی اور سلطانہ ماشاءاللہ صحت مند ہے۔ آپ آخر کیا چکر چلا رہے ہیں؟"

"میں کوئی چکر نہیں چلا رہا ہوں۔ میں نے اور لیلیٰ نے خود سلطانہ کے دماغ میں جاکر معلوم کیا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔"

"کون' لیلیٰ؟"

"نہیں سلطانہ' تمہاری بیوی۔"

"میری بیوی کی ساتھ ماں بننے والی ابھی کوئی خوش خبری نہیں ہے۔ اب سے پہلے بھی آپ نے ایسی ہی ایک شرارت کی تھی۔ آپ خدا کے لئے ہم میاں بیوی کو کسی آزمائش میں نہ ڈالیں۔"

"تم شرارت سمجھ رہے ہو اور لیلیٰ کہیں گم ہوگئی ہے۔ میں اس کے دماغ میں جانا چاہتا ہوں' وہ سانس روک لیتی ہے۔"

سلطانہ نے کہا "سلمان! میں ابھی لیلیٰ کے پاس گئی تھی' اس نے سانس روک لی۔ میں تین بار کوشش کرچکی ہوں۔"

سلمان نے کہا "تمہاری بہن اس بار فرہاد بھائی کی شرارت میں شریک ہوگئی ہے۔"

میں نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا "خدا کے لئے اسے شرارت نہ سمجھو۔"

"جانے دیں فرہاد بھائی' ہمیں معاف کردیں۔ موٹی عقل سے سوچا جائے تب بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ لیلیٰ ہمارے تمہارے لئے کبھی دماغ کے دروازے بند نہیں کرے گی۔ صرف شرارتاً ہی ایسا کرسکتی ہے۔ آپ نے اسے بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے۔"

میں نے جھنجھلا کر کہا "تم دونوں کو یقین نہیں آرہا ہے۔

سونیا کے پاس آؤ۔"

ہم سب سونیا کے پاس آئے' میں نے کہا "لیلیٰ دماغی رابطے سے انکار کر رہی ہے۔ ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہے۔ تم گواہ ہو کہ وہ اپنی بہن سلطانہ کے پاس گئی تھی۔"

سونیا نے کہا "میں چشم دید گواہ نہیں ہوں۔ تم نے اس کی روانگی کی اطلاع دی تھی تب معلوم ہوا کہ وہ پیرس گئی ہے۔"

"تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ سلطانہ ماں بننے والی تھی؟"

"مجھے بھلا کیسے معلوم ہوتا' تم نے یہ خوشخبری سنائی تھی۔ کیا یہ غلط ہے؟"

سلمان نے کہا "بالکل غلط ہے۔ ہمارے ہاں ایسی کوئی خوشخبری نہیں ہے۔ یہ فرہاد بھائی نے آپ سے جھوٹ کہا تھا۔"

سونیا نے پوچھا "فرہاد! یہ کیا چکر ہے؟"

"خدا کی قسم کوئی چکر نہیں ہے۔ میری جان پر بنی ہے۔ لیلیٰ نے رابطہ ختم کر دیا ہے۔ کسی دشمن ہپناٹائز کرنے والے نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہے۔"

سونیا نے کہا "یہ بات تشویشناک ہے۔ وہ سانس روکتی رہے گی اور تم خیال خوانی کرنے والوں کو بھگاتی رہے گی تو ہم اسے تلاش نہیں کر سکیں گے۔"

میں نے کہا "میں اسے الوداع کہنے ائرپورٹ گیا تھا۔ وہ طیارے میں سوار ہونے تک نارمل تھی۔ پرواز کے بعد بھی ہمارا دماغی رابطہ رہا تھا۔ میرا خیال ہے پیرس پہنچنے کے بعد ہی اسے ٹریپ کیا گیا ہے۔"

سلمان نے کہا "اگر ایسا ہے تو فرانس کی پولیس لیلیٰ کو گھر گھر تلاش کرے گی۔"

میں نے کہا "لیکن مجھے اطمینان نہیں ہو گا۔ میں آج ہی یہ ملک چھوڑ دوں گا۔ لیلیٰ کو خود تلاش کروں گا۔"

سونیا نے کہا "فرہاد! آج ہی یہ ملک چھوڑنے کی حماقت نہ کرنا۔ لیلیٰ تمہاری یہودی بیوی کی حیثیت سے کل ملک سے باہر گئی ہے' آج تم جاؤ گے تو یہاں کے جاسوس تمہیں گھیر لیں گے۔ شبہات میں مبتلا ہو کر تمہیں حراست میں رکھیں گے۔"

سونیا کی بات پر یاد آیا کہ پچھلی رات ایک جاسوس میرے بیڈ روم میں آیا تھا۔ اس نے مجھ پر شبہ تو نہیں کیا لیکن ان کی نظر مجھ پر تھی۔ ایسے میں یہ ملک چھوڑ کر جانا چاہتا تو طرح طرح سے میرا محاسبہ کیا جاتا۔ کیوں جا رہے ہو؟ کل تمہاری بیوی گئی' آج تم سفر کر رہے ہو۔ ملک سے باہر تمہاری کیا سرگرمیاں ہیں؟

میں نے قائل ہو کر سونیا سے کہا "ٹھیک ہے' میں دو چار روز صبر کروں گا۔ پھر کوئی مناسب موقع دیکھ کر یہاں سے نکلوں گا۔"

وہ بولی "مناسب تو یہی ہے کہ جلد سے جلد پاپا ڈوک کا قصہ تمام کرو۔ پھر ہمارے یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں رہے گا۔"

"پاپا ڈوک کی بات مجھ سے نہ کرو۔ وہ تمہارا مسئلہ ہے۔"

"آج وہ میرا مسئلہ ہو گیا ہے؟ جبکہ تم بھی اسے گھیرنے اور ختم کرنے آئے ہو۔ اگر یہ جھوٹ ہے تو یہاں دو ماہ سے کیا کر رہے ہو؟"

"میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ ابھی مجھے تنہائی کی ضرورت ہے۔ میں جا رہا ہوں۔"

"جاؤ لیکن اس گھر میں تنہا نہ رہنا۔ وہاں کے در و دیوار تم سے لیلیٰ کو مانگیں گے۔ اس کی یادیں ستائیں گی اور تم اسے ڈھونڈ نکالنے کے لئے عقل سے کچھ سوچ نہیں پاؤ گے۔ تمہیں گھر سے باہر کھلی فضا میں وقت گزارتے رہنا چاہئے۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ وہی بیڈ روم' وہی ڈرائنگ روم تھا جہاں لیلیٰ چلتی پھرتی نظر آیا کرتی تھی۔ اب اس کی یادیں چل پھر رہی تھیں۔ سونیا نے درست کہا تھا۔ اس گھر میں سکون سے لیلیٰ تک پہنچنے کی تدبیر نہیں کر سکوں گا۔ کھلی فضا میں ہی دماغ کام کر سکتا تھا۔

میں تیار ہو کر گھر سے نکل گیا۔ کار دھیمی رفتار سے ڈرائیو کرتے ہوئے سوچنے لگا کہ میں نے سلطانہ کے چور خیالات پڑھے تھے اور دماغ کے چور خانے سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے جبکہ وہ انکار کر رہی ہے۔ سلمان حیرانی سے کہہ رہا ہے کہ اس نے پرسوں رات ہم سے رابطہ نہیں کیا تھا۔

بچپن سے ایک واقعہ پڑھتے آ رہے ہیں کہ ایک گڈریا روز جھوٹ بولتا تھا کہ شیر آیا' شیر آیا۔ لوگ اس کے جھوٹ سے بیزار ہو گئے تھے۔ ایک دن سچ مچ شیر آ گیا۔ وہ مدد کے لئے چیختا چلاتا رہ گیا شیر آیا' شیر آیا لیکن کسی نے اس کے سچ کا یقین نہیں کیا۔ یہی حال میرا تھا۔ میں نے ماضی میں سلمان اور سلطانہ سے جھوٹ بول بول کر ایسی شرارتیں کی تھیں کہ اب میرے سچ' یقین نہیں کیا جا رہا تھا۔ سونیا سنجیدہ نہ ہوتی تو سلمان اور سلطانہ حقیقت کو مذاق ہی سمجھتے رہتے۔

اور اس حقیقت پر اب بھی یقین نہیں کیا جا رہا تھا کہ میں نے اور لیلیٰ نے پرسوں رات سلطانہ کو حاملہ کی حیثیت سے پایا ... یہ چکر میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ہماری خیال خوانی نے سلطانہ کے دماغ سے غلط معلومات کیسے حاصل کیں۔ اگر یہ فرض کر لیا کہ سلطانہ جھوٹ بول رہی ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ کیوں بولے گی۔ بہن کے اغوا ہونے پر وہ بہت پریشان ... مجھ سے سنگین جھوٹ نہیں بول سکتی تھی۔ کوئی سنگین مذاق نہیں کر سکتی تھی۔ سب ہی لیلیٰ کے لئے فکر مند تھے۔

میں تمام دن گھومتا رہا۔ ہوٹلوں اور تفریح گاہوں میں بیٹھ گتھی سلجھاتا رہا۔ یہ بات حلق سے نہیں اتر رہی تھی کہ ہم سلطانہ کے چور خیالات سے غلط معلومات حاصل ہوئیں۔ ایسا کبھی ہو نہیں سکتا۔ یہ کوئی گہری چال تھی۔

سوچتے سوچتے میں چونک گیا۔ آستین کے سانپ کو بھول گیا تھا۔ یہ جو کچھ بھی ہو رہا تھا' سونیا کے چیلنج کے بعد ہو رہا تھا۔ اس نے چیلنج کیا تھا کہ وہ لیلیٰ کو اغوا کر کے مجھ سے دور کر دے گی۔

لفظ "اغوا" سے یہ بات ذہن میں آئی کہ کسی کو اٹھا لے جانے کے جتنے طریقے ہیں' سونیا ان پر ہی عمل کرے گی۔ لیلیٰ کو کسی طرح اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے مجھ سے دماغی رابطہ منقطع کر دے گی اس طرح وہ لیلیٰ کو جہاں بھی چھپائے گی' وہاں میں خیال خوانی کے ذریعے نہیں پہنچ سکوں گا۔

یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے عقل سے کام لینا چھوڑ دیا ہے۔ اگر عقل سے اتنا ہی سوچ لیتا کہ وہ سونیا ہے' دوسروں کی سمجھ میں آنے والے طریقۂ کار پر عمل نہیں کرے گی' اس کا اپنا ہی ایک ناقابلِ فہم انداز ہو گا جو بعد میں سمجھ میں آئے گا۔

اب جو میں نے غور کرنا شروع کیا تو سمجھ میں آیا کہ سلمان اور سلطانہ مجھ سے زیادہ سونیا کے عقیدت مند اور وفادار ہیں' اور اس کے رازدار بھی ہیں۔ انہوں نے سونیا کی ہدایت پر ایک زبردست ڈراما پلے کیا ہے۔ سلطانہ نے خود کو یوں کمزور ظاہر کیا ہے جیسے پہلی بار ماں بننے والی عورت کمزوری محسوس کرتی ہے۔

میں اور لیلیٰ خیال خوانی کے ذریعے اس فراڈ کو سمجھ سکتے تھے لیکن ہمیں دھوکا دینے کے لئے اور ڈرامے میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے سلطانہ نے سچ مچ اعصابی کمزوری کی دوا استعمال کی تھی۔ ایسے میں خیال خوانی کر کے بھی دھوکا کھانا لازمی تھا۔

سلطانہ اعصابی کمزوری میں مبتلا تھی۔ ہم اس کے چور خیالات سے حقیقت معلوم کر سکتے تھے لیکن ایسے وقت سلمان اس کے دماغ کے چور خانے میں موجود رہا ہو گا۔ اور اس کی سوچ کہہ رہا ہو گا کہ وہ ماں بننے والی ہے چونکہ وہ میری سالی تھی۔ یہ خبر سننے کے بعد مجھے اس کے اندر نہیں رہنا چاہئے تھا۔ اس لئے میں نے مزید تحقیقات نہیں کی' اس کے دماغ سے نکل آیا اور یقین کر لیا کہ اس کے چور خیالات پڑھ چکا ہوں۔

اب میں جس قدر ذہانت سے سوچ رہا تھا... گتھی سلجھتی جا رہی تھی۔ میں لیلیٰ کو رخصت کرنے کے بعد بارہ گھنٹے تک سوتا رہا تھا۔ لیلیٰ چار گھنٹے میں پیرس پہنچ گئی ہو گی۔ باقی آٹھ گھنٹوں میں اسی دوا کے ذریعے اس کے دماغ کو کمزور بنایا گیا ہو گا۔ پھر اس پر تنویمی عمل کر کے یہ بات نقش کی گئی ہو گی کہ وہ اپنے پرائے کسی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گی' کبھی کسی سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ نہیں کرے گی۔

یہی بات ہو سکتی تھی۔ اسی لئے وہ میرے دماغ میں بھی نہیں آ رہی تھی۔ مجھ پر جان دینے والی مجھ سے رابطہ قائم کئے بغیر نہیں رہ سکتی تھی مگر بیچاری تنویمی عمل کے زیرِ اثر ہو گی۔ ویسے اپنوں کی نگرانی میں بخیریت ہو گی۔

یوں اس مکار سونیا نے اپنا چیلنج پورا کیا ہو گا اور لیلیٰ سے دور کر کے مجھے سابقہ فرہاد کی ذہانت اور حاضر دماغی کی طرف لا رہی ہو گی بلکہ لا چکی تھی اور میں اپنی ذہانت سے ہی اس کی چالبازیاں سمجھ رہا تھا۔

میں نے سلطانہ کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "کیا لیلیٰ کا کوئی سراغ ملا؟"

میں نے کہا "ہاں بچہ بغل میں' ڈھنڈورا شہر میں۔"

"فرہاد بھائی! کیا پھر کوئی شرارت کرنے آئے ہیں؟"

"نہیں تمہاری تعریفیں کرنے آیا ہوں۔ دنیا میں بڑے بڑے اداکار گزرے ہیں جو اداکاری میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے سچ مچ اپنے دانت تڑوا کر بوڑھے کا رول ادا کر چکے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو سچ مچ زخم کھا کر زخمی کی سچی اداکاری کرتے ہیں اور ایسی اداکارائیں بھی ہیں جو اعصابی کمزوری کی دوا کھا کر...."

میری بات پوری ہونے سے پہلے ہی اس نے سلمان کو آواز دی "سلمان! یہ دیکھیں فرہاد بھائی کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے تو ان سے ڈر لگتا ہے۔ آپ باتیں کریں۔"

سلمان نے میرے دماغ میں آ کر پوچھا "کیا بات ہے فرہاد بھائی؟"

میں نے کہا "ایک درخواست ہے۔ کیا چند سیکنڈ کے لئے اپنے چور خیالات پڑھنے دو گے؟"

وہ بولا "یہ کیسی بات ہوئی؟ ہر شخص کے بہتیرے ذاتی معاملات ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے باپ پر بھی ظاہر نہیں کرتا۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے اس قدر سمجھدار ہو کر مجھ سے ایسی درخواست کیوں کی؟"

"اس لئے کہ تم میاں بیوی سونیا کے اشاروں پر ناچتے ہو۔ اس کی ہدایات کے مطابق میرے خلاف جو ڈراما کر چکے ہو' اس کا اعتراف کبھی نہیں کرو گے۔"

"ہم اور آپ کے خلاف کوئی ڈراما کریں گے؟ یہ آپ نے کیسے سوچ لیا۔ سسٹر سے آپ کی تکرار ہوتی رہتی ہے۔ یہ آپ دونوں کا معاملہ ہے۔ ہم آپ کے کسی معاملے میں کوئی رول ادا نہیں کر رہے ہیں۔"

سلطانہ نے کہا "فرہاد بھائی کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے اگر سسٹر سے ان کی کوئی کشیدگی ہے یا شکایت ہے تو اس کا حل سسٹر کے پاس ہو سکتا ہے۔ ہمیں ان سے رابطہ کرنا چاہئے۔"

ہم ایک بار پھر سونیا کے پاس آئے۔ میں نے تفصیل سے بتایا کہ وہ میرے خلاف کیسی چالیں چل رہی ہے اور کس طرح اپنا چیلنج پورا کر رہی ہے۔ اس نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "یہ سچ ہے کہ شک کا علاج حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ پھر میں تمہارا علاج کیسے کر سکتی ہوں؟ تم میری ایک بات سمجھنے کی کوشش

کرو اور وہ یہ کہ مجھ پر شبہ کر کے وقت ضائع کرتے رہو گے تو لیلیٰ کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائے گی۔"
میں نے پوچھا "کیا تم نے اسے تلاش کرنے کے لئے کچھ کیا ہے؟"
وہ بولی "جاؤ خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرو۔ فرانس کی پولیس تمام پیرس شہر میں اور مضافاتی علاقوں میں سے اسے تلاش کر رہی ہے۔ میں تمہاری طرح عقل سے پیدل نہیں ہوں کہ خود تلاش کرنے اس ملک سے نکل پڑوں۔ میں یقین سے کہتی ہوں اسے اغوا کرنے والے آئندہ چوبیس گھنٹوں میں ہم سے رابطہ کریں گے اور اسے یرغمال بنا کر ہم سے کسی طرح کے مطالبات منوائیں گے۔"
وہ صحیح لائن پر سوچ رہی تھی۔ جو بھی لیلیٰ کو اغوا کر کے ہم سے دشمنی کر رہا تھا۔ اس کی دشمنی کا کوئی مقصد ہو گا اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ ہم سے ضرور رابطہ کرے گا۔
میں نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچا۔ کیا واقعی ذہانت سے کام لینا بھول گیا ہوں۔ اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آئی کہ لیلیٰ کسی مقصد کے بغیر اغوا نہیں کی گئی ہے اور دشمن وہ مقصد ہم سے ہی حاصل کر سکتے ہیں اور جب تک وہ مقصد حاصل نہ ہو' وہ لیلیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ مجھے لیلیٰ کی طرف سے مطمئن ہو کر ذہانت سے کام لینا چاہئے اور دشمنوں کی دشمنی کا تجزیہ کرنا چاہئے۔
میں ایک شاندار ہوٹل کے فرسٹ فلور پر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے ایک طرف دبیز شیشوں کی دیوار تھی اس دیوار کے پار بہت ہی خوبصورت سوئمنگ پول تھا۔ رات کے نو بجے تھے لیکن موسم گرما کے باعث حسین عورتیں مختصر ترین لباس میں تیر رہی تھیں۔ صاف اور شفاف پانی کی تہ میں رنگ برنگی روشنیاں تھیں جو ان جل پریوں کو رنگین اور سنگین بنا رہی تھیں۔ پول کے کنارے عیاش دولت مند شراب پی رہے تھے اور اپنے پہلو میں بیٹھی ہوئی حسیناؤں کو بھی پلا رہے تھے۔
میں موجودہ حالات میں ایسے ہوش ربا مناظر میں دلچسپی نہیں لے سکتا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر دوسری میز پر جانا چاہتا تھا تب ہی حیرت سے اچھل پڑا۔ سوئمنگ پول کے پاس لیلیٰ نظر آئی تھی۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ دوسری ناقابل یقین بات یہ تھی کہ وہ پاپا ڈوک کے ساتھ پول کے کنارے چلتی ہوئی پارکنگ شیڈ کی طرف جا رہی تھی۔
میں نے میز پر سے چھلانگ لگائی۔ مختلف میزوں کے درمیان سے دوڑتے ہوئے لوگوں سے ٹکراتے ہوئے انہیں دائیں بائیں دھکیلتے ہوئے زینے پر آیا وہاں سے نیچے جانے لگا۔ میری اس حرکت سے پہلی منزل پر ہلچل پیدا ہو گئی تھی۔ عورتیں چیخنے لگی تھیں۔ مرد مجھے باتیں سنا رہے تھے۔ جی چاہتا تھا شیشے کی دیوار توڑ کر پہلی منزل سے چھلانگ لگا کر پول کے کنارے لیلیٰ کے پاس پہنچ جاؤں لیکن شیشے کے دوسری طرف آہنی جالیاں تھیں۔ اس لئے مجھے زینے کے راستے نیچے جانا پڑا۔
سوئمنگ پول کے کنارے پہنچا تو لیلیٰ اور پاپا ڈوک نظر نہیں آئے۔ میں نے پارکنگ شیڈ کی طرف دوڑ لگائی۔ پتا نہیں کتنی حسیناؤں سے اور کتنے دل جلوں سے ٹکراتا گیا۔ بہت دور ایک نیلی کار میں لیلیٰ بیٹھ رہی تھی۔ میں نے اس کا نام لے کر مخاطب کیا۔ پاپا ڈوک نے سر گھما کر مجھے دوڑتے ہوئے دیکھا۔ پھر تیزی سے کار میں گھس گیا۔ کار اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھی۔ میں نے قریب پہنچتے ہی چھلانگ لگائی۔ گاڑی کے بالکل قریب پہنچا بلکہ اسے چھو لیا مگر وہ آگے بڑھ گئی۔ میں زمین پر اوندھے منہ گر پڑا۔
میرے اندر جیسے بجلی بھر گئی تھی۔ میں اچھل کر کھڑا ہوا۔ پاپا ڈوک کی گاڑی ایک ٹرن لے کر گیٹ سے باہر جا رہی تھی۔ کھڑکی کے پاس بیٹھی ہوئی لیلیٰ صاف نظر آئی وہ ایک طرف خلا میں یوں تک رہی تھی جیسے سحر زدہ ہو۔ میں تڑپ کر رہ گیا۔ اسے چیخ چیخ کر آوازیں دیتا ہوا اپنی کار میں آ کر بیٹھا۔ اسے اسٹارٹ کیا۔ ریورس گیئر پر پیچھے لے جا کر ٹرن لینا چاہا تو دوسری کار سامنے سے گزرنے لگی۔ اس دوسری کار کو بھی سامنے والی گاڑی کے باعث فوراً راستہ نہیں مل رہا تھا اور میں دیوانہ وار ہارن دیتا جا رہا تھا۔
آخر راستہ مل گیا۔ میں نے گیٹ پر آ کر دربان سے پوچھا۔
"نیلے رنگ کی مزدا کدھر گئی ہے؟"
دربان نے ایک طرف اشارہ کیا۔ میں نے ادھر کار دوڑا دی
... مجھے ہوش نہیں تھا کہ میں کتنی رفتار سے گاڑی چلا رہا ہوں اور کتنی گاڑیوں کو ٹکریں مارتا ہوا ان سے آگے نکل رہا ہوں۔ ٹریفک پولیس کی ایک گاڑی میرے پیچھے سائرن بجاتی ہوئی آر تھی۔ مجھے پیچھے دیکھنے کی فرصت نہیں تھی۔ میں آگے دور تک دیکھ رہا تھا۔ پاپا ڈوک کی گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں مایوس ہوتا جا رہا تھا۔
ایک موڑ پر پولیس کی گاڑی میرے برابر آ گئی۔ سارجنٹ نے حکم دیا "اے پاگل کے بچے! گاڑی روکو۔ گاڑی روکو۔"
میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اسٹیرنگ کو تیزی سے ایک طرف گھمایا۔ گاڑی گھومتی ہوئی فٹ پاتھ پر چڑھی اور شیشے کے شوکیس کو توڑتی ہوئی ایک دکان میں گھس گئی۔ میں اس سے بے نیاز ہو کر دور تک ڈر کرتا رہا۔ دیر تک ڈرائیو کرتا رہا مگر وہ گاڑی نظر نہیں آئی۔ اس دوران ٹریفک پولیس کی دو اور گاڑیاں مجھے روکنے آئیں۔ میں نے انہیں بھی دوسری طرف گھما دیا لیکن میری لیلیٰ جہاں گھوم تھی اور گم ہو گئی تھی وہاں تک نہ پہنچ سکا۔
میں نے اپنی کار ایک جگہ چھوڑ دی۔ راستہ بدل کر دو

ٹیکسی میں بیٹھ کر تیسری جگہ پہنچا۔ پھر ایک جگہ آیا۔ وہاں سے دوسری فٹ پاتھ پر تیزی سے چلتا ہوا پندرہ منٹ بعد ایک بنگلے میں پہنچا۔ پھر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ وہاں بابا صاحب کے ادارے کا ایک جاسوس' یہودی انجینئر بن کر رہتا تھا۔
اس نے دروازہ کھول کر مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ میں نے مخصوص کوڈ ورڈز ادا کئے۔ وہ مسکرا کر بولا "خوش آمدید مسٹر وولف! تشریف لائیں۔"
میں اندر آیا۔ اس نے دروازے کو بند کیا۔ میں نے اپنے لباس اور جوتے کا ناپ بتا کر کہا "میرے لئے ضروری سامان مہیا کرو۔ اپنے خاص میک اپ مین کو بلاؤ یا میک اپ کا سامان لے آؤ' میں تمہارا چہرہ اپنا کر یہاں رہوں گا۔ تم کچھ روز کے لئے خفیہ اڈے میں چلے جاؤ۔"
اس نے کہا "تمام ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ آپ کو میرا نام اور چہرہ اپنانے سے پہلے یہاں میری مصروفیات کی تمام تفصیلات معلوم کرنی ہوں گی۔"
"مجھے معلوم ہیں۔ تمہارا نام جوڈی آسکر ہے۔ تم ایک بلڈنگ کنسٹرکشن کمپنی میں انجینئر ہو۔ تم نے پچھلے ہفتے ایک بہت بڑا پروجیکٹ مکمل کیا ہے۔ اگلے ماہ دوسرا پروجیکٹ شروع کرنے والے ہو۔ تب تک کے لئے چھٹیاں گزار رہے ہو۔"
وہ مسکرا کر بولا "میں بھول گیا تھا کہ آپ دماغ میں پہنچ کر سب کچھ معلوم کر لیتے ہیں۔"
"ہاں' اور جو بات معلوم نہ ہو اسے فوری طور پر خیال خوانی کے ذریعے معلوم کر لیتا ہوں۔ میں تم سے دماغی رابطہ رکھوں گا فی الحال میں کسی کمرے میں ایک گھنٹے تک بالکل تنہا رہوں گا۔ مجھے مخاطب نہ کرنا۔"
اس نے مجھے ایک کمرے میں پہنچایا۔ میں دروازہ اندر سے بند کر کے بیٹھ گیا۔ اب میرے سامنے بہت کچھ سوچنے سمجھنے کے لئے اور بہت کچھ کر گزرنے کے لئے تھا۔ سوچنے کی بات یہ تھی کہ لیلیٰ پیرس گئی تھی۔ پھر تیس گھنٹے بعد واپس اسی شہر میں کیسے پہنچ گئی تھی؟ پھر یہ کہ ہمارے بدترین دشمن کے ساتھ نظر آئی تھی۔
پاپا ڈوک کی موجودگی نے سمجھا دیا تھا کہ گولڈن برینز نے لیلیٰ کو اغوا کرایا ہے اور اسے یرغمال بنا کر اپنی کچھ شرائط منوانا چاہتے ہیں۔
لیلیٰ اپنے اصلی روپ میں تھی۔ اس پر تنویمی عمل کرنے والے نے یہ معلوم کر لیا ہو گا کہ میں اس کے ساتھ کس یہودی شخص کے روپ میں تھا اور ہماری رہائش گاہ کہاں ہے؟
یہ میرے لئے بہتر ہوا کہ میں صبح ہی سے اس رہائش گاہ سے نکل گیا تھا اور شہر میں گھومتا پھر رہا تھا۔ رات کو وہاں واپس جانے والا تھا۔ اگر چلا جاتا تو یقیناً گرفتار ہو جاتا۔
پاپا ڈوک اسے تفریح گاہوں میں اس لئے کھلے عام ساتھ لئے پھر رہا تھا کہ میں اسے دیکھ کر قابو سے باہر ہو جاؤں۔ خود کو ظاہر کر دوں اور میں نے تقریباً یہی کیا تھا۔ دیوانہ وار لیلیٰ کا پیچھا کر رہا تھا۔ ٹریفک پولیس کی گاڑیوں میں مسلح فوجی جوانوں کو دیکھ کر عقل آئی کہ مجھے لیلیٰ کے ذریعے ٹریپ کیا جا رہا ہے۔
سمجھنے کے بعد ہی میں نے اپنی کار ایک جگہ چھوڑ دی تھی۔ کبھی ٹیکسی میں بیٹھ کر' کبھی پیدل چلتے ہوئے یقین کیا کہ میرا تعاقب نہیں ہو رہا ہے۔ تب میں جوڈی آسکر کی رہائش گاہ میں چلا آیا۔
اب لیلیٰ کے لئے زیادہ فکر نہیں تھی۔ میں نے اسے صحیح سلامت دیکھا تھا۔ اور پورا یقین تھا کہ دشمن اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ان کا مقصد یہی تھا کہ میں اور سونیا' لیلیٰ کے حصول کے لئے اپنی خفیہ پناہ گاہوں سے نکل آئیں۔ میں نے سونیا کو مخاطب کر کے کہا "کیا یقین کرو گی کہ میں نے ابھی لیلیٰ کو یہاں اسی شہر میں دیکھا ہے؟"
"کیا واقعی؟ لیلیٰ یہاں کیسے پہنچ گئی؟"
"یہ تو بعد میں معلوم ہو گا۔ ایک اندازہ ہے کہ اسے پیرس سے ہی ٹریپ کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ مزید حیرانی کی بات یہ ہے کہ وہ پاپا ڈوک کے ساتھ تھی۔"
"تم نیند میں ہو یا نشے میں؟"
"تمہارے یقین نہ کرنے سے آنکھوں دیکھی حقیقت نہیں بدلے گی۔ میں نے ہوٹل شیرٹن کے سوئمنگ پول کے پاس انہیں دیکھا تھا۔ پھر پارکنگ شیڈ میں دونوں نظر آئے۔ میں نے کار میں تعاقب کیا۔ ٹریفک پولیس کی جو گاڑیاں مجھے روکنے اور پکڑنے کے لئے آئیں اس میں مسلح فوجی تھے۔ تب سمجھ میں آیا کہ وہ مجھے اور تمہیں گرفتار کرنے کے لئے لیلیٰ اور پاپا ڈوک کو منظرِ عام پر لائے ہیں۔"
وہ قائل ہو کر بولی "بالکل یہی بات ہے۔ وہ ہمیں خفیہ پناہ گاہوں سے باہر لانے کے لئے ایسی چالیں چل رہے ہیں۔"
"ان کی یہ چال کامیاب رہی۔ میں ان کی نظروں میں آ گیا ہوں۔ آئندہ تمہاری باری ہے۔"
"میں نہ تو لیلیٰ کی دیوانی ہوں' نہ پاپا ڈوک کو دیکھ کر جوش میں آ سکتی ہوں۔ میں تمہاری جگہ ہوتی تو یوں ان دونوں کے پیچھے نہ بھاگتی۔ خاموشی سے تعاقب کرتی ہوئی پاپا ڈوک یا گولڈن برینز کی خفیہ رہائش گاہوں تک پہنچ جاتی۔"
میں نے سونیا کے سامنے نہیں بلکہ دل میں تسلیم کیا کہ لیلیٰ کو دیکھ کر بھڑک گیا تھا۔ بے اختیار دوڑنے اور اسے پکارنے کے بجائے صبر و تحمل سے ان کا تعاقب کرتا تو اب تک لیلیٰ کو حاصل کر چکا ہوتا اور پاپا ڈوک بھی بچ کر نہ جاتا۔
سونیا نے پوچھا "اب کیا کر رہے ہو؟"
"پرانا میک اپ اتار رہا ہوں' نیا چہرہ اپنا رہا ہوں۔ اس کے

بعد میں چین سے بیٹھوں گا، نہ دشمنوں کو سکون کا سانس لینے دوں گا لیکن انھیں بہت مہنگی پڑے گی۔"

"صرف جذبات میں نہ بولو، عقل سے بھی تولو۔ اور یہ نہ بھولو کہ صحیح پلاننگ پر عمل کرکے ہی دشمنوں تک پہنچ سکو گے۔"

"تم کیا کر رہی ہو؟"

"کرنا تو تمہیں ہے کیونکہ خیال خوانی کے ذریعے دور تک راستہ بنا سکتے ہو۔ کوئی راستہ بن جائے تو میں حرکت میں آؤں گی۔"

میں اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ میں نے دو ماہ پہلے یہودی جنرل ٹائر کے دماغ میں رہ کر ایک ٹی وی اسکرین پر گولڈن برنیز کو دیکھا تھا۔ وہ گولڈن برنیز ہمیشہ کمپیوٹر اور ٹی وی اسکرین کے ذریعے اسرائیل کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے رابطہ کرتے تھے۔ اسکرین پر ان کے چہرے نقلی اور آوازیں بناوٹی ہوتی تھیں۔ ایسی ہی احتیاطی تدابیر نے انھیں ہماری ٹیلی پیتھی سے محفوظ رکھا تھا۔

سونیا سے اس سلسلے میں کئی بار بحث ہوئی کہ وہ تمام گولڈن برنیز کہاں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور کس خفیہ اڈے میں بیٹھ کر یہودی اکابرین سے گفتگو کرتے ہیں۔ ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ انہوں نے زیرِ زمین بہت بڑی پناہ گاہ بنوائی ہے اور جن انجینئروں اور کاریگروں نے محنت و مشقت سے بنائی ہے ان انجینئروں اور کاریگروں کو یا تو مار ڈالا ہے یا کسی دوسرے ملک میں ان کا ٹھکانا بنا دیا ہے۔

اگر وہ زندہ بھی تھے تو ان کے دماغوں تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ آج میرے اندر تحریک پیدا ہوئی کہ کہیں سے کوئی ذریعہ پیدا کرنا چاہئے۔ انسان میدانِ عمل میں خم ٹھونک کر آجائے تو کوئی کام ناممکن نہیں رہتا۔

میں بند کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آیا۔ جوڈی آسکر نے کہا "آپ کی ضروریات کی بہت سی چیزیں آگئی ہیں اور کچھ آرہی ہیں۔ ہمارا ماہر میک اپ مین دوسرے کمرے میں سو رہا ہے۔ آپ کے حکم پر اٹھ بیٹھے گا۔"

میں نے کہا "تم انجینئر ہو۔ یہاں کے بڑے بڑے نامی گرامی انجینئروں کو جانتے ہوگے۔ میں خصوصاً کسی بہت بڑے ملٹری انجینئر کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"ایک ملٹری انجینئر بہت ہی مغرور اور سخت مزاج کا حامل ہے۔ کسی عمارت میں تہ خانہ بنانے سے پہلے فوج کے اعلیٰ افسروں سے اجازت لینا ضروری ہوتا ہے۔ ہماری کمپنی نے ایک تہ خانے کی تعمیر کے لئے درخواست دی تھی۔ جواباً مجھے ہیڈ کوارٹر میں طلب کیا گیا۔ میں نے تہ خانے کا نقشہ اس فوجی انجینئر کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس نے نقشہ دیکھا اور اسے پرزے پرزے کرکے میرے منہ پر دے مارا۔ پھر مجھ سے کہا "تم بنیادی طور پر اسرائیل میں پیدا ہونے والے یہودی نہیں ہو۔ جرمنی سے ہجرت کرکے آئے ہو۔ باہر سے آنے والوں پر بھروسا نہیں کیا جاسکتا۔" بہرحال ہمیں اس عمارت میں تہ خانہ بنانے کی اجازت نہیں دی گئی۔"

"کیا تمہیں اس ملٹری انجینئر کا فون نمبر معلوم ہے؟"

"مجھے یاد نہیں ہے لیکن وہ متعلقہ فائل میں ہے۔"

"پلیز وہ نمبر ابھی نکالو۔"

وہ ایک کمرے میں گیا۔ وہاں اس نے متعلقہ فائل ڈھونڈ کر نکالی۔ اس میں فوجی افسران سے کی جانے والی خط و کتابت کی نقلیں موجود تھیں۔ فون نمبر بھی تھا۔ میں نے کہا "یہ نمبر ابھی ڈائل کرو لیکن اپنی آواز نہ سنانا۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہونے پر دیر تک فون کی گھنٹی بجتی رہی۔ پھر ایک فوجی جوان کی آواز آئی۔ "کون ہے؟ کس نے فون کیا ہے؟"

جوڈی آسکر نے میرا اشارہ پاکر ریسیور رکھ دیا۔ میں اس فوجی جوان کے دماغ میں پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ آدھی رات ہورہی تھی۔ وہ ملٹری انجینئر اپنے فوجی کوارٹر میں نہیں تھا۔ فوجی جوان اس کی واپسی کے انتظار میں جاگ رہا تھا۔ اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ افسر کیسینو میں جوا کھیل رہا ہوگا اور شراب پی رہا ہوگا۔ اس افسر انجینئر نے جوان کو حکم دیا تھا کہ کوئی خاص معاملہ ہو یا کوئی خاص فون آئے تو وہ کیسینو کے فون پر اطلاع کرے۔

فوجی جوان نے میری مرضی کے مطابق کیسینو میں فون کیا۔ رابطہ قائم ہونے پر پوچھا گیا کون ہے؟ کس سے بات کرنا چاہتے ہو؟ جوان نے اپنے افسر کا نام بتایا۔ تھوڑی دیر بعد اس افسر کی آواز سنائی دی۔ میں نے اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

وہ شراب کے نشے میں مست تھا۔ ایک حسینہ کے سہارے کھڑا ہوا ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔ پھر حسینہ کی طرف ریسیور بڑھا کر بولا "ذرا تم سنو معلوم ہوتا ہے۔ ٹیلیفون نے بہت پی لی ہے۔ مدہوشی میں گونگا ہوگیا ہے۔"

حسینہ نے ہنستے ہوئے ریسیور رکھ دیا "لائن کٹ گئی ہے۔ چلو۔"

"کہاں چلو؟"

"اتنی جلدی بھول گئے۔ ہم کیسینو سے جارہے ہیں۔ تم آج کی رات میرے ساتھ گزارو گے۔ کم آن۔"

وہ اسے سہارا دے کر لے جانے لگی۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "اس شہر میں جتنی زیرِ زمین سرکاری پناہ گاہیں اور خفیہ اڈے ہیں، میں ان سب کے متعلق جانتا ہوں۔"

میں یہ بات اس کی سوچ میں کہہ رہا تھا اور وہ یہی بات نشے میں بڑبڑا رہا تھا۔ حسینہ رازداری سے بولی "ڈارلنگ! ایسی باتیں نشے میں نہ کرو۔ میرے کمرے میں دل کھول کر بڑبڑاتے رہنا۔"

اس نے ملٹری انجینئر کو کار کی اگلی سیٹ پر بٹھایا پھر خود اسٹیرنگ سیٹ پر آکر کار اسٹارٹ کرتے ہوئے بولی "ہاں اب بتاؤ زیرِ زمین اڈے کتنے ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟"

اس حسینہ کے سوال نے مجھے چونکا دیا۔ میں جو چاہتا تھا، وہی سوال وہ کر رہی تھی۔ میں تھوڑی دیر کے لئے انجینئر کو چھوڑ کر اس حسینہ کے اندر چلا گیا۔ اس نے کار ڈرائیو کرنے کے دوران ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھے ہوئے منی ریکارڈر کو آن کر دیا تھا۔ انجینئر جتنے زیرِ زمین اڈوں کے متعلق بول رہا تھا وہ تمام باتیں ریکارڈ ہورہی تھیں۔

اس حسینہ کے چور خیالات نے مجھے بتایا کہ وہ سی آئی اے کی ایک نامور شاطر ایجنٹ ہے۔ امریکا اگرچہ اسرائیل کا سرپرست ہے، اسرائیل کے اتنے نخرے اٹھاتا ہے جتنے کوئی اپنی داشتہ کے بھی نہ اٹھاتا ہوگا۔ اس کے باوجود اسرائیل کی کچھ پالیسیاں ایسی ہوتی تھیں جو امریکی حکام کو پسند نہیں آتی تھیں۔ اسرائیلی حکام کو ایسی پالیسیوں سے باز نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ وہاں کے اصل پالیسی میکر گولڈن برنیز تھے۔

اور گولڈن برنیز امریکی حکام کے قابو میں نہیں آتے تھے۔ وہ اپنے وجود کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ ان کی چھوٹی بڑی کمزوریاں سی آئی اے کے ہاتھ نہیں آتی تھیں۔ انھیں اپنے زیرِ اثر لانے کے لئے ضروری تھا کہ پہلے گولڈن برنیز کا سراغ لگایا جائے۔ وہ خفیہ اڈے تلاش کیا جائے جہاں یہ پائے جاسکتے ہیں۔

سی آئی اے نے بہت عرصے سے جال پھیلا رکھا تھا۔ گولڈن برنیز کو آہنی پردوں سے باہر لانے میں کتنے ہی امریکی جاسوس ناکام ہوچکے تھے۔ اب امریکی سی آئی اے کی شاطر جاسوسہ جوسی داویلا ان گولڈن برنیز تک پہنچنے کے لئے آئی تھی اور صحیح سمت اختیار کرتے ہوئے ملٹری انجینئر پر ڈورے ڈال رہی تھی۔

انجینئر شراب کی مستی میں اس پر بار بار لد رہا تھا اور وہ بار بار اسے پرے ہٹاتے ہوئے بول رہی تھی "پلیز، صبر کرو۔ ورنہ ایکسیڈنٹ ہوجائے گا۔ تم کہہ رہے تھے تمام زیرِ زمین اڈوں سے واقف ہو لیکن ایسے بھی اڈے ہوسکتے ہیں جو تمہارے علم میں نہ ہوں۔"

"ہرگز نہیں۔ میں انڈر گراؤنڈ کنسٹرکشن کے نقشے پاس کرتا ہوں۔ کوئی تہ خانہ میرے دستخط کے بغیر نہیں بن سکتا۔"

"یہ تمہارا فضول سا دعویٰ ہے۔ کوئی خفیہ سرکاری تہ خانہ ایسا بھی ہوگا جو تمہارے علم میں نہ ہو۔"

"میرے علم میں نہیں ہوگا تو اور کس کے علم میں ہوگا؟"

"اس انجینئر کے علم میں، جو تم سے پہلے تمہارے موجودہ عہدے پر تھا۔ جس کے جانے کے بعد تم اس عہدے پر آئے ہو۔ ... کیا تمہیں پتا ہے، وہ انجینئر کہاں ہے؟"

"میں نے ضروری نہیں سمجھا کہ اس کا پتا کروں۔"

جوسی داویلا نے گاڑی ایک طرف روک دی۔ اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر بولی "ڈارلنگ! تم کتنے زبردست مرد ہو۔ میں تمہارے پاس آنے کے لئے گاڑی روک دیتی ہوں۔"

وہ اپنی مردانگی کی تعریف سن کر نشے میں کچھ زیادہ ہی جھوم گیا۔ اسے آغوش میں لینے کے لئے اس پر جھکا تو وہ گیلے صابن کی طرح ہاتھ سے پھسل گئی۔ دور ہو کر بولی "جاؤ میں نہیں بولتی۔"

"کیوں نہیں بولتیں؟"

"تم اپنے سے پہلے والے انجینئر کے متعلق بتاؤ۔"

"ہائے، ایسے کیوں تڑپاتی ہو؟ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے سابقہ انجینئر کو کئی برس سے نہیں دیکھا ہے۔ شاید وہ مرچکا ہے۔"

"اس کے بیوی بچے تو ہوں گے؟"

"ضرور ہیں، رابن اسٹریٹ میں رہتے ہیں۔"

"کیوں نہ ہم اس بیوہ کے بنگلے میں چلیں۔"

"وہاں جاکر کیا کریں گے؟"

"عیش کریں گے۔ میری ماں تمہیں میرے بیڈ روم میں جانے نہیں دے گی۔ میرے گھر میں مجھے حاصل نہیں کرسکو گے۔"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"اتنی دیر سے جو سوالات کر رہی ہوں تو اس کا مقصد یہی تھا کہ کسی دوسرے مکان کا پتا معلوم کروں۔ مجھے مکان نمبر بتاؤ۔"

وہ بتانے لگا۔ اس کے مطابق وہ ڈرائیو کرتی ہوئی رابن اسٹریٹ پہنچی۔ پھر اس بنگلے کے سامنے گاڑی روک دی جہاں سابقہ انجینئر کے بیوی بچے رہتے تھے۔ جوسی داویلا نے خلا میں تکتے ہوئے سوچ کے ذریعے پوچھا۔ "ہیلو ڈی بورین! کیا تم میرے اندر ہو؟"

ڈی بورین کی سوچ سنائی دی "میں موجود ہوں۔"

جوسی نے کہا "اس کتے کو بنگلے کے اندر پہنچاؤ، اس کے ذریعے سابقہ انجینئر کی بیوی بچوں کے دماغ میں پہنچ کر تصدیق کرو کہ یہ ہماری منزل ہے یا نہیں؟"

"میں ابھی اسے لے جارہا ہوں۔"

دوسرے ہی لمحے میں وہ ملٹری انجینئر کار سے باہر جانے لگا۔ یعنی ڈی بورین اسے لے جارہا تھا۔ یہ وہی ڈی بورین تھا جسے سلمان واسطی نے امریکا میں ٹریپ کیا تھا اور اسے اپنا معمول بنالیا تھا۔

ہم نے اب تک جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول بنایا ہے ان کی نگرانی وقتاً ضرورت کرتے رہتے ہیں۔ تنویمی عمل کا اثر ختم ہونے سے بہت پہلے ہی ان پر دوبارہ عمل کرکے پھر اپنے زیرِ اثر لے آتے ہیں۔ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد

انہیں یاد نہیں رہتا کہ ہم نے ان پر عمل کیا تھا اور وہ ہمارے معمول ہیں۔

ڈی بورین بھی اس حقیقت سے بے خبر تھا۔ وہ انجینئر کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے بنگلے کے برآمدے میں لے آیا۔ کال بیل کا بٹن دبا کر انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر بنی ہوئی ایک بالشت کی کھڑکی کھلی۔ ایک عورت نے جھانک کر پوچھا۔ "کون ہے؟"

انجینئر نے کھڑکی کے سامنے چہرہ لا کر کہا "میں ہوں، شاید تم مجھے نہیں جانتیں۔ میں تمہارے شوہر کے عہدے پر ملٹری انجینئر ہوں۔"

عورت نے پوچھا "اتنی رات کو کیوں آئے ہو؟"

انجینئر نے ڈی بورین کی ہدایت کے مطابق کہا "تمہارے شوہر سے ملنا چاہتا ہوں۔"

وہ بولی "میرا شوہر نہ اس گھر میں ہے اور نہ اس ملک میں۔ تم ایک ذمے دار افسر ہو۔ تمہیں اتنی رات کو یہاں آکر میرے شوہر کو پوچھ کر غیر ذمے داری کا ثبوت نہیں دینا چاہئے۔ چلے جاؤ یہاں سے۔"

اس نے بالشت بھر کھڑکی بند کر دی۔ میں اس عورت کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ تشویش میں مبتلا ہوگئی تھی۔ سوچ رہی تھی۔ "وہ فوجی افسر بہت نشے میں تھا۔ نشے میں اسے میرا شوہر کیوں یاد آرہا تھا؟ نشے میں تو مستی سوجھتی ہے۔ شرابی عیاش کو میرا گھر کیوں یاد آیا، یہ میرے پاس کیوں آیا؟ میں تو بوڑھی ہوں۔ کیا نشے میں جوان نظر آرہی ہوں؟"

وہ بند دروازے کے پاس سے چلتی ہوئی ٹیلیفون کے پاس آکر رک گئی۔ سوچنے لگی "کوئی گڑبڑ ہے۔ مجھے مخصوص نمبر پر اطلاع دینا چاہئے۔"

ڈی بورین نے اسے ریسیور اٹھانے نہیں دیا۔ اس کی سوچ میں پوچھا "مجھے فون پر کسے اطلاع دینا چاہئے اور کیا کہنا چاہئے؟"

اس کی سوچ نے کہا "مجھے فوج کے جنرل نے کہا تھا اگر کوئی میرے شوہر میں دلچسپی لے یا اس کے متعلق کوئی سوال کرے تو مجھے نمبر سکس ون سکس ون تھری ون ڈائل کرکے اس دلچسپی لینے والے کے متعلق رپورٹ دینا چاہئے۔"

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ فون نمبر کس کا ہے اور وہ کسے رپورٹ دینے والی ہے۔ وہ جسے بھی رپورٹ دیتی، ہمارے لئے بات بگڑ جاتی۔ ڈی بورین نے اس کی سوچ میں کہا "میرے شوہر کے لئے خطرہ ہو سکتا ہے۔ پہلے اسے اطلاع دینا چاہئے۔"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "میں کیسے اطلاع دوں؟ مجھے اس کا پتا ٹھکانا معلوم نہیں ہے۔ سال میں ایک بار حکومت کی اجازت سے ملک کے باہر جاتی ہوں۔ میرا شوہر کبھی مجھے استنبول میں، کبھی روم میں اور کبھی پیرس یا لندن میں ملتا ہے۔ میں اس کے ساتھ دو ہفتے گزارتی ہوں پھر واپس آجاتی ہوں۔"

اس کی سوچ نے بتایا کہ اس کے شوہر کی کئی تصویریں ہیں جنہیں وہ الماری میں چھپا کر رکھتی ہے۔ اس کے شوہر نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ تصویریں جلا ڈالے تاکہ کوئی اسے صورت سے نہ پہچان سکے۔

وہ پوچھتی تھی آخر وہ دنیا والوں سے چھپتا کیوں ہے؟ اور کہتا تھا، یہ سرکاری راز ہے۔ اس سلسلے میں کوئی سوال نہ کرو۔ اس نے شوہر کی ہدایت کے برخلاف تصویریں نہیں جلائی تھیں۔ محبت کرنے والی بیوی تھی اپنے ہاتھوں سے شوہر کو نہیں سکتی تھی اس لئے انہیں الماری میں چھپا کر رکھا تھا۔

میں تھوڑی دیر کے لئے اس کے دماغ سے نکل آیا۔ مجھے یقین تھا ڈی بورین اسے گرفت میں رکھے گا۔ میں نے سونیا کو مخاطب کرکے اسے بتایا کہ میں کس طرح تیزی سے گولڈن برینز کے خفیہ اڈے تک پہنچنے والا ہوں اور اب جوڈی آسکر کی رہائش گاہ سے نکل کر سابقہ انجینئر کے بنگلے میں جاؤں گا۔ الماری سے اس کی تصویریں نکالوں گا پھر ایک تصویر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس سابقہ انجینئر کے دماغ میں پہنچ جاؤں گا۔

سونیا نے کہا "فرہاد زندہ ہوگیا ہے۔ تم آواز کی رفتار سے جا رہے ہو۔ دشمنوں کی خیر نہیں ہے۔ میری ایک بات مانو۔ وہاں نہ جاؤ، پہلے اپنا چہرہ تبدیل کرو۔ میں جا رہی ہوں۔ وہاں سے تصویریں لے آؤں گی۔"

میں نے میک اپ مین کو بلایا۔ وہ جوڈی آسکر کو سامنے کر میرا چہرہ تبدیل کرنے لگا۔ میں نے اس دوران اس عورت کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس کا دماغ موت کے اندھیرے میں ڈوب چکا تھا۔ ڈی بورین کو اسے ہلاک نہیں کرنا چاہئے تھا۔

میں نے سلمان کا لہجہ اختیار کیا پھر اس کی سوچ کی لہروں کو اپنا کر ڈی بورین کے دماغ میں پہنچا تو اس نے مجھے محسوس نہیں کیا کیونکہ وہ سلمان کا معمول تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ عورت پرابلم بن گئی تھی۔ اس کے دماغ کو تھوڑی دیر کے لئے بھی ڈھیل دی جاتی تو وہ مخصوص نمبر ڈائل کرکے جنرل یا گولڈن برینز کو الرٹ کر دیتی۔

پھر پتا چلا ڈی بورین بھی تل ابیب میں ہے۔ سی آئی اے کا جوسی داویلا کی مدد کے لئے اس کے ساتھ آیا ہے۔ اور اب ہوٹل سے نکل کر سابقہ انجینئر کے بنگلے کی طرف جا رہا ہے۔ میں نے سونیا سے کہا "ڈی بورین بھی تصویریں حاصل کرنے اس بنگلے میں جا رہا ہے۔"

"کوئی بات نہیں، اسے آنے دو۔"

وہ بنگلے میں پہنچ گئی۔ دروازہ کھلا تھا۔ ایک کمرے میں بستر پر وہ عورت مردہ پڑی تھی۔ ڈی بورین نے اس کی سانس روک دی تھی۔ سونیا نے تکیئے کے نیچے سے چابیاں نکال کر یکے بعد دیگرے کئی چابیوں کو الماری کے لاک میں آزمایا۔ آخرکار الماری کھل گئی تصویریں مل گئیں۔ اسی وقت ڈی بورین پہنچ گیا۔

اس نے پوچھا "کون ہو تم؟"

سونیا نے کہا "تم جس کی تصویریں لینے آئے ہو میں اس کی بیوی ہوں۔"

"جھوٹ بولتی ہو۔ اس کی بیوی کی لاش اُدھر کمرے میں ہے۔"

"تم نے اسے بیوی سمجھ کر مار ڈالا۔ اور جو بیوی ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔ دیکھو، میں کتنی وفادار بیوی ہوں۔ شوہر کی حفاظت کے لئے تصویروں کو تم سے دور لے جا رہی ہوں۔"

وہ حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا مگر مار کھا کر پیچھے گیا۔ میں نے اسے اور پیچھے گرا دیا۔ مار کھانے کی جو تکلیف تھی اس کا احساس اتنا بڑھا دیا کہ اسے فرش پر سے اٹھنے میں دیر لگی۔ اتنی دیر میں سونیا باہر آگئی تھی۔ باہر جوسی داویلا کھڑی ہوئی تھی، اس نے للکار کر کہا "اے، رک جاؤ۔ تم کون ہو؟"

سونیا مقابلہ کرنے میں وقت ضائع نہیں کرتی۔ مکّاری سے کام لیتی ہے۔ وہ گھبراہٹ سے بولی "بنگلے کے اندر کچھ لوگوں نے ڈی بورین کو گھیر لیا ہے۔ میں تصویریں لے آئی ہوں۔ انہیں لے کر فوراً یہاں سے بھاگو۔ بورین بعد میں آجائے گا۔"

اس نے جوسی کو تصویریں دیں اس کے لئے کار کا دروازہ کھولا۔ پھر وہ جیسے ہی اسٹیرنگ سیٹ پر جانے لگی۔ اس نے پوری قوت سے اسے بند کر دیا۔ جوسی دروازے میں پھنس گئی۔ سخت چوٹیں آئیں۔ سونیا نے یہ عمل ایک بار پھر دہرایا، اس کے بعد جوسی میں کھڑے رہنے کی سکت نہ رہی۔ بیچاری کے دل میں دو دو ہاتھ کرنے کی حسرت رہ گئی۔ وہ زمین پر گر پڑی۔ سونیا نے اس کے ہاتھ سے تصویریں لیں۔ اس کی گاڑی کی چابی نکالی۔ پھر وہاں سے دوڑتی ہوئی۔ روبن اسٹریٹ کے موڑ پر آئی۔ وہاں اس کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ ڈی بورین بنگلے سے نکل کر دوڑتا آرہا تھا۔ سونیا نے کار اسٹارٹ کی۔ جب وہ قریب آیا تو اس نے کار آگے بڑھا دی پھر روک دی۔ اُس نے اس بار کار کی طرف چھلانگ لگائی سونیا تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتی ہوئی اس سے دور ہوتی چلی گئی۔ وہ گھونسا دکھا کر گالیاں دیتا ہوا دوڑ رہا تھا۔ جب کار نظروں سے اوجھل ہوگئی تو وہ رک کر ہانپنے لگا۔

اتنی زبردست محنت کے بعد بڑی شاندار کامیابی ہو اور وہ کامیابی اچانک ناکامی میں تبدیل ہو جائے تو محنت کرنے والا غصہ سے پاگل ہو جاتا ہے۔ جوسی اور ڈی بورین کا یہی حال ہو رہا تھا۔

سونیا میرے پاس آگئی۔ میرے چہرے پر تبدیلیاں ہو رہی تھیں۔ میک اپ مین نے ذرا دیر کے لئے ہاتھ روک لیا۔ میں نے سونیا کی لائی ہوئی تصویریں دیکھیں پھر ایک تصویر کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ پھر میک اپ مین سے کہا، وہ اپنا کام جاری رکھے۔

سونیا نے پوچھا "کیا یہ زندہ ہے؟"

"ہاں، میں ابھی اس کے خیالات پڑھ کر تفصیل بتاتا ہوں۔"

... پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کا نام جوائے رومیرو تھا۔ اسے خفیہ پناہ گاہیں بنانے کا خاصا تجربہ تھا۔ اس نے چھ برس پہلے خفیہ سرکاری احکامات کے مطابق ایک زیرِ زمین اڈا بنایا تھا جس کے چار دروازے تھے۔ ایک دروازے سے آنے جانے والے کو باقی تین دروازوں کا علم نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح دوسرے تیسرے اور چوتھے دروازے سے داخل ہونے والے کو باقی تین دروازے نہیں ملتے تھے۔

ایسا اس لئے کیا گیا تھا کہ گولڈن برینز ایک دوسرے کی آمد و رفت کو نہ دیکھ سکیں اور نہ اس اڈے میں آنے کے بعد ایک دوسرے کی اصلیت کو جان سکیں۔ کیونکہ وہ اڈے میں داخل ہونے کے بعد اپنے اپنے خاص کمرے میں جا کر چہرے تبدیل کرتے تھے اور لہجہ بدل لیتے تھے۔ اس اڈے میں صرف ایک چھوٹا سا ہال تھا جہاں وہ چاروں چہرے بدلنے کے بعد ایک دوسرے کے سامنے آتے تھے۔

اسرائیلی حکّام اور فوجی افسران اس اڈے سے واقف نہیں تھے۔ صرف انجینئر جوائے رومیرو وہاں کے ایک ایک حصے کو جانتا تھا۔ گولڈن برینز اپنے راز میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ انہوں نے سوچا تھا اڈے کی تکمیل کے بعد انجینئر جوائے رومیرو کو گولی مار دیں گے لیکن وہ اڈا پیچیدہ تھا اور بار بار مرمّت طلب رہتا تھا۔ بار بار جوائے رومیرو کی خدمات لازمی ہوتی تھیں۔ کسی دوسرے انجینئر کو راز میں شریک کرنے سے بہتر تھا کہ وہ اسے ہی رازدار بنا کر رکھتے۔

چند نامعلوم سرکاری افراد نے اس پر پابندی عائد کی تھیں کہ آئندہ وہ اپنے پرائے کسی سے ملاقات نہیں کرے گا۔ ٹیلیفون یا خط و کتابت کے ذریعے بھی رابطہ نہیں رکھے گا۔ جب وہ اڈا مکمل ہوگیا تو اسے ملک سے باہر لندن میں رہائش اختیار کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔ اس کے بیوی بچوں کو یرغمال بنا کر تل ابیب میں رہنے دیا اور دھمکی دی کہ اگر وہ لندن میں تنہا زندگی نہیں گزارے گا، کسی مرد یا عورت سے دوستی کرے گا، کسی کو خفیہ اڈے کا راز بتائے گا تو اس کے بیوی بچوں کو چُن چُن کر قتل کر دیا جائے گا۔

تب سے اس نے زبان بند رکھی تھی۔ گمنامی کی زندگی گزارتا تھا۔ اور یہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ دن رات اس کی نگرانی ہوتی رہتی ہے۔ اس نے بیوی کو بھی خفیہ اڈے کا راز نہیں بتایا تھا اور اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ گھر میں اس کی جو تصویریں رہ گئی ہیں انہیں ضائع کر دے لیکن وہ نیک بخت صرف دو ہفتے کے لئے

شوہر سے ملتی تھی۔ باقی سال بھر اس کی تصویروں سے دل کو بہلاتی تھی اس لئے انہیں ضائع نہیں کیا۔ اب وہ تصویریں ہمارے کام آرہی تھیں۔

میں نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر دماغ میں پہنچتے ہی معلوم کیا تھا کہ وہ زیرِ زمین اڈا کہاں ہے؟ اس کی سوچ نے کہا۔ "نیشنل لائبریری کی جو چھ منزلہ عمارت ہے اس کے تہ خانے میں وہ بھول بھلیوں والا اڈا ہے۔ اس اڈے کے چار حصے ہیں۔ ہر حصہ ایک دوسرے سے الگ ہے۔ وہاں وہ اپنا چہرہ' آواز اور اپنی ہر طرح کی شناخت تبدیل کرتے ہیں۔ پھر ایک لفٹ کے ذریعے تیسری منزل کے ایک چھوٹے سے ہال میں ایک دوسرے کے سامنے آتے ہیں۔ یہیں سے وہ ٹی وی اسکرین پر اسرائیلی حکام کو دکھائی دیتے ہیں۔

نیشنل لائبریری کی تیسری منزل پر جہاں وہ ملتے ہیں' وہ جگہ چاروں طرف مضبوط دیواروں سے چھپی ہوئی ہے۔ کوئی کھڑکی دروازہ نہیں ہے۔ صرف چار لفٹوں کے ذریعے وہ چاروں تہ خانے سے آتے جاتے ہیں۔ وہ جگہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس کے چاروں طرف لائبریری ہے۔ وہاں بیٹھ کر مطالعہ کرنے والوں کو کبھی پتا نہیں چلتا کہ تیسری منزل کا درمیانی حصہ کتنا پُراسرار ہے۔

انجینئر جوائے رومیرو کی سوچ نے بتایا کہ اس نے آج تک کسی گولڈن برین کو نہیں دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی سخت نگرانی ہوتی ہے۔ اس کا کوئی غلط قدم یا ذرا سی چالاکی اسے موت کی نیند سلا سکتی ہے۔ اس لئے اس نے کسی گولڈن برین کے متعلق کچھ معلوم کرنے کی حماقت نہیں کی۔

جب میں نے سونیا کو یہ تمام باتیں بتائیں تو اس نے خوش ہو کر میرے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا "آج تم نے فرہاد علی تیمور ہونے کا ثبوت دیا ہے۔"

چونکہ وہاں میک اپ مین اور جوڈی آسکر وغیرہ موجود تھے۔ اس لئے وہ جاپانی زبان بول رہی تھی۔ میں نے بھی اسی زبان میں کہا "اگر تودی سو تا رہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی ذہانت بھی سو گئی ہے۔"

"سو گئی تھی فرہاد! سو گئی تھی۔ ذرا حساب کرو۔ ایک عرصہ گزر گیا تم نے میدانِ عمل میں کوئی قابلِ ذکر کارنامہ انجام نہیں دیا۔ جب بھی تمہارا ذکر آتا ہے تو پتا چلتا ہے' شیر سو رہا ہے۔ آج میں نے تمہیں جگایا ہے۔"

میں نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی "پہلے تم جب بھی خیال خوانی کے علاوہ ذاتی طور پر دشمنوں کی تلاش میں نکلتے تھے اور طرح طرح کے ذہانت سے بھرپور منصوبوں پر عمل کرتے تھے تو دشمنوں کی شامت آجاتی تھی۔ اور ہم سب تمہاری حاضر دماغی سے بہت کچھ سیکھتے رہتے تھے۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "تم ایک طویل عرصے سے ہمیں مایوس کرتے رہے۔ میں سوچتی تھی شاید تمہیں اپنی ذمے داریوں کا خود احساس ہوگا لیکن تم نے تو جیسے گوشہ نشین رہنے کی قسم کھائی تھی۔ مجھے پارس کی بڑی فکر تھی۔ کیونکہ وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر تمہارے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ تمہاری ہی طرح بڑی حاضر دماغی سے میدان مارتا ہے۔ میں نے سوچا اگر وہ بھی تمہاری طرح آرام طلب ہوگیا اور گوشہ نشینی اختیار کرلی تو ایک دن دشمن اس پر آسانی سے غالب آجائیں گے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی پھر ٹہلتے ہوئے بولی "بیٹے کا لہو گرم رکھنے کے لئے باپ کے لہو میں حرارت پیدا کرنا ضروری تھا۔ اس لئے میں نے ایسی چال چلی کہ تم ہڑبڑا کر بیدار ہوگئے اور ایسے فرہاد بن گئے جو دیکھتے ہی دیکھتے دشمنوں کی شہ رگ تک پہنچ جایا کرتا تھا۔ دیکھ لو ابھی تم ایک ہی رات میں کتنی برق رفتاری سے گولڈن برینز تک پہنچنے والے ہو۔"

"کیا تم نے میرے لہو میں حرارت پیدا کرنے کے لئے کوئی چال چلی ہے؟"

"ہاں' بے شک۔"

"کیا سلطانہ نے ماں بننے کا ڈراما کیا تھا؟"

"ہاں' تم نے مجھ پر درست شبہ کیا تھا۔ میں نے لیلیٰ کو تم سے دور کرنے کے لئے سلطانہ اور سلمان سے تعاون حاصل کیا۔ پھر لیلیٰ کو پیرس پہنچتے ہی اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا۔ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا تاکہ تم اس سے رابطہ قائم نہ کر سکو۔"

"کیا لیلیٰ پیرس میں ہے؟"

"ہاں' خیریت سے ہے۔"

"تو پھر وہ پاپا ڈوک کے ساتھ کون تھی؟"

"میں نے پاپا ڈوک اور لیلیٰ کی ڈمی تمہارے سامنے سے گزاری تھی تاکہ تم لیلیٰ کو اپنے دشمن کے ساتھ دیکھ کر بھڑک جاؤ اور تم بھڑک گئے۔ تمہارا دماغ بجلی کی طرح کام کرنے لگا ہے۔ کیا تم سمجھ رہے ہو کہ کتنی ذہانت اور چالاکی سے انجینئر جوائے رومیرو تک پہنچے ہو اور اب گولڈن برینز تم سے دور نہیں ہیں۔"

"تم ایک نمبر کی کتیا ہو۔ اب تک مجھے اُلّو بنا رہی تھیں۔"

"اُلّو نہیں شاہین بنایا ہے۔ اور شاہین کی خاصیت ہے' جھپٹنا' پلٹنا' پلٹ کر جھپٹنا۔ لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ۔ اب تمہارا لہو گرم رہے گا۔"

"اس میں شبہ نہیں کہ تم نے خوب چال چلی ہے مگر میرا جی چاہتا ہے تمہارا سر توڑ دوں۔ کیا میرے پاس آؤ گی؟"

"تم دور سے اچھے لگتے ہو۔ فضول رومانی گفتگو نہ کرنا' کام کی بات کرو۔"

"میں تو خوش ہوگیا تھا کہ پاپا ڈوک صحت یاب ہو کر منظرِ عام پر آگیا ہے۔ مگر وہ تمہاری بھیجی ہوئی ڈمی تھی۔ کیا اس پاپا ڈوک کو دیکھ کر اسرائیلی حکام اور گولڈن برینز حیران نہیں ہوں گے؟"

"یہ تم معلوم کرو۔"

میں جنرل تائر کے دماغ میں پہنچا۔ وہ صرف حیران نہیں تھا پریشان بھی تھا۔ اعلیٰ حکام اور دوسرے اکابرین اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے اسکرین پر گولڈن برینز کو دیکھ رہے تھے۔ ایک گولڈن برین کہہ رہا تھا "جیسے ہی ہمیں ہوٹل شیرٹن میں پاپا ڈوک کی اطلاع ملی ہم سمجھ گئے کہ سونیا فراڈ کر رہی ہے کیونکہ اصلی پاپا ڈوک تو ہماری نگرانی میں ہے۔"

دوسرے گولڈن برین نے کہا "ہمارے فوجی جوانوں نے ٹریفک پولیس کی گاڑی میں نقلی پاپا ڈوک کا تعاقب کیا اور برائن وولف کو بھی پکڑنے کی کوشش کی لیکن اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمارے فوجی جوانوں کو تعاقب کے قابل نہیں چھوڑا۔"

جنرل تائر نے کہا "ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ اگر سونیا ڈمی پاپا ڈوک کو پیش کر رہی تھی تو برائن وولف کیوں دھوکا کھا رہا تھا اور کیوں ڈمی کا تعاقب کر رہا تھا؟"

"یہ سب محض ایک ڈراما تھا۔ وولف ہم لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے اس ڈمی کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔"

ایک گولڈن برین نے کہا "ہم سب متوجہ ہوگئے' ہم نے پاپا ڈوک کی ڈمی بھی دیکھ لی اور وولف بھی نظروں میں آکر گم ہوگیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا سونیا نے دو ماہ کی طویل خاموشی کے بعد یونہی کسی مقصد کے بغیر ایک ڈمی پیش کی ہے؟ وہ بہت ہی بدترین چڑیل ہے' اس نے کسی خاص مقصد کے تحت ایسا کیا ہے۔"

دوسرے گولڈن برین نے کہا "دوسرے ملکوں کے جاسوس ہمیں بے نقاب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ پاپا ڈوک ہماری نگرانی میں ہے۔ سونیا نے ان غیر ملکی سراغرسانوں کو ہماری طرف لگانے کے لئے وہ ڈمی پیش کی ہے۔ کوئی اس ڈمی کے ذریعے ہم تک نہیں پہنچ سکے گا لیکن پہنچنے کی کوششوں میں شدت آگئی ہوگی۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے پوچھا "کیا پاپا ڈوک پوری طرح صحت یاب ہو چکا ہے؟"

ایک گولڈن برین نے کہا "پلیز آپ لوگ پاپا ڈوک کے متعلق سوال نہ کریں۔"

ایک حاکم نے کہا "ہمیں اس کے متعلق یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کیسا نظر آتا ہے؟ اس کی نئی صورت اور نئی آواز کیسی ہے؟ اگر کبھی وہ اچانک ہمارے سامنے آئے گا تو ہم پہچان نہیں سکیں گے۔"

دوسرے گولڈن برین نے کہا "سوری' جس طرح آپ لوگ ہمارا اصل چہرہ نہیں دیکھ پاتے' اصل آواز نہیں سن سکتے اسی طرح پاپا ڈوک کی نئی شخصیت کو نہیں پہچان سکیں گے۔"

ایک اور حاکم نے کہا "ملک اور قوم کی بھلائی کے لئے ہم نے تم چاروں گولڈن برینز کو کبھی دیکھنا نہیں چاہا۔ تم چاروں کو واقعی راز میں رہنا چاہئے لیکن پاپا ڈوک کو ہمارے لئے پُراسرار نہ بنایا جائے۔"

چوتھے گولڈن برین نے کہا "آپ لوگ منع کرنے کے باوجود پاپا ڈوک کے متعلق سوالات کر رہے ہیں۔ اسے بے نقاب کرانا چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے آپ لوگوں کے دماغوں میں موجود ہیں اور آپ کو ایسے سوالات پر مجبور کر رہے ہیں۔"

ایک اور گولڈن برین نے کہا "آج تک ہمارے پاس جتنے خیال خوانی کرنے والے آئے وہ ہماری ناقص پالیسیوں کے سبب مر گئے یا ہمارے ہاتھوں سے نکل کر دشمنوں کی جھولی میں چلے گئے۔ ہم پاپا ڈوک کو ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔ اسے گہرے راز میں پُراسرار بنا کر رکھیں گے۔ بس اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں کہنا ہے۔ میٹنگ برخاست ہونے سے پہلے پھر ایک بار کہہ دوں کہ غیر ملکی سراغرسانوں اور سی آئی اے ایجنٹوں پر کڑی نظر رکھیں اور انہیں ملک سے باہر نکال دیں۔ اس طرح ہماری آدھی پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ سو فار، سی یو نیکسٹ ٹائم۔"

چند سیکنڈ کے بعد ٹی وی اسکرین بجھ گیا۔ تمام گولڈن برینز نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ ان کے طویل اجلاس کے دوران میں سونیا کے ساتھ رہائش گاہ سے نکل آیا تھا۔ ہم اپنی اپنی کار میں نیشنل لائبریری کے قریب ایک جیولری کی دکان کے سامنے آئے تھے۔ اس دکان کا مالک ایک گولڈن برین تھا۔ دکان کے ایک پرائیویٹ کمرے میں ایک تہ خانہ تھا۔ وہ تہ خانہ نیشنل لائبریری کے تہ خانے سے منسلک تھا۔

یعنی میٹنگ برخاست ہونے کے بعد ایک گولڈن برین اسی جیولری کی دکان سے نکل کر اپنی رہائش گاہ کی طرف جانے والا تھا۔ سونیا اس دکان سے ذرا دور ایک سڑک کے موڑ پر رک گئی۔ میں نیشنل لائبریری کے دوسری طرف آیا۔ اُدھر کاروں کا ایک شوروم تھا۔ اس کا مالک ایک دوسرا گولڈن برین تھا۔ اس شوروم کا ایک تہ خانہ بھی نیشنل لائبریری کے تہ خانے سے منسلک تھا۔

میں نے تھوڑی دیر بعد دیکھا۔ ایک اُدھیڑ عمر کا شخص شوروم سے باہر آکر دکان کو تالا لگا رہا تھا۔ پھر وہ ایک کار میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگا۔ میں اس کار کا نمبر ذہن نشین کر چکا تھا۔ اس سے بہت زیادہ فاصلہ رکھ کر تعاقب کرنے لگا۔ رات کے دو بجے تھے۔ راستے میں گاڑیاں برائے نام تھیں۔ کبھی دو چار گاڑیاں ہمارے درمیان آجاتی تھیں' کبھی میں فاصلہ بڑھا دیتا تھا۔ جب اس کی کار ایک رہائشی علاقے میں داخل ہوئی تو میں نے ہیڈ لائٹس بجھا دیں۔ رفتار سست کر دی۔ وہ ایک بنگلے میں داخل ہو رہا تھا۔

میں نے کار روک دی۔ دبے قدموں چلتا ہوا اس بنگلے کے قریب آیا۔ وہ کار سے اتر کر بنگلے کے اندر جا چکا تھا اور نائٹ چوکیدار احاطے کا گیٹ بند کر رہا تھا۔

بس اس سے زیادہ قریب جانا مناسب نہیں تھا۔ اگر ایک گولڈن برین کو شبہ ہوتا یا اسے نقصان پہنچتا یا وہ ہمارے ہاتھوں مرجاتا تو باقی تین گولڈن برینز ہوشیار ہو کر کسی دوسری جگہ رُوپوش ہوجاتے۔

ہم ان کے خفیہ اڈے میں جا کر ان چاروں کو بیک وقت گھیر سکتے تھے۔ انہیں اور ان کے اڈے کو فنا کرسکتے تھے۔ لیکن ایسا کرنے سے پاپا ڈوک ہاتھ نہ آتا۔ اگر کبھی اتفاقاً سامنے آتا تو ہم اس کی نئی آواز اور نئی شکل سے اسے پہچان نہیں سکتے تھے۔ لہٰذا ہم پہلے اس کا سراغ لگانا چاہتے تھے۔ وہ ان چاروں میں سے کسی ایک کی رہائش گاہ میں مل سکتا تھا۔

میں واپس اسی نیشنل لائبریری کے پاس آگیا۔ تھوڑی دیر بعد سونیا بھی آگئی۔ اس نے کہا "میں نے اس کی رہائش گاہ دیکھ لی ہے۔ تم سناؤ۔"

"میں نے بھی اسے نہیں چھیڑا ہے۔ ہمیں دو گولڈن برینز کا پتا ٹھکانا معلوم ہوگیا ہے۔ باقی دو ہماری عدم موجودگی میں یہاں سے جا چکے ہیں۔"

"ان کا خفیہ اڈا خالی ہوگا۔ ہم وہاں جا کر بہت سی خفیہ فائلیں دیکھ سکتے ہیں لیکن کوئی گڑبڑ ہوسکتی ہے۔"

"میں انجینئر کے چور خیالات اچھی طرح پڑھ چکا ہوں۔ خفیہ اڈے کے تہ خانے اور تیسری منزل کے اجلاس ہال میں کوئی خفیہ الارم یا خفیہ کیمرے نہیں ہیں۔"

"میں نہیں مانتی۔ گولڈن برینز نے انجینئر کو خفیہ جاسوسی آلات کے متعلق نہیں بتایا ہوگا۔ جلد بازی سے کام نہ لو۔ آج ہماری نظروں میں دو آگئے ہیں۔ کل پرسوں تک باقی دو بھی آجائیں گے۔"

میں نے کہا "کل پرسوں تک انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ابھی کوئی زبردست واردات کرتا ہوں۔ وہ لوگ ہنگامی اجلاس کے لئے پھر حاضر ہوجائیں گے۔"

سونیا مسکرانے لگی۔ ہم اپنی رہائش گاہ میں واپس آگئے۔ کیونکہ رات کے پچھلے پہر سڑک کے کنارے کار میں بیٹھ کر خیال خوانی کرنا مناسب نہیں تھا۔ پولیس والے پریشان کرنے آجاتے۔ میں نے آرام سے ایک کرسی پر بیٹھ کر جنرل ٹائر کو مخاطب کیا۔ وہ سونے جا رہا تھا۔ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ مجھ سے بولا "مسٹر وولف! اتنی رات کو آئے ہو۔ خیریت تو ہے؟"

"خیریت تم لوگوں کی نہیں ہے۔ ہم نے بالکل خاموشی اختیار کرلی تھی۔ تمہارے ملک سے واپس جانا چاہتے تھے مگر تم لوگ یہ نہیں چاہتے۔"

"ہم چاہتے ہیں۔ فار گاڈ سیک، سونیا کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ ہم تمہارا راستہ نہیں روکیں گے۔"

"راستہ روک چکے ہو۔ میری غیرت کو للکار رہے ہو۔ تم لوگوں نے میری بیوی لیلیٰ کو اغوا کیا۔ پھر اسے پاپا ڈوک کے حوالے کردیا۔ میں اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔"

"نہیں، غصہ نہ کرو۔ تم غلط سمجھ رہے ہو۔ ہم نے تمہاری لیلیٰ کو اغوا نہیں کرایا ہے۔ ہم قسم کھاتے ہیں۔"

"قسم نہ کھاؤ۔ ایسی ذلیل حرکتیں تمہارے گولڈن برینز کرتے ہیں اور تمہیں خبر نہیں ہوتی۔ میں ایک گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ گولڈن برینز سے کہو، لیلیٰ کے دماغ سے تنویمی عمل ختم کرادیں تاکہ میں اس سے دماغی رابطہ قائم کرسکوں۔ پھر اسے خصوصی طیارے میں پیرس پہنچادیں۔ اگر ایک گھنٹے بعد میری تسلی نہ ہوئی تو ساحلی توپوں کا رخ سمندر کی طرف نہیں رہے گا۔ ان کا رخ شہر کی طرف ہوجائے گا۔ تمہاری فوج اپنے ہی عوام کا قتلِ عام شروع کردے گی۔"

"دیکھو دیکھو۔ ایسے چیلنج نہ کرو۔ سپر طاقتیں بھی ایسی دھمکیاں نہیں دیتی ہیں۔ میں گولڈن برینز سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔ لیکن وہ ابھی میٹنگ سے اٹھ کر آرام کرنے گئے ہیں۔ رات کے تین بج چکے ہیں۔ کل صبح بات ہوجائے گی۔"

میں خاموش رہا تو پھر اس نے مخاطب کیا "کیوں، ٹھیک ہے نا؟"

میں بدستور خاموش رہا۔ وہ بولا "کیا تم چلے گئے ہو؟ ارے یہ کیا طریقہ ہے، دھمکی دیتے ہو جواب نہیں سنتے۔ تم کیا جانو، گولڈن برینز کیا چیز ہیں؟ وہ بار بار تمہارے بلانے سے نہیں آئیں گے۔"

میں اس فوجی افسر کے دماغ میں گیا جو ساحلی مورچے کا انچارج تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے ایک توپچی کو حکم دیا "توپ کا رخ صنعتی علاقہ کی طرف پھیر دو۔"

توپچی نے حکم کی تعمیل کی پھر ادب سے بولا "سر! آپ نے ایسا حکم کیوں دیا ہے؟" افسر نے کہا "ٹھہرو، میں آتا ہوں۔"

میں افسر کو چلاتا ہوا ایک ٹوائلٹ میں لے گیا۔ پھر توپچی کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے اپنے ایک ماتحت کی مدد سے صنعتی علاقے کی طرف ایک گولہ داغ دیا۔ اس علاقے میں قیامت برپا ہوگئی۔ لوگ چیخنے چلانے اور جان بچا کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔

میں نے جنرل ٹائر کے پاس آکر کہا "تم میرے چیلنج کو کھوکھلی دھمکی سمجھ رہے تھے۔ دیکھو تمہارے ساحلی توپچی نے ایک فیکٹری میں گولہ برسایا ہے۔ تم خطرے کا سائرن سنتے رہو۔ یہ ایک نمونہ تھا، باقی تماشا ایک گھنٹے بعد ہوگا۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ سونیا نے کہا "میں نے دھماکا سنا ہے۔ کیا کرتے پھر رہے ہو؟"

میں نے اسے روداد سنائی۔ وہ ہنستے ہوئے بولی "اب تو وہ چاروں دوڑتے ہوئے خفیہ اڈے میں آئیں گے۔"

میں نے کہا "ایک کام کرو۔ جب تک ان کا اجلاس جاری رہے، تم ایک گولڈن برین کی رہائش گاہ میں جاؤ، شاید وہاں کچھ کام کی باتیں معلوم ہوسکیں۔"

میں نے اسے دوسرے گولڈن برین کا پتا اور بنگلے کا نمبر بتایا۔ وہ مائیکرو فلم کا ننھا سا کیمرا اور دیگر ضروری سامان لے کر چلی گئی۔ رات کے تین بجے تقریباً سارا شہر بیدار ہوگیا تھا۔ اگرچہ ایک گولہ صنعتی علاقے کی ایک فیکٹری میں گرا تھا۔ وہ فیکٹری بند تھی۔ اس لئے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا لیکن پورے علاقے میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ خطرے کے سائرن نے باقی شہریوں کو بستروں سے اٹھا کر کھڑا کردیا تھا۔ کتنے ہی لوگ گاڑیاں لے کر گھر سے نکل پڑے تھے تاکہ دھماکے اور سائرن کی وجہ معلوم کرسکیں۔

سڑکوں پر گاڑیاں چلنے لگی تھیں۔ سونیا ڈرائیو کرتی ہوئی ایک بنگلے کے قریب آئی۔ گاڑی سے اتر کر پیدل چلتی ہوئی گولڈن برین کی رہائش گاہ کے سامنے پہنچی۔ نائٹ چوکیدار جاگ رہا تھا۔ وہ احاطے کی دیوار پھاند کر ایک لمبا چکر کاٹ کر چوکیدار کے پیچھے آئی پھر اسے دبوچ کر بیہوش کردیا۔

اس کے بعد کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ اس نے مخصوص تکنیک سے مقفل دروازے کو کھولا۔ وہ بنگلا دو بیڈ روم اور ایک ڈرائنگ روم پر مشتمل تھا۔ دونوں کمروں میں کتابوں، فائلوں اور ویڈیو فلموں کا انبار تھا۔ وہ فائلیں اٹھا کر دیکھنے اور پڑھنے لگی۔ ان میں سے ضروری کاغذات کی مائیکرو فلم اتارنے لگی۔

باقی کتابیں اور ویڈیو فلمیں معلوماتی تھیں۔ کچھ ویڈیو فلمیں ایسی تھیں جو اسلامی ممالک کے شاہوں اور شہزادوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ باتیں فلموں پر لگے ہوئے لیبل سے معلوم ہو رہی تھیں۔ میں نے اسے مخاطب کیا۔ "سونیا! کچھ کام بن رہا ہے؟"

"ہاں، کچھ مواد مل رہا ہے لیکن گولڈن برین کی یہاں نہ کوئی تصویر ہے نہ ہی نام کی تختی لگی ہے۔ میں اب یہاں سے نکل رہی ہوں۔"

وہ ایک فریج کے پاس آئی، اسے کھولا۔ دو بوتلوں میں دودھ رکھا ہوا تھا۔ اس نے دودھ میں اعصابی کمزوری کی تھوڑی سی دوا ملا دی۔ الماری میں قیمتی ہیرے جواہرات اور سونے کے زیورات تھے، اس نے انہیں سمیٹ کر ایک بیگ میں رکھ لیا۔ اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن وہ یہ تاثر دینا چاہتی تھی کہ کوئی چور نائٹ چوکیدار کو بے ہوش کرکے ہیرے جواہرات لے گیا ہے۔

دوسری طرف اجلاس جاری تھی۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ اجلاس میں موجود ہوں اور ایک جونیئر افسر کے ذریعے بول رہا ہوں میں نے وہی الزام لگایا کہ گولڈن برینز نے لیلیٰ کو اغوا کرکے پاپا ڈوک کے حوالے کردیا ہے جبکہ گولڈن برینز قسمیں کھا رہے تھے کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا ہے۔

میں نے پوچھا "پھر کس نے ایسا کیا ہے؟ میری بیوی کہاں ہے؟"

"تم ہمیں کیوں الزام دے رہے ہو؟"

"اس لئے کہ تمہارا پاپا ڈوک اسے لے گیا ہے۔"

"تم نے جسے دیکھا، وہ پاپا ڈوک نہیں تھا۔ اس کی ڈمی تھا۔ اصل پاپا ڈوک ہماری نگرانی میں رہتا ہے۔"

"اصل تمہارے پاس ہے تو نقل کس نے تیار کی ہے؟ تمہارے ملک میں ہمارا اور کون دشمن ہوسکتا ہے؟"

"بہتیرے ہوسکتے ہیں۔ انہوں نے تمہیں ہم سے لڑانے کے لئے ایک ڈمی تیار کی، اس کے ذریعے تمہاری بیوی کو اغوا کرایا اور تمہیں ہمارا دشمن بنا دیا۔"

"اگر تم لوگ سچے ہو تو ثبوت دو۔"

"کیسا ثبوت چاہتے ہو؟"

"میں پاپا ڈوک کے دماغ میں جا کر چور خیالات پڑھوں گا تو سچائی سامنے آجائے گی۔"

"مسٹر وولف! تم ہمیں نادان بچہ سمجھتے ہو۔ ہم نے پاپا ڈوک پر بڑی رقم خرچ کی ہے۔ بڑی محنت اور ذہانت سے اسے تبدیل کیا ہے اور تم ہم سے اس کی نئی آواز اور نیا لہجہ معلوم کرنا چاہتے ہو۔ تم قیامت تک اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکو گے۔"

دوسرے گولڈن برین نے کہا "ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔ تمہاری بیوی کو اغوا کرکے ہمیں کوئی فائدہ نہیں حاصل ہوگا۔ وہ ہمارے لئے بالکل غیر ضروری ہے۔ تم سے دشمنی کرنے سے ہمیں سراسر نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہم پاگل تو نہیں ہیں کہ نقصان اٹھانے کے لئے تمہیں دشمن بنالیں۔"

میں نیشنل لائبریری کے پاس تھا۔ سونیا بھی آگئی تھی۔ میں نے قائل ہو کر گولڈن برینز سے کہا "تمہارے دلائل مضبوط ہیں، میں اپنی دھمکی واپس لیتا ہوں۔ اب یہ معلوم کروں گا کہ کن لوگوں نے لیلیٰ کو اغوا کیا ہے۔ اگر تمہارے خلاف ثبوت ملا تو پھر آؤں گا فی الحال جا رہا ہوں۔ او کے گڈ بائی۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ سونیا نے کہا "میں نے ایک گولڈن برین کے ہاں واردات کی ہے۔ دوسرے گولڈن برین کے ہاں جانا مناسب نہیں ہے۔ میں نے وہاں جو مائیکرو فلم تیار کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آس پاس کے اسلامی ممالک کو کس طرح رفتہ رفتہ کمزور بنایا جا رہا ہے اور امریکا اسرائیل کو مالی اور فوجی امداد کے ذریعے اس علاقے کی سب سے بڑی فوجی قوت بنا رہا ہے۔ وہ مسلمان بادشاہوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھتا ہے اور پیروں تلے سے مشرقِ وسطیٰ کی زمین ہٹا رہا ہے۔ ایک دن آس پاس کے تمام اسلامی ممالک اسرائیل کے زیر اثر ہوں گے

اور اس کے محکوم بن کر رہیں گے۔"

میں نے کہا "اگر ہم کسی شاہ سے کہیں گے کہ اس کے پاؤں تلے سے زمین سرک رہی ہے تو وہ کبھی یقین نہیں کرے گا۔ جب زمین نکل جائے گی تو یقین کرنے کا وقت بھی گزر چکا ہو گا۔"

"درست ہے۔ ہم تباہی کی نشاندہی کرسکتے ہیں' پیش آنے والے حقائق ثبوت کے ساتھ بیان کرسکتے ہیں لیکن اندھے مسلمانوں کا مقدر نہیں بدل سکتے۔ بہر حال وہ تیسرا گولڈن برین باہر آرہا ہے۔ میں جارہی ہوں۔"

میں اس کے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہوا۔ ادھر جو تھا گولڈن برین اپنی کار میں بیٹھ رہا تھا۔ جب وہ کار آگے بڑھی تو میں اس کے پیچھے چل پڑا۔ روس' امریکا اور دوسرے بڑے ممالک برسوں سے گولڈن برینز کا سراغ لگا رہے تھے اور ہم ان چاروں تک پہنچ چکے تھے۔ ان کا خفیہ اڈا بھی معلوم ہوگیا تھا اور ان کی رہائش گاہیں بھی دیکھ چکے تھے۔ یہ ہماری بڑی کامیابی تھی۔

باقی دو کی رہائش گاہوں کو دیکھنے کے بعد میں نے سونیا سے کہا "صبح گولڈن برینز کو معلوم ہوجائے گا کہ انجینئر جوائے رومیو کی بیوی مرچکی ہے۔ وہ محتاط ہوجائیں گے۔ انہیں خطرہ محسوس ہوگا کہ دشمن اس مرنے والی کے گھر سے کچھ ایسی معلومات حاصل کرکے گئے ہیں جن کے ذریعے وہ گولڈن برینز کے خفیہ اڈے تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"ہاں' وہ محتاط ہوجائیں گے لیکن وہ جائیں گے کہاں؟ اپنے بنگلوں میں چھپ کر رہیں گے۔ ہم انہیں نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیں گے۔"

"نہیں سونیا! ہم نے گڑبڑ کردی ہے۔ تمہیں گولڈن برین کے چوکیدار کو بیہوش کئے بغیر اس کی لاعلمی میں بنگلے کے اندر جانا چاہئے تھا۔ اب وہ سوچیں گے ایک ہی رات میں انجینئر کی بیوی مرگئی اور ایک گولڈن برین کے گھر سے ہیرے جواہرات چوری ہوگئے اور برائن وولف انہیں تمام رات پریشان کرتا رہا۔ ان سب باتوں کا تعلق ان سے ہی ہے۔ وہ چاروں بہت شکی اور محتاط ہیں۔ اپنی حفاظت کے لئے وہ ایسا قدم اٹھائیں گے کہ پھر ہمارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔"

وہ بولی "چوکیدار کو بے ہوش کرنا ضروری تھا۔ ویسے جو ہوگیا سو ہوگیا' اب کیا ارادہ ہے؟"

"آج ہی ان چاروں سے بابا ڈوک کا پتا ٹھکانا معلوم کیا جائے۔"

"وہ آسانی سے نہیں بتائیں گے۔"

"انہیں کمزور بنا کر ان کے خیالات پڑھے جاسکتے ہیں۔"

ہم ایک فیصلے پر متفق ہوئے پھر ایک گولڈن برین کے بنگلے میں پہنچ گئے۔ ایک بار پھر چوکیدار کو بیہوش کیا۔ وہ گولڈن برین رات بھر کا تھکا ہوا تھا۔ گہری نیند میں ڈوب گیا تھا۔ سونیا نے کہا۔

"یہ اطمینان سے بیدار ہوگا تو عادت کے مطابق پرائی آواز اور لہجے میں بولے گا۔ اگر چونکایا جائے تو بے اختیار اپنی اصل آواز میں بول پڑے گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے خوابیدہ گولڈن برین کے منہ پر زور کا تھپڑ رسید کیا۔ وہ ہڑبڑا کر چیختا ہوا اٹھ بیٹھا۔ "کون ہے؟ نہیں میرے سامنے کوئی نہیں ہے۔ میں خواب میں دو اجنبیوں کو دیکھ رہا ہوں۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ ہم سمجھ رہے تھے' وہ چاروں یوگا کے ماہر ہوں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ سونیا نے اس سے پوچھا "بابا ڈوک کہاں ہے؟"

اس نے پوچھا "کیا تم سونیا ہو؟ اور تم وولف؟"

"موت کے فرشتوں کا کوئی بھی نام ہوسکتا ہے۔ ہمارے سوال کا جواب دو۔"

"بابا ڈوک کے بارے میں صرف ایک ہی گولڈن برین جانتا ہے۔ اب وہ گولڈن برین کون ہے' اسے ہم باقی تین گولڈن برینز نہیں جانتے ہیں۔"

میں نے اس کے چور خیالات پڑھ کر سونیا سے کہا "یہ درست کہہ رہا ہے۔ دوسرا سوال کرو۔"

سونیا نے پوچھا "خفیہ اڈے میں کوئی پانچواں کیسے جاسکتا ہے؟ کیا نقصان پہنچانے والے خفیہ انتظامات کئے گئے ہیں؟"

وہ بے بسی سے بولا "میرے دماغ سے حقیقت معلوم کرسکتی ہو پھر میری زبان کیوں کھلوا رہی ہو۔"

میں نے اس کی سوچ پڑھ کر کہا "یہ نیشنل لائبریری کے تہ خانے میں پہنچ کر جس کمرے میں اپنا حلیہ بدلتے جاتا ہے اس کمرے کے دروازے کے سامنے ایک نادیدہ بجلی کا تار ہے۔ یہ سرخ رنگ کے گوگلس سے دیکھتا ہے اور ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے اس بجلی کے تار کو آف کردیتا ہے۔ وہ خاص ریموٹ کنٹرولر اس کے لباس کی ایک جیب میں ہے۔"

سونیا نے ہینگر میں لٹکے ہوئے لباس میں سے ریموٹ کنٹرولر نکال کر رکھ لیا۔

وہ بولا "تم لوگ باکمال ہو۔ سی آئی اے کے ایجنٹ بھی یہاں تک نہیں پہنچ پائے تم پہنچ گئے۔ میں سونیا کو پانچویں گولڈن برین بننے کی پیشکش کرتا ہوں۔"

سونیا نے کہا "مجھے یہودی بننے کا شوق نہیں ہے' اب ہمیشہ کی نیند سو جاؤ۔"

وہ عاجزی سے بولا "مجھے مار کر تمہیں کیا ملے گا؟"

"تم اپنی پالیسیوں کے مطابق دوسری قوموں کے اہم افراد کو قتل کرنے کے احکامات صادر کرتے رہے۔ ایک دن تمہیں بھی اسی انجام کو پہنچنا تھا اور وہ دن آگیا ہے۔"

میں نے اس کی سانس روک دی۔ وہ کئی منٹ تک سانس لینے کے لئے تڑپتا رہا پھر ٹھنڈا پڑ گیا۔ سونیا وہاں کی تمام اہم فائلوں کی مائیکرو فلم تیار کرچکی تھی۔ اس نے تمام ہیرے جواہرات اس کی لاش پر ڈال دئے پھر ہم بنگلے سے باہر آگئے۔

دوسرے گولڈن برین کو بھی اسی طرح تھپڑ مار کر اٹھایا گیا۔ وہ گھبرا کر بولا "کیا ہے؟ کون ہو تم لوگ؟ تت ۔۔۔ تم سونیا ہو؟"

سونیا اپنے اصلی روپ میں نہیں تھی لیکن گولڈن برینز پر اس کی ایسی دہشت طاری تھی کہ اپنے سامنے آنے والی کو پہچانے بغیر یقین سے کہہ دیتے تھے کہ سونیا ہی ان کی شہ رگ تک پہنچ سکتی ہے۔

وہ اس سے سوالات کرتی رہی۔ میں چور خیالات پڑھتا رہا۔ پھر اس کی الماری سے ریموٹ کنٹرولر نکال کر بولا "نیشنل لائبریری کے تہ خانے اور تیسری منزل پر جانے والی لفٹ کے سامنے نادیدہ بجلی کا تار ہے۔ اگرچہ ہمارے لئے ایک ہی ریموٹ کنٹرولر کافی ہے تاہم یہ چیزیں ہم دوسروں کے لئے یہاں نہیں چھوڑیں گے۔"

میں نے اسے جیب میں رکھ کر اس کی بھی سانس روک دی۔ بابا ڈوک کے متعلق وہ بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ سونیا دوسرے کمروں میں اہم فائلیں چیک کررہی تھی۔ ایک الماری سے اہم دستاویزات حاصل ہوئیں۔ اس نے انہیں اپنے بیگ میں رکھ لیا۔ وہاں سے ہم تیسرے کے پاس پہنچ گئے۔

وہ جاگ رہا تھا۔ ہمیں دیکھتے ہی اس نے بڑی رازداری سے میز کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو دبایا۔ ہم اس حرکت کو نہ دیکھ سکے۔ میں نے کہا "تم بھی یہی سوال کرو کہ ہم کون ہیں؟ پھر ہمارے بولنے سے پہلے سمجھ لوگے کہ یہ سونیا ہے۔"

وہ سہما ہوا تھا' گونگا بن گیا تھا۔ میں نے اس کے منہ پر ایک گھونسا رسید کیا۔ وہ کرسی سمیت الٹ گیا۔ پھر بھی کچھ نہ بولا۔ سونیا نے اس کی پٹائی کی پھر ایک ایسا داؤ آزمایا کہ وہ تکلیف کی شدت سے چیخنے لگا۔ "چھوڑ دو۔ فار گاڈ سیک مجھے چھوڑ دو۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ مگر دیر ہوچکی تھی۔ اس نے میز کے نیچے جو بٹن دبایا تھا اس کا تعلق ساتھ والے بنگلے سے تھا۔ بابا ڈوک اسی بنگلے میں تھا۔ اسے کہا گیا تھا' جیسے ہی خطرے کا الارم سنائی دے' ایک لمحہ ضائع کئے بغیر جس حلئے میں ہو اسی حال میں وہ جگہ چھوڑ دے۔ کسی دوسری پناہ گاہ میں چلا جائے۔

میں نے اس کے دماغ سے پوچھا "دوسری پناہ گاہ کہاں ہے؟"

جواب ملا "بابا ڈوک کو اپنے طور پر کوئی خفیہ پناہ گاہ رکھنے کی اجازت دی گئی تھی اور تاکید کی گئی تھی کہ اپنے باس گولڈن برین کو بھی اس جگہ کے متعلق کچھ نہ بتائے۔"

میں نے سونیا سے کہا "بابا ڈوک ساتھ والے بنگلے میں تھا۔ اسے خطرے کا الارم مل چکا ہے۔ وہ شاید وہاں سے فرار ہوگیا ہے تم ذرا دیکھ آؤ۔"

وہ دوڑتی ہوئی ادھر چلی گئی۔ گولڈن برین فرش پر سے اٹھنا چاہتا تھا میں نے اس کے سینے پر پیر رکھ کر پوچھا "بابا ڈوک تو بڑا طاقتور ہے۔ ہم سے مقابلہ کرسکتا ہے۔ پھر تم نے اسے بزدلوں کی طرح بھاگنا کیوں سکھایا ہے؟"

"میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی مرحلے پر تم لوگوں سے ٹکرائے۔ ہم نے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کردی ہے کہ اسے گوشہ نشین اور گمنام رہ کر صرف خیال خوانی کے ذریعے دشمنوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ کبھی کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی اپنی پناہ گاہ تک کسی کو آنے کا موقع دینا چاہئے۔"

"تم چاروں گولڈن برینز نے بھی برسوں تک خفیہ اڈے کو چھپائے رکھا۔ آج ہم پہنچ گئے۔ کل بابا ڈوک کی شہ رگ تک بھی پہنچ جائیں گے۔"

"میرے دل سے بددعا نکل رہی ہے کہ تم کل سے پہلے ہی مرجاؤ اور بابا ڈوک ہمارے ملک کی خدمت کرنے کے لئے ہمیشہ سلامت رہے۔"

"لو' تمہاری بددعا الٹ گئی ہے۔"

میں نے اس کی بھی سانس روک دی۔ دوسرے کمروں کی تلاشی لی۔ وہاں سے بھی مختلف اہم دستاویزات برآمد ہوئیں۔ میں نے انہیں رکھ لیا۔ سونیا نے آکر کہا "بنگلے میں کوئی نہیں ہے۔ اس کے کھلے ہوئے دروازے بتاتے ہیں کہ بابا ڈوک کسی دوسری پناہ گاہ کی طرف چلا گیا ہے۔"

میں نے کہا "ابھی اس کے مقدر میں کچھ سانسیں باقی ہیں۔ اس لئے بچتا پھر رہا ہے۔"

"اس کی الماری میں درجنوں میڈیکل رپورٹس تھیں جو میں نے اپنے بیگ میں رکھ لی ہیں۔"

"انشاءاللہ ہم ان کاغذ کے ٹکڑوں کے ذریعے بابا ڈوک تک پہنچیں گے۔"

اس کے بعد ہم چوتھے گولڈن برین کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر اس کے ہاتھ میں ٹرانسمٹر دیتے ہوئے بولا۔ "اعلیٰ حکام اور فوجی افسران سے کہو ایک بہت ہی ہاٹ میٹر پر گفتگو کرنا ہے۔ آدھے گھنٹے بعد سب ہی کو ٹی وی اسکرین کے سامنے رہنا چاہئے۔"

اس نے میرے حکم کے مطابق یہی کہہ دیا پھر ٹرانسمٹر آف کردیا۔ میں اسے بنگلے سے باہر لاکر کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سونیا ڈرائیو کرتی ہوئی نیشنل لائبریری کے پاس آئی۔ پھر تینوں کار سے اتر کر ایک دکان میں آئے۔ گولڈن برین اس دکان کا مالک تھا۔ وہ ہمیں ایک کمرے میں لے کر آیا۔ دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر ایک چور دروازے کو کھولا۔ ہم اس دروازے کے دوسری طرف آئے۔ سیڑھیوں سے اتر کر ایک سرنگ میں پہنچے۔

پھر اس سرنگ سے گزرتے ہوئے نیشنل لائبریری کے تہ خانے میں آگئے میں نے ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے نادیدہ بجلی کے تار کو آف کیا۔ تار کے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر ایک کمرے میں آگئے۔ وہاں ہم نے قدِ آدم آئینوں کے سامنے اپنا حلیہ تبدیل کیا۔ پھر گولڈن برین کے ساتھ لفٹ کے ذریعے تیسری منزل کے ہال میں پہنچ گئے۔

آدھا گھنٹا گزر چکا تھا۔ گولڈن برین نے کمپیوٹر اور ٹی وی کو ہینڈل کیا۔ بڑی سی اسکرین پر دوسری طرف بیٹھے ہوئے جنرل ٹائر' اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران نظر آنے لگے۔ وہ بھی اپنے ٹی وی اسکرین پر ہمیں دیکھ رہے تھے۔

جنرل ٹائر نے پوچھا "آج یہ تبدیلی کیسی ہے۔ تمہارے خفیہ اڈے میں ایک اجنبی اور ایک عورت نظر آرہی ہے؟"

سونیا نے کہا "جنرل ٹائر! کیا تم مجھے آواز سے پہچان سکتے ہو؟"

سونیا کی آواز تو ان یہودیوں کو خوابوں میں بھی چونکا دیتی تھی۔ پھر وہ سب اسے کیسے نہ پہچانتے؟ کتنے ہی حکّام اور افسران نے شدید حیرانی سے پوچھا "سس... سونیا! سونیا' تم؟"

میں نے کہا "ہاں' یہ وہی بلا ہے جو موت کی طرح ہڈیوں میں بھی گھس جاتی ہے۔ کیا میری آواز پہچان رہے ہو؟"

اب پہچاننے کے لئے کیا رہ گیا تھا۔ سب پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ خفیہ اڈا جہاں کوئی جادوگر نہیں پہنچ سکتا تھا' کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا جس کا سراغ نہیں لگا سکتا تھا اور جہاں سی آئی اے کی چیونٹیاں بھی نہیں پہنچ سکتی تھیں' وہاں ہم پہنچے ہوئے تھے۔ وہ جس اسکرین پر غیر معمولی ذہانت رکھنے والے گولڈن برینز کو دیکھا کرتے تھے' آج وہاں ہمیں دیکھ رہے تھے۔

سونیا نے پوچھا "کیا یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ گولڈن برینز نے میرے استاد محترم بابا فرید واسطی مرحوم کی صاحبزادی کو اغوا کر کے کتنی بڑی غلطی کی تھی۔ یہ محض غلطی نہیں تھی' انتہائی کمینگی تھی۔ اس کی سزا موت ہی ہو سکتی تھی۔ تین گولڈن برینز کو موت کی سزا مل چکی ہے۔ چوتھا تمہارے سامنے دم توڑے گا۔"

پھر وہ دم توڑنے لگا۔ فرش پر گر کر مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ وہ لوگ اسکرین کے سامنے دیدے پھیلائے دم بخود بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ ٹھنڈا پڑ گیا تو سونیا نے کہا۔ "تم سب کتنے مجبور اور بے بس ہو' اتنی سی بات معلوم نہیں کر سکتے کہ یہ اڈا کہاں ہے؟"

میں نے کہا "ویسے بہت جلد معلوم ہو جائے گا' جب یہ اڈا تباہ ہو رہا ہو گا تو یہاں ہونے والے دھماکے تمہارے کانوں تک پہنچتے رہیں گے۔"

سونیا بولی "گولڈن برینز اور خفیہ اڈے کی تباہی کے بعد تمہاری باری آئے گی۔ تم میں سے ہر وہ شخص مرے گا جو بابا ڈوک کو ہمارے حوالے نہیں کرے گا۔"

سب ایک ساتھ بولنے لگے۔ قسمیں کھانے لگے کہ وہ بابا ڈوک کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہیں۔ وہ گولڈن برینز کی نگرانی میں تھا۔ میں نے کہا "درست ہے۔ وہ جہاں چھپا ہوا تھا وہاں سے بھاگ کر کسی دوسری پناہ گاہ میں گیا ہے۔ تمہارے جاسوس اسے تلاش کر سکتے ہیں۔ یا وہ خود مجبور ہو کر اعلیٰ حکام اور فوجی افسران سے مدد طلب کرے گا۔"

سونیا نے کہا "ہم تمہیں چوبیس گھنٹوں کی مہلت دے رہے ہیں۔ تم سب اپنی اپنی جان کا صدقہ دو۔ صدقے میں بابا ڈوک ہمیں دو۔"

میں نے کہا "تمہاری سلامتی اسی میں ہے۔ چوبیس گھنٹے بہت ہوتے ہیں اور چوبیس گھنٹے کچھ نہیں ہوتے۔ اٹھو' بھاگو' اپنی زندگی کے لئے بھاگو...."

وہ سب اپنی اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑے ہو گئے اور وہاں سے یوں بھاگنے لگے جیسے پیچھے پیچھے چوبیس گھنٹے کا آخری لمحہ آرہا ہو۔

ٹی وی اسکرین بجھ گیا تھا۔ آخری گولڈن برین بھی موت کی نیند سو چکا تھا۔ میں اور سونیا اس خفیہ اڈے میں تنہا رہ گئے تھے۔ ہم نے ہر طرف گھوم کر وہاں کی ایک ایک چیز کو دیکھا۔ ...الماریوں کی درازوں میں جتنی فائلیں تھیں انہیں پڑھ کر دیکھا پھر ان میں سے تمام اہم کاغذات نکال کر بیگ میں رکھ لئے۔

گولڈن برینز نے حفاظتی انتظامات کے طور پر کچھ ہتھیار اور گولہ بارود رکھے تھے۔ ہم نے اس اڈے میں اور تہ خانے میں جگہ جگہ بارود بچھادی۔ اس کا تار تہ خانے کے داخلی دروازے تک لے گئے۔ پھر تار کے سرے کو آگ دکھا کر باہر آگئے۔ جب اپنی کار میں بیٹھ کر ذرا دور گئے تو پہلا دھماکا ہوا۔ اس علاقے میں بھگدڑ مچ گئی۔ نیشنل لائبریری کی تیسری منزل اور تہ خانے سے یکے بعد دیگرے دھماکے ہونے لگے۔ اب وہاں کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو معلوم ہو رہا ہو گا کہ وہ تہ خانہ یا خفیہ اڈا نیشنل لائبریری میں تھا' جہاں بیٹھ کر ان کے گولڈن برینز اپنی غیر انسانی پالیسیوں کے ذریعے دوسرے ممالک میں دھماکے کیا کرتے تھے۔ آج ان سے زیادہ تباہ کن دھماکے خود ان کے ہاں ہو رہے تھے۔

سونیا مجھ سے رخصت ہو کر جانے لگی۔ میں نے پوچھا "یہ تو بتا دو' کہاں رہتی ہو؟"

"خدانخواستہ کوئی مصیبت آئی تو میں اپنی رہائش گاہ سے تمہیں آواز دوں گی۔" وہ چلی گئی۔ میں نے اپنی رہائش گاہ کی طرف جاتے ہوئے خیال خوانی کے ذریعے کہا "تم نے لیلیٰ کو مجھ سے جدا کر کے مجھے دشمنوں کے لئے موت بنا دیا لیکن میرے حق میں اچھا نہیں کیا۔"

"اچھا کیا ہے۔ اس عمر میں بھی کھلونے کے لئے ضد کر رہے ہو۔ آدمی بنو آدمی۔"

"تمہارا بس چلے تو تم مجھے فرشتہ بنا دو۔"

"کیا لیلیٰ کے پاس جاؤ گے؟"

"جا سکتا ہوں' مجھے کون روکے گا؟"

"دیکھو' مجھ سے چیلنج کے انداز میں نہ بولا کرو ورنہ لیلیٰ تک پہنچنے نہیں دوں گی۔"

"ایک بار تم نے چیلنج پورا کیا۔ بڑی مکّاری سے لیلیٰ کو دور کر دیا۔ تم جانتی ہو' میں ایک ہی بار فریب کھاتا ہوں پھر ایسے معاملے میں محتاط ہو جاتا ہوں۔"

"کیا تم محتاط ہو؟ اور میری مرضی کے بغیر لیلیٰ تک پہنچ پاؤ گے؟"

"تم کیا' تمہاری مرضی کیا۔ میں اس ملک سے نکلا تو سیدھا لیلیٰ کے پاس پہنچوں گا۔ آزمائش شرط ہے۔"

"تو پھر مجنوں کب پہنچ رہا ہے؟"

اس کے لہجے میں بڑا طنز تھا۔ میں تلملا گیا۔ "دیکھو سونیا! مجھے تاؤ نہ دلاؤ' میں آج ہی کسی فلائٹ سے جا سکتا ہوں۔"

"مگر نہیں جا رہے ہو؟"

"تمہاری خاطر لیلیٰ کی جدائی برداشت کر رہا ہوں۔ تم یہاں دشمنوں میں تنہا رہ جاؤ گی۔"

"میں تقریباً بائیس برس سے تنہا ہوں۔ مرد بچھڑ کر بھول جاتا ہے۔ عورت ایک ایک برس اور ایک ایک دن کا حساب رکھتی ہے۔"

میں نے شرمندگی سے پوچھا "طعنے دے رہی ہو؟"

"نہیں بس ایک بات تھی زبان پر آگئی۔ اب نہیں آئے گی۔"

"یاد کرو۔ تم نے خود علیحدگی اختیار کی تھی۔ بابا فرید واسطی مرحوم کے سائے میں جانے کے بعد انسانی خواہشات کے راستوں کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا تھا۔"

"کیا پارسائی اور ایمان کے راستوں پر چلنے والی عورت ازدواجی زندگی نہیں گزارتی؟"

گزارتی ہے۔ بابا فرید واسطی اور دیگر اولیائے کرام نے بھی ازدواجی زندگیاں گزاری ہیں۔ سونیا کے ساتھ میں مخلص ہوتا تو وہ بھی میرے ساتھ ایسی زندگی گزار سکتی تھی۔ میں اسے کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔

وہ بولی "میں انسان ہوں' مجھے بھی غصہ آتا ہے۔ میں بھی انتقام لے سکتی ہوں۔ تم نے میری توہین کی ہے اور میں تم سے انتقام لے رہی ہوں۔"

میں رہائش گاہ میں پہنچ گیا تھا۔ بستر پر بیٹھتے ہوئے میں نے حیرانی سے پوچھا "تم... تم مجھ سے انتقام لے رہی ہو؟"

"ہاں! جب میں نے دیکھا کہ تم بری طرح لیلیٰ کے دیوانے ہو گئے ہو۔ اس کے بغیر رہنا نہیں چاہتے تو میں توہین کے احساس سے جلنے لگی۔ مجھ میں کیا کمی تھی کہ تم نے اس طرح کبھی ٹوٹ کر پیار نہیں کیا۔ اُسے تم سے دور کر کے مجھے کسی حد تک قرار آیا ہے۔"

"کیوں بکواس کرتی ہو۔ تم نے میری ذہانت کو چکانے کے لئے ایسا کیا ہے۔"

"بیشک میں چاہتی تھی کہ تمہارے اندر کا سویا ہوا فرہاد بیدار ہو جائے اور میرے اندر کی بھڑکتی ہوئی آگ بھی ذرا سرد پڑ جائے۔"

"دیکھو سونیا! اتنی سنجیدگی سے جھوٹ نہ بولو۔"

"یہ جھوٹ ہوتا تو میں تمہیں لیلیٰ کا پتا بتا دیتی کیونکہ تم ایک بڑا کارنامہ انجام دے چکے ہو۔ میں نے سوئے ہوئے فرہاد کو بیدار کر دیا ہے۔ انعام میں تمہیں لیلیٰ ملنی چاہئے لیکن نہیں ملے گی۔"

میں خاموش ہو کر سوچنے لگا۔ آخر یہ کیا نیا چکر چلا رہی ہے۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ وہ سوکن کی طرح جلنا کڑھنا اور انتقام لینا شروع کر دے۔ وہ کبھی ایسے مزاج کی حامل نہیں رہی۔ وہ صرف مجھے نہیں لیلیٰ کو بھی چاہتی تھی۔ پتا نہیں کس مقصد کے تحت ایسی بکواس کر رہی تھی۔

میں نے پوچھا "تمہارا ارادہ کیا ہے؟"

"میں پہلے ارادہ بتا دیتی تو تم ایسی برق رفتاری سے چاروں

گولڈن برینز کو جہنم میں نہ پہنچاتے۔ تم سے یہ کام نکالنے کے بعد ہی ارادہ بتا رہی ہوں کہ مجھے تمہاری دیوانگی طیش دلاتی ہے۔ اپنی توہین کا احساس ہوتا ہے اس لئے میں لیلیٰ کو کچھ عرصے تک تم سے ملنے نہیں دوں گی۔"

"گویا چیلنج کر رہی ہو کہ میں اس سے مل کر دکھاؤں؟"

"مجھے ایسے چیلنج سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں ایک بات جانتی ہوں، یہ جدائی مجھے راحت پہنچا رہی ہے۔ جب تک راحت ملتی رہے گی، لیلیٰ تمہیں نہیں ملے گی۔"

"ایک بات اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ تم اس انداز میں مجھے بھڑکا رہی ہو تاکہ میں لیلیٰ کی تلاش میں یہاں سے چلا جاؤں۔"

"تمہارے جانے سے مجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ کچھ نہیں۔ ...البتہ یہاں رہو گے تو ہم ایک دوسرے کے تعاون سے جلد ہی پاپا ڈوک تک پہنچ جائیں گے۔"

"تم پاپا ڈوک کو تنہا قتل کرنا چاہتی ہو اس لئے مجھے بھگا رہی ہو۔"

"جب تم نے وعدہ کر لیا ہے کہ میں ہی اسے قتل کروں گی اور تم اس معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے تو پھر میں تمہیں کیوں بھگانا چاہوں گی۔ کیا تم پھر عقل سے پیدل ہو رہے ہو؟"

میں الجھ کر رہ گیا۔ وہ خطرناک بلا سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ واقعی اسے یہاں میرے تعاون کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہئے تھی کہ جس سے میں بھڑک کر لیلیٰ کی تلاش میں پیرس چلا جاؤں۔ میں نے جھنجلا کر کہا "میں ساری رات جاگتا رہا ہوں، کیا تم سکون سے مجھے سونے نہیں دو گی؟"

"نیند کے لئے سکون ضروری نہیں ہے، وہ سولی پر بھی آجاتی ہے۔ اگر لیلیٰ کے دور ہو جانے سے مجھے راحت مل رہی ہے تو تمہارا کیا بگڑتا ہے۔"

"سونیا! تم سے خدا سمجھے گا اور میں نیند پوری کرنے کے بعد سمجھوں گا۔ تمہاری ایسی کی تیسی۔"

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر لباس تبدیل کیا۔ بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کیں۔ دماغ کو ہدایات دیں پھر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

دو گروہوں میں سے ایک گروہ تباہی و بربادی کا سامنا کرتا رہے تو دوسرا گروہ آرام سے سوتا رہتا ہے۔ میں اور سونیا سو رہے تھے۔ اعلیٰ حکام اور جنرل ٹائز وغیرہ کی رات کی نیندیں اور دن کا سکون چھن گیا تھا۔ وہاں جتنے ممالک کے سفیر اور نمائندے تھے وہ پوچھ رہے تھے کہ نیشنل لائبریری کی تیسری منزل اور تہ خانہ کیسے تباہ ہوا؟ کس نے یہ تخریب کاری کی ہے؟

پھر انجینئر جوائے رومیرو کی بیوی مردہ پائی گئی۔ تین مختلف بنگلوں سے تین گولڈن برینز کی لاشیں ملیں۔ کوئی انہیں گولڈن برینز کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا لیکن ان کے کمروں میں پائی جانے والی فائلوں اور دوسری اہم چیزوں سے سراغ ملا کہ وہ مملکتِ اسرائیل کا سنہرا دماغ تھے جو اب نہیں رہے تھے اور آئندہ گولڈن برینز بن کر آنے والوں کا وہ پُراسرار اڈا بھی تباہ ہو گیا تھا بلکہ لوگوں کی نظروں میں آگیا تھا۔

وہاں کے یہودی اکابرین ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے ساری دنیا کو بتا رہے تھے کہ سونیا اور اس کے ایک ساتھی برائن وولف نے وہاں تباہی مچا رکھی ہے۔ ان کے چاروں گولڈن برینز کو ہلاک کر دیا ہے اور وہ خفیہ اڈا بھی انہوں نے ہی تباہ کیا ہے۔ باقی حکام اور فوجی افسران کو دھمکی دی ہے کہ اگر انہوں نے اپنے ایک خیال خوانی کرنے والے کو چوبیس گھنٹے کے اندر پیش نہیں کیا تو وہ بھی ایک ایک کر کے مارے جائیں گے۔

بین الاقوامی نشریاتی رابطہ قائم کرانے والی کمپنی کے ایک نمائندے نے سوال کیا "سونیا اس ملک سے کیوں دشمنی کر رہی ہے؟"

جواب دیا گیا "یہ بات صاف سمجھ میں آتی ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کی طرح ہم یہودیوں سے دشمنی کرنا اپنا فرض اور ایمان سمجھتی ہے۔"

پھر سوال کیا گیا "تمام مذاہب کے لوگ ایک دوسرے سے خود کو برتر سمجھتے ہیں۔ یہ برتری جھگڑے کا سبب بنتی ہے مگر ایسی شدید اور دلیرانہ دشمنی دیکھنے میں نہیں آئی کہ ایک عورت تمہارے ملک میں تنہا تباہیاں مچا رہی ہے اور دوسرے حکام کو بھی قتل کی دھمکی دے رہی ہے۔ اس کے پیچھے کچھ اور وجوہات ہوں گی؟"

جواب دیا گیا۔ "دشمنی کسی نہ کسی وجہ سے جاری رہتی ہے۔ بہت عرصہ پہلے انہوں نے ہماری ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اغوا کیا۔ چند ماہ پہلے ہم نے بھی جوابی کارروائی کی۔ بابا فر... واسطی مرحوم کی بیٹی کو اٹھا کر یہاں لے آئے۔ کیا ایک عورت اغوا کرنے کی اتنی بڑی سزا ہوتی ہے کہ اس خطرناک بلا نے تم... گولڈن برینز کو مار ڈالا۔ آئندہ چوبیس گھنٹے کے بعد مزید قتل و غارت گری کی دھمکیاں دے رہی ہے۔"

"کیا آپ لوگ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ذر... سونیا کے خلاف جوابی کارروائی نہیں کر سکتے؟"

"ماضی میں کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ اس بار ہم محتاط ہیں۔ اپنے ٹیلی پیتھی جا... والے کو کبھی منظرِ عام پر نہیں لائیں گے۔ وہ ایک محفوظ پناہ میں رہ کر کسی حد تک ہمارے کام آتا رہے گا اور فرہاد کی پو... فیملی کے افراد کی اسٹڈی کرتا رہے گا۔ ان کے طریقۂ کار کو ا... طرح سمجھتا رہے گا۔ ان کے طریقۂ کار سے اپنے بچاؤ کے طر... سیکھتا رہے گا۔"

"پھر تو وہ طویل عرصہ تک گویا ٹریننگ حاصل کرتا رہے گا۔ لیکن ابھی سونیا سر پر مسلط ہے۔ اس سے نمٹنے کے لئے اور اپنے حکام کو ہلاکت سے بچانے کے سلسلے میں آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"سونیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے جتنے حکام اور فوجی افسران کے دماغوں میں اب تک آچکے ہیں ہم نے ان تمام عہدیداروں کو اُن کے عہدوں سے ہٹا دیا ہے۔ انہیں تل ابیب سے دور ایک چھوٹی سی آبادی میں بھیج دیا ہے۔ عارضی طور پر ایسے حکام اور فوجی افسران کے ہاتھوں میں حکومت سونپ دی ہے جو یوگا کے ماہر ہیں۔ فوج کے سپاہی ان چند افسران کے سوا کسی بھی افسر کے حکم کی تعمیل نہیں کریں گے۔ اس طرح دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے فوجیوں کے دماغوں میں جا کر ہماری فوج کو ہمارے ہی خلاف استعمال نہیں کر سکیں گے۔"

سوال کیا گیا "آپ نے بڑی حد تک معقول انتظام کیا ہے۔ کیا اس کے علاوہ بھی احتیاطی اقدامات کئے ہیں؟"

"جی ہاں، لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ ہم نے سپر ماسٹر سے امداد طلب کی ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے سامنے ڈھال بن کر سونیا کو منہ توڑ جواب دیں گے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لئے اتنی مشکلات پیدا کر دیں گے کہ انہیں اس ملک سے بھاگنا ہی پڑے گا یا اپنا آخری انجام دیکھنا پڑے گا۔"

"تلوار کے مقابل تلوار، توپ کے مقابل توپ اور ٹیلی پیتھی کے مقابل ٹیلی پیتھی، واقعی لوہے کو لوہے سے ہی کاٹنا چاہئے۔ لیکن آپ کا ایک نقصان ہے۔ سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نئے عہدیداروں کے دماغوں میں آتے جاتے مملکتِ اسرائیل کے بہت سے اہم راز جان لیں گے۔"

"ہمارے موجودہ عہدیدار یوگا کے ماہر ہیں۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، ان کے دماغوں میں براہِ راست نہیں جاسکے گا بلکہ عہدیداروں کے پرسنل سیکریٹری سے دماغی رابطہ رکھے گا۔ ویسے بھی امریکا ہمارا سب سے مخلص دوست اور سرپرست ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے تھوڑا نقصان پہنچا تو ہم اسے برداشت کر لیں گے لیکن سونیا کو برداشت نہیں کریں گے۔ اس نے چوبیس گھنٹے کی مہلت دی تھی۔ ان چوبیس گھنٹوں میں ہم اس کے قدم یہاں سے اکھاڑ دیں گے۔ ہمارے ٹھوس انتظامات کے پیشِ نظر وہ شاید زندہ یہاں سے نہ جاسکے۔"

تمام چھوٹے بڑے ممالک کے اکابرین ٹی وی کے سامنے بیٹھے وہ انٹرویو دیکھ رہے تھے اور سن رہے تھے۔ پھر اسکرین پر ٹی وی کے نمائندے نے کہا "اب آپ واشنگٹن میں سپر ماسٹر سے ہونے والی گفتگو سنیں۔"

اسکرین پر نیا سپر ماسٹر نظر آیا۔ نمائندے نے سوال کیا۔ "کچھ عرصہ پہلے سونیا نے آپ کے ملک میں بھی کافی ہنگامے کئے تھے۔ آپ کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا۔ آپ کی سی آئی اے، آپ کی پولیس اور آپ کی فوج اسے گرفتار نہ کر سکی۔ پھر آپ اسی سونیا کے خلاف اسرائیل کی مدد کیسے کریں گے؟"

سپر ماسٹر نے جواب دیا "جو چور اپنے گھر میں نہیں پکڑا جاتا، وہ کہیں دوسرے گھر میں ضرور پکڑا جاتا ہے۔ کوششیں جاری رہنا چاہئیں۔"

"آپ کس طرح سونیا کا سراغ لگائیں گے؟"

اس نے کہا "امریکا بہت بڑا ملک ہے۔ وہاں سونیا کو دور تک چھپنے کی جگہ ملتی رہی۔ اسرائیل ایک بہت ہی چھوٹا سا ملک ہے یہاں اس کے لئے چھپنے کی زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ وہ بہت جلد نظروں میں آجائے گی۔"

"کیا اس طرح آپ فرہاد کی پوری فیملی کو دشمنی کی دعوت نہیں دے رہے ہیں؟"

"وہ دشمن کب نہیں تھے۔ جب تک فرہاد زندہ تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ امریکا سے دشمنی کرنے کے لئے ہی پیدا ہوا ہو۔ اس کی اولاد بھی اسی کے نقشِ قدم پر چل رہی ہے۔ سونیا نے خواہ مخواہ ہماری ٹرانسفارمر مشینوں کی مخالفت کی۔ ان مشینوں کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ہمارے بیشتر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا اور کئی خیال خوانی کرنے والے افراد کو کسی جواز کے بغیر مار ڈالا۔"

"وہ اپنے طور پر کوئی جواز پیش کرتی ہوگی۔"

"وہ حاسد ہے۔ صرف بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو برداشت کرتی ہے۔ اتنا خطرناک ہتھیار کسی اور کے پاس دیکھنا نہیں چاہتی۔"

"کیا آپ نے سفارتی سطح پر حکومتِ فرانس سے سونیا کی شکایت کی ہے؟"

"فرانس کی حکومت یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ سونیا نے ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کو اغوا کر کے فرانس کے کسی شہر میں چھپایا ہے۔"

اسکرین پر ٹی وی کے نمائندے نے کہا "آیئے ناظرین! ہم فرانس کے ایک حاکم سے آپ کی ملاقات کراتے ہیں۔"

پھر پیرس کا ایفل ٹاور نظر آیا۔ اس کے بعد ایک دفتری کمرے میں ایک شخص کا تعارف کرایا کہ وہ حاکمِ اعلیٰ ہے۔ اس سے سوال کیا گیا "یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ آپ کی حکومت فرہاد کی فیملی کی سرپرست ہے جسے اس ملک میں بے حد و بے حساب اختیارات حاصل ہیں۔"

حاکم نے جواب دیا۔ "فرہاد کی فیملی سے ہمارے گہرے تعلقات ہیں۔ یہ تعلقات بابا صاحب کے ادارے کے ذریعے قائم ہوئے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ ہم نے انہیں اختیارات دیئے ہیں۔

اختیارات دراصل بابا صاحب کے ادارے کو حاصل ہیں۔"
"کیا یہ غلط ہے کہ سپر ماسٹر کے کئی خیال خوانی کرنے والوں کو اغوا کر کے فرانس میں کہیں چھپایا گیا ہے؟"
"کوئی بھی ملک کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے دشمنی نہیں کرتا کیونکہ دشمنی کے نتیجے میں ناقابلِ تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ پھر ہم سپر ماسٹر کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو کیسے اغوا کر سکتے ہیں؟"
"آپ کی حکومت نے براہِ راست ایسا نہیں کیا۔ سونیا اور علی تیمور نے کیا ہے؟"
"تو پھر اس سلسلے میں آپ ان سے گفتگو کریں۔"
"اسرائیل کے گولڈن برینز سے کئی بڑے ممالک کو نقصان پہنچتا تھا۔ آپ کا ملک بھی ان سے نقصان اٹھاتا رہا۔ سونیا نے آپ لوگوں کو ان سے نجات دلادی۔ کوئی آج تک ان کی صورت نہ دیکھ سکا' ان کی اصل آواز نہ سن سکا۔ سونیا ان کی شہ رگ تک پہنچ گئی۔ آپ اس سلسلے میں کچھ کہیں گے؟"
"میں حیران ہوں کہ سونیا ان کی شہ رگ تک کیسے پہنچ گئی جبکہ گولڈن برینز اسرائیل میں تھے اور سونیا یہاں پیرس میں ہے۔"
حیرانی سے پوچھا گیا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سونیا پیرس میں ہے؟"
"جی ہاں' یہ ہمیں بدنام کرنے کی سازش ہے۔ اسرائیل کے یہودی اکابرین اور سپر ماسٹر دنیا والوں کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ہم سونیا کے ذریعے انہیں نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ان کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے آپ سونیا سے یہاں ملاقات کر سکتے ہیں۔"
"ہم اپنے بین الاقوامی نشریاتی رابطے کے ذریعے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرتے ہیں۔ ہم یہاں سے سونیا کو دنیا والوں کے سامنے ضرور پیش کریں گے۔"
اس کے بعد نمائندے نے ایک مختصر سی تقریر گولڈن برینز کے سلسلے میں کی پھر اسکرین پر سونیا نظر آئی۔ اس کے علاوہ ایک اور شخص تھا۔ نمائندے نے بتایا وہ شخص سپر ماسٹر کا ایک خاص ماتحت ہے۔
نمائندے نے پوچھا "مادام سونیا! آپ کب سے پیرس میں ہیں؟"
"تقریباً بائیس برس سے۔"
"کیا آپ اسرائیل گئی تھیں؟"
"کوئی چھ برس پہلے گئی تھی۔"
"آپ پر الزام ہے کہ پچھلی رات تل ابیب میں تھیں۔ آپ نے چار گولڈن برینز کو ہلاک کیا اور ان کے خفیہ اڈے کو بھی تباہ کر دیا۔ وہاں کے حکام کو وارننگ دی ہے کہ انہوں نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پاپا ڈوک کو آپ کے سامنے پیش نہ کیا تو آپ وہاں کے حکام اور فوجی افسران کو ہلاک کر دیں گی۔"
"پھر تو انہیں ہلاک کرنے کے لئے مجھے تل ابیب میں ہونا چاہئے تھا جبکہ دنیا اس بین الاقوامی نشریاتی رابطہ کے ذریعے مجھے پیرس میں دیکھ رہی ہے۔"
"یہ حیرانی کی بات ہے۔"
"کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔ جب میں پیرس میں ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ اسرائیلی حکام سپر ماسٹر کے ساتھ مل کر مجھے اور حکومتِ فرانس کو بدنام کر رہے ہیں۔"
"تو پھر وہاں اتنی تباہی کس نے مچائی؟"
"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی۔ ایک اندازے سے کہہ سکتی ہوں کہ فلسطینی مجاہدین نے تل ابیب میں انتقامی کارروائی کی ہے۔ ابھی مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ خفیہ اڈا وہاں کی نیشنل لائبریری میں تھا۔ اب پتا نہیں ان مجاہدین نے اسے خفیہ اڈا سمجھ کر تباہ کیا ہے یا محض ایک بڑی لائبریری کو تباہ کر کے اپنے مطالبات منوانا چاہتے تھے۔"
نمائندے نے کہا "وہ مجاہدین گولڈن برینز کو پہچان گئے تھے۔ اسی وجہ سے انہیں ایک ہی رات میں قتل کر ڈالا۔"
"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ قتل ہونے والے گولڈن برینز تھے۔ کیا اسرائیلی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران حلفیہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ گولڈن برینز کو پہلے سے جانتے تھے اور اب ان کی لاشوں کو پہچان رہے ہیں؟"
"اگر وہ یہودی اکابرین انہیں پہلے سے جانتے ہوں تو تصدیق ہو جائے گی۔"
"ہرگز نہیں۔ ہمارے اور سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان یہودی اکابرین کے دماغوں میں جاتے رہے ہیں۔ اگر وہ گولڈن برینز کو پہچانتے تو کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے چور خیالات پڑھ کر بہت عرصہ پہلے ہی انہیں بے نقاب کر دیتا یا قتل کر دیتا۔"
"آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ وہ قتل ہونے والے گولڈن برینز نہیں ہیں؟"
"جی ہاں' یہودی اکابرین اور سپر ماسٹر نے ہمیں بدنام کرنے کے لئے بہت کھوکھلا منصوبہ بنایا ہے۔ آپ کچھ عرصہ بعد سنیں گے کہ نئے گولڈن برینز نے سابقہ گولڈن برینز کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔ جبکہ وہ نئے نہیں ہوں گے۔ وہی پرانے ہوں گے جو کبھی قتل نہیں کئے گئے۔"
"آپ کے دلائل میں وزن ہے۔ میں سپر ماسٹر کے خاص ماتحت سے سوال کرتا ہوں۔ کیا آپ یہاں مادام سونیا کی موجودگی تسلیم کرتے ہیں؟"
ماتحت نے کہا "میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ کچھ عرصہ پہلے

سونیا کی ایک ہم شکل نیویارک آئی تھی۔ اسے سونیا ثانی کا نام دیا گیا تھا۔"
دراصل وہ سونیا ثانی ہی تھی۔ وہ مسکرا کر بولی "آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ آپ نے میرے لئے خفیہ اینٹی میک اپ کیمرے نصب کئے تھے۔ ان کیمروں سے ثابت ہوا کہ وہ ہم شکل وہرے میک اپ میں تھی۔ میک اپ کی تہ میں اصل سونیا کا چہرہ تھا۔ کیا یہ ثابت ہو گیا تھا؟"
ماتحت نے تسلیم کیا "جی ہاں' ثابت ہو گیا تھا۔"
"پھر تو میں ہی نیویارک میں تھی سونیا ثانی نہیں تھی۔ دنیا ہمیں اسکرین پر دیکھ رہی ہے۔ آپ آئیں' میرے چہرے اور بدن کا معائنہ کریں۔ ماسک میک اپ ہو گا تو چھپا نہیں رہے گا۔ اینٹی میک اپ کیمرا بھی لے آئیں۔"
اسکرین پر سونیا ثانی کا معائنہ کرتے ہوئے دکھایا گیا۔ اینٹی میک اپ کیمرے کے ذریعے بھی اسے دیکھا گیا۔ وہ سو فیصد سونیا ثابت ہو رہی تھی۔ ماتحت نے کہا "ہو سکتا ہے' پلاسٹک سرجری کے ذریعے مادام سونیا کی یہ ڈمی بنائی گئی ہو۔"
"میں نے ثابت کر دیا کہ سونیا ہوں۔ تم ثابت کر دو کہ میں ڈمی ہوں۔"
وہ یا اس کے بڑے ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ بڑے ممالک کے سربراہوں کے انٹرویو جاری تھے۔ پھر اسرائیلی فوج کے جنرل ٹائز کو اسکرین پر دکھایا گیا۔ نمائندے نے کہا "ابھی آپ نے سونیا کو پیرس میں دیکھا ہے۔ کیا اب بھی آپ کی حکومت اس الزام پر قائم رہے گی کہ سونیا نے پچھلی رات تخریب کاری کی تھی؟"
جنرل ٹائز نے کہا "سونیا زبردست مکار ہے۔ کبھی حل نہ ہونے والا ایک معمّا ہے۔ چھلاوہ ہے۔ پلک جھپکتے ہی ادھر سے ادھر ہو جاتی ہے۔ میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ پچھلی رات سونیا تل ابیب میں تھی۔ اس نے تخریب کاری کی۔ پھر صبح ہونے تک خفیہ ذرائع سے پیرس پہنچ گئی۔"
"یہ کیسے ممکن ہے؟ کیا اسرائیل کی سرحدیں اتنی کمزور ہیں کہ وہ جب چاہے آتی جاتی رہتی ہے؟"
"فرہاد کی فیملی کے ہر ممبر کے لئے ہر ملک کی سرحدیں کمزور ہیں۔ یہ لوگ امریکا اور روس میں گھس آتے ہیں اور جب چاہتے ہیں نکل جاتے ہیں۔ ہمارا ملک تو بہت چھوٹا ہے۔"
"پھر بھی مادام سونیا نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ آپ کے ملک میں نہیں ہیں۔ آپ دوسرے پہلو پر غور کریں۔ کوئی دوسرا گروہ تخریب کاری کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اس گروہ کی کسی عورت نے سونیا کا نام استعمال کیا ہو گا۔"
"ہرگز نہیں۔ اتنا بڑا نقصان وہی ایک عورت پہنچا سکتی ہے۔"

"ہم نے بابا صاحب کے ادارے کے ایک اعلیٰ عہدیدار سے گفتگو کی ہے۔ اس عہدیدار کا بیان ہے کہ پچھلے کئی ماہ سے اسرائیل میں سی آئی اے کے ایجنٹ سرگرمِ عمل ہیں۔ سی آئی اے کی ایک بدنامِ زمانہ ایجنٹ جوسی داویلا تل ابیب میں موجود ہے۔ اگر اسرائیلی حکام اپنی آنکھوں پر سے امریکی امداد کی پٹی ہٹا کر دیکھیں تو انہیں گولڈن برینز کی موت اور خفیہ اڈے کی تباہی میں جوسی داویلا کی مکاریاں نظر آئیں گی۔ سپر ماسٹر ایک طرف اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسرائیل کی مدد کے لئے بھیج رہا ہے۔ دوسری طرف اس کی سی آئی اے نے گولڈن برینز کو قتل کر کے اسرائیل کی داخلہ اور خارجہ پالیسیوں کی پُراسراریت ختم کر دی ہے۔"
"میں نہیں مانتا' امریکا ہمارا باپ ہے۔ اس نے ہمارے ملک کو پیدا کیا ہے۔ یہودی قوم کو ایک نئی زندگی اور نئی طاقت دی ہے۔ وہ کبھی ہماری تباہی نہیں چاہے گا۔ بابا صاحب کے ادارے والے ہمیں آپس میں لڑانے کے لئے ایسا بیان دے رہے ہیں۔"
سلمان واسطی ٹی وی کے سامنے بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا۔ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے نمائندے کے دماغ میں جگہ بنائی۔ پھر اس کی زبان سے کہا۔ "کیا آپ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ جوسی داویلا جس ملک میں جاتی ہے وہاں کے بنیادی راز معلوم کر کے اس ملک کو کمزور بنا دیتی ہے۔"
"میں مانتا ہوں' سی آئی اے ایجنٹ جوسی داویلا نہایت خطرناک عورت ہے۔ بڑے بڑے ممالک اسے اپنی سرحد میں

داخل ہونے نہیں دیتے۔ ہم نے بھی سپر ماسٹر سے کہا ہے کہ اس عورت کو ہمارے ملک میں نہیں آنا چاہئے۔"

"اس کے باوجود وہ تل ابیب میں موجود ہے۔"

"یہ نہیں ہوسکتا۔ سپر ماسٹر اپنے وعدے کا پابند ہے۔"

"وہ وعدہ ہی کیا جسے امریکا وفا کرے۔ آپ جوسی وادیلا کو اسی شہر میں گرفتار کرسکتے ہیں۔"

"آپ بین الاقوامی نشریاتی ادارے کے ایک نمائندے ہیں۔ آپ یہ انٹرویو کررہے ہیں یا جاسوسی فرمارہے ہیں۔"

"اس وقت میں نمائندہ نہیں ہوں۔ سلمان واسطی میری زبان سے بول رہا ہے۔"

کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موجودگی ظاہر ہوتے ہی اسکرین بجھ گیا۔ پھر دوسرے پروگرام نظر آنے لگے۔ ادھر جنرل ٹائر ٹی وی کے نمائندے سے پوچھ رہا تھا "کیا واقعی مسٹر سلمان موجود ہیں؟"

سلمان نے جنرل کے دماغ میں آکر کہا "اب میں تمہارے پاس ہوں اور تمہیں جوسی وادیلا تک پہنچا سکتا ہوں۔"

"اگر وہ عورت یہاں ہے تو ہم سپر ماسٹر سے سخت احتجاج کریں گے۔"

"صرف احتجاج کروگے اسے گرفتار نہیں کروگے؟"

"ضرور گرفتار کروں گا۔"

"کیا بین الاقوامی رابطے کے ذریعے دنیا والوں کو نہیں بتاؤ گے کہ سپر ماسٹر کس طرح دہری چال چل رہا ہے۔ جوسی کے ساتھ ایک خیال خوانی کرنے والا بھی ہے۔ دونوں نے مل کر گولڈن برنیز کو ہلاک کیا ہے۔ اور مسز سونیا کو بدنام کیا جارہا ہے۔"

"مسٹر سلمان! جوسی وادیلا کی موجودگی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ گولڈن برنیز کی قاتل ہے۔ البتہ اس کی موجودگی قابل اعتراض ہے۔ ہم سپر ماسٹر سے شکایت کریں گے۔"

"اگر جوسی وادیلا کو اسکرین پر لاکر دنیا والوں کے سامنے پیش کروگے اور سپر ماسٹر کی دہری چال کا انکشاف کروگے تو میں ابھی اس عورت کو گرفتار کرادوں گا ورنہ وہ بدستور روپوش رہے گی، تم لوگ کبھی اسے پا نہ سکوگے اور وہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ساتھ اندر ہی اندر تمہیں کھوکھلا کرتی رہے گی۔"

"ہم اس عورت کو اس ملک میں برداشت نہیں کریں گے۔ پلیز اس کی نشاندہی کرو۔"

"کیوں کروں؟ ہمارا کیا فائدہ ہے؟ تم مسز سونیا پر جس طرح الزام لگا رہے تھے اسی طرح سپر ماسٹر پر کھلے عام الزام لگاؤ۔"

"پلیز، سمجھنے کی کوشش کرو۔ سیاسی حکمت عملی یہ ہے کہ جسے ہم دوست کہتے ہیں اسے کھل کر الزام نہ دیں بلکہ درپردہ دشمنی کا جواب دشمنی سے دیں۔ جس طرح امریکا ہر پہلو سے ہماری مدد کرتا ہے مگر اپنے لئے ہمیں سیاسی طور پر کمزور رکھتا ہے اور ہمیں خبر نہیں ہونے دیتا۔ اسی طرح ہم خبر نہیں ہونے دیں گے اور جوسی وادیلا کو قتل کردیں گے۔"

"کیا امریکی سی آئی اے اس کے قتل کا حساب نہیں لے گی۔"

"حساب لے گی تو ہم کہیں گے، ہمیں کیا معلوم تھا کہ قتل ہونے والی جوسی وادیلا تھی۔ چونکہ اس کا داخلہ ممنوع تھا اس لئے کبھی یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ وہ ہمارے ہاتھوں قتل ہو رہی ہے۔"

"چلو یہی سہی، میں تمہارے جاسوس کو اس عورت تک پہنچادوں گا۔ جاسوس سے کہو اپنے ساتھ ایک مضبوط ٹیم لے جائے۔ وہ عورت زبردست ہے۔ ڈاج دے کر نکل جائے گی۔"

سلمان دو روز پہلے ڈی بورین کے دماغ میں گیا تھا تاکہ مقررہ وقت کے مطابق تنویمی عمل کی تجدید کرکے اسے بدستور معمول بنائے رکھے۔ ایسے وقت معلوم ہوا کہ وہ جوسی وادیلا کے ساتھ تل ابیب میں ہے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ جوسی گولڈن برنیز تک پہنچنے کی جدوجہد میں مصروف ہے مگر ابھی اسے کوئی راستہ نہیں مل رہا ہے۔

سلمان دوسری بار ڈی بورین کے دماغ میں پہنچا تو پتا چلا جوسی نے گولڈن برنیز تک پہنچنے کا راستہ ڈھونڈ لیا تھا۔ انجینئر جوائے رومیرو کی بیوی کے پاس بورین کو بھیجا تاکہ وہ انجینئر کی تصویریں دیکھ کر، تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دماغ میں جائے اور معلوم کرے کہ اس نے خفیہ اڈا کہاں تعمیر کیا تھا؟

اس سے پہلے کہ ڈی بورین تصویر کی آنکھوں میں جھانکتا، سونیا وہ تصویریں چھین کر لے گئی تھی۔ جوسی نے ناراض ہوکر بورین سے پوچھا "وہ کون تھی جو تصویریں لے گئی؟ اور تم ایک عورت سے کیسے مار کھاگئے؟"

صرف بورین زخمی نہیں تھا، جوسی کی پیشانی سے بھی لہو بہہ رہا تھا۔ سینے میں تکلیف ہو رہی تھی۔ بورین نے پوچھا۔ "تم تو بہت چالاک سمجھی جاتی ہو پھر تم کیسے مار کھاگئیں؟"

"میں دھوکا کھاگئی۔ وہ بدحواسی میں دوڑتی ہوئی آئی تھی۔ میں اپنی کار کے پاس تھی۔ اس نے گھبرا کر کہا 'یہ اہم تصویریں لے کر بھاگو۔ بورین بنگلے کے اندر دشمنوں سے نمٹ رہا ہے۔' میری نظروں میں تصویریں اہم تھیں۔ میں نے سوچا تم تصویر کی آنکھوں میں جھانکنے کے لئے بعد میں آجاؤ گے۔ اس کمبخت عورت نے میرے لئے کار کا دروازہ کھولا پھر بھی اس کی چالاکی سمجھ میں نہیں آئی۔ جب اس نے دروازہ مجھ پر پوری قوت سے مارا تب چالاکی سمجھ میں آئی اور تب تک پانی سر سے گزر چکا تھا۔ مجھے ایسی سخت چوٹیں آئیں کہ میں سنبھل نہ سکی۔ اس نے دوسری بار دروازے کو مجھ پر مارا پھر جو تصویریں مجھے دی تھیں وہ

لے کر فرار ہوگئی۔ میری ایسی توہین کبھی نہیں ہوئی۔ وہ عورت جیسے میرے ہاتھوں میں لڈو رکھ کر پھر جوتے مار کر لڈو واپس لے گئی ہے۔ مجھ سے اس انداز میں ٹکرا کر نکل جانے والی عورت سونیا ہی ہوسکتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"آخر اسے یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ ہم انجینئر کی تصویریں حاصل کرنے آئے ہیں؟"

"تم کار چلا کر یہاں تک آئی ہو۔ اس نے تمہارا پیچھا کیا ہے۔ تم نے اسے اپنے پیچھے لگایا ہے۔"

"بکواس نہ کرو۔ میری گاڑی پر اور میری پیشانی پر نہ میرا نام لکھا تھا نہ کوئی ارادہ لکھا تھا۔ پھر وہ کیسے سمجھ لیتی کہ میں کون ہوں اور کس ارادے سے کہاں جارہی ہوں؟"

"درست کہتی ہو۔ یہ سونیا چڑیل ہے، کوئی بدروح ہے۔ پتا نہیں ہمارے ارادوں کو کیسے سمجھ لیتی ہے۔ ویسے ہم نے بہت بڑی بازی ہاری ہے۔ میں تصویروں کے ذریعے انجینئر تک پہنچ سکتا تھا۔ گولڈن برنیز کے بہت سے راز معلوم کرسکتا تھا مگر اب ہم پچھتاوے کے سوا کچھ اور نہیں کرسکتے۔ پتا نہیں وہ کہاں چھپی ہوئی ہے۔"

"میں گولڈن برنیز تک پہنچنے یہاں آئی تھی۔ اب سونیا تک پہنچنے کا راستہ ڈھونڈنا ہوگا۔"

"جو ہمارا منصوبہ ہے وہی اس کمبخت کا ہے۔ تصویریں لے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا خاص خیال خوانی کرنے والا برائن وولف تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر انجینئر کے دماغ میں جائے گا اور گولڈن برنیز کے خفیہ اڈے کا پتا معلوم کرے گا۔"

جوسی نے کہا "اور شاید وہ ایسا کرچکا ہوگا۔"

صبح تصدیق ہوگئی کہ سونیا اور وولف نے جوسی اور بورین کے منصوبے پر عمل کیا ہے۔ اڈا تباہ ہوچکا ہے اور مختلف علاقوں میں تین افراد کی لاشیں پائی گئی ہیں۔ چوتھی لاش نیشنل لائبریری کے تہ خانے میں ملی۔ اسرائیلی حکام دعوے کررہے تھے کہ وہ چاروں گولڈن برنیز کی لاشیں ہیں لیکن وہ گولڈن برنیز ثابت نہیں ہوسکتے تھے۔

جوسی وادیلا بین الاقوامی نشریاتی پروگرام دیکھ رہی تھی۔ اس پروگرام کے میزبان نے بتایا کہ سونیا پیرس میں ہے اور بابا صاحب کے ادارے کا ایک اعلیٰ عہدیدار بیان دے رہا ہے کہ تل ابیب میں سی آئی اے کی بدنام زمانہ ایجنٹ جوسی وادیلا ایک خیال خوانی کرنے والے کے ساتھ موجود ہے۔ یہ اتنی سچی رپورٹ تھی کہ جوسی وادیلا پریشان ہوگئی۔ اس نے بورین سے کہا۔ "بابا صاحب کے ادارے والے مجھے یہاں بے نقاب کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اپنا میک اپ بدلنا ہوگا۔ موجودہ روپ میں سونیا سے میرا سامنا ہوچکا ہے۔"

بورین نے پوچھا "کیا تمہارا خیال ہے، سونیا ہماری اس پناہ گاہ تک پہنچ جائے گی؟ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ پیرس میں پہنچ گئی ہے؟"

"میں نہیں مانتی۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ راتوں رات تخریب کاری کرکے صبح پیرس پہنچ جائے۔ اسرائیل کی سرحدیں اتنی کمزور بھی نہیں ہیں۔ تم نے دیکھا تھا، ہم کتنی مشکلوں سے اس ملک میں داخل ہوئے تھے۔ سونیا یہاں ہے اور میرے لئے خطرہ بن گئی ہے۔"

"تم اس سے چھپنا چاہتی ہو؟"

"اس سے چھپ کر اس کے سامنے چارا ڈال کر حملہ کروں گی۔ اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اسے اپاہج بنا کر زندہ رکھوں گی۔"

"تمہاری پلاننگ کیا ہے؟"

"یہاں کے سی آئی اے چیف سے رابطہ کرو۔ اس سے کہو، دو گھنٹے کے اندر میری ایک ہم شکل اس رہائش گاہ میں بھیج دے۔ میں دوسرے روپ میں یہاں سے نکل کر قریب ہی کہیں چھپی رہوں گی۔"

وہ بات ادھوری چھوڑ کر ٹی وی کی طرف چونک کر دیکھنے لگی اسکرین پر پروگرام کا میزبان، جنرل ٹائر سے کہہ رہا تھا۔ "اس وقت میں نمائندہ نہیں ہوں۔ سلمان واسطی میری زبان سے بول رہا ہے۔"

یہ سنتے ہی جوسی اچھل کر کھڑی ہوگئی۔ ٹی وی کا اسکرین تھوڑی دیر کے لئے سادہ ہوگیا تھا۔ پھر دوسرا پروگرام شروع ہوگیا تھا۔ اس کا مطلب تھا سلمان وہاں جنرل ٹائر کو سی آئی اے ایجنٹوں کے خلاف بھڑکا رہا ہوگا۔ جوسی سمجھ گئی تھی۔ سلمان یہودی سراغرسانوں کو اب اس کے پیچھے لگائے گا۔ یا پھر سونیا کو ادھر روانہ کرے گا۔

وہ بے چینی سے بولی "بورین! کیا کررہے ہو؟ خیال خوانی کرو۔ چیف سے کہو کسی لڑکی کو میری ہم شکل بنا کر جلد سے جلد یہاں بھیج دے۔"

وہ سنگار میز کے سامنے بیٹھ کر اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرنے لگی۔ وہ کسی معاملے میں سونیا کی برق رفتاری کو خوب سمجھتی تھی لیکن یہ مشاہدہ نہیں تھا کہ اس کے ساتھی بھی کیسے برق رفتار ہیں۔ ابھی اس نے اچھی طرح چہرے پر تبدیلیاں نہیں کی تھیں کہ رہائش گاہ کے باہر گاڑیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے فوراً ہی اندر کی تمام لائٹس بجھا دیں۔ پہلے ایک کمرے کی کھڑکی سے دیکھا۔ فوجی جوان احاطے کے باہر دو گاڑیوں سے اتر رہے تھے اور رہائش گاہ کو گھیر رہے تھے۔

وہ دوڑتی ہوئی دوسرے کمرے میں گئی وہاں ایک کھڑکی سے پچھلے حصے کی طرف دیکھا۔ بورین دوڑتا ہوا آیا پھر گھبرا کر بولا۔ "مکان کے پچھلے حصے سے بھی فوجی آرہے ہیں۔"

جوسی نے ایک ایرو شوٹر اور نائلون کی رسیوں کا بنڈل بورین کو دیا۔ دوسرا ایرو شوٹر اور رسیاں خود لیں پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے چھت کی طرف جانے لگے۔

سلمان ڈی بورین کے دماغ میں تھا' وہاں سے نکل کر ملٹری انٹیلیجنس چیف کے دماغ میں آیا۔ وہ چیف فوجی جوانوں کے ساتھ اس مکان کے باہر موجود تھا۔ سلمان نے کہا "وہ دونوں ایرو شوٹر کے ذریعے اس اونچے درخت پر کمند ڈالیں گے۔ پھر رسیّوں سے لٹکتے ہوئے اپنے مکان کی چھت سے دوسرے مکان کے احاطے میں پہنچ جائیں گے۔ چھت کی طرف دیکھو۔"

چیف نے دیکھا' ایک تیر چھت پر سے سنسناتا ہوا قریبی درخت کی ایک شاخ میں جاکر اندر گہرائی تک پیوست ہوگیا تھا۔ تیر کے پچھلے حصے سے نائلون کی رسی منسلک تھی۔ جوسی واویلا اس رسی کے ذریعے جھولتی ہوئی دوسرے مکان کے احاطے میں جارہی تھی۔ چیف نے حکم دیا "فائر کرو۔"

حکم کی تعمیل ہونے تک جوسی دوسری طرف پہنچ گئی تھی۔ اب بورین نے دوسرا ایرو شوٹر استعمال کیا تھا۔ وہ بھی اسی طرح جانے والا تھا۔ سلمان نے کہا "اسے گولی نہ مارنا۔"

چیف نے پوچھا "کیا دوسرے شکار کو بھی جانے دیں۔"

سلمان نے کہا "تمہارے جوان جوسی کے پیچھے گئے ہیں۔ بورین بھی اس کے پیچھے جائے گا اور اس کے ساتھ نہیں رہے گا تو میں جوسی کی نشاندہی نہیں کرسکوں گا۔ وہ یوگا کی ماہر ہے۔ مجھے دماغ میں نہیں آنے دے گی۔"

ان باتوں کے دوران بورین بھی دوسرے مکان کے احاطے میں چلا گیا تھا۔ تمام فوجی جوان ان کے تعاقب میں گئے تھے۔ سلمان بورین کے دماغ میں آیا۔ پتا چلا جوسی اس سے بچھڑ گئی ہے۔ ... کسی دوسری طرف چلی گئی ہے اور وہ دوسری طرف بھاگا جارہا تھا۔ سلمان نے چیف سے کہا "وہ عورت تمہارے سامنے رسی سے جھولتی ہوئی گئی' تم چاہتے تو ایک فائر سے رسی کو توڑ سکتے تھے اسے گرفتار کرسکتے تھے۔ یہ تمہیں کس گدھے نے چیف بنایا ہے؟"

"آپ میری انسلٹ کررہے ہیں۔ میں ٹیلی پیتھی کے خوف سے یہ توہین برداشت کررہا ہوں۔"

"برداشت کرنا ہی ہوگا۔ جوسی ہاتھ سے نکل گئی تو میں تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کردوں گا۔ اپنے جوانوں سے کہو۔ بورین کا پیچھا نہ کریں' میں ابھی ایک منٹ میں جوسی کی نشاندہی کروں گا۔"

سلمان' بورین کے پاس آیا۔ وہ ایک گیراج میں چھپا ہوا ہانپ رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ پتا نہیں جوسی کدھر چلی گئی ہے۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اس سے رابطہ کیا۔ دماغ میں پہنچتے ہی بولا "میں خیریت سے ہوں۔ تم کہاں ہو؟ دیکھو تمہیں کوئی گرفتار کرنے آئے تو مجھے اس کی آواز ضرور سنانا۔ پھر میں اسے تمہارے راستے سے ہٹادوں گا۔"

جوسی نے ایک کار والے سے لفٹ لی تھی۔ لفٹ دینے والا ایک عیاش تھا۔ ایک حسین عورت کو دیکھ کر کچھ پوچھے بغیر اپنے ساتھ اگلی سیٹ پر بٹھالیا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی "میں گھر سے بھاگ کر اپنے عاشق سے ملنے جارہی تھی۔ چند غنڈے میرے پیچھے پڑ گئے۔ آپ نے لفٹ دے کر مجھ پر احسان کیا ہے۔"

وہ بولا "اس میں احسان کی کیا بات ہے۔ جب تک خطرہ نہ ٹلے تم میرے بنگلے میں چھپی رہو۔ وہاں تم عیش و آرام سے رہوگی۔"

سلمان نے اس شخص کے دماغ میں پہنچ کر ضروری معلومات حاصل کیں پھر چیف کے پاس آکر اس کار کا رنگ اور نمبر بتاتے ہوئے بولا "وہ کار ریس کورس کو جانے والی شاہراہ پر سے گزر رہی ہے۔ کار والا جوسی کو ساحلی کاٹیج نمبر دو سو ستر میں لے جائے گا۔ اس بار سہولت سے اور بڑی خاموشی سے اسے گھیر کر گرفتار کرو۔ اسے ذرا بھی آہٹ ملے گی تو وہ پھر فرار ہونے میں کامیاب ہوجائے گی۔"

وہ پھر بورین کے پاس آیا۔ وہ جوسی سے کہہ رہا تھا "تم اس کار والے کے ساتھ نہ جاؤ۔ یہ عیاش ہے' بدمعاش ہے۔"

"تو پھر کہاں جاؤں؟"

"کسی دوسری جگہ پناہ لو۔"

"جہاں بھی پناہ لوں گی' وہاں کوئی مرد ضرور ہوگا۔ میرا حسن و شباب ایسے وقت مردوں کو الّو بنانے میں کام آتا ہے۔"

"گویا تم مجھے بھی الّو بنا رہی ہو؟"

"تم سے تو دلی لگاؤ ہے۔ دوسرے عیاش مردوں سے اپنا کام نکالنے کی خاطر ان کی تنہائی میں جاتی ہوں۔ ایسا کرنے سے کوئی رگھس تو نہیں جاتی ہوں۔"

"میں اس ساحلی کاٹیج کا پتا معلوم کرچکا ہوں جہاں یہ تمہیں لے جارہا ہے۔ میں آرہا ہوں۔ وہ تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکے گا۔ میں اس کے عیش کدے میں اسے موت کی نیند سلا دوں گا۔"

"دیکھو حسد اور رقابت میں اندھے بن کر آؤ گے تو تمہاری لاعلمی میں مجھے گرفتار کرنے والے تمہارے پیچھے چلے آئیں گے۔"

"میں آنکھیں کھلی رکھوں گا۔"

سلمان نے چیف کو بتایا کہ بورین ایک گیراج میں چھپا ہوا ہے۔ دو جوانوں کو سمجھاؤ کہ گیراج کے سامنے ٹہلتے رہیں... تاکہ بورین وہاں سے نہ نکل سکے۔

چیف نے کہا "میرے تمام فوجی جوان ساحلی کاٹیج کی طرف چلے گئے ہیں۔"

"شاباش! تم نے وقتِ ضرورت کے لئے اپنے ساتھ دو

جوان بھی نہیں رکھے۔ کیا تم نے بورین کو بالکل ہی نظرانداز کر دیا ہے؟"

"آپ نے کہا تھا کہ بورین کا پیچھا نہ کیا جائے۔"

"پیچھا نہ کرنے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ کسی ایمرجنسی کے لئے اپنے پاس چند سپاہی نہ رکھے جائیں۔"

سلمان نے جنرل ٹائر کے پاس آکر پوچھا "آپ نے کس گدھے کو ملٹری انٹیلی جنس کا چیف بنایا ہے۔ جوسی چاروں طرف سے گھر جانے کے بعد بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اسے گرفتار کرنے کا دوسرا موقع ملنے والا ہے مگر وہ نااہل افسر اس موقع کو بھی ضائع کردے گا۔"

جنرل نے فوراً ہی دو افسروں کو مزید جوانوں کے ساتھ ساحلی کاٹیج کی سمت روانہ کیا۔ سلمان اس عیاش کار والے کے پاس آیا۔ پتا چلا جوسی اسے چھوڑ کر بھاگ گئی ہے۔ اس نے ریوالور دکھا کر اسے گاڑی روکنے کو کہا۔ پھر گاڑی سے اتر کر بولی "میں تمہاری دشمن نہیں ہوں لیکن محتاط رہ کر دیکھنا چاہتی ہوں کہ میرا تعاقب کرنے والے تمہارے کاٹیج تک آئیں گے یا نہیں؟ اگر نہیں آئے تو میں آدھے گھنٹے بعد کاٹیج میں آؤں گی اور شام تک تمہارا دل خوش کرتی رہوں گی۔"

وہ بولا "دل خوش کرنا چاہتی ہو تو ریوالور رکھ لو۔ میں کاٹیج میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

وہ شخص کاٹیج میں آکر بیٹھا ہوا تھا۔ سلمان نے سوچا اگر فوجیوں نے اس کاٹیج کو گھیرنا چاہا تو جوسی پھر وہاں نہیں جائے گی۔ وہ انٹیلی جنس کے چیف اور نئے افسروں سے کہنا چاہتا تھا کہ اپنے جوانوں کو کاٹیج کی طرف جانے سے روک لیں لیکن دیر ہوچکی تھی۔ چیف نے جن فوجیوں کو ادھر روانہ کیا تھا وہ وہاں پہنچ گئے تھے اور ریت پر اوندھے منہ رینگتے ہوئے کاٹیج کا محاصرہ کررہے تھے۔

کام پھر بگڑ گیا۔ جوسی کہیں دور چھپ کر یہ تماشا دیکھ رہی ہوگی' اب وہ جال میں پھنسنے والی نہیں تھی۔ سلمان بورین کے پاس آیا۔ وہ گیراج سے نکل کر ایک پارک میں آگیا تھا اور جوسی کے دماغ میں کہہ رہا تھا۔ "میں گیراج سے نکل آیا ہوں۔ یہ تم فٹ پاتھ پر پیدل کیوں جارہی ہو؟"

"میں اس عیاش کو دھوکا دے کر حیفہ روڈ کی طرف جارہی ہوں۔ وہاں جو پہلا اسنیک بار ہے اس کے کیبن میں تمہارا انتظار کروں گی۔ اب میرے دماغ میں نہ آنا۔ میں موجودہ حالات پر غور کرنا چاہتی ہوں۔ تمہارے آنے سے ڈسٹرب ہوجاتی ہوں۔"

جوسی نے ہاتھ کے اشارے سے ایک ٹیکسی کو روکتے ہوئے سانس روک لی۔ بورین اس کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ بھی ایک ٹیکسی والے کو اشارے سے بلانے لگا۔ میں نے نئے افسروں سے کہا "تم دونوں سادہ لباس میں ہو لہٰذا اپنے ساتھ کسی فوجی جوان کو نہ رکھو۔ حیفہ روڈ کے مائیکل اسنیک بار میں فوراً پہنچو۔ وہ ایک کیبن میں ملے گی۔ بلیو اسکرٹ اور ریلو بلاؤز میں ہے۔ بالوں کو ریلو ربن سے باندھا ہوا ہے۔"

سلمان کی باتیں ختم ہونے سے پہلے ہی وہ حیفہ روڈ کی طرف چل پڑے تھے۔ بڑی تیز رفتاری سے موٹر سائیکل چلا رہے تھے۔ سلمان نے بورین کے پاس آکر دیکھا۔ وہ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹیکسی رکی ہوئی تھی۔ اس کے انجن میں کچھ خرابی پیدا ہوگئی تھی۔ اس نے جوسی کو مخاطب کیا۔ وہ بولی "میں نے منع کیا تھا۔ مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔ تنہائی میں کچھ تو سوچنے دو۔ جاؤ یہاں سے۔"

"جاتا ہوں۔ صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ جس ٹیکسی میں مَیں آرہا تھا اس میں خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ اگر یہ پانچ منٹ میں ٹھیک نہ ہوئی تو میں دوسری ٹیکسی میں آؤں گا۔ میرا انتظار کرنا۔"

وہ دماغی طور پر واپس آگیا۔ سلمان نے اس کے ذریعے دیکھا تھا کہ وہ ایک چھوٹے سے کیبن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ یعنی اسنیک بار میں پہنچ کر موجودہ حالات پر غور کررہی تھی۔ ادھر نئے افسروں نے پہنچنے میں دیر نہیں کی' وہ اسنیک بار میں داخل ہوکر ایک ایک کیبن میں جاکر دیکھنے لگے۔ دوپہر کے وقت بار ویران سا تھا۔ وہاں چند نوجوان تھے مگر کوئی لڑکی نہیں تھی۔ بلیو اسکرٹ اور ریلو بلاؤز کہیں نظر نہیں آیا۔

بڑی حیرانی کی بات تھی۔ سلمان نے افسروں سے کہا "ابھی چند سیکنڈ پہلے میں نے اسے ایک کیبن میں دیکھا تھا۔ کیا آس پاس کوئی اور اسنیک بار ہے؟"

ایک افسر نے کہا "جی ہاں ایک اوپن ائر ریسٹورنٹ ہے۔ ہم وہاں جاکر اسے تلاش کرتے ہیں۔"

وہ دونوں اوپن ائر ریسٹورنٹ میں آئے' وہاں بھی اندر کیبن بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہر کیبن میں دیکھا ریستوران کے مالک سے سوالات کئے۔ وہ بولا "جی ہاں بلیو اسکرٹ اور ریلو بلاؤز والی حسینہ دو منٹ پہلے سامنے والے کیبن میں تھی۔ پھر آئس کریم کا بل ادا کرکے چلی گئی۔"

وہ بہت چالاک نکلی۔ جس اسنیک بار کے کیبن میں اسے جانا چاہئے تھا' وہاں نہیں گئی تھی۔ دوسرے ریستوران کے کیبن میں جاکر بیٹھ گئی' یوں سلمان دھوکا کھا گیا تھا۔ دھوکا کھانے کے بعد عقل آئی کہ جوسی کو بورین پر شبہ ہوگیا ہے۔ جو بات بورین کو معلوم ہوتی تھی اس کے مطابق فوجی جوسی کو گرفتار کرنے پہنچ جاتے تھے۔

ڈی بورین اس سے ملنے مائیکل اسنیک بار میں آیا لیکن ملاقات نہیں ہوئی۔ اس نے دماغی رابطہ قائم کرنا چاہا۔ جوسی نے سانس روک لی۔ اس نے کئی بار رابطے کی کوشش کی لیکن اس

عورت نے پھر اسے اپنے اندر آنے نہیں دیا۔
آخر اس نے مجبور ہو کر مرینا سے رابطہ کیا۔ مرینا سپر ماسٹر کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مالکہ تھی۔ ان کے دماغوں پر حکومت کرتی تھی۔ وہ تمام خیال خوانی کرنے والے اس کے معمول اور تابعدار تھے۔ جب کوئی اہم بات ہوتی تو وہ مرینا کے دماغ میں آکر اپنے اپنے مخصوص کوڈورڈز ادا کرتے تھے۔ پھر کچھ کہے سنے بغیر اس کے دماغ سے واپس آجاتے تھے کیونکہ مرینا کسی کو اپنے دماغ میں آکر بولنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔
اس نے بورین کے پاس آکر پوچھا "کیا بات ہے؟"
وہ بولا "جوسی واویلا نے اچانک ہی مجھ سے رابطہ ختم کردیا ہے۔ میں وجہ معلوم کرنے جاتا ہوں تو وہ سانس روک لیتی ہے۔"
"کیا وہ تمہارے ذریعے کوئی خطرہ محسوس کررہی ہے؟ مجھے اپنے اور اس کے حالات بتاؤ۔"
وہ پچھلی رات سے اب تک کے تمام حالات بتانے لگا۔
مرینا نے سب کچھ سننے کے بعد کہا "صاف ظاہر ہے کہ جوسی کے متعلق جو بات تمہیں معلوم ہوتی ہے' وہ دشمنوں کو معلوم ہوجاتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے' کیسے معلوم ہوجاتی ہے۔ جواب ایک ہی ہے۔ تمہارا دل اور دماغ ایک دشمن خیال خوانی کرنے والے کے زیر اثر ہے۔ تم کیا کہتے ہو؟"
"یہ کیسے ممکن ہے؟"
"ذرا عقل سے سوچو۔ تم جوسی کے ساتھ جس مکان میں تھے اسے کوئی تیسرا نہیں جانتا تھا لیکن یہودی جاسوس اور فوجی وہاں پہنچ گئے۔"
وہ بولا "پچھلی رات سونیا سے ٹکراؤ ہوا تھا۔ اس نے ہمارا تعاقب کرنے کے بعد اس مکان کو دیکھا ہوگا۔"
"چلو مان لیتی ہوں۔ جوسی ایک شخص کے ساتھ ساحلی کاٹیج میں پناہ لینے جارہی تھی۔ یہ بات بھی صرف تمہیں معلوم تھی۔"
"اس شخص کو بھی معلوم تھی جو اسے عیاشی کے لئے لے جارہا تھا۔"
"کیا وہ شخص دشمن تھا؟ ٹیلی پیتھی جانتا تھا؟ کیا اس نے خیال خوانی کے ذریعے فوجیوں کو ساحلی کاٹیج میں بلایا تھا؟"
"نہیں' میں اس شخص کے دماغ میں جاکر چور خیالات پڑھ چکا ہوں۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ اگر سلمان واسطی نے اس کے دماغ سے معلوم کیا ہے تو اس کی معلومات کا ذریعہ میں ہوں کیونکہ جوسی تو یوگا کی ماہر ہے۔"
"جوسی کو یہیں سے شبہ ہوا کہ دشمن تمہارے ذریعے اسے گھیر رہے ہیں اس نے شبہے کی تصدیق کے لئے تمہیں مائیکل اسنیک بار میں ملنے کو کہا پھر تصدیق ہوگئی۔ وہاں بھی اسے گرفتار کرنے والے پہنچ گئے تھے۔"
"اچھا تو اسی لئے وہ اب مجھے دماغ میں آنے نہیں دیتی ہے۔"
"ہاں' جب سے تمہیں دور کیا ہے' تب سے محفوظ ہے۔ دشمن خیال خوانی کرنے والا جو تمہارے دماغ میں چھپ کر رہتا ہے' اب تمہارے ذریعے جوسی کو تلاش نہیں کرسکے گا۔ نہ ہی اسے گرفتار کراسکے گا۔"
"میں حیران ہوں۔۔۔ تم نے مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ پھر میں کسی اور کا تابعدار کیسے بن گیا ہوں؟ کیا تم نے مجھ پر تنویمی عمل کرتے وقت میرے دماغ میں کسی دشمن کا سراغ نہیں لگایا تھا؟"
"ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن بہت چالاک ہیں۔ جس میں تم پر تنویمی عمل کررہی تھی تب وہ تمہارے دماغ میں چھپا ہوا اور میرے عمل کو ناکام بنارہا ہوگا۔ اس سے پہلے بھی ایسا ہوا ہے۔ میں خوش تھی کہ میں نے پارس پر عمل کرکے اسے اپنا غلام بنالیا ہے۔ بعد میں پتا چلا' سلمان یا کوئی اور اس کے دماغ میں چھپا ہوا تھا اور میرے تنویمی عمل کا توڑ کررہا تھا۔ مختصر یہ کہ جس طرح پارس میرے ہاتھ سے نکل گیا اسی طرح تم بھی میرے معمول نہیں رہے ہو۔ سلمان بڑی خاموشی سے تمہارے دماغ میں رہتا ہے۔ بظاہر تمہیں میرا تابعدار بناتا ہے اور در پردہ تمہارے ذریعے ہمارے منصوبوں کو سمجھ لیتا ہے۔"
"یہ تو بڑی گہری چال ہے۔ انہوں نے اسی طرح معلوم کیا تھا کہ ہم انجینئر کی تصویر کے ذریعے گولڈن برینز کے خفیہ اڈے تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہم صرف منصوبہ بنا کر رہ گئے اور انہوں نے اس پر عمل کرکے کامیابی حاصل کرلی۔"
مرینا نے کہا "اب تم ہمارے کسی منصوبے اور کسی معاملے میں شریک نہیں رہو گے' فوراً واپس آجاؤ۔"
"میں جہاں بھی آؤں گا یا جاؤں گا' دشمن میرے دماغ میں موجود رہے گا۔"
"میں دشمنوں کو دماغوں سے بھگانا جانتی ہوں۔ تم ٹریٹمنٹ بلیک آؤٹ سے گزرو گے تو دشمن جلد ہی تمہارے اندر سے نکل جائے گا۔"
ٹریٹمنٹ بلیک آؤٹ کا مطلب تھا تاریک قید خانہ۔ مرینا نے امریکا میں بھی ایک تاریک قید خانہ بنایا تھا۔ وہاں ایسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو قیدی بنا کر رکھتی تھی جو ناداستگی میں اس کے زیر اثر آجاتے تھے۔ جورا جوری' کینی پال' اور ٹیٹو سنگ وغیرہ کے دماغ ہماری مٹھی میں تھے لیکن مرینا نے انہیں تاریک قید خانے میں رکھ کر ہمیں بے بس کردیا تھا۔ ہم ان سے نہ کام لے سکتے تھے۔ نہ اس قید خانے کا سراغ لگا کر وہاں سے انہیں نجات دلاسکتے تھے۔ آخر ہم نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا تھا مرینا نے انہیں اپنا تابعدار بنالیا تھا۔
ڈی بورین نے کہا "ٹریٹمنٹ بلیک آؤٹ میرے مزاج کے خلاف ہے۔ میں کسی تاریک قید خانے میں نہیں رہوں گا۔"
"کیا اپنے دماغ میں سلمان واسطی کو برداشت کرتے رہو گے؟"
"میں اسے بھی برداشت نہیں کرسکتا۔"
"پھر کیا کرو گے؟"
"کوئی ایسا راستہ نکالو کہ میں تاریک قید خانے میں بھی نہ جاؤں اور وہ میرے دماغ سے ہمیشہ کے لئے چلا جائے۔"
"دوسرا راستہ یہ ہے کہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے تمہاری شخصیت اور تمہارا لہجہ بدل دیا جائے۔"
"یہ مناسب ہے۔"
"تو پھر چلے آؤ۔"
"ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ سلمان ہماری باتیں سن رہا ہوگا۔ شاید وہ مجھے ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے نہیں دے گا۔"
"میں نادان نہیں ہوں۔ سمجھ رہی ہوں کہ سلمان تمہارے اندر چھپا ہوا یہ باتیں سن رہا ہے لیکن وہ تمہارے راستے کی رکاوٹ بن کر کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکے گا۔ کیونکہ آئندہ ہم تم سے کوئی ایسا کام نہیں لیں گے جو اسے فائدہ پہنچائے۔"
"اچھی بات ہے۔ میں جلد سے جلد یہاں کی سرحد پار کرکے آؤں گا۔"
اس دوران میں اور سونیا پچھلی رات کی نیند پوری کررہے تھے۔ دن کے تین بجے میری آنکھ کھلی' میں غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر پیٹ کی آگ بجھا رہا تھا تب سلمان نے آکر کوڈورڈز ادا کئے۔ میں نے کہا "میرے پاس کیوں آئے ہو؟ تم تو سونیا کے غلام ہو۔ اس کے حکم سے میری بیوی کو غائب کردیتے ہو۔"
وہ عاجزی سے بولا "آپ ناراض نہ ہوں۔ ہم سب نے سسٹر کو اپنا لیڈر تسلیم کیا ہے۔ وہ ہمیشہ آپ کا بھلا چاہتی ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ لیلیٰ کچھ عرصے کے لئے دور ہوجائے گی تو آپ زخمی شیر کی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں گے اور آپ نے واقعی یہ کیا۔ گولڈن برینز تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا آپ پہنچ گئے۔ واقعی سسٹر کی حکمتِ عملی زبردست اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔"
"میں نے کارنامہ انجام دیا ہے اور تم سونیا کی تعریفیں کررہے ہو۔"
"میں آپ کی تعریفیں کررہا ہوں۔ سسٹر سے تو عقیدت ہے۔"
"لیلیٰ کیسی ہے؟"
"قسم لے لیجئے' میں لیلیٰ کے متعلق کچھ نہیں جانتا ہوں۔"
"پھر کیوں آئے ہو؟"
اس نے جوسی واویلا اور ڈی بورین کی روداد سنائی۔ آخر میں یہ بھی بتایا کہ بورین نے مرینا سے رابطہ قائم کیا تھا اور آئندہ وہ بورین کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارنا چاہتی ہے تاکہ اس کی شخصیت اور لہجہ تبدیل ہوجائے تو ہم اس کے دماغ میں نہ پہنچ سکیں۔
میں نے کہا "تم نے یہ باتیں پہلے سونیا کو بتائی ہوں گی پھر اس کے مشورے پر میرے پاس آئے ہو۔"
"جی ہاں' وہ کہتی ہیں میں نے جوسی کے پیچھے وقت برباد کیا ہے' آپ آسانی سے اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔"
"ٹھیک ہے' میں جوسی کے پاس جارہا ہوں۔"
"لیکن کیسے جائیں گے۔ وہ بورین سے رابطہ ختم کرچکی ہے۔"
"سلمان! کسی بھی عمل کے دوران ہر پہلو پر نظر رکھو۔ تم نے صرف بورین کو اہمیت دی۔ یہ کیوں بھول گئے کہ جوسی کا رابطہ اپنی سی آئی اے کی ٹیم سے رہتا ہوگا۔"
"جی ہاں' وہ بورین سے کہہ رہی تھی کہ سی آئی اے کے چیف سے رابطہ کرے اور کسی لڑکی کو اس کی ہم شکل بنا کر بھیجنے کے لئے کہہ دے۔ واقعی میں بورین کے ذریعے چیف کے دماغ میں پہنچوں گا تو جوسی کے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہوگا۔"
"تو دیر کس بات کی ہے۔ فوراً بورین کو استعمال کرو۔"
وہ بورین کے دماغ میں گیا۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے بورین کی سوچ میں کہا "پتا نہیں جوسی خیریت سے ہے یا نہیں؟"
بورین کی اپنی سوچ نے کہا "وہ خیریت سے ہوگی۔ مجھے اس

کی بھلائی کے لئے اس سے دور رہنا چاہئے۔"

میں نے سوچا سلمان کام بگاڑ دے گا۔ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر سی آئی اے چیف سے رابطہ کرے گا تو دماغ کو آزاد چھوڑنے کے بعد بورین پریشان ہو کر مرینا سے کہہ دے گا کہ اس نے اپنے ارادے کے خلاف چیف سے جوسی کی خیریت معلوم کی تھی۔

میں نے سلمان کو ایسا کرنے سے روک دیا۔ اس نے پوچھا "پھر ہم کیسے چیف کے دماغ میں پہنچیں گے؟"

میں نے کہا "بورین کے دماغ میں پھر چلو مگر خاموش رہو۔ دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں۔"

ہم اس کے دماغ میں آئے۔ میں نے اس کے اندر انگڑائی پیدا کی۔ وہ انگڑائی لینے لگا تو میں نے اس کی سوچ میں کہا "ہائے جوسی تم دور ہو جاتی ہو تو یہ جسم تمہیں مانگتا ہے۔ میں اتنی دیر سے برداشت کر رہا تھا۔"

بورین کی سوچ نے تسلیم کیا کہ وہ واقعی بڑی دیر سے اندر ہی اندر جوسی کو طلب کر رہا ہے اور اسے سوچنا چاہئے کہ کس طرح یہ طلب پوری ہو سکتی ہے۔

میں نے اس کی سوچ میں کہا "ایک راستہ ہے۔ یہاں جوسی کے لئے بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ میں اس سے کہوں گا کہ وہ بھی کچھ عرصے کے لئے میرے ساتھ امریکا چلے۔ وہاں ہم آزادی سے ملتے رہیں گے۔ جب خطرہ ٹل جائے گا تو وہ پھر یہاں آجائے۔"

اس نے قائل ہو کر چیف سے رابطہ کیا۔ پھر کہا "میری وجہ سے جوسی یہاں بے نقاب ہو گئی ہے۔ میں اس سے رابطہ نہیں کروں گا۔ تم میرا پیغام پہنچا دو۔ وہ کچھ عرصے کے لئے نیویارک چلی جائے۔ وہاں ہم آزادی سے اور محبت سے دن رات گزاریں گے۔"

چیف نے کہا "مسٹر بورین! اب میرا تعلق سی آئی اے سے نہیں رہا۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ مس مرینا نے درست پیش گوئی کی تھی کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے آئندہ تمہارے ذریعے میرے دماغ میں پہنچیں گے پھر میرے ذریعے سی آئی اے کی مصروفیات کو سمجھتے رہیں گے۔ اب ایسا کوئی چانس نہیں ہے۔"

بورین چیف کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ ایک پارک میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے پناہ لینے کی مناسب جگہ نہیں مل رہی تھی۔ آج رات وہ اس ملک سے جانے والا تھا۔ اس کے ساتھ اسے یہ اندیشہ تھا کہ سلمان اس کے سرحد پار کرنے کے چور راستے کو دیکھتا رہے گا۔ ہو سکتا ہے اسے یہاں سے نہ جانے دے۔ دوست ہو یا دشمن، مرینا ہو یا سلمان، کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والے معمول کو نہ ہاتھ سے جانے دیتا ہے اور نہ یہ برداشت کرتا ہے کہ وہ اپنے پاس سے نکل کر مخالف پارٹی کے زیر اثر چلا جائے۔

اسی وقت مرینا نے اس کے دماغ میں کہا "درست سوچ رہے ہو۔ تم نے پھر دشمنوں کے اکسانے پر چیف سے رابطہ کیا تھا۔ ہم تمہیں روکتے رہیں گے اور دشمن تمہیں استعمال کرتے رہیں گے۔ تم ہمارے لئے بے حد خطرناک ہو گئے ہو۔ سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ میں تمہاری شخصیت تبدیل کرنے کے لئے ٹرانسفارمر مشین تک پہنچاؤں گی تو تمہارے ساتھ دشمن بھی اس مشین تک پہنچ جائیں گے۔ ہم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بچانے کے لئے ٹرانسفارمر مشین کا نقصان نہیں کریں گے۔"

"مس مرینا! تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"یہی کہ تم مرو گے تو مشین دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرلے گی اور مشین تباہ ہو گی تو آئندہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمیں نصیب نہیں ہو گا۔ لہٰذا میں اپنے ملک کا نصیب بگاڑنا نہیں چاہتی۔ تم سے تعلق توڑ کر تمہیں دشمنوں کے حوالے بھی نہیں کرنا چاہتی۔ ایسی صورت میں تمہیں مر جانا چاہئے۔"

وہ تڑپ کر بولا "یہ کیا بکواس ہے؟ کیسی خود غرضی ہے۔ میں جس کے کام کا نہیں رہوں گا، وہ مجھے مار ڈالے گا۔ یہ تو کوئی انسانیت نہیں ہے۔"

"ہر ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ساتھ یہی ہوتا ہے۔ تمہارے ساتھ بھی یہی ہونے والا ہے۔"

"تم کون ہوتی ہو، میری موت کا فیصلہ سنانے والی۔ میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ مجھے ان سے محبت ہے جو میری حفاظت کر سکتے ہیں۔ میں مسٹر سلمان کو مخاطب کر رہا ہوں، کیا وہ میرا تحفظ کر سکتا ہے؟ جو میرے کام آئے گا میں اسی کا وفادار رہوں گا۔"

میں نے کہا "بورین! میں تم سے زیادہ مرینا کو سمجھتا ہوں وہ بہت چالاک ہے۔ کچھ کرنے سے پہلے بہت دور تک اس کا انجام سوچ لیتی ہے اور مخالفین کے ردِ عمل کا اندازہ کر لیتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ ہم تمہارے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ اگر وہ تمہاری سانسیں روک کر تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو ہم تمہاری سانسیں رکنے نہیں دیں گے۔ وہ تمہارے اندر رہ کر تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ لیکن باہر سے کوئی اندھی گولی سنسناتی ہوئی..."

میری بات پوری ہونے سے پہلے ہی ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہی گولی سینے میں پیوست ہو گئی۔ وہ اچھل کر زمین پر آیا۔ دوسری گولی اس کے دماغ میں گھس گئی۔ ہمارے کچھ کرنے سے پہلے ہی وہ اپنی ٹیلی پیتھی کے ساتھ فنا ہو گیا۔

یہ دوسری بار ایسا ہوا تھا۔ مرینا میرے اور سلمان کے سامنے اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر چلی گئی تھی۔

ہم سونیا کے پاس آئے، اسے ساری روداد سنائی۔ اس نے کہا "ہم نے یہاں کے حکام کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دی تھی۔ بارہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔ انہوں نے پاپا ڈوک کو پیش نہیں کیا

ہے۔"

سلمان نے کہا "مسز! آپ سو رہی تھیں۔ اس دوران یہاں کی حکومت میں اہم تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ اب وہ حکام اور فوجی افسران نہیں رہے جنہیں چوبیس گھنٹے کی مہلت دی گئی تھی۔ اب جن لوگوں نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی ہے وہ سب یوگا کے ماہر ہیں۔"

سونیا نے پوچھا "تھوڑی دیر پہلے تم جنرل ٹائر کے ذریعے پاپا ڈوک کو گرفتار کرانا چاہتے تھے۔ کیا جنرل ٹائر کی جگہ کوئی یوگا کا ماہر جنرل نہیں آیا ہے؟"

"اس کی جگہ بھی نیا جنرل آیا ہے۔ سابقہ جنرل ٹائر کی حیثیت محض ایک نمائندے کی ہے۔ ہم اس کے ذریعے موجودہ نئے حکام تک اپنی بات پہنچا سکتے ہیں۔"

"انہوں نے وقتی طور پر اپنا بچاؤ کر لیا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ نئے حکمرانوں کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے ان کے بھی دماغوں میں پہنچا جا سکتا ہے؟"

"وہ یقیناً ہر پہلو کو سمجھ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے تحفظ کے لئے سپر ماسٹر سے مدد حاصل کی ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کچھ یہاں پہنچ رہے ہیں اور کچھ دور ہی سے ان کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ ہماری ہر چال کو ناکام بنانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ ان کی پہلی اور آخری کوشش یہی ہو گی کہ سونیا اور ولف اس ملک سے چلے جائیں۔"

"تم سپر ماسٹر سے رابطہ کرو۔ اس سے پوچھو اسرائیل میں ہمارے مقابلے پر کیوں آرہا ہے؟ کیا وہ چاہتا ہے کہ ہم پھر ایک بار اس کے ملک میں آکر ہنگامے برپا کریں اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پھر اٹھا کر لے جائیں۔"

سلمان چلا گیا۔ سونیا نے مجھ سے کہا "میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ تمہیں یہاں سے جانا ہو گا۔"

"تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو؟ پہلے لیلیٰ کو یہاں سے بھگایا، اب مجھے بھاگ جانے کو کہہ رہی ہو۔"

"پچھلی بار میں نے امریکا میں قیامت برپا کی تھی۔ وہاں ان کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا محفوظ نہیں تھا۔ اس بار تم سپر ماسٹر اور مرینا کو کئی مسائل میں الجھاؤ گے تو وہ اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اسرائیلی حکام کی زیادہ مدد نہیں کر سکیں گے۔ اپنے مسائل حل کرنے کے لئے وہ جلد ہی یوگا کے ماہر حکام کو بے سہارا چھوڑ کر چلے جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے جوڑ توڑ کے لئے مجھے جانا چاہئے لیکن مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم مجھے یہاں سے بھگا رہی ہو؟"

"تو پھر نہ جاؤ۔ میں سلمان اور سلطانہ کو بھیج دوں گی۔"

"سلمان اور سلطانہ میں شرافت اور سادگی ہے۔ چالاکی یا مکاری نہیں ہے اور سپر ماسٹر سے نمٹنے کے لئے مکاری لازمی ہے۔"

"ثانی اور علی ایک بڑی مہم سے واپس آئے ہیں۔ انہیں کچھ عرصہ آرام کرنا چاہئے۔"

میں نے کہا "مکاری میں پارس تم سے کم نہیں ہے۔ تم اسے کیوں بھول رہی ہو؟"

"وہ یہاں قل ابیب آئے گا۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟ باپ کو جانے کے لئے کہہ رہی ہو اور بیٹے کو بلا رہی ہو۔"

"پارس کا یہاں آنا بہت ضروری ہے۔"

"کیوں ضروری ہے؟"

"میں جوڑ کا توڑ کرتی ہوں۔ یہاں مرینا سرگرم عمل رہے گی۔ بلے کو سامنے دیکھ کر چوہیا کی سرگرمی ذرا محدود ہو جائے گی۔ پارس کا نشہ مرینا کو بھٹکایا کرے گا۔"

میں نے ایک گہری سانس لی۔ واقعی سونیا جوڑ توڑ خوب کرتی تھی۔ اس کی موجودہ چالوں کے پیشِ نظر مجھے نیویارک جانا چاہئے تھا۔ یا یوں دیکھا جائے تو وہ اپنی بات منوا لیتی تھی۔ اس نے مجھے یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

○☆☆○

سپر ماسٹر کے ایک اجلاس میں ملک کی اہم ترین شخصیات موجود تھیں۔ اعلیٰ حکام، فوجی افسران کے علاوہ ایک خوبرو اور قد آور جوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ بہت بڑے عہدہ پر فائز ہے اور اعلیٰ حکام سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

اس کا اصل نام کچھ بھی ہو' وہ اپنے عہدے کے اعتبار سے برین ماسٹر کہلاتا تھا۔ یہ ایک نیا عہدہ تھا اور اس کے ساتھ ایک نیا شعبہ قائم کیا گیا تھا۔ اس شعبے میں چار ذہین افراد تھے۔ وہ چاروں گولڈن برینز کی طرح ملک کے اہم رازوں کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھتے آئے تھے تاکہ دشمن خیال خوانی کرنے والے ان رازوں تک کبھی پہنچ نہ سکیں۔

جس طرح اسرائیلی حکام اور فوجی افسران کو دھمکی دی گئی تھی کہ انھوں نے پیپا ڈوک کو پیش نہ کیا تو ان حکام اور افسران کو ایک ایک کر کے قتل کر دیا جائے گا اسی طرح امریکی حکام اور فوجی افسران کو بھی دھمکیاں دی جا سکتی تھیں۔ ایسی دھمکیوں کا پہلے ہی توڑ کر لیا گیا تھا۔ حکومت کے اہم معاملات نئے شعبے کے چار ذہین افراد کو سونپ دیئے گئے تھے۔ وہ چاروں بلیک سیکرٹ کہلاتے تھے' ان کا خاص نمائندہ برین ماسٹر اس وقت اجلاس میں موجود تھا۔ وہ جو کہنے اور سننے والا تھا' وہ ساری باتیں چاروں بلیک سیکرٹ تک پہنچنے والی تھیں۔

یوں دیکھا جائے تو اسرائیل کے گولڈن برینز اور امریکا کے بلیک سیکرٹ ایک ہی چیز تھے لیکن ان میں نمایاں فرق تھا۔

امریکا کے بلیک سیکرٹ کا دعویٰ تھا کہ انھیں کبھی کوئی دیکھ نہیں سکے گا' کوئی ان کی آواز نہیں سن سکے گا اور کوئی ان کے خفیہ اڈے تک نہیں پہنچ سکے گا۔

ان کا خفیہ اڈا نہ کسی عمارت میں تھا' نہ کسی تہ خانے میں' نہ زمین کے اوپر اور نہ زمین کے اندر تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے مر کر بھی وہاں نہیں پہنچ سکتے تھے۔

ایک اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ بلیک سیکرٹ سے رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ نہ ٹیلی فون' نہ ٹرانسمٹر' نہ ٹی وی' نہ کمپیوٹر اور نہ ہی اشاروں کی کوئی مخصوص زبان تھی۔ وہ چاروں بلیک سیکرٹ ٹرانسفارمر مشین کی پیداوار تھے۔ ٹیلی پیتھی جانتے تھے اور اپنے نمائندے برین ماسٹر کے دماغ میں رہ کر اجلاس کی کارروائی دیکھ سکتے تھے اور تنہائی میں زبان ہلائے بغیر راز کی باتیں ایک دوسرے کو بتا سکتے تھے۔

برین ماسٹر کو شامل کیا جائے تو بلیک سیکرٹ کی تعداد پانچ ہوتی تھی۔ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ان پانچوں کے دماغوں کو فولاد بنایا گیا تھا۔ وہ دکھ درد یا کسی طرح کی تکلیف محسوس نہیں کرتے تھے۔ کوئی بھی نقصان پہنچنے والی یا دہشت زدہ کرنے والی بات ہو' وہ متاثر نہیں ہوتے تھے۔ مشینی انسانوں کی طرح جذبات اور احساسات سے بے نیاز تھے۔ لہٰذا ان سے کبھی جذباتی غلطی نہیں ہو سکتی تھی۔

اب ٹرانسفارمر مشین کا راز صرف وہ چاروں جانتے تھے کہ وہ مشین کہاں ہے؟ اس کی حفاظت کس طرح کرنا چاہئے؟ اور کن باصلاحیت افراد کو اس مشین سے گزار کر ٹیلی پیتھی کا حامل بنانا چاہئے۔

فوج اور حکومت کے اہم معاملات اور اہم راز بھی ان چاروں کی تحویل میں تھے گویا اس اجلاس میں جتنے حکام اور فوجی افسران بیٹھے ہوئے تھے' وہ سب ہاتھی کے دانت تھے۔ صرف دکھاوے کے لئے تھے۔ حکومت کا انداز بدل چکا تھا۔

اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی تو سپر ماسٹر نے کہا "یہاں ہم ایک دوسرے کے سامنے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں... لیکن ایک ایسی ہستی بھی موجود ہے جو نظر نہیں آ رہی ہے اور وہ ہے مس مرینا۔ آپ حضرات مرینا کے نمائندے کی زبان سے اس کی گفتگو سنتے رہیں گے۔"

کئی عہدیداران نے کہا "ہم مرینا کو خوش آمدید کہتے ہیں۔"

سپر ماسٹر نے کہا "آج کا اجلاس دو اہم وجوہات کی بنا پر منعقد کیا گیا ہے۔ پہلی وجہ تو مرینا کی ناراضگی ہے۔ یہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسرائیل بھیجنے کے خلاف ہے۔ دوسری وجہ سلمان واسطی کی وہ گفتگو ہے جو مجھ سے ہو چکی ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا ہے کہ ہم اسرائیل میں سونیا کے مقابلے پر کیوں آ رہے ہیں؟ کیا ہم چاہتے ہیں کہ جوابا فرہاد کی فیملی یہاں آئے اور کچھ عرصہ پہلے کی طرح ہماری نیندیں حرام کر دے اور ایک بار پھر ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہاں سے اٹھا کر لے جائے؟"

برین ماسٹر نے کہا "فرہاد کی طرح اس کی فیملی کے افراد کو بھی دھمکیاں دینے کی عادت سی پڑ گئی ہے۔ ہمارے ہاں جو نئی تبدیلیاں آئی ہیں۔ ان کا علم فرہاد کی فیملی کو نہیں ہے۔ اب وہ ہمارے حکام کو دھمکیاں دے کر ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے کیوں کہ اب تمام معاملات بلیک سیکرٹ کے ہاتھوں میں ہیں۔"

سپر ماسٹر نے پوچھا "تم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا ہونے سے کس طرح بچاؤ گے؟"

برین ماسٹر نے کہا "جو پرانے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' وہ مرینا کے قابو میں ہیں۔ مرینا ان کی ذمے دار ہے۔ ہم نے جو نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے ہیں' انھیں یہاں کے اعلیٰ حکام نہیں جانتے۔ فوج کے اعلیٰ افسران ان کے ناموں سے بھی واقف نہیں ہیں۔ کوئی ان کا چہرہ اور حلیہ نہیں جانتا ہے۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ ہمارے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے کہیں خیال خوانی کرتے ہوئے نظر نہیں آئیں گے۔ کیونکہ وہ خود نہیں جانتے کہ انھیں خیال خوانی آتی ہے۔"

سب نے تعجب سے برین ماسٹر کو دیکھا۔ سپر ماسٹر نے پوچھا۔ "جب وہ اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کو نہیں جانتے ہیں تو انھیں یہ علم سکھانے کا فائدہ کیا ہوا؟"

برین ماسٹر نے اپنے سر کو ایک انگلی سے بجاتے ہوئے کہا۔ "اسے برین کہتے ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں بھرا ہوا ریوالور دو تو وہ سینہ تان کر ریوالور کی نمائش کرتا پھرے گا۔ تاکہ دیکھنے والے مرعوب رہیں۔ اگر اسے خالی ہاتھ رکھا جائے تو وہ سر جھکا کر چلے گا۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی عام طور پر نارمل رہا کریں گے۔ ہوٹلوں میں' تفریح گاہوں میں یا پبلک گاڑیوں میں بیٹھ کر کسی ضرورت سے مجبور ہو کر بھی خیال خوانی نہیں کریں گے کیوں کہ انھیں اپنی یہ صلاحیت یاد نہیں رہا کرے گی۔ جب ہم ضرورت سمجھیں گے تو انھیں ایک مخصوص سگنل دیں گے۔ وہ سگنل یا اشارہ پاتے ہی انھیں یاد آئے گا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور انھیں ایک مخصوص معاملے میں ٹیلی پیتھی سے کام لینا چاہئے۔ جب وہ معاملہ ختم ہو جائے گا تو ہم ان کے دماغ میں پھر ایک مخصوص سگنل دیں گے۔ سگنل پاتے ہی وہ پھر اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت کو بھول جائیں گے۔"

یہ طریقہ کار سن کر سب لوگ برین ماسٹر کی تعریفیں کرنے لگے۔ ایک نے کہا "بہت ہی دانشمندانہ طریقہ ہے۔ جب ٹیلی پیتھی والے ظاہر نہیں ہوں گے اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں جا کر بھی ان کی حقیقت معلوم نہیں کر سکیں گے تو پھر وہ کیسے اغوا کریں گے۔"

دوسرے نے کہا "کمال ہو گیا۔ اب ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے محفوظ رہا کریں گے۔"

مرینا نے کہا "اب ہماری حکومت کی اہم پالیسیاں یہی چار بلیک سیکرٹ بناتے ہیں۔ یہ پالیسی بھی ان کی ہے کہ سونیا کے مقابلے پر اسرائیل کی مدد کرنا چاہئے۔ بے شک اسرائیل مشرقِ وسطیٰ میں ہمارا سب سے اہم فوجی محاذ ہے جسے دیکھ کر اسلامی ممالک ہمارے دباؤ میں رہا کرتے ہیں۔ ہمیں اسرائیل کی مدد ہر پہلو سے کرنا چاہئے لیکن اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو قربانی کا بکرا نہیں بنانا چاہئے۔"

برین ماسٹر نے پوچھا "تمہیں کیا اعتراض ہے؟"

"میں اسے دانش مندی نہیں سمجھتی کہ جن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سونیا ہم سے چھین کر لے گئی اور جنھیں میں بڑی محنت سے واپس لائی ہوں' انھیں پھر سونیا کے مقابلے میں جھونک دیا جائے۔ یہ تو ان بے چاروں کے لئے سراسر موت کی سزا ہوگی۔"

"شطرنج کی بازی میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کون سا مہرہ مر رہا ہے' یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس مہرے کی موت سے ہم کس طرح شہ دے کر بازی جیت سکتے ہیں۔ پہلے وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بے یارومددگار تھے۔ اب ان کے پیچھے تمہارا دماغ ہے۔ تم خوب سوچ سمجھ کر انھیں اسرائیل میں استعمال کرو گی تو سونیا ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

مرینا نے کہا "برین ماسٹر! ابھی تم نے کہا تھا کہ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے عام طور پر معمولی انسان نظر آتے ہیں۔ کوئی انھیں پہچان نہیں سکتا۔ پھر تو سونیا بھی انھیں پہچان نہیں سکے گی۔ ایسے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس کے مقابلے پر جانا چاہئے۔ وہ اس کے لئے زبردست چیلنج بن جائیں گے۔ کبھی اس کے قابو میں نہیں آئیں گے۔ پھر ان کے پیچھے تمہارے جیسا برین ماسٹر ہوگا تو سونیا کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔ جس پہلو سے دیکھو میدان تمہارے ہاتھ آئے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کے ساتھ وہاں نہیں جا رہے ہو؟"

برین ماسٹر نے کہا "یہ ہمارے چار بلیک سیکرٹس کا فیصلہ ہے کہ مجھے اپنے ملک میں رہ کر بہت سے اہم معاملات سے نمٹنا چاہئے۔ میں ان کے احکامات کا پابند ہوں۔"

"میں تمہارے ذریعے بلیک سیکرٹ کو مخاطب کرتی ہوں اور پوچھتی ہوں' میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سونیا اور اس کے ساتھی پہچانتے ہیں اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نہیں پہچانتے۔ یہ سونیا کے مقابلے میں محفوظ رہیں گے اور ناکامی کی صورت میں بھی زندہ واپس آئیں گے جب کہ میرا ایک ماتحت ڈی بورین تل ابیب میں مارا گیا ہے۔ آئندہ بھی جانے پہچانے اور پرانے ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے جا سکتے ہیں۔ انھیں جان بوجھ کر اسرائیل میں مرنے کے لئے کیوں بھیجا جا رہا ہے؟"

برین ماسٹر تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر بولا "بلیک سیکرٹ کہتے ہیں کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ملک کے اندر بہت سے معاملات میں مصروف ہیں۔ اس لئے وہ اسرائیل نہیں جا سکتے۔"

"ان کے نہ جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میرے آدمیوں کو موت کے منہ میں جھونک دیا جائے۔ تمہارے پروگرام میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ ملک کے اندر تمہارے آدمیوں کی جگہ میرے آدمی مصروف ہو جائیں گے۔ پھر تمہارے آدمی فارغ ہو کر اسرائیل جا سکیں گے۔"

"تم خواہ مخواہ بحث کر رہی ہو۔ جو لوگ جہاں اپنی ڈیوٹی پر ہیں وہاں سے ہٹائے نہیں جا سکتے۔"

وہ بولی "میں نے اپنے آدمیوں کو اسرائیل جانے سے روک دیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے تم ایک اہم ملکی پالیسی کی مخالفت کر رہی ہو۔"

"میں بہت پہلے کہہ چکی ہوں کہ جب بھی اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا نقصان ہوتے دیکھوں گی تو ان کے تحفظ کے لئے اپنے اعلیٰ حکام کے احکامات سے انکار کر دوں گی۔"

"یہ اپنے ملک سے غداری ہے۔"

وہ بولی "غداری یہ ہے کہ اپنے ملک کے قیمتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسرائیلی مفاد کے لئے موت کے منہ میں دے دیا جائے۔ برین ماسٹر! تم اپنے ملک سے عداوت کر رہے ہو۔"

برین ماسٹر نے کہا "مجھے اور بلیک سیکرٹ کو نادان عورت کی

باتوں پر غصہ نہیں آئے گا۔ بہتر ہے تم اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہمارے حوالے کردو۔ ہم انہیں اپنے طور پر استعمال کریں گے۔"

"مجھے افسوس ہے۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے ہی رہیں گے۔"

"کیا تم چاہتی ہو کہ ہم انہیں جبرًا اپنے قبضے میں لے آئیں۔"

"گویا تم چیلنج کر رہے ہو کہ انہیں مجھ سے چھین سکتے ہو؟"

"بلیک سیکرٹ کے لئے کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔"

وہ بولی "عجب اتفاق ہے' میرے لئے بھی کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ تم میرا ایک آدمی چھین لو۔ میں تمہارے دس چھین کر دکھاؤں گی۔"

سپر ماسٹر نے کہا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے ہیں اور دشمنی میں جو اپنے ملک کا نقصان ہوگا' اسے بھول رہے ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "دونوں طرف کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ملک کا سرمایہ ہیں۔"

دوسرے نے کہا "اگر یہ کشیدگی بڑھے گی... مرینا سے برین ماسٹر کو اور برین ماسٹر سے مرینا کو نقصان پہنچے گا تو یہ ہمارے ہی ملک کا نقصان ہوگا۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "پلیز اپنا اپنا موڈ ٹھیک کریں اور ایک دوسرے کو سوری کہہ دیں۔"

برین ماسٹر نے گھور کر مرینا کے نمائندے کو دیکھا پھر کہا۔ "سوری۔"

مرینا نے نمائندے کی زبان سے کہا "مجھے بھی سوری کہنے میں دیر نہیں لگے گی لیکن کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا۔ آئندہ میرا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اغوا ہوگا تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ برین ماسٹر اپنے چیلنج کے مطابق میرا آدمی چھین کرلے گیا ہے۔"

برین ماسٹر نے ناگواری سے پوچھا "اگر تمہارا کوئی آدمی مر جائے تو کیا اس کی موت کا الزام بھی مجھے دوگی۔"

"نہیں دوں گی۔ میرے آدمی کی موت کے بعد تمہارا بھی کوئی مرجائے تو تم بھی مجھے الزام نہ دینا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "ارے یہ کیا ہو رہا ہے۔ دشمنی اور دھمکیاں بڑھتی جارہی ہیں۔"

برین ماسٹر نے کہا "پچھلی چند کامیابیوں نے مرینا کو مغرور بنا دیا ہے۔ یہ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں تک پہنچنا بچوں کا کھیل سمجھتی ہے۔ میرے کسی آدمی کی موت کی دھمکی یوں دے رہی ہے جیسے اسے جانتی ہو۔"

"نہیں جانتی لیکن بھرے اجلاس میں قسم کھاتی ہوں' تمہارے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بے نقاب کر دکھاؤں گی۔"

سب لوگ پریشان ہو کر ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ کہہ رہے تھے۔ برین ماسٹر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ پھر سر اٹھا کر بولا "بلیک سیکرٹ کا حکم ہے کہ میں چیلنج کا جواب چیلنج سے نہ دوں بلکہ مرینا سے معافی مانگ لوں۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو ہمارے ملک کو زبردست نقصان پہنچے گا۔ پلیز مرینا! مجھے معاف کردو۔"

"میں بھی تم سے معافی مانگتی ہوں۔"

سب لوگ خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ برین ماسٹر نے کہا "بلیک سیکرٹ نے حکم دیا ہے کہ مرینا کے اعتراضات کو تسلیم کیا جائے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اسرائیل نہیں جائیں گے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "مرینا! تمہیں بلیک سیکرٹ کی فراخدلی کی تعریف کرنا چاہئے۔ تمہارا اعتراض تسلیم کیا گیا ہے۔"

وہ بولی "منصف کو نہ تنگ دل ہونا چاہئے نہ فراخدل۔ اسے صرف حقائق کے پیشِ نظر انصاف کرنا چاہئے۔ میرا اعتراض حقائق پر مبنی تھا۔ میں اپنے ملک کے قیمتی ٹیلی پیتھی والوں کو جان بوجھ کر موت کے منہ میں بھیجنا نہیں چاہتی تھی۔ یہ بات ہر ذی عقل کی سمجھ میں آتی ہے' چار بلیک سیکرٹ کی سمجھ میں بھی آگئی۔ اس میں فراخدلی کی کوئی بات نہیں ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا "جلد ہی تمہارا غرور تمہیں لے ڈوبے گا۔"

وہ بولی "ہم تو ڈوبیں گے صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "میرا خیال ہے' دونوں میں سے کسی کا دل صاف نہیں ہوا ہے۔"

مرینا نے کہا "جب تک میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے سلامت رہیں گے' میرا دل صاف رہے گا۔ اس کے بعد نہیں جانتی' خدا جانتا ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا "بہتر ہے اجلاس برخاست کیا جائے۔"

ایک نے سوال کیا "اسرائیلی حکام سے امداد کا جو وعدہ ہے اس کا کیا بنے گا؟"

برین ماسٹر نے کہا "بلیک سیکرٹ کا حکم ہے کہ فی الحال ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اسرائیلی حکام کی مدد کے لئے جائے اور میں اس کی پشت پر رہوں گا۔"

اجلاس ختم ہوگیا۔ مرینا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوئی۔ وہ اپنی عادت یا حکمتِ عملی کے مطابق اپنے باپ پر بھی بھروسہ نہیں کرتی تھی پھر بھلا اپنے ملک کے حکمرانوں پر کیسے بھروسہ کرلیتی۔ انہوں نے فرمائش کی تھی کہ اسے اپنے ہی ملک میں رہنا چاہئے۔ اور اس نے جھوٹ کہہ دیا تھا کہ وہ امریکا میں رہائش اختیار کرچکی ہے لیکن کسی کو اپنا پتا ٹھکانا نہیں بتائے

درحقیقت وہ ابھی تک لندن میں تھی۔ اس شاہی محل نما کوٹھی میں اسے تحفظ کا یقین ہوتا تھا۔ جس کے تہ خانے میں اس نے تاریک قید خانہ قائم کیا تھا۔ وہ بڑے سکون سے تھی۔ کسی پریشے کے بغیر زندگی گزار رہی تھی۔ کبھی لندن میں بیزاری سی محسوس ہوتی تو وہ کچھ دنوں کے لئے پیرس چلی جاتی تھی۔

ایک بار اس نے پیرس میں پارس کو دیکھا تو سینے سے آہ نکلی۔ اس کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات یاد آکر ستانے لگے اور یہ انکشاف ہوا کہ وہ پیرس کیوں آتی ہے؟ شاید اس لئے کہ پارس کا شہر ہے۔

وہ فرانس کے کسی دوسرے شہر میں بھی جاسکتی تھی۔ اٹلی سوئٹزرلینڈ بھی جاسکتی تھی۔ اس نے شعوری طور پر یہ نہیں چاہا تھا کہ وہ پارس کی طرف جارہی ہے۔ اس کا لاشعور یا اس کا دل اسے ادھر لے جاتا تھا۔

پارس کو کئی ماہ بعد دیکھ کر وہ جلدی سے دور چلی گئی تھی تاکہ وہ زہریلا مرد اس کے جسم کی بُو نہ پالے۔ پارس اپنے اصلی روپ میں تھا اور وہ بہروپ میں تھی۔ چہرے سے پہچانی نہیں جاسکتی تھی۔ مرینا کو صرف اپنے ہی بدن کی طلسماتی بو سے خوف آتا تھا۔

اس کے بعد وہ پھر پیرس نہیں گئی۔ اسے اپنی سلامتی اور آزادی عزیز تھی۔ پارس کے ہاتھوں میں جاکر سونیا کے سامنے لاچار اور محکوم نہیں بننا چاہتی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اپنے اندر لڑتے لڑتے ایک دن پارس کو دل سے نکال دے گی۔ وہ مضبوط قوتِ ارادی کی مالک تھی' ایسا کرسکتی تھی لیکن تقدیر سے نہیں لڑ سکتی تھی اور تقدیر اسے گھما پھرا کر پھر پارس کے پاس لے جانے والی تھی۔

موجودہ اجلاس میں وہ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹ سے ناراض ہوگئی تھی۔ یہ اندیشہ بڑھتا جارہا تھا کہ بلیک سیکرٹ اس کے خلاف انتقامی کارروائی کریں گے۔

انتقامی کارروائی یہ ہوسکتی تھی کہ وہ مرینا کو رُوپوش نہ رہنے دیتے' چپ چاپ اس کی تلاش شروع کردیتے۔

دوسری کارروائی یہ ہوتی کہ وہ اس کے ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو خاموشی سے شکار کرتے اور ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ان کی شخصیت تبدیل کردیتے۔ وہ اپنے ہی آدمیوں کو پہچان نہ پاتی۔ اس کے تمام وفادار برین ماسٹر کے وفادار بن جاتے اور وہ بالکل تنہا رہ جاتی۔

وہ بڑی الجھن میں پڑگئی تھی۔ اپنے ہی ملک کے ذہین لوگوں کے خلاف سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کے طرزِ عمل نے اسے مخالفت میں سوچنے پر مجبور کردیا تھا۔

وہ کچھ ایسا چاہتی تھی کہ آپس کی دشمنی سے ملک کو نقصان نہ پہنچے اور وہ بلیک سیکرٹ کے مقابلے میں اپنی پوزیشن بہت مضبوط کرلے۔ مضبوطی اور استحکام کے لئے لازمی ہوتا ہے کہ اگلے کی کمزوری ہاتھ آجائے یا اگلے کی طاقت کے برابر اپنی طاقت ہو۔

مرینا کی یہ کمزوری تھی کہ بلیک سیکرٹ اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کسی حد تک واقف تھے اور یہ جانتے تھے کہ وہ لوگ امریکا میں کہیں گمنامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر مرینا کو بھی معلوم ہوجاتا کہ برین ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں ہیں اور کیا کرتے پھر رہے ہیں تو وہ انہیں ٹریپ کرسکتی تھی۔ اس طرح بلیک سیکرٹ کے مقابلے میں اس کی پوزیشن مضبوط رہتی۔

وہ اجلاس کے دوران ہی یہ باتیں سوچ رہی تھی اور اس کی ذہانت کہہ رہی تھی کہ جو شکار سامنے ہے پہلے اس پر توجہ دینا چاہئے۔ وہ نمائندے کے ذریعے بڑی توجہ سے برین ماسٹر کی اسٹڈی کرتی رہی تھی۔ وہ اجلاس میں چہرہ بدل کر آیا ہوگا لیکن انداز بدلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جو فطرت ہوتی ہے وہ کسی بات سے یا کسی حرکت سے ظاہر ہوجاتی ہے۔

برین ماسٹر گفتگو کے دوران میز کی سطح کو ایک انگلی کے ناخن سے کھرچتا تھا۔ پھر اپنی حرکت کا احساس ہوتے ہی ہاتھ میز کے نیچے لے جاتا تھا۔ ایسا اس نے کئی بار کیا تھا۔ شاید دوسروں نے بھی اس حرکت کو نوٹ کیا ہو۔ مرینا نے تو اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلیا تھا۔

جس عمارت میں اجلاس ہو رہا تھا اس کے باہر مرینا کا ٹیلی پیتھی جاننے والا جوڈی نارمن ایک کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ جوڈی نارمن سے بولی "تیار رہو۔ میں جس شخص کا تعاقب کرنے کو کہوں بڑے احتیاط سے تعاقب کرو۔ اسے کسی طرح کا شبہ نہ ہونے پائے۔ میں ابھی آکر اس شخص کی نشاندہی کروں گی۔"

وہ اجلاس کے اختتام تک اپنے نمائندے کے دماغ میں رہی۔ برین ماسٹر ایک اعلیٰ فوجی افسر کے ساتھ باتیں کرتا ہوا عمارت سے باہر آیا۔ مرینا نے کہا "جوڈی' وہ دیکھو اعلیٰ فوجی افسر کے ساتھ ایک لابنے قد کا جوان ہے۔ کسی طرح اس کی رہائش گاہ دیکھ لو۔"

وہ بولا "میں پوری کوشش کروں گا۔"

وہ فوجی افسر کے دماغ میں رہ کر دیکھ رہی تھی۔ برین ماسٹر اس سے رخصت ہو کر ایک شاندار کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔ جوڈی نے مرینا کے پاس آکر کہا "اس کا تعاقب کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ جس کار میں بیٹھ کر جارہا ہے میں اس کے ڈرائیور کی باتیں سن چکا ہوں۔ مجھے اس کا لہجہ یاد ہے۔"

"یہ تو کمال ہوگیا۔ ڈرائیور کے دماغ میں جاؤ۔"

وہ جوڈی کے دماغ میں گئی۔ جوڈی ڈرائیور کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس وقت برین ماسٹر اپنے ڈرائیور سے پوچھ رہا تھا۔ "میری غیر موجودگی میں تم نے کیسے وقت گزارا؟"

"میں ایک گھنٹے تک کار میں بیٹھا رہا۔ پھر قریبی ریستوران میں جا کر کافی پی۔ اس کے بعد اپنی کار کے پاس آکر کھڑا رہا۔"

"ریستوران میں کسی سے گفتگو کی؟"

"صرف ویٹر کو کافی لانے کا آرڈر دیا۔ کافی ٹھنڈی تھی میں نے اسے دوسری گرم کافی لانے کو کہا تھا۔"

"روکی! اچھی طرح یاد کرو۔ ریستوران میں تمہارے سب سے قریب کون تھا۔"

"سر! ریستوران میں کافی لوگ تھے۔ کون قریب آتا رہا اور جاتا رہا' آس پاس کی میزوں پر کون لوگ بیٹھے ہوئے تھے یہ سب کچھ یاد رکھنا ممکن نہیں ہے۔"

برین ماسٹر بار بار گھوم کر شیشے کے پار دیکھتا تھا کہ کوئی تعاقب تو نہیں کر رہا ہے۔ روکی نے کہا "سر! میں دیکھ رہا ہوں' ہمارا تعاقب نہیں ہو رہا ہے۔"

"میں تم سے خوش ہوں۔ تم بہت محتاط اور مستعد رہتے ہو۔"

اب پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا برین ماسٹر اپنے چہرے سے ماسک اتار رہا تھا۔ آئینہ دیکھتے ہوئے اصلی چہرے کو تولئے سے پونچھ رہا تھا۔ پھر بیٹھے ہی بیٹھے لباس تبدیل کر رہا تھا۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر اس نے کہا۔ "پینگوئن بک سینٹر۔"

ڈرائیور روکی نے اس بک سینٹر کے سامنے گاڑی روک دی۔ وہ اترتے ہوئے بولا "آدھے گھنٹے تک اپنی رہائش گاہ میں پہنچو۔ میں تم سے رابطہ کروں گا۔"

وہ بک سینٹر میں داخل ہو گیا۔ مریتا یہ معلوم نہیں کر سکتی تھی کہ اب وہ کہاں جانے والا ہے۔ جوڈی نارمن نے پوچھا۔ "کیا میں روکی کے پاس رہوں؟"

"نہیں گھر جاؤ۔ تمہاری جورا جوری انتظار کر رہی ہوگی۔ اس کی صحت کیسی ہے؟"

"اچھی ہے پانچ ماہ ہو چکے ہیں۔ چار ماہ بعد وہ ایک بچے کی ماں اور میں باپ بن جاؤں گا۔"

"میں تم دونوں کے لئے اور کیا کر سکتی ہوں؟"

"تم نے ہمارے لئے بہت زیادہ کیا ہے اور کرتی ہی رہتی ہو۔ ۔۔۔ ہم دونوں تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔"

"شکریہ "اب جاؤ۔"

وہ پھر روکی کے دماغ میں آگئی۔ اصل ٹارگٹ برین ماسٹر تھا۔ وہ اس کے متعلق معلومات کرنا چاہتی تھی۔ جبکہ وہ کہیں چلا گیا تھا لیکن جاتے جاتے کہہ گیا تھا کہ آدھے گھنٹے بعد روکی سے رابطہ کرے گا۔ وہ روکی کے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا' وہ برازیل کے ایک چھوٹے سے شہر میں ماں باپ کے ساتھ رہتا تھا۔ بہتر مستقبل کے لئے واشنگٹن آیا۔ بڑی بھاگ دوڑ کے بعد مسٹر مارک ہائی سے ملاقات ہو گئی۔ وہ برین ماسٹر کو مارک ہائی کے نام سے جانتا تھا' اس کے ہاں ڈرائیور کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔

وہ برین ماسٹر کے متعلق کچھ زیادہ نہیں جانتا تھا۔ اتنا تھا کہ اس کا مالک بہت پُراسرار ہے۔ کبھی اصل روپ میں آتا ہے کبھی روپ بدلتا رہتا ہے۔ اس نے کئی بار پوچھنا چاہا آپ کون ہیں اور کیا کرتے پھرتے ہیں؟"

لیکن بارہا ارادہ کرنے کے باوجود وہ اپنے مالک سے سوال نہ کر سکا۔ یہ سوچ کر رہ گیا کہ مالک جو بھی ہے جیسا اس کے لئے مہربان ہے' اس کی ہر ضرورت پوری کرتا اسے بڑی بڑی رقمیں دیتا رہتا ہے۔

روکی ڈرائیو کرتا ہوا برین ماسٹر کے بنگلے میں پہنچ گیا تھا کے پچھلے حصے میں روکی کی رہائش تھی۔ وہ اپنے کمرے دروازے کو اندر سے بند کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ دو کے بعد اسے اپنے دماغ میں برین ماسٹر کی آواز سنائی دی روکی! آنکھیں بند کرو۔"

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ برین ماسٹر نے کہا "د ایک تک الٹی گنتی پڑھو۔"

وہ پڑھنے لگا "دس' نو' آٹھ' سات' چھ' پانچ' چار' ایک۔" پھر ایک کہتے ہی دماغ کی آنکھوں سے سرخ رو آئی۔ اس کے اندر سنسنی سی پیدا ہوئی۔ وہ محسوس کر دل' دماغ اور اس کا پورا وجود سرخ روشنی میں نہا رہا ذہنی طور پر تبدیل ہو رہا ہے۔

مریتا پہلی بار ایسے شخص کو دیکھ رہی تھی جو بیٹھے بیٹھے ہو گیا تھا۔ سرخ روشنی میں اس کی شخصیت بدل رہی تھی والا ڈرائیور نہیں رہا تھا۔ اس کی بدلتی ہوئی سوچ کہہ ر وہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بے حد ذہین نوجوان ہے او دماغ میں وہ توانائی ہے جو خیال خوانی کو پرواز کراتی ہے۔

وہ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کے نئے ٹیلی پیتھ والوں میں سے ایک تھا۔ مریتا خوشی سے جھوم گئی۔ کامیابی دیتا ہے جو کامیابی کے لئے محنت کرتے کر تھکتا۔ مریتا اپنی محنت اور لگن سے اور برین ماسٹر جواب دینے کی ضد میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے تک تھی۔

بلیک سیکرٹ نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں ایسی پیچیدگیاں رکھی تھیں کہ وہ سب عام انسانوں رہتے تھے۔ خود انہیں علم نہیں ہوتا تھا کہ وہ ٹیلی پ ہیں۔ ایسی صورت میں کوئی خیال خوانی کرنے والا ان میں آکر ان کے چور خیالات پڑھ کر بھی ان کی اصل نہیں کر سکتا تھا۔

مریتا بھی ڈرائیور کے دماغ میں آدھے گھنٹے تک کے چور خیالات پڑھ کر اسے ایک عام سا ڈرائیور سمجھ

ن خدا اس پر مہربان تھا۔ وہ جو تدبیر کرتی تھی اسے تقدیر پورا کر تی تھی۔ اتنی جلدی توقع سے بڑھ کر کامیابی نصیب والوں کو ہی ا ہے۔

ڈرائیور روکی کی سوچ بتا رہی تھی کہ اس کا دماغ بے حد اس سے وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہے چونکہ برین ٹر اس کے اندر تھا اس لئے وہ مریتا کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔

برین ماسٹر کہہ رہا تھا "روکی! میرے دماغ میں آؤ۔ میں ں مریتا کے نمائندے کے دماغ میں پہنچاؤں گا۔ میں دوسرے ات میں مصروف ہوں' تم اس نمائندے کی نگرانی کرو گے۔ ریتا سے کہیں نہ کہیں ملاقات کرتا ہو گا یا اس کے دماغ سے وئی اشارہ مل سکتا ہے جو مجھے مریتا تک پہنچا سکتا ہے۔"

روکی خیال خوانی کی پرواز کر کے برین ماسٹر کے دماغ میں اس کے ساتھ مریتا بھی آگئی۔ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ کیونکہ روکی صرف اتنی دیر کے برین ماسٹر کے دماغ میں آیا تھا جتنی دیر میں وہ مریتا کے رے کے دماغ میں پہنچتا اور وہاں پہنچنے میں صرف پندرہ سیکنڈ ـ ان پندرہ سیکنڈ میں چور خیالات نے کہا' برین ماسٹر ابھی پال کن سے رابطہ کرے گا۔

مریتا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اسے یہی اندیشہ تھا کہ برین اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کر رہا ہو گا۔ اس کے یتھی جاننے والوں میں ایک جورا جوری تھی' دوسرا جوڈی ن' تیسرا ٹیو سنتانا اور چوتھا پال ہوپ کن تھا۔

پال ہوپ کن جتنا محب وطن تھا اتنا ہی مریتا کا دشمن بھی اس نے ایک بار مریتا کے دھوکے میں اس کی ڈمی پر حملہ کیا کہ اسے زخمی کر کے اس کے تنویمی عمل سے نجات حاصل ے اور اسے اپنی معمول بنا کر رکھے۔

مریتا تو جیسے شکار ہونے کے لئے نہیں شکار کرنے کے لئے ہوئی تھی۔ اس نے پال ہوپ کن کو ایک بدترین غلام کی سزائیں دیں۔ یہ جانتی تھی کہ جب بھی پال ہوپ کن کو ملے گا' وہ اس کے تنویمی سحر سے ضرور نکل بھاگے گا۔

اور اب پال ہوپ کن کے لئے اس سے اچھا موقع اور کیا ا تھا کہ برین ماسٹر کا سہارا مل رہا تھا۔ وہ بیس سیکنڈ بعد پال ماغ میں گئی وہاں برین ماسٹر پوچھ رہا تھا۔ "کیا ہوا پال؟ کیا تک جورا جوری اور جوڈی نارمن کا سراغ نہیں ملا۔"

پال نے کہا "میں پوری کوشش کر رہا ہوں۔ مریتا بہت ہی ی اور مکار ہے۔ اس نے جورا جوری اور جوڈی نارمن کے ا کے ساتھ ساتھ ان کی آواز اور لہجے بھی بدل دیئے ہیں۔ ن کا نیا لہجہ معلوم نہیں ہے ورنہ خیال خوانی کے ذریعے ان دستی کرتا اور تم سے بھی دوستی کرا دیتا۔"

برین ماسٹر نے کہا "وقت ضائع ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں تم فوراً مریتا کے تنویمی سحر سے نجات حاصل کرو۔ کل صبح چھ بجے جہاں بلاؤں چلے آنا۔ تم ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کے بعد اپنی نئی شخصیت کے ساتھ آزاد ہو جاؤ گے اور اپنے ملک کے لئے آزادی سے کام کرو گے۔"

برین ماسٹر اس کے دماغ سے چلا گیا۔ پال ہوپ کن سوچ رہا تھا "ایک بار مجھے تنویمی سحر سے نجات مل جائے پھر میں اس سؤر کی بچی کو تلاش کرنے اور اسے عبرتناک سزائیں دینے میں ساری زندگی گزار دوں گا۔"

وہ گالیاں دے رہا تھا۔ مریتا گالیاں سن کر بھی خاموشی سے چلی آئی۔ اسے غصہ نہیں آیا کیونکہ اس کی نظروں میں پال کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ بلکہ یہ فکر تھی کہ برین ماسٹر اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پیچھے پڑ گیا ہے۔

مریتا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وہ ٹیو سنتانا کی خیریت معلوم کرنا چاہتی تھی لیکن اس کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ ٹیو سنتانا اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔ وہ کیسے مر گیا؟ طبعی موت؟ یا انتقامی موت مارا گیا؟

اس سلسلے میں تفتیش کی ضرورت نہیں تھی۔ سمجھ میں آنے والی بات تھی۔ برین ماسٹر نے اس کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو مار ڈالا اور دوسرے کو کل صبح ٹرانسفارمر مشین سے گزارنے والا تھا۔ وہ بڑی تیزی سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین کر مریتا کو تنہا کر رہا تھا۔

اس کے باوجود وہ باکمال عورت تھی۔ اس کے اندر بے چینی پیدا نہیں ہوئی۔ وہ بڑے صبر و تحمل سے اپنا نقصان برداشت کر رہی تھی۔ اسے اپنے خدا پر اور اپنی صلاحیتوں پر پورا بھروسا تھا کہ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکے گی۔

وہ رات کے دس بجے پال ہوپ کن کے دماغ میں گئی۔ وہ صبح حاصل ہونے والی آزادی کی خوشی میں اپنے وقت کے مطابق سو رہا تھا۔ مریتا نے اس کے خوابیدہ دماغ پر پھر تنویمی عمل شروع کیا۔ اسے اپنا معمول بنا کر پوچھا "کیا تم نے برین ماسٹر کو اپنا موجودہ نام اور رہائش گاہ بتائی ہے؟"

"ہاں' میں نے سب کچھ بتا دیا ہے۔"

"کیا تم نے روبرو اس سے ملاقات کی ہے؟"

"ابھی تک ایک دوسرے سے سامنا نہیں ہوا ہے۔"

"برین ماسٹر سے تمہارا رابطہ کیسے ہوا؟"

"سپر ماسٹر نے رابطہ کرایا تھا۔"

"کیا سپر ماسٹر نے تمہارا موجودہ چہرہ دیکھا ہے؟"

"نہیں' اس سے بھی خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رہتا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے برین ماسٹر اور سپر ماسٹر تمہارے چہرے کو نہیں پہچانتے ہیں؟"

"ہاں، دونوں مجھے چہرے سے نہیں پہچانتے ہیں۔"

"میں تمہیں حکم دیتی ہوں، تم کسی بھی سوچ کی لہر کو قبول نہیں کرو گے، صرف مجھے محسوس نہیں کرو گے۔"

پال نے وعدہ کیا۔ وہ کسی کی سوچ کی لہروں کو قبول نہیں کرے گا۔ مرینا کے سوا کوئی دماغ میں نہیں آئے گا۔ آئے گا تو وہ سانس روک لے گا۔

"میں حکم دیتی ہوں، تم تنویمی نیند پوری کر کے یہ رہائش گاہ چھوڑ دو گے اور کل کسی فلائٹ سے نیویارک چلے جاؤ گے۔"

اس نے وعدہ کیا۔ مرینا اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اس نے بھی پال کی نیند کے وقت کے مطابق اپنی نیند کا وقت مقرر کیا۔ پھر آرام سے سوگئی۔ اس نے یہ صدمہ اٹھانے میں وقت ضائع نہیں کیا کہ سپر ماسٹر درپردہ برین ماسٹر کا ساتھ دے رہا ہے بلکہ اعلیٰ حکام اور فوج کے افسران بھی برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کا ساتھ دے رہے ہوں گے۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے تنہا ہوتی جارہی تھی۔ اس کے باوجود وقت پر کھانے اور وقت پر سونے کی عادی تھی اس لئے سوگئی تھی۔

رات کے تین بجے بیدار ہوئی۔ منہ ہاتھ دھو کر اپنے لئے کافی تیار کی پھر پال کے پاس پہنچ گئی۔ وہ ایک اٹیچی میں ضروری سامان رکھ رہا تھا۔ ایک تابعدار کی طرح وہ رہائش گاہ چھوڑ رہا تھا۔ مرینا نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے اپنی کار میں نہیں جانا چاہئے۔ برین ماسٹر کے آدمیوں نے اس رہائش گاہ کی طرح میری کار بھی دیکھی ہوگی، مجھے ایک ٹیکسی طلب کرنا چاہئے۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر رابطہ کیا۔ پھر اپنے ایڈریس پر ایک کیب لانے کو کہا۔ دس منٹ میں گاڑی آگئی۔ اس نے ڈرائیور کو ریلوے اسٹیشن چلنے کے لئے کہا۔ آدھے گھنٹے میں وہ اسٹیشن پہنچ گیا۔ ٹیکسی کا کرایہ دے کر اسے رخصت کر دیا۔ مرینا بڑی تیزی سے اس کے راستے بدل رہی تھی۔ ایک شخص قریب ہی اپنی کار روک کر اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا۔ "جلدی چلو، ٹرین جانے والی ہے۔"

مرینا نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کار کی چابی سیٹ پر گرا دی اسے اس کی بیوی کے ساتھ پلیٹ فارم کی طرف بھیج دیا۔ پال نے مرینا کی مرضی کے مطابق سیٹ پر سے چابی اٹھائی، اسٹیرنگ سیٹ سنبھالی پھر کار اسٹارٹ کر کے وہاں سے چل پڑا۔

مرینا صبح پانچ بجے اس کے دماغ سے نکل آئی کیونکہ برین ماسٹر کسی وقت بھی آنے والا تھا۔ ایک گھنٹے بعد جب وہ آئی تو پال کی سوچ نے بتایا کہ کوئی اس کے دماغ میں بار بار آنے کی کوشش کرتا رہا اور وہ بے اختیار سانس روکتا رہا۔

مرینا نے اس کی سوچ میں کہا "اب مجھے برین ماسٹر کے دماغ میں جانا چاہئے اور کہنا چاہئے کہ مرینا نے اس کے دماغ میں گڑبڑ کی ہے۔ میں بے اختیار سانس روک لیتا ہوں۔ مجھے فوراً بتاؤ ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کے لئے کہاں پہنچنا چاہئے۔"

اس نے مرینا کی ہدایات پر عمل کیا۔ خیال خوانی کی پر
کر کے برین ماسٹر کے پاس گیا تو اس نے سانس روک لی۔ دو
بار گیا تو اس نے پوچھا "کون ہے؟"

"میں پال بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ گڑبڑ ہوگئی
میں بے اختیار سانس روک لیتا ہوں اگر یہی سلسلہ رہا تو می
سے نجات حاصل نہیں کر سکوں گا۔ مجھے فوراً اپنے پاس بلا
ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اس سے نجات دلاؤ۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "پال! میں تمہارے ذریعے مرینا
ہوں کہ وہ مجھے نادان نہ سمجھے۔ میں تمہیں ٹرانسفارمر مشی
طرف لے جاؤں گا تو وہ تمہارے پیچھے آئے گی اور مشی
چھپائے رکھنے کی جگہ معلوم کرلے گی۔"

پال نے پوچھا "آپ ..نوں کے جھگڑے میں میرا کیا
گا؟"

"مجھے بتاؤ تم کہاں ہو۔ میرے ..ون ..ب موقع د
تمہیں بے ہوش کریں گے تاکہ مرینا ت.. ے دماغ می
سکے۔ اس کے بعد میں تمہیں اس سے نجات دلاؤں گا۔"

"میں کیا بتاؤں کہ کہاں ہوں۔ ایک بند گاڑی میں
نہیں یہ گاڑی مجھے کہاں لے جارہی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے ابھی تمہارے مقدر میں غلامی
کوئی بات نہیں، میں تمہارے پاس آتا جاتا رہوں گا
جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ پال کے ساتھ مرینا بھی ا
دماغ سے نکل آئی۔ یہ اس کی چال تھی۔ برین ماسٹر جتنی
سے باتیں کرتا رہا وہ اس کے چور خیالات پڑھتی رہی۔ ا
اسی مقصد کے لئے پال کے دماغ کو برین ماسٹر کے لئے لاک
تھا کہ وہ پال کے پاس نہ آسکے۔ مجبور ہو کر اسے اپنے دما
بولنے کی اجازت دے اور اس نے اجازت دی۔ اسے
نہیں تھا کہ ایسے وقت مرینا موجود ہوگی۔ پھر بھی شبہ کرتے
اس نے کہا تھا کہ وہ پال کے ذریعے مرینا کو مخاطب کر
یوں مخاطب کرنے پر بھی وہ خاموش رہی تھی۔

یہ ذرا سی ہیرا پھیری اور موقع سے فائدہ اٹھانے
ہوتی ہے۔ جو اپنے طریق کار پر کامیابی سے عمل کرتا ہے
جیت لیتا ہے۔ مرینا ٹیونشتا کو ہار کر بھی بازی جیت گئی
برین ماسٹر پال سے گفتگو میں مصروف تھا، تب مرینا نے
سوچ میں کہا "اسرائیل کی امداد کے لئے کیا ہوگا؟"

برین ماسٹر کے چور خیال نے کہا "جیری ہاک اور با
شام کی فلائٹ سے تل ابیب جارہے ہیں۔"

مرینا نے پھر اس کی سوچ میں سوال کیا۔ "مرینا
کرنے کے لئے کیا کیا جارہا ہے؟"

اس کے چور خیال نے کہا "جن دنوں مرینا ٹریننگ سینٹر میں تھی ان دنوں کی چند تصویریں ہیں۔ ہم تصویر کی آنکھوں میں جھانکتے ہیں تو وہ سانس روک لیتی ہے۔"

واقعی مرینا کے ساتھ ایسا کئی بار ہوا۔ کوئی اس کے دماغ میں آنا چاہتا تھا اور وہ سانس روک لیتی تھی اور یہی سمجھتی تھی کہ سلمان واسطی وغیرہ اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔ اس نے سوال کیا۔ "بار بار تصویر کی آنکھوں میں جھانکنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟"

جواب ملا "کبھی تو وہ بیمار ہوگی یا کسی حادثے میں زخمی ہوگی ... ایسے وقت سانس نہیں روک سکے گی۔ ہمیں اسکا پتا ٹھکانا معلوم ہو جائے گا۔"

اس نے پھر سوال کیا "اگر مرینا کسی دوسرے ملک میں ہوگی تو؟"

جواب ملا "وہ امریکا یا انگلینڈ میں ہوگی۔ پال ہوپ کن نے بتایا ہے کہ مرینا نے ان دو ملکوں میں تاریک قید خانہ بنایا ہے۔ وہ اپنے شکار کو قید خانے تک پہنچانے کے لئے وہیں قریب ہی رہتی ہوگی۔"

"اگر معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں ہے تو اسے کون گرفتار کرے گا؟"

جواب ملا "لندن میں ہمارا ٹیلی پیتھی جاننے والا ایوان راسکا اس کی تاک میں ہے۔ نیویارک میں پاسکو روٹ اسے تلاش کر رہا ہے اور واشنگٹن میں مَیں ہوں۔"

پھر وہ مزید سوالات نہ کر سکی۔ برین ماسٹر نے پال سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ وہ بھی اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اس نے جورا جوری اور جوڈی نارمن سے رابطہ کیا پھر کہا "بہت اہم معاملہ ہے مجھے تم میاں بیوی کی ضرورت ہے۔"

دونوں نے کہا "ہم حاضر ہیں، حکم دو۔"

وہ بولی "دو نام نوٹ کرو۔ ایک نام ہے جیری ہاک دوسرا نام ہے باربرا ہکمن۔ یہ دونوں آج شام کی فلائٹ سے اسرائیل جا رہے ہیں۔ مجھے اس فلائٹ کے متعلق بتاؤ۔ اگر کسی کو شبہ میں مبتلا کئے بغیر ان دونوں کی آواز اور لہجہ سن سکو تو اچھی بات ہوگی۔"

جورا جوری نے کہا "میں ٹکٹ کاؤنٹر کی کمپیوٹر گرل کے دماغ میں جگہ بناؤں گی۔ وہ مجھے کمپیوٹر کے ذریعے بتائے گی کہ کون سی فلائٹ سے جیری ہاک اور باربرا ہکمن جا رہے ہیں۔"

جوڈی نارمن نے پوچھا "دونوں کا فون نمبر معلوم ہو جائے تو کیا فون پر ان کی آواز سننا چاہیے؟"

"اگر تم کوئی معقول بات نہیں کرو گے، رانگ نمبر کہہ کر ریسیور رکھ دو گے تو انہیں شبہ ہوگا۔ ذرا صبر سے عمل کرو۔ وہ دونوں شام کو بورڈنگ کارڈ لینے آئیں گے، تم کاؤنٹر گرل کے ذریعے ان کی آوازیں سن سکو گے۔"

مرینا انہیں ضروری ہدایات دے کر اپنے ایک آلۂ کار کے دماغ میں آئی۔ اسے برین ماسٹر کی کوٹھی کا پتا بتا کر کہا "اس کے سامنے گاڑی روکو۔ گاڑی میں رکھی ہوئی تمام دوائیں چیک کرو۔ ان میں بے ہوشی کا انجکشن ہونا چاہیئے۔ چلو فوراً نکالو۔"

وہ حکم دے کر برین ماسٹر کے ڈرائیور یعنی ٹیلی پیتھی جاننے والے روکی کے دماغ میں آئی۔ اب وہ ایک عام سا ڈرائیور نہ ٹیلی پیتھی جانتا تھا اور نہ ہی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتا تھا۔

پچھلی بار برین ماسٹر نے اس کے دماغ میں مخصوص سگنل دے کر اس کے اندر چھپی ہوئی ٹیلی پیتھی کو ابھارا تھا۔ اس کے بعد روکی نے خیال خوانی کے ذریعے بتایا کہ مرینا کا نمائندہ ایک آلۂ کار ہے۔ اس کے ذریعے مرینا تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ یہ رپورٹ سننے کے بعد برین ماسٹر نے پھر وہی مخصوص سگنل اس کے دماغ میں دیا۔ وہ چند سیکنڈ بعد بھول گیا کہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے پھر سے ایک عام ڈرائیور بن گیا تھا۔

مرینا اس ڈرائیور کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے کوٹھی کے باہر لائی۔ اس کا آلۂ کار گاڑی لے آیا تھا۔ اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ ڈرائیور روکی وہاں بیٹھ گیا۔ پھر آلۂ کار نے اس کے بازو میں ایک انجکشن لگایا۔ روکی اس کے اثر سے چشم زدن میں بے ہوش ہو گیا۔ آلۂ کار دروازہ بند کر کے اسٹیئرنگ سیٹ پر آگیا۔ اس وقت مرینا نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ کر لیا۔ آلۂ کار دماغی طور پر گم ہو گیا۔ مرینا اس کے ذریعہ ڈرائیو کرتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔

وہ اپنا خفیہ اڈا کسی کو نہیں بتاتی تھی۔ اس لئے روکی کو بے ہوش کر دیا۔ وہ ایک پرانی کوٹھی کے احاطے میں آئی۔ آلۂ کار اس کی مرضی کے مطابق گاڑی سے نکل کر گیراج کے پاس آیا، اس کے شٹر کو اوپر اٹھایا۔ پھر گاڑی کو چلا کر گیراج کے اندر آیا۔ شٹر کو دوبارہ نیچے کر دیا۔ اب باہر سے کوئی دیکھنے والا نہیں تھا۔

آلۂ کار نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہاں سے بے ہوش روکی کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ گیراج کی پچھلی دیوار میں ایک چور دروازہ تھا۔ وہ دیوار کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ جیب سے ریموٹ کنٹرولر نکال کر اس کا رخ دیوار کی طرف کر کے دبانے لگا۔ دیوار ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا کرتے ہوئے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ دوسری طرف ایک زینہ تہ خانے کی طرف گیا تھا۔ اس تہ خانے میں کئی ساؤنڈ پروف کمرے تھے۔ آلۂ کار بیہوش روکی کو ایک کمرے کے پلنگ پر ڈال کر باہر آیا۔ دروازے کو لاک کیا پھر اوپر گیراج کی طرف جانے لگا۔

برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ بہت پُراسرار بنتے تھے۔ مرینا نے ان کے پہلے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو تاریک قید خانے میں پہنچا دیا تھا۔ اس کے بعد جیری ہاک اور باربرا ہکمن کی باری تھی۔

○☆○

میں لیلیٰ کے ساتھ واشنگٹن میں تھا۔ ہم دونوں ائرپورٹ آئے تھے تاکہ ڈومیسٹک فلائٹ سے نیویارک جائیں۔ ائرپورٹ ایسی جگہ ہے جہاں مختلف ممالک کو مختلف راستوں پر جانے والے مختلف مزاج کے لوگ کبھی ایک ساتھ نظر نہیں آتے ہیں۔ مگر ائرپورٹ پر نظر آتے ہیں۔ یہاں بیمار بھی ہوتے ہیں صحت مند بھی، دوست بھی ہوتے ہیں دشمن بھی۔ تقدیر یہاں جتنے تماشے دکھاتی ہے اتنے کسی اور جگہ نہیں دکھاتی اور تقدیر ہمیں تماشا دکھانے اور تماشا بنانے کے لئے اس جگہ لے آئی تھی۔

ہم ریستوران میں داخل ہو رہے تھے۔ ایک حسین دوشیزہ لیلیٰ سے ٹکرا گئی پھر معذرت چاہتے ہوئے بولی "سوری، میں شرمندہ ہوں۔"

لیلیٰ نے کہا "کوئی بات نہیں۔"

وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ ہم اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ میں لڑکی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ مجھے شبہ تھا کہ اس نے کسی خاص مقصد کے تحت ٹکر ماری ہے۔ شاید کوئی اس کے ذریعے لیلیٰ کی آواز سننا چاہتا ہو۔

پہلے تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی۔ وہ ایک عام سی لڑکی تھی۔ آگے جا کر اس میز پر بیٹھ گئی تھی جہاں ایک شخص پہلے سے بیٹھا ہوا کافی پی رہا تھا اور اخبار پڑھ رہا تھا، وہ بولی "سوری، میں شرمندہ ہوں۔"

یہی فقرہ وہ لیلیٰ سے کہہ چکی تھی۔ اس شخص نے کہا "یہ تمہارا تکیہ کلام بن گیا ہے۔ غلطی ضرور کرو گی اور یہ ضرور کہو گی کہ سوری، میں شرمندہ ہوں۔"

"غلطی میری نہیں ہے۔ گاڑی میں خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے میں مقررہ وقت پر نہ آسکی۔ پندرہ منٹ لیٹ ہو گئی ہوں۔"

"جب گاڑی میں خرابی پیدا ہو گئی تھی اور تمہاری غلطی نہیں تھی تو پھر یہ کہنا کیا ضروری تھا کہ سوری، میں شرمندہ ہوں؟"

"واقعی مجھے یہ نہیں کہنا چاہیئے تھا یہ کہہ کر میں نے غلطی کی ہے۔ سوری، میں شرمندہ ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھ سے اپنا سر تھام کر بولا "پھر وہی فقرہ۔"

"سوری، اگر تمہیں اس فقرہ سے چڑ ہے تو اسے میری زبان پر نہیں آنا چاہیئے تھا۔ میں شرمندہ ہوں۔"

وہ تنبیہہ کے انداز میں انگلی دکھاتے ہوئے بولا "دیکھو اب ایسا لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا۔ ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ یہ کافی کی پیالی تمہارے سر پر دے ماروں گا۔"

"مسٹر جیری! یہ تو کوئی شرافت نہ ہوئی کہ تم کافی کی پیالی میرے سر پر مارو گے۔ اگر کوئی اپنی غلطی پر شرمندہ ہوتا ہے اور سوری کہتا ہے پھر معافی مانگتے ہوئے کہتا ہے کہ میں شرمندہ ہوں تو کیا تم معاف نہیں کرو گے؟"

"آخر تم وہ فقرہ پھر بول گئیں۔ کیا تم معاف نہیں کر سکتیں؟ کیا دوسرا فقرہ بول نہیں سکتیں؟"

"اچھی بات ہے۔ میں دوسری بات کروں گی۔ میرے لئے دوسری کافی منگواؤ اور اپنا سر دیکھو۔"

جیری نے بے اختیار نظریں اوپر کیں جیسے اپنا سر دیکھنا چاہتا ہو پھر جھنجلا کر بولا "نان سنس۔ بھلا کوئی اپنی آنکھوں سے اپنا سر دیکھ سکتا ہے۔"

"نہیں دیکھ سکتا، پھر بھی تم نے یہ غلطی کی۔" وہ چپ رہا تو وہ حسین دوشیزہ دوبارہ مخاطب ہوئی "اب خاموش کیوں ہو؟ بولو غلطی ہوئی۔"

"ہاں بابا! غلطی ہوئی۔ سوری، میں شرمندہ ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ چونک گیا پھر مسکرا کر بولا۔ "تم پکی شیطان کی خالہ ہو، آخر وہی فقرہ مجھے اپنی زبان سے ادا کرنے پر مجبور کر دیا۔"

وہ دونوں ہنسنے لگے۔ لیلیٰ نے مجھ سے کہا "وہ دونوں اسرائیل جا رہے ہیں۔"

میں نے کہا "اچھا تو تم بھی باربرا ہکمن کے خیالات پڑھ رہی تھیں۔"

"تم کیوں پڑھ رہے تھے؟ کیا وہ بہت حسین ہے؟"

"پھر وہی عورتوں والا حسد اور جلاپا؟ کسی دوسرے پہلو.... سے بھی سوچ لیا کرو۔ میری محتاط طبیعت نے کہا، یہ لڑکی کسی خاص مقصد سے ٹکرائی تھی۔ اس کا ارادہ معلوم کرنے کے لئے اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔"

"وہ میں پڑھ چکی ہوں۔ آپ کو جیری کے خیالات پڑھنا چاہئیں۔"

میں جیری کے پاس آیا۔ اس نے دو کپ کافی کا آرڈر دیا تھا۔ باربرا سے کہہ رہا تھا "تم بہت زندہ دل ہو بس ایک خرابی ہے۔"

"کہ میں تمہارے ہاتھ نہیں آتی۔"

"اتنا بتا دو، کب میرے بازوؤں میں آؤ گی؟"

"تم اچھی بات کرتے ہو۔ میں تو کسی مرد کی تنہائی میں نہیں جا سکتی۔"

"آخر کیوں؟"

"میں کسی کے قابل نہیں ہوں۔"

"کیا تمہیں کوئی مہلک بیماری ہے؟"

"بالکل نہیں۔"
"کیا تم ناگن ہو، سو سال بعد حسینہ کے روپ میں آئی ہو۔ جو تنہائی میں آتا ہے اسے ڈس لیتی ہو؟"
"یہ قصے کہانیوں والی باتیں ہیں۔ میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"
"پھر کیا بات ہے؟"
"میں مجبور ہوں، نہیں بتا سکتی، سو سوری، میں شرمندہ ہوں۔"
ویٹر کافی کی ٹرے لے آیا۔ میں نے لیلیٰ سے کہا "تم نے باربرا کی بات سنی؟"
"سنی ہے۔ آپ اس کے دماغ میں نہ جائیں۔"
"میری رگِ تجسس پھڑک رہی ہے۔ تم ہی بتا دو۔"
"وہ تو بتانا ہی ہوگا۔ ورنہ آپ میری لاعلمی میں اس کے چور خیالات پڑھ لیں گے۔"
"ایسی کیا بات ہے؟"
"وہ مکمل لڑکی نہیں ہے۔"
"یعنی آدھی لڑکی آدھا لڑکا؟ یہ تو وہی جینا کا کیس ہے۔ وہ بارہ گھنٹے لڑکی رہتی تھی پھر بارہ گھنٹے کے لئے لڑکا بن جاتی تھی۔"
"یہ جینا کا کیس نہیں ہے۔ باربرا سچ مچ لڑکی ہے۔ وہ جینا کی طرح ایک پل کے لئے بھی خود کو لڑکا نہیں سمجھتی ہے لیکن اس کے جسم کا قدرتی نظام کچھ ایسا ہے کہ وہ ازدواجی زندگی نہیں گزار سکتی اور قدرتی طور پر ہی وہ جذبات کے معاملے میں بالکل ٹھنڈی ہے۔"
"کیا وہ قدرتی طور پر ایسی ہے؟"
"بیشک، ایسا تو قدرتی طور پر ہی ہوتا ہے۔"
"وہ اسرائیل کیوں جا رہی ہے؟ جیری کی سوچ نے بتایا ہے، اسے تاریخ اور آثارِ قدیمہ سے دلچسپی ہے۔"
لیلیٰ نے کہا "اور باربرا کو فوٹوگرافی اور مصوری کا شوق ہے۔ یہ دونوں اسرائیل میں آثارِ قدیمہ کی اسٹڈی اور فوٹوگرافی کے لئے جا رہے ہیں۔"
ہم دونوں پھر ان کے دماغوں میں گئے۔ ادھر وہ دونوں اپنا اپنا سر تھام کر میز پر جھک گئے۔ اچانک ہی کمزوری محسوس کر رہے تھے پھر وہ اٹھ کر ریستوران سے جانے لگے۔
میں نے کہا "ان کے ساتھ کوئی چکر چل رہا ہے۔"
لیلیٰ نے تائید کی "میں باربرا کے اندر رہ کر دیکھ رہی ہوں کہ یہ اچانک کمزوری کے باعث اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہیں ہے۔ کجا یہ کہ اپنے پیروں سے چل کر جا رہی ہے۔"
"خود نہیں جا رہی ہے۔ کوئی اس کے دماغ میں ہے، وہ اسے لے جا رہا ہے۔ میں نے جیری کے اندر بھی یہی محسوس کیا ہے۔"
ہم نے فوراً ہی بل ادا کیا۔ پھر ان کے پیچھے جانے لگے۔ لیلیٰ نے کہا "تعاقب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم ان کے دماغ میں رہ کر اغوا کرنے والوں کا مقصد معلوم کر سکتے ہیں۔"
"بعض حالات میں ٹیلی پیتھی کام نہیں آتی۔ یوں بھی تم بہت آرام طلب ہو گئے ہیں۔ اسی بہانے ذرا بھاگ دوڑ ہو رہے گی۔"
"انہیں کافی میں کوئی دوا ملا کر دی گئی ہے۔"
"یہی بات ہے۔ ایسا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہی کر سکتا ہے۔ ویسے ہمیں آپس میں گفتگو کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ تم باربرا کے خیالات پڑھتی رہو۔"
میں جیری کے دماغ میں آیا۔ وہ ائرپورٹ کے پارکنگ ایریا کی طرف جا رہا تھا جبکہ اس کی ذاتی گاڑی وہاں نہیں تھی۔ وہ تو یہاں سے اسرائیل کی طرف سفر کرنے کے لئے آیا تھا۔ باربرا نے کہا "میرا دل گھبرا رہا ہے۔ کمزوری سے چلا نہیں جاتا ہے۔ پھر بھی ہم کہاں جا رہے ہیں؟"
ایک شخص نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر کہا "یہاں آرام سے بیٹھ جاؤ۔ تمہاری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔"
میں اس شخص کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے پہلے سے انجکشن کی دو سرنج تیار کر رکھی تھیں۔ کوئی اس کے دماغ میں بول رہی تھی "جلدی کرو، یہ ائرپورٹ ہے، کسی کو بھی تمہاری حرکتوں پر شبہ ہو سکتا ہے۔"
میں اس آلۂ کار کے دماغ میں مرینا کی سوچ سن رہا تھا لیکن یہ نہیں سمجھ رہا تھا کہ وہ ہے۔ وہ اتنی محتاط تھی کہ اپنے آلۂ کاروں سے بھی اصل آواز اور لہجے میں نہیں بولتی تھی۔ اس آلۂ کار نے انجکشن کے ذریعے جیری اور باربرا کو بے ہوش کر دیا تھا۔ لیلیٰ نے کہا "اس گاڑی والے نے باربرا کو بے ہوش کر دیا ہے۔"
"جیری کے ساتھ بھی یہی ہو چکا ہے۔ تم کار ڈرائیو کرو۔ میں خیال خوانی کروں گا۔ تعاقب کے دوران فاصلہ بہت زیادہ رکھو تاکہ دشمن خیال خوانی کرنے والی کو شبہ نہ ہو۔"
"ہم کار میں بیٹھ گئے تھے۔ وہ گاڑی آگے جا رہی تھی۔ لیلیٰ نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا "کیا وہ کوئی خیال خوانی کرنے والی عورت ہے؟"
"ہاں میں نے اس گاڑی والے کے دماغ میں اس کی آواز سنی ہے۔"
"کیا مرینا ہے؟"
"یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ کوئی دوسری بھی ہو سکتی ہے۔"
میں پھر اس گاڑی والے کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ پوری طرح ٹیلی پیتھی جاننے والی کی گرفت میں تھا۔ بالکل غائب دماغ تھا۔ وہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھ کر ڈرائیو کر رہا تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ کس راستے پر جا رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟
جب ہم اپنے آلۂ کار کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لیتے ہیں تو وہ دماغی طور پر گم ہو جاتا ہے۔ ہم اس کے دماغ سے دیکھتے اور بولتے ہیں، اس کے کانوں سے سنتے ہیں اور اس کے ہاتھوں اور پیروں سے حرکت کرتے ہیں۔ آلۂ کار کے دماغ میں اس عورت کی سوچ کہہ رہی تھی کہ اسے کس راستے پر گاڑی کو موڑنا ہے، کس گلی میں جانا ہے اور کس کوٹھی کے گیراج میں پہنچ کر گاڑی کا انجن بند کرنا ہے۔
یعنی وہ عورت نہیں چاہتی تھی کہ اس کے آلۂ کار کو وہ جگہ معلوم ہو جہاں وہ جیری اور باربرا کو پہنچا رہی تھی۔ گاڑی گیراج میں پہنچ گئی تھی۔ آلۂ کار نے گیراج کے شٹر کو نیچے کیا۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر پہلے باربرا کو کھینچ کر باہر نکالا۔ اسے کاندھے پر لاد کر گیراج کے سامنے آیا۔ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے وہ دیوار دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ دوسری طرف چور راستہ اور زینہ تھا۔ وہ زینے سے اتر کر تہہ خانے میں پہنچا، وہاں کئی کمرے اور کوریڈور تھے۔ اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا پھر باربرا کو اسی طرح کاندھے پر اٹھائے اندر آ گیا۔
وہ بہت بڑا بیڈ روم تھا۔ وہاں دو بڑے پلنگ بچھے ہوئے تھے۔ ضرورت کا ہر سامان موجود تھا۔ آلۂ کار نے باربرا کو ایک پلنگ پر لٹا دیا اس کے بعد باہر چلا گیا۔
وہ کمرا ساؤنڈ پروف تھا۔ باربرا ہوش میں آ کر اگر آخری حد تک چیختی چلاتی، تب بھی کوئی اس کی نہ سنتا۔ میں نے کہا "لیلیٰ! مجھے یقین ہو گیا ہے۔ ان دونوں کو مرینا نے اغوا کیا ہے اور انہیں اس ساؤنڈ پروف اور تاریک قید خانے میں پہنچا رہی ہے۔"
وہ بولی "تاریک قید خانہ مرینا کی شناخت بن گیا ہے۔ کمبخت بہت ہی ذہین اور تیز طرار ہے۔ کیا آپ اس قید خانے میں جائیں گے؟"
"ابھی ضروری نہیں ہے۔ ہمیں وہ خفیہ اڈا معلوم ہو چکا ہے، ہم کسی وقت بھی وہاں جا سکتے ہیں لیکن پہلے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ جیری اور باربرا کی اہمیت کیا ہے؟ ان میں کوئی خاص بات ہے اسی لئے مرینا نے انہیں اپنا قیدی بنایا ہے۔"
"ہم ان کے چور خیالات پڑھ چکے ہیں۔ وہ دونوں بے ضرر اور معصوم ہیں۔ عام سے انسان ہیں۔ ہمیں تو ان میں کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔"
"ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے بہت کچھ جان سکتے ہیں لیکن سب کچھ نہیں جان سکتے۔ ذرا دیکھتی جاؤ، وہ ظہور میں آنے والا ہے جس کی ہمیں توقع نہیں ہے۔"
میں پھر آلۂ کار کے پاس آیا۔ وہ جیری کو بھی باربرا کے کمرے میں دوسرے بستر پر ڈال کر آ گیا تھا۔ چور دروازہ بند کر چکا تھا اور گیراج سے اپنی گاڑی نکال کر گیراج کے شٹر کو مقفل کر کے جا رہا تھا۔ بہت دور جانے کے بعد اس نے گاڑی روک دی پھر اچانک ہی دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اس بات پر اسے حیرانی نہیں ہوئی۔ اب میں اس کی آزادانہ سوچ پڑھ سکتا تھا۔
پڑھنے سے پتا چلا اس کے ساتھ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ ایک نامعلوم عورت نے اسے ملازم رکھا ہے، اسے ہر ہفتے پانچ ہزار ڈالر دیتی ہے۔ وہ کبھی اتنی بڑی رقم کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا جبکہ کام بھی کچھ زیادہ نہیں تھا، اس نے دو ماہ کی ملازمت میں آج پہلی بار تین افراد کو بے ہوش کیا تھا۔ اس کے بعد ان تینوں کو اس نے کہاں پہنچایا تھا یہ اسے معلوم نہیں تھا۔
مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ جیری اور باربرا کو تاریک قید خانے میں پہنچانے سے پہلے وہ ایک اور شخص کو وہاں پہنچا چکا ہے۔ اس کی سوچ مجھے یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ ان تینوں قیدیوں کی اہمیت کیا ہے؟
یہی سوال لیلیٰ نے کیا۔ پھر خود ہی جواب دیا "مرینا نے آج تک صرف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو قید کیا ہے تاکہ ہم ان کے دماغوں میں پہنچ کر بھی انہیں قید خانے سے نہ نکال سکیں۔ اس نے یہاں کے تاریک کمروں میں تین قیدیوں کو رکھا ہے، یہ تینوں بھی ضرور ٹیلی پیتھی جانتے ہوں گے۔"
"اگر ٹیلی پیتھی جانتے ہیں تو ان کے چور خیالات نے ہمیں کیوں نہیں بتایا؟"
"ہاں، یہ ایک الجھن ہے۔ ان کے خیالات سے پتا چلتا ہے کہ وہ نہ کوئی غیر معمولی علم جانتے ہیں نہ غیر معمولی انسان ہیں۔"
میں نے کہا "ان کے غیر معمولی ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ انہیں مرینا نے شکار کیا ہے۔"
لیلیٰ نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔ میں نے کہا "اب ہم نیویارک نہیں جائیں گے۔"
"یہ تو میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ اسی شہر میں دشمنوں کی نشاندہی ہو رہی ہے۔ پچھلی بار مرینا لندن میں تھی۔ اب وہ اسی شہر میں مل سکتی ہے۔"
"مرینا کہیں بھی ہو۔ اسے ڈھونڈنے کا کام ہم نے پارس پر چھوڑ دیا ہے۔ ابھی تو میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ تاریک کمروں میں جو تین قیدی ہیں وہ کون ہیں؟ کس ملک اور کس تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مرینا آج کل کس کے خلاف ایکشن میں ہے؟"
ہم اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔ لیلیٰ نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا "میں نیویارک کی سیٹ کینسل کراتی ہوں۔ پھر کافی تیار کروں گی۔ ہم ائرپورٹ میں آدھی پیالی بھی نہیں پی سکے۔"
میں ایک صوفے میں دھنس گیا اور خیال خوانی میں ڈوب گیا۔ جیری اور باربرا ابھی تک بے ہوش تھے۔ دماغی حالت بتا رہی تھی کہ تھوڑی دیر بعد ہوش میں آ جائیں گے۔ میں نے سوچا لیلیٰ کے ہاتھوں سے بنی ہوئی کافی پینے کے بعد پھر ان کے دماغوں

میں آؤں گا۔ میں وہاں سے واپس آنا چاہتا تھا اسی وقت کسی اجنبی کی سوچ سنائی دی" جیری! ہوش میں آؤ۔ کم آن' ہری اپ۔"

میں نے لیلیٰ سے کہا "کوئی جیری کو ہوش میں آنے کے لئے کہہ رہا ہے۔"

"کہہ رہا ہے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مرینا نہیں ہے۔"

"ہاں تم باربرا کے دماغ میں جاؤ۔"

میں بھی باربرا کے پاس گیا' وہاں بھی وہی اجنبی اسے ہوش میں آنے کو کہہ رہا تھا۔ اس کا دماغ اور سانسوں کی رفتار بتا رہی تھی کہ وہ ہوش و حواس کی طرف آرہی ہے۔ میں نے جیری کے پاس آکر دیکھا وہ اپنے دماغ میں جھنجھناہٹ سی محسوس کررہا تھا پھر وہ مکھیوں جیسی جھنجھناہٹ واضح ہونے لگی' ایک دوسرے اجنبی کی سوچ سنائی دی یعنی وہاں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے' ایک باربرا کے پاس تھا دوسرا جیری کے اندر کہہ رہا تھا "تم ہوش میں آرہے ہو۔ شاباش! آنکھیں کھولو اور دیکھو' سمجھو کہ کہاں ہو؟ اس جگہ کی نشاندہی کرو ہم تمہیں وہاں سے لے آئیں گے۔"

میں سوچ رہا تھا' یہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے کون ہیں جو باربرا اور جیری کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ ابھی میں برین ماسٹر اور چار بلیک سیکرٹ کے متعلق نہیں جانتا تھا۔ اس وقت باربرا کے دماغ میں برین ماسٹر اور جیری کے دماغ میں ایک بلیک سیکرٹ بول رہا تھا۔

کوئی ایک منٹ کے بعد جیری نے آنکھیں کھول دیں۔ سوچنے لگا "میں کہاں ہوں؟ یہ میرے چاروں طرف گہری تاریکی کیوں ہے؟"

بلیک سیکرٹ نے کہا "تم کسی بستر پر ہو۔ یہ کوئی کمرا ہے حوصلہ کرکے اٹھو' اور سوئچ بورڈ تلاش کرو۔"

اسی وقت باربرا کی کراہیں سنائی دیں۔ جیری نے اٹھتے ہوئے کہا "یہ تو باربرا کی آواز ہے' میرے بالکل قریب ہے۔"

اس کے دماغ میں کہا گیا "پہلے سوئچ آن کرو پھر وہ دکھائی دے گی۔"

وہ پلنگ سے اتر کر کھڑا ہوگیا تھا۔ پاؤں تلے قالین بچھا ہوا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اندھے کی طرح ٹٹولتا ہوا دروازے پر آیا' اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ مقفل تھا یا باہر سے بند کیا گیا تھا' اس نے پھر دروازے اور دیوار کے سہارے آگے بڑھ کر سوئچ بورڈ کو پا ہی لیا۔

اس نے ایک سوئچ دبایا۔ پھر دوسرے کو دبایا۔ تاریکی جوں کی توں رہی وہاں جتنے سوئچ تھے ان سے روشنی نہیں ہورہی تھی۔ باربرا نے پریشان ہوکر پوچھا "یہاں اندھیرے میں کون ہے۔ مجھے ٹپ ٹپ کی آواز آرہی ہے جیسے کوئی بار بار سوئچ دبا رہا ہو۔"

جیری نے کہا "باربرا! تم اس تاریکی میں تنہا نہیں ہو۔ میں تمہارے ساتھ اسی کمرے میں ہوں۔"

"تھینکس گاڈ' تم میرے پاس ہو۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میرے دماغ کے اندر کوئی بول رہا ہو۔"

"میرے اندر بھی کوئی بول رہا ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا "ہاں' میں بول رہا ہوں۔ اس تاریک قید خانے نے سمجھا دیا ہے کہ مرینا نے تم دونوں کو قیدی بنایا ہے۔"

"یہ مرینا کون ہے؟"

"تم اسے نہیں جانتے۔ وہ اس وقت بھی تمہارے دماغوں میں چھپی ہوئی ہے۔ میں اسے آخری بار سمجھاتا ہوں کہ وہ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کے لئے چیلنج بننے کی حماقت نہ کرے۔ ہمارے آدمیوں کو رہا کردے۔"

جواب میں خاموشی رہی۔ جیری اور باربرا کے دماغوں سے مرینا کی سوچ نہیں ابھری۔ وہ ضرور موجود ہوگی۔ دشمنوں کی.... بےبسی کا تماشا دیکھ رہی ہوگی۔ بلیک سیکرٹ نے پوچھا "جیری! ہمیں بتاؤ' تمہیں کس طرح ٹریپ کیا گیا تھا۔"

وہ بولا "میں باربرا کے ساتھ ریستوران میں کافی پی رہا تھا' اچانک ہمیں کمزوری کا احساس ہوا۔ اس کے بعد ہم وہاں سے اٹھ گئے جبکہ ہمارا اٹھنے کا ارادہ نہیں تھا۔ ہم بے اختیار پارکنگ ایریا میں چلتے ہوئے آئے۔ ایک شخص نے ہمارے لئے کار کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔"

"وہ شخص کون تھا؟"

"ہمارے لئے اجنبی تھا مگر میں اسے کہیں بھی دیکھ کر پہچان سکتا ہوں۔"

"آگے بولو۔"

"اس شخص نے انجکشن کے ذریعے ہمیں بے ہوش کردیا۔"

"تمہیں اس کی گاڑی میں نہیں بیٹھنا چاہئے تھا۔"

"ہم کمزور تھے۔ ہمارا جسم اور ہمارا دماغ ہمارے اختیار میں نہیں تھا۔ ایسا لگتا تھا کوئی ہمیں سہارا دے کر لے جارہا ہے۔ جب باربرا کو بیہوشی کا انجکشن لگایا گیا تو میں حوصلہ کرنے لگا کہ وہ مجھے انجکشن لگانے آئے گا تو میں اسے کامیاب نہیں ہونے دوں گا لیکن میں اس قدر کمزور تھا کہ صرف ارادہ کرکے رہ گیا۔ اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے سکا۔ اس نے انجکشن لگا دیا پھر مجھے ہوش نہیں رہا کہ وہ اجنبی مجھے کہاں لے جارہا ہے۔"

"وہ کون سی کار تھی؟"

"ہنڈا ایکارڈ۔ اس کا رنگ سیاہ تھا۔ میں نے نمبر پلیٹ پر دھیان نہیں دیا۔"

برین ماسٹر نے کہا "وہ ذلیل عورت بہت چالاک ہے۔ اس نے سونیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی تاریک قید خانے تک پہنچنے نہیں دیا تھا۔"

بلیک سیکرٹ نے کہا "مگر ہم پہنچیں گے۔ ہم اپنے اصولوں میں لچک پیدا کریں گے۔ مرینا سے دوستی کریں گے اور اپنے آدمیوں کو یہاں سے رہائی دلائیں گے۔"

میں نے جیری کے دماغ سے سوال کیا "مگر تم کون ہو؟ ہمیں رہائی دلانا چاہتے ہو۔ ہمارے دوست ہو تو پھر اجنبی نہ رہو۔ اپنا تعارف کراؤ؟"

برین ماسٹر نے کہا "اپنا تعارف کرانا ضروری نہیں ہے ہم پھر آئیں گے۔"

میں نے جیری کے ذریعے کہا "ٹھہرو تعارف تو ہو ہی چکا ہے۔ تم میں سے ایک برین ماسٹر ہے اور دوسرا بلیک سیکرٹ۔ تم نے ابھی مرینا سے کہا تھا کہ وہ تمہارے لئے چیلنج بننے کی حماقت نہ کرے۔ جب یہاں تک کہہ دیا ہے تو یہ بھی کہہ دو کہ ہمارا تم سے کیا رشتہ ہے۔ تم ہمارے لئے کسی مکار عورت سے ٹکرانا بھی چاہتے ہو اور اس سے سمجھوتا کرنا چاہتے ہو۔ پلیز ہمیں تجسس میں مبتلا نہ کرو' جب ہم تمہارے ہیں تو ہم سے پردہ کیا؟"

"کوئی پردہ نہیں ہے۔ تم دونوں ہمیں جانتے ہو مگر ہمیں جاننے اور پہچاننے کا ایک خاص موقع ہوتا ہے۔ اس مناسب موقع پر ہمارے تمہارے درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا۔ بس اب اس قید خانے میں صبر سے رہو۔ ہم تمہاری رہائی کی کوششیں کررہے ہیں۔"

وہ چلے گئے۔ میں جیری کے دماغ کی گہرائیوں میں اتر کر معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ وہ کون سا مناسب موقع ہوتا ہے جب اس کے اور برین ماسٹر وغیرہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا؟

ایک عام سی بات سمجھ میں آئی کہ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ نے تنویمی عمل کے ذریعے ان کے دماغ کے کچھ حصوں کو لاک کردیا ہے۔ جیری اور باربرا انہیں پہچانتے ہیں لیکن مناسب موقع آنے تک انہیں فراموش کئے رہتے ہیں۔

لیلیٰ' سونیا کے پاس جاکر اسے یہاں کی روداد سنا رہی تھی۔ اس نے بھی سب کچھ سننے کے بعد کہا "جیری اور باربرا بہت اہم ہیں لیکن اپنی اہمیت کو بھولے ہوئے ہیں اور تنویمی عمل کے ذریعے عارضی طور پر یہ اہمیت بھلائی گئی ہے۔"

میں نے کہا "ہمیں ان کی اصلیت اور اہمیت رفتہ رفتہ معلوم ہوجائے گی لیکن یہ دو نئے نام ہمارے سامنے آئے ہیں' برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ دونوں ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

"فرہاد! تم بھول رہے ہو۔ مرینا صرف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تاریک قید خانے میں لے جاتی ہے۔ اس پہلو سے سمجھو وہ تاریک قید خانے کے تینوں قیدی بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے ایک ایسی خطرناک تنظیم وجود میں آئی ہے جس کے تمام افراد ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "جب یہ یقین ہوجائے کہ وہ تینوں قیدی پھر برین ماسٹر اور پھر بلیک سیکرٹ بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں تو بات سمجھ میں آجائے گی کہ اتنی تعداد میں ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹرانسفارمر مشین سے ہی پیدا ہوسکتے ہیں۔ یہ کوئی نئی خطرناک تنظیم نہیں ہے یہ سب مرینا اور سپر ماسٹر کے ملک سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔"

"تم یہ کہہ رہی ہو کہ مرینا اپنے ہی ملک کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو قیدی بنا رہی ہے؟"

"ہاں' ایک اندازہ ہے کہ مرینا اور سپر ماسٹر کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے ہیں۔ مرینا کے مزاج میں حکمرانی اور خود مختاری ہے۔ وہ جورا جوری' جوڈی نارمن' ٹیٹو سنتانا اور رپال ہوپ کن کے دماغوں پر حکومت کررہی ہے۔ انہیں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کررہی ہوگی اور یہ بات سپر ماسٹر کو پسند نہیں ہوگی۔"

میں نے تائید کرتے ہوئے کہا "بات کچھ سمجھ میں آرہی ہے۔ سپر ماسٹر نے مرینا کی طاقت کم کرنے کے لئے ٹرانسفارمر مشین سے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے ہیں۔ مرینا کے خلاف برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کی ایک ٹیم بنائی ہے۔ اس ٹیم نے مرینا کو کوئی نقصان پہنچایا ہوگا تب ہی وہ برین ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تاریک قید خانے میں پہنچا رہی ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "امریکا کی جانب سے اسرائیل کو خیال خوانی کرنے والوں کی مدد پہنچائی جانے والی تھی۔ جیری اور باربرا بھی اسرائیل جانے والے تھے۔ اس حساب سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ تاریک قید خانے کے تینوں قیدی خیال خوانی کرنا جانتے ہیں۔ یہی ان تینوں کی اہمیت کا سبب ہے' وہ تنویمی عمل کے زیر اثر رہ کر اپنی خیال خوانی کی صلاحیتوں کو اور اپنے برین ماسٹر کو بھولے ہوئے ہیں اور برین ماسٹر مناسب موقع دیکھ کر انہیں ان کی اصلیت اور صلاحیت کی طرف واپس لاتا ہے۔"

بہت سی گرہیں کھل رہی تھیں۔ لیلیٰ نے آخری گرہ کھول دی تو ساری باتیں آئینے کی طرح صاف ہوگئیں۔ اس آئینے میں نظر آنے لگا کہ مرینا' سپر ماسٹر اور برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کے درمیان زبردست تنازعہ ہے' وہاں ایک دوسرے سے برتر رہنے کی جنگ لڑی جارہی ہے۔

میں نے کہا "یہ اچھا موقع ہے۔ ہمارے لئے حالات سازگار ہیں۔ اگر ہم کسی طرح مرینا کو اپنی طرف مائل کرلیں تو ان کی آپس کی جنگ کا نتیجہ ہمارے حق میں بہتر ہوگا۔"

"مرینا ایک منہ زور آندھی ہے۔ اس آندھی سے صرف پارس ہی کھیل سکتا ہے۔ اپنے بیٹے سے کہو' وہ مرینا کو پہلے لندن میں تلاش کرے' وہاں نہ ملے تو واشنگٹن چلا جائے۔ جس تیزی سے مرینا کام کررہی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے وہ واشنگٹن میں

ہے۔"

ہماری معلومات کے مطابق دو ہی شہروں میں اس کے تاریک قید خانے تھے۔ میں نے پارس سے رابطہ کیا' وہ بولا "لیس پاپا؟"

میں نے پوچھا "مرینا کہاں ہے؟"

اس نے معصومیت سے پوچھا "کون مرینا؟"

"وہی ٹیلی پیتھی جاننے والی جس نے لندن میں تمہیں ٹریپ کرنا چاہا تھا لیکن خود تمہارے جال میں پھنس گئی تھی۔"

"سوری پاپا! مجھے یاد نہیں آرہا ہے۔ آپ نے ابھی کیا نام بتایا تھا؟"

"دیکھو شیطان! مجھ سے بننے کی کوشش نہ کرو' سنجیدہ ہوجاؤ۔"

"تو پھر سنجیدگی سے پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو میری تمام ماؤں کے نام آج بھی یاد ہیں؟"

میں نے جھینپ کر کہا "یہ کیا بکواس ہے!"

"پلیز میرے سوال کو سنجیدگی سے سمجھیں۔ جب باپ کو یاد نہیں ہے تو بیٹے کو کیا یاد ہوگا کہ آپ کی کتنی بہوئیں آکر جاچکی ہیں اور ان کے نام کیا کیا رہے ہیں؟"

میں اس کے دماغ سے چلا آیا۔ لیلیٰ نے پوچھا "پارس سے بات ہوگئی؟"

"میں بیٹے سے بات کرنے جاتا ہوں مگر یوں لگتا ہے اپنے باپ سے باتیں کررہا ہوں۔"

لیلیٰ نے کہا "سچ پوچھیں تو مجھے بھی اس سے باتیں کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ ایسے گھما پھرا کر بولتا ہے کہ جواب نہیں بن پڑتا' ویسے وہ کیا کہہ رہا تھا؟"

اب میں لیلیٰ سے کیسے کہتا کہ وہ اپنی اماؤں کا حساب پوچھ رہا تھا جبکہ لیلیٰ بھی ایک اماں تھی۔ میں نے کہا "جو بچے باپ کے قابو میں نہیں آتے' وہ ماں کی ممتا سے رام ہوجاتے ہیں۔ تم اسے مرینا کی موجودہ مصروفیات سے آگاہ کرو اور مرینا کو ہماری طرف مائل کرنے کے لئے کہو۔"

لیلیٰ نے اس کے پاس پہنچ کر مخاطب کیا "ہیلو پارس! خیریت سے ہو؟"

"آہ! خیریت کہاں ہے؟ مجھے کچھ ہوگیا ہے۔"

"کیا ہوگیا ہے؟"

"پتا نہیں' ایسا کچھ ہوگیا ہے کہ آنے والے میرے پاس آتے ہی بھاگ جاتے ہیں۔"

"تم اپنی شرارت سے بھگا دیتے ہو۔"

"کیا اپنی ماؤں کے نام پوچھنا شرارت ہے؟"

"ہرگز نہیں' ویسے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا تمہیں اپنی والدہ کا نام یاد نہیں ہے۔"

"ایک ہوتی تو یاد رہتا۔"

"اب اتنی زیادہ بھی نہیں ہیں کہ تمہیں یاد نہ رہیں۔"

"اس کا مطلب ہے آپ کو تمام نام یاد ہیں! چلیں آپ لکھوا دیں۔"

"تمہیں لکھنے کی ضرورت کیا پڑ گئی ہے؟"

"میں خاندانی شجرہ لکھ رہا ہوں۔ تمام ماؤں کے نام لکھ ضروری ہے۔"

"دیکھو پارس! جو عورت اپنے باپ کی منکوحہ ہوتی ہے' ماں کہلاتی ہے۔ اس اعتبار سے تمہاری ایک ماں رسونتی ہ دوسری میں ہوں۔"

"اور جن سے باپ شادی نہ کرے اور ان کی زندگی بر کردے' وہ بیچاریاں کسی حساب میں نہیں ہیں؟"

"یہ تمہارے پاپا کی غلطی ہے۔ تم گڑے مردے ن اکھاڑو۔"

"آپ منکوحہ ہیں۔ خدانخواستہ نہ ہوتیں تو کیا مجھے ا باپ سے آپ کا نام پوچھنے کا حق نہ ہوتا؟"

"یہ تم دل کو لگنے والی باتیں کرکے لاجواب کردیتے ہو۔"

"میں کسی سے ناانصافی نہیں کرنا چاہتا۔ پاپا کی زندگی م آنے والی ہر عورت ان کی بیوی نہ کہلا سکی۔ میں ہر اس عورت ماں کہہ کر اس کا مان بڑھا سکتا ہوں۔ ان کی گود میں سر رکھ انہیں فرہاد علی تیمور کا ایک بیٹا دے سکتا ہوں۔ ہر ماں کو جب ایک پارس ملے گا تو میرے باپ کی بیوفائی کی تکلیف کچھ ہوجائے گی۔"

لیلیٰ نے کہا "پارس! تم عظیم ہو۔ تمہارے سینے میں ا دل ہے۔ تمہیں عورتوں کے دکھ کا احساس ہے۔ تم عورتوں عزت کرتے ہو اور عورتوں کو کبھی کھلونا نہیں سمجھتے ...."

وہ بولتے بولتے چونک گئی' سوچنے لگی۔ پارس نے پوچھا" ہوا؟"

"ہوگا کیا؟ جذباتی باتیں کرکے مجھے الّو بنا رہے ہو۔ تم ہ اپنی زندگی میں آنے والوں کو کھلونا سمجھتے ہو۔ اپنے پاپا کے نق قدم پر چلتے ہو۔ بڑے پارسا بن کر اپنی ماؤں کا حساب کررہے! تمہاری زندگی میں آنے والیوں کا حساب کون کرے گا؟"

"میرے بچے کریں گے۔ اللہ آپ کو لمبی عمر دے' آ دیکھیں گی کہ ہمارے خاندان کا ہر بچہ اپنے اپنے باپ کی ما بھری تاریخ لکھتا جائے گا۔"

"خدا تم سے بچائے رکھے۔ ضروری بات نہ ہوتی تو تمہارے پاس نہ آتی۔"

"اس سے ضروری بات کوئی نہیں ہوسکتی کہ میں ماؤں سفر پر روانہ ہوجاؤں۔ باری باری اپنی ہر ماں سے ملاقات کر اور ان کے دکھ بانٹتا رہوں۔"

"بکواس کررہے ہو۔ ان کے دکھ کیسے بانٹو گے؟"

"بہت آسان سی بات ہے۔ جس ماں کا نام اور پتا ملتا جائے گا اس کے پاس جاکر پاپا سے رابطہ کروں گا اور کہوں گا' جب تک آپ اس ماں سے نکاح نہیں پڑھائیں گے میں بھوک ہڑتال کرتا رہوں گا۔"

لیلیٰ نے پریشان ہوکر پوچھا "کیا تم پاپا کی زندگی میں آنے والی تمام عورتوں سے اُن کا اسی طرح نکاح پڑھوادو گے؟"

"جی ہاں۔ اسطرح ڈیڑھ دو سو ماؤں کا ذخیرہ ہوجائے گا۔"

"کیا تم مجھ پر سوکنیں لانا چاہتے ہو؟"

"کیا آپ سوکنوں کو ان کا حق نہیں دینا چاہتیں؟"

وہ پارس کے دماغ سے نکل کر میرے پاس حاضر ہوئی پھر بولی۔ "کیا پارس بھوک ہڑتال کرکے آپ سے کوئی بات منوائے تو آپ مان لیں گے؟"

"بھوک ہڑتال کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو اس کی ہر بات مان لیتا ہوں۔"

"کیا وہ آپ کو مجبور کرے کہ آپ کسی سے نکاح پڑھوالیں تو آپ راضی ہوجائیں گے؟"

"وہ ایسا کیوں کرے گا؟"

"وہ ایسا کرنے جارہا ہے۔ جوانی کی ابتدا سے لے کر اب تک جتنی عورتیں آپ کی زندگی میں آئی ہیں' وہ ان سب سے ملاقات کرنے اور ان سے انصاف کرنے جارہا ہے۔ اس کے خیال میں انصاف کا تقاضا اسی وقت پورا ہوگا جب آپ بیوفائی کے داغ دھوئیں گے اور ان سے نکاح پڑھواتے جائیں گے۔"

میں ہنسنے لگا۔ وہ ایک دم سے رو پڑی۔ روتے ہوئی بولی۔ "آپ تو ہنسیں گے۔ آپ کے لئے اس سے بڑی خوشی اور کیا ہوگی کہ ڈیڑھ دو سو بیویاں جمع ہوجائیں گی۔"

مجھ سے ہنسی نہیں رک رہی تھی۔ میں نے بڑی مشکلوں سے ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا "کس شیطان کے چکر میں پڑ گئی ہو۔ اس نے اپنی باتوں کی ہیرا پھیری میں تمہاری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کردی ہے۔ اس نے کہا کوا کان لے گیا' تم نے کوے کو دیکھا اپنے کان کو نہیں دیکھا۔"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی "آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"کہوں گا کیا' تم سے پوچھتا ہوں کیا ایک شخص کے لئے ڈیڑھ دو سو نکاح جائز ہیں؟"

"آں؟" وہ حیرانی سے بولی "یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا حالانکہ سیدھی سی بات تھی۔"

پھر وہ کچھ سوچ کر بولی "مگر بیٹے کی ضد پر مزید دو شادیاں تو کرسکتے ہیں؟"

"یہ دو شادیوں کا حساب کیا ہے؟"

"چار شادیاں جائز ہیں۔ ایک نکاح رسونتی سے ہوچکا ہے' دوسرا مجھ سے ہوا ہے۔ باقی دو کی گنجائش ہے۔"

میں نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا "میری زندگی میں اور کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ وہ شریر تمہیں چھیڑ رہا ہے۔"

"یہ کیسا بیٹا ہے جو ماں کو چھیڑتا ہے۔"

"ماں کو باپ کے لئے چھیڑتا ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ اسی لئے میں اُس کے پاس نہیں جاتی۔ بات کرتے ہی چکرا دیتا ہے۔"

"تم فرہاد کی شریکِ حیات ہوکر شکست تسلیم کررہی ہو۔ ابھی جاؤ اور اسے منہ توڑ جواب دو کہ تمہارا باپ میرا ہے' میرا ہی رہے گا وہ میرے بعد اب کسی سے نکاح نہیں پڑھوائے گا۔"

"ہاں' جب شوہر قابلِ اعتماد ہوجائے تو عورت ساری دنیا کو منہ توڑ جواب دے سکتی ہے۔ میں ابھی اس شریر کی زبان بند کروں گی۔"

وہ پھر پارس کے پاس آئی' وہ پوی کے زانو پر سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔ لیلیٰ کچھ کہنا چاہتی تھی' اس سے پہلے ہی وہ بولا "پلیز' آپ ایک منٹ بعد تشریف لائیں۔ پوی ممی میرے پاپا کے متعلق کوئی راز کی بات کہہ رہی ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ لیلیٰ دماغ سے باہر ہوگئی۔ پوی نے پوچھا "تم ابھی بولتے بولتے چپ کیوں ہوگئے تھے؟"

پارس نے جھوٹ کہا "ابھی پاپا میرے پاس آئے تھے۔ میں نے کہا میں اپنی ماں کی گود میں لیٹا ہوا باتیں کررہا ہوں۔ اگر ممی اجازت دیں گی تو میں آپ کو آنے دوں گا۔"

پوی خوش ہوکر بولی "تم نے اپنے پاپا کے سامنے مجھے ماں کہا ہے' صرف کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔"

"میں تو سچ مچ تمہیں ماں بنانا چاہتا ہوں۔ پاپا سے تمہارا نکاح پڑھانا چاہتا ہوں۔"

"اوہ پارس! تم گریٹ ہو۔"

"ابھی پاپا میرے دماغ میں آئیں گے تو میں چپکے سے تمہارا ہاتھ دباؤں گا۔ تم ان کی محبت میں جو کچھ بول سکتی ہو بولتی چلی جانا' یہ ظاہر نہ کرنا کہ تمہیں ان کی موجودگی کا علم ہے۔"

دوسری طرف لیلیٰ نے دماغی طور پر میرے پاس حاضر ہوکر کہا۔ "وہ پوی کے زانو پر سر رکھے لیٹا ہوا ہے' اسے ممی کہہ رہا تھا۔ مجھ سے کہا میں ایک منٹ بعد آؤں۔ اس کی پوی ممی اس کے پاپا کے متعلق کوئی راز کی بات کہہ رہی ہے۔"

میں نے کہا "اس لڑکے نے تو ناک میں دم کردیا ہے۔ بھئی تم ہی ذرا عقل سے کام لو۔ پوی کو ممی کہہ دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں اس سے نکاح پڑھوانے جارہا ہوں۔"

"پارس نے کہا تھا کہ اب وہ ہر اس عورت سے ملے گا جو آپ کی زندگی میں آکر اچھا خاصا وقت گزار چکی ہے۔ اسی مقصد کے تحت وہ سب سے پہلے پوی کے پاس پہنچا ہوا ہے۔"

"میں ابھی اسے ٹھیک کرتا ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

ہم دونوں پارس کے دماغ میں پہنچے اس نے ہماری لاعلمی میں ہولے سے پوجی کا ہاتھ دبایا۔ وہ کہنے لگی "پارس! میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ تم مجھ سے ماں کا پیار لینے اور بیٹے کا پیار دینے آؤ گے۔"

میں نے پوچھا "پارس! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"تعجب ہے پاپا! آپ یہ دیکھ کر بھی پوچھ رہے ہیں کہ بیٹا اپنی ماں کے پاس ہے۔"

"یہ تمہاری ماں کیسے ہو گئی۔ کیا میں نے اس سے نکاح پڑھوایا ہے؟"

"آپ نے سونیا مما سے بھی نکاح نہیں پڑھوایا لیکن آج تک انہیں ماں کہنے سے مجھے نہیں روکا پھر آج کیوں ٹوک رہے ہیں۔"

مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ وہ واقعی ماں کے رشتے سے سونیا کو مما کہتا تھا اور سونیا اعلانیہ کہتی تھی کہ پارس اُس کا بیٹا ہے میں نے کبھی یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ سونیا کو ماں کیوں کہتا ہے۔ کیا میں نے سونیا سے نکاح پڑھوایا ہے؟

میں نے یہ سوال کبھی نہیں کیا تھا پھر پوجی کو ماں کہنے پر کیسے اعتراض کر سکتا تھا۔ لیلیٰ میرے دماغ میں میرے یہ خیالات پڑھ رہی تھی اور میری مجبوری اور لاجواب ہونے کی بے بسی سمجھ رہی تھی۔

اُدھر پوجی اُس سے کہہ رہی تھی۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھ میں کیا کمی تھی۔ اگر کمی تھی تو تمہارے باپ ایک عرصے تک محبت کی قسمیں کیوں کھاتے رہے۔ اگر کمی تھی اور وہ اس کی نشاندہی کر دیتے تو میں وہ کمی پوری کر دیتی۔"

پارس نے پوچھا "کیا پاپا نے آپ میں کبھی بے وفائی دیکھی؟"

"بیٹے! کبھی نہیں۔ تمہاری اپنی ماں رسونتی اور دوسری ماں لیلیٰ سہاگن رہ کر وفادار ہیں۔ میں تو سہاگن نہ ہوتے ہوئے بھی وفادار ہوں۔ تمہارے باپ کے نام پر آدھی جوانی گزار دی۔ آدھی ہے وہ بھی گزار دوں گی۔ میری بے لوث محبت' میری ساری جوانی کا انتظار تمہاری دونوں ماؤں پر بھاری ہے۔ تمہاری دونوں مائیں میری محبت اور وفاداری کی مثال پیش نہیں کر سکیں گی۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ میرا سر جھک گیا۔ لیلیٰ بھی خاموش تھی۔ کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہم سمجھ رہے تھے' بیٹا شرارت سے چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے۔ وہ پیدائشی شریر تھا مگر آج اس شریر نے بڑی سنجیدگی سے باپ کو اٹھا کر پٹخ دیا تھا۔

میں چاروں شانے چت ہو گیا تھا۔ ایک زمانے سے لوگ میری عیاشی پر تبصرے کرتے آ رہے تھے۔ میں ان کی پروا نہیں کرتا تھا۔ کوئی میرا کیا بگاڑ سکتا تھا۔ آج تک کوئی سپر پاور کسی معاملے میں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ لوگ تو بس ایک وقت کہتے ہیں' دوسرے وقت ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔

لیکن اولاد کا خون گرم ہوتا ہے۔ وہ ٹھنڈا نہیں پڑتا۔ آج پارس بولا کل اس کی یا علی تیمور کی اولاد بولے گی۔ کیا انہیں دادا جان کی عیاشانہ روایات کو قائم رکھنا چاہئے؟ یہ بڑا بے حیا سوال ہے اس کا جواب میں بیٹے اور آئندہ کسی پوتے پوتی کو نہیں دے سکتا تھا۔

میں' جو دنیا کو ٹھوکروں میں اڑاتا تھا' آج اپنی آئندہ نسل کی ٹھوکروں میں آ گیا تھا۔ ایک گناہ گار سوچتا ہے کہ آئندہ کچھ نہیں ہو گا' ہمارا آئندہ محفوظ ہے۔ یہ بھول جاتا ہے کہ آئندہ اس کی جوان اولاد محاسبہ کرے گی۔ وہ باپ جو کسی کے سامنے نہیں ہارتا اولاد کے سامنے ہار جاتا ہے۔

لیلیٰ میری شرمندگی اور پریشانیوں کو سمجھتی ہوئی مخروطی انگلیوں سے میرے بالوں میں کنگھی کرنے لگی۔ میں نے آہستگی سے کہا "سونیا کے پاس جا کر کہہ دو ہم پارس کو مرینا کے پاس جانے کے لئے نہیں کہیں گے۔ وہ یہ کام سلمان سے لے سکتی ہے۔"

وہ چونک کر بولی "مرینا کے نام پر یاد آیا کہ پارس کون سا پارسا ہے کہ آپ کو شرمندہ کر رہا ہے۔"

"لیلیٰ! اسے کچھ نہ کہو۔ اس کے پاس ہر سوال کا بھرپور جواب ہو گا۔"

"کوئی جواب نہیں ہو گا۔ وہ اپنی عیاشی کے سلسلے میں لاجواب ہو گا۔ میں اسے شرمندہ کروں گی۔"

یہ کہتے ہی وہ پارس کے پاس پہنچ گئی۔ غصے سے بولی "کیا تمہیں احساس ہے کہ تم نے اپنے باپ کو کیسی تکلیف پہنچائی ہے۔ اپنے باپ پر پتھر پھینکنے سے پہلے تمہیں اس پتھر سے اپنا سر پھوڑنا چاہئے۔ تم نے بھی کئی لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی ہیں۔"

پارس نے کہا "آپ ایک لڑکی کی بھی بربادی کی مثال پیش کر دیں۔ میں قائل ہو جاؤں گا اور آپ کے ہاتھوں سزا پاؤں گا۔"

"کیا تم نے زہریلی ماریا کو کھلونا نہیں بنایا۔"

"بالکل نہیں۔ میں تو اسے شریکِ حیات بنانے والا ہوں۔ مجھے اندیشہ تھا کہ جوجو اس سے شادی کی اجازت نہیں دے گی لیکن میری جوجو فراخ دل ہے۔ جانتی ہیں آپ کہ وہ کیا کہتی ہے؟"

"میں سن رہی ہوں۔"

"جوجو کہتی ہے میرے زہریلے خون سے وہ میرے بچے کی ماں نہیں بن سکے گی۔ ڈاکٹروں کی بھی یہی رپورٹ ہے۔ وہ میرا بچہ اپنی گود میں کھلانا چاہتی ہے' مجھ سے کہتی ہے۔ میرا زہریلا خون ماریا کے زہریلے خون سے مطابقت رکھتا ہے اس لئے وہ میرے بچوں کو جنم دے سکتی ہے۔ جوجو نے مجھے اس سے شادی کی اجازت دے دی ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "یہ زبانی باتیں ہیں۔ اجازت مل گئی ہے تو شادی کیوں نہیں کرتے۔"

"ماریا زیرِ علاج ہے۔ وہ بڑی حد تک نارمل اور مہذب ہو گئی ہے لیکن پھر بھی مزاج میں کچھ زہریلا پن ہے۔ وہ میرے ساتھ کسی دوسری کو برداشت نہیں کرنا چاہتی۔ جس دن وہ برداشت کرے گی اور راضی ہو جائے گی میں اس سے شادی کر لوں گا۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کی تصدیق آپ ماریا کے دماغ میں جا کر کر سکتی ہیں۔"

"تصدیق کر لوں گی۔ ابھی تو کتنی لڑکیاں ہیں جو تمہاری زندگی میں آ کر چلی گئی ہیں۔ ان کا حساب کرو۔"

"کئی لڑکیاں نہیں ہیں۔ ایک دو ایسی ہیں جو کہیں گم ہو گئی ہیں۔ اگر انہیں میری ضرورت ہوتی تو واپس آتیں۔ جو چھوڑ گئیں ان کا ذمے دار میں نہیں ہوں۔"

"الپا نے تمہیں نہیں چھوڑا تھا۔ ماسک مین نے اسے اغوا کرایا تھا۔ تم اس کے کام کیوں نہیں آتے؟"

"آپ خیال خوانی کرتی ہیں۔ کیا اس کے دماغ میں پہنچ سکتی ہیں؟ آپ کا جواب ہو گا نہیں' پھر تو وہ ہمارے لئے گمنام ہوئی۔ جب بھی وہ منظرِ عام پر آئے گی میں اس کی رضامندی دیکھوں گا۔ وہ راضی ہو گی تو اسے ماسک مین سے چھین لاؤں گا۔ وہ میری تیسری شریکِ حیات ہو گی' اب آگے فرمائیں۔"

پھر اس نے خود ہی کہا "آپ مرینا کے متعلق فرمائیں گی جبکہ یہ سب ہی جانتے ہیں' وہ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئی۔ مجھ سے چھپتی پھر رہی ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "میں اور تمہارے پاپا مرینا کے متعلق بہت ہی سنجیدہ معاملات پر تم سے باتیں کرنا چاہتے تھے مگر تم نے ہمیں دوسرے معاملات میں الجھا دیا۔"

پارس نے پوچھا "وہ معاملات کیا ہیں؟"

لیلیٰ نے اسے مرینا' برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کا وہ سارا گیم بتایا جو واشنگٹن میں کھیلا جا رہا تھا پھر اس سے کہا "تمہارے پاپا چاہتے ہیں کہ تم مرینا کو تلاش کرو اور اسے ہماری طرف مائل کرو۔"

"اسے آپ لوگوں کی طرف کیسے مائل کروں؟"

"تم نادان بچے تو نہیں ہو۔ وہ تم سے بھاگتی ہے مگر تمہیں چاہتی ہے۔ تم اسے محبت سے ہماری ٹیم کے لئے جیت سکتے ہو۔"

"اگر میں نے اسے جیت لیا تو وہ میری چوتھی شریکِ حیات ہو گی۔"

"تم نے پھر بکواس شروع کی؟"

"یہ بکواس نہیں ہے' ابھی آپ نے الزام دیا تھا کہ میں پارسا نہیں ہوں اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ ان سے شادیاں کر سکتا ہوں۔ اب یہ لڑکیاں خود بھاگتی پھر رہی ہیں تو میں الزام سے بری ہو رہا ہوں۔ آپ بھی پاپا کو الزام سے بری کریں' انہیں پچھلی تمام محبوباؤں سے شادی کرنے کی اجازت دیں۔ جنہیں بھاگنا ہو گا وہ بھاگ جائیں گی۔ ان سے آپ کا پیچھا چھوٹ جائے گا۔"

"اور جو نہیں بھاگیں گی' وہ سوکنیں بن کر مجھ پر مسلط ہو جائیں گی' تم مجھے الو بنا رہے ہو۔"

"آپ ایک عورت ہیں' دوسری عورتوں کے حقوق کیوں نہیں دینا چاہتیں؟"

"میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی۔"

"بات نہ کرنے کے باوجود پاپا کو اپنے تمام ہرجائی پن کی تلافی کرنی ہو گی۔ انہوں نے جس عورت کو بھی ہاتھ لگایا ہے اس سے نکاح پڑھوانا ہو گا! اگر آپ انکار کریں گی تو اس کا مطلب ہو گا کہ آپ کی نظروں میں عورت کی آبرو کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہے۔"

لیلیٰ نے میرے پاس آ کر اپنے سر کو تھام لیا' میں نے کہا۔ "میں نے پہلے ہی منع کیا تھا پارس کے پاس نہ جاؤ' اس کے پاس ہر سوال کا بھرپور جواب ہو گا۔"

"آپ کے پچھلے اعمال نے اسے مُنہ زور بنا دیا ہے۔ اگر میں کہتی ہوں کہ آپ سابقہ محبوباؤں سے نکاح نہ پڑھوائیں تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ میں عورت ہو کر دوسری عورتوں کی بے آبروئی پسند کر رہی ہوں۔"

"پھر وہی بات۔ کیا ڈھیر ساری عورتوں سے نکاح جائز ہو گا؟"

"ہو گا۔ کتنی تو مر چکی ہیں' کتنی گمنام ہیں' جو حاضر ہیں' ان سے نکاح پڑھوانے کے لئے آپ کا بیٹا طرح طرح کے جواز پیدا کر لے گا' میں اس کے شیطانی دماغ کو سمجھ گئی ہوں' وہ ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے۔"

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کسی سے نکاح نہیں پڑھواؤں گا۔"

یہ کہتے ہی میں پارس کے پاس گیا' پھر بولا "میں نے تمہیں بہت ڈھیل دی ہے' بہت سر پر چڑھایا ہے۔ اب نیچے اتر جاؤ۔ اپنی دوسری ماں سے کہہ دو تم مذاق کرتے رہے ہو۔"

اس نے پوچھا "کیا آپ میری تمام ماؤں سے مذاق کرتے رہے ہیں؟"

"بکواس مت کرو۔"

"آپ کے ڈانٹنے سے اولاد خاموش ہو سکتی ہے مگر حقیقت چُپ نہیں ہوتی۔ وہ ایک دن ضرور بولتی ہے۔"

"تم چاہتے کیا ہو؟"
"اپنی ماں سے انصاف۔"
"کس ماں کی بات کر رہے ہو؟"
"اتنی بڑی دنیا میں میری صرف ایک ہی ماں ہے۔ وہ ماں جس نے مجھے جنم نہیں دیا مگر اپنی بے مثال ممتا اور تربیت سے مجھے غیر معمولی صلاحیتوں کے آسمان پر پہنچا دیا۔ یہ وہ ماں ہے جس کے لئے میں باپ سے بھی ٹکر لے سکتا ہوں۔"
"تم جذباتی ہو رہے ہو۔ تمہیں پتا ہے' سونیا روحانیت کی راہ پر چلتی آ رہی ہے۔ وہ خود ہی ازدواجی زندگی نہیں گزارنا چاہتی۔"
"کیا آپ نے کبھی ان سے شادی کی بات کی تھی؟"
"ہاں' ایک بار لاہور میں تمہاری پھوپی کے ہاں وہ میری دلہن بننے والی تھی پھر اچانک اس نے تمہاری رسونتی ماما کے حق میں فیصلہ بدل دیا۔ وہ تمہاری ماں کی سوکن بن کر اس کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔"
"مما نے میری ماما کے لئے اپنے اندر کی عورت کو کچل دیا۔ یہی قربانی کا جذبہ آپ میں بھی ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد آپ کی زندگی میں کسی عورت کو داخل نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اگر آپ کی زندگی میں داخل ہونے کا کوئی دروازہ کھلا تھا تو وہ صرف سونیا مما کے لئے کھلا رہنا چاہئے تھا لیکن اس دروازے سے دوسری عورتیں آتی جاتی رہیں۔ آخر میں لیلیٰ آنٹی سہاگن بن گئیں۔ میری مما تو ایک کچرا تھیں جنہیں آپ اپنی ذات سے باہر پھینک کر بھول گئے۔ کھڑکی دروازے بند کر لئے تاکہ کچرا واپس نہ آجائے۔"
"میں تمہاری باتوں کا جواب نہیں دے سکوں گا لیکن اتنا ضرور پوچھوں گا کہ ان باتوں سے کیا حاصل ہوگا؟ تم کیا چاہتے ہو؟"
"میں چاہوں گا دنیا کی تمام عورتوں کے مقابلے میں' حتیٰ کہ میری پیدا کرنے والی ماں کے مقابلے میں بھی مما کو سب سے زیادہ عزت' مان اور رتبہ ملے لیکن پاپا! میری ضد یا سفارش پر مما کو عزت ملے گی تو وہ خیرات ہوگی۔"
"یعنی ہر طرح سے تمہیں اعتراض ہے۔ میں سونیا سے نکاح پڑھوانے کی بات کروں تو یہ محبت نہیں ہوگی' خیرات ہوگی۔"
"محبت ہوتی تو آپ میری زبان کھلنے سے پہلے مما کو اپنی منکوحہ بنا لیتے۔"
"ارے یہ تم کیا مسئلہ لے بیٹھے ہو۔ ہمیں مختلف محاذوں پر مختلف دشمنوں سے نمٹنا ہے۔ وہ ہماری عدم موجودگی میں پتا نہیں کہاں' کیا کر جائیں گے۔"
"آپ اپنی جوانی کی ابتدا سے دشمنوں کی فکر کرتے' ان سے لڑتے اور ان پر غالب آتے رہے ہیں اور اپنے اندر کے دشمن کو چھپاتے رہے ہیں' وہ دشمن جذبات آپ سے غلطیوں پر غلطیاں کراتے رہے۔ آپ کی بے حسی اور خود غرضی اتنی بڑھ گئی کہ آپ نے عظیم مما کو دو کوڑی کا سمجھ کر ہمیشہ کے لئے نظر انداز کر دیا۔"
"بکواس مت کرو' میں آج بھی سب سے زیادہ سونیا کی عزت کرتا ہوں۔ میں مشکل راہوں پر خود چلتا ہوں مگر چلنے سے پہلے اُس سے مشورے لیتا ہوں۔ میرے لئے اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ میری شریکِ حیات کہلائے۔"
"پاپا! میں وضاحت کر دوں کہ میرا مزاج اور میرے خیالات کیوں بدل گئے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں جوان ہو کر آپ کا محاسبہ کر رہا ہوں۔ ایک دن میری اولاد جوان ہو کر میرا اعمال نامہ پڑھے گی۔ میرے اور آپ کے اعمال ناموں میں عیاشی اور بے حیائی زیادہ ہوگی اور اخلاقی باتیں برائے نام دکھائی دیں گی۔"
"تم صاحبِ اولاد نہیں ہو سکو گے' ڈاکٹروں کی رپورٹ میں سن چکا ہوں' تمہارا زہریلا پن جوجو کو نقصان پہنچائے گا۔"
"ماریا کو تو نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں اولاد کے لئے اس سے شادی کروں گا۔ باقاعدہ نکاح پڑھواؤں گا۔"
"اچھی بات ہے میں اس سلسلے میں سونیا سے بات کرنے جا رہا ہوں۔"
"آپ میرے نہیں اپنے سلسلے میں بات کریں۔"
میں سونیا کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا "کیا پارس کو مرینا کی موجودہ مصروفیات کے متعلق بتا چکے ہو؟"
"کچھ بتایا ہے کچھ بتانے کو رہ گیا ہے۔ وہ ہمیں نئے مسئلے میں الجھا رہا ہے۔"
"کیا ہے وہ نیا مسئلہ؟"
"اب میں کیا بتاؤں' وہ اس بات پر ناراض ہے کہ میں نے تم سے نکاح کیوں نہیں پڑھوایا۔"
سونیا کی سانس اوپر کی اوپر ہی رہ گئی۔ اس نے سانس روک لی۔ میں باہر نکل آیا۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ پارس نے اس کی دُکھتی رگ پر میری انگلی رکھوائی ہے۔ بیشک اس کے اندر بھی یہ کرب چھپا ہوگا کہ میں نے اسے سب کچھ دیا لیکن شریکِ حیات کے حقوق نہیں دیئے۔ عورت خواہ کتنا ہی چھپائے' اوپر سے خواہ کتنی ہی پتھر بن جائے' اسے اپنی توہین کا احساس ہوتا ہے اور اس توہین کو وہ بڑی خاموشی سے جبراً برداشت کرتی رہتی ہے۔
میں پھر اس کے دماغ میں آیا۔ وہ گہری سنجیدگی سے بولی "صرف کام کی باتیں کرو۔"
"کام کی باتیں کیا خاک کروں؟ تم اسے تل ابیب میں اپنے پاس بلانے والی تھیں' کیونکہ یہاں مرینا کی مصروفیات کا علم ہو رہا تھا۔ پھر پتا چلا وہ واشنگٹن میں بھی مصروف ہے۔ یہ صحیح طور پر نہیں سمجھا جا سکتا کہ وہ کس ملک اور کس شہر میں ہے۔ تمہارا خیال تھا پارس اسے ڈھونڈ نکالے گا لیکن وہ تو ہماری شادی کا مسئلہ لے کر بیٹھ گیا ہے۔"
وہ بولی "اس کا دماغ چل گیا ہے۔ اسے اچانک یہ باتیں کیوں سوجھ رہی ہیں؟"
میں نے کہا "جوجو کے ماں بننے کے آثار پیدا ہوئے تھے لیکن میڈیکل رپورٹ کے مطابق وہ کبھی ماں نہیں بن سکے گی۔ پارس کا زہریلا خون صرف ماریا سے مطابقت رکھتا ہے اس لئے ماریا کے مکمل طور پر نارمل ہونے کے بعد وہ شادی کرے گا' اس سے ضرور اولاد ہوگی۔"
سونیا نے کہا "وہ اولاد کے لئے ماریا سے شادی کر سکتا ہے مگر ہمیں شادی کے لئے کیوں مجبور کر رہا ہے؟"
"نہ وہ مجبور کر رہا ہے' نہ میں مجبور ہو رہا ہوں۔ میں لاکھ ہرجائی سہی' مگر تم دل سے جانتی ہو کہ میں تمہیں دل و جان سے چاہتا ہوں۔ اگر تم سے نکاح نہیں پڑھوایا تو یہ میری کوتاہی' بے پروائی یا آوارگی ہے یا پھر تم سے ایسا روحانی تعلق ہے جو شادی کی رسم سے بلند و بالا ہوتا ہے۔"
"میں مانتی ہوں' تم دل سے اور روح کی گہرائیوں سے میرے ہو لیکن دنیا میں رہتے ہوئے عورت کو اپنے مرد کے حوالے سے جو عزت اور مقام ملتا ہے وہ مجھے نہیں ملا۔ جب اپنا آدمی ازدواجی رشتہ نہ دے' اپنی عورت کو مجازی خدا کے حوالے سے اپنا نام نہ دے تو اس ذلت اور توہین کو مجھ جیسی عورتیں ہی سمجھتی ہیں۔ تمہارے جیسے مرد کبھی نہیں سمجھتے۔"
"ایسا نہ کہو' میں سمجھ رہا ہوں۔"
"جھوٹ' تم نے نہیں سمجھا ہے۔ بیٹا سمجھا رہا ہے۔ بیٹے کو بھی یہ خیال ستا رہا ہے کہ ماریا سے اس کی اولاد ہوگی تو وہ باپ سے پوچھے گی سونیا دادی کس رشتے سے ہماری دادی لگتی ہیں؟"
"ہاں' آئندہ نسل قیامت بن جاتی ہے۔ ہمارے پچھلے رشتوں کی چھان بین کرتی ہے۔ اگر ہمارا نکاح ہو جائے گا تو ہمارے بیٹوں' پوتوں اور پوتیوں کو اخلاقی اور تہذیبی اطمینان حاصل ہو جائے گا۔"
"تم اولاد کے اطمینان کے لئے کتنی سابقہ محبوباؤں سے نکاح پڑھواؤ گے؟"
"ابھی تو صرف تم اور پوجا ہو۔ یوں بھی چار سے زیادہ شادیوں کی اجازت نہیں ہے۔"
"دوسری بیچاریوں نے تم پر محبت اور اپنا تن من لٹانے میں کس بات کی کمی کی ہے۔ کیا ان سے انصاف نہیں کرو گے؟"
"تم پارس کی طرح اس معاملے کو الجھا رہی ہو۔"
"فرہاد! مجھے اس معاملے سے دلچسپی نہیں ہے۔ میں اگر ضد میں آجاتی تو رسونتی کی سوکن بن جاتی لیکن میں نے تمہیں دیوانہ وار چاہنے کے باوجود سوکن بننا گوارا نہیں کیا۔ پھر اب کیسے لیلیٰ اور پوجا کی بھی سوکن بن جاؤں گی؟ تم مجھے اب تک سمجھ نہیں پائے۔ میں اپنی ذات میں ایک پوری کائنات ہوں اور فرہاد علی تیمور اس کائنات کو کبھی تسخیر نہیں کر سکے گا۔"
میں سمجھ رہا تھا۔ بیس برسوں سے سمجھ رہا تھا کہ سونیا میرے لئے آسمان ہو گئی ہے۔ میں ہاتھ اٹھا کر اسے کبھی نہیں چھو سکوں گا۔
میں نے پارس کے پاس آ کر کہا "سونیا کی نظروں میں تمہاری ضد کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔"
"میں اہمیت اختیار کرنا جانتا ہوں۔ آپ اتنا بتا دیں' مما کو اعتراض کیا ہے؟"
"وہ کسی کی سوکن نہیں بننا چاہتی۔"
"آپ مما سے کہیں' سوکن بن کر اپنے جائز حقوق حاصل کرنے سے توہین نہیں ہوگی بلکہ اولاد کے محاسبہ کرنے سے شرمندگی ہوگی۔ مما پچھلی ضد سے باز آ کر آئندہ نسل کے سامنے جائز رشتۂ ازدواج پیش کر سکتی ہیں۔"
"تم بڑی معقول اور دانائی کی باتیں کر رہے ہو۔ میں پھر تمہاری مما کو قائل کروں گا۔"
"جب تک آپ قائل نہیں کریں گے' جب تک ہمارے خاندانی رشتے جائز نہیں ہوں گے تب تک میں آپ لوگوں سے دور رہوں گا۔ ان لمحات کے بعد کوئی خیال خوانی کرنے والا میرے دماغ میں نہیں آئے گا۔"
"ہمارے سامنے مرینا بہت بڑا چیلنج بنی ہوئی ہے۔ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ نہ جانے کیسی کیسی صلاحیتیں اور قوتیں حاصل کر کے آئے ہیں۔ ایسے وقت تم ہم سے رابطہ ختم کرنا چاہتے ہو؟"
"میرے پیدا ہونے سے پہلے بھی بڑی بڑی قوتیں آپ لوگوں کے مقابلے پر آئیں اور آپ نے میرے بغیر سب کو بھگتا لیا۔ یوں سمجھ لیں میں پیدا نہیں ہوا۔ جب جائز رشتے ہوں گے تو پیدا ہو جاؤں گا۔ تب تک کے لئے خدا حافظ۔"
اس نے سانس روک لی۔ سلمان نے کہا "مسٹر بلا رہی ہیں۔"
میں اس کے پاس گیا' وہ بولی "تم بیٹے سے الجھے ہوئے ہو۔ ادھر سلمان' سپر ماسٹر کے دماغ میں رہ کر ان کے موجودہ اجلاس کی کارروائی دیکھ کر آیا ہے۔"
مجھے سلمان اور سونیا کے ذریعے جو اطلاع ملی اس سے پتا چلا کہ امریکا میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک نئی تنظیم قائم کی گئی ہے۔ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعہ نئے خیال خوانی کرنے والے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں چار ٹیلی پیتھی جاننے والے نہایت ہی تجربہ کار سیاست داں' سائنس داں' ڈاکٹرز اور انجینئرز ہیں۔

وہ چاروں بلیک سیکرٹ کہلاتے ہیں۔ ان کا ایک پانچواں شخص برین ماسٹر کہلاتا ہے۔ جو بلیک سیکرٹ کا پیغامبر تھا۔ ان کی باتیں اعلیٰ حکام تک پہنچاتا تھا۔ ان کے تمام منصوبوں پر عمل کرتا تھا اور دوسروں سے عمل کراتا تھا۔

اس اجلاس میں سلمان نے سپر ماسٹر کے دماغ میں رہ کر معلوم کیا کہ بلیک سیکرٹ اور مرینا کے درمیان شدید اختلافات ہیں۔ ٹرانسفارمر مشین اور تمام نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان چار بلیک سیکرٹ کے ماتحت تھے اور ان کے احکامات کی پابندی کرتے تھے۔ وہ چاروں نہ اپنا چہرہ دکھاتے تھے اور نہ ہی اپنی آواز سناتے تھے۔ وہ صرف برین ماسٹر کے دماغ میں بولتے تھے اور اس کے ذریعے دوسروں کی باتیں سنتے تھے۔

برین ماسٹر اجلاس میں بیٹھا اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے کہہ رہا تھا "ٹیلی پیتھی کا شعبہ صرف بلیک سیکرٹ کے ہاتھوں میں ہونا چاہئے لیکن مرینا اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی الگ ٹیم بنا کر اپنی من مانی کر رہی ہے۔"

مرینا نے اپنے نمائندے کی زبان سے کہا "میں کوئی ٹیم یا تنظیم نہیں بنانا چاہتی۔ میری ایسی خواہش ہوتی تو اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس ملک میں نہ لاتی، انہیں آپ لوگوں سے بہت دور لے جاتی۔"

برین ماسٹر نے کہا "کیا ثبوت ہے کہ تمہارے خیال خوانی کرنے والے ہمارے ملک میں ہیں۔ تم نے ہم میں سے کسی کو ان کی صورت نہیں دکھائی۔"

وہ بولی "کیا تم اپنے خیال خوانی کرنے والوں کی صورتیں دکھاؤ گے؟"

سپر ماسٹر نے کہا "اس اجلاس میں ایسی کوئی بات نہ کی جائے جو آپس میں تنازعے کا سبب بن جائے۔"

وہ بولی "آپ لوگ زبانی طور پر تنازعہ ختم کر سکتے ہیں عملی طور پر ختم نہیں کر پائیں گے۔ پچھلے اجلاس میں برین ماسٹر نے چیلنج کیا تھا۔ اس چیلنج کے مطابق اس نے میرا ایک خیال خوانی کرنے والا کم کر دیا ہے۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹیٹو سنتانا کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے" برین ماسٹر نے کہا "تم کسی ثبوت کے بغیر الزام دے رہی ہو۔"

وہ بولی "ٹھیک کہتے ہو۔ ثبوت کے بغیر میں تمہیں الزام نہیں دے سکتی۔ تم بھی کوئی الزام مجھ پر عائد نہیں کرو گے۔"

مرینا کا اشارہ ان تین قیدیوں کی طرف تھا جو تاریک قید خانے میں تھے۔ برین ماسٹر تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر خیال خوانی کے ذریعے چاروں بلیک سیکرٹ سے باتیں کرتا رہا۔ پھر بولا۔ "مرینا! یہاں ہمارے ملک کے تمام اکابرین بیٹھے ہیں۔ میں ان کے سامنے تم سے درخواست کرتا ہوں، آؤ دوست بن کر ہمارے ساتھ کام کرو۔ آپس کی دشمنی ہمارے ملک کو بہت مہنگی پڑے گی۔"

"میں اپنے ملک کے ہر محبِ وطن کی دوست ہوں۔ ایسے دوستوں میں آستین کے سانپ بھی ہیں۔ جب تک میں ٹیٹو سنتانا کے قاتل کو بے نقاب نہیں کروں گی کسی پر بھروسا نہیں کروں گی۔"

برین ماسٹر نے کہا "ہم تمہارا شبہ کس طرح دور کر سکتے ہیں؟ اگر تم سب کے سامنے نہیں بولنا چاہتیں تو میں تمہارے نمائندے کے دماغ میں آرہا ہوں۔"

وہ نمائندے کے اندر آکر بولا "مرینا! ہم تسلیم کرتے ہیں تم زبردست ہو۔ تم نے ایک ہی دن میں ہمارے تین اہم آدمیوں کو تاریک قید خانے میں پہنچا دیا ہے۔ ہم تم سے دوستی کرکے اور تمہارے ساتھ اپنے ملک کی خدمت کرکے فخر کریں گے۔"

مرینا نے پوچھا "کیا سچے دل سے کہہ رہے ہو؟"

"تم میری اور بلیک سیکرٹ کی سچائی کسی طرح بھی آزمالو۔"

"تو پھر بھرے اجلاس میں اپنی زبان سے اعلان کرو کہ کس طرح میری صلاحیتوں کو تسلیم کرتے ہو اور کس طرح تنازعہ ختم کرنا چاہتے ہو۔"

برین ماسٹر نے کھنکار کر گلا صاف کرتے ہوئے کہا "آپ تمام معزز حضرات کو انتظار کی زحمت اٹھانی پڑی۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ تمام بلیک سیکرٹ مرینا کی ذہانت اور حاضر دماغی کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ اس قابل ہے کہ بلیک سیکرٹ کی ٹیم میں شامل ہو کر ملک کے لئے کام کرے۔ کیا آپ حضرات متفق ہیں؟"

سب نے متفق ہو کر خوشی سے تالیاں بجائیں اور کہا "اس سلسلے میں مرینا کو بھی کچھ کہنا چاہئے۔"

وہ بولی "یہ جھگڑا پہلے ہی دن ختم ہو جاتا اگر میری صلاحیتوں کو تسلیم کر لیا جاتا۔ میں نے ابھی کہا تھا کہ میرا ایک ٹیٹو سنتانا مارا گیا ہے، اس کے بدلے میں نے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کر لیا ہے۔ یعنی پہلے میرے پاس چار تھے۔ اب چھ ہو گئے ہیں۔ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ جانتے ہیں کہ میں مزید ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کہاں سے شکار کر رہی ہوں۔ وہ میری صلاحیتوں کے معترف ہو کر مجھے بلیک سیکرٹ میں شامل کر رہے ہیں۔ گو مجھے پانچویں بلیک سیکرٹ بنانا چاہتے ہیں۔"

بلیک سیکرٹ پریشان ہو گئے تھے، وہ اجلاس میں یہ کہنا نہیں چاہ رہے تھے کہ ان کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مرینا قید کر چکی ہے۔ ایسا کہنے سے برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کی حفاظتی اور انتظامی کمزوریاں ظاہر ہو جاتیں۔ انہوں نے پہلے اجلاس میں دعویٰ کیا تھا کہ کوئی دشمن ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔ اور اس دعوے کے چند گھنٹوں بعد مرینا نے تین کو اغوا کر لیا تھا۔

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے پوچھا "کیا تم پانچویں بلیک سیکرٹ بننے پر راضی ہو؟"

وہ بولی "مجھے عہدہ نہیں چاہئے۔ میں صرف کام کرنا چاہتی ہوں۔ بلیک سیکرٹ کی طرح کوئی ٹیم بنانا نہیں چاہتی اور نہ ہی ایسی کسی ٹیم میں شامل ہونا چاہتی ہوں۔ ہمارے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ہے جو میرے زیرِ اثر ہیں اور کچھ بلیک سیکرٹ کے ماتحت ہیں۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "میں ثابت کر چکی ہوں کہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی پوری طرح حفاظت کر سکتی ہوں۔ میں انہیں سونیا سے چھین کر لائی ہوں۔ یہاں کسی نے ٹیٹو سنتانا کو مجھ سے چھین کر حماقت کی۔ جس کے نتیجے میں چھیننے والے کو اپنے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ اس لئے میں عرض کرتی ہوں مجھے بلیک سیکرٹ کا عہدہ نہ دیا جائے۔ بلکہ اس ملک کے تمام نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے حوالے کئے جائیں۔ میں ان کی حفاظت کروں گی اور انہیں ملک و قوم کی خدمت کے لئے استعمال کرتی رہوں گی۔"

برین ماسٹر نے کہا "تم بلیک سیکرٹ سے تمام اختیارات چھین لینا چاہتی ہو؟"

"بلیک سیکرٹ کو بہت سے ملکی معاملات کے سلسلے میں اختیارات حاصل ہیں۔ ایک ٹیلی پیتھی کا شعبہ میرے پاس آجائے گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"مرینا! ہم تمہاری قدر کر رہے ہیں اور تم سمجھ رہی ہو کہ ہم مجبور ہو کر جھک رہے ہیں۔ کیا تم چاہتی ہو کہ ہم تمہیں خود سر اور باغی سمجھ لیں۔"

"میں باغی نہیں ہوں مگر تم لوگ مجھے بغاوت کے راستے پر پہنچا رہے ہو۔ اس سلسلے میں سپر ماسٹر اور کچھ فوجی افسران تمہارا ساتھ دے رہے ہیں۔ میں جانتی ہوں یہ لوگ انکار کریں گے لیکن میں پال ہوپ کن کے دماغ سے ایک ایک دوغلے کا کچا چٹھا پڑھ چکی ہوں۔"

سپر ماسٹر اپنی کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا پھر بولا "مرینا! مائنڈ یور لنگویج۔ تم میرے ساتھ چند معززین کو بھی دوغلا کہہ رہی ہو۔"

"غصہ نہ دکھاؤ۔ جواب دو۔ بلیک سیکرٹ کی اندھی حمایت کیوں کی جا رہی ہے اور میری مخالفت کیوں؟ میں جن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سونیا سے چھین کر لائی ہوں ان میں سے ایک کو کس قصور پر مار ڈالا گیا اور پال ہوپ کن کو مجھ سے چھیننے کے لئے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اس کی شخصیت کیوں تبدیل کرنا چاہتے تھے؟ کیا صرف اس لئے کہ وہ میرا ماتحت نہ رہے اور بلیک سیکرٹ کا وفادار بن جائے؟"

"یہ سب تمہارا ذاتی خیال ہے۔"

"ذاتی خیال نہیں ہے۔ میں نے پال کے دماغ میں برین ماسٹر کو بولتے سنا ہے۔"

"تم الزام دے رہی ہو۔"

"برین ماسٹر! اگر تم سچائی سے انکار کرو گے تو تمہارے مزید تین ٹیلی پیتھی جاننے والے میری قید میں آجائیں گے۔ تم انہیں سمندر کی تہہ میں، پاتال میں، خلائی سیاروں میں چھپا کر رکھو، تین اور میرے پاس چلے آئیں گے۔"

برین ماسٹر پچھلے تین کا انجام دیکھ چکا تھا۔ مزید تین کے ہونے والے نقصانات کے بارے سوچ کر پریشان ہوا۔ ادھر اعلیٰ حکام اور فوجی افسران نے پوچھا "کیا مرینا نے ہمارے ہی تین آدمیوں کو قیدی بنایا ہے؟"

برین ماسٹر نے بلیک سیکرٹ کی ہدایات کے مطابق کہا "یہ بکواس کرتی ہے۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے محفوظ ہیں اور ایسے حفاظتی انتظام میں ہیں کہ مرینا کیا سونیا بھی خواب میں وہاں نہیں پہنچ سکے گی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "مرینا! میں تم سے چند اصولی باتیں کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جورا جوری، جوڈی نارمن، پال ہوپ کن اور ٹیٹو سنتانا ہمارے ملک کی امانت تھے۔ ان میں سے ایک مر گیا۔ اس کا ہمیں افسوس ہے۔ باقی تین امانتوں کو اپنے ملک کے حوالے کر دینا چاہئے، کیا یہ تمہارا فرض نہیں ہے؟"

"امانتیں سونیا کو لوٹانا چاہئیں کیونکہ وہی انہیں یہاں سے لے گئی تھی۔ اگر میں نے انہیں حاصل کیا ہے تو غلط ہاتھوں میں نہیں جانے دوں گی۔ بلیک سیکرٹ بالکل نااہل ہیں۔ اور میں محنت سے حاصل کی ہوئی چیزیں نادانوں کے حوالے نہیں کروں گی۔"

"بلیک سیکرٹ کی حکمتِ عملیوں کو تم ہم سے زیادہ نہیں جانتی ہو۔ اس کے باوجود تمہیں اختلاف ہے تو تم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہمارے حکم کی تعمیل کرنا تمہارا فرض ہے۔"

"آپ لوگ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مجھ سے واپس لے کر مجھے تنہا کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ دوسرے لفظوں میں کمزور کیوں کرنا چاہتے ہیں؟"

"ہم تنہا ایک عورت کو ٹیلی پیتھی کا اہم شعبہ نہیں دینا چاہتے۔ تم بلیک سیکرٹ کے ساتھ کام کرو گی۔"

مرینا نے پوچھا "کیا آپ کو علم ہے کہ بلیک سیکرٹ نے ٹرانسفارمر مشین سے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے ہیں؟"

"یہ جاننا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ بلیک سیکرٹ کا شعبہ ہے۔"

"پھر تو یہ تمہیں کبھی نہیں معلوم ہوگا کہ کتنے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے بلیک سیکرٹ کی گرفت سے نکل کر میری طرف آرہے ہیں۔"

"کیا تم اپنے ملک سے دشمنی کر رہی ہو؟"

"دوستی اور حب الوطنی کا ثبوت دے رہی ہوں۔ بہت جلد ثابت کردوں گی کہ تمام نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے زیرِ اثر آگئے ہیں اس کے بعد بھی ٹرانسفارمر مشین سے مزید پیدا کئے جائیں گے' انہیں بھی اپنے دام میں لے آؤں گی۔ یہ تمام لوگ میرے ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کرتے رہیں گے تو تمہیں یقین آئے گا کہ میں محبِ وطن ہوں۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "میں اس اجلاس میں ایک ایک دشمن اور ایک ایک دوغلے چہرے کو پہچانتی ہوں۔ چاہوں تو ان کے دماغوں میں زلزلے پیدا کردوں۔ پھر سوچتی ہوں' یہ میرے مخالف ہیں مگر میرے ہی وطن کے لئے کام کررہے ہیں۔ ان کی ایک اچھائی کی خاطر میں انہیں معاف کررہی ہوں' بہرحال میں جارہی ہوں۔ ضرورت ہوئی تو حاضر ہوجاؤں گی۔"

اُس نے اپنے نمائندے سے کہا کہ وہ اجلاس سے اٹھ کر چلا جائے۔ وہ جانے لگا تو برین ماسٹر نے کہا "مرینا! تم حب الوطنی کی آڑ میں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کررہی ہو۔ اندر ہی اندر ہماری جڑیں کاٹ رہی ہو۔ میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں' اگر تم نے آئندہ چوبیس گھنٹوں میں تمام نئے اور پرانے خیال خوانی کرنے والوں کو ہمارے حوالے نہ کیا تو ہمارے جاسوس تمہیں جہاں بھی دیکھیں گے گولی ماردیں گے۔"

مرینا کی طرف سے جواب نہیں ملا۔ اس کا نمائندہ جاچکا تھا۔ سپر ماسٹر نے کہا "برین ماسٹر! تم کیسی احمقانہ وارننگ دے رہے ہو۔ اگر اسے گولی ماردی گئی تو تاریک قید خانے کا پتا کون بتائے گا۔ ہمارے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس نامعلوم قید خانے میں بھوکے پیاسے مرجائیں گے۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "برین ماسٹر اور سپر ماسٹر کی باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی مرینا نے بلیک سیکرٹ کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی قید کرلیا ہے۔"

سپر ماسٹر اور برین ماسٹر نے چور نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر برین ماسٹر نے بات بناتے ہوئے کہا "ہمیں شبہ ہے کہ ہمارے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے لاپتا ہیں۔ ان سے کسی طرح رابطہ نہیں ہورہا ہے کیوں کہ وہ بے ہوش ہیں۔ ہوش میں آئیں گے تو حقیقت معلوم ہوگی۔ یہ ضروری نہیں کہ مرینا نے انہیں ٹریپ کیا ہو؟"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "آپ کا دعویٰ تھا کہ نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ پھر انہیں کس نے بے ہوش کیا؟ اگر مرینا نے ٹریپ نہیں کیا ہے تو کون انہیں آپ سے چھین کرلے گیا ہے؟"

برین ماسٹر نے کہا "ان کے ہوش میں آنے کے بعد ہم ان کے دماغوں سے دشمن کا سراغ نکالیں گے۔"

"یعنی آپ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کے حفاظتی انتظامات کمزور ہیں۔"

وہ بولا "میں تسلیم نہیں کروں گا کیوں کہ وہ تینوں جلدی ہی ہمارے پاس واپس آجائیں گے۔"

ایک نے کہا "واپس آجائیں تو اچھا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ انہیں مرینا لے گئی ہو۔ وہ جیسی بھی ہے ہماری ہے اور بڑی ذہانت سے بلیک سیکرٹ کی کمزوریاں ظاہر کررہی ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا "آپ بلیک سیکرٹ کی شان میں گستاخی کررہے ہیں۔"

"میں غلطیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کررہا ہوں۔ بلیک سیکرٹ کو پورے امریکا کی تقدیر کا مالک نہیں بنایا گیا ہے۔ بلیک سیکرٹ کا ادارہ قائم ہوتے ہی کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا گیا اس کے برعکس تین نئے خیال خوانی کرنے والوں کا نقصان ہوگیا ہے... اگر کوئی دوسرا نقصان ہوا تو بلیک سیکرٹ کے ادارے کو ختم کردیا جائے گا۔"

کچھ اعلیٰ عہدیداران نے اس بات کی تائید کی۔ ایک نے کہا "ہمیں فخر تھا کہ بلیک سیکرٹ کی ٹیم میں ذہین ترین افراد ہیں مگر افسوس' ہم انہیں ذہانت کی بات سمجھاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے شعبے کو قائم اور مضبوط رکھنا چاہتے ہیں تو مرینا کو دوست بناکر رکھیں۔"

دوسرے نے کہا "یہ مرینا کا کارنامہ ہے کہ وہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سونیا سے چھین کرلے آئی۔ تم سے بھی تین عدد چھین لئے لیکن اس کی تحویل میں آنے والوں کو کوئی نہ چھین سکا۔ اس کی ذہانت اور کارناموں کا اعتراف کرو اور اسے دوست بنالو۔ ورنہ وہ تمہاری چوبیس گھنٹوں کی دھمکی کے جواب میں ایسی حرکتیں کربیٹھے گی کہ تم سب کو پچھتانے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔"

وہاں تھوڑی دیر تک اسی طرح کی گفتگو ہوتی رہی۔ میں سلمان کے ساتھ سپر ماسٹر کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ اجلاس برخاست ہونے پر برین ماسٹر نے سپر ماسٹر کے دماغ میں آکر کہا "کسی طرح مرینا کو قابو میں کرنا ہوگا۔ ہماری ساکھ بگڑرہی ہے۔ میں بلیک سیکرٹ سے مشورے کرکے ابھی تمہارے پاس آؤں گا۔"

میں نے سلمان سے کہا "تم سپر ماسٹر کے علاوہ ان دوسرے دوغلے عہدیداروں کے دماغوں میں جاؤ' جن کی طرف مرینا اشارہ کرچکی ہے۔ یہ معلوم کرو' یہ دوغلے بلیک سیکرٹ سے کس طرح رابطہ کرتے ہیں اور کیا باتیں کرتے ہیں۔ میں سونیا کے پاس جا رہا ہوں۔"

میں نے اس کے پاس آکر اجلاس کی تمام باتیں بتائیں۔ وہ بولی "مرینا اور بلیک سیکرٹ کے درمیان دوستی یا سمجھوتا نہیں ہونا چاہئے۔ ان کی آپس میں لڑائی سے ہمیں فائدہ پہنچے گا۔"

میں نے کہا "اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ وہاں کے حکام اور اعلیٰ فوجی افسران کا اعتماد مرینا پر سے اٹھ جائے۔ وہ ہوجائے گی تو کسی مرحلے پر ہم سے آملے گی۔"

"یہ آئیڈیا خوب ہے۔ مرینا کو اپنے لوگوں سے متنفر کردینا چاہئے۔ کیا تم نے ایسی تدبیر پر عمل کرنے کا کوئی راستہ ڈھونڈا ہے؟"

"ہاں' ابھی اجلاس میں یہ ثابت ہوچکا ہے کہ مرینا نے تین نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو قید کیا ہے؟ جب بلیک سیکرٹ سے مرینا سمجھوتا کرے گی اور ان کے تین آدمی واپس کرنا چاہے گی تو نہیں کرسکے گی۔ میں تاریک قید خانے سے انہیں غائب کر دوں گا۔ مرینا اپنے حکام اور بلیک سیکرٹ کے سامنے جھوٹی پڑجائے گی۔ وہ کہے گی کہ قیدی فرار ہوگئے ہیں لیکن کوئی یقین نہیں کرے گا۔ کیونکہ قیدیوں کے دماغوں سے پتا چلے گا کہ وہ ابھی تک تاریک قید خانے میں ہیں۔ انہیں اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ انہیں دوبارہ بے ہوشی کی حالت میں میں نے اپنے ایک تاریک قید خانے میں پہنچایا ہے۔"

"بہت عمدہ تدبیر ہے لیکن مجھے کوئی بات کھٹک رہی ہے۔ میں ابھی غور کرکے بتاتی ہوں۔ کیا تم نے اپنا تاریک قید خانہ کہیں قائم کیا ہے؟"

"میرے دوست کنگ فرنانڈو کی ایک پرانی کوٹھی واشنگٹن سے دو سو میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کا ہر کمرا ساؤنڈ پروف ہے۔"

"ابھی مرینا کے تین قیدیوں کو اغوا نہ کرنا۔ ذرا دیکھو' حالات کون سا رخ اختیار کرتے ہیں۔"

پھر وہ چونک کر بولی "ہاں مجھے یہ بات کھٹک رہی ہے کہ تین قیدیوں کے اغوا سے مرینا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اگر ہم صبر کریں تو وہ مزید قیدی وہاں لائے گی۔ اسے یہ کبھی نہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم اس کے خفیہ اڈے سے واقف ہیں۔ وہ اڈا ایک دن ہمارے بہت کام آئے گا۔"

"سونیا! یہ تمہارا بیٹا سرپھرا ہے۔ اگر ابھی یہ مرینا کے پیچھے لگ جاتا تو میں مطمئن ہوکر برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کو بے نقاب کرنے کی کوشش کرتا رہتا اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سراغ لگاتا رہتا۔"

"تم پارس کی فکر نہ کرو۔ میں اس سے کام نکالنا جانتی ہوں۔ یہ بلیک سیکرٹ بالکل گولڈن برینز کے انداز میں آئے ہیں۔ ذرا ان کا جغرافیہ معلوم کرو اور سلمان کو میرے پاس

بھیجو۔"

میں نے سلمان کو بھیج دیا۔ سونیا نے کہا "پارس کے پاس جاؤ اور ہمارے درمیان گفتگو کا ذریعہ بن جاؤ۔ میں اس سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

پارس لباس تبدیل کرنے کے بعد کہیں جانے کی تیاری کررہا تھا۔ سلمان نے اس کے پاس آکر گوڈ ورڈز ادا کئے پھر کہا "سسٹر! تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔"

"کیا آپ ہماری باتیں ایک دوسرے تک پہنچائیں گے؟"

"ہاں یہی بات ہے۔"

"مما سے کہہ دیں۔ میں حاضر ہوں۔"

سلمان نے سونیا سے کہا "پارس آپ کا منتظر ہے۔"

وہ بولی "اس سے کہو، اپنے پاپا کو پریشان نہ کرے۔ وہ جو چاہتا ہے وہ ممکن نہیں ہے۔"

سلمان نے یہی الفاظ پارس کے دماغ میں دہرائے۔ پارس نے کہا "میری مما کے لئے آج تک کوئی بات ناممکن نہیں رہی۔ پھر یہ ناممکن کیسے ہوسکتا ہے؟"

سلمان نے کہا "بیٹے! میں الجھ گیا ہوں، آخر وہ کون سی بات ہے؟"

"انکل! جو بات انصاف اور مذہب کی رُو سے درست ہو اسے آپ تسلیم کریں گے؟"

"بے شک تسلیم کروں گا۔ آخر بات کیا ہے؟"

"پاپا کو میری ماما سے پہلے سونیا مما سے نکاح پڑھوانا چاہئے تھا۔ انہوں نے غلطی کی۔ ماما سے شادی کی اور میری مما کو نظر انداز کیا اور آج تک نظرانداز کرتے آرہے ہیں۔ مما میرے پاپا کی محبت میں، ان کی بے رخی اور ہرجائی پن کو برداشت کرتی آرہی ہیں۔ لیکن جوان بیٹا اپنی ماں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی برداشت نہیں کرسکتا۔ پاپا کو میری مما کے ساتھ نکاح پڑھوانا ہوگا۔ ورنہ میں سارے رشتے توڑ دوں گا۔"

"بیٹے! تم برسوں بعد ایسا کہہ رہے ہو مگر سچ کہہ رہے ہو۔"

"برسوں بعد اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اپنی مما کی تنہائی کو دیکھتے دیکھتے میرا ضمیر ملامت کرنے لگا ہے۔ پھر یہ مستقبل کی ایک حقیقت ہے کہ میری اولاد پوچھے گی، جسے میں مما کہتا ہوں اس کا میرے باپ سے کیا رشتہ ہے؟ اگر رشتہ ہے تو وہ منکوحہ کیوں نہیں ہے؟"

سلمان نے کہا "واہ بیٹے شاباش! جو بات کئی بار میرے دل میں پیدا ہوئی، وہ تم نے زبان سے کہہ دی، میں سسٹر کی عظمت اور فرہاد بھائی کی بزرگی کے باعث یہ نہ کہہ سکا۔ اب تمہارے حوالے سے اپنی سسٹر کے لئے فائٹ کروں گا۔"

سلطانہ سلمان کے ساتھ چپ چاپ پارس کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ اس نے یہ بات سن کر کہا "آپ پارس کی باتوں میں آگئے۔ یہ نہیں سوچ رہے ہیں کہ وہ میری بہن لیلیٰ پر سوکن لانے کی بات کر رہا ہے۔"

سلمان نے کہا "تمہاری لیلیٰ بھی [illegible] پر سوکن بن کر آئی ہے۔ اس وقت تم نے اعتراض نہیں کیا تھا۔"

"جو بات ہوگئی۔ سو ہوگئی۔ سسٹر سونیا نے خود اپنی شادی کے وقت رسونتی بہن کی سوکن بننے سے انکار کیا تھا۔ آپ وقت ضائع کررہے ہیں، وہ لیلیٰ کی بھی سوکن بننے سے انکار کریں گی۔"

"جب تمہیں یقین ہے کہ سسٹر انکار کریں گی تو پریشان کیوں ہوتی ہو۔ ان ماں بیٹے کو آپس میں فیصلہ کرنے دو۔"

"فیصلہ تو ہوگیا سمجھو۔ پارس کے منہ سے کوئی بات نکلے تو سسٹر سونیا آنکھ بند کرکے قبول کرلیتی ہیں۔"

"قبول کریں گی تو کیا غلط کریں گی۔ فرہاد بھائی کا فرض تھا کہ رسونتی بہن سے بھی پہلے وہ سسٹر سونیا سے شادی کرتے۔ تم عورت ہو، اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو جس سسٹر کے سامنے ہم عقیدت سے سر جھکاتے ہیں کیا ان سے آج تک ناانصافی نہیں ہورہی ہے؟ کیا وہ پتھر کی دیوی ہیں جس کے سینے میں دل اور جذبات اور احساسات نہیں ہیں۔ ہماری عقیدت بے معنی ہے۔ کیونکہ ہم نے محض ان کی عزت کی، ان کے جذبات کو نہیں سمجھا۔"

وہ کوئی جواب نہ دے سکی لیکن اس کے چہرے سے پتا چل گیا کہ ایک عورت دوسری عورت کی پوجا تو کرسکتی ہے لیکن اسے اپنی یا اپنی بہن کی سوکن بنانا پسند نہیں کرتی۔

سلمان سونیا کے پاس آیا۔ اسے پارس کی باتیں لفظ بہ لفظ سنانے کے بعد کہا "سسٹر! یہ باتیں برسوں سے میرے اندر گونج رہی ہیں لیکن آپ اور فرہاد صاحب سے اتنی عقیدت ہے کہ زبان کھولنے کی جرات نہ کرسکا۔ پارس ضدی اور گستاخ نہیں ہے۔ ہماری دنیا میں جب بھی کسی نے سچ کہا ہے، وہ گستاخ اور بے ادب کہلایا ہے۔"

سونیا نے کہا "مجھے اپنے بیٹے کی ضد اور سچائی پر فخر ہے۔ اتنی بڑی دنیا میں وہی ایک بچہ ہے جو اپنی ماں کے اندر کے کرب کو سمجھتا ہے اور اپنی ماں کی توہین برداشت نہیں کرتا۔"

"تو پھر فرہاد بھائی سے نکاح پڑھوانا کون سا پرابلم ہے۔ آپ اسے ناممکن کیوں کہتی ہیں؟"

"سلمان! ذرا سوچو، میری عمر کیا ہوگئی ہے۔ میں جوان نظر آتی ہوں مگر جوان نہیں ہوں۔ فرہاد کو اس عمر میں ایک شادی کرتے ہوئے جھجک نہیں ہوئی، وہ مرد ہے اور ڈھیٹ ہے مگر میں نہیں ہوں۔ عورت اپنے جائز حقوق مانگتی ہے لیکن شرم کا تقاضا ہے کہ میں اس عمر میں نکاح پڑھوانے کا تماشا نہ کروں۔"

"آپ کی تمام باتیں درست ہیں لیکن پارس کی ایک بات آپ کی تمام باتوں پر بھاری ہے اور وہ یہ کہ اسے اپنے ماں باپ کے اعمال کا حساب اپنی اولاد کو دینا ہے۔ اگر نکاح ہوجائے تو اولاد کو حساب دینا آسان ہوجائے گا۔"

سونیا کو چپ لگ گئی۔ وہ جو ہر بات کا منہ توڑ جواب دیتی تھی، بیٹے کی ایک بات کے سامنے لاجواب ہوگئی۔ وہ پوتے پوتیاں جو ابھی پارس سے نہیں ہوئے تھے مگر ہونے والے تھے، ان معصوموں کے سامنے وہ بے رشتہ نہیں رہنا چاہتی تھی۔

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "پارس سے بولو، وہ درست کہتا ہے۔ مگر اسے درست بات منوانے کے لئے ایک بڑی آزمائش سے گزرنا ہوگا۔"

سلمان نے پارس کو آزمائش کی بات بتائی۔ بولا "مما بہت چالاک ہیں، وہ مجھے حاتم طائی کی طرح سات سوالوں کے جواب معلوم کرنے میں لگادیں گی، اس طرح ان کے ساتھ میری عمر بھی گزر جائے گی۔ ان سے کہہ دیں، میری بھی ایک شرط ہے۔ وہ شرط پوری ہوجائے تو میں ساری عمر ان کی پیش کردہ آزمائشوں سے گزرتا رہوں گا۔"

سونیا نے یہ سن کر کہا "وہ یقیناً یہی کہے گا کہ پہلے میں نکاح پڑھوالوں۔"

پارس نے کہا "ہاں، پتا نہیں آزمائشوں سے گزرنے میں کتنا وقت لگ جائے۔ لہٰذا پہلے نکاح پڑھوایا جائے۔"

سونیا نے کہا "میں بیٹے کی یہ بات بھی مان لوں گی۔ اس کی تشفی کے لئے صرف نکاح پڑھوالوں گی لیکن پارس جب تک میری شرط پوری نہیں کرے گا، میں فرہاد کے سامنے نہیں آؤں گی اور نہ ہی شریکِ حیات کے فرائض انجام دوں گی۔"

پارس نے کہا "مجھے منظور ہے۔ مما اپنی شرط بیان کریں۔"

وہ بولی "پارس مرینا کو اپنی طرف مائل کرے۔ میں جانتی ہوں وہ پارس کی دیوانی ہے لیکن صرف دیوانگی سے بات نہیں بنتی۔ جس دن مرینا اسلام قبول کرکے میری بہو بنے گی، میں فرہاد کی صحیح معنوں میں شریکِ حیات بن جاؤں گی۔"

سلمان نے کہا "سسٹر! مرینا کٹر عیسائی ہے۔ اپنے ملک اور اپنی قوم سے بے انتہا محبت کرتی ہے۔ وہ جذبات میں پارس کی دیوانی ہوسکتی ہے لیکن مذہب اور قومیت کبھی نہیں بدلے گی۔ یہ ناممکن ہے۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ پارس جو ضد منوانا چاہتا ہے وہ ناممکن نہیں ہے۔"

جب سلمان نے پارس کو بتایا تو وہ بولا "مما نے واقعی کڑی شرط لگائی ہے۔ کوئی ماں نہیں چاہتی کہ اس کا بیٹا کسی ناممکن کام کو کرتے ہوئے زندگی گزار دے مگر میری ماں سونیا ہے، وہ جانتی ہیں کہ میں ناممکن کو ممکن بنادوں گا اور ایک ہی مسئلے میں زندگی برباد نہیں کروں گا۔"

سلمان نے پوچھا "تمہیں منظور ہے؟"

"منظور ہے مگر مما کے ساتھ پاپا کا نکاح کل تک ہوجانا چاہئے اور یہ نکاح خیال خوانی کے ذریعے جناب علی اسد اللہ تبریزی پڑھائیں گے۔"

معاملات طے ہوگئے۔ سلطانہ کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے۔ اس نے سلمان سے کہا "آپ کا کلیجا ٹھنڈا ہوگیا۔ میری بہن پر سوکن لا رہے ہیں۔"

وہ بولا "بات بہن کی نہ کرو۔ حق اور انصاف کی کرو۔"

"حق اور انصاف کے لئے کیا لیلیٰ کا گلا کاٹنا ضروری ہے۔"

"تم اچھی طرح سمجھتی ہو کہ سسٹر روایتی سوکن نہیں بنیں گی۔ کیا اس رشتے کی بات ہوتے ہی تم سسٹر کی تمام خوبیوں کو اور عظمتوں کو بھول گئی ہو؟"

وہ اپنی بہن لیلیٰ کے پاس آئی۔ اسے ساری روداد سنائی۔ لیلیٰ نے کہا "میں تم سے پہلے جانتی ہوں۔ جانے کیوں پارس میرا دشمن بن گیا ہے۔"

سلمان نے کہا "صاف بات ہے۔ تم اس کی ماں رسونتی پر سوکن بن کر آئی ہو۔ اب وہ انتقام لے رہا ہے۔ تم پر سوکن لا رہا ہے۔"

لیلیٰ نے مجھ سے کہا "آپ نے کہا تھا میرے بعد کسی سے بھی نکاح نہیں پڑھوائیں گے۔"

"ہاں میں اپنی زبان پر قائم ہوں۔"

"آپ قائم نہیں رہیں گے۔ پارس اور سونیا کے سامنے آپ کی ایک نہیں چلے گی۔ پتا ہے سونیا نکاح پڑھوانے کے لئے راضی ہوگئی ہے۔"

"کیا؟" میں نے حیرانی سے پوچھا۔ میں اوپر سے شدید حیرت ظاہر کررہا تھا مگر اندر سے دل دھڑک رہا تھا۔ سونیا کو میری زندگی میں آئے ایک زمانہ بیت گیا تھا۔ اب کے وہ شرعاً میری بن کر آئے گی، ابھی میں ایک دھاری تلوار ہوں وہ آکر مجھے دو دھاری تلوار بنادے گی۔ بائیس برس بعد وہ ہو رہا تھا جو نہیں ہوتا تھا۔ یہ معجزہ ہی تھا کہ بائیس برس بعد بچھڑی ہوئی جوانی لوٹ کر آرہی تھی۔

لیلیٰ مجھے دیکھ رہی تھی۔ میرے چہرے سے کچھ سمجھنا چاہتی تھی۔ میں نے کہا "تم خواہ مخواہ پریشان ہورہی ہو۔ سونیا کے پاس چلو۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ شادی کرے گی۔"

ہم سونیا کے پاس آئے۔ اس نے پوچھا "کیا سلمان نے نہیں بتایا کہ میں نے پارس کے سامنے کتنی بڑی شرط رکھی ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "پارس ناممکن کو ممکن بنادیتا ہے۔"

سونیا نے پوچھا "یعنی پارس مرینا کو مسلمان نہ بنائے، وہ اس کی شریکِ حیات نہ بنے تاکہ میں فرہاد کی منکوحہ نہ بن سکوں؟"

لیلیٰ نے کہا "نن... نہیں۔ مجھے آپ پر اعتراض نہیں ہے۔ آپ تو ہمارے لئے محترم ہیں۔ آپ کل نہیں آج ہی میری سوکن بن جائیں۔ یہ تو ایسی خوشی کی بات ہے کہ مجھ سے زیادہ خوشی کسی

کو نہیں ہوگی۔"

سونیا نے کہا "فرہاد! کل صبح نو بجے جناب علی اسد اللہ تبریزی ہمارا نکاح پڑھائیں گے۔ صبح تیار رہو۔ یہ نکاح خیال خوانی کے ذریعے ہوگا۔"

میں نے کہا "لیکن اس شرط کا کیا ہوگا جس کا پارس پابند ہے' پہلے وہ مریناکو ہماری بہو بنائے گا۔"

"جب تک وہ ہماری بہو نہیں بنے گی تب تک ہم ایک دوسرے کے سامنے نہیں آئیں گے اور ازدواجی زندگی نہیں گزاریں گے۔ فی الحال ہمارا صرف نکاح پڑھایا جائے گا۔"

میں نے تائید کی "یہ نہایت معقول بات ہے۔"

دماغی طور پر حاضر ہوا تو لیلیٰ رو رہی تھی۔ اس کے دماغ میں سلطانہ بھی رو رو کر کہہ رہی تھی "اسی دن کے لئے میں نے سمجھایا تھا' فرہاد بھائی سے دل نہ لگاؤ۔ شادی نہ کرو مگر تم نے میری نہیں مانی۔"

لیلیٰ نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا "میرے فرہاد کا کوئی قصور نہیں ہے۔ سب مل کر انہیں پھانس رہے ہیں۔ تمہارے میاں سلمان بھی اس سازش میں شریک ہیں۔"

سلمان نے کہا "مجھے الزام نہ دو۔ میں انصاف کی بات کررہا ہوں۔ اگر یہ انصاف نہیں ہے تو کل جناب علی اسد اللہ تبریزی ان کا نکاح نہیں پڑھائیں گے۔ اگر انہوں نے نکاح پڑھادیا تو پھر تم بہنوں کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔"

وہ دونوں خاموش رہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے سب سے بڑے عالم اور بزرگ کے سامنے وہ اعتراض نہیں کرسکتی تھیں۔ میں نے لیلیٰ کو دلاسا دینا چاہا۔ وہ بولی "رہنے دیں اپنی محبت اور تسلیاں۔ مجھے تھوڑی دیر تنہا رہنے دیں۔"

وہ اٹھ کر دوسرے کمرے میں گئی۔ وہاں دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ بستر پر آکر گر پڑی۔ سلطانہ دماغ میں تھی۔ وہ کہنے لگی۔ "حوصلہ نہ ہارو' ہمت سے کام لو۔ ابھی تو صرف نکاح پڑھایا جارہا ہے۔"

"نکاح کے بعد کیا رہ جائے گا۔"

"بہت کچھ رہے گا۔ سونیا کبھی ازدواجی زندگی نہیں گزار سکے گی۔"

"کیوں نہیں گزار سکے گی؟"

"اگر پارس اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگا تو سونیا ازدواجی زندگی نہیں گزارے گی۔ سونیا کی زبان کی سچائی کو ہم سب مانتے ہیں۔ شرط پوری نہیں ہوگی۔ مرینا پارس سے شادی نہیں کرے گی تو سونیا بھی فرہاد کی زندگی میں نہیں آئے گی۔ اس کے پاس آئندہ نسل کو دکھانے کے لئے صرف ایک نکاح نامہ ہوگا۔ فرہاد بھائی تو تمہارے ہی رہیں گے۔"

"سلطانہ! تم مجھے آسرا دے رہی ہو۔ میرے دل کو تسلی ہو رہی ہے۔"

"میرے مشوروں پر عمل کرو تو تمہاری زندگی میں سوکن نہیں آئے گی۔"

"تم کیا چاہتی ہو؟"

"دیکھو لیلیٰ! تمہاری شوہر پرستی سے ڈر لگتا ہے۔ میں جو تدبیر بتارہی ہوں اس کا ذکر تم نے فرہاد بھائی سے کیا تو پھر ساری زندگی روتی رہوگی۔"

"میں اپنے شوہر سے ذکر نہیں کروں گی۔ وہ تدبیر کیا ہے؟"

"ہم بہنیں مل کر پارس کو اس کے مقصد میں ناکام بنائیں گی۔ مرینا کو اس سے دور رکھنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔"

"ہاں' تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ نہ مرینا پارس کی طرف زیادہ جھکے گی نہ شادی ہوگی اور نہ ہی مسز میرے شوہر کی زندگی میں آئیں گی۔"

"بات تو تمہاری سمجھ میں آگئی ہے مگر میں پھر سمجھائے دی ہوں۔ اس معاملے میں شوہر پر بھروسا نہ کرنا۔"

"میں بھروسا نہیں کروں گی۔ مگر سلطانہ تمہارے بہنوئی مجھے دل و جان سے چاہتے ہیں۔"

"یہ چاہت اسی وقت تک ہے جب تک کوئی نئی نہ آئے۔ اس بات پر غور کرو کہ دنیا کی کوئی عورت سونیا سے زیادہ حسین اس لئے نہیں ہوگی کہ اس نے فرہاد بھائی کی دلہن بنتے بنتے شاد سے انکار کردیا تھا۔ جو عورت عروسی جوڑا پہن کر مرد کے ہاتھ آئے' وہ انمول' اچھوتی اور نایاب ہو جاتی ہے۔ مرد اس ک دوری برداشت کرتا ہے مگر اندر ہی اندر اس کے لئے مچلتا ہے اس کی کمی پوری کرنے کے لئے تمہاری جیسی بیوی سے بہلنا چاہ ہے لیکن وہ نایاب ہیرا نایاب ہی رہتا ہے۔ اب ایسے میں و اچانک دلہن بن کر آجائے تو تمہاری کیا اہمیت رہے گی؟"

لیلیٰ یہ سچی اور کھری باتیں سن رہی تھی۔ اس کا دل ڈوب ر تھا اس میں شبہ نہیں تھا کہ سہاگن کا جوڑا پہن کر شادی سے انکار کرنے والی عورت برسوں بعد پھر سہاگن بن کر آئے تو پھ اس کے سامنے کسی کا چراغ نہیں جلتا۔

سلطانہ نے کہا "پریشان ہونا چھوڑ دو۔ اب سے ٹھیک د گھنٹے بعد سلمان سو جائیں گے تو میں تمہارے پاس آؤں گی۔ کوشش کرو فرہاد بھائی بھی سو جائیں۔ پھر میں ایسا چکر چلاؤں گ کہ پارس مرینا کے لئے چکراتا رہے گا۔ مگر اسے حاصل نہیں کر سکے گا۔"

اس میں شبہ نہیں کہ دونوں بہنیں ذہین تھیں لیکن اپ ذہانت کو چالاکی کے طور پر استعمال نہیں کرتی تھیں۔ ان کا خیال تھا چالا کی دوسروں کو نقصان اور خود کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ نیکی او شرافت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی' وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا

چاہتی تھیں لیکن آج وہ مجبور ہوگئی تھیں۔ وہ جہنم کی آگ برداشت کرسکتی تھیں لیکن ایک سوکن کو برداشت نہیں کرسکتی تھیں۔

دو گھنٹے بعد سلمان اپنے وقت کے مطابق سوگیا۔ میں لیلیٰ کے بغیر سونا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے دروازے پر دستک دے کر بولا۔ "غصہ تھوک دو۔ باہر آجاؤ۔"

اندر سے آواز آئی "دروازہ نہیں کھلے گا۔ کل صبح آپ کا نکاح پڑھایا جائے گا۔ جب نئی دلہن آرہی ہے تو میری کیا ضرورت ہے؟"

"نئی دلہن نہیں آئے گی۔ صرف نکاح پڑھایا جائے گا۔"

"گویا میں فاضل پرزہ ہوں جب تک نئی نہیں آئے گی' اس پرزے کو استعمال کیا جاتا رہے گا۔"

"پلیز ایسی بے تکی باتیں نہ کرو۔"

میں اس کے دماغ میں گیا۔ اس نے سانس روک لی۔ میں نے کئی بار کوششیں کیں مگر اس نے مجھے دماغ میں آنے نہیں دیا۔ میں نے دروازے کے اور قریب ہو کر کہا۔ "میں تم سے دور نہیں ہونا چاہتا مگر تم دور کر رہی ہو۔ کوئی بات نہیں' میں سونے جارہا ہوں۔ جب چاہو دروازہ کھول کر چلی آنا۔"

"میں ہرگز نہیں آؤں گی۔ آپ جائیں اور نئی دلہن کے خواب دیکھتے دیکھتے صبح کردیں۔"

میں مجبوراً دوسرے بیڈ روم میں آگیا۔ ادھر سلطانہ اپنی بہن کے دماغ میں آکر کہہ رہی تھی "اچھا ہے۔ ذرا دل مضبوط کرو۔ فرہاد بھائی کو تمہارے پاس نہیں آنا چاہئے۔"

"سلطانہ! وہ ناراض ہو کر پھر غلط راہ پر پڑ جائیں گے۔"

"ناراض ہونے دو مگر غلط راہ پر جانے نہ دو۔ کڑی نظر رکھو۔ عورت کی کمزوری مرد کو شیر بنادیتی ہے۔ تمہیں کمزور نہیں بننا چاہئے۔"

"تم مجھے کوئی تدبیر بتانا چاہتی تھیں۔"

"ہاں' میں سوچتی ہوں اگر ہم کسی طرح مرینا سے دوستی کر لیں اور دوستی کی آڑ میں اسے پارس سے دور رکھیں تو تمہارا کام بنا رہے گا' وہ مرحلہ کبھی نہیں آئے گا کہ مرینا اس سے شادی کرنے کی حد تک متاثر ہو سکے پھر یہ کہ وہ اسلام کبھی قبول نہیں کرے گی۔"

"مگر سلطانہ! یہ تو گناہ ہے۔ اگر وہ اسلام قبول کرنا چاہے تو۔ کیا ہم اسے روکیں گے؟"

"ہرگز نہیں۔ میں تو یہ کہہ رہی ہوں' وہ فولادی ارادوں کی مالک ہے۔ اپنا مذہب تبدیل نہیں کرے گی۔"

"جب یہ یقین ہے تو ہمیں مطمئن رہنا چاہئے کہ نہ وہ مسلمان بہو بنے گی نہ سونیا دلہن بن کر میرے شوہر کے پاس آئے گی۔"

"لیلیٰ! اس کے باوجود ہمیں مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔ محبت میں عورت دنیا چھوڑ دیتی ہے۔ مذہب کیا چیز ہے۔ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ان کی محبت نفرت میں بدلتی جائے۔"

"وہ کیسے؟"

"میں کوشش کرتی ہوں' رفتہ رفتہ کامیابی ہوگی۔ ابھی میں مرینا کو مخاطب کرتی ہوں۔ وہ مجھے اپنے اندر آنے نہیں دے گی۔ جب وہ میرے دماغ میں آئے گی تو تم خاموشی سے میرے چور خیالات پڑھنے سے اسے روکتی رہنا۔"

اس نے مرینا کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچی' اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار اس نے کہا۔ "سانس نہ روکو۔ میری آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر میرے پاس آؤ۔ تمہارے فائدے کی بات کروں گی۔"

سلطانہ اپنی جگہ واپس آئی۔ مرینا نے اس کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "کون ہو تم؟"

"تمہارے لئے غیبی مدد ہوں۔"

"اپنا تعارف کراؤ؟"

سلطانہ نے کہا "تم نے ابتدا سے آج تک جتنی کامیابیاں حاصل کی ہیں ان کامیابیوں کی وجہ محض ذہانت نہیں ہے۔ مقدر کا ساتھ اور غیبی امداد بھی ہے۔ غیبی امداد کا کوئی نام نہیں ہوتا۔ کوئی تعارف نہیں ہوتا۔ میں چپ چاپ تمہاری مدد کرتی رہی اور تمہیں کبھی خبر نہ ہوئی۔ اس کے عوض میں نے تم سے کچھ نہیں چاہا۔ آئندہ بھی کچھ نہیں چاہوں گی۔ یہی میرا تعارف سمجھ لو۔"

مرینا نے کہا "کمال ہے۔ جب آج تک خاموشی سے میرے کام آرہی تھیں تو آج کس خوشی میں بول رہی ہو؟"

"تم طنز کررہی ہو۔ کیا میں تمہاری ایک تباہی پر واقعی خوشی مناؤں؟"

"سوری' میرے منہ سے طنزیہ بات نکل گئی۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ تم کون کون سے اہم مرحلے پر میرے کام آتی رہی ہو؟"

سلطانہ نے کہا "یاد کرو۔ جب پہلی بار پارس تمہاری کار کی پچھلی سیٹ سے نمودار ہوا تھا اور تم کمال ذہانت سے سلمان واسطی کی ماتحت بن کر اس سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ اس وقت میں وہاں موجود تھی۔"

مرینا نے پوچھا "میں اور پارس سانس روک لیتے ہیں پھر تم کیسے موجود تھیں؟"

وہ بولی "پارس مجھے جوجو کے لہجے میں محسوس کررہا تھا' تم محض اپنی ذہانت سے نہیں میری چالاکی سے بچ گئی تھیں۔ میں نے جوجو بن کر پارس سے کہا تھا' فوراً آؤ' میں نے شلپا کو ٹریپ کیا ہے۔ وہ میری رہائش گاہ میں ہے۔ یہ سنتے ہی اس نے تمہارا پیچھا

چھوڑ دیا تھا۔"

مرینا نے کہا "اگر تم نے واقعی ایسا کیا تھا تو مجھ پر تمہارا احسان ہے لیکن میری بات کا برا نہ ماننا۔ پرانے کارناموں میں کوئی بھی اپنا نام جوڑ لیتا ہے اور اس کارنامے کی داد خود تھوڑی سی وصول کرتا ہے۔ کوئی ایسی بات بتاؤ جسے سن کر میں تمہاری بے لوث دوستی کی قائل ہو جاؤں۔"

سلطانہ نے کہا "تو غور سے سنو۔ تم نے واشنگٹن میں جس شخص کو آلۂ کار بنا رکھا ہے، اس آلۂ کار کو پارس اچھی طرح جانتا ہے۔"

"کیا پارس واشنگٹن میں ہے؟"

"نہیں، لندن میں ہے۔ پارس کا ایک خیال خوانی کرنے والا اس وقت بھی تمہارے آلۂ کار کی نگرانی کر رہا تھا، جب تم جیری اور باربرا کو اپنے تاریک قید خانے میں پہنچا رہی تھیں۔"

مرینا نے شدید حیرانی سے پوچھا "کون ہو تم؟ میرے تاریک قید خانے کے متعلق کیسے جانتی ہو؟"

سلطانہ نے کہا "زیادہ نہ اچھلو۔ جب تک میں تمہاری پشت پر ہوں، کوئی تمہارے واشنگٹن اور لندن کے قید خانے کا سراغ نہیں لگا سکے گا۔ میری بے لوث دوستی کا یہ ثبوت ہے کہ نہ آج تک کوئی دشمن تمہارے تاریک قید خانے میں پہنچا ہے، نہ میرے جیتے جی کبھی پہنچے گا۔"

"میری اجنبی دوست! تم نے مجھے حیران اور پریشان کر دیا ہے۔ ذرا ایک منٹ ٹھہرو۔ میں قیدیوں کی خیریت معلوم کر کے آتی ہوں۔"

وہ تھوڑی دیر کے لئے گئی اور پھر خوش ہو کر بولی "میں تمہاری دوستی پر فخر کرتی ہوں۔ میرے تینوں قیدی محفوظ ہیں۔"

"میں یہ نہیں چاہتی کہ تم مجھ پر فخر کرو اور میری عقیدت مند بن جاؤ۔ میں ابھی جاؤں گی تو پھر پتا نہیں کب آؤں گی۔ تمہیں صرف ایک عقل کی بات سمجھانے آئی ہوں۔"

"میں تمہاری ہر بات پر عمل کروں گی۔ وہ بات کیا ہے؟"

"یہ کہ پارس سے دور رہو۔ اپنے بدن پر اس کا سایہ نہ پڑنے دو۔ وہ آج کسی وقت لندن سے روانہ ہو گا اور واشنگٹن پہنچے گا کیوں کہ میں نے پارس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو گمراہ کیا تھا، اسے تمہارے تاریک قید خانے تک پہنچنے نہیں دیا تھا۔ وہ تمہارے خفیہ اڈے کا سراغ لگانے خود آ رہا ہے۔ اپنے ذہین ماتحتوں کو الرٹ رہنے کے لئے کہہ دو۔ اب میرے دماغ سے جاؤ۔"

مرینا نے کہا "پلیز سانس نہ روکنا۔ مجھے اتنا بتا دو، پارس سے کس طرح نمٹنا چاہئے؟"

"مرینا! میں تم سے کہہ چکی ہوں، پارس سے دور رہو۔ اس سے نمٹنے کی کیا ضرورت ہے؟ سیدھی سی بات ہے، تم نے اس جس آلۂ کار کے ذریعے اپنے شکار کو تاریک قید خانے میں بھیجا ہے۔ اس آلۂ کار کو واشنگٹن سے کہیں دور بھگا دو۔ پھر پارس کو سراغ حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ملے گا۔"

"تم نے بہت دانش مندانہ مشورہ دیا ہے۔"

"اگر مجھے دانش مند دوست سمجھتی ہو تو پارس کو حرفِ غلط کی طرح اپنے دل اور دماغ سے مٹا دو۔ اچھا پھر ملوں گی۔ گڈ بائی۔"

سلطانہ نے سانس روکی۔ مرینا باہر چلی گئی۔ لیلیٰ نے کہا "مرینا بڑی چالاک ہے، تم سے باتیں کرنے کے دوران تمہارے چور خیالات ٹٹول رہی تھی، میں ان خیالات کو گڈمڈ کرتی رہی۔"

"آئندہ یہی ہو گا۔ جب بھی وہ میرے دماغ میں آئے گی میرے اندر چھپ کر اسے میری اصلیت معلوم نہیں کرنے دو گی۔"

"سلطانہ! تم نے بڑی زبردست چال چلی ہے۔ وہ پارس کو اب گھاس بھی نہیں ڈالے گی لیکن تم نے واشنگٹن کے خفیہ اڈے کا ذکر کر کے اسے ہوشیار کر دیا ہے۔ اگر وہ اپنے قیدیوں کو تاریک قید خانے سے دوسری جگہ منتقل کر دے گی تو ہم اس کے اہم اڈے سے محروم ہو جائیں گے، پھر وہ قیدی بھی فرہاد کے ہاتھ نہیں آئیں گے۔"

"لیلیٰ! میں نے یہ غلطی کی ہے لیکن ہمارے ہاتھوں میں ہی دشمن خیال خوانی کرنے والے آتے ہیں پھر نکل بھی جاتے ہیں۔ تمہیں سوکن سے بچانے کے لئے اگر میں تین قیدیوں کو جانے دے رہی ہوں تو کوئی غضب نہیں کر رہی ہوں۔ ہم اس کی تلافی کے لئے دوسرے تین پکڑ لیں گے۔"

دوسری طرف مرینا اپنی جگہ دماغی طور پر آ کر زبردست الجھن کا شکار ہو گئی۔ ایک اجنبی خیال خوانی کرنے والی نے اسے حیران کر دیا تھا۔ بے لوث دوستی کا بھی ثبوت دیا تھا۔ ان تینوں قیدیوں کو تاریک قید خانے میں پہنچائے ایک رات اور دو دن گزر گئے تھے۔ اگر وہ اجنبی خیال خوانی کرنے والی دشمن ہوتی تو ان تین قیدیوں کو وہاں سے نکال کر لے جاتی یا دوسرے دشمنوں کو وہاں پہنچا دیتی۔

اس نے ایسی کوئی دشمنی نہیں کی تھی بلکہ دوستی نبھاتی آئی تھی۔ اس کے باوجود مرینا کا دماغ کچھ اسپیشل قسم کا تھا۔ وہ اس خیال خوانی کرنے والی سے متاثر نہیں ہو رہی تھی۔ اس کی بے لوث دوستی کے پیچھے کسی فریب کی گنجائش ہو سکتی تھی۔

مرینا تھوڑی دیر تک اٹھ کر ٹہلتی رہی۔ اور بار بار اس کے دماغ میں یہ بات دہرائی رہی "اعتماد صرف اپنی ذات پر۔ اعتماد صرف اپنی ذات پر......"

وہ تھوڑی دیر بعد شمال کی طرف رخ کر کے فرش پر پالتھی مار کر بیٹھ گئی۔ یوگا کا ایک آسن اختیار کیا پھر سینے میں سانس کھینچ کر

روک لی۔ تقریباً دس منٹ تک اسی طرح سانس روکے رہی۔ پھر اس کی ذہانت نے کہا "جو خود کو چھپائے وہ دوست نہیں ہوتا۔"

"ہاں۔ دوست نہیں ہوتا" اس کی ذہانت نے پھر کہا۔ "بکھرے ہوئے دانوں کے سامنے پنچھی کو جال نظر نہیں آتا! اسی طرح اس اجنبی خیال خوانی کرنے والی کی مہربانیوں کے پیچھے چھپی ہوئی چال نظر نہیں آ رہی ہے۔ میرے تین قیدیوں کو چھیڑا نہیں گیا ہے۔ شاید اس انتظار میں کہ میں وہاں مزید قیدی لاؤں گی۔"

اس کی ذہانت نے آخری اہم بات سمجھائی کہ جب راز فاش ہو جائے اور کوئی مہربان بن کر راز کا شریک ہو جائے تو پھر وہ راز کبھی نہیں رہتا کسی مرحلے پر زبردست دھوکا بن جاتا ہے۔

وہ یوگا کے آسن بدلتی رہی۔ سانسیں روکتی رہی۔ تمام الجھنوں کو دماغ سے نکال کر ذہانت سے حالات کا تجزیہ کرتی رہی پھر فرش پر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ کچن میں جا کر تازہ پھلوں کا جوس تیار کرتے ہوئے سوچنے لگی "وہ تینوں قیدی میرے لئے خطرناک ہو گئے ہیں۔ میں براہِ راست ان کے سامنے نہیں جاؤں گی۔ اپنے آلۂ کار کے ذریعے بھی انہیں دوسری جگہ منتقل نہیں کروں گی۔"

وہ بے چاری تنہا بڑے بڑے آزمائشی مراحل سے گزرتی تھی۔ فی الحال اس کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں وہ قیدیوں کو منتقل کرتی اور اب اس آلۂ کار کو بھی استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی۔

بڑی سوچ بچار کے بعد یہی راستہ سجھائی دیا کہ تینوں قیدیوں پر تنویمی عمل کر کے ان کی آواز اور لہجہ بدل کے پھر کسی حد تک ان کا حلیہ خود ان کے ہاتھوں سے بدل کے تاریک قید خانے سے نکال دیا جائے۔ انہیں آزاد چھوڑ دیا جائے۔ برین ماسٹر، بلیک سیکرٹ اور پارس کبھی ان تین قیدیوں کو نہیں پہچان سکیں گے۔

یہ نہایت ہی معقول تدبیر تھی۔ اس نے جوس کا بھرا ہوا گلاس خوب سیر ہو کر پیا پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ ایک قیدی کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے جوس اچھی طرح نگل لیا تھا ورنہ الٹ کر آ جاتا کیونکہ پہلا قیدی بے ہوش تھا۔ وہ دوسرے اور تیسرے کے دماغ میں گئی، ان کا حال بھی کچھ مختلف نہ تھا۔

وہ کوئی پون گھنٹا پہلے ان کی خیریت معلوم کر کے گئی تھی، وہ سب ہوش و حواس میں تھے۔ پینتالیس منٹ میں بازی پلٹ گئی تھی۔

وہ تڑپ کر سلطانہ کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے سانس روک لی۔ جلدی سے لیلیٰ کو مخاطب کر کے اپنے دماغ میں بلایا۔ اسی وقت مرینا دوسری بار آ کر بولی "میں مرینا ہوں۔ میرے تینوں قیدی بے ہوش ہیں۔"

سلطانہ نے پوچھا "یہ کیسے ہو گیا؟ اس خفیہ اڈے کا علم کسی کو نہیں تھا۔"

"میری مہربان! تمہیں تو علم تھا۔"

"دیکھو، غلط شبہ کر کے وقت ضائع نہ کرو۔ مجھ سے پھر کسی وقت لڑ لینا۔ پارس کی خبر لو۔ وہ تمہارے خلاف کچھ کر رہا ہے۔"

مرینا دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ وہ پارس کے پاس نہیں جانا چاہتی تھی۔ مگر بہت بڑا نقصان اٹھا رہی تھی اور نقصان پہنچانے والے کا سراغ لگانا ضروری تھا۔ اس نے مجبور ہو کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے پاس آئی مگر اس نے سانس روک لی۔

وہ دوسری بار آ کر بولی "میں مرینا ہوں۔"

اس نے پوچھا "کون مرینا؟"

"بکواس نہ کرو۔ ارے یہ تم اندھیرے میں کیوں بیٹھے ہو؟"

"کیا بتاؤں کیوں بیٹھا ہوں۔ جب یہاں آیا تو تین قیدی تھے، وہ تینوں اچانک غائب ہو گئے اور میں تنہا رہ گیا ہوں۔"

"نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ تم تینوں کو مجھ سے چھین نہیں سکتے۔ مجھے بتاؤ وہ کہاں ہیں؟"

"کیا مصیبت ہے۔ یہ تو تمہیں بتانا چاہئے کہ وہ کہاں ہیں؟ اور میں کہاں ہوں؟ کیا یہ تمہارا تاریک قید خانہ ہے؟ اگر ہے تو مجھے کہاں سے پکڑ کر لائی ہو۔ لانا ہی تھا تو برات کے ساتھ لاتیں۔"

پھر وہ اندھیرے میں سر اٹھا کر سونیا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "مما! آپ نے بڑی کڑی شرط لگائی تھی لیکن میں آپ کو دلہن بنانے کے لئے اپنی دلہن کے گھر تک پہنچ گیا ہوں۔ باقی اللہ مالک ہے۔"

پارس کا کھیل شروع ہو چکا تھا۔ کوئی کھیل بھی شروع کرنے سے پہلے اس کھیل کو کھیلنے کے انتظامات کئے جاتے ہیں۔ یہ انتظامات انسان خود کرتا ہے یا تقدیر کرتی ہے۔ تاریک قید خانے میں پارس کو نہ تو تقدیر نے پہنچایا تھا اور نہ ہی یہ کوئی اتفاقی واقعہ تھا۔ وہ اپنی شرارت اور ذہانت سے وہاں آیا تھا۔

یہ مرینا کے لئے شدید حیرانی کی بات تھی کہ پارس واشنگٹن والے تاریک قید خانے میں پہنچ گیا تھا؟ اس کی موجودگی بتا رہی تھی کہ اُس نے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے قیدیوں کو بیہوش کیا ہے۔

جب کہ ان تینوں کو میں نے بے ہوش کیا تھا؟ اور انہیں مرینا کے تہ خانے سے نکال کر دوسری جگہ قید کر دیا تھا۔ مرینا کو ان کے ہوش میں آنے تک پتا نہیں چل سکتا تھا کہ وہ تینوں اسی کی قید میں ہیں یا کہیں منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ اگر وہ واشنگٹن یا امریکا کے کسی شہر میں ہوتی تو گھنٹے دو گھنٹے میں وہاں پہنچ کر صحیح حالات معلوم کر لیتی۔ لیکن وہ ہزاروں میل دور لندن شہر میں تھی۔

پارس کو میں نے یہ بتایا تھا کہ ان تین قیدیوں کو بے ہوش کر کے لے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ اپنا کھیل شروع کرے۔ وہ لندن والے تاریک قید خانے سے واقف تھا۔ قصہ یوں ہے کہ جب مرینا نے پہلی بار پارس کو قیدی بنا کر اس قید خانے میں پہنچایا تھا تو اسے پورا یقین تھا کہ پارس تنویمی عمل کے ذریعے اس کا معمول اور تابعدار بن چکا ہے۔ بعد میں سونیا نے اس کے یقین کو ڈگمگا دیا۔ اسے بتایا کہ اس نے پارس کی ایک ڈمی کو قیدی بنایا ہے۔ اصل پارس اس سے کوسوں دور ہے۔ یہ سن کر مرینا پر بجلی گر پڑی تھی۔ اس نے اصل پارس سمجھ کر اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ ماننے کو تیار نہیں تھی کہ کسی ڈمی کی آغوش میں خود کو گرا چکی ہے۔

سونیا نے اس کے انکل جنرل کو اغوا کرایا اور یہ شرط رکھی کہ وہ ڈمی کو رہا کرے گی تو اس کے انکل جنرل کو بھی نجات ملے گی ورنہ وہ بوڑھا مارا جائے گا۔ مرینا بوڑھے جنرل کو سگے باپ سے زیادہ چاہتی تھی۔ جنرل نے اسے بڑی توجہ سے تعلیم دلائی تھی۔ اسے ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک بنایا تھا۔ اس نے مجبور ہو کر سونیا کی شرط مان لی اور اپنے انکل کو زندہ دیکھنے کے لئے پارس کو ایک ڈمی سمجھ کر رہا کر دیا۔

وہ اصل ہو یا ڈمی، مرینا کو یقین تھا کہ وہ اس کا معمول اور تابعدار رہے گا۔ سونیا کے پاس رہ کر بھی اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔ وہ بڑی احتیاط سے پارس کو تاریک قید خانے سے باہر لائی۔ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ پر قبضہ کر کے مطمئن رہی کہ پارس دماغی طور پر غائب ہے اور تاریک قید خانے کو [illegible] نہیں پہچان رہا ہے۔

یوں پارس نے اس خفیہ اڈے کو اندر اور باہر سے دیکھ لیا۔

بعد میں مرینا کو پتا چلا کہ پارس تنویمی عمل کے زیر اثر نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ بری طرح دھوکا کھا گئی ہے۔ وہ تاریک قید خانہ پہلے کی طرح محفوظ نہیں ہے۔ اگر وہ ادھر کا رخ کرے گی تو پکڑی جائے گی۔ وہ اپنی دوسری رہائش گاہ میں رہنے لگی تھی لیکن فرصت کے اوقات میں اس پرانے شاہی محل کی نگرانی کرتی رہتی تھی جس کے تہ خانے میں وہ تاریک قید خانہ تھا۔ اس نے کئی بار ایک نوجوان لڑکی کے دماغ پر قبضہ جمایا اسے پرانے شاہی محل میں بھیجتی رہی تاکہ پارس یا سونیا کا کوئی آدمی نگرانی کر رہا ہو تو نوجوان لڑکی کو مرینا سمجھ کر ٹریپ کرنے آ جائے لیکن کئی ماہ گزر گئے کسی نے اس پرانے محل کی طرف رخ نہیں کیا۔ پارس بھی نظر نہیں آیا۔ ایک بار وہ پیرس گئی تھی۔ اس نے پارس کو وہاں دیکھا تھا۔ اس طرح یقین ہو گیا کہ پارس اور سونیا کے جاسوس پرانے محل کی طرف نہیں آتے ہیں۔

مرینا نے سوچا اس پرانے محل کو دشمنوں نے اس لئے نظر انداز کیا ہے کہ وہ میری ذہانت اور چالاکی کو خوب سمجھتے ہیں۔ جہاں میں ناکام ہوتی ہوں دوبارہ اُدھر کا رخ نہیں کرتی۔ میری جگہ کوئی نادان لڑکی ہوتی تو اسے بھی اتنی سی سمجھ ہوتی کہ آئندہ کسی کو تاریک قید خانے میں نہیں لانا چاہئے۔ دشمن کسی وقت بھی آ سکتے ہیں۔

مرینا کو چاہئے تھا اس پرانے محل کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دے اور کوئی دوسرا خفیہ اڈا بنا لے لیکن امریکا سے آ کر لندن میں ایسی کام کی جگہ تلاش کرنا مشکل تھا۔ وہ اکیلی کئی معاملات میں مصروف رہتی تھی۔ پریشان ہو کر سوچتی تھی "اگر پارس بالکل اپنا ہوتا تو وہ تنہا نہ ہوتی۔ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ جیسے دشمنوں کو منہ توڑ جواب دے چکی ہے۔ ایک ساتھی ہوتا تو ایسے دشمنوں کو ایک دن میں کچل سکتی تھی۔ ساری دنیا میں اپنی ذہانت اور صلاحیتوں کا ڈنکا بجا سکتی تھی۔ لیکن پارس پر بھروسا نہیں تھا اور یہ غلط تھا۔ دراصل وہ خود کسی پر بھروسا نہیں کرتی تھی۔

پرانے محل میں اس کے لئے زیادہ خطرہ نہیں تھا۔ دشمنوں سے بچ نکلنے کے لئے چور دروازہ تھا۔ جب سے واشنگٹن کا تاریک قید خانہ ایک اجنبی عورت (سلطانہ) کی نظروں میں آیا تھا، وہ پریشان ہو گئی تھی۔ اب یہ لندن کا پرانا محل زیادہ اہم ہو گیا تھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اجنبی عورت پرانے محل کے متعلق کچھ جانتی ہے یا نہیں؟

اسے یقین تھا کہ وہ اجنبی عورت یا پارس اسے گھیرنے آئیں گے تو وہ چور دروازے سے نکل جائے گی۔ وہ کئی ماہ کے بعد اس محل میں جانے سے پہلے اس نرس کے دماغ میں گئی جسے جوجو کی خدمت کے لئے رکھا گیا تھا۔ وہاں چار نرسیں تھیں جو چھ چھ گھنٹے باری باری ڈیوٹی پر رہتی تھیں۔ مرینا ان چاروں کے ذریعے معلوم کرتی رہتی تھی کہ پارس اپنی جوجو کے پاس موجود رہتا ہے یا نہیں؟ ایک شام محل میں جانے سے پہلے نرس کے دماغ سے پتا چلا، پارس اور جوجو شاپنگ کے لئے گئے ہیں۔ ابھی ان کا فون آیا تھا کہ وہ واپس آ رہے ہیں۔

مرینا نے فون پر بھروسا نہیں کیا۔ وہ ایک گھنٹے تک انتظار کرتی رہی۔ پھر اس نے نرس کے اندر رہ کر پارس اور جوجو کو بنگلے کے اندر آتے دیکھا۔ پارس جوتے اتار کر بستر پر گرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "او جوجو! تم نے شاپنگ کرتے کرتے تھکا دیا ہے۔ اب میں ڈنر کے وقت بستر سے اٹھوں گا۔"

وہ مطمئن ہو کر پرانے محل میں آ گئی۔ ایک آدھ گھنٹے میں بار بار نرس کے پاس جا کر وہاں پارس کی موجودگی معلوم کرتی تھی۔ ٹھیک گیارہ بجے سلطانہ اس کے دماغ میں آئی اور اسے بتایا کہ مرینا نے واشنگٹن میں جسے آلۂ کار بنایا ہے اور جس کے دماغ پر قبضہ جما کر تین قیدیوں کو تاریک قید خانے میں پہنچایا ہے اس آلۂ کار کو پارس اچھی طرح جانتا ہے۔

یہ مرینا کے لئے شدید حیرانی اور پریشانی کی بات تھی کہ پارس واشنگٹن والے آلۂ کار کو جانتا ہے اور کوئی اجنبی عورت (سلطانہ) واشنگٹن والے تاریک قید خانے سے واقف ہے۔ اس نے سلطانہ سے پوچھا "تم کون ہو؟ میری ہمدرد ہو اور میرے رازوں سے واقف ہو تو نام بتاؤ؟"

لیکن سلطانہ نے اپنا نام نہیں بتایا۔ اسے ٹال دیا۔ مرینا نے ٹیلی پیتھی جاننے والے قیدیوں کی خیریت معلوم کرنا چاہی تو وہ تینوں بے ہوش تھے۔ اس نے سلطانہ کے لہجے کو گرفت میں لے کر رابطہ قائم کیا۔ [illegible] کہ اس کے تینوں قیدی بے ہوش ہیں۔

سلطانہ نے کہا۔ "پارس تمہیں نقصان پہنچا رہا ہے۔ تم اس کی خبر لو۔"

مرینا دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ وہ پارس کے پاس نہیں جانا چاہتی تھی۔ اگرچہ اس نے ذاتی طور پر اسے نقصان نہیں پہنچایا تھا تاہم لاشعور میں یہ بات تھی کہ اس زہریلے سانپ کی کشش پھر اسے جذبات کے بہاؤ میں لے جائے گی۔

لیکن ابھی وہ بہت بڑا نقصان اٹھا چکی تھی اور معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اسے کون نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس کے تین اہم قیدیوں کو کس نے بے ہوش کیا ہے؟ ان باتوں کا سراغ لگانا ضروری تھا۔ اس نے مجبور ہو کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ پارس کے پاس آئی مگر اس نے سانس روک لی۔

دوسری بار آ کر بولی "میں مرینا ہوں۔"

اس نے پوچھا "کون مرینا؟"

"بکواس نہ کرو۔ ارے یہ تم اندھیرے میں کیوں بیٹھے ہو؟"

"کیا بتاؤں کیوں بیٹھا ہوں۔ جب یہاں آیا تو یہاں تین قیدی تھے۔ وہ تینوں اچانک غائب ہو گئے ہیں اور میں تنہا رہ گیا ہوں۔"

"نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ تم میرے قیدیوں کو مجھ سے چھین نہیں سکتے۔ مجھے بتاؤ، وہ کہاں ہیں؟"

"کیا مصیبت ہے؟ یہ تو تمہیں بتانا چاہئے کہ وہ کہاں ہیں اور میں کہاں ہوں؟ کیا یہ تمہارا تاریک قید خانہ ہے؟ اگر ہے تو مجھے کہاں سے پکڑ کر لائی ہو۔ لانا ہی تھا تو برات کے ساتھ لاتیں۔"

مرینا تھوڑی دیر کے لئے دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ اپنے دماغ کو پھر پُرسکون رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے سوچا "وہ اجنبی عورت کہہ رہی تھی کہ پارس لندن میں ہے۔ میں نے نرس کے دماغ سے معلوم کیا وہ جوجو کے ساتھ پیرس میں ہے اور خود پارس کہتا ہے کہ وہ اس تاریک قید خانے میں ہے جہاں سے تین قیدی غائب ہو گئے ہیں۔ وہ تینوں واشنگٹن کے قید خانے میں تھے، اس کا مطلب ہے کہ پارس واشنگٹن میں ہے۔"

بس اسی لئے پارس سے ڈر لگتا تھا۔ پتا نہیں چلتا تھا وہ اصل میں کہاں ہے اور اس کی ڈمی کہاں ہے۔ کبھی مرینا کے پاس ڈمی ہوتی تھی اور کبھی اصل پارس ہوتا تھا۔ سب سے پہلے تو یہی معلوم کرنا تھا کہ وہ کھوپڑی گھما دینے والا محبوب کہاں ہے؟

وہ ایزی چیئر سے اٹھ کر چور راستے سے تہ خانے میں آئی۔ وہاں کے ایک ایک تاریک کمرے کو دیکھا۔ سب خالی تھے۔ پارس کسی تاریک کمرے میں نہیں تھا۔ یعنی لندن شہر میں نہیں تھا۔ ایک طرح سے اطمینان ہوا کہ وہ خطرناک چھیل چھبیلا قریب نہیں ہے۔

اور یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی تھی کہ وہ پیرس میں نہیں ہے، جوجو کے ساتھ پارس کی ڈمی ہے۔ یہ ڈمی یا تو جوجو کی تسلی کے لئے رکھی گئی ہے کہ وہ پارس کو اپنے قریب سمجھتی رہے یا مرینا کو دھوکا دینے کے لئے ایسا کیا گیا ہے اور وہ سچ مچ دھوکا کھا گئی تھی۔

وہ تہ خانے سے اپنے بیڈ روم میں واپس آئی۔ پھر ایزی چیئر پر بیٹھ کر پارس کے پاس پہنچ گئی۔ اس سے بولی "زیادہ چالاک نہ بنو۔ تم واشنگٹن میں ہو اور تم نے میرے تین قیدیوں کو غائب کیا ہے۔"

"مرینا! جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو، تب سے یہ دیوانہ تمہارے قریب ہی رہتا آیا ہے۔ میں جوجو کی علالت کے باعث کچھ دنوں کے لئے پیرس گیا۔ پھر لندن میں تمہارے قریب چلا آیا۔ اب بھی تمہارے قریب ہوں۔"

وہ گھبرا کر بولی "تم جھوٹ بولتے ہو۔"

"یہ میرے لئے ایک ٹریجڈی ہے کہ تم مجھے جھوٹا سمجھتی ہو۔ میں مانتا ہوں کہ تم مجھے اپنا معمول سمجھتی تھیں اور میں تمہارے تنویمی عمل کے زیر اثر نہیں تھا اور خواہ مخواہ معمول بن کر تمہیں دھوکا دیتا رہا تھا۔ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو اور فراخ دلی سے تسلیم کرو کہ تمہیں اس لئے مجھ سے فریب ملا کہ تم نے مجھ سے فریب کیا۔ مجھے دھوکے سے گولی ماری۔ زخمی کر کے مجھ پر تنویمی عمل کیا۔ پھر غلام بنائے رکھنے کے لئے تاریک قید خانے میں پہنچا دیا۔"

"ہاں میں دل و جان سے اور روح کی گہرائیوں سے تمہیں چاہتی ہوں مگر تم پر بھروسا نہیں کرتی اس لئے تمہیں اپنا معمول بنا کر رکھنے کی کوشش کی تھی۔"

"بھروسے کے بغیر محبت نہیں ہوتی۔ اگر تم مجھے دل و جان سے اور روح کی گہرائیوں سے چاہتیں تو آنکھیں بند کر کے مجھ پر اعتماد کرتیں۔"

"میں اپنے باپ پر بھی اعتماد نہیں کرتی۔"

"نہ کرو۔ لڑکی باپ کے ساتھ زندگی نہیں گزارتی۔ آخری سانس تک اپنے کسی ایک مرد کے ساتھ رہتی ہے اور اُسی پر اعتماد کرتی ہے۔"

"تم مجھے باتوں میں الجھا رہے ہو۔ کیا یہ تمہاری محبت اور دوستی کا ثبوت ہے کہ تم میرے تین اہم آدمی چھین کر لے گئے۔"

"میں تم سے کسی کو چھین نہیں سکتا۔ یہ میری محبت ہے اور دوستی کا ثبوت دینے کے لئے ان تینوں کو واپس لا سکتا ہوں۔"

"یعنی تم جانتے ہو وہ تینوں کہاں ہیں؟"

"ہاں، سلمان انکل کے قبضے میں ہیں۔"

"سلمان کو میرا خفیہ اڈا کیسے معلوم ہوا؟"

"انکل کو تقدیر نے تمہارے اس آدمی کے پاس پہنچا دیا جو جیری اور باربرا کو تمہارے تاریک قید خانے میں لے گیا تھا۔"

"میں تقدیر کو کسی حد تک مانتی ہوں لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ ہمیشہ تم پر مہربان ہوتی رہتی ہے۔"

"درست کہتی ہو۔ لندن کے اس خفیہ اڈے میں مجھے تقدیر نے نہیں تم نے پہنچایا ہے۔ تم مجھے تاریک قید خانے سے نکال کر لے گئیں۔ تمہارا خیال تھا میں تمہارے تنویمی عمل کے زیر اثر ہوں۔ میرا دماغ تمہارے قبضے میں ہے اور میں یہاں تک پہنچنے کا راستہ نہیں سمجھ رہا ہوں۔"

"ہاں، یہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔"

"تم ذرا محبت سے سوچو۔ میں سونیا مما اور انکل سلمان کو لندن کا یہ خفیہ اڈا بتا سکتا تھا۔ وہ اپنے جاسوس وغیرہ کی ڈیوٹی یہاں لگا سکتے تھے لیکن میں نے اپنی پرچھائیں کو بھی نہیں بتایا۔ میں تمہیں دل و جان سے چاہتا ہوں۔ تم پر دشمنوں کا تو کیا، اپنوں کا بھی سایہ نہیں پڑنے دوں گا۔"

"کیا سچ کہہ رہے ہو؟ تم نے اپنی مما کو بھی نہیں بتایا ہے؟"

"میں اپنے بزرگوں میں مما سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتا اور مما کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے اور تمہارے سوا اس خفیہ اڈے کو کوئی تیسرا نہیں جانتا ہے۔ یہاں صرف میں ہی تمہارے پاس آسکتا ہوں۔"

"تم کہاں ہو؟"

"تمہارے بالکل قریب ہوں۔"

"جھوٹ نہ بولو۔ میں تہ خانے کے تمام تاریک کمروں میں تمہیں دیکھ آئی ہوں۔ تم وہاں نہیں ہو۔ پھر کس تاریک کمرے میں ہو؟"

مرینا کی خوابگاہ کے ساتھ دوسرا کمرا تھا ان دونوں کمروں کا درمیانی دروازہ کھل گیا۔ مرینا اسے دیکھتے ہی چیخ مار کر اچھل پڑی۔ پارس نے پوچھا "مجھ سے ڈر لگتا ہے؟ اسے نفسیاتی چال کہتے ہیں۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ میں تمہارے ساتھ والے کمرے کی بتیاں بجھا کر تاریکی میں بیٹھ سکتا ہوں۔ تمہارے ذہن میں صرف اپنے ہی دو تاریک قید خانے تھے۔"

وہ خوف سے اچھل کر دیوار سے جا لگی تھی اور اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ اس زہریلے سانپ سے جو تعلق رہا تھا وہ زہریلا تعلق اس کی طرف کھینچ رہا تھا۔ جی چاہتا تھا دوڑتی ہوئی جا کر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر سینے کی دھڑکنوں کو اس کے سینے سے لگا دے اور رو رو کر شکایت کرے۔ کیوں چلے گئے تھے مجھے چھوڑ کر، کیوں چلے گئے تھے۔

لیکن وہ بڑی دانائی سے جذبات کو تھپکنا اور سلانا جانتی تھی۔ پارس نے کہا "میرے پاس آؤ۔"

"نہیں" وہ دیوار سے اور لگ گئی۔

"پھر میں تمہارے پاس آؤں؟"

"نہیں۔" وہ ایک طرف دیوار سے لگ کر جانے لگی۔ ایک کمرے میں رہنے سے خطرہ تھا۔ وہ ایک ہی چھلانگ میں سانس کے قریب پہنچ سکتا تھا اور۔۔۔ اپنی امانت وصول کر سکتا تھا۔

دیوار سے لگ کر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ دروازے کے قریب پہنچی۔ پارس نے کہا "تم پاس آنا چاہتی ہو مگر ڈرتی ہو اور میں ڈرانا نہیں چاہتا۔ تم میری جان ہو، آؤ محبت سے آجاؤ۔"

وہ دروازے کے پاس پہنچتے ہی باہر بھاگ گئی۔ دوڑتے ہوئے دور کوریڈور میں گئی پھر پلٹ کر دیکھا۔ وہ نظر نہیں آرہا تھا۔ دل نے کہا "تو اچھا نہیں کر رہی ہے۔ اس کا دل توڑ رہی ہے۔ دیکھ وہ مایوس ہو کر کمرے میں رہ گیا ہے۔ تیرے پیچھے نہیں آنا چاہتا۔"

وہ زندگی کے عملی میدان میں ایک سپاہی لڑکی بن کر رہتی تھی۔ اپنے دل کی بات نہیں مانتی تھی اور دماغ کی بات یہ تھی کہ اپنے لاشعور میں رہنے والے پارس سے نجات حاصل نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لڑکی چاہتی ہے کہ وہ بھاگے تو چاہنے والا آکر پکڑے لیکن وہ پکڑنے نہیں آیا تھا۔ یہ پارس کی زیادتی تھی۔

وہ دوڑتی ہوئی پرانے محل کے مختلف کمروں اور راہداریوں سے گزرتی ہوئی ایسے کمرے میں آئی جہاں ایک چور دروازہ تھا۔ اس دروازے کے دوسری طرف اس کی ایک چور خواب گاہ تھی جہاں وہ کسی سے بھی چھپ کر رات گزار سکتی تھی اور اس کمرے کے پچھلے دروازے سے بحفاظت پرانے محل کے پیچھے ایک کار میں پہنچ سکتی تھی۔ پھر وہاں سے فرار کا کوئی بھی راستہ بدل سکتی تھی۔

اس نے خفیہ میکنزم کے ذریعے چور دروازے کو کھولا۔ دوسری طرف ایک تاریک کمرا تھا۔ مگر اس نے روشنی نہیں کی۔ پارس کا ڈر تھا کہ شاید آتا ہی ہوگا۔ پہلے اس نے چور دروازے کو اندر سے بند کیا۔ دوڑتے رہنے کے باعث اس کی سانس پھول رہی تھی۔ وہ چند لمحوں تک دروازے سے لگی ہانپتی رہی پھر ایک ہاتھ بڑھا کر سوئچ بورڈ ٹٹولنے لگی۔ سوئچ بورڈ مل گیا لیکن وہ ہاتھ ایک فولادی گرفت میں آگیا۔

اس نے زور کی چیخ ماری۔ "پارس! پارس مجھے بچاؤ۔ جلدی آؤ پلیز مجھے بچاؤ۔"

پارس کی دھیمی سی آواز سنائی دی "کمال ہے، مجھ سے دور بھاگتی ہو اور مجھے ہی پکارتی ہو۔"

مرینا کی اوپر کی سانس اوپر ہی رہ گئی۔ وہ بولا "میں تمہاری لاعلمی میں اکثر یہاں آتا رہا ہوں۔ پورے محل کو اوپر سے لے کر تہ خانے تک سمجھ گیا ہوں۔ اس چور دروازے سے چور خوابگاہ میں بھی آچکا ہوں۔"

وہ اپنی کلائی چھڑانا بھول گئی۔ وہ آہستہ آہستہ کھینچ رہا تھا جیسے وہ ہاتھ ایک ڈور تھا اور وہ ڈور کے ذریعے پتنگ کی طرح کھنچی آرہی تھی۔ کٹی ہوئی پتنگ کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے۔ کوئی بھی اسے لوٹ لیتا ہے۔

پہلے تو وہ خاموش رہی۔ اسے اپنے اندر کی وہ لڑکی چپ کرا رہی تھی، جو پارس پر مرتی تھی۔ وہ لڑکی کہہ رہی تھی، پہلے مجھے اپنے یار پر مر جانے دے پھر مرینا کو زندہ کر لینا اور اس سے خود کو چھڑا کر دور بھاگ جانا۔

ایسے وقت ساری دنیا بھلا دی جاتی ہے لیکن مرینا اپنی شکست اور ناکامی نہیں بھول سکتی تھی۔ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ اس تنہا لڑکی کو اعلیٰ حکام کی نظروں سے گرانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ ایسے میں اس تنہا لڑکی نے ان کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا تھا۔ اپنے خفیہ اڈے میں چھپایا تھا۔ وہ جیت رہی تھی، ٹھیک ایسے ہی وقت پارس اس کی جیت کو ہار میں بدل رہا تھا۔

وہ اچانک خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی "چھوڑ دو، مجھے چھوڑ دو، لائٹ آن کرو۔"

پارس نے چھوڑ دیا۔ پھر لائٹ آن کرتے ہوئے پوچھا "میری آغوش میں موم ہو رہی تھیں، اچانک پتھر کیوں بن رہی ہو؟"

"میں تم سے نہیں بولوں گی۔ ایک طرف مجھ سے محبت کرتے ہو اور دوسری طرف مجھے نقصان پہنچاتے ہو۔"

"فی الحال تمہارا ایک نقصان یہ ہوا کہ واشنگٹن والا تاریک قید خانہ مسٹر رائن دولف کی نظروں میں آگیا۔ اور یہ محض تمہارے آلۂ کار کی بے پروائی سے ہوا۔ ایک تو اس نے جیری اور اربرا سے گفتگو کی، انہیں اپنی کار میں بیٹھنے کو کہا۔ وہ گونگا بن کر بھی اشارے سے انہیں کار میں بٹھا سکتا تھا مگر اس نے آواز سنا کر مسٹر رودلف کو اپنے دماغ میں بلا لیا اور جب اس نے جیری اور باربرا کو بے ہوشی کا انجکشن لگایا تو سمجھ میں آگیا کہ معاملہ بہت اہم ہے۔ اب تم ہی بتاؤ، کیا مسٹر رودلف کو اہم معاملہ معلوم کرنے کے لئے اس کے دماغ میں نہیں رہنا چاہئے تھا؟"

مرینا نے کہا۔ "اس وقت میں اپنے آلۂ کار کے دماغ میں تھی۔ غلطی مجھ سے ہوئی۔ مجھے آلۂ کار کو بولنے سے روکنا چاہئے تھا۔"

پارس نے کہا "تمہارا دوسرا نقصان یہ ہوا کہ تین نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہاری قید سے نکل گئے۔ کیا یقین کرو گی کہ وہ تمہاری قید سے نکلے ضرور ہیں لیکن وہ تمہارے ہی پاس ہیں۔"

وہ بے یقینی سے بولی "مجھے الّو بنا رہے ہو؟"

"تم بہت ذہین الّو ہو۔ یہ پوچھو، وہ تینوں کہاں ہیں؟"

وہ گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "میں کیوں پوچھوں۔ خود بتاؤ؟"

"تینوں امریکا میں ہی ایک جگہ چھپا کر رکھے گئے ہیں۔ وہ تمہاری امانت ہیں۔ کل صبح امریکی سفارت خانے چلو۔ خیال خوانی کے ذریعے فوراً ویزا حاصل کرو۔ شام کو پیرس سے میرے لئے چارٹرڈ طیارہ آئے گا۔ ہم اس میں نیویارک جائیں گے۔ وہاں سے ہم شکاگو پہنچیں گے۔ وہاں میں ان تینوں کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

"یہ چکر کیا ہے؟ پہلے میرے قیدیوں کو غائب کیا پھر انہیں واپس کرنے کے لئے مجھے شکاگو لے جانا چاہتے ہو؟"

"میں ایک سوال کرتا ہوں۔ جواب دو۔ تمہیں اپنے سوال کا بھی جواب مل جائے گا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا واشنگٹن والا تاریک قید خانہ کسی اور کی نظروں میں نہیں آیا ہے؟"

مرینا نے سوچتی ہوئی نظروں سے پارس کو دیکھا، اسے اجنبی عورت (سلطانہ) یاد آگئی۔ وہ پارس کی مخالفت کرتے وقت اس اجنبی عورت کو بھول گئی تھی۔ سلطانہ نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ مرینا کے خفیہ اڈے کو جانتی ہے۔ اس نے جیری اور باربرا کے نام بھی بتائے تھے۔

مرینا نے پارس سے کہا "ہاں ایک عورت جانتی ہے۔ اس نے میرے تاریک قید خانے کے قیدیوں کے نام بھی بتائے تھے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ اس شہر کے خفیہ اڈے کو بھی جانتی ہے۔"

"نہیں مرینا! تمہارے جس معاملے کا راز دار میں رہوں گا وہ راز کسی تیسرے کو کبھی معلوم نہیں ہوگا۔ یقین نہ ہو تو اس عورت سے پوچھو کہ تمہارا دوسرا خفیہ اڈا کہاں ہے؟"

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی سلطانہ کے پاس پہنچی۔ پہلے اس نے سانس روکی۔ دوسری بار مرینا نے اپنا نام بتایا۔ وہ بولی۔ "آدھے منٹ کے بعد آؤ۔"

یہ کہہ کر سلطانہ نے لیلیٰ کو مخاطب کیا' اس سے بولی "مریتا میرے دماغ میں آرہی ہے۔ جلدی آؤ۔"

وہ لیلیٰ کو اس لئے بلاتی تھی کہ وہ مریتا کو اس کے چور خیال پڑھنے نہیں دیتی تھی۔ آدھے منٹ بعد مریتا نے آکر کہا "میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ تمہاری معلومات میرے متعلق بہت زیادہ ہیں۔ تم یہاں تک جانتی ہو کہ پارس میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ کیا یہ بتا سکتی ہو کہ وہ بدمعاش آج کل کس ملک میں ہے؟"

"ہاں وہ پیرس میں ہے۔ جلد ہی تمہارے پاس لندن آنے والا ہے۔"

"کیا تم جانتی ہو کہ لندن میں میرا تاریک قید خانہ کہاں ہے؟"

سلطانہ نے پوچھا "کیا تم میرا امتحان لے رہی ہو؟"

"نہیں۔ اس سوال کا جواب ضروری ہے۔ جواب سن کر میں پارس کے متعلق ایک ایسی بات بتاؤں گی جسے سن کر تم حیران رہ جاؤ گی۔"

"ایسی کیا بات ہے؟"

"پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ لندن میں میرا خفیہ اڈا کہاں ہے؟"

سلطانہ نے کہا "میں جانتی ہوں لیکن اس لئے نہیں بتاؤں گی کہ تم میرا امتحان لے رہی ہو۔"

"میں سمجھ گئی....."

مریتا آگے کچھ کہنے جا رہی تھی' پارس نے ایک کاغذ پر لکھا اُس عورت کا ایک نام ایل سے شروع ہوتا ہے اور دوسرا نام ایس سے۔ یعنی وہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والی عورتیں ہیں'

یہ پڑھ کر مریتا نے کہا "میڈم ایل اور میڈم ایس! میں تم دونوں کا پورا نام نہیں لوں گی۔ میں نے تھوڑی سی دیر میں تم دونوں کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لیا ہے۔ کیا اپنی زبان سے بتاؤ گی کہ مجھے پارس کے خلاف کیوں بھڑکا رہی ہو؟"

مریتا سے اپنے اپنے نام کا پہلا حرف سن کر لیلیٰ اور سلطانہ حیران رہ گئیں۔ لیلیٰ فطرتاً بہت ہی شریف اور سیدھی سادی تھی۔ ہیرا پھیری نہیں جانتی تھی۔ اس کے مقابلے میں سلطانہ ذرا چالاک تھی' اُسی کے بھڑکانے پر وہ پارس کے خلاف سازش میں شریک ہوئی تھی۔ جب یہ سنا کہ مریتا دونوں بہنوں کو جانتی ہے تو وہ گھبرا کر سوچ میں پڑ گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مریتا کو سلطانہ کے چور خیالات پڑھنے سے روک نہ سکی۔

مریتا کی مکاری کے مقابلے میں سلطانہ کچھ نہیں تھی۔ وہ سلطانہ کو باتوں میں لگا کر اس کے چور خیالات پڑھتی چلی گئی۔ پھر بولی۔ "اچھا سلطانہ! اب تمام حقائق سامنے آگئے ہیں۔ تم اپنی بہن لیلیٰ پر سوکن برداشت نہیں کرو گی۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ سونیا تمہاری بہن کی سوکن بننے والی ہے۔ اس سے زیادہ حیرانی کی بات بلکہ ناقابلِ یقین بات یہ ہے کہ تمہاری بہن کے شوہر کا نام فرہاد علی

تیمور ہے اور وہ خود کو برائن وولف کے نام سے ظاہر کرتا ہے'

سلطانہ گھبرا گئی' پریشان ہو گئی کیونکہ اس کے والد نے متعلق بیان دیا تھا کہ میں مر چکا ہوں۔ یہ بیان دینے کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ ان کے بیان کو درست ثابت کر لئے میں اب تک اپنی اصلیت کو چھپاتا آ رہا تھا۔ لیلیٰ اور بھی اپنے والد کے اس بیان کو قائم رکھنا چاہتی تھیں۔ اتنے تک ایک بزرگ کا بھرم رکھنے کے بعد خود ان کی بیٹیوں کی سے راز فاش ہو رہا تھا۔ میرے اہم رشتے داروں کے بعد لڑکی ہے جسے معلوم ہو گیا کہ فرہاد علی تیمور زندہ ہے۔

سلطانہ نے پریشانی کو چھپاتے ہوئے ڈھٹائی سے کہا جھوٹ ہے۔ فرہاد کی تو ہڈیاں بھی قبر میں گل گئی ہوں گی۔ میں ہوں کہ میری بہن کے شوہر کا نام بھی فرہاد ہے۔ نام ایک شخصیت ایک نہیں ہوتی۔"

"تم نے بڑی عمدگی سے بات بنائی ہے مگر یہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے چور خیال نے تمہارے بہنوئی فرہاد کو پارس کا بتایا ہے۔"

اب سلطانہ بات نہیں بنا سکتی تھی۔ کوئی جواب نہیں سکتی تھی۔ اس نے سانس روک لی۔ مریتا دماغی طور پر پارس سامنے حاضر ہو گئی۔ وہ بولا "بڑی لمبی باتیں ہو رہی تھیں؟"

وہ پارس کو غصے سے گھور کر طنزیہ انداز میں بولی "ہاں' کر خاندان کا شجرہ معلوم کرنے میں دیر لگتی ہے۔"

"کس کے خاندان کی بات کر رہی ہو؟"

وہ بولی "پہلی بار سلطانہ سے دماغی رابطہ قائم کیا تو اس کے خیالات نہ پڑھ سکی۔ دماغ کے تہ خانے تک پہنچنے میں دشوار رہی تھی۔ جب تم نے کاغذ پر لکھ کر بتایا کہ وہ دو ٹیلی پیتھی والی عورتیں ہیں تو میں سمجھ گئی کہ دوسری عورت مجھے سلطانہ چور خیالات پڑھنے سے روک رہی ہے۔ پھر پتا نہیں کیا ہوا دوسری عورت یعنی لیلیٰ کہیں چلی گئی۔ اس کے بعد میں نے معلوم کر لیا کہ مجھے تمہاری اور تمہارے باپ کی حقیقت بھی ہو گئی۔"

پارس نے تعجب سے پوچھا "تم نے کیا معلوم کیا؟"

"یہی کہ تمہارا باپ زندہ ہے۔ فرہاد علی تیمور زندہ ہے۔"

پارس چشم زدن میں سمجھ گیا کہ لیلیٰ اور سلطانہ نے بہت حماقت کی ہے۔ اس نے مریتا سے کہا "میں یہ حقیقت تمہیں تھا لیکن کیسے بتاتا جب کہ تم مجھے ناقابلِ اعتماد سمجھتی آرہی ہو"

"ٹھیک کہتے ہو۔ اگر میں تم پر بھروسا کرتی اور تم محبت بتا دیتے کہ تمہارا باپ زندہ ہے تو میں سوچتی کہ مجھے بھی محبت اس راز کو چھپانا چاہئے لیکن فرہاد علی تیمور کی زندگی میرے لئے موت ہے یا تباہی ہے۔ میں نے خود ہی اس مردہ فرہاد کو ڈھونڈ نکالا ہے۔ اس میں تمہارا کوئی احسان نہیں ہے۔ اس

اپنے ملک کے حکام کو اس خطرے سے آگاہ کروں گی۔ تم چاہو تو مجھے ابھی مار ڈالو تاکہ راز' راز ہی رہ جائے۔"

"تم میری جان ہو اور کوئی اپنے ہاتھوں سے اپنی جان نہیں لیتا۔"

"محبت کا ڈراما نہ کرو۔ میں تمہیں گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ چکی ہوں۔ تم کئی ماہ کے بعد میرے پاس محبت سے نہیں آئے ہو بلکہ اپنی سونیا مما کی شرط پوری کرنے کے لئے پھر سے محبت شروع کر رہے ہو۔ سونیا نے کہا ہے' جب تک تم مجھے مسلمان دلہن بنا کر نہیں لاؤ گے وہ تمہارے باپ کے ساتھ ازدواجی زندگی نہیں گزارے گی۔ لعنت ہے تم پر' اپنے باپ کا بستر گرم کرنے کے لئے تم مجھے محبت کا فریب دینے آئے ہو۔"

پارس کا ہاتھ چل گیا۔ مریتا کے رخسار پر طمانچہ پڑا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ایک کرسی پر گر پڑی۔ پھر بولی "مارو' مجھے جان سے مار دو۔ میں زندہ رہی تو تمہارے باپ کے لئے مصیبت بن جاؤں گی۔"

وہ ناگواری سے بولا "تمہارے بڑے بڑے امریکی باپ میرے باپ کے لئے مصیبت بنتے بنتے مر گئے۔ اس لئے باپ کا ذکر چھوڑو بیٹے کو ہی ہضم کر لو تو بڑی بات ہوگی۔ ایک بات تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ میں صرف اپنی سونیا مما کے حقوق انہیں دلانا چاہتا ہوں۔ ورنہ کوئی بیٹا اپنے باپ کا بستر گرم نہیں کرتا۔ باپ اپنی اولاد کے لئے بستر گرم کرتا ہے تو ہم اور تم پیدا ہوتے ہیں۔"

"تم نے کیسے سمجھ لیا کہ محبت کے فریب میں آکر میں عیسائیت سے مُنہ پھیر کر اسلام قبول کر لوں گی؟"

"اگر میں ایسا سمجھتا تو ابھی تمہیں اتنے جوتے مارتا کہ تم رجاتیں یا جان بچانے کے لئے میرا مذہب قبول کر لیتیں لیکن اسلام میں جبر کی ممانعت ہے۔ اسلام نہ تو تلوار سے پھیلا ہے اور نہ ہی کسی فریب سے۔ پھر میں تمہیں محبت کا فریب دے کر کیسے اسلام قبول کرنے پر مجبور کر سکتا تھا۔"

"تم باتیں بنا رہے ہو۔ سلطانہ کا دماغ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ دماغ میں چھپی ہوئی باتیں سچ ہوتی ہیں۔"

"سلطانہ آنٹی اتنا ہی جانتی ہیں جتنا انہوں نے سنا ہے۔ ہم ماں بیٹے کے اشارے کسی دوسرے کی سمجھ میں نہیں آتے۔ مما نے لیلیٰ آنٹی کو سنانے کے لئے یہ شرط رکھی تھی۔ ورنہ میں اپنی ماں کی فراخ دلی جانتا ہوں۔ وہ کہتی ہیں ہر مذہب کے پیغمبر نے انسانیت کی بھلائی کے لئے بہترین ہدایات دیں۔ کوئی ایسا پیغمبر بتاؤ جس نے انسانوں کو گمراہ کیا ہو؟"

"پھر تمہاری مما مجھے مسلمان بہو کے روپ میں کیوں دیکھنا چاہتی ہیں؟"

"یہ ایک فطری بات ہے۔ اگر کبھی ہم شادی کے مرحلے..."

"ارے جاؤ۔ تم سے شادی کرے گی میری جوتی۔"

"یعنی ابھی تمہاری جوتی راضی ہے۔ یہ رضامندی پاؤں سے

شروع ہو رہی ہے اور سر تک پہنچے گی۔ بزرگوں نے غلط نہیں کہا ہے' عورتوں کی عقل پیروں میں ہوتی ہے۔"

"باتیں نہ بناؤ۔ چلے جاؤ یہاں سے۔"

اس نے مسکرا کر پوچھا "واقعی چلا جاؤں؟"

"اوہ! میں بھول گئی تھی کہ ابھی تمہارے بس میں ہوں۔ میرا کوئی دشمن مجھے ڈھونڈ نہ سکا۔ تم نے مجھے پکڑ لیا ہے۔ تم جو چاہو' وہ سلوک کر سکتے ہو۔"

"اگر شیطان بننا ہوتا تو بہت پہلے بن چکا ہوتا۔ میں انسان ہوں۔ انسان ہی رہوں گا۔ ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ تمہیں ہاتھ نہیں لگاؤں گا لیکن کچھ اچھی باتیں سمجھا کر جاؤں گا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے ظالموں سے لڑنے کے لئے ٹیم ورک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اکیلی رہ کر وقتی طور پر کامیابیاں حاصل کر رہی ہو۔ کئی بار بری طرح پھنستے پھنستے بچ گئی ہو' ہمیشہ نہیں بچو گی۔ تمہیں بچانے والا کوئی ہونا چاہئے۔"

"اس لئے میں تمہیں باڈی گارڈ بنا لوں؟ یہی چاہتے ہو؟"

"میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ بات تمہارے چاہنے کی ہے۔ جب تک تم ایک مضبوط ٹیم نہیں بناؤ گی۔ تمہاری جان خطرے میں رہے گی۔ سلمان انکل نے بتایا ہے کہ تم نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسرائیل جانے سے روک دیا ہے۔ اس طرح یہودی تنظیم کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ نئے دشمنوں میں برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ ہیں۔ تمہارے ملک کا سُپر ماسٹر بھی تمہارا حمایتی نہیں ہے۔ تم ہمیں بھی دشمن سمجھتی ہو۔ یعنی دشمنوں کی تعداد بڑھاتی جا رہی ہو۔ کوئی ایسی ہستی بتا دو' جو تمہاری دوست ہو اور تمہارے برے وقت میں کام آتی ہو؟"

"تم کچھ اچھی باتیں کر گئے ہو۔ میں غور کروں گی۔"

"ہاں اس پہلو پر غور کرنا کہ ابھی تم پر بہت زیادہ برا وقت نہیں آیا ہے۔ اس لئے تم برے وقت کے مصائب اور ذلتوں کو نہیں سمجھ رہی ہو۔"

وہ ایک سرد آہ بھر کر کرسی سے اٹھ گئی۔ سر جھکا کر بولی "اس سے زیادہ برا وقت کیا آئے گا کہ میرے ہی ملک کے بڑے اور اہم لوگ میرے خلاف ہو گئے ہیں۔ وہ صرف یہ سوچتے ہیں کہ میں ایک لڑکی ہوں۔ یہ حساب نہیں کرتے کہ میں اپنے ملک کے کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو واپس لے آئی ہوں۔ برین ماسٹر کو بہت ذہین اور چالباز سمجھا جاتا ہے۔ بلیک سیکرٹس کو ٹیلی پیتھی کا شعبہ دے دیا گیا ہے۔ ان چاروں بلیک سیکرٹ کا بڑا رعب اور دبدبہ ہے۔ میں نے چند گھنٹوں میں ان کو نیچا دکھا دیا۔ ان کے تین نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے چھین کر لے آئی۔ اس کے باوجود میں ایک کمزور اور تنہا لڑکی سمجھی جاتی ہوں۔"

وہ آہستہ آہستہ بولتی ہوئی پارس کے قریب آئی پھر بولی "تم ٹھیک کہتے ہو۔ آج میں اکیلی نہ ہوتی۔ میری ایک خطرناک تنظیم

ہوتی تو بلیک سیکرٹ کی پُراسرار تنظیم کی طرح میرا بھی رعب اور دبدبہ رہتا۔"

وہ اچانک ہی پارس سے لپٹ کر بولی "میں کیا کروں، تم سے بہت ڈر لگتا ہے لیکن تمہارے بغیر خالی خالی سی رہتی ہوں۔ جب بھی برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس نے میرا سکون برباد کیا، مجھے چیلنج کیا تو تم یاد آئے۔ میں پہلی بار زبان سے کہہ رہی ہوں، وہ مرد تم ہو، صرف تم ہو جس کی آغوش میں مَیں دشمنوں سے بے نیاز ہو کر آرام سے سو سکتی ہوں۔ میں تھک گئی ہوں پارس! میرے اندر سے تمام اندیشے نکال کر مجھے سلا دو۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آف کر دیا۔ تاریکی چھا گئی۔ تاریکی میں تنہائی ہو تو ڈر لگتا ہے۔ اگر ڈر نکالنے والا ہو تو رت جگا بھی ہوتا ہے۔ ا رنیند بھی آجاتی ہے۔ وہ جاگتی رہی اور سوتی رہی۔ سوتی رہی اور جاگتی رہی۔

○☆☆○

سلطانہ دماغی طور پر حاضر ہوتے ہی رونے لگی "ہائے میں نے یہ کیا کر دیا۔ پارس کو ناکام بنانا چاہتی تھی۔ اس چڑیل نے میرے چور خیالات سے فرہاد بھائی کی حقیقت معلوم کرلی۔ میری حماقت سے میرے بابا کا بیان غلط ہو گیا ہے۔ میرے بابا سچے عالم دین تھے۔ اب وہ جھوٹے کہلائیں گے۔ میں کبھی اپنے آپ کو معاف نہیں کروں گی۔ میں مرجاؤں گی۔"

وہ بے اختیار بڑبڑا رہی تھی۔ سلمان سو رہا تھا۔ اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسی وقت لیلیٰ بھی اس کے دماغ میں آگئی۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ ابھی مریتا کی باتوں سے گھبرا کر وہ سوچ میں پڑ گئی تھی اور سوچنے کے لئے اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی تھی۔

مگر لیلیٰ کچھ نہ کہہ سکی۔ اس سے پہلے سلمان نے پوچھ لیا۔ "سلطانہ! کیا بات ہے۔ یہ آدھی رات کو کیوں رو رہی ہو؟"

وہ روتے ہوئے بولی "آج مجھ سے اتنی بڑی غلطی ہوئی ہے جس کے لئے میں خود کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

"آخر بات کیا ہے؟"

"میں بہن کی محبت میں اندھی ہو گئی تھی۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ سسٹر سوکن بن کر آئے۔ میں نے سوچا۔ اگر پارس سسٹر کی شرط پوری کرنے میں ناکام رہے گا، مریتا کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکے گا تو سسٹر اور فرہاد بھائی کی شادی نہیں ہو سکے گی۔ میں مریتا کو پارس کے خلاف بھڑکانے گئی، اس کمینی نے میرے چور خیالات پڑھ لئے۔ اسے معلوم ہو گیا کہ میرے بابا کا بیان درست نہیں تھا، فرہاد بھائی ابھی زندہ ہیں۔ میری بہن کے شوہر ہیں اور اب سسٹر سے شادی کرنے والے ہیں۔"

سلمان گم صم بیٹھا سن رہا تھا۔ لیلیٰ سوچ کے ذریعے کہہ رہی تھی "سلطانہ! یہ کیا ہو گیا؟ میں اپنے بابا کی مرضی کے مطابق فرہاد کو گمراہی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتی رہی۔ تمہارے فرہاد بھائی نے بھی اتنے بڑے عالم دین کے بیان کا بھرم رکھا۔ ہم شادی کرنے کے بعد اپنے اندر کے عیاش فرہاد کو مار ڈالا اور نام اختیار کر لیا۔ ایک طویل عرصے کے بعد یہ راز کھل رہا ہمارے ہی ذریعے سے کھل رہا ہے۔"

سلطانہ نے کہا "اتنی بڑی غلطی کے بعد میں زندہ نہیں رہوں گی۔ میں مرجاؤں گی۔"

وہ بستر سے اتر کر جانا چاہتی تھی۔ سلمان نے اس کا بازو کھینچتے ہوئے کہا "ہوش میں رہو۔ انسان سے بڑی بڑی غلطیاں ہوتی ہیں۔ ان غلطیوں کا علاج خودکشی نہیں ہے۔"

وہ روتے ہوئے بولی "میں فرہاد بھائی کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ سسٹر سے بڑی عقیدت تھی۔ میں ان کے ہر حکم کی تعمیل کر اب کس زبان سے کہوں گی کہ میں نے ان کے اور پارس کے خلاف سازش کی تھی۔"

سلمان نے کہا "سسٹر کو ابھی تم نے اچھی طرح نہیں سمجھا ہے۔ وہ صرف دشمنوں کو معاف نہیں کرتیں، اپنوں کی غلطیاں فوراً بھول جاتی ہیں۔ چلو آؤ سسٹر کے پاس چلیں۔"

سونیا سو رہی تھی۔ سلمان کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر بیدار ہو گئی۔ وہ بولا "معافی چاہتا ہوں۔ کچھ ضروری باتیں اس لئے حاضر ہوا ہوں۔"

سونیا نے پوچھا "کیا لیلیٰ اور سلطانہ نے کوئی غلطی کی ہے؟"

"کمال ہے سسٹر! آپ نے کیسے جان لیا؟"

"عورت ہوں اور عورت کی فطرت کو سمجھتی ہوں۔ سے بے انتہا محبت کرتی ہے۔ وہ میری پرستش کر سکتی ہے سوکن کی حیثیت سے قبول کرتے وقت وہ اندر سے ٹوٹ میں نے سوچا ایسے وقت دونوں بہنوں سے غلطیاں ہو سکتی ان کی غلطیوں سے دشمن فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے میں سے کہہ دیا کہ وہ مریتا کے تینوں قیدیوں کو دوسری جگہ منتقل اب میں پوچھتی ہوں کیا ان کی کسی غلطی سے دشمنوں کو فا والا ہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے سسٹر! آپ بہت دور تک سلطانہ، پارس کے خلاف مریتا کے پاس گئی تھی پھر اپنے کلہاڑی مار کر واپس آگئی۔"

سلمان نے بتایا کہ کس طرح دونوں بہنوں نے اپنے کے بیان کو جھٹلایا ہے اور فرہاد بھائی کی حقیقت مریتا پر ہے "مریتا محبِ وطن ہے۔ وہ امریکی حکام کو فرہاد بھائی ضرور بتائے گی۔ سلطانہ اپنی غلطی پر اتنی نادم ہے کہ آپ فرہاد بھائی سے منہ چھپانے کے لئے خودکشی کرنا چاہتی نے اسے روکا ہے۔ پلیز آپ اسے سمجھائیں۔"

"دونوں بہنوں کو میرے پاس لاؤ۔"

وہ دونوں روتے ہوئے بولیں "ہم حاضر ہیں سسٹر!

سزا دیں۔"

"کیا میری سزا قبول کرو گی؟"

"آپ حکم دیں۔ سزا سنائیں۔ ہم سزا پانے کو تیار ہیں۔"

"میری طرف سے یہ سزا ہے کہ اپنی غلطی پر شرمندہ رہنے کے لئے طبعی عمر تک زندہ رہو۔ خودکشی کا مطلب یہ ہوگا کہ سزا سے بچنے کے لئے دنیا سے بھاگ رہی ہو۔"

"آپ درست کہتی ہیں۔ ہمیں شرمندہ رہنے کے لئے اور آئندہ غلطیوں سے بچنے کے لئے زندہ رہنا چاہئے۔"

"جاؤ اور دماغ کو ہدایات دے کر سو جاؤ۔ کل صبح میرے اور فرہاد کے نکاح میں شریک ضرور ہونا۔"

وہ تینوں چلے گئے۔ سونیا نے آنکھیں بند کیں۔ دماغ کو ہدایات دیں پھر نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔

ابھی میرے مقدر میں نیند نہیں تھی۔ میں نے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے تین قیدیوں کو تین مختلف تاریک کمروں میں لا کر قید کیا تھا۔ میں اپنے ایک بہت ہی اچھے اور سچے دوست کنگ فرنانڈو کا ذکر بہت پہلے کر چکا ہوں۔ وہ امریکا کے چند بڑے سرمایہ داروں میں سے ایک تھا۔ ہر ملک اور ہر بڑے شہر میں اس کی دولت اور جائیداد تھی۔ امریکا کے مختلف شہروں میں ایسی کوٹھیاں تھیں جو میرے، پارس اور علی تیمور کے لئے مخصوص تھیں وہاں کے تمام جاسوس کنگ فرنانڈو پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ حکومت جانتی تھی کہ وہ میرا جانی یار ہے۔ میرے دونوں بیٹوں اور سونیا کو اس ملک میں ہر طرح کی امداد پہنچاتا ہوگا۔

کنگ فرنانڈو نے کسی طرح کے الزام سے بچنے کے لئے کچھ جائیدادیں اور کوٹھیاں فرضی ناموں سے خریدی تھیں۔ ہم ان فرضی ناموں کو اختیار کر کے ان کوٹھیوں اور جائیدادوں کو اپنے استعمال میں لاتے تھے۔ ان میں سے ایک کوٹھی ایسی تھی جس کے تہ خانے کو تاریک قید خانہ بنایا گیا تھا۔

میں نے اسی کوٹھی میں لیلیٰ کے ساتھ قیام کیا تھا۔ پیرس کے وقت کے مطابق صبح دس بجے سونیا کا نکاح مجھ سے پڑھایا جانے والا تھا۔ اس بات پر لیلیٰ مجھ سے ناراض ہو کر دوسرے کمرے میں چلی گئی تھی۔ دروازے کو اندر سے بند کر لیا تھا خود کو مجھ سے دور رکھ رہی تھی۔

میں چاہتا تو اس کے دماغ میں جا سکتا تھا لیکن میں نے اسے رونے اور دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ اپنی بہن سلطانہ کی باتوں میں آکر مریتا تک پہنچ جائے گی۔ پھر ان کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے نتیجے میں لیلیٰ خود ہی دروازہ کھول کر روتی ہوئی باہر آئی، میں نے پوچھا "آخر سوکن کے آنے پر کب تک روتی رہو گی؟"

وہ بدستور روتے ہوئے بولی "لعنت ہے مجھ پر۔ میں سوکن کی وجہ سے رو رہی تھی۔ میں تو سسٹر کی پرستش کرتی ہوں۔ وہ آپ کی دلہن بنیں تو میں انہیں سوکن نہیں بڑی بہن سمجھتی رہوں گی۔ آپ کی خدمت جیسے کرتی ہوں، ویسے ہی سسٹر کی خدمت کروں گی۔"

میں نے حیرانی سے پوچھا "تمہارے خیالات میں یہ انقلاب کیسے آیا۔ چند گھنٹے پہلے تم سوکن کی آمد پر ناراض ہو کر گئی تھیں اور دروازے کو اندر سے بند کیا تھا۔ اب خود دروازہ کھول کر سوکن کو خوش آمدید کہہ رہی ہو۔ یہ معاملہ کیا ہے؟"

تب اس نے رو رو کر وہ تمام معاملات بتائے جس کے نتیجے میں مریتا کو میری حقیقت معلوم ہو گئی تھی۔ دونوں بہنوں کو اس کا زیادہ صدمہ تھا کیوں کہ ان کی غلطی سے ان کے والد کا بیان غلط ہو چکا تھا۔ میں نے پوچھا "اب رونے سے کیا حاصل ہوگا؟ کیا یہ بات سونیا کو بتائی گئی ہے؟"

"جی ہاں۔ سلطانہ شرمندگی سے خودکشی کرنا چاہتی تھی۔ سسٹر نے ہم بہنوں کو سزا سنائی ہے کہ ہمیں ساری زندگی شرمندہ رہنے کے لئے اپنی طبعی عمر تک زندہ رہنا ہوگا۔"

"یہ سزا نہیں ہے۔ سونیا کی محبت ہے۔ وہ تم دونوں کو زندہ اور باعمل دیکھنا چاہتی ہے۔"

لیلیٰ نے کہا "اتنی بڑی بات ہو گئی۔ آپ دنیا پر ظاہر ہونے والے ہیں۔ سسٹر نے اس کی روک تھام کے لئے کوئی مشورہ کوئی ہدایات نہیں دی۔ ابھی بات صرف مریتا تک ہے۔ آپ چاہیں تو اسے یہ راز فاش کرنے سے روک سکتے ہیں۔"

میں نے کہا "ہمیں اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھانے سے پہلے جناب علی اسد اللہ تبریزی سے مشورہ لینا چاہئے۔ تم سلطانہ اور سلمان کے ساتھ ان کے پاس جاؤ۔ انہیں تمام حالات بتاؤ پھر ان کی ہدایات سن کر آؤ۔"

وہ میرے پاس بیٹھ کر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی چلی گئی۔ شام کا وقت تھا۔ سردی خاصی تھی۔ میں کافی تیار کرنے کچن میں آگیا۔ جب دو پیالی کافی لے کر کمرے میں آیا تو لیلیٰ میری طرف آرہی تھی۔ مجھ سے ایک پیالی لیتے ہوئے بولی "جناب علی اسد اللہ تبریزی صاحب فرماتے ہیں... مریتا کو جبراً نہ روکا جائے۔ کیوں کہ آپ کی حقیقت کل صبح دس بجے خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔"

میں نے تعجب سے پوچھا "کیسے ظاہر ہو جائے گی؟"

"جناب علی اسد اللہ تبریزی صاحب سسٹر کا نکاح آپ کے ساتھ پڑھائیں گے تو نکاح نامے میں آپ کا اصل نام فرہاد علی تیمور لکھا جائے گا۔ اور کل ہی کی تاریخ، مہینہ اور سال بھی لکھا جائے گا۔ جب اتنے بڑے عالم اور بزرگ نکاح پڑھائیں گے اور اپنے دستخط کریں گے تو اس کے بعد آپ مرحوم نہیں کہلائیں گے۔ وہ نکاح نامہ آپ کی زندگی کی تصدیق کرے گا۔"

میں نے کہا "تمہارے والد بھی بہت بڑے عالم دین تھے۔ انہوں نے تصدیق کی تھی کہ میں اس دنیا سے اٹھ چکا ہوں۔ بابا

صاحب کے ادارے کے دو علمائے دین کے بیان میں تضاد پیدا ہو جائے گا۔"

"میں نے یہی سوال کیا تھا۔ محترم تبریزی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے والد نے جس گمراہ فرہاد کی موت کی تصدیق کی تھی' وہ درست ہے کہ... مر چکا ہے۔ آج ایک نیا فرہاد زندہ ہے دوسری بات یہ کہ سونیا اور فرہاد کا نکاح نہ ہوا تو فرہاد کی آئندہ نسلیں اپنے خاندانی شجرے پر شرمندہ رہا کریں گی اور یہ بڑی بے حیائی کی بات ہوگی۔ جو گزر چکی ہے اس کے لئے نہ سوچو۔ اپنی اولاد کے مستقبل کو قابلِ فخر بناؤ۔"

میں نے کہا "محترم تبریزی صاحب نے جو بات تمہیں سمجھائی ہے' وہ سونیا پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ اسی لئے اُس نے تم لوگوں کو مشورہ نہیں دیا کہ مجھے ظاہر ہونے سے روکا جائے۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ دوست اور دشمن مجھے ایک نیا فرہاد تسلیم کریں اور تمہارے والد کا یہ بیان درست ثابت ہو کر گمراہ فرہاد ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے۔"

لیلیٰ نے میرے قدموں میں بیٹھ کر کہا "آپ بہت اچھے ہیں' واقعی بدل چکے ہیں۔ میں نادم ہوں کہ پارس کے خلاف سازش کی۔"

میں نے اسے قدموں سے اٹھا کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا۔ "پارس سازش پروف ہے۔ تم بہنوں نے نادانی میں سازش کی تھی۔ مجھے یقین ہے میرے بیٹے پر کوئی اثر نہیں پڑا ہوگا۔"

"سسٹر کا منصوبہ یہ تھا کہ مرینا کو اپنی طرف مائل کیا جائے اور ہم نے مرینا کو پارس کے خلاف بھڑکا دیا ہے۔"

"ہاں اگر مرینا اس سے بدظن ہو جائے گی تو کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ مجھے پارس سے رابطہ کر کے حالات معلوم کرنا چاہئیں۔"

لیلیٰ نے گھڑی دیکھی پھر کہا "ابھی آپ رابطہ نہ کریں۔"

"کیوں؟ کوئی خاص بات ہے؟"

"جی ہاں۔ پیرس کے وقت کے مطابق وہاں رات کے تین بجے ہوں گے۔ پارس ہماری بہو جوجو کے پاس ہوگا۔ جوان بیٹے کے پاس صبح جانا مناسب ہوگا۔"

لیلیٰ نے عقل کی بات سمجھائی تھی۔ میں تین گھنٹے بعد پارس کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے کہا "اوہ پاپا! بڑی دیر سے انتظار کر رہا ہوں ٹیلی پیتھی جانتا تو دماغی طور پر پرواز کر کے آپ کو خوشخبری سنانے پہنچ جاتا۔ مرینا ہماری ہے۔ اور ہمیشہ ہماری رہے گی۔"

"کیا واقعی؟"

"جی ہاں۔ ابھی میں لندن میں مرینا کے پاس ہوں۔"

"اس وقت مرینا کہاں ہے؟"

"میرے پاس ہے۔ میرے دماغ میں ہے۔ آپ کی باتیں سن رہی ہے۔"

میں نے کہا "ہیلو مرینا!"

وہ بولی "ہیلو پاپا! میں آپ کو پاپا کہہ سکتی ہوں؟"

"پاپا کہہ رہی ہو اور اجازت بھی لے رہی ہو۔"

وہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی "پارس کی ایک بات میرے دل کو
کہ میں تنہا بڑی بڑی خطرناک تنظیموں سے مقابلہ نہیں کر
گی۔ یہودی تنظیم کے لوگ میرے دشمن بن چکے ہیں۔ میر
ملک کا برین ماسٹر اور چار بلیک سیکرٹس مجھے میرے ہی ملک
کی نظروں میں گرانا چاہتے ہیں۔ میری سلامتی اسی میں ہے
بھی ایک مضبوط تنظیم بناؤں اور دشمنوں کو منہ توڑ جواب د

"تم دانائی سے صحیح لائن پر سوچ رہی ہو۔"

"یہ میرے دل کا فیصلہ ہے کہ میں صرف پارس پر بھرو
گی۔ ہر پہلو سے آپ کی ٹیم میں رہوں گی لیکن میری دو باتیں
کے مزاج کے خلاف ہوں گی۔"

"وہ دو باتیں کیا ہیں؟"

"ایک تو یہ کہ ٹرانسفارمر مشین میرے ملک کی ملکیت
میں آپ لوگوں کو اس مشین تک کبھی پہنچنے نہیں دوں گی۔"

میں نے کہا "تم یہ ضمانت دو کہ اس مشین سے ٹیلی
پیتھی جاننے والے پیدا نہیں ہوں گے۔"

وہ بولی "اس مشین کے انچارج ابھی چار بلیک سیکر
جب وہ مشین اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا شعبہ میرے
آئے گا تو میں آپ کی مرضی کے مطابق ایک بھی ٹیلی
نہیں ہونے دوں گی۔"

"پھر تو میں پوری کوشش کروں گا کہ یہ شعبہ بلیک
ہاتھوں سے نکل کر تمہارے ہاتھوں میں آجائے۔"

وہ بولی "میری دوسری بات جو آپ کے مزاج کے
وہ یہ ہے کہ میں محبِ وطن ہوں اور آپ میرے ملک
ہیں۔"

"میں تمہارے ملک کی پالیسیوں کا دشمن ہوں۔ تم
ہو۔ اسی لئے تم نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسرائیل
مخالفت کی۔ تمہیں بھی اپنے حکام سے شکایت ہے کہ
ٹیلی پیتھی کا شعبہ غلط ہاتھوں میں دیا ہے۔ مجھے یقین ہے
حکام سے مجھے جتنی شکایتیں ہیں' اتنی ہی تمہیں بھی شکایت

"آپ واقعی فرہاد علی تیمور ہیں۔ آپ نے مجھے لا
ہے۔ اچھا پاپا! اگر یہ تمام شکایتیں دور کر دوں تو؟"

"تو میرے جیسا تمہارے ملک کا دوست اور وفادار
ہوگا۔ تم نے یہ نہیں دیکھا کہ حکومتِ فرانس کو مجھ
فیملی کی دوستی سے کتنا فائدہ پہنچتا ہے۔"

وہ بولی "بے شک! میں آنکھوں سے آپ کی
فرانس کی دوستی دیکھتی آ رہی ہوں پھر بھی یہ نہ سمجھ سک
فیملی میرے ملک کی بھی دوست بن سکتی ہے۔"

پارس نے کہا "اب تو سمجھ گئی ہو۔ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔"

وہ مسکراتے ہوئے پارس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی۔ "ہاں میں اپنے گھر میں آگئی ہوں۔"

پارس گڑبڑا کر بولا "کیا کررہی ہو۔ پاپا ہیں۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "میں نے کچھ نہیں دیکھا' میں جارہا ہوں۔"

وہ بولی "ٹھہرئے پاپا! ایک بات اور ہے۔ کیا مجھے اپنے اعلیٰ حکام سے آپ کا ذکر کرنا چاہئے؟"

"ضرور کرنا چاہئے۔ بلکہ انہیں میری شادی کی دعوت بھی دو۔ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹ سے کہو کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے میری شادی میں شریک ہوسکتے ہیں۔ ٹھیک تین گھنٹے بعد ہوگی۔"

میں پارس کے دماغ سے چلا آیا۔ لیلیٰ سورہی تھی۔ میں تمام رات جاگتا رہا تھا۔ میں نے بستر پر لیٹ کر دماغ کو دو گھنٹے تک سونے کی ہدایت کی پھر سوگیا۔

ادھر مریتا نے سپر ماسٹر کے پاس پہنچ کر کہا "اعلیٰ حکام' فوجی افسران' برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹ کو فوراً ہنگامی اجلاس میں بلاؤ۔"

سپر ماسٹر نے کہا "ملک کے اتنے بڑے بڑے عہدیداروں کو فوراً کیسے بلاؤں؟ کیا تم نے بچوں کا کھیل سمجھ لیا ہے جب چاہا کھیلنے کے لئے ہنگامی اجلاس طلب کرلیا۔"

وہ بولی "تم ان چاروں بلیک سیکرٹس کے چمچے ہو۔ ان کی فرمائش پر اجلاس منعقد کرتے ہو۔ جب کہ میں ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے۔ چاروں بلیک سیکرٹس ایک بہت ہی اہم معاملے میں مصروف ہیں۔ جنرل صاحب ملک سے باہر ہیں۔ برین ماسٹر تم سے بات کرنا گوارا نہیں کرتا۔ اعلیٰ حکام تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی سے بیزار ہوگئے ہیں لیکن تمہیں احساس نہیں ہے کہ تم کتنی گر چکی ہو۔"

"اب تمہارے گرنے کی باری ہے سپر ماسٹر! ٹھیک ہے ہنگامی اجلاس نہ بلاؤ لیکن ملک کے تمام اکابرین کو یہ بری خبر سنادو کہ فرہاد علی تیمور زندہ ہے۔"

"بکواس ہے۔ کیا تمہیں چونکا دینے والی اور کوئی اطلاع نہیں ملی؟"

وہ بولی "پیرس کے وقت کے مطابق دس بجے جناب علی اسد اللہ تبریزی صاحب کے دماغ میں جاؤ۔ ٹھیک اس وقت وہ سونیا اور فرہاد کا نکاح پڑھانے والے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے اتنے بڑے بزرگ فراڈ نکاح نہیں پڑھائیں گے اور سونیا جیسی فولاد عورت فرہاد کے سوا کسی اور سے نکاح قبول نہیں کرے گی۔ پارس اور علی تیمور جیسے غیرت مند بیٹے کسی دوسرے کو فرہاد کہہ کر باپ کو گالی نہیں دیں گے۔ جب ہر پہلو سے تم لوگوں کو یقین ہوجائے کہ فرہاد زندہ ہے تو پھر تمہارا باپ بھی ہنگامی اجلاس منعقد کرے گا۔ دیٹس آل۔"

مریتا اس کے دماغ سے نکل گئی۔ میری نئی زندگی کی خبر پر کسی کو یقین نہیں آسکتا تھا۔ اس خبر کی تصدیق کے لئے جناب تبریزی صاحب کے پاس جانا ضروری تھا۔ سپر ماسٹر کی رپورٹ کے مطابق برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹ دس بجے سے پہلے جناب تبریزی صاحب کے پاس آکر کہنے لگے۔ کیا واقعی فرہاد تیمور زندہ ہے؟ اگر زندہ ہے تو ایک طویل عرصہ تک روپوش رہا؟"

جناب تبریزی صاحب نے جواب دیا "فرہاد علی تیمور ہے۔ آدھے گھنٹے بعد خیال خوانی کے ذریعے سونیا کا اس سے نکاح پڑھایا جائے گا۔ تمہارے ملک کے اور جتنے حکام خیال خوانی کرتے ہیں' وہ بھی اس شادی میں شریک ہوسکتے ہیں۔ شادی کے بعد حضرات جو سوالات کرنا چاہتے ہیں ان کے جواب سونیا اور فرہاد دیں گے۔"

اس کے بعد ایک سپر طاقت نے دوسری سپر طاقت کو فرہاد کے زندہ ہونے کی بری خبر سنائی۔ ہاٹ لائن اور فیکس کے ذریعے چند منٹوں میں اسرائیلی حکام اور دوسری خطرناک تنظیموں کو بھی پریشان کن خبر سنادی گئی۔ بین الاقوامی نشریاتی رابطہ رکھنے والی کمپنی کے نمائندے کیمرے وغیرہ کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ گئے۔ سونیا اور میرے متعلق یہ نہیں بتایا گیا کہ ہم کس ملک میں ہیں۔

وہ لوگ ساری دنیا کی ٹی وی اسکرین پر میری اور سونیا کی شادی کے مناظر دکھانا چاہتے تھے۔ جب بابا صاحب کے ادارے کے انچارج نے سختی سے کہہ دیا کہ دلہا دلہن کا پتا ٹھکانا نہیں بتایا جائے گا تو انہوں نے پوچھا "خیال خوانی کے ذریعے نکاح پڑھایا جائے گا تو دنیا والوں کو کیسے معلوم ہوگا؟"

انچارج نے جواب دیا "مسٹر فرہاد اور مادام سونیا کے پاس فیکس مشین کے ذریعے نکاح نامہ بھیجا جائے گا پھر تین منٹ کے اندر دلہا دلہن دستخط کرکے وہ نکاح نامہ جناب تبریزی صاحب کے پاس بھیج دیں گے۔ اس کے بعد بین الاقوامی نشریاتی رابطے سے وہ نکاح نامہ ساری دنیا کے ٹی وی اسکرین پر دکھایا جاسکتا ہے۔"

ایک نمائندے نے سوال کیا "ہم مادام سونیا اور مسٹر فرہاد سے کس طرح انٹرویو کرسکیں گے؟"

جواب ملا "کیمرے کے سامنے آپ کا ایک آدمی رہے گا۔ مسٹر فرہاد اس کے دماغ میں رہ کر سوالوں کے جواب دیں گے۔"

"مادام سونیا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہیں۔ ان سے کس طرح انٹرویو ہوگا؟"

جواب دیا گیا "سلمان واسطی کی شریکِ حیات بیگم سلطانہ واسطی کیمرے کے سامنے آکر جوابات دیں گی۔"

چونکہ لیلیٰ میرے ساتھ امریکا میں تھی اور سلطانہ پیرس میں اس لئے سونیا کی نمائندگی سلطانہ کرنے والی تھی۔ وہاں کے وقت کے مطابق ٹھیک دس بجے فیکس کی مشین کے ذریعے میرے پاس نکاح نامہ آیا۔ اس میں میری دلہن کا نام سونیا لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس پر دستخط کئے۔ پھر بابا صاحب کے ادارے کے فیکس کوڈ نمبروں پر واپس فیکس کردیا۔ دوسری طرف سے سونیا کا دستخط شدہ نکاح نامہ موصول ہوا۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے خیال خوانی کے ذریعے پہلے سونیا کے پاس جاکر نکاح قبول کرایا۔ پھر میرے پاس آکر کہا "بیٹے! میں نے یہ پہلی دلہن دیکھی ہے' جو اپنے نکاح کے وقت بالکل تنہا تھی۔ تل ابیب میں دشمن اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ اس لئے اپنا پرایا کوئی اس کی خوشی میں شریک نہیں ہے۔ صرف میں نے اسے مبارک باد دی ہے۔"

انہوں نے مجھ سے بھی نکاح قبول کرایا' پھر کہا "بابا فرید واسطی مرحوم کی یہ وصیت تھی کہ جب تک ان کی بیٹی سونیا کو فرہاد جائز حقوق نہ دے اس وقت تک اس ادارے کے تمام بزرگ اور ذمے دار افراد فرہاد سے کوئی رابطہ نہ رکھیں اور نہ ہی فرہاد کو ادارے میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ آج سے تمہارے لئے ادارے کے دروازے کھل چکے ہیں۔"

میں نے شکریہ ادا کیا۔ پھر سونیا کے دماغ میں آیا۔ وہاں لیلیٰ مجھ سے پہلے مبارک باد دینے پہنچ گئی تھی۔ سونیا سے کہہ رہی تھی۔ "سسٹر! اس خوشی کے موقع پر میری ایک بات مان لیں۔ آپ نے پارس سے مریتا والی جو شرط رکھی ہے۔ وہ شرط ختم کردیں۔ یہ میری دلی خواہش ہے کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ ازدواجی زندگی گزاریں۔"

سونیا نے کہا "کیا تم نہیں جانتیں کہ پارس اس منصوبے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ اب مریتا کو میری بہو بننے میں دیر نہیں لگے گی لیکن مریتا چاروں طرف سے مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ جب تک وہ پارس کے تعاون سے مسائل کا بوجھ کم نہیں کرے گی' تب تک شادی نہیں کرے گی۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "میں نے آئندہ نسل کو' اپنے ہونے والے پوتے پوتیوں کو مطمئن کرنے کے لئے فرہاد سے نکاح پڑھوایا ہے۔ اب میں تمہاری سسٹر ہی نہیں سوکن بھی ہوں۔ تم فراخ دلی سے مجھے ازدواجی زندگی گزارنے کو کہہ رہی ہو لیکن میں تمہاری دلی خواہش کیسے پوری کروں؟ میاں صاحب مغرب میں ہیں۔ میں مشرق میں ہوں۔ جب تک پاپا ڈوک کو جہنم میں نہیں پہنچاؤں گی' ازدواجی جنت میں نہیں آسکوں گی۔"

میں خاموشی سے دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ جب لیلیٰ چلی گئی تو میں نے کہا "سونیا! آج میں مذہبی اور قانونی طور پر تمہاری طرف لوٹ آیا ہوں۔ مجھے شدت سے اپنی خود غرضی اور ہرجائی پن کا احساس ہورہا ہے۔ میں برسوں پہلے تم سے نکاح پڑھوا کر تمہیں ایک عورت کا مان مرتبہ دے سکتا تھا لیکن آج میں تمہاری قدر کررہا ہوں جیسے آج میری آنکھ کھلی ہے' جیسے آج ہی مجھے عقل آئی ہے۔ بے شک آج سے پہلے بے عقلی کی زندگی گزارتا آیا ہوں۔"

وہ سرد آہ بھر کر بولی "جو ہوا اسے بھول جاؤ۔ جہاں سے جاگے وہیں سے سویرا سمجھو۔"

"میں بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پھر سہی' ابھی انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہے' جانے سے پہلے ایک بات سچ سچ کہہ دو' تم خوش ہونا؟"

"بہت خوش ہوں۔ میری محبتیں تمہارے لئے تھیں' تمہارے لئے ہیں اور تمہارے ہی لئے رہیں گی۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ بابا صاحب کے ادارے میں بین الاقوامی نشریاتی رابطہ قائم کرنے والی کمپنی کے نمائندے میرے منتظر تھے۔ مجھ سے پہلے وہاں سلطانہ آگئی تھی۔ اس لئے کیمرے کے سامنے ایک نمائندہ اس سے پوچھ رہا تھا "مسز واسطی! مادام سونیا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہیں۔ پھر تم ہمارے سوالوں کے جواب مادام سے کیسے حاصل کروگی؟"

سلطانہ نے کہا "میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔"

نمائندے نے کیمرے کو دیکھتے ہوئے کہا "ناظرین! آپ کے لئے یہ دلچسپ اور حیران کن اطلاع ہوگی کہ فرہاد علی تیمور کی فیملی میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کثرت ہے۔ آپ کے سامنے مسز سلطانہ واسطی تشریف رکھتی ہیں۔ یہ مسٹر فرہاد کی دوسری وائف لیلیٰ کی بہن ہیں۔ مسز لیلیٰ فرہاد بھی ٹیلی پیتھی جانتی ہیں۔ مسٹر فرہاد کی بہو مسز جینیفر پارس عرف جوجو کو بھی یہ علم آتا ہے اور مسٹر سلمان واسطی بھی خیال خوانی کرتے ہیں۔ اس مختصر سے تعارف کے بعد میں مسز واسطی کے ذریعے مادام سونیا سے سوال کرتا ہوں۔ ان کی عمر کیا ہے؟ اگر عمر زیادہ ہے تو انہوں نے لیٹ شادی کیوں کی؟"

سلطانہ نے سونیا سے جواب پوچھا۔ پھر کیمرے کے سامنے بولی۔ "سسٹر سونیا کہتی ہیں' میں نے لیٹ شادی نہیں کی۔ شادی اسی لئے ہوئی ہے کہ یہ میری شادی کی عمر ہے۔"

نمائندے نے کہا "آپ سوالوں کے جواب خوب توڑ مروڑ کر دیتی ہیں' سوال کرنے والے کو لاجواب کردیتی ہیں لیکن میں اپنے پہلے سوال پر قائم ہوں۔"

سونیا نے سلطانہ کے ذریعے جواب دیا "اگر آپ کے خیال میں شادی دیر سے ہوئی ہے تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ میں فرہاد کے زندہ ہونے کا انتظار کررہی تھی۔"

"مادام! آپ تسلیم کررہی ہیں کہ مسٹر فرہاد مرچکے ہیں اور موجودہ فرہاد کوئی دوسرا شخص ہے۔"

"فرہاد کی جسمانی طور پر موت واقع نہیں ہوئی تھی۔ دراصل

بابا فرید واسطی مرحوم فرہاد کی گمراہی سے ناراض تھے۔ اسے ادارے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ بابا مرحوم کے بعد لیلیٰ اور سلطانہ کے والد اسی ادارے کے بزرگ اور عالم دین رہے۔ ان کا فیصلہ تھا کہ اگر گمراہ فرہاد کو مار ڈالا جائے ورا اس کے اندر کے سچے اور انسان دوست فرہاد کو زندہ رکھا جائے تو وہ تمام شکایات دور ہو جائیں گی جو بابا فرید واسطی مرحوم کو تھیں۔ اس نیک مقصد کے لئے لیلیٰ اور سلطانہ کے والد نے بیان دیا تھا کہ فرہاد مر چکا ہے۔ اس بیان کے پیچھے ایک نیا فرہاد جنم لینے کے لئے گوشہ نشینی اختیار کر چکا تھا۔ آج واقعی وہ نیا فرہاد بن چکا ہے۔ موجودہ عالم دین جناب علی اسد اللہ تبریزی صاحب نے فرہاد کے لئے بابا صاحب کے ادارے کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ ان حالات میں شادی لیٹ ہوئی ہے تو یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ پلیز آپ کا دوسرا سوال لیٹ ہو رہا ہے۔"

نمائندے نے دوسرا سوال کیا "آپ پورے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں کہ برسوں مردہ رہنے والے فرہاد سے ہی آپ کی شادی ہوئی ہے۔"

"خدا نہ کرے میری شادی کسی مردے سے ہو اور خدا نہ کرے میری شادی اُس گمراہ فرہاد سے ہو۔ اس کی گمراہی کو موت آئی تب میں نے شادی کی ہے۔"

"آپ دشمنوں کو کیسے یقین دلائیں گی کہ مسٹر فرہاد آپ کے جیون ساتھی ہیں اور یہ صاحب کوئی فرضی فرہاد نہیں ہیں؟"

"آپ علی تیمور کو اسکرین پر بلائیں جواب مل جائے گا۔"

علی تیمور کیمرے کے پیچھے موجود تھا۔ وہ سامنے سلطانہ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ نمائندے نے پوچھا "مسٹر علی! آج مادام کا نکاح جس فرہاد سے پڑھایا گیا ہے کیا اسے اپنا باپ تسلیم کرتے ہو؟"

"بے شک تسلیم کرتا ہوں۔"

"تم نے کن ثبوت کی بنا پر تسلیم کیا ہے؟"

"یہی سوال میں کروں گا کہ آپ کن ثبوت کی بنا پر باپ کو باپ تسلیم کرتے ہیں؟ ساری دنیا کی اولاد کے سامنے صرف ایک گواہ ہوتی ہے اور وہ ہے ماں۔ جب ماں کہتی ہے کہ فلاں ہمارا باپ ہے تو پھر وہی ہمارا باپ ہوتا ہے۔ ورنہ کسی کو باپ کہنے کے لئے دنیا جہاں کے ثبوت جمع کرتے پھرو سب بیکار ہوتے ہیں۔ اس رشتے کی صرف ایک گواہ ہوتی ہے 'ماں... صرف ماں۔"

اچانک سلطانہ کی زبان بول پڑی۔ وہ کہنے لگی "میں سلطانہ کی زبان سے رسونتی بول رہی ہوں۔ میں ایک طویل عرصے سے میدانِ عمل میں نہیں ہوں اور مزید کچھ عرصے تک آرام کروں گی۔ چونکہ میرے بیٹے کی ولدیت اور عزت کا معاملہ ہے اس لئے گواہی دینے آئی ہوں۔ میرا علی میرے شوہر فرہاد کا خون ہے۔ جب میں خون کو پہچانتی ہوں تو شوہر کو بھی پہچانتی ہوں۔ آج دنیا کی شادی جس سے ہوئی وہ میرا شوہر فرہاد ہے۔"

نمائندے نے پوچھا "کیا آپ کو اس شادی سے صدمہ نہیں پہنچ رہا ہے؟"

"صدمہ! اور وہ بھی سونیا سے پہنچے گا۔ آپ یہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ سونیا کتنی عظیم عورت ہے۔ وہ فرہاد کی زندگی میں مجھ سے پہلے آئی۔ میں نے شادی کر لی لیکن اس نے میری خوشی کی خاطر اب تک شادی نہیں کی۔ اور اب بھی نہ کرتی لیکن ہمیں اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو اپنے رشتوں اور محبتوں کا حساب پڑتا ہے۔ سونیا نے ایک بار شادی نہ کرکے مجھ پر احسان کیا تھا۔ آج شادی کرکے دوسری بار میری اولاد پر احسان کر رہی ہے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتی۔ خدا حافظ۔"

نمائندے نے کہا "ناظرین! مادام رسونتی اور ان کے صاحبزادے مسٹر علی تیمور نے شبہات دور کر دیئے ہیں۔ مادام رسونتی کی شرم و حیا اور شوہر پرستی کو دوست اور دشمن سب ہی مانتے ہیں۔ ایسی حیا والی کسی دوسرے کو فرہاد اور اپنا شوہر تسلیم نہیں کرے گی اور علی جیسا غیرت مند کسی دوسرے کو باپ کہنے کی بے غیرتی نہیں کرے گا۔ اب میں ایک شخص کو آپ کے سامنے لا رہا ہوں۔ مسٹر فرہاد اس کی زبان سے آپ کو اپنی آواز سنائیں گے اور ہمارے سوالات کے جواب دیں گے۔"

کیمرے کے سامنے پوزیشن بدل گئی۔ سلطانہ اور علی تیمور چلے گئے ایک شخص آکر بیٹھ گیا۔ میں نے نمائندے کے ذریعے اس کی آواز سنی پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی زبان سے کہا "میں فرہاد علی تیمور حاضر ہوں۔"

نمائندے نے کہا "مسٹر فرہاد علی تیمور! اس وقت بڑے بڑے ممالک کے حکام اور فوجی افسران' جرائم پیشہ تنظیموں کے تمام سربراہ' بدنامِ زمانہ دہشت گرد اور تخریب کار وغیرہ اپنے اپنے ٹی وی کے سامنے آپ کی آواز سن رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ بہ نفس نفیس یہاں موجود ہوتے اور تمام دوست دشمن آپ کو اسکرین پر دیکھتے۔"

میں نے کہا "مجھے اسکرین پر لانے کے لئے آپ کی ٹیم کیمرا لے کر اس ملک میں آتی جہاں ابھی میں ہوں۔ اس طرح اُس ملک کے حکام اور انٹیلی جنس والوں کی نیندیں اڑ جاتیں۔ ابھی وہ مطمئن ہیں کہ فرہاد کسی دوسرے ملک میں ہے۔"

نمائندے نے مسکرا کر کہا "آپ اس انداز میں جواب دے کر تمام ممالک کے اکابرین کو بے چینی میں مبتلا کر رہے ہیں' ہر ایک اس اندیشے میں مبتلا رہے گا کہ آپ اس کے ملک میں ہیں۔"

"اور ہر ایک خود کو یہ تسلی بھی دے گا کہ میں اس کے گھر' اس کے دماغ میں نہیں ہوں۔"

"آپ اکثر دہری باتیں کرتے ہیں' دہری چالیں چلتے ہیں اور یہی آپ کے فرہاد ہونے کا ثبوت ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور پہلے گمراہ تھے' اب نہیں ہیں؟"

"میں اپنے متعلق کہوں گا کہ اب گمراہ نہیں رہا تو یہ اپنے منہ میاں مٹھو والی بات ہوگی۔ آپ صبر کریں۔ میں منظرِ عام پر آیا تو میرا عمل بھی سامنے آجائے گا۔ رہ گئی گوشہ نشینی والی بات تو میں تارک الدنیا ہو کر عبادت میں مصروف نہیں تھا۔"

"تو پھر کیا کرتے رہے؟"

"دشمنوں کے اندر سرنگ بناتا رہا اور دوستوں کے اندر محبت بڑھاتا رہا۔"

"کیا آپ دشمنوں کے نام بتانا چاہیں گے؟"

"دشمنوں کو اپنے نام معلوم ہیں پھر میں ان کے نام کیوں یاد دلاؤں؟"

نمائندے نے کہا "میرے دماغ میں چند ملکوں کے ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔ میں ان کی طرف سے سوالات کر رہا ہوں۔"

وہ نمائندہ یہ نہیں جانتا تھا کہ میں بھی اس کے دماغ میں ہوں اور جواب دیتے وقت اس شخص کے اندر چلا جاتا ہوں جو کیمرے کے سامنے میری گفتگو کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔

اس وقت ایک شخص نمائندے کے دماغ میں کہہ رہا تھا۔ "اس سے پوچھو جب وہ گوشہ نشین رہ کر دشمنوں کے اندر سرنگ بنا رہا تھا تو پھر ظاہر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا وہ دشمنوں کو خوفزدہ کرنا چاہتا ہے؟ کیا وہ دشمنوں کے اندر راستہ بنانے کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے؟"

نمائندے نے مجھے یہ سوال سنایا' میں نے کہا "ہاں' میں ابھی مثال پیش کروں گا۔ سوال کرنے والا پانچ منٹ انتظار کرے۔ اس وقت تک دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا سوال کرے۔"

اس بار سوال کرنے والی ایک عورت تھی۔ اس کی آواز اور لہجہ بالکل نیا تھا۔ میں نے پہلی بار وہ آواز سنی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "فرہاد حق اور انصاف کی بات کرتا ہے۔ اگر فرہاد زندہ ہے تو یہ ناانصافی کیوں ہے کہ بڑے ممالک کے درمیان طاقت کا توازن بگڑ رہا ہے۔ اگر ایک ملک میں چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں تو دوسرے بڑے ملک میں بھی چار خیال خوانی کرنے والوں کو ہونا چاہئے۔ اگر فرہاد زندہ ہے تو طاقت کا توازن قائم رکھنے کے لئے ٹرانسفارمر مشین کو ختم کرے۔"

میں نے جواب دیا "بی بی الپا! ماسک مین نے تمہاری آواز اور لہجہ بدل دیا ہے۔ تمہیں دنیا والوں سے چھپا کر سات پردوں میں رکھا ہے تاکہ سونیا جوجو کی طرح تمہیں بھی چھین کر نہ لے جائے۔ تم نے جو سوال کیا اس میں ماسک مین کی سیاست بھری ہوئی ہے' اسے یقین ہے سونیا اور پارس کبھی الپا تک نہیں پہنچ سکیں گے' علاوہ اس فکر میں گھل رہا ہے کہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ان گنت بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کر رہا ہے۔ ماسک مین تمہارے ذریعے حق اور انصاف کی بات کرکے مجھے بھڑکا رہا ہے کہ میں ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کرنے کے لئے سپر ماسٹر کے پیچھے پڑ جاؤں۔ ماسک مین کو اس بات کا ماتم کرنا چاہئے کہ سات پردوں میں چھپا کر رکھی جانے والی الپا کو میں نے پہچان لیا ہے۔"

پھر میں نے نمائندے سے کہا "تمہارے دماغ میں جس نے پہلا سوال کیا تھا وہ برین ماسٹر کہلاتا ہے۔ میں نے کہا تھا اسے پانچ منٹ کے بعد جواب دوں گا' ایسا اس لئے کہا تھا کہ میرا جواب سن کر الپا بھاگ جاتی۔ اب سنو' میں نے دشمنوں کے اندر پہنچنے کے راستے بنائے ہیں۔ تمہارے چار بلیک سیکرٹس کا دعویٰ ہے کہ کوئی چالاک سے چالاک جاسوس بھی ان کے خفیہ اڈے تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ وہ اڈا نہ زمین میں ہے' نہ آسمان میں' میں جانتا ہوں' وہ سمندر میں ہے۔ چار بلیک سیکرٹس ایک آبدوز میں خاص میٹنگ کے وقت ملاقات کرتے ہیں پھر وہاں سے چلے جاتے ہیں۔"

پھر میں نے نمائندے سے مسکرا کر کہا "اب کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے ذریعے سوال نہیں کرے گا۔ اگر کوئی تمہارے دماغ میں ہے تو سوال کرے۔"

نمائندے نے آواز دی مزید سوالات کرنے کی دعوت دی مگر اسے کوئی جواب نہیں ملا' میں نے کہا "پہلے تمہارے دماغ سے الپا بھاگی۔ پھر برین ماسٹر بھاگ گیا۔ امریکا اور روس کی طرح اسرائیل میں بھی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا پاپاڈوک ہے۔ وہ بھی میری حقیقت معلوم کرنے تمہارے دماغ میں آیا ہوگا۔ پھر چپ چاپ چلے جانے میں ہی اپنی خیریت سمجھی ہوگی۔ میرے منظرِ عام پر آتے ہی دنیا والوں نے اچھا خاصا تماشا دیکھ لیا ہے۔ میرا خیال ہے اب یہ کیمرا بند کر دینا چاہئے۔"

کیمرا بند ہو گیا' فلمبندی کی لائٹیں آف ہو گئیں۔ میں اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ لیلیٰ نے کہا "میں ٹی وی پر آپ کی باتیں سن رہی تھی۔ آپ نے الپا کو اس کی باتوں سے خوب پکڑا ہے لیکن یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ چاروں بلیک سیکرٹس کا خفیہ اڈا آبدوز میں ہے؟"

میں نے کہا "ان کے احمقانہ دعوے سے پتا چل گیا۔ بڑا بول بولنے والے اپنی ہی باتوں سے پھنستے ہیں۔ برین ماسٹر نے کہا تھا چاروں بلیک سیکرٹ کو دنیا کا کوئی جاسوس تلاش نہیں کر سکتا کیونکہ ان کا خفیہ اڈا نہ تو زمین پر ہے' نہ آسمان میں۔ پھر تو تیسری اور آخری جگہ سمندر ہی ہے اور سمندر کی گہرائیوں میں سب سے محفوظ جگہ آبدوز ہی ہو سکتی ہے۔ یہ میں نے یقینی قیاس آرائی کی تھی۔ برین ماسٹر کے بھاگ جانے سے یا خاموش رہنے سے میرے قیاس یا اندازے کی تصدیق ہو گئی۔"

میں سونیا کے پاس آیا۔ وہ بولی "تم نے بڑی ہیرا پھیری سے جوابات دیئے ہیں۔ امریکا' روس اور اسرائیل میں اعلیٰ حکام کے ہنگامی اجلاس ہو رہے ہوں گے۔"

"سونیا! تم ماسک مین کے پاس جاؤ' تمہارے لئے سلطانہ اور سلمان خیال خوانی کریں گے۔ لیلیٰ اسرائیل کے جنرل ٹائر کے پاس

جائے گی اور میں مرینا کے ساتھ اس کے اعلیٰ حکام کے ہنگامی اجلاس کی روداد معلوم کروں گا۔"

میں نے لیلیٰ کو جنرل ٹائر کے پاس جانے کے لئے کہا' پھر مرینا کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے سانس روک لی۔ میں نے پارس سے کہا "مرینا کو اپنے دماغ میں بلاؤ' میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

ادھر مرینا پارس سے کہہ رہی تھی "برین ماسٹر دن رات میں ایک بار ضرور میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے۔ اس کا خیال ہے کبھی تو میں بیمار پڑوں گی یا کسی طرح زخمی ہو کر دماغی طور پر کمزور ہو جاؤں گی تو اسے میرے دماغ میں جگہ مل جائے گی۔ پھر وہ تنویمی عمل کر کے مجھے اپنی معمولہ بنالے گا۔ ابھی چند سیکنڈ پہلے وہ پھر میرے پاس آنا چاہتا تھا۔ میں نے سانس روک لی۔"

پارس نے کہا "تمہیں اسی طرح محتاط رہنا چاہئے لیکن ابھی پاپا تمہارے پاس آنا چاہتے تھے۔ اب وہ میرے پاس ہیں تم بھی میرے دماغ میں آجاؤ۔"

وہ پارس کے دماغ میں آکر بولی "ہیلو پاپا! میں انٹرویو کے وقت اسی نمائندے کے دماغ میں تھی۔ برین ماسٹر کو بولتے ہوئے سن رہی تھی۔ بے شک آپ جاگتے ہوئے ذہن کے مالک ہیں۔ آپ نے الپا کو بھی پہچان لیا جبکہ اس کی آواز اور لہجہ مختلف ہو گیا ہے۔ چاروں بلیک سیکرٹ کے ہوش اڑ گئے ہوں گے۔ میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں کہ آپ کی وہ آبدوز والی بات کس حد تک درست ہے۔"

میں نے کہا "تمہیں اعتراض نہ ہو تو میں بھی تمہارے ملک کے اعلیٰ حکام کی باتیں سننا چاہتا ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "پاپا! آپ بہت گہرے ہیں۔ آپ مجھے بتائے بغیر بھی وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ ہماری دنیا میں ایسی کون سی جگہ ہے جہاں سے آپ گزر نہیں سکتے۔ آپ مجھے خوش کرنے کے لئے میرے اعتراضات کو اہمیت دے رہے ہیں۔ آیئے' میں سپر ماسٹر کے پاس جا رہی ہوں۔"

میں نے کہا "سنا ہے موجودہ سپر ماسٹر یوگا کا ماہر ہے۔"

"ہاں پہلے تھا' شراب نوشی نے سانس روکنے کی صلاحیت ختم کر دی ہے۔"

پہلے وہ گئی۔ اس کے بعد میں سپر ماسٹر کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں ہمارے اندازے کے مطابق ہنگامی اجلاس شروع ہو چکا تھا۔ وہ اس اجلاس میں پہلے ٹی وی دیکھ رہے تھے' سونیا کی اور میری باتیں سن رہے تھے۔ پھر انہوں نے ٹی وی آف کر کے برین ماسٹر پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ فوج کے جنرل نے پوچھا "کیا فرہاد درست کہہ رہا ہے۔ بلیک سیکرٹ کا خفیہ اڈا کسی آبدوز میں ہے؟"

برین ماسٹر نے کہا "ہاں' میری سمجھ میں نہیں آتا یہ فرہاد پھر کیسے پیدا ہو گیا؟ اس شیطان کو یہ راز کیسے معلوم ہو گیا جس کا علم صرف مجھے اور چار بلیک سیکرٹس کو ہے۔"

"یہ سوال تمہیں فرہاد سے کرنا چاہئے تھا' تم وہاں سے کیوں چلے آئے؟"

وہ بولا "میں نے فوراً واپس آکر چاروں بلیک سیکرٹس سے مشورہ کیا۔ وہ چاروں بھی خاموشی سے اس نمائندے کے دماغ میں تھے' یہ سن کر حیران اور پریشان ہو گئے تھے کہ فرہاد خفیہ اڈا جانتا ہے۔ انہوں نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر آبدوز جہاز سے تمام خفیہ دستاویزات ہٹادی ہیں اور اس آبدوز کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "سونیا' پارس اور علی تیموری کہہ رہے تھے' اب یہ فرہاد اچانک موت کی طرح پھر آگیا ہے۔"

دوسرے اعلیٰ حاکم نے کہا "ٹیلی پیتھی کی فوج رکھنے والے بلیک سیکرٹ اپنا اڈا چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔"

برین ماسٹر نے کہا "ہم بھگوڑے نہیں ہیں۔ یہ محض احتیاطی تدابیر پر عمل کر رہے ہیں۔ فرہاد کسی وقت بھی اس آبدوز جہاز کو تباہ کر سکتا ہے۔ آپ لوگوں کو اگلے چوبیس گھنٹوں میں معلوم ہو گا کہ ہمارے بلیک سیکرٹ کتنے تیز طرار ہیں۔ اب وہ فرہاد اور اس کی اولاد کو سکون سے جینے نہیں دیں گے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "فرہاد نے اچانک ظاہر ہو کر سبھی کے ہوش اڑا دیئے ہیں۔ ہم سب پریشان ہیں۔ ایسے وقت برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ ہوش میں رہ کر اپنا بچاؤ بھی کر رہے ہیں اور فرہاد کو دوبارہ قبر میں پہنچانے کا انتظام بھی کر رہے ہیں۔ یوں سمجھیں اس کمبخت کے مقدر میں موت لکھی جا چکی ہے۔"

مرینا نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر کہا "میں مرینا بول رہی ہوں۔ یہ سپر ماسٹر نااہل ہے۔ شراب پیتے پیتے اپنے حساس دماغ کو بے حس بنا چکا ہے۔ جس طرح میں اس کے دماغ میں آسانی سے آجاتی ہوں اسی طرح دشمن خیال خوانی کرنے والے بھی آسکتے ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو اس غلطی کا احساس ہے کہ کوئی بھی اس گدھے کے ذریعے آپ لوگوں کی اس اہم میٹنگ میں شریک ہو سکتا ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا "مرینا! مائنڈ یور لینگویج۔ تم سپر ماسٹر کو گدھا کہہ رہی ہو۔"

جنرل نے کہا "جو گدھا اپنی پیٹھ پر دشمنوں کو اٹھا کر ہمارے درمیان لے آئے اسے گدھا نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟"

فوج کے کرنل نے کہا "ہم اب تک یہی سمجھ رہے تھے کہ سپر ماسٹر حساس دماغ رکھتا ہے۔ اسے اپنی دماغی کمزوری کی اطلاع دینی چاہئے تھی۔"

مرینا نے کہا "برین ماسٹر ہمیشہ سپر ماسٹر سے رابطہ رکھتا ہے۔ برین ماسٹر بھی آپ لوگوں کو اس کمزوری کی اطلاع دے سکتا تھا۔"

وہ بھڑک کر بولا "تم خواہ مخواہ الزام لگا رہی ہو۔ میرا سپر ماسٹر سے کوئی ذاتی تعلق نہیں ہے۔"

مرینا نے سپر ماسٹر کو بولنے پر مجبور کیا۔ وہ بولنے لگا "برین ماسٹر ای تعلق سے انکار کیوں کر رہے ہو؟ تم میری بہن سے شادی لنے والے ہو۔ تم نے کہا تھا ابھی شادی والی بات اعلیٰ حکام اور جی افسران کو نہ بتائی جائے۔ میں نے کہا تھا' یہ بات ہمارے بڑوں و نہیں معلوم ہوگی۔ تم تو کسی وقت بھی میری بہن کو دھوکا دے کتے ہو اور یہی کر رہے ہو' اپنے بڑوں کے سامنے ذاتی تعلقات سے نکار کر رہے ہو۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "یہ ہم کیا سن رہے ہیں؟ ہمیں بتایا گیا ہے کہ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس ٹرانسفارمر مشین کے ریعے جذبات سے عاری بنادیئے گئے ہیں۔ یہ پانچوں افراد عورتوں ں کوئی کشش محسوس نہیں کرتے۔ پھر یہ برین ماسٹر تمہاری بہن ں کیوں دلچسپی لے رہا ہے؟"

برین ماسٹر نے کہا "یہ سپر ماسٹر نہیں کہہ رہا ہے' اس کے دماغ مرینا قبضہ جما کر اسے بولنے پر مجبور کر رہی ہے۔"

وہ بولی "میں اتنی نادان نہیں ہوں کہ تمہیں جذبات سے اری سمجھتے ہوئے سپر ماسٹر کو ایک غلط بات بولنے پر مجبور کروں۔ ں جنرل صاحب سے گزارش کرتی ہوں' وہ مجھے اپنے دماغ میں نے دیں تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ میں سپر ماسٹر کے اندر رہ کر اسے بور نہیں کر رہی ہوں۔"

برین ماسٹر نے کہا "ہرگز نہیں' تم جنرل صاحب کے پاس باؤگی تو تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سپر ماسٹر کے دماغ میں رہ کر سے بولنے پر مجبور کرتے رہیں گے۔"

جنرل نے کہا "اگر مرینا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نہ ہوئے تو م سپر ماسٹر کے دماغ میں جا کر اسے بیان بدلنے پر مجبور کرو گے۔ تم ور مرینا اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہم سب کو الجھا رہے ہو۔ یدھی سی بات ہے کہ سپر ماسٹر کی دماغی کمزوری ہمیں نقصان ہنچا سکتی ہے۔ اب یہ اتنے بڑے عہدے کے قابل نہیں رہا ہے۔ و سپر ماسٹر نااہل ثابت ہوتا ہے اسے گولی ماردی جاتی ہے۔ اسے اہر لے جاؤ' چوبیس گھنٹوں کے اندر دوسرے سپر ماسٹر کا انتخاب ہوگا۔"

دو فوجی جوانوں نے آکر سپر ماسٹر کے دونوں بازوؤں کو پکڑ لیا اسے کرسی سے اٹھا کر لے جانے لگے۔ وہاں احکامات کی تعمیل کرنے والے فوجی جوان بھی یوگا کے ماہر تھے۔ ایسی اہم میٹنگ میں ہی حکام اور فوجی افسران شریک ہوتے تھے' جو حساس دماغ رکھتے تھے۔ اس طرح کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا اس میٹنگ میں چھپ کر نہیں آسکتا تھا۔ یہ احتیاط ابھی کچھ دنوں سے کی جا رہی تھی اور میرے منظر عام پر آتے ہی وہ لوگ اور زیادہ محتاط ہو گئے تھے۔

جنرل نے مرینا کو ایک فوجی جوان کے دماغ میں جانے کی اجازت دی' اس کے ساتھ میں نے بھی وہاں جگہ بنالی۔ وہ بولی۔ "جنرل! میرا ایک ماتحت چند تصویریں لے کر آرہا ہے۔ وہ تصویریں ثابت کر دیں گی کہ برین ماسٹر جذبات سے خالی نہیں ہے بلکہ جذباتی ہے۔ سپر ماسٹر کی بہن کا دیوانہ ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا "اب تم جعلی تصویروں کے ذریعے مجھ پر کیچڑ اچھالنا چاہتی ہو۔"

"تصویروں کو پرکھنے والے ماہرین رپورٹ دیں گے کہ وہ تصویریں جعلی ہیں یا اصلی؟"

برین ماسٹر نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر جب وہ بولا تو اس کی آواز اور لہجہ بدل چکا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا "میں بلیک سیکرٹ نمبر فور اپنے برین ماسٹر کے ذریعے آپ لوگوں سے ہم کلام ہوں۔ اگر ہمارا برین ماسٹر کسی عورت کے ساتھ جذباتی ہو گیا ہے تو اس میں ہمارے ملک یا ہماری قوم کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے؟ نقصان تو مرینا پہنچا رہی ہے۔ اپنے ذاتی جھگڑے میں فرہاد کے خطرے کو پس پشت ڈال رہی ہے۔ یہاں ہم فرہاد سے بچاؤ کی تدابیر سوچنے اور اسے دوبارہ مٹی میں ملادینے کے لئے ایک دوسرے سے اہم مشورے کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ بددماغ چاہتی ہے کہ ہم آپس میں لڑتے رہیں اور فرہاد ہمارے اندر سرنگ بناتا رہے۔"

برین ماسٹر کا لہجہ پھر بدل گیا۔ وہ کہہ رہا تھا "میں بلیک سیکرٹ نمبر ون بول رہا ہوں۔ ہمیں ٹرانسفارمر مشین نے جذبات سے عاری بنایا ہے یا نہیں۔ ہم میں کیا خوبیاں ہیں اور کیا خرابیاں ہیں' ان سب کا تعلق ہماری اپنی ذات سے ہے۔ اگر آپ لوگوں کو یا ہمارے ملک کو ہماری کسی خرابی یا کوتاہی سے نقصان پہنچے تو ہم سزا پانے کے لئے خود حاضر ہو جائیں گے۔"

تیسری بار پھر لہجہ بدلا "میں بلیک سیکرٹ نمبر ٹو بول رہا ہوں۔ یہ عورت کی فطرت ہے۔ اسے لڑنے کے لئے شوہر نہ ملے' دفتر چلا جائے تو وہ پڑوسنوں سے لڑتی ہے۔ پھر یہ مغرور لڑکی ہم سے کیوں خواہ مخواہ نہیں لڑے گی۔"

پھر ایک بار لہجہ بدل گیا "میں بلیک سیکرٹ نمبر تھری بول رہا ہوں' سو بات کی ایک بات۔ فرہاد ہمارے ملک کا پہلا اور آخری دشمن ہے' اگر آپ ملک کو بچانے کی باتیں سنجیدگی سے کرنا چاہتے ہیں تو مرینا کو موجودہ اجلاس سے باہر کر دیں۔ ورنہ ہم جا رہے ہیں۔"

اعلیٰ حکام اور فوجی افسران آپس میں مشورے کرنے لگے پھر جنرل نے کہا "مرینا! تم ہمارے لئے بہت اہم ہو۔ ہمیں تمہاری حب الوطنی سے بھی انکار نہیں ہے لیکن یہ اجلاس بلیک سیکرٹس نے طلب کیا تھا اس لئے تمہیں ابھی جانا چاہئے۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد اس اجلاس میں تم رہو گی اور برین ماسٹر بلیک سیکرٹس کے ساتھ یہاں سے چلا جائے گا۔"

فوجی جوان نے جنرل کے حکم سے سانس روکی۔ میں اور مرینا اپنی اپنی جگہ حاضر ہوئے پھر مرینا میرے پاس آکر غصے سے بولی۔ "مجھے خوش کرنے کے لئے ایک گھنٹے بعد بلایا گیا ہے لیکن میں

اجلاس سے نکالنے والی انسلٹ کو نہیں بھولوں گی۔ مجھے وہاں سے ہٹا کر گفتگو کرنے کا مطلب یہ ہوا خاص اور اہم ملکی راز مجھ سے چھپائے جا رہے ہیں۔"

"بیٹی! ایسے وقت سب ہی کو غصہ آتا ہے۔ لیکن تم تو باکمال ہو' غصہ برداشت کر لیتی ہو۔ ابھی خود کو نارمل رکھو۔"

"میں غصے اور دوسرے جذبات پر قابو پانے کے لئے سانس روک کر یوگا کے آسن پر رہتی ہوں۔ اس عمل میں پندرہ بیس منٹ لگیں گے میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ بلیک سیکرٹس نے مرینا کی انسلٹ کرنے اور اسے اجلاس سے بھگانے کے لئے اپنی اپنی آوازیں سنائیں۔ ایک لڑکی کو نیچا دکھانے اور برین ماسٹر کو جذباتی ہونے کے الزام سے بچانے کے لئے انہیں اس غلطی کا احساس نہیں ہوا کہ اپنی آواز سنا رہے ہیں۔ شاید اس لئے احساس نہیں ہوا کہ اس اجلاس میں وہ سب کو اپنا سمجھ رہے تھے۔

اس غلطی کا فائدہ مجھے پہنچنے والا تھا۔ ان بلیک سیکرٹس میں سے کبھی تو کوئی بیمار یا حادثے میں زخمی ہوگا اور مجھے اپنے دماغ میں جگہ بنانے کا موقع دے گا لیکن پہلے یہ تصدیق کرنا تھی کہ وہ چاروں اپنی ہی آواز میں بول رہے تھے۔

میں نے نمبر ایک کی آواز اور لہجے کو اپنے ذہن میں دہرایا پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ بلیک سیکرٹس نمبر ایک نے پوچھا "کوڈ ورڈز؟"

یہ پوچھنے میں دو سیکنڈ لگے۔ پھر اس نے ایک سیکنڈ تک جواب کا انتظار کیا۔ اس کے بعد سانس روک لی۔ ان تین سیکنڈ میں میں نے اس کے چور خیال سے پوچھا "رہائش؟"

چور خیال نے کہا "اٹلانٹا۔ بی ون ٹو ون فور۔ لسبن پارک۔"

یعنی وہ واشنگٹن کے مشرق میں اٹلانٹا نامی مقام پر رہتا تھا۔ وہاں لسبن پارک کے بی بلاک میں بارہ سو چودہ نمبر کے ایک بنگلے میں قیام تھا۔ یہ مجھے بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

اب میں باقی تین بلیک سیکرٹس کے پاس جانا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ نمبر ون نے تینوں ساتھیوں کو بتا دیا ہوگا کہ مرینا اس کے دماغ میں آئی تھی۔ چونکہ کوڈ ورڈز نہیں جانتی تھی اس لئے سانس روک کر اسے بھگا دیا گیا ہے۔

چاروں کی آوازیں اور لہجے مجھے اچھی طرح یاد تھے۔ میں نے سوچا پہلے ایک کے ذریعے تینوں کو ٹریپ کرنے کی کوشش کروں گا۔ ناکامی ہوگی تو خیال خوانی کا ہتھیار استعمال کروں گا۔ بیس منٹ کے بعد مرینا آئی' میں نے کہا "برین ماسٹر اس انتظار میں ہے کہ کبھی تم بیمار پڑ جاؤ اور سانس روکنے کے قابل نہ رہو تو وہ تمہیں اپنی معمولہ بنالے۔ آج تم نے چاروں بلیک سیکرٹس کی آوازیں سنی ہیں۔ کیا ان کے لہجوں کو یاد رکھا ہے؟"

"میں نے اپنے دماغ میں نقش کر لیا ہے۔ مجھے بھی ان کی دماغی کمزوری کا انتظار رہے گا۔"

میں اس کے ساتھ سونیا کے پاس آیا' وہ بولی "میں م... پاپا کے ساتھ آئی ہوں۔ کیا آپ کو مما کہہ سکتی ہوں؟"

سونیا نے خوش ہو کر کہا "تم بہت ذہین بیٹی ہو۔ تمہاری... اور کام کرنے کا انداز یہی رہا تو لوگ مجھے بھول جائیں گے... تمہیں یاد رکھیں گے۔ مجھے مما کہو گی تو یہ میرے لئے فخر کی ہوگی۔"

"اوہ مما! میں اور کبھی آپ سے آگے جا سکوں گی؟ کبھی... کا نام مٹا کر اپنا نام چمکا سکوں گی؟ کبھی نہیں' کبھی نہیں۔"

"مرینا! ماں باپ کی جگہ اولاد لیتی ہے۔ ماں سیر ہوتی ہے... سوا سیر ہو جاتی ہے۔ ایسا ہماری دنیا میں ہوتا آیا ہے۔ اب ا... کو چھوڑو۔ پہلی بار بیٹی بن کر آئی ہو' ماں سے کچھ مانگو یا... مسائل بتاؤ' میں تمہارے سر سے پہاڑ اتار دوں گی۔"

"بیشک آپ ایسا کر سکتی ہیں۔ میری ایک ہی الجھن ہے... سوچتی ہوں' آپ کی ٹیم میں شامل ہو کر کہیں میں اپنے ملک... دشمنی تو نہیں کر رہی ہوں؟"

"میں تمہاری الجھن دور کر دیتی ہوں۔ یہ سونیا کا وعدہ... جب تک تم حق اور انصاف کے لئے کام کرتی رہو گی' ہم تم... ملک کے کسی فرد کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ کچھ... سے پہلے تمہیں حالات سے باخبر رکھیں گے۔ پھر یہ تمہاری م... پر ہوگا کہ تم کیا اقدام کرتی ہو۔"

میں نے کہا "سونیا نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ اس لئے ا... بھی تم سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا۔ میں نے بلیک سیکرٹس... کی رہائش گاہ کا پتا معلوم کر لیا ہے۔"

وہ حیرانی سے بولی "پاپا! آپ نے اتنی جلدی کیسے کر لیا؟"

سونیا نے مسکرا کر کہا "یہ تمہارے پاپا ایسی ہی طوفانی ر... کام کرتے ہیں۔ اب تم بتاؤ اس بلیک سیکرٹ کو تم ٹریپ... ہمیں اجازت دو گی۔"

"مما! آج رات ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے م... کے ساتھ نیویارک جا رہی ہوں۔ پاپا! آپ مجھے اس شیطا... بتائیں۔"

میں نے اسے پتا بتایا پھر کہا "تم اپنے طور پر جو بہتر... وہ کرو۔"

"پاپا! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"میں اٹلانٹا جا کر دور ہی دور سے نگرانی کرنا چاہتا تھ... کے حلقۂ احباب سے واقف ہونا چاہتا تھا۔ اس کے بعد ا... اس طرح دماغی کمزوری میں مبتلا کرنے کا ارادہ تھا کہ ا... دشمنی کا شبہ نہ ہو۔ اس طریقۂ کار سے امید تھی کہ میں ب... بلیک سیکرٹس کے بھی دماغوں میں پہنچ سکوں گا۔"

وہ قائل ہو کر بولی "بہت ہی عمدہ طریقۂ کار ہے۔ میں اور پارس اسی پر عمل کریں گے۔ ان چاروں کے دماغوں میں چپ چاپ جانے کا موقع رہے گا تو ایسا کھیل کھیلوں گی کہ وہ چاروں پُراسرار بننا بھول جائیں گے۔"

"کوئی مشکل ہو تو ہمیں آواز دینا۔ پاپا اور مما کے دماغوں میں آنے کے لئے کوڈ ورڈز مقرر کر لو۔"

وہ ذرا سوچ کر بولی "بیٹی کے پاپا! میں ہوں پاپا کی بیٹی۔ اور مما کے دماغ میں آ کر کہوں گی۔ بیٹی کی مما! میں ہوں مما کی بیٹی۔ یہ کوڈ ورڈز ٹھیک ہیں؟"

سونیا نے کہا "ان کوڈ ورڈز سے تمہاری بھرپور محبتیں ظاہر ہوتی ہیں۔"

وہ چلی گئی۔ میں نے سونیا سے پوچھا "ماسک مین سے رابطہ ہوا تھا؟"

"وہ سانس روک لیتا ہے۔ سلطانہ اور سلمان نے کئی بار رابطہ کرنا چاہا۔ مگر اس نے ایک سیکنڈ کے لئے بھی انہیں دماغ میں آنے نہیں دیا۔"

"میرا خیال ہے۔ ہم فی الحال اسے نظر انداز کریں۔"

"ہاں' وہ خوفزدہ ہے۔ یہی سمجھ رہا ہوگا کہ تم بار بار اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کر رہے ہو۔"

لیلیٰ نے آ کر کہا "اسرائیل کے موجودہ حکام اور اہم فوجی افسران کے دماغوں میں پہنچا نہیں جا سکتا۔ میں جنرل ٹائر کے دماغ سے کوئی خاص بات معلوم نہ کر سکی۔ وہ سمجھ گئے ہیں کہ برائن وولف کے پیچھے ہمارے فرہاد صاحب چھپے ہوئے تھے۔ ان کا خیال ہے فرہاد جیسا طوفان ہی تمام گولڈن برینز کو اڑا کر لے جا سکتا تھا۔ یہ کارنامہ تنہا سونیا کا نہیں ہے۔"

میں نے پوچھا "پاپا ڈوک کا کوئی سراغ ملا؟"

"جنرل ٹائر کی سوچ نے صرف اتنا بتایا ہے کہ پاپا ڈوک موجودہ حکام کے لئے کام کر رہا ہے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کس طرح وہاں کے حکام سے رابطہ کرتا ہے؟"

سونیا نے کہا "فرہاد! یہاں میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ یہ تیسرا مہینہ ختم ہونے والا ہے اور پاپا ڈوک ہاتھ نہیں آیا۔"

میں نے کہا "وہ آپریشن کے بعد چہرے' آواز اور لہجے کی تبدیلیوں سے گزر رہا تھا۔ اس لئے اتنا وقت گزر گیا۔ تم نے وقت ضائع نہیں کیا ہے۔ گولڈن برینز اور ان کے اڈے کی تباہی معمولی کارنامہ نہیں ہے۔"

"میں پچھلے کارنامے کی خوشی میں اگلے ٹارگٹ کو نہیں بھولتی۔ ان کم بختوں نے ایسے زبردست حفاظتی انتظامات کئے ہیں کہ خیال خوانی کرنے والے بھی وہاں کے حکام اور فوجی افسران کے دماغوں کو کمزور نہیں بنا سکیں گے۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ میں کوئی ملازم نہیں رکھا ہے نہ ہی ان کے بیوی بچے ہیں۔ اگر کوئی

ہوتا تو اس کے ذریعے انہیں بھی اعصابی کمزوری میں مبتلا کرایا جاسکتا تھا۔"

لیلیٰ نے مجھ سے کہا "آپ میری ایک بات مانیں گے؟"

"ضرور مانوں گا۔ بولو؟"

"آپ کو تل ابیب جانا چاہئے۔ آپ اور سسٹر جب ایک جگہ ہوتے ہیں تو دشمنوں کی موت بن جاتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "لیلیٰ! زیادہ چالاک نہ بنو۔ میں خیال خوانی نہیں جانتی۔ مگر چور خیالات سمجھ لیتی ہوں۔ تم دراصل دُلہا کو اس کی دلہن کے پاس بھیجنا چاہتی ہو۔"

"کیا میں غلطی کررہی ہوں؟"

"ابھی ہم کام کی باتیں کررہے ہیں۔ تم شادی اور ازدواجی زندگی کا معاملہ کیوں ٹھونس رہی ہو؟"

"سسٹر! آپ نے تنہا زندگی بہت گزارلی۔ چھوٹی بہن سمجھ کر میری بات مان لیں۔ ورنہ میں اپنی بات منوانا جانتی ہوں۔"

"اچھا! اب تم بھی چیلنج کرنے لگی ہو۔ ذرا دیکھوں تو سہی کہ تم کیا کرنا چاہتی ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں کیا کرچکی ہوں' یہ تھوڑی دیر بعد دلہا دلہن کو معلوم ہوگا۔"

وہ چلی گئی۔ پہلے سلطانہ اور سلمان کے پاس آئی۔ پھر پارس اور علی تیمور سے رابطہ کیا اور سب سے کہا "سسٹر! تین ماہ سے تنہا تل ابیب میں ہیں۔ جب تک فرہاد وہاں نہیں جائیں گے' بابا ڈوک تک پہنچنا ممکن نہ ہوگا۔ ویسے بھی نکاح پڑھوانے کے بعد انہیں ساتھ رہنا چاہئے نا؟"

سب نے تائید کی کہ کام بھی ہوگا اور ازدواجی زندگی کے تقاضے بھی پورے ہوں گے۔ پارس نے لیلیٰ سے کہا "آپ میری مما کے لئے فراخ دلی کا ثبوت دے رہی ہیں۔ آج سے میں آپ کو آنٹی نہیں کہوں گا' پاکستانی زبان میں امی کہا کروں گا۔"

لیلیٰ نے خوش ہو کر کہا "آئی لو یو' آئی کس یو۔"

"تھینک یو امی!"

لیلیٰ نے دماغی طور پر حاضر ہو کر مجھ سے کہا "آپ کسی بھی فلائٹ سے تل ابیب روانہ ہوجائیں۔ انکار کی صورت میں سلطانہ' سلمان' پارس اور علی تیمور بھوک ہڑتال کرنے والے ہیں۔"

"یہ کیا دھمکی ہے؟"

"دھمکی نہیں ہے۔ آپ ہڑتال کرنے والوں کے پاس جاکر تصدیق کریں۔"

میں چاروں کے پاس گیا۔ وہ سب لیلیٰ کی حمایت میں بول رہے تھے۔ لیلیٰ نے کہا "آپ کی روانگی کے بعد میں یہاں پارس اور مرینا کا انتظار کروں گی۔ وہ تین قیدی اور اس بنگلے کی چابی ان کے حوالے کروں گی۔ پھر اپنی بہن کے پاس رہنے کے لئے پیرس چلی جاؤں گی۔"

اللہ کے فضل سے ہماری ٹیم پہلے سے بہت مضبوط تھی۔ مرینا کی آمد نے اسے اور مستحکم کردیا تھا۔ میرے منظرِ عام پر آنے سے اس ٹیم کی دہشت بڑھ گئی تھی۔ کہیں ہم کامیاب ہورہے تھے اور کہیں کامیابی کے راستے میں رکاوٹیں پیدا ہورہی تھیں لیکن رکاوٹیں بھی آگے چل کر دور ہونے والی تھیں۔

سونیا اور علی جن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو امریکا سے اغوا کرکے لائے تھے ان میں کینی پال اور رکی میتھو پیرس میں تھے۔ انہوں نے شلپا کو لندن میں آزاد چھوڑ دیا تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ جوجو نے اسے اپنی معمولہ بنایا ہوا ہے۔ اس کے پاس نجات کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ آزاد بھی تھی اور جوجو کی کنیز بھی۔ یہ مانتی تھی کہ جوجو نے اس سے کنیز کا کوئی کام نہیں لیا ہے۔ پھر بھی پریشان رہتی تھی۔ غم غلط کرنے کے لئے لندن کے پبس میں اور نائٹ کلبوں میں شراب پیتی' رقص کرتی تھی اور مستی میں چُور رہتی تھی۔

برین ماسٹر کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ایوان راسکا لندن میں تھا اور مرینا کو تلاش کررہا تھا۔ اسے مرینا تو نہ ملی' شلپا مل گئی۔ وہ روبی کلب میں کچھ پینے اور کھانے کے لئے آیا تھا۔ یورپ اور امریکا میں شراب کے بغیر کھانا یا تفریح بے مزہ سمجھی جاتی ہے۔ ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے اور یوگا کی مشقیں کرنے کے دوران یہ عہد کیا جاتا ہے کہ وہ شراب اور عورت سے دور رہیں گے لیکن جہاں قدم قدم پر شراب پانی کی طرح ملتی ہو' ہر تقریب اور ہر سوسائٹی میں پینا لازمی ہو' وہاں انکار نہیں ہوتا' قسم ٹوٹ جاتی ہے۔

ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا نے کچھ عرصے تک پرہیز کیا پھر واشنگٹن سے لندن آتے ہی اسے پَر لگ گئے۔ اس نے [illegible] تھا تھوڑی سی پیا کرے گا تاکہ دماغ حساس رہے اور سانس روکنے کی صلاحیت بھی بحال رہے۔ نشے کی مقدار پہلے تھوڑی ہوتی ہے پھر رفتہ رفتہ نادانستگی میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔

وہ ڈانا کلب میں کھانے سے پہلے پی رہا تھا۔ سامنے ڈانس فلور پر جوان اور بوڑھے آرکسٹرا کی دھن پر رقص کررہے تھے۔ ان میں شلپا بھی تھی۔ تنہا رقص کررہی تھی۔ عورت حسین ہو اور شباب کا جیتا جاگتا اشتہار ہو تو مرد اس کی تنہائی دور کرنے کے لئے بے چین ہوجاتے ہیں۔ ایوان راسکا نے دیکھا۔ کئی جوان اس کے ساتھ رقص کی درخواست کرنے آئے تھے اور وہ منہ پھیر کر دوسری طرف رقص کرتی چلی گئی تھی۔

وہ اپنی میز سے اٹھ کر سُرور میں چلتا ہوا ڈانس فلور پر آیا۔ شلپا کے قریب پہنچا۔ اسی وقت آرکسٹرا بند ہوگیا۔ رقص کا ایک دَور ختم ہوگیا۔ وہ بولا "کیا مقدر ہے۔ آرکسٹرا کا دم گھٹ گیا ہے۔ کیا ہم موسیقی کے بغیر رقص کرسکتے ہیں؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "کیا ہم ہوا کے بغیر سانس لے سکتے ہیں؟ موسیقی رُک جاتی ہے تو ہم بھڑک کر اچھلتے کودتے ہیں جیسے رقص کا بانا ہے۔"

وہ بولا "دنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ آؤ ہم موسیقی کے بغیر رقص کریں۔"

"ارے جاؤ' میں نے آرکسٹرا کی دُھن پر کسی کے ساتھ رقص نہیں کیا' تم کہاں کے گلفام آئے ہو۔"

وہ اسٹیج سے جارہی تھی۔ ایوان راسکا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ رک گئی۔ چونکہ نشے میں تھی اس لئے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکی۔ ایوان راسکا نے صرف ایک ڈبل پیگ حلق سے اتارا تھا۔ اسے ہلکا سا سرور تھا۔ ہوش وحواس میں تھا اس لئے خیال خوانی کرسکتا تھا وہ اس کی طرف کھنچی چلی آئی۔ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر رقص کرنے لگی۔

پہلے تو لوگوں نے حیرانی سے دونوں کو دیکھا۔ پھر سب کے سب ہنسنے لگے۔ ہنسنے والوں کو علم نہیں تھا کہ ٹیلی پیتھی ایک ایسی نہ سنائی دینے والی موسیقی ہے جو کسی کو بھی تگنی کا ناچ نچادیتی ہے۔

شلپا نے پوچھا "یہ لوگ کیوں ہنس رہے ہیں؟"

"تمہاری ناک کٹ گئی ہے اور ناک کٹ جائے تو دنیا ہنستی ہے۔"

وہ اپنی ناک کو چھو کر دیکھنا چاہتی تھی لیکن ایوان راسکا کی مرضی کے خلاف چھو نہ سکی۔ پریشان ہو کر بولی "اب کیا ہوگا' مجھے دوسری ناک کیسے ملے گی؟"

"میرے گھر چلو میں دوسری ناک لگادوں گا۔"

وہ اسے لے کر اسٹیج سے اتر گیا۔ ویٹر کو بل ادا کیا۔ بھاری ٹپ دی پھر کلب سے باہر آکر اسے اگلی سیٹ پر بٹھایا اور خود اس کے برابر اسٹیئرنگ سیٹ پر آگیا۔ وہ کسی عورت یا دوست کو اپنے کاٹیج میں نہیں لے جاتا تھا اور نہ ہی اپنا اصل نام بتاتا تھا۔ کسی کے ساتھ کوئی تعلق شروع کرنے سے پہلے اس کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرتا تھا۔

وہ آرام سے کار میں بیٹھ کر شلپا کے اندر خیالات پڑھنے لگا۔ ذرا سی دیر میں وہ خوشی سے کِھل گیا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی اس کے ہاتھ آگئی تھی۔ شلپا کے متعلق سپر ماسٹر وغیرہ کا خیال تھا کہ اسے سونیا نے اغوا کیا ہے' ایوان راسکا کو اس کی سوچ نے بتایا کہ اسے کسی نے اغوا نہیں کیا تھا۔ وہ خود امریکا سے بھاگ کر آئی تھی۔ اپنی ایک علیحدہ تنظیم بنانا چاہتی تھی لیکن ایک بار پارس کے ہتھے چڑھ گئی تھی' جوجو نے اسے اپنی معمولہ بنالیا تھا۔

ایوان راسکا نے کہا "شلپا! میں تمہارے سامنے بھی ہوں اور تمہارے دماغ میں بھی۔ لو میں دماغ کو آزاد کررہا ہوں۔ ذرا ہوش میں رہ کر مجھے دیکھو اور باتیں کرو۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل آیا۔ شلپا نے آس پاس دیکھا۔ پھر سر پکڑ کر کہا "میں بالکل مدہوش نہیں ہوں۔ یہ سمجھ رہی ہوں کہ تم مجھے یہاں لائے ہو' اور تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ تمہارا تعلق جوجو کی ٹیم سے ہے؟"

"غلط سمجھ رہی ہو' میں جوجو اور پارس کا دشمن اور تمہارا دوست ہوں۔ تمہیں جوجو کے تنویمی عمل سے نجات دلا سکتا ہوں۔"

"نہیں' وہ جونک کی طرح چمٹ گئی ہے۔ نہ مجھ سے کوئی کام لیتی ہے' نہ آزاد چھوڑتی ہے۔ میں غم غلط کرنے کے لئے بہت زیادہ پینے لگی ہوں۔"

"پینے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ذہانت سے کام لو۔"

"ذہانت" وہ ہنسنے لگی "فرہاد کی فیملی سے ٹکراؤ تو پتا چلتا ہے ذہانت سے ہم کوسوں دور ہیں۔ خدا نے ہم سے انصاف نہیں کیا ہے۔ ساری ذہانت اُدھر دے دی۔ اور ہمارے مقدر میں ناکامیاں لکھ دیں۔ میں نے کئی بار اپنی ایک الگ تنظیم بنانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔"

"میں تمہاری تقدیر بدلنے آیا ہوں۔"

"کون ہو تم؟"

"اپنے جسم وجان کا مالک بنالو' تمہارا دوست رہوں گا۔"

"نام کیا ہے؟"

"جو نام تمہیں سب سے زیادہ پسند ہے۔ اسی نام سے پکارو۔"

"یعنی خود کو چھپا کر دوستی کا دعویٰ کررہے ہو؟"

"یہی ذہانت تمہیں سکھا رہا ہوں کہ کسی پر بھروسا نہ کرو۔ جب میں تمہیں جوجو کے تنویمی عمل سے نجات دلاؤں گا تو اپنے بارے میں تمہیں سب کچھ بتادوں گا۔"

"مجھے کب نجات دلاؤ گے؟"

"یہاں سے امریکا چلو' وہاں تمہارا کام بنے گا۔"

"نہیں' وہاں سے بھاگ کر آئی ہوں۔ اگر پہچان لی گئی تو پکڑی جاؤں گی۔"

"تم نے چہرہ بدل لیا ہے۔ تھوڑی سی آواز بھی بدل لو' کوئی نہیں پہچانے گا۔ یہاں سے پیرس تک جوجو اور پارس سے ٹکراؤ ہوتا رہے گا' میں سکون سے تمہارے دماغ میں تنویمی عمل کا توڑ نہیں کرسکوں گا۔"

"تو امریکا جانا کیا ضروری ہے! ہم جاپان جاسکتے ہیں۔"

"امریکا میں میرے وسیع ذرائع ہیں۔ وہاں تمہاری حفاظت کا معقول انتظام ہوسکے گا۔"

وہ قائل ہو کر بولی "میں تنویمی عمل کے اثر سے نکلنے کے لئے تمہارے ساتھ جاؤں گی۔"

"میرے ساتھ جانا دانشمندی نہیں ہے۔ تم ایسی نادانی کی باتیں سوچتی ہو' اس لئے ناکام رہتی ہو۔"

"اس میں نادانی کی کیا بات ہے؟"

"ہم ایک ساتھ سفر کریں گے اور دشمن پہچان لیں گے تو دونوں ہی ایک ساتھ اُن کے شکنجے میں آجائیں گے۔ اگر کل صبح میں

چلا جاؤں اور تم کسی دوسری فلائٹ سے آؤ تو ہم میں سے کوئی ایک اگر پھنسے گا تو دوسرا اسے دشمن کی گرفت سے نکالنے کی کوشش کرے گا، ٹیم ورک اسی طرح ہوتا ہے۔"

"تم بہت اچھی باتیں سمجھاتے ہو، میں تمہارے بعد یہاں سے روانہ ہو جاؤں گی۔"

انہوں نے ایک ریستوران میں کھایا۔ شلپا اسے اپنے بنگلے میں لے آئی۔ رات کے دو بجے تک اس کے پہلو میں جاگتی رہی۔ پھر ایوان راسکا نے اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ اس کے بعد اُس نے بلیک سیکرٹ نمبر فور سے رابطہ کیا۔ خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں آکر بولا "می راسکا۔"

اتنا کہہ کر وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اسے تاکید کی گئی تھی کہ کوئی اہم بات ہو تو وہ بلیک سیکرٹ کے دماغ میں آکر صرف اپنا نام بتائے۔ باقی باتیں بلیک سیکرٹ خود آکر پوچھے گا۔

اس نے خود آکر پوچھا "ویل راسکا! کوئی خاص بات؟"

"جی ہاں۔ شلپا مل گئی ہے۔ ابھی میرے پاس گہری نیند میں ہے۔"

"یہ تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ کیا تم مطمئن ہو کہ اس کے آس پاس دشمن نہیں ہیں؟"

"جی ہاں مطمئن ہوں۔ جوجو نے تنویمی عمل کے ذریعے شلپا کو اپنی معمولہ بنا کر رکھا ہے لیکن اس کے دماغ میں نہیں آتی ہے، اس سے کوئی کام نہیں لیتی ہے۔"

بلیک سیکرٹ نے کہا "یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ جوجو پہلے ماں بننے والی تھی۔ اسے پیرس کے ملٹری اسپتال میں پہنچایا گیا تھا۔ اس کے بعد اُس نے طویل خاموشی اختیار کر لی۔ شاید حمل ضائع ہونے کے باعث کمزور ہو گئی ہے۔ یہ اچھا موقع ہے اسے یہاں بھیج دو۔ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اس کی آواز، لہجہ اور شخصیت تبدیل کر دی جائے گی۔"

"سر! میں نے اسے راضی کر لیا ہے۔ وہ کل کسی فلائٹ سے روانہ ہو گی۔ میں آپ کو فلائٹ نمبر بتا دوں گا۔"

"وہ جب تک یہاں کے لئے روانہ نہ ہو، اس کا ساتھ نہ چھوڑو۔ یہ یاد رکھو کہ جوجو کسی وقت بھی اس کے دماغ میں آسکتی ہے۔"

"شلپا ایک تنویمی عمل کے زیرِ اثر ہے۔ میرا عمل اس پر اثر نہیں کرے گا۔ ایک تدبیر سمجھ میں آرہی ہے۔ یہ جوجو کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہے۔ اگر میں جوجو کا لہجہ اختیار کر کے جاؤں تو یہ مجھے بھی محسوس نہیں کرے گی۔"

بلیک سیکرٹ نمبر فور نے کہا "ہمیں یہ تجربہ کرنا چاہئے۔ ہم سب نئے خیال خوانی کرنے والے ہیں، ابھی ہمیں ٹیلی پیتھی کے بہت سے تجربات سے گزرنا ہے۔ میں ابھی جا کر دوسرے پر یہ تجربہ کروں گا۔"

وہ چار بلیک سیکرٹ تھے اور ایک برین ماسٹر تھا۔ ان کی کُل تعداد پانچ تھی۔ ان میں سے ہر ایک کی تحویل میں دو نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ بلیک سیکرٹ نمبر ایک کے جو دو عدد ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے وہ صرف اپنے آقا نمبر ایک کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتے تھے۔ اس طرح بلیک سیکرٹ نمبر دو اپنے دو عدد خیال خوانی کرنے والوں کے دماغوں میں جا سکتا تھا اور وہ دونوں اسے محسوس نہیں کرتے تھے، اگر کوئی دوسرا بلیک سیکرٹ ان کے اندر آنا چاہتا تو وہ اسے محسوس کر سکتے تھے اور سانس روک سکتے تھے۔

اس طریقۂ کار کے مطابق کوئی بلیک سیکرٹ یا برین ماسٹر ایک دوسرے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں نہیں جا سکتا تھا۔ اس حساب سے انہوں نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے دس نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے تھے اور وہ خود پانچ عدد تھے۔ اس طرح برین ماسٹر کی ٹیم میں پندرہ خیال خوانی کرنے والے تھے۔ جن میں سے تین کو مرینا نے قیدی بنا لیا تھا۔

بہرحال بلیک سیکرٹ نمبر فور نے ایک نیا تجربہ کرنے کے لئے بلیک سیکرٹ نمبر تھری کا لہجہ اختیار کیا۔ پھر اس کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت کے لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی تو آسانی سے دماغ میں پہنچ گیا۔ بلیک سیکرٹ نمبر تھری کے ماتحت نے بلیک سیکرٹ نمبر فور کو اپنے اندر محسوس نہیں کیا۔

میں، سلمان، سلطانہ، لیلیٰ اور جوجو بارہا اس طریقۂ کار کے مطابق ایک دوسرے کے معمول کے دماغوں میں آتے جاتے رہے ہیں۔ بلیک سیکرٹ نمبر فور کے لئے یہ نیا تجربہ نئی کامیابی تھی۔ اس نے خوش ہو کر باقی تینوں بلیک سیکرٹس اور برین ماسٹر کو اس نئے طریقۂ کار کے متعلق بتایا پھر ایوان راسکا سے کہا کہ تجربہ کامیاب رہا ہے۔ وہ جب چاہے جوجو کا لہجہ اختیار کر کے شلپا کے دماغ میں جا سکتا ہے۔

ابھی ہم نہیں جانتے تھے کہ شلپا دشمنوں کی چال میں آرہی ہے۔ ویسے میں نے سلمان سے کہا تھا کہ وہ ہمارے ٹریپ کئے ہوئے کینی پال، مکی میتھو اور شلپا کی خیریت معلوم کرتا رہے اور وقت مقررہ کے مطابق ان پر نئے سرے سے تنویمی عمل بھی ہوتا رہنا چاہئے۔

پھر میں نے لیلیٰ، سلطانہ اور سلمان کو سونیا کے پاس بلا کر مشورہ دیا "ہمیں مرینا کا زیادہ سے زیادہ اعتماد حاصل کرنے کے لئے اس کے ملک کے باقی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو واپس کر دینا چاہئے۔"

سلمان نے کہا "ہم مرینا پر کس حد تک بھروسا کر سکتے ہیں؟ آئندہ اس کے ملکی معاملات میں اختلاف پیدا ہو گا تو وہ ہم سے بدظن نہیں ہو گی۔ اگر اس نے علیحدگی اختیار کی تو ہمارے ٹریپ کئے ہوئے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی تحویل میں رہ کر ہم اس سے محروم ہو جائیں گے۔"

سونیا نے کہا "سلمان، تم نے مارٹن رسل کو معمول بنایا۔ فرہاد نے کینی پال اور مکی میتھو کو ٹریپ کیا۔ جوجو شلپا کے دماغ پر حاوی ہے۔ جے مورگن بھی جوجو کا معمول ہے۔ لیلیٰ نے وارنر بیک کو معمول بنایا تھا لیکن تم لوگوں نے کسی سے کوئی خاص کام نہیں لیا۔"

سلطانہ نے کہا "اس لئے کہ ہم خود خیال خوانی کرتے ہیں ہمیں ان کی ضرورت نہیں پڑتی۔"

سونیا نے کہا "اور نہ کبھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ہم نے صرف اس لئے انہیں اپنے قبضہ میں رکھا ہے کہ دشمن ان سے شیطانی کام لے رہے تھے۔ ہم نے انہیں ٹریپ کر کے دشمنوں کے ہاتھ باندھ دیئے تھے لیکن انہوں نے پتا نہیں اور کتنے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کر لئے ہیں۔"

میں نے کہا "دشمن کی طاقت وہی ہے۔ ہم بار بار ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پکڑتے رہیں گے وہ بار بار نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرتے رہیں گے۔ ابھی جھیل میں بہت سی مچھلیاں ہیں۔ ہم کب تک مچھلیاں پکڑتے رہیں گے؟"

سلمان نے کہا "آپ درست کہتے ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو غلط طور پر استعمال نہ کیا جائے۔"

سونیا نے کہا "اور یہی مقصد مرینا کا ہے۔ اس لڑکی نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو غلط مقصد سے اسرائیل جانے نہیں دیا۔ اس کے لئے اپنے اعلیٰ حکام اور بلیک سیکرٹس وغیرہ کی مخالفت مول لی۔"

لیلیٰ نے کہا "کل تک مرینا تنہا تھی۔ بڑی مضبوط اور خطرناک مخالفتوں کا سامنا کر رہی تھی۔ اسے ہم سے بڑی تقویت حاصل ہو رہی ہے۔ اگر اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے واپس کر دیئے جائیں تو اس کے پاس بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک زبردست فوج ہو گی اور وہ ہماری اس محبت اور دوستی کو کبھی بھلا نہیں پائے گی۔"

میں نے کہا "رہ گئی یہ بات کہ آئندہ کبھی مرینا سے دھوکا ہو سکتا ہے، وہ ہم سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے تو کوئی بات نہیں۔ اگر وہ ہم سے الگ ہو کر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو عمدہ مقاصد کے لئے اور دوسرے ممالک کی بھی بہتری کے لئے استعمال کرتی رہے گی تو ہمیں خوشی ہو گی۔ ہم علیحدگی کے باوجود اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ ہاں اگر اس نے بھی ناانصافی کی راہ اختیار کی اور دوسروں کے حقوق کو تسلیم نہ کیا تو ہم اس کے پاس کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو رہنے نہیں دیں گے۔"

سونیا نے کہا "ہم نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے شیطان اور بڑے بڑے طوفان دیکھے ہیں۔ طوفان گزر گئے۔ شیطان مر گئے۔ اگر

کبھی مرینا طوفان بن کر آئے گی تو کون سی قیامت آجائے گی۔ میرا مشورہ ہے' اب اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس کے حوالے کردیا جائے۔"

سونیا نے مشورہ دیا تھا جبکہ وہ دوسرے معاملات میں حکم دیتی تھی اور سب اس کی تعمیل کرتے تھے۔ اس مشورے کو سب نے تسلیم کرلیا۔

برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس نے مرینا کو ہنگامی اجلاس سے نکلوادیا تھا۔ جنرل اور اعلیٰ حکام نے مرینا سے کہا تھا کہ وہ ایک گھنٹے بعد اجلاس میں آئے۔ اس وقت تک برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس اجلاس سے چلے جائیں گے لیکن مرینا ایک گھنٹے بعد نہیں گئی۔ جنرل اور اعلیٰ حکام نے اس کا انتظار کیا پھر برین ماسٹر سے کہا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے اسے اجلاس میں بلائے لیکن مرینا نے اسے اپنے دماغ میں آنے نہیں دیا۔ وہ جنرل کے پاس آکر بولا "وہ تو مجھے دماغ میں آنے کا موقع ہی نہیں دے رہی ہے' میری انسلٹ کررہی ہے۔"

جنرل نے کہا "برین ماسٹر! یہ نہ بھولو کہ ہم نے بھی اس کی انسلٹ کی ہے۔"

وہ بولا "ہمارے ملکی معاملات کچھ ایسے بھی ہیں جن میں مرینا کو موجود نہیں رہنا چاہئے۔ آج ہم فرہاد کے خلاف اہم منصوبے بنا رہے تھے اور ان منصوبوں سے مرینا کو دور رکھنا ضروری تھا۔"

"کیوں ضروری تھا؟ کیا وہ محب وطن نہیں ہے؟"

"وہ ہم میں سے کسی سے ملاقات نہیں کرتی ہے۔ کبھی آپ کے سامنے بھی نہیں آئی۔ ہم اس کی چھپی ہوئی مصروفیات کو نہیں جانتے ہیں۔ آپ لوگ اس کے ایک ہی کارنامے سے خوش ہو کر اسے محب وطن سمجھنے لگے ہیں۔ ہم جلد ہی ثابت کردیں گے کہ وہ چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو واپس لا کر ہم سب کو بیوقوف بنا رہی ہے۔"

جنرل نے پوچھا "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ سونیا اور علی تیمور کے منہ سے نوالہ چھین کر لانا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ بڑے بڑے تیس مار خان ان کے سائے کو چھو نہیں پاتے۔ ہمارے اتنے بڑے ملک کی فوج اور انٹیلی جنس کے چھٹے ہوئے جاسوس سونیا اور علی کو یہاں ڈھونڈ نہ سکے اور مرینا ان کے گھر جا کر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو لے آئی۔ آپ ذرا دوسرے پہلو سے غور کریں۔ اس نے سونیا سے دوستی کی ہے۔ پارس یا علی تیمور کی مردانگی نے اسے متاثر کیا ہے۔ اب فرہاد کی واپسی بتا رہی ہے کہ ایک زبردست سوچی سمجھی پلاننگ کے مطابق فرہاد اغوا شدہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مرینا کے حوالے کررہا ہے۔ اور اس لڑکی کے ذریعے ہمارے اندر سرنگ بنا رہا ہے۔"

"یہ محض تمہارا اندازہ ہے۔ میں اس پہلو پر غور کروں گا اور تم اپنے دعوے کے مطابق اسے ثابت کرو۔"

برین ماسٹر وہاں سے چلا گیا۔ جنرل نے ریسیور اٹھا کر اس کے نمبر ڈائل کئے جو مرینا کا نمائندہ بن کر اجلاس میں شریک ہوا تھا اور مرینا اس کی زبان سے اجلاس میں بولا کرتی تھی۔ جنرل نے رابطہ قائم ہونے پر کہا "میں جنرل بول رہا ہوں۔ کیا مرینا تمہارے پاس آئی تھی یا آنے والی ہے؟"

"سر! میڈم نے اپنا کوئی پروگرام نہیں بتایا ہے۔"

"وہ جب بھی آئے۔ اس سے کہو مجھ سے براہ راست تمہارے ذریعے گفتگو کرے۔"

اس نے ریسیور رکھ کر اعلیٰ حکام اور دوسرے فوجی افسران سے کہا "یہ مرینا اور بلیک سیکرٹ کی آپس کی دشمنی ہمارے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے گی۔"

ایک حاکم نے کہا "ہم سب اسی تشویش میں مبتلا ہیں۔"

دوسرے حاکم نے کہا "بلیک سیکرٹس اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے مرینا کو کسی طرح بھی ملک کا دشمن ثابت کرسکتے ہیں اور مرینا بلیک سیکرٹس کی پوری ٹیم کو نااہل ثابت کرنے کے لئے اور سونیا سے دوستی کرسکتی ہے۔"

"ہم مطمئن تھے کہ فرہاد مرچکا ہے مگر وہ شیطان کی طرح قیامت تک زندہ رہنے آیا ہے۔ وہ ہمارے ان آپس کے جھگڑوں سے خوب فائدہ اٹھائے گا۔"

کرنل نے کہا "ہم سخت آزمائشی حالات سے گزر رہے ہیں۔ آج ہمیں یہ فیصلہ کرکے اٹھنا ہوگا کہ مرینا اور بلیک سیکرٹس کے جھگڑے کس طرح ختم کئے جاسکتے ہیں۔ اگر جھگڑے ختم نہ ہوں تو مرینا اور تمام بلیک سیکرٹس کی ان قوتوں کو کیسے کم کیا جاسکتا ہے جن کے بل پر انہوں نے ہمیں اپنا محتاج بنا دیا ہے۔"

ایک نے کہا "ان سب کے پاس ٹیلی پیتھی کی قوت ہے۔"

جنرل نے کہا "ہمارے پاس یوگا کی قوت ہے۔ کوئی ہم پر ٹیلی پیتھی کی طاقت استعمال نہیں کرسکے گا۔ دراصل ہم سے ایک غلطی ہوئی کہ ہم نے ٹیلی پیتھی کا شعبہ بلیک سیکرٹس کے حوالے کیا۔ آپ لوگ نہیں جانتے کہ انہوں نے ٹرانسفارمر مشین سے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے ہیں لیکن میں نے ان کا حساب رکھا ہے۔ میں فوج کا ذمے دار افسر اور اپنے ملک کا وفادار ہوں۔ میں کسی کو اتنی آزادی نہیں دے سکتا کہ وہ ہمارے ملک کا فرعون بن جائے۔"

ایک حاکم نے کہا "اس کا مطلب ہے' آپ برے حالات سے نکلنے کی پلاننگ کرچکے ہیں۔"

"صرف پلاننگ نہیں کی ہے۔ اس پر عمل بھی کرچکا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر میں ملٹری آپریشن کے متعلق اطلاع ملنے والی ہے۔ جہاں ٹرانسفارمر مشین ہے' وہاں فوج کا قبضہ ہو رہا ہے۔"

اجلاس میں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ دوسری طرف برین ماسٹر اس اجلاس سے نکل کر کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں ایک بلیک سیکرٹ نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "برین ماسٹر! فوج نے ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ کرلیا ہے۔ وہاں سے ہمارے خاص پہرے داروں کو ہٹا دیا گیا ہے۔"

برین ماسٹر نے ڈرائیور سے کہا "گاڑی روکو اور واپس چلو' مجھے وہیں پہنچا دو' جہاں سے لائے ہو۔"

پھر اس نے سوچ کے ذریعے بلیک سیکرٹس سے کہا "معلوم ہوتا ہے یہ جنرل مرینا کی حمایت میں ایسا کر رہا ہے۔ اس نے مشین چھین کر ہماری قوت چھین لی ہے۔"

"جنرل کو یہ حرکت مہنگی پڑے گی۔ پہلے اس سے باتیں کرو۔ پھر ہم اپنے طور پر قدم اٹھائیں گے۔ میں تینوں بلیک سیکرٹس کو بلا رہا ہوں۔"

برین ماسٹر نے بڑے ہال میں قدم رکھتے ہوئے جنرل سے کہا۔ "کیا ٹیلی پیتھی کا شعبہ ہم سے چھین لیا گیا ہے؟"

"ہاں ایسا مجبوراً کیا گیا ہے۔ تمہارے اور مرینا کے جھگڑوں سے ملک کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور نہ جانے فرہاد کس طرح فائدہ اٹھا رہا ہے۔"

"کیا مشین چھین لینے سے مرینا جھگڑا ختم کردے گی؟"

"مرینا کی آدھی شکایات ختم ہوجائیں گی۔ اسے اطمینان ہوگا کہ تم لوگ اس کے خلاف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج پیدا نہیں کرو گے۔"

"جنرل! ہماری بھی شکایات دور کرو۔ جورا جوری' جوڈی نارمن اور پال ہوپ کن ہمارے ملک کی امانت ہیں۔ وہ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آپ کے حوالے کرے۔"

جنرل نے فوراً جواب نہیں دیا۔ وہ ایک فون اٹینڈ کر رہا تھا۔ پھر اس نے کہا "مرینا کے پاس تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ چوتھی وہ خود ہے۔ تمہارے پاس دس ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔"

"یہ غلط ہے۔ آپ کو کسی نے غلط رپورٹ دی ہے۔"

"چلو یہی سہی۔ تم اور چار بلیک سیکرٹس ٹیلی پیتھی جانتے ہو' تمہاری تعداد پانچ ہے۔ مرینا سے ایک زیادہ ہے۔"

اسی وقت بلیک سیکرٹ نمبر تھری نے برین ماسٹر کے دماغ میں آکر کہا "ہمارے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت تھے' وہ اپنی اپنی رہائش گاہوں میں مردہ پڑے ہیں۔ انہیں گولی ماردی گئی ہے۔"

برین ماسٹر نے غصے سے کہا "جنرل! یہ کیا ہو رہا ہے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو گولیاں ماردی گئی ہیں۔"

"کتنے مارے گئے ہیں؟"

"سات۔ ہمارے پاس سات تھے۔ وہ ایک ہی دن' ایک ہی وقت میں مارے گئے اور اسی وقت ٹرانسفارمر مشین چھین لی گئی۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ مرینا کی حمایت میں ہمیں کمزور بنا رہے ہیں۔"

جنرل نے کہا "ابھی تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔ پہلے یہ حساب کر دو ابھی تم نے اپنی زبان سے اعتراف کیا ہے کہ تمہارے سات ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی مارے گئے ہیں۔ اس سے پہلے مرینا نے تین خیال خوانی کرنے والوں کو تم سے چھین لیا۔ اس طرح ان کی کل تعداد دس ہوگئی۔ اور ابھی تم اس رپورٹ کو غلط کہہ رہے تھے کہ تمہارے پاس ایسے دس ماتحت تھے۔"

بلیک سیکرٹ نمبر ون نے برین ماسٹر کی زبان سے کہا "آپ نے مشین چھین کر اور ہمارے آدمیوں کو گولیاں مار کر ثابت کردیا ہے کہ آپ مرینا کی حمایت میں ہم سے دشمنی کر رہے ہیں۔ اگر ہم بھی آپ کی نظروں میں ہوتے تو ہمیں بھی گولی ماردی جاتی۔"

جنرل نے پوچھا "برین ماسٹر کے متعلق کیا خیال ہے۔ یہ میرے سامنے ہے' کیا اسے گولی مارنے کا حکم دے دوں؟"

برین ماسٹر گھبرا کر سیدھا بیٹھ گیا۔ کرنل نے کہا "تم لوگ ٹیلی پیتھی کے نشے میں بھول گئے کہ ملک کو کس طرح نقصان پہنچا رہے ہو۔ مرینا سے ہمارا رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ ہم اس کا بھی محاسبہ کرنے والے ہیں۔"

بلیک سیکرٹ نمبر ٹو نے کہا "مرینا کا کیا محاسبہ کرو گے نہ وہ کبھی تمہارے ہاتھ آئے گی اور نہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تمہارے ہاتھ لگنے دے گی۔ اس کی ایسی کی تیسی ہم کریں گے۔"

جنرل نے کہا "میں نے آج تمہاری اور مرینا کی ٹیلی پیتھی کا توازن تقریباً برابر کیا ہے۔ دونوں پارٹیوں کا فرض ہے کہ وہ خود کو ملک دشمنوں کے خلاف جنگ میں مصروف رکھیں۔ ہمارا فیصلہ ہے کہ تم دونوں کو کسی بھی ملکی معاملات میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ تم لوگوں سے ایسے کام لئے جائیں گے جنہیں انجام دینے کے لئے تم سب کو ملک سے باہر رہنا پڑے گا۔"

بلیک سیکرٹ نمبر تھری نے کہا "سوری جنرل! ہم چاروں بلیک سیکرٹس برین ماسٹر کے ساتھ ایک ماہ کی چھٹی پر آرام کریں گے۔ تم ایک ماہ تک مرینا سے اپنے احکامات کی تعمیل کراتے رہو۔"

برین ماسٹر وہاں سے اٹھ کر جانا چاہتا تھا۔ جنرل نے ایک افسر سے کہا "اسے گرفتار کرلو۔"

چار مسلح فوجیوں نے برین ماسٹر کے آگے پیچھے آکر اسے گھیر لیا۔ بلیک سیکرٹ نمبر فور نے کہا "جنرل! اسے چھوڑ دو۔ ورنہ تمہیں دنیا چھوڑ کر جانا ہوگا۔"

جنرل نے حقارت سے کہا "کیا تم امریکی فوج کے جنرل کو احمق سمجھتے ہو۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ جب تم چاروں ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے والے تھے اس وقت تمہارے نام اور پتے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے نوٹ نہیں کئے تھے اور تم سب کی تصویریں ہمارے ریکارڈ میں نہیں ہیں۔ اگر یہ خوش فہمی ہے تو اپنی اپنی رہائش گاہ کے باہر جھانک کر دیکھو۔ تم سب فوج کے محاصرے میں

ہو۔"

جنرل تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر اعلیٰ حکام سے بولا "وہ چاروں اپنے برین ماسٹر کے ساتھ ایک ماہ کی چھٹی پر جا رہے تھے۔ میں ان پانچوں کو ٹرانسفار مرمشین سے گزار کر پہلے کی طرح عام انسان بنادوں گا۔ یوں ہمیشہ کے لئے ان کی ٹیلی پیتھی کی چھٹی ہوجائے گی۔"

فوجی جوان برین ماسٹر کو گرفتار کر کے لے گئے۔ ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "آپ نے ایک طرف سے ٹیلی پیتھی کی اجارہ داری ختم کردی۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ختم کررہے ہیں لیکن مرینا کو اپنے قابو میں لانا دشوار ہوگا۔"

جنرل نے کہا "میں کوشش کروں گا کہ مرینا خود ہمارے سامنے حاضر ہوجائے اور ہمارے طریقۂ کار کے مطابق کام کرے۔ اگر اس نے انکار کیا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آئندہ ٹرانسفار مرمشین کے ذریعے میں صرف ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا کروں گا۔ صرف ایک۔"

"ایک سے کیا ہوگا؟"

"فرہاد علی تیمور ایک ہی ہے اور وہ ایک آج تک ناقابلِ شکست ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج پیدا کرنے سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ الجھنیں بڑھ جاتی ہیں۔"

"آپ اس ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے متعلق بتائیں جو پیدا ہونے والا ہے۔"

جنرل نے پورے ہال پر ایک نظر دوڑائی، پھر کہا "یہاں سب اپنے ہیں اور سب ہی حساس دماغ رکھنے والے ہیں۔ کوئی دشمن کسی کے دماغ میں آکر ابھی میری باتیں نہیں سنے گا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ٹرانسفار مرمشین کے ذریعہ کسی بھی احمق کو بے حد ذہین اور تیز طرار بنایا جاسکتا ہے۔"

سب نے ہاں کے انداز میں سرہلایا۔ جنرل نے کہا "میں اس بار اس مشین سے ایک نیا فرہاد علی تیمور پیدا کروں گا۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے وہ فرہاد کا ہم شکل بنے گا۔ ہم نے چند ایسے ذہین، مکار اور چالباز لوگوں کا انتخاب کیا ہے جن کی یہ تمام صلاحیتیں اس نئے فرہاد میں منتقل کی جائیں گی۔"

ایک نے پوچھا "کیا ضروری ہے کہ اسے فرہاد کا ہم شکل بنایا جائے؟"

دوسرے حاکم نے کہا "میں سمجھ گیا۔ فرہاد کی پوری فیملی کو نئے فرہاد کے ذریعے دھوکا دیا جائے گا اور اگر منصوبہ کامیاب رہا تو اصل فرہاد جہنم میں پہنچے گا اور ہمارا فرہاد اس کی فیملی کا سربراہ بن جائے گا۔"

جنرل نے کہا "سونیا، پارس اور علی تیمور اتنے نادان نہیں ہیں کہ نئے فرہاد کے فریب میں آجائیں۔ میری پلاننگ کچھ اور ہے۔ اچانک فرہاد کے منظرِ عام پر آنے سے ماسک مین اور ... تنظیم والے کچھ دہشت زدہ بھی ہیں اور پریشان بھی۔ ہمارا ... ممالک میں واردات کرے گا اور بدنام اصل فرہاد ہوتا رہے گا۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "ایک بات مجھے شروع سے ... رہی ہے۔ آج برین ماسٹر نے بھی وہی بات کہہ دی۔ ... کامیابیاں مشکوک ہیں۔ وہ لڑکی تنہا پہاڑ کاٹ کر اس کے ... کرسکتی ہے لیکن فرہاد اور سونیا کے فولادی گھر سے اپنے ٹیلی ... جاننے والوں کو چھین کر نہیں لاسکتی۔ وہ لڑکی یا تو فرہاد کی ... شامل ہوگئی ہے یا اس نے فرہاد سے کوئی سمجھوتا کیا ہے ... سمجھوتے کے مطابق وہ جورا جوری، جوڈی نارمن، پال ہوپکن ... ٹیو سنتانا کو واپس لائی ہے۔"

ایک نے کہا "اگر اس نے کوئی سمجھوتا کیا ہے تو اسے ... پال، کی ہیتھو، جے مورگن، شلپا اور وارنر کو بھی لانا چاہئے۔"

دوسرے نے کہا "ہوسکتا ہے کسی دن یہ پانچوں بھی ... آجائیں۔"

جنرل نے کہا "ان کی واپسی سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ... ہے۔ ہمیں آج تک یہ معلوم نہ ہوسکا کہ مرینا ان ٹیلی پیتھی جا... والوں کو کیسے استعمال کررہی ہے۔ دراصل وہ بھی بلیک سیکر... طرح مغرور اور خود سر ہوگئی ہے۔ اس کے ہوش ٹھکانے لگا... لئے ہی میں فرہاد کا ایک ہم شکل پیدا کررہا ہوں۔ اس سلسلے میں آپ حضرات کوئی سوال نہ کریں۔ میں کیسا کھیل کھیلنے والا ہوں آپ کو بہت جلد معلوم ہوجائے گا۔"

ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک فوجی افسر نے ریسیور اٹھا کر کہا دوسری طرف کی باتیں سنیں۔ پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر جنرل سے کہا "سر! مرینا کا نمائندہ کہہ رہا ہے کہ وہ ہمارے ا... میں آنا چاہتی ہے۔"

جنرل نے کہا "تم اسے اپنے دماغ میں بلاؤ۔"

ایک منٹ کے اندر ہی مرینا خیال خوانی کے ذریعے ... ہوگئی۔ افسر کی زبان سے بولی "آپ حضرات نے مجھے ایک ... آنے کو کہا تھا لیکن میں احتجاجاً نہیں آئی۔ میں آپ بزرگوں ... ہوں۔ ایسا لاڈ میں بھی کرسکتی ہوں اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انا کو بھی ٹھیس پہنچی تھی۔"

جنرل نے کہا "ہم تمہاری انا کو بھی سمجھتے ہیں اور تمہاری ... کو بھی۔"

"لیکن آپ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کی دھا... کو نہیں سمجھ رہے ہیں۔"

"میں نادان بچہ نہیں ہوں۔ تمہارے یا کسی اور کے ... سے کسی کو گمراہ یا مجرم نہیں سمجھتا۔ میں نے اپنے طور پر برین ... اور چاروں بلیک سیکرٹس کو مختلف پہلوؤں سے آزمایا تھا۔ جب ... ضدی، خودسر اور نااہل ثابت ہوئے تو میں نے ان کے تمام اختیارات چھین لئے۔ ٹرانسفار مرمشین فوج کی کسٹڈی میں ہے اور وہ پانچوں بھی فوجی ہیڈ کوارٹر کی کال کوٹھریوں میں قید کردیئے گئے ہیں۔"

مرینا نے خوش ہو کے کہا "یہ میں کیا سن رہی ہوں؟ میرے ملک کو شیطانوں سے نجات مل گئی ہے؟ میں بہت خوش ہوں۔ جنرل! بے شک آپ ذہین اور معاملہ فہم ہیں۔ آپ صحیح وقت پر صحیح قدم اٹھاتے ہیں۔ آپ نے مجھے بہت بڑی الجھن سے نجات دلائی ہے۔"

"تمہاری الجھن کیا تھی؟"

"یہ کہ اگر میں آپ لوگوں کی نظروں میں زیادہ اہمیت حاصل کرلیتی، میرے زیادہ حمایتی ہوتے تو برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس دشمنوں کی جھولی میں چلے جاتے۔ وہ درپردہ یہودی تنظیم کا ساتھ دیتے یا بہت زیادہ اہمیت حاصل کرنے کے لئے فرہاد علی تیمور کی ٹیم میں شامل ہوجاتے۔"

جنرل نے کہا "تمہاری یہ الجھن دور ہوچکی ہے۔ اب اپنے خیال خوانی کرنے والوں کا حساب دو۔ برین ماسٹر کی ذلالت سے ٹیو سنتانا مرچکا ہے۔ تمہارے پاس اب تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "میں خوش خبری سناتی ہوں۔ وارنر ہیگ، جے مورگن، کینی پال، کی ہیتھو، شلپا اور مارٹن رسل مجھے واپس مل رہے ہیں۔"

"تعجب ہے۔ اتنی شاندار کامیابیاں کیسے حاصل کررہی ہو؟"

"اپنی حکمتِ عملی سے۔ میں نے پارس سے دوستی کی۔ پھر سونیا اور فرہاد میرے دوست بن گئے۔ ہمارے درمیان ایک سمجھوتا ہوا ہے۔"

"کیا سمجھوتا؟"

"یہ کہ میں اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے ملک اور قوم کی بھلائی کے لئے استعمال کروں گی اور ان سے دوسرے ملکوں اور قوموں کو نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔"

جنرل نے کہا "مرینا! تم سیاست کے میدان کی کھلاڑی نہیں ہو۔ یہ بات موٹی سی عقل میں بھی آسکتی ہے کہ ہم مشرقِ وسطیٰ میں مسلم ممالک کو دہشت زدہ کرنے اور اپنے دباؤ میں رکھنے کے لئے اسرائیل کو طاقتور نہ بناتے رہتے تو یہ اسلامی ممالک تیل کی دولت سے اور آپس کے اتحاد سے دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن جاتے۔ اب فرہاد کی چالبازی دیکھو، وہ تم سے کہے گا کہ اسرائیل کی پشت پناہی نہ کی جائے۔"

مرینا نے پوچھا "اس میں غلط کیا ہے۔ آپ اسرائیل کو اتنا سر پر کیوں چڑھاتے ہیں؟ پھر اسرائیل کے تمام گولڈن برینز کو ختم کرنے والی دشمنی بھی کی تھی۔ یہ کیا پالیسی ہے کہ مسلمانوں سے بھی دوستی اور درپردہ دشمنی، اسرائیل سے بھی دوستی اور درپردہ دشمنی ہے؟"

"اسے سیاست کہتے ہیں۔ سونیا اور فرہاد تمام گولڈن برینز کا خاتمہ نہ کرتے تو ہم کر دیتے کیوں کہ گولڈن برینز کی پالیسیاں اسرائیل کو ہمارے مقابلے میں سپر پاور بنا رہی تھیں۔ ہم اسرائیل کو سگی اولاد کی طرح سب کچھ دے سکتے ہیں لیکن اسے سپر طاقت بن کر اپنے مقابلہ پر نہیں آنے دیں گے۔"

"آپ دوسرے ممالک کو ترقی کرنے کیوں نہیں دیتے؟"

"ترقی کرنے دیتے ہیں۔ پختہ سڑکیں، آسمان سے باتیں کرنے والی عمارتیں بنانے، اپنے ملکوں میں کاریں، ٹی وی، وی سی آر، کمپیوٹرز اور جدید ٹیکنالوجی کا تمام سامان خریدنے اور بنانے کا موقع دیتے ہیں۔ ہمارے زیرِ سایہ رہ کر اسلامی ممالک نے بڑی ترقی کی ہے۔ پہلے ان ممالک میں صرف تلاوت کی آواز سنائی دیتی تھی۔ آج پاپ موسیقی ہر گھر ہر گلی میں سنائی دیتی ہے۔"

"یہ تو ترقی نہ ہوئی۔ یہ دوسری قوموں کو عیش و عشرت میں ڈبونے کی سازش ہے۔ فرہاد ایسی ہی باتوں کے خلاف ہے۔"

"تم فرہاد کی زبان سے نہ بولو۔ امریکی قوم کی امریکی بیٹی بن کر سوچو اور سمجھو۔ تمہیں صرف اپنے ملک اور اپنی قوم کو دوسروں سے برتر رکھنا ہے اور اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے تمام ممالک کو کم تر بنا کر رکھنا ضروری ہے۔"

"میں اپنے ملک کی بھلائی کرتے ہوئے اور برتری قائم رکھتے ہوئے دوسروں ملکوں سے بھی انصاف کرسکتی ہوں۔"

"میں پھر سمجھاتا ہوں، یہ ممکن نہیں ہے۔ برتری کا مطلب ہے، دوسرے سے افضل اور بلند ہونا اور افضل اسی وقت ہوسکتے ہیں جب دوسرا کم تر اور کم زور ہو۔ حکومتیں اسی اصول پر قائم رہتی ہیں کہ حکمران شہ زور رہے اور باقی کمزور اور مجبور رہا کریں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "مرینا! ہم تمہارے بزرگ ہیں۔ سیاست کے پرانے کھلاڑی ہیں۔ تم سیاسی پیچیدگیوں میں نہ الجھو۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جس طرح استعمال کرنا چاہیں، استعمال کرنے دو۔"

وہ بولی "میرے بزرگ! آپ لوگ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسرائیل بھیجنا چاہتے تھے۔ ان دنوں میرا فرہاد سے کوئی سمجھوتا نہیں ہوا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اسرائیل میں میرے آدمی فرہاد کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ میں ان کی حرام موت نہیں چاہتی تھی۔ پھر اسرائیل کو سر پر چڑھانے والی بات تھی۔ اس لئے میں نے اپنے آدمیوں کو وہاں بھیجنے سے انکار کردیا تھا۔ میں آئندہ بھی جائز اور ناجائز باتوں کو سمجھنے کے بعد اپنے خیال خوانی کرنے

والوں کو استعمال کرنے کا فیصلہ کروں گی۔"

جنرل نے کہا "بات سمجھ میں آگئی۔ تم اپنا ایک الگ راستہ اختیار کررہی ہو۔"

وہ بولی "راستہ الگ ضرور ہے لیکن یہ مجھے میرے ملک کے مفادات کی طرف لے جاتا ہے۔"

"میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ ہر محب وطن کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے طور پر ملک و قوم کی خدمت کرے۔ ٹھیک ہے تم اپنے معاملات میں آزاد ہو لیکن وقتاً فوقتاً اپنے کام کی رپورٹ دیتی رہو۔ ہمیں تمہاری ضرورت ہوگی تو تمہارے نمائندے کے ذریعے کال کریں گے۔ ویسے تمہارا فرض ہے کہ تم چوبیس گھنٹوں میں دوبار ہم سے رابطہ رکھو۔ ہم میں سے کسی کے بھی دماغ میں کوڈ ورڈز ادا کرکے آسکتی ہو۔"

"میں آپ کی مرضی کے مطابق رابطہ رکھوں گی۔ اجازت دیجئے رات کو کسی وقت رابطہ ہوگا۔ اوکے گڈ بائی۔"

فوجی افسر نے سانس روک لی۔ پھر سانس لیتے ہوئے بولا "وہ جا چکی ہے۔"

ایک حاکم نے جنرل سے کہا "آپ نے برین ماسٹر اور چار بلیک سیکرٹس جیسے بے لگام گھوڑوں کو قابو میں کرلیا۔ اس لڑکی ... مجھے ... نظر آرہا ہے۔"

جنرل نے کہا "یہ بے شک و شبہ اپنے ملک کی وفادار ہے۔ پہلے اسے فرہاد کے طلسم سے نکالنا ہوگا۔ پھر یہ خود بخود قابو میں آجائے گی۔ ... میرا خیال ہے۔ آج کی یہ میٹنگ برخاست کی جائے۔"

وہ سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھنے لگے۔ اچانک فوجی افسر نے سانس روک کر کہا "شاید مریا پھر میرے دماغ میں آنا چاہتی ہے۔"

جنرل نے کہا "آنے دو۔"

چند لمحوں کے بعد افسر کی زبان سے ایک بلیک سیکرٹ نے کہا۔ "میں آپ لوگوں کا وقت برباد نہیں کروں گا۔ صرف ایک التجا کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے ہمیں کال کوٹھری میں پہنچادیا ہے۔ ہمارے تمام اختیارات چھین لئے گئے ہیں۔ ہم نہایت عاجزی اور انکساری سے درخواست کرتے ہیں کہ ٹیلی پیتھی کا علم ہمارے دماغ سے نہ مٹائیں۔ ہمیں قیدی رہنے دیں لیکن ہمارے علم کو ملک اور قوم کے لئے استعمال کریں۔"

دوسرے بلیک سیکرٹ نے کہا "ہم قید میں مجبور اور بے بس رہیں گے۔ آپ لوگوں کے لئے کبھی چیلنج بننا چاہیں تب بھی نہیں بن سکیں گے۔ یہاں شرافت سے بیٹھ کر آپ کے کام آتے رہیں گے۔"

برین ماسٹر نے کہا "سیدھی سی بات ہے۔ ٹیلی پیتھی کا علم ہماری دماغ سے مٹ جائے گا۔ تو ہم عام انسان بن کر زندہ نہیں رہیں گے۔ ہمیں عمر قید کی سزا دو مگر ہمیں اس علم سے محروم نہ کرو۔ زنجیریں پہنا کر ہماری خیال خوانی سے فائدہ اٹھاتے رہو۔"

جنرل نے کہا "بڑی معقول باتیں کررہے ہو۔ تم پانچوں کو سلاخوں میں قید کرکے تم سے کام لیا جاسکتا ہے۔ آپ حضرات اس سلسلے میں کیا مشورہ دیں گے؟"

اعلیٰ حکام اور دوسرے فوجی افسران نے تائید کرتے ہوئے کہا "ان پانچوں کا غرور ٹوٹ چکا ہے۔ اب یہ قید میں رہ کر ہمارے اشاروں پر چلیں گے تو شاید کوئی کارنامہ انجام دے سکیں۔"

جنرل نے انہیں یقین دلایا کہ ٹیلی پیتھی کے علم سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ وہ جنرل کی مرضی کے مطابق خیال خوانی کریں گے لیکن کال کوٹھری میں رہا کریں گے۔

O☆☆O

علی تیمور بڑی محبت سے اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔ رسونتی سانس روکے یوگا کے ایک آسن سے دوسرے آسن میں جارہی تھی۔ علی نے کہا "ماما! محترم تبریزی صاحب فرمارہے تھے کہ آپ کی توانائی میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے۔ آپ اتنے طویل عرصے تک گوشہ نشین رہ کر دن رات محنت کرتی رہی ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولی "ہاں بیٹے! جناب علی اسد اللہ تبریزی صاحب مجھ پر خاص توجہ دیتے رہے۔ میرا روحانی طور پر بھی علاج کرتے رہے۔ میں روز صبح دو میل کی دوڑ لگاتی ہوں' ورزش کرتی ہوں۔ جسمانی اور دماغی کوئی کمزوری مجھ میں نہیں ہے۔"

"ماما! سچ تو یہ ہے کہ آپ بھی سونیا مما کی طرح سولہ سترہ برس کی دکھائی دے رہی ہیں۔ بابا فرید واسطی مرحوم نے مما سے بھی ایسی ہی محنت کرائی تھی جیسی آپ کررہی ہیں۔"

"بیٹے! انسان کے ساتھ اصل کھیل سانسوں کا ہے۔ یوگا میں جتنی مہارت حاصل ہوگی' انسان اتنا ہی جوان اور تروتازہ نظر آئے گا۔ میں آئینہ دیکھتی ہوں تو حیران رہ جاتی ہوں۔ سوچتی ہوں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جوان صحت مند اور کھلے ہوئے پھول کی طرح شگفتہ رہنے کے لئے طرح طرح کے علوم دیئے مگر ہم ان علوم پر عمل نہیں کرتے اور وقت سے پہلے بوڑھے ہوجاتے ہیں۔"

"لیکن آپ تو اماں جان بالکل نہیں لگتی ہیں۔ اب میں آپ کو کیا کہوں گا؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی "میں پھر سے پیدا ہو کر ننھی منی بچی بن جاؤں تب بھی تمہاری ماں رہوں گی۔ میرے خون کا گروپ او نیگیٹو ہے۔ میں بوڑھی رہوں' یا بچی رہوں' خون کا گروپ تو وہی رہے گا جس میں تم نو ماہ تک پرورش پاتے رہے۔"

"واہ ماما! کیا لاجواب کردینے والی بات کہہ دی ہے۔ دل خوش کردیا ہے۔"

اسی وقت سلمان نے علی کے دماغ میں آکر کوڈ ورڈز ادا کئے پھر کہا "بیٹے! میں شلپا کی نگرانی کے لئے گیا تھا۔ وہاں میں نے ایک نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو دیکھا۔ وہ شلپا کو امریکا لے جانا چاہتا ہے۔ اس سے پہلے تم چارٹرڈ ہیلی کاپٹر میں آجاؤ۔ میں اسے خیال خوانی کے ذریعے پھانسنے کی کوشش کروں گا' اگر ناکامی ہوئی تو تم اسے زخمی کرو گے تاکہ مجھے اس کے دماغ میں جگہ مل سکے۔"

"شلپا تو لندن میں ہے اور پارس بھی اسی شہر میں ہے۔ میں آپ کے حکم پر آ تو جاؤں گا لیکن آپ پارس سے کام کیوں نہیں لے رہے ہیں؟"

"وہ مریا کے ساتھ امریکا کے لئے روانہ ہوچکا ہے۔ فرانسیسی پولیس کے ہیلی پورٹ پر پہنچو۔ وہاں تمہارے لئے ایک ہیلی کاپٹر تیار ہے۔"

علی نے رسونتی سے کہا "ماما! میں ایک ضروری کام سے جارہا ہوں شاید کل شام تک واپسی ہوگی۔"

ماں نے اسے گلے لگا کر پیار کیا۔ اس نے کہا "ثانی آئے تو اسے بتادیں میں اچانک ہی ایک بہت ضروری کام سے گیا ہوں۔"

"تم نہ بھی کہتے تو میں ثانی سے یہی کہتی مگر یہ یاد رکھنا وہ اداس ہوجائے گی۔"

"میں کیا کروں؟ وہ لیبارٹری میں مصروف ہے اور ادارے کے اصولوں کے مطابق میں اس سے مصروفیات کے دوران نہیں مل سکتا۔ اوکے ماما! خدا حافظ۔"

وہ ماں سے رخصت ہوکر ادارے کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا۔ اس سواری کے ذریعے پیرس کے ایک پولیس ہیلی پورٹ پر پہنچا۔ پھر چارٹرڈ ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر لندن کے لئے روانہ ہوگیا۔ وہاں سے لندن کا ایک فلائنگ کلب ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ سلمان نے خیال خوانی کے ذریعے وہاں ایک کار کا انتظام کردیا تھا۔ جب علی ڈیڑھ گھنٹے کے بعد کار میں بیٹھ کر شلپا کے بنگلے کی طرف روانہ ہوا تو سلمان نے کہا "اب میں نئے خیال خوانی کرنے والے کو ٹریپ کرنے جارہا ہوں۔ تم بنگلے کے قریب پہنچ کر میرے سگنل کا انتظار کرو۔"

شام کا وقت تھا۔ شلپا اپنے اور ایوان راسکا کے لئے کافی تیار کررہی تھی۔ سلمان جوجو کا لہجہ اختیار کرکے شلپا کے دماغ میں آیا۔ پھر شلپا ہی کی سوچ میں سوال کیا "میرے پاس اعصابی کمزوری کی کوئی دوا ہے؟"

وہ سوچنے لگی "میں نے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا دماغ کمزور بنانے کے لئے یہ دوا رکھی ہے لیکن میرا یہ اجنبی دوست میری بہتری کا سامان کررہا ہے' مجھے جوجو کے تنویمی عمل سے نجات دلانے والا ہے۔ میں اسے وہ دوا نہیں کھلاؤں گی۔"

سلمان نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق کافی میں دوا ملا کر دوسرے کمرے میں آئی۔ کافی کی ٹرے سے ایک پیالی اٹھا کر ایوان راسکا کو دیتے ہوئے بولی "ذرا پی کر دیکھو' کتنی ٹھیک ہے۔"

وہ ٹرے کو میز پر رکھ کر اپنی پیالی لے کر اس کے پاس بیٹھ گئی۔ ایوان راسکا نے ایک گھونٹ پینا چاہا۔ پتا نہیں کیسے ٹھسکا لگ گیا۔ بے اختیار کھانسی آئی اور وہ پہلا گھونٹ منہ سے باہر آگیا۔ وہ کھانستے کھانستے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ ٹشو پیپر سے منہ پونچھتے ہوئے بولا۔ "سوری' پتا نہیں کیا ہوگیا ہے۔ میں کافی نہیں پیوں گا۔"

سلمان نے دیکھا کہ کام نہیں بن رہا ہے تو وہ شلپا کو چھوڑ کر فوراً علی کے پاس آیا۔ وہ بنگلے کے قریب پہنچ کر انتظار کررہا تھا۔ اس نے کہا "بیٹے! فوراً اندر جاؤ۔"

یہ کہتے ہی شلپا کے پاس آیا مگر چند سیکنڈ میں ہی معاملہ بگڑ چکا تھا۔ شلپا اس کی گرفت سے دماغی طور پر آزاد ہوتے ہی راسکا سے بولی "تمہارے لئے خطرہ ہے۔ میں کافی میں دوا نہیں ملانا چاہتی تھی مگر جوجو نے میرے دماغ پر قبضہ جمالیا تھا۔ اچھا ہوا تم نے یہ کافی نہیں پی۔"

یہ سنتے ہی وہ جوتے پہننے لگا۔ اس سے بولا "مجھے یہاں سے جانا چاہئے۔ میں دور ہی دور سے تمہاری نگرانی کروں گا۔ تمہاری روانگی کے وقت ائرپورٹ پر موجود رہوں گا۔ تم خود کو تنہا نہ سمجھنا۔"

وہ پھرتی سے جوتے پہن کر اٹھا۔ تیزی سے چلتا ہوا دروازے پر آیا۔ اسی لمحے میں علی کا گھونسا اس کے منہ پر پڑا۔ وہ پیچھے کی طرف لڑکھڑا گیا۔ ایک کرسی پر گرتے ہوئے فرش پر پہنچ گیا۔ وہ اچھا خاصا صحت مند تھا۔ بہترین فائٹر بھی تھا مگر ایسا فولادی ہاتھ پہلی بار کھایا تھا۔ آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے تھے۔ پھر بھی وہ سنبھل کر مقابلے کے لئے کھڑا ہوگیا۔

علی نے کہا "بڑے بے شرم ہو۔ ایک ہاتھ کھانے کے بعد بھی اپنے انجام سے انکار کررہے ہو۔"

"تم کون ہو؟"

"میرے کوئی بھی ہونے سے کیا فرق پڑے گا۔ پھر بھی ... تم شلپا کو ٹریپ کرنے آئے تھے۔ میں تمہیں ٹریپ کرنے آیا ہوں۔ سیدھی طرح دماغ میں آنے دو۔ ورنہ اتنے خوبصورت کسرتی جسم کی توڑ پھوڑ ہوگی تو کیا اچھا لگے گا۔"

اس نے اچانک علی پر چھلانگ لگائی۔ علی نے اسے دونوں ہاتھوں پر روک کر پوچھا "اس طرح کیوں اچھل رہے ہو؟"

اس نے دھکا دیا۔ راسکا پیچھے دیوار سے آکر ٹکرا گیا۔ پھر پلٹ کر بنگلے کے اندرونی حصے کی طرف بھاگنے لگا۔ پچھلے دروازے سے نکل کر باؤنڈری وال پھلانگ کر گلی میں دوڑنے لگا۔ وہ بری طرح پریشان ہوگیا تھا۔ کیوں کہ علی بھی اس کے ساتھ دوڑتا جارہا تھا اور کہتا جارہا تھا "ہم دو بھائی ہیں۔ بچپن سے دوڑتے آرہے ہیں۔ اولمپکس کی دوڑ میں اوّل آنے والا بھی ہم سے آگے نہیں نکل سکتا۔ تم بھاگنے کی حسرت پوری کرلو۔ تھک جاؤ تو بتا دینا۔"

وہ رک گیا۔ ہانپتے ہوئے بولا "فار گاڈ سیک' میرا پیچھا چھوڑ

دو۔"

علی نے سلمان سے کہا "انکل! یہ ہانپ رہا ہے سانس نہیں روک سکے گا۔"

سلمان علی کے دماغ سے نکل کر اس کے اندر پہنچا۔ اس نے محسوس کرتے ہوئے سانس روکنے کی ناکام کوشش کی پھر گھبرا کر بولا۔ "چلے جاؤ' میرے دماغ سے چلے جاؤ۔"

سلمان نے ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر زمین پر گر پڑا۔ گلی سے گزرنے والے دو آدمی رک گئے۔ علی نے کہا "یہ میرا دوست ہے۔ اسے اکثر ایسا دورہ پڑتا ہے۔"

ان نے راسکا کو سہارا دے کر اٹھایا پھر اسے شلپا کے بنگلے کی طرف لے جانے لگا۔ سلمان نے راسکا کی زبان سے کہا "اب میں اسے دوڑاتا ہوا لے جاؤں گا۔ ابھی اس کا دماغ پوری طرح کمزور نہیں ہوا ہے۔"

راسکا دوڑنے لگا۔ علی اطمینان سے پیچھے چلتا آرہا تھا۔ بنگلے کے اندر پہنچ کر سلمان نے پھر اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مار کر تڑپنے لگا۔ شلپا اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "جوجو! میں سمجھ گئی ہوں۔ تم اس کے ساتھ مجھے جانے نہیں دو گی۔ ٹھیک ہے' میں نہیں جاؤں گی۔ تم اسے چھوڑ دو۔"

سلمان نے راسکا کی زبان سے پوچھا "کیا تم اسے بہت چاہتی ہو؟"

"ہاں' میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔"

"تو پھر اس پر بھی تنویمی عمل ہونے دو۔ اس کے بعد ہم اسے تمہارے لئے آزاد چھوڑ دیں گے جیسے تمہیں آزاد چھوڑا ہوا ہے۔"

علی نے بنگلے میں آکر کہا "انکل! مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ اتنی جلدی قابو میں آجائے گا۔ بہرحال میرا کام ہو چکا ہے' کیا میں واپس جا سکتا ہوں؟"

سلمان نے کہا "تم فلا[illegible] کلب [illegible]۔ ہیلی کاپٹر ابھی واپس نہیں گیا ہے۔ میں پائلٹ کو تمہارا انتظار کرنے کو کہتا ہوں۔"

اس نے پائلٹ کے پاس جا کر کہا "علی آرہا ہے' اسے واپس لے جاؤ۔"

پھر وہ راسکا کے دماغ میں آ[illegible]۔ راسکا بالکل ڈھیلا پڑ گیا تھا مگر کسی وقت بھی اس کی دماغی توانائی بحال ہو سکتی تھی۔ سلمان نے اسے اٹھنے پر مجبور کیا۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر میز کے پاس آیا۔ کرسی پر بیٹھا پھر کافی کی وہی پیالی اٹھا کر پینے لگا۔

شلپا نے پوچھا "یہ کیا کر رہے ہو؟"

وہ آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے پیالی لینا چاہتی تھی' سلمان نے اس کے اندر پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیختے ہوئے فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ پھر دوسرے زلزلے میں بے ہوش ہو گئی۔ وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو کر راسکا کے پاس آیا اور اس کے چور خیا[لات] پڑھنے لگا۔

وہ تھوڑی دیر کے بعد پارس کے پاس آیا۔ پارس مر[ینا کے] ساتھ ایک طیارے میں سفر کر رہا تھا۔ اس نے کوڈ ورڈز [illegible] "انکل! فرمائیے۔"

"مرینا سے کہو تمہارے دماغ میں آئے۔"

اس نے مرینا سے کہا "انکل سلمان میرے پاس ہیں' [illegible] باتیں کریں گے۔"

وہ پارس کے دماغ میں آکر بولی "ہیلو انکل!"

"بیٹی! کیا تم ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا سے [illegible] ہو؟"

"نہیں۔ یہ نام پہلی بار سن رہی ہوں۔"

"بلیک سیکرٹ نے تمہیں تلاش کرنے کے لئے راسکا [کو] بھیجا تھا۔ اسے تم نہ ملیں' شلپا مل گئی لیکن اس سے پہلے کہ [وہ اس] کو ٹریپ کرتا' میں نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا [ہے۔]"

"انکل! اس کا مطلب ہے ایک اور خیال خوانی کر[نے والا] ہاتھ آگیا ہے۔"

"ہاں اور یہ تحفہ ہماری بیٹی کے لئے ہے۔ میرے دماغ [میں] آؤ۔ میں تمہیں اس کے پاس پہنچاتا ہوں۔ پھر تم جو بہتر سمجھو [اس] کے ساتھ سلوک کرو۔"

سلمان نے اسے ایوان راسکا کے دماغ میں پہنچا دیا۔

O☆☆O

وارنر ہیگ جزیرہ پوٹویا میں محفوظ تھا۔ بڑے آرام سے [کسی] اندیشے کے بغیر زندگی گزار رہا تھا۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں [میں] وہی ایک خوش نصیب تھا جو بڑے اطمینان سے زندگی گزار رہا تھا۔ ایسا اس لئے تھا کہ وہ بے خوف و خطر زندگی گزارنے [کے] اصولوں پر عمل کر رہا تھا۔ سب سے پہلی بات یہ کہ وہ مغرور [اور بد] دماغ نہیں تھا۔ دوسروں کو چھوٹا بنا کر خود بڑا نہیں بننا چاہتا تھا۔ اسے ساری دنیا پر حکومت کرنے کا شوق نہیں تھا۔ اگر وہ چاہتا [تو کم] از کم اس جزیرے کے مالک یار بختیار کو ٹیلی پیتھی کی چکی میں [پیس] کر وہاں کا مالک اور حکمران بن سکتا تھا۔

اگر وہ جزیرے کا حکمران بن جاتا تو بڑے ممالک [کے] سربراہوں کی نظروں میں آجاتا۔ امریکا اور روس خاص طور پر [دنیا] کے تمام جزیروں کو اپنی نظروں میں رکھتے ہیں۔ ان چھوٹے چھو[ٹے] جزیروں کے اندر بڑے بڑے خطرات پلتے رہتے ہیں۔ حکومتوں [کے] باغی یہاں پناہ لیتے ہیں۔ دنیا کے بدنام ترین جرائم پیشہ افراد [یہاں] اپنے خفیہ اڈے بناتے ہیں۔ اور یہیں خفیہ طور پر خطرناک سا[ئنسی] تجربات کئے جاتے ہیں۔ اس لئے بڑے ممالک دنیا کے تمام جزیروں پر کڑی نظر رکھتے ہیں۔

جزیرہ پوٹویا بھی امریکا' روس اور خاص طور پر اسرائیل کی نظروں میں تھا۔ کیوں کہ اسرائیل سے صرف پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ یہ وارنر ہیگ کی ذہانت تھی کہ اس نے خود کو کسی طرح بھی ظاہر نہیں کیا تھا۔ یہودیوں کو ٹیلی پیتھی کی ذرا سی بھنک مل جاتی تو وہ جزیرے کا فوراً ہی محاصرہ کر لیتے پھر وارنر ہیگ کا بھی وہی انجام ہوتا جو جان گاڈدی' جے مورگن اور پاپا ڈوک کا ہو رہا تھا۔

جان گاڈدی اور وارنر ہیگ آپس میں اچھے دوست تھے۔ امریکا سے فرار ہو کر انگلینڈ آئے تھے۔ کیوں کہ سونیا اور علی تیمور ان دنوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کرتے پھر رہے تھے اور وہاں کے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران انہیں تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہے تھے۔ لیکن بھاگنے والوں کے لئے ہر جگہ ناکامی لکھی ہوتی ہے۔ پاپا ڈوک کے آدمی ان دونوں کے اطراف جال بچھا رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر میں سفر کرنے کے دوران پاپا ڈوک نے کئی بار وارنر ہیگ کے دماغ میں آنا چاہا لیکن وہ اپنی ذہانت سے بچتا ہوا جزیرہ پوٹویا میں پہنچ گیا تھا۔ اس کے برعکس جان گاڈدی' پاپا ڈوک کی گرفت میں آگیا تھا اور آخر ایک دن وہ برین آپریشن کے دوران مارا گیا تھا۔

وارنر ہیگ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ ہم نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول بنا رکھا ہے۔ ہم نے کبھی اسے خیال خوانی کے ذریعے مخاطب نہیں کیا' کبھی اس پر برتری جتا کر اسے احساس کمتری میں مبتلا نہیں کیا۔ وہ خود کو آزاد اور خود مختار سمجھ کر بڑی محفوظ زندگی گزار رہا تھا۔

اس نے جزیرے میں پہنچ کر پہلے ایسا شخص تلاش کیا' جو اس کے کام آسکتا تھا۔ تلاش کرنے میں کئی گھنٹے یا کئی دن لگ سکتے تھے۔ وہاں کے حکمران یار بختیار کے سپاہی ایسے آدمی کو ڈھونڈ رہے تھے جو ہیلی کاپٹر سے جزیرے میں آیا تھا۔ جس ہیلی کاپٹر میں وارنر ہیگ آیا تھا وہ صرف ایک منٹ کے لئے جزیرے میں اترا تھا۔ پھر پرواز کر گیا تھا۔

وارنر ہیگ نے ایک سپاہی کے ذریعے اعلیٰ افسر کے دماغ میں جگہ بنائی۔ پھر اس افسر کے ذریعے وہاں کے حکمران یار بختیار کے دماغ میں پہنچ گیا۔ انہیں مخاطب نہیں کیا۔ صرف ان کے اندر یہ خیال مستحکم کیا کہ اسرائیل اور لبنان کے چھاپا مار اکثر اسپیڈ بوٹ اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعے آتے ہیں ان کے درمیان جھڑپیں ہوتی ہیں پھر وہ چلے جاتے ہیں۔ یار بختیار نے افسر سے کہا "تمہاری رپورٹ کے مطابق وہ ہیلی کاپٹر شمالی ساحل پر آیا تھا۔ اس کا مطلب ہے لبنان سے کچھ لوگ آئے ہوں گے۔ ایک منٹ کے اندر ہی وہ ہیلی کاپٹر اسرائیل کے مغرب میں پہاڑی جزیرے کی طرف چلا گیا۔ ان دونوں ملکوں کے فوجی اور چھاپا مار ہمارے لئے دردِ سر بنے ہوئے ہیں۔ ہم انہیں اپنا دشمن بھی نہیں بنا سکتے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہماری یہی پالیسی مناسب ہے۔ ہم دونوں ملکوں کے فوجیوں اور باغیوں پر اعتراض نہیں کرتے ہیں۔ وہ ساحلی علاقوں میں لڑتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔"

یار بختیار نے کہا "ٹھیک ہے۔ کسی کو تلاش کرنا فضول ہے۔ جو لوگ ہیلی کاپٹر میں آئے ہوں گے۔ وہ خود ہی واپس چلے [گئے ہوں] گے۔"

وارنر ہیگ نے دونوں دماغوں میں یہ بات نقش کر[دی کہ کسی] اجنبی کو تلاش نہ کیا جائے۔ اس کے بعد بھی کوئی خطر[ہ نہیں تھا۔ وہ] یار بختیار کے دماغ پر قبضہ جما کر وہاں کا حاکم بن جاتا [لیکن وہ] بہت زیادہ نمایاں ہو کر دشمنوں کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا [تھا۔] گمنام رہنے میں اس کی خیریت تھی۔

وہ جزیرے کی آبادی میں گھومتا رہا۔ دکانوں' ہوٹلوں اور بازاروں میں کام کے لوگوں کو تاڑتا رہا اور ان کے خیالات پڑھتا رہا۔ آخر ایک بوڑھا مسلمان مل گیا۔ وہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ وہ بوڑھا لبنان سے آیا تھا اور اپنے جوان بیٹے کا انتظار کر رہا تھا۔ بیٹا لبنان کی خانہ جنگی میں الجھا ہوا تھا۔ اس نے باپ سے وعدہ کیا تھا کہ جلد ہی ان جھگڑوں سے نجات پا کر جزیرے میں آئے گا۔

وارنر نے بوڑھے سے کہا "بابا! میں عیسائی ہوں لیکن خانہ جنگی میں مسلمانوں کی حمایت کرتا ہوں۔ یہودیوں نے میرے بزرگوں کو مار ڈالا' میرا گھر تباہ کر دیا۔ میں اس جزیرے میں پناہ لینے آیا ہوں۔"

بوڑھا رحم دل تھا۔ اگر رحم دل نہ ہوتا تو وارنر خیال خوانی کے ذریعے اس کے دل میں جگہ بنا لیتا۔ اس نے اپنے گھر میں اسے پناہ دی۔ محلے میں مشہور کر دیا کہ اس کا بھتیجا لبنان سے آیا ہے اور بیٹا بھی آنے والا ہے۔ وارنر کو سمجھایا کہ وہ کچھ عرصہ تک وہاں مسلمان بن کر رہے پھر کہیں جا کر اپنا ٹھکانا بنا لے۔ وارنر کا بھی خیال تھا کہ جلد ہی وہاں سے چلا جائے گا۔ لیکن وہ خیال خوانی کے ذریعے دیکھ رہا تھا کہ کس طرح اس کا ساتھی جان گاڈدی یہودیوں کی قید میں رہ کر مارا گیا ہے۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی سکون سے نہیں تھے' یا تو دشمنوں کے ہتھے چڑھ کر ذلت کی موت مرتے تھے یا خطرات سے دوچار ہوتے رہتے تھے۔

وہ کچھ دنوں تک ایک عام آدمی کی طرح زندگی گزارتا رہا۔ پھر ایسا ہوا کہ پڑوس کے ایک گھر میں چوری ہو گئی۔ پڑوسی نے وارنر پر الزام لگایا کہ وہ آدھی رات کے بعد گھر کے باہر ٹہل رہا تھا۔ ٹہلنے کا محض بہانا تھا۔ اس نے موقع پاتے ہی گھر میں گھس کر الماری سے دس ہزار ڈالر چرا لئے۔

وارزر نے کہا "پچھلی رات مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔ اس لئے گھر سے باہر کھلی فضا میں اچھا لگ رہا تھا۔ اپنے گھر کے سامنے ٹہلنے والے لوگ چور نہیں ہوتے۔"

پڑوسی کی بیٹی حمائلہ نے کہا "پاپا! آپ کسی پر شبہ کرسکتے ہیں لیکن ثبوت کے بغیر اسے چور کہہ کر بدنام نہیں کرسکتے۔"

باپ نے کہا "میں اچھی طرح جانتا ہوں تو اس جوان کی حمایت کیوں کررہی ہے۔ اس سے آنکھیں لڑاتی ہے۔ میں نے شاکر سے تیری شادی کرنے کے لئے دس ہزار جمع کئے تھے۔ تو ہمیشہ شاکر سے نفرت کرتی ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ تو نے ہی اپنے یار سے مل کر رقم اڑائی ہے تاکہ یہ شادی نہ ہوسکے۔"

طرف سے اس کی یہ بات درست تھی کہ حمائلہ وارزر کو دل سے چاہنے لگی تھی اور یہ چاہت کی تالی دونوں ہاتھوں سے بج رہی تھی۔ وہ لڑکی وارزر کے دل میں سماگئی تھی۔ پہلی بار اسے دیکھ کر سوچتا رہا۔ یہ اتنی اچھی کیوں لگتی ہے۔ امریکا سے یہاں تک درجنوں لڑکیاں اس کی زندگی میں آئی تھیں لیکن حمائلہ کی طرح دل سے نہیں لگی تھیں۔ پھر اس نے چپکے چپکے حمائلہ کے چور خیالات پڑھے تو پتا چلا' وہ صرف صورت سے ہی نہیں سیرت سے بھی خوبصورت ہے۔

اسے دل سے چاہنے کے باوجود وہ اس سے دور رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ سوچتا تھا کوئی مناسب موقع دیکھ کر اس جزیرے سے چلا جائے گا۔ لیکن جزیرے کے مشرق میں اسرائیل تھا اور شمال میں لبنان کی خانہ جنگی جاری رہتی تھی۔ جنوب اور مغرب کی طرف جانا چاہتا تو طویل بحری سفر کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔

بہرحال اس نے پڑوسی سے کہا "تم نے مجھ پر الزام لگایا' کوئی بات نہیں۔ لیکن اتنے محلے والوں کے سامنے اپنی بیٹی کو بھی اس چوری میں شریک کررہے ہو۔ تمہیں ایسی باتیں کرتے ہوئے کچھ تو شرم آنی چاہئے۔"

ایک عورت نے کہا "یہ تو سچ ہے کہ حمائلہ شاکر سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ میں ایک عورت ہوں۔ اس لڑکی کی نظر پڑھتی ہوں' یہ تمہیں چاہتی ہے۔"

وارزر وہاں راشد جمال کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ ایک نوجوان نے پوچھا "جمال! سچ بتاؤ' کیا تم حمائلہ سے محبت نہیں کرتے ہو؟"

وارزر نے حمائلہ کو دیکھا۔ وہ شرما رہی تھی۔ سرعام محبت کا اقرار کرنے کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ حمائلہ کو اپنے نام کررہا تھا اور جب اسے چھوڑ کر جاتا تو وہ اس کے نام سے بدنام ہوتی رہتی۔ اس پیار کرنے والی کا دل ٹوٹ جاتا۔

وہ اقرار نہیں کرنا چاہتا تھا' انکار بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے کہا "یہاں کسی سے محبت کرنے کا مسئلہ نہیں ہے۔ چوری کا الزام مجھ پر اور حمائلہ پر لگایا گیا ہے۔ مجھے تھوڑی مہلت دی جائے۔ میں اصل چور کو آپ تمام لوگوں کے سامنے لے آؤں گا۔"

حمائلہ کے باپ نے کہا "میں صرف ایک گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں۔ اس کے بعد حاکم کے پاس جاکر فریاد کروں گا۔"

وارزر مکان کے اندر آیا۔ اسے شبہ تھا کہ یہ شاکر کی حرکت ہوسکتی ہے۔ حمائلہ نے اس کے منہ پر کہہ دیا تھا کہ وہ مرجائے گی اس شرابی جواری سے شادی نہیں کرے گی۔ شاکر نے یہ توہین برداشت نہیں کی ہوگی اور اسے وارزر کے ساتھ بدنام کرنے کے لئے چوری کی ہوگی۔

وہ شاکر کے دماغ میں پہنچا تو تصدیق ہوگئی۔ وہ مکان سے باہر آیا۔ محلے کے لوگ واپس جارہے تھے۔ اس نے آواز دی "میرے ماؤ' بہنو' اور بھائیو! رک جاؤ۔ میں ابھی آپ لوگوں کے سامنے چور کو پیش کروں گا۔"

تمام مرد' عورتیں اور بچے بوڑھے واپس آنے لگے۔ وہ بولا "آپ لوگوں سے میری ایک درخواست ہے۔ میں دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر آنکھیں بند کروں تو آپ بھی میری طرح سینے پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کرلیں اور صرف دو منٹ تک خدا کو یاد کرتے رہیں۔ تیسرا منٹ شروع ہونے سے پہلے وہ چور یہاں حاضر ہوجائے گا۔"

سب نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ایک نے پوچھا "آنکھیں بند کرنے اور خدا کو یاد کرنے سے چور کیسے آجائے گا؟"

دوسرے نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا "اگر دو منٹ تک خدا کو یاد کرنے سے چور پکڑا جائے تو پولیس کی ضرورت نہیں رہے گی۔"

وارزر نے کہا "جب چور نہ آئے تو آپ میرا مذاق اڑائیں بلکہ مجھے چوری کے الزام میں گرفتار کرادیں۔ ابھی میری التجا ہے صرف دو منٹ کے لئے آنکھیں بند کرکے خدا پر بھروسا کریں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ لئے اور آنکھیں بند کرلیں۔ اسے دیکھ کر حمائلہ نے سب سے پہلے ایسا کیا پھر دوسرے بھی یہی عمل کرنے لگے۔ وارزر آنکھ بند کرتے ہی شاکر کے پاس پہنچ گیا تھا۔ وہ ایک ریستوران میں دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر گھر کی طرف بھاگنے لگا۔ دوستوں نے کہا "رک جاؤ' اس طرح اچانک کہاں بھاگے جارہے ہو؟" شاکر رک نہ پایا۔

وہ کسی کی آواز نہیں سن رہا تھا۔ جب اس نے گھر پہنچ کر الماری سے دس ہزار ڈالر نکالے تب وارزر نے اس کے دماغ کو ذرا سی ڈھیل دی۔ وہ گھبرا گیا۔ اپنے ہاتھوں میں دس ہزار کی رقم دیکھ کر بڑبڑایا "یہ۔ یہ میں کیا کررہا ہوں۔ یہ رقم کیوں نکال رہا ہوں؟"

وارزر نے اس کی سوچ میں کہا "جس کی رقم ہے اسے واپس کروں گا۔"

وہ انکار کرنا چاہتا تھا۔ وارزر نے اسے وہاں سے دوڑایا۔ دو منٹ پورے ہونے والے تھے۔ شاکر چیختا ہوا آنے لگا "میں چور ہوں۔ میں نے حمائلہ کے گھر سے دس ہزار چرائے ہیں۔"

وہ لوگوں کی بھیڑ میں سے گزرتا ہوا آیا۔ سب نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں نوٹوں کی گڈی دیکھ رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا "حمائلہ نے میری بے عزتی کی تھی۔ میں اسے راشد جمال کے ساتھ بدنام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن مجھ پر خدا کی مار پڑ رہی ہے۔ جب تک مجھے معافی نہیں ملے گی۔ میں خدا کی مار کھاتا رہوں گا۔"

اس نے نوٹوں کی گڈی حمائلہ کے باپ کے قدموں میں پھینکی۔ پھر اچھل کر زمین پر گرا اور اپنا سر ایک پتھر سے ٹکرانے لگا۔ لوگ سکتے کے عالم میں اسے لہولہان ہوتے دیکھ رہے تھے۔ وارزر نے کہا "لوگو! اسے معاف کردو ورنہ یہ مرجائے گا۔ اسی طرح سر ٹکراتا رہے گا۔"

ایک عورت نے کہا "میں نے اسے معاف کیا۔"

حمائلہ کے باپ نے کہا "میں نے اسے معاف کیا۔"

پھر سب ہی اسے بلند آواز سے معاف کرنے لگے۔ وارزر نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ سر ٹکرانے کا عمل رک گیا۔ وہ ایک طرف زمین پر گر پڑا۔ وارزر نے اپنے مکان میں آکر دور کھڑی ہوئی حمائلہ کو دیکھا۔ پھر دروازہ بند کرلیا۔

محلے کی عورتیں اور مرد دروازے پر آکر دستک دینے اور کہنے لگے "راشد جمال! تم خدا کے نیک بندے ہو۔ ہم نے تم سے گستاخی کی ہے۔ ہمیں معاف کردو۔"

وارزر نے اندر سے کہا "خدا سب کو معاف کرتا ہے۔ جب بھی کوئی غلطی کرو تو خدا سے معافی مانگا کرو۔ اب جاؤ اور مجھے تنہا چھوڑ دو۔"

وہ ایک ایک کرکے چلے گئے۔ آخر میں دروازے کے پاس حمائلہ کی آواز سنائی دی "جمال! میں بول رہی ہوں۔"

"ہاں میں سن رہا ہوں۔"

"تو پھر سنو اور دل سے سنو۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں اور زندگی کی آخری سانس تک تمہارے ہی نام سے زندہ رہوں گی۔"

ایک حسین لڑکی اپنی زبان سے چاہت کا اظہار کرے تو چاہنے والے کو کل کائنات مل جاتی ہے۔ وارزر سوچ میں پڑ گیا۔ حمائلہ اس کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔ وہ اسے محبت سے حاصل کرنا چاہتا تھا مگر دھوکا نہیں دینا چاہتا تھا۔ اور وہ اسے مسلمان سمجھ کر دھوکا کھارہی تھی۔

وہ دل پر جبر کرتے ہوئے بولا "حمائلہ! میں تمہارے قابل نہیں

ہوں۔"

"تم بہت عظیم انسان ہو۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ میں اچھی نہیں ہوں۔ تمہاری شریکِ حیات بننے کے قابل نہیں ہوں۔"

"میں سچ کہتا ہوں۔ تم بہت حسین ہو۔ تمہارے سینے میں محبت بھرا دل ہے۔ تمہاری صورت اور سیرت کا تقاضا ہے کہ تمہیں ایسا جیون ساتھی ملے جو کبھی تمہارا ساتھ نہ چھوڑے۔ میں تو خانہ بدوش ہوں آج یہاں کل نہ جانے کہاں۔"

"تمہارے ساتھ میں بھی خانہ بدوش بن جاؤں گی۔ تم مجھے ساری زندگی آزما لو۔ یہاں تنہا چھوڑ کر جاؤ گے تو مرتے دم تک تنہا رہوں گی کوئی دوسرا شخص میری زندگی میں نہیں آئے گا۔"

وہ چلی گئی۔ وارنر الجھن میں پڑ گیا۔ رات ہوئی تو بوڑھے سے بولا "انکل! آپ نے مجھے پناہ دی ہے۔ مجھے ایک اسلامی نام دے کر اپنا بیٹا بنایا ہے آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ میں ایک مسلمان لڑکی کو دھوکا دے کر آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا۔ اس سے پہلے کہ حمائلہ کا دل ٹوٹے' میں اسے اپنی اصلیت بتادینا چاہتا ہوں۔"

"بیٹے! حمائلہ سے صاف کہہ دو کہ شادی نہیں کرو گے' اصلیت نہ بتاؤ۔"

"میں اس محبت کرنے والی لڑکی کے مضبوط ارادوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ میں نے انکار کیا تو پھر وہ کبھی شادی نہیں کرے گی۔ کسی دوسرے کو اپنی زندگی میں آنے نہیں دے گی۔"

"تم اس کے دل کا حال اور اس کے ارادوں کو کیسے جانتے ہو؟"

"میں نے اس کی شدید محبت سے اندازہ لگایا ہے۔"

"نہیں بیٹے! تمہارے اندر کوئی غیبی طاقت ہے وہ تمہیں آئندہ پیش آنے والی باتوں سے آگاہ کرتی ہے۔ آج تم نے کہا تھا کر دو منٹ کے اندر چور حاضر ہوجائے گا اور وہ سچ مچ حاضر ہوگیا تھا۔"

"میں نہیں جانتا کہ میرے اندر کوئی غیبی طاقت ہے۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ مجھے خدا پر پختہ بھروسا ہے۔ میں برے وقت اسے آنکھیں بند کرکے یاد کرتا ہوں' وہ معبود میری مدد کرتا ہے۔"

"تو پھر خدا پر بھروسا کرو اور حمائلہ کی سلامتی اور بھلائی کے لئے دعا مانگو۔ دعا مانگنے سے پہلے اپنے آپ کو سمجھو کہ تم اس سے کتنی محبت کرتے ہو؟ وہ تمہارے ساتھ جینا اور مرنا چاہتی ہے۔ تمہارا دل کیا کہتا ہے؟ تمہیں کس کے ساتھ جینا اور مرنا چاہئے؟"

"حمائلہ کے ساتھ مجھے جینا ہے۔ مگر ہمارے درمیان مذہب آگیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں' وہ میری محبت میں جان دے دے گی۔ مگر ایمان نہیں دے گی۔"

"اور تم؟"

"میں بھی یہی سوچتا ہوں۔ آباؤاجداد کے زمانے سے عیسائی ہوں۔ حمائلہ کے لئے دنیا چھوڑ سکتا ہوں لیکن مذہب نہیں چھوڑ سکتا۔"

"پھر اسی میں بہتری ہے کہ حمائلہ کو اپنی اصلیت بتادو۔"

دوسرے دن اس نے حمائلہ کو ساحل پر ملاقات کرنے کے لئے کہا۔ وہ شام کو وہاں آئی۔ وارنر نے اس کے ساتھ ریت پر چلتے ہوئے کہا "میں نے تمہیں سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن تم یہ کیوں نہیں چاہتیں کہ میں تمہارے قابل نہیں ہوں۔"

"میں سمجھنا نہیں چاہتی۔"

"تم جانتی ہو میں کون ہوں؟"

"ایک عظیم انسان ہو۔"

"انسان ضرور ہوں لیکن مسلمان نہیں ہوں۔"

وہ چلتے چلتے رک گئی۔ اسے بے یقینی سے دیکھتے ہوئے بولی "کیا مجھ سے پیچھا چھڑانے کے لئے مسلمان ہونے سے انکار کررہے ہو؟"

"تم سے پیچھا چھڑانے کے لئے نہیں۔ تمہاری بہتری کے لئے سچ کہہ رہا ہوں۔"

اسے پھر بھی یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ اپنی روداد سنانے لگا۔ اس نے اسے سب کچھ بتایا۔ صرف ٹیلی پیتھی کا علم چھپا گیا۔ وہ چکرانے کے انداز میں ریت پر بیٹھ گئی پھر رونے لگی۔ وہ چپ چاپ سمندر کو دیکھتا رہا۔ ایسے وقت آنسو پونچھنا چاہو تو اور بہتے ہیں۔ اس نے جی بھر کے اسے رونے دیا۔ پھر اس سے کہا "میں نے تمہیں رلایا ہے مگر میرا ضمیر مطمئن ہے کہ تم سب کچھ لٹا کر نہیں رو رہی ہو۔ میں نے تمہیں دھوکا کھانے سے پہلے حقیقت سے آگاہ کردیا ہے۔"

وہ ریت پر سے اٹھ کر بولی "تمہاری اس شرافت اور سچائی نے مجھ پر اور زیادہ اثر کیا ہے۔ پہلے مجھے تم سے محبت تھی اب عقیدت بھی ہوگئی ہے۔ میں کیا کروں؟ او خدایا! تم عیسائی کیوں ہو؟ مسلمان کیوں نہیں ہو؟"

اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اسی وقت ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ دونوں نے ادھر دیکھا۔ آسمان پر ہیلی کاپٹر اور سمندر میں اسپیڈ بوٹس دوڑتی دکھائی دے رہی تھیں۔ پھر اوپر سے فائرنگ ہونے لگی۔ وارنر حمائلہ کا بازو پکڑ کر کھینچتا ہوا ایک طرف دوڑنے لگا۔

دو اسپیڈ بوٹس والے بھی ہیلی کاپٹر کی طرف فائرنگ کررہے تھے۔ وہ دونوں ایک بڑے سے پتھر کے پیچھے آگئے۔ ہیلی کاپٹر سے میگا فون کے ذریعے کہا جارہا تھا "ہتھیار پھینک دو اور بوٹس کنارے پر لے جاؤ۔"

وارنر نے وہ آواز توجہ سے سنی۔ یہ وارننگ بار بار دی جارہی تھی۔ وہ وارننگ دینے والے کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ اسرائیلی ہیلی کاپٹر ہے اور اسپیڈ بوٹس میں جو لوگ ہیں ان کا تعلق عیسائی ملیشیا سے ہے۔ اسرائیلی حکومت مسلمانوں کے

خلاف لبنان میں عیسائی ملیشیا کا ساتھ دیتی تھی۔ لیکن ایک معاملے میں ان سے اختلاف ہوگیا تھا۔ اسرائیلی فوجی ان مخالفت کرنے والوں کو گرفتار کرکے تل ابیب پہنچانا چاہتے تھے۔

وارننگ دینے والے نے میگا فون رکھ دیا پھر ایک ہینڈ گرنیڈ نکال کر اس کی چابی دانتوں میں دبائی۔ پھر چابی نکال کر اسپیڈ بوٹس پر وہ بم پھینکنا چاہتا تھا لیکن نہ پھینک سکا۔ وارنر نے اس کے دماغ کو جکڑ لیا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں ایک زوردار دھماکا ہوا ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑنے لگے۔ اسپیڈ بوٹس والے خوشی سے ناچنے لگے۔ لوگ گھروں سے نکل کر آرہے تھے اور ہیلی کاپٹر کے ٹکڑوں کو فضا میں اڑتے ہوئے اور سمندر کی گہرائی میں ڈوبتے دیکھ رہے تھے۔ اسپیڈ بوٹس والے کنارے پر آگئے۔ وارنر حمائلہ کے ساتھ پتھر کے پیچھے سے نکل آیا۔ دو اسپیڈ بوٹس میں چھ آدمی تھے۔ وہ ہتھیار اٹھائے ریت پر چلتے ہوئے جزیرے کی عورتوں اور مردوں کو دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے حمائلہ کو دیکھا پھر اس کی طرف پلٹ کر آتے ہوئے بولا "سنا تھا اس جزیرے میں پریاں رہتی ہیں۔ ہائے کیا حسن ہے کیا جوانی ہے۔"

حمائلہ سہم کر وارنر کے پیچھے آگئی۔ وارنر نے کہا "رک جاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو کہ تم سب کی جان بچ گئی۔"

وہ سب قہقہے لگانے لگے۔ ایک نے کہا "یہ ایسے بول رہا ہے جیسے اسی نے جان بچائی ہے۔"

دوسرا شخص گھوم کر حمائلہ کی طرف آنا چاہتا تھا۔ وارنر گھوم کر آڑے آگیا۔ پھر وہ چھ مسلح افراد ان دونوں کے اطراف گھومتے ہوئے کہنے لگے "ہم چاروں طرف ہیں اس پری کو کس طرف سے بھاکر لے جاؤ گے۔"

بستی کی ایک عورت نے دور سے چیخ کر کہا "اے' حمائلہ کو چھوڑ دو اور وہ راشد جمال خدا کا نیک بندہ ہے۔ اسے پریشان نہ کرو۔"

ایک ہتھیار والے نے کہا "ہم اس جزیرے میں جب بھی آتے ہیں تو یہاں سے اناج اور شراب لے جاتے ہیں۔ آج ہمارے لیڈر کو یہ پسند آگئی ہے اس لئے ہم اسے بھی لے جائیں گے۔"

اس نے حمائلہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا۔ وہ چیخنے لگی۔ وارنر گرج کر بولا "چھوڑ دو۔ اسے چھوڑ دو۔"

ایک نے اس کی طرف گن سیدھی کی' باقی پانچ نے بستی والوں کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "خبردار! کسی نے ایک قدم آگے بڑھایا تو یہاں صرف لاشیں گریں گی۔"

وارنر سمجھ گیا۔ اگر ہاتھا پائی کرے گا تو اس کے ساتھ بستی والے بھی کئی مارے جائیں گے۔ اس نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میری ماؤ' بہنو' اور بھائیو! اپنے سینے پر ہاتھ رکھو اور کہتے جاؤ یا خدا' یا خدا۔ پھر دیکھو خدا کی مرضی سے ہماری حمائلہ پر آنچ نہیں آئے گی اور یہ عیاش سرپھرے نابود ہوجائیں گے۔"

بستی والے ایک بار وارنر کو آزما چکے تھے ان سب نے اپنے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لئے پھر یا خدا' یا خدا پکارنے لگے۔

وارنر نے ایک کے دماغ میں پہنچ کر اس کے ہتھیار سے اس کے دو ساتھیوں پر گولیاں چلائیں۔ لیڈر نے غصے سے پوچھا "الو کے پٹھے' اپنے ساتھیوں کو کیوں مار رہا ہے؟"

وارنر لیڈر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ لیڈر نے باقی تین ساتھیوں کی طرف فائرنگ کی۔ وہ اِدھر اُدھر بھاگتے ہوئے لیڈر کو گالیاں دینے لگے' جواباً اس کی طرف فائرنگ کرنے لگے۔ لیکن گولیاں کھا کر گرتے گئے۔

وہ جیسے جیسے مرتے جارہے تھے' بستی والوں کی آوازیں زیادہ سے زیادہ بلند ہوتی جارہی تھیں۔ یا خدا! یا خدا! یا خدا!

لیڈر اکیلا رہ گیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے حمائلہ چھوٹ گئی تھی وہ دوڑتی ہوئی آکر وارنر سے لپٹ گئی۔ لیڈر خوفزدہ ہو کر کبھی اپنے پانچ ساتھیوں کی لاشوں کو دیکھ رہا تھا اور کبھی خدا کو پکارنے والے لوگوں کو دیکھتا ہوا اسپیڈ بوٹ کی طرف جارہا تھا۔ اب وہ وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا۔

وارنر نے اس کے ہاتھ سے گن کو گرادیا۔ اسے اپنا ریوالور نکالنے پر مجبور کیا۔ لیڈر نے ریوالور سے وارنر کا نشانہ لیا۔ حمائلہ ڈھال بن کر وارنر کے سامنے تن گئی۔ بستی کے لوگ زور زور سے خدا کو پکارنے لگے۔ لیڈر کے ریوالور کا رخ بدلنے لگا۔ اس کی نال گھومتی ہوئی خود اس کی کنپٹی سے آکر لگ گئی۔ وہ چیخنے لگا "نہیں۔ نہیں۔ میں نہیں مروں گا۔ میں......"

اس نے بات پوری ہونے سے پہلے خود ٹریگر کو دبایا اور خود ہی موت کے منہ میں چلا گیا۔ بستی والے جیسے خوشی سے پاگل ہوگئے۔ اچھل اچھل کر ناچتے ہوئے آئے پھر وارنر کو کاندھوں پر اٹھا کر راشد جمال زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔

حمائلہ دشمنوں کے شکنجے سے نکل کر اور وارنر کے پاس آکر بہت خوش تھی۔ لیکن بستی والوں نے جب راشد جمال زندہ باد کے نعرے لگائے تو وہ ایک دم سے مرجھا گئی۔ ناچتی ہوئی مورنی کو بھدے پاؤں نظر آگئے یہ یاد آگیا کہ وہ راشد جمال نہیں ہے۔

آہ! ارے او عیسائی! دشمن نفرت کی صلیب پر چڑھاتے ہیں' تو نے محبت کی سولی پر چڑھادیا ہے۔ ہائے یہ کہانی کس موڑ کو پہنچے گی۔

O☆O

میں تل ابیب پہنچ گیا۔ میری دلہن کو معلوم تھا' میں فلاں فلائٹ سے آرہا ہوں لیکن وہ مجھ سے ملنے نہیں آئی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "خیریت تو ہے۔ تم ائرپورٹ کیوں نہیں آئیں؟"

وہ گہری سانس لے کر بولی "بڑی عمر گزر گئی۔ ایک طویل مدت

تک انتظار کی سُولی پر لٹکتی رہی۔ آج وہ انتظار ختم ہوا ہے۔ آج پہلی بار میں نے دلہن کا سنگھار کیا ہے۔ پاکستانی رسم و رواج کے مطابق سرخ جوڑا پہنا ہے۔ ناک میں نتھ اور بدن پر زیورات سجائے ہیں۔ میں آئینے میں دیکھ کر خود کو نہیں پہچان رہی ہوں۔"

"میری جان! تم مجھے تڑپا رہی ہو۔"

"میں مجبوری بتا رہی ہوں کہ ائرپورٹ کیوں نہ آسکی۔ پاکستانی دلہن کو دیکھتے ہی اسرائیلی جاسوس کتوں کی طرح پیچھے پڑ جائیں گے۔"

"درست کہتی ہو۔ مجھے پتا بتاؤ۔ میں آرہا ہوں۔"

"پتا کیسے بتاؤں۔ مجھے خود اپنی خبر نہیں ہے۔ آنکھیں کھلی رکھنے کے باوجود خیالوں کی جنت میں ہوں۔ آؤ اور خیال کو حقیقت بنا دو۔"

"آرہا ہوں مگر کہاں آؤں۔"

"مجنوں صحرا کو جاتا تھا۔ تم شہر کی طرف آؤ اور مجھے ڈھونڈ لو۔"

"مذاق نہ کرو۔ میں ٹیکسی میں بیٹھ گیا ہوں۔ جس یہودی کے میک اپ میں ہوں اس کے گھر جا رہا ہوں۔ وہاں سامان رکھ کر سیدھا تمہارے پاس آؤں گا۔ جی چاہتا ہے ابھی تمہارے پاس آجاؤں' لیکن یہودی جاسوس ائرپورٹ سے ہر مسافر کا پیچھا کرتے ہیں۔ مجھے ان کی تسلی کے لئے یہودی آرنالڈ کے گھر جانا ہوگا۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں انتظار کروں گی لیکن اپنا پتا نہیں بتاؤں گی۔ آسانی سے تمہارے ہاتھ نہیں آؤں گی۔ مجھے ڈھونڈ لو تو میں تمہاری ہوں۔"

"پیار کا راستہ بہت آسان ہو گیا تھا۔ اب تم دشوار بنا رہی ہو۔"

"میں اُس فرہاد علی تیمور کی دلہن ہوں جو سمندر کی تہ میں دشمنوں کی آبدوز تک پہنچ جاتا ہے اور آسمان کی نامعلوم بلندیوں سے تارے توڑ لاتا ہے۔ میں تو اسی زمین پر' اسی شہر میں ہوں۔ مجھے ڈھونڈ نکالنا تمہارے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔"

میں سمجھ گیا۔ وہ آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گی۔ میرے دل میں اپنے لئے تڑپ اور بے چینی پیدا کرتی رہے گی۔ کوئی اور دلہن ہوتی تو اسے تلاش کرنا کوئی مشکل نہ ہوتا لیکن وہ سونیا تھی۔ دوست ہو یا دشمن کوئی اس کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اسرائیلی حکومت میں بے وقوف اور کمزور افراد نہیں ہیں۔ یہودی اتنے چالاک اور فریبی ہیں کہ امریکا جیسی سپرپاور کو بھی اپنے مطالبات کے آگے جھکاتے رہتے ہیں۔ شاہوں اور شیخوں کی حرم سراؤں میں اپنی جاسوس عورتیں پہنچا دیتے ہیں' ایسے مکّار لوگ سونیا کو ڈھونڈ نکالنے میں اب تک ناکام رہے تھے۔ اب اسے ڈھونڈنے کی میری باری تھی۔ اس میں کامیابی کی توقع کم تھی اور خوش فہمی زیادہ تھی کہ وہ مل جائے گی۔

میں نے آرنالڈ کے گھر پہنچ کر ٹیکسی والے کو رخصت کیا۔ مقفل دروازے کو کھولا۔ آرنالڈ پیرس میں سرکاری مہمان تھا۔ اسے نظر بند رکھا گیا تھا۔ میں اس گھر کی چابیاں اور سامان لایا تھا۔ وہ تنہا رہتا تھا اور آدم بیزار تھا۔ کسی کو دوست نہیں کہتا تھا۔ ایک امریکن کمپنی میں جنرل مینیجر تھا۔ ایک ماہ کی چھٹی پر لندن جا رہا تھا۔ میں نے اسے پیرس میں دبوچ کر ایک پرائیویٹ سرکاری جیل میں بھیج دیا تھا۔

مَیں گھر میں داخل ہوا تو فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے سامان ایک طرف رکھ کر ریسیور اٹھایا۔ کمپنی کا مالک ڈی جے واکر بول رہا تھا "ہیلو مسٹر آرنالڈ! مجھے پہچانا؟"

میں نے کہا "ہیلو مسٹر ڈی جے! میں آپ کی آواز لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں۔"

اس نے پوچھا "تم ایک ماہ کے لئے گئے تھے لیکن تیسرے دن واپس آگئے۔ خیریت تو ہے؟"

"خیریت ہوتی تو واپس نہ آتا۔ اب میں کچھ بتاؤں گا تو آپ میرا مذاق اڑائیں گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تم بہت ہی شکی اور ضعیف الاعتقاد ہو۔"

"آپ کچھ بھی کہہ لیں۔ میں پیرس سے لندن جانے کے لئے ائرپورٹ کے احاطے میں داخل ہو رہا تھا کہ کالی بلی نے راستہ کاٹ دیا۔ یہ کالی بلیاں بڑی منحوس ہوتی ہیں۔ راستہ کاٹ کر نحوست پھیلاتی ہیں۔ میں نے لندن جانے کا خیال دل سے نکال دیا۔ یہاں واپس آیا ہوں مگر پریشان ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تم میری کمپنی کے بہت ہی ذہین اور تجربہ کار مینیجر ہو۔ مگر کالی بلیوں سے ڈرتے ہو۔ بہرحال کل سے آفس اٹینڈ کر رہے ہو؟"

"سوری' میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ اس بلی کے راستہ کاٹنے کا کوئی نتیجہ سامنے آنے والا ہے۔ جب تک وہ نحوست ظاہر نہیں ہوگی میں چھٹی پر رہوں گا۔"

"اچھا یہ تو بتاؤ' تم نے آرفورشین کا فائل کہاں رکھا ہے؟"

"آپ کی الماری کے تیسرے دراز میں ہے۔"

"تھینک یو۔ آرام کرو۔ پریشانی کم ہو جائے تو مجھ سے ملاقات کر لینا۔"

دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا۔ کمپنی کے مالک ڈی جے واکر کے سامنے میز کے دوسری طرف انٹیلی جنس کے دو جاسوس بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈی جے نے اٹھ کر الماری کا تیسرا دراز کھولا۔ ان میں سے ایک جاسوس دوسرے ریسیور سے میری باتیں سن چکا تھا۔ ڈی جے نے تیسرے دراز سے آرفورشین کی فائل نکال کر جاسوس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا "وہ سو فیصد آرنالڈ ہے۔ میں اس کی ایک ایک عادت کو اور اس کے مزاج کو سمجھتا ہوں۔ وہ میری کمپنی کی سیکڑوں فائلوں کے نام' نمبر اور ان کے رکھنے کی جگہ کو خوب

رکھتا ہے۔"

دونوں جاسوس مطمئن ہو کر رخصتی مصافحہ کر کے چلے گئے۔ میں اپنی جگہ حاضر ہو کر اس گھر کو اندر سے اچھی طرح دیکھنے لگا۔ وہاں کی ہر چیز کو دیکھ لیا کہ کون سی چیز کہاں رکھی ہوئی ہے۔ میں نے سونیا کو بتایا کہ کس طرح میرے متعلق انکوائری ہو رہی ہے۔ اس نے کہا "ہوشیار رہو۔ یہودیوں کو پورا یقین ہے کہ نکاح پڑھوانے کے بعد تم میرے پاس ضرور آؤ گے۔ اسی لئے اس ملک میں ہر آنے والے کے پیچھے جاسوس لگے ہوئے ہیں۔ بہتر ہے کچھ دنوں تک میرے پاس آنا بھول جاؤ۔"

میں نے کہا "ساری دنیا میرے پیچھے پڑ جائے اور دشمن راستے کی دیوار بن جائیں پھر بھی تمہارے پاس آؤں گا اور آج ہی رات آؤں گا۔"

وہ مسکرانے لگی۔ میں نے وہاں سے خیال خوانی کی پرواز کی پھر جنرل ٹائر کے دماغ میں پہنچا۔ اسرائیلی حکومت اور فوج میں اہم تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ چند اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران یوگا کے ماہر تھے۔ انہوں نے ایسے انتظامات کئے تھے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا انہیں ٹریپ نہیں کر سکتا تھا۔ جنرل ٹائر جیسا عہدیدار اب محض ایک نمائندہ تھا۔ وہ ہماری باتیں موجودہ حکام تک پہنچاتا تھا۔

میں خاموشی سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ ملٹری انٹیلی جنس کی رپورٹ اس کے پاس پہنچ رہی تھی۔ ایک رپورٹ میں آرنالڈ کا بھی ذکر تھا اور لکھا ہوا تھا کہ آرنالڈ نے خود کو اصلی ثابت کیا ہے اور کمپنی کے مالک نے اس کی ضمانت لی ہے۔ یعنی اب مجھ پر شبہ نہیں کیا جا رہا تھا اور میرے پیچھے رہنے والے جاسوس اب دوسری فلائٹ کے مسافروں کو چیک کرنے گئے تھے۔

جنرل کی سوچ نے بتایا کہ وہ موجودہ حکمرانوں سے کبھی ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کرتا ہے اور کبھی ان کے اجلاس میں یوں شریک ہوتا ہے کہ کوئی اس کے سامنے نہیں آتا۔ وہ حکام ٹی وی اسکرین پر نظر آتے ہیں۔ یعنی گولڈن برینز کے طریقوں پر رابطہ کرتے اور گفتگو کرتے ہیں۔

وہ آج کل سونیا کے متعلق رائے قائم کر رہے تھے کہ وہ تل ابیب میں نہیں ہے بلکہ پورے ملک میں نہیں ہے' یہاں سے جا چکی ہے۔ تین ماہ کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا۔ اس عرصے میں پولیس اور فوج کے جوانوں نے اور سراغ رسانوں نے اسے گھر گھر تلاش کیا تھا۔ کسی فرد کو نہیں چھوڑا تھا۔ ہر ایک سے اُس کی شناخت پوچھی تھی۔ وہ سونیا سے بھی پوچھ کر اور اسے اچھی طرح ٹٹول کر گزر گئے تھے اور اسے پہچان نہیں پائے تھے۔ اب ان کا خیال تھا کہ وہ یہاں نہیں ہے۔

لیکن یہ اندازہ تھا' یقین نہیں تھا۔ آدمی سوچنے کو تو سوچ لیتا ہے کہ موت ابھی اس کے پاس نہیں ہے۔ خوش فہمی کہتی ہے وہ زندہ رہنے کے لئے آیا ہے جب کہ موت زندگی کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ آدمی سوتا ہے تب بھی اس کے سرہانے جاگتی رہتی ہے۔ یہودی اکابرین خوش فہمی میں مبتلا نہیں تھے۔ وہ یہ بھی سوچتے تھے کہ سونیا اگر نہیں ہے تو پھر نہیں ہے اور اگر ہے تو فرہاد ضرور اس کے پاس آئے گا بلکہ آچکا ہوگا۔

جنرل ٹائر کے خیالات پڑھتے رہنے کے دوران ہمیں اپنے ایک نقصان کا پتا چلا۔ ہم نے ٹیلی پیتھی جاننے والے جے مورگن کو اسرائیلی حکومت سے چھین لیا تھا اور اسے ایک خفیہ اڈے میں چھپا رکھا تھا۔ اس کی نگرانی بابا صاحب کے ادارے کے دو جاسوس کیا کرتے تھے۔ پتا چلا' جے مورگن پھر یہودیوں کے جال میں پھنس گیا ہے۔

میں نے جنرل کی سوچ میں سوال کیا "جے مورگن کو کیسے ٹریپ کیا گیا تھا؟"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "پہلے تو مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔ کیوں کہ موجودہ حکام اور اعلیٰ افسران مجھ سے اہم باتیں چھپاتے ہیں۔ ایک ماہ پہلے پاپا ڈوک بھی میرے دماغ میں نہیں تھا۔ ایک سابقہ حاکم کے ذریعے موجودہ حکام سے رابطہ کرتا تھا۔ وہ حاکم اچانک مر گیا تب سے وہ میرے دماغ میں آتا ہے۔ اس کی اور حکام کی گفتگو سے پتا چلا کہ جے مورگن کا برین آپریشن ہو گیا ہے۔ اس کی آواز اور لہجہ بدل گیا ہے شاید اس کا چہرہ بھی بدل چکا ہے۔"

میں نے پوچھا "وہ کیسے پکڑا گیا تھا!"

جواب ملا "جے مورگن شراب پینے ایک کلب میں آیا تھا۔ ایک حسینہ میں دلچسپی لے رہا تھا۔ اس نے لڑکیوں کے انچارج کو اس کی فیس ادا کی پھر اسے لے کر کلب کے باہر آیا اور اپنی کار کی طرف جاتے ہوئے کچھ ایسی باتیں بڑبڑانے لگا جنہیں سن کر پاپا ڈوک چونک گیا۔ اس وقت پاپا ڈوک ایک اعلیٰ حاکم کے ضروری کام سے وہاں آیا تھا۔ وہ مورگن کو بدلے ہوئے چہرے کے باعث پہچان نہ سکا لیکن دماغ میں پہنچ کر اس کی اصلیت معلوم کر لی۔"

جنرل سے یہ باتیں معلوم کرتے ہی میں بابا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس کے دماغ میں آکر بولا "میں فرہاد بول رہا ہوں۔"

وہ سلام کرتے ہوئے بولا "جناب! میں نے ٹی وی اسکرین پر آپ کو ایک شخص کی زبان سے بولتے سنا تھا۔ آپ کی واپسی پر ساری دنیا حیران ہے۔"

"میری باتیں رہنے دو۔ یہ بتاؤ مورگن کہاں ہے؟"

"جناب! وہ ہمارے لئے دردِ سر بنا ہوا تھا۔ پھر بھی ہم اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ کسی خطرے کے وقت اسے تہ خانے میں پہنچا دیتے تھے۔ پھر اسے اوپر لے آتے تھے لیکن وہ بنگلے کی چار دیواری میں رہتے رہتے بیزار ہو گیا تھا۔ کئی بار باہر جانے کی

ضد کر چکا تھا' ہمارے روکنے ٹوکنے کے باعث ایک شام اچانک کہیں چلا گیا۔ ہم اسے آج تک تلاش کر رہے ہیں لیکن اس کا کہیں سراغ نہیں ملا۔"

میں جنرل کے دماغ میں واپس آیا۔ دراصل مورگن کے معاملے میں ہم نے کوتاہی کی تھی۔ ہمیں چاہئے تھا کہ ہم اسے اسرائیل سے نکال کر فرانس کے کسی شہر میں پہنچا دیتے۔ وہاں وہ کینی پال اور رکی میتھو کی طرح محفوظ رہتا لیکن ہم دن رات مختلف معاملات میں مصروف رہے اور مورگن کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا معاملہ ہمیشہ کل پر ٹالتے رہے۔ گویا ہم نے اسے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ اب وہ دشمنوں کے سائے میں پہنچ کر اہم ہو گیا تھا۔ کوئی چیز گم ہو جائے تو اتنا دکھ نہیں ہوتا لیکن وہ دوسرے کے ہاتھ لگ جائے تو برداشت نہیں ہوتا۔ مورگن کے ادھر جانے سے دشمن کی قوت میں اضافہ ہو گیا تھا۔

میں بڑی دیر تک جنرل کے خیالات پڑھتا رہا تھا۔ اس کے دماغ سے ایک نقصان کی اطلاع ملی تھی لیکن ایک فائدہ بھی پہنچ گیا۔ میں اس کے دماغ سے واپس آنا چاہتا تھا۔ اسی لمحے ایک اجنبی کی باتیں سنائی دیں۔ وہ جنرل سے کہہ رہا تھا "ہیلو مسٹر ٹائر! میں اعلیٰ حکام اور ذمے دار فوجی افسران سے ضروری گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

جنرل نے کہا "میں ابھی تمہارا پیغام پہنچاتا ہوں۔"

وہ ٹیلیفون کے ذریعے تمام حکام اور فوجی افسران سے کہنے لگا کہ پاپا ڈوک کسی اہم مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ کوئی ایک گھنٹے کے اندر تمام یہودی اکابرین ایک کانفرنس ہال میں جمع ہو گئے۔ ان کے دائیں بائیں اور سامنے کی دیواروں پر بڑے بڑے ٹی وی اسکرین تھے' جن پر جنرل ٹائر بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس وقت وہ پاپا ڈوک کا نمائندہ بنا ہوا تھا اور پاپا ڈوک اس کی زبان سے کہہ رہا تھا "میں نہیں جانتا کہ میرا ماضی کیا تھا اور میں کون تھا۔ آپ لوگوں نے بتایا کہ میں آباؤ اجداد کے زمانے سے یہودی ہوں اور اسرائیل میرا وطن ہے۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "یہ بھی معلوم ہوا کہ میں موت کے منہ میں جا رہا تھا' آپ لوگوں نے میری جان بچائی اور مجھے یہ نئی زندگی دی اور نئی زندگی دے کر موت کا یہ پیغام بھی سنایا کہ ایک سونیا نام کی عورت میری جان کی دشمن ہے۔ اسی طرح فرہاد نامی ایک شخص بھی مجھے مار ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ سونیا اور فرہاد ابھی ایک دوسرے سے دور ہیں لیکن جب یہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں ایک جگہ پہنچ جاتے ہیں تو پھر انہیں کسی کی موت بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم ان دونوں کو کبھی ایک جگہ اکٹھا نہیں ہونے دیں گے۔"

پاپا ڈوک نے کہا "سوری سر! میں آپ کی باتوں پر بھروسا نہیں کر سکتا کیونکہ آج تک آپ کے چھپنے ہوئے سراغرساں سونیا تک نہیں پہنچ پائے۔ اب اپنی ناکامی کو چھپانے کے لئے یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ وہ اس ملک سے چلی گئی ہے۔"

وہ تمام اعلیٰ عہدیداران اسکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ وہ بول رہا تھا "آپ ہی لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ مجھے جان سے مار ڈالنے کی قسم کھا چکی ہے۔ پھر قسم کھانے والی کیوں جا رہی ہے؟ آپ لوگوں کے بیان کے مطابق وہ غضبناک عورت ہے اور ایسی عورت قسم پوری کئے بغیر نہیں جائے گی۔"

ایک حاکم نے کہا "ابھی تم کنوارے ہو' اصل بات تم نہیں سمجھ رہے ہو۔ ہم سمجھاتے ہیں۔ سونیا فرہاد کی دیوانی تھی۔ اب نکاح پڑھوانے کے بعد دیوانگی اور بے قراری اسے فرہاد کے پاس لے گئی ہو گی۔ بلکہ لے گئی ہے۔"

"سر! جب ایک تیر سے دو شکار ہو سکتے ہیں اور جب وہ ایک جگہ رہ کر سہاگ رات بھی گزار سکتے ہیں اور میری جان بھی لے سکتے ہیں تو پھر فرہاد یہاں آئے گا بلکہ آ چکا ہو گا۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "تم آپریشن سے پہلے بھی دلیر تھے اب بھی دلیر ہو۔ قد آور پہاڑ ہو۔ پھر بزدلوں کی طرح کیوں ڈر رہے ہو؟"

"میں بزدل نہیں ہوں۔ ان دونوں کی ٹانگیں چیر کر پھینک سکتا ہوں لیکن وہ اندھیرے کے تیر ہیں۔ کہیں سے بھی اچانک خون مار سکتے ہیں۔ میں ان کی مکاریوں سے واقف نہیں ہوں۔ جب تک میں سنبھلنے کی کوشش کروں گا تب تک وہ قیامت کی چال چل چکے ہوں گے۔"

ایک نے پوچھا "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"میں اس ملک میں نہیں رہنا چاہتا۔ ایک چھوٹے سے حوض کی مچھلی بن کر رہوں گا تو وہ حوض میں ہاتھ ڈال کر مجھے پکڑ لیں گے۔ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی دنیا میں جاؤں گا تو کوئی مجھے پہچان سکے گا نہ پکڑ سکے گا۔"

ایک حاکم نے چونک کر پوچھا "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ملک چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟"

"میں صرف ملک چھوڑوں گا۔ آپ لوگوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ کسی بھی ملک' کسی بھی شہر میں رہ کر ملک اور قوم کی خدمت کرتا رہوں گا۔"

"نہیں' ملک کے باہر رہو گے تو باہری معاملات میں الجھتے رہو گے۔ پھر یہاں تو صرف سونیا اور فرہاد سے خطرہ ہے۔ یہاں سے باہر کی دنیا میں کہیں علی تیمور اور ثانی سونیا ہیں' کہیں پارس ہیں اور کہیں مرینا جیسی خطرناک بلا ہے۔"

"میں بلاؤں سے اور موت سے نہیں ڈرتا۔ صرف بے موت مرنا نہیں چاہتا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے' دل میں میرے اندر یہ اندیشہ مستحکم ہو رہا ہے کہ آج رات کچھ ہونے والا ہے۔ اگر میں غافل رہا اور کوئی احتیاطی تدبیر نہیں کی تو میری موت کے جشن کے ساتھ سہاگ رات منائیں گے۔"

ایک حاکم نے کہا "تمہارے پاس غیر معمولی ذہانت ہے۔ احتیاطی تدابیر پر عمل کرو لیکن ملک چھوڑنے کی بات نہ کرو۔"

دوسرے حاکم نے کہا "اگر تمہاری چھٹی حس اندیشوں میں مبتلا کر رہی ہے تو تم یروشلم' حیفہ یا کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ۔ وہاں رہ کر تم ہمارا کوئی کام نہ کرو۔ جنرل ٹائر سے بھی دماغی رابطہ نہ رکھو مگر اپنے ہی ملک میں رہو۔"

"سر! آپ لوگ مجھے صورت سے پہچانتے ہیں۔ میرا پتا ٹھکانا جانتے ہیں۔ میں موجودہ رہائش گاہ کو چھوڑ کر کہیں بھی جاؤں گا تو میری نگرانی کرنے والے جاسوس آپ لوگوں کو میری نئی رہائش گاہ کا بھی پتا بتا دیں گے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا "کیا تمہیں اعتراض ہے۔ کیا تم ہم سے چھپ کر رہنا چاہتے ہو؟"

"یہی ایک احتیاطی تدبیر ہے۔ خدانخواستہ آپ میں سے کوئی بیمار پڑ جائے' کسی حادثے میں زخمی ہو جائے تو فرہاد آپ کے دماغ سے سیدھا میری شہ رگ تک پہنچ جائے گا۔ موجودہ حالات میں یہ ایک معقول طریقہ ہے۔ میں آپ لوگوں سے چھپنے کے باوجود آپ سب کے دماغوں میں رہا کروں گا یا جنرل کے ذریعے رابطہ رہا کرے گا۔"

فوجی افسر نے کہا "یہ بحث ختم کرو۔ تم اپنے ملک کے سپاہی ہو اور اپنے افسران کے احکامات کے پابند ہو۔ افسران کا حکم سپاہی کو خواہ کتنا ہی غلط لگے' اسے تعمیل کرنا پڑتی ہے۔ لہٰذا میرا حکم ہے تم ملک سے باہر نہیں جاؤ گے۔ ہم پر اعتماد کرو' ہم سونیا اور فرہاد کو کبھی تمہارے پاس پہنچنے نہیں دیں گے۔"

انسان بڑی بڑی تدبیریں سوچتا ہے۔ ان پر عمل بھی کرتا ہے۔ یوگا کے ماہر فوجی افسران نے یقیناً پاپا ڈوک کی حفاظت کے لئے سخت انتظامات کئے ہوں گے لیکن پاپا ڈوک کو تحفظ فراہم کرنے کا دعویٰ کرنے والے ایک زبردست غلطی کر رہے تھے۔ آخر انسان تھے' غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ وہ بیچارے اپنی اپنی آواز مجھے سنا رہے تھے۔

ٹھیک ہے کہ میں ان کے دماغوں میں پہنچ نہیں سکتا تھا اور کسی ہتھکنڈے سے انہیں اعصابی کمزوری میں مبتلا نہیں کر سکتا تھا۔ اسی لئے تو وہ سب مطمئن تھے' یہ سمجھ ہی نہیں پاتے تھے کہ میں کیا کرنے والا ہوں۔

میں یہ تمام باتیں بتانے کے لئے سونیا کے دماغ میں آیا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا کیونکہ سلمان وہاں پہلے سے موجود تھا۔ وہ اسے ٹیلیا اور ایوان راسکا کے متعلق بتا رہا تھا۔ سونیا نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "یہ تم نے اچھا کیا کہ ایوان راسکا کو مرینا کے حوالے کر دیا۔ ہم اس لڑکی کا زیادہ سے زیادہ اعتماد حاصل کرتے رہیں گے۔"

میں نے اس کی پوری بات نہیں سنی اور نہ ہی اسے مخاطب کیا۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر لباس تبدیل کیا۔ جرابیں پہنیں پھر باہر آ کر گیراج سے آرنالڈ کی کار نکالی اور اس میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوا۔ شام ہو رہی تھی اور میں نے سونیا سے آج رات وصالِ یار کا وعدہ کیا تھا۔

یہ کوئی بچوں کی آنکھ مچولی نہیں تھی کہ میں پلک جھپکتے ہی اسے ڈھونڈ نکالتا۔ پچھلی مرتبہ دو ماہ تک اس شہر میں رہ کر میں کبھی اس کا ٹھکانا معلوم نہیں کر سکا تھا۔ اب شام سے رات تک بھلا کیا کر سکتا تھا۔

جب کچھ نہیں کر سکتا تھا تو پھر کار میں بیٹھ کر کہاں جا رہا تھا؟

میں نے سونیا کے دماغ میں پہنچ کر کوڈ ورڈز ادا کئے کیونکہ سلمان جا چکا تھا اور وہ میرے آتے ہی سانس روکنے والی تھی۔ اس نے مذاق اڑانے کے انداز میں پوچھا "دلہا صاحب! کیا کر رہے ہو؟"

"اپنی دلہن کے پاس آ رہا ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "پل صراط سے بھی گزر کر آؤ گے تو مجھ تک نہیں پہنچ پاؤ گے۔"

"لیکن تمہارا دل کہہ رہا ہے کہ میں پہنچ جاؤں گا۔ اسی لئے بدن پر ابھی تک سرخ جوڑا اور زیورات سجے ہوئے ہیں۔"

"جی نہیں' دلہن اس لئے بنی ہوئی ہوں کہ میرا دلہا شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے سوچ رکھا ہے' بیچارہ ناکام رہے گا تو صبح سے پہلے میں ہی اس کے پاس پہنچ جاؤں گی۔"

"میری مغرور دلہن! تم میرے پاس پہنچو اور میں تمہارے پاس نہ پہنچ پاؤں؟ یہ سراسر فرہاد علی تیمور کی انسلٹ ہے۔ چلو دروازہ کھولو' میں آ گیا ہوں۔"

میں نے ایک بنگلے کے سامنے گاڑی روکی۔ کار سے اتر کر احاطے کے پھاٹک کو کھولا۔ تیزی سے چلتا ہوا برآمدے میں آیا۔ پھر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ وہ ایک دم سے چونک کر بولی "فرہاد! ذرا ٹھہرو' کوئی میرے دروازے پر آیا ہے۔ کال بیل کی آواز آ رہی ہے۔"

"میری جان! ہم ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکیں گے کیونکہ چہرے بدلے ہوئے ہیں۔ دروازہ کھولو گی تو ایک اجنبی کو پاؤ گی۔ وہ اجنبی میں ہوں۔ چلو دروازہ کھولو۔"

وہ بے یقینی سے بولی "نہیں تم۔ تم یہاں کیسے پہنچ سکتے ہو؟"

"کیسے پہنچ گیا ہوں' یہی دیکھنے کے لئے سامنے آ جاؤ۔ تمہیں یقین دلانے کے لئے دستک دے رہا ہوں۔ یہ لو سنو۔"

میں نے دروازے پر دستک دی۔ دستک سنتے ہی یقین ہو گیا۔ وہ فوراً ہی دوڑتی ہوئی آئی پھر ایک جھٹکے سے دروازے کو کھول دیا۔ مجھے سوالیہ نظروں سے تکنے لگی۔ میں نے کہا "میں تمہارے دماغ میں بھی ہوں اور تمہارے سامنے بھی۔"

میں نے یہ کہتے ہوئے اندر آکر دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ اس نے مجھے گھور کر دیکھا۔ پھر میرے سینے پر ایک گھونسا مارتے ہوئے پوچھا۔ "مکار کہیں کے۔ جلدی بتاؤ یہاں تک کیسے پہنچے ہو؟"

میں نے اسے کھینچ کر بازوؤں میں بھرلیا پھر کہا "سلمان تمہیں شیلا اور ایوان راسکا کے متعلق بتارہا تھا۔ یہ میرے لئے بہترین موقع تھا۔ تم مجھے محسوس نہیں کررہی تھیں۔ میں نے تمہارے چور خیالات سے یہاں کا پتا معلوم کرلیا۔ مانتی ہو کہ میں نے تمہیں دریافت کرلیا ہے۔"

وہ میری گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "اتنی عمر گزرنے تک شادی نہیں کی تھی۔ چپ چاپ تمہارا انتظار کرتی رہی تھی اور یہ اچھی طرح سمجھتی تھی کہ اتنی بڑی دنیا میں ایک فرہاد ہی مجھے دریافت کرسکتا ہے۔"

میں اس کے شاداب چہرے پر جھکنے لگا۔ وہ اچانک ہی تڑپ کر الگ ہوگئی۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور ایک طرف دوڑتی ہوئی بولی۔ "خطرہ ہے۔"

ایک دم سے میرے لہو میں گرمی دوڑ گئی۔ میں سہاگ رات کی خوشیاں لوٹنے آیا تھا اور دشمن ہمیں لوٹنے کھسوٹنے آگئے تھے۔ پتا نہیں میرے مقدر میں ٹھینگا کیوں لکھا ہوا تھا۔ سونیا ہمیشہ دلہن بنتے بنتے رہ جاتی تھی۔

میں اس کے ساتھ دوڑتا ہوا بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں آیا۔ سونیا نے دیوار پر لگی ہوئی ایک تصویر کو گھما کر الٹا کردیا اس کے ساتھ ہی میرے سامنے والی دیوار دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ ہم دیواروں کے درمیانی خلا سے گزر کر ایک تاریک حصے میں پہنچے۔ اس نے ایک سوئچ آن کیا روشنی ہوگئی۔ ہم ایک تنگ راہداری میں تھے۔ وہاں بھی ایک دیوار سے الٹی تصویر لگی ہوئی تھی۔ سونیا نے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ کر گھماتے ہوئے سیدھا کیا تو دیوار کا ایک حصہ سرکتا ہوا آیا اور دوسرے حصے سے اس طرح مل گیا کہ چور راستہ بند ہوگیا۔

ہم سیڑھیاں اتر کر ایک تہ خانے میں آئے۔ وہاں دو کمرے تھے۔ سونیا نے کہا "میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ دروازے کو بند کرلیا۔ میں اسے گلے لگاتے وقت زیادہ ہی جذباتی ہوگیا تھا بلکہ جذبات میں بہتا ہوا اپنی رہائش گاہ سے یہاں آیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ آدمی جذبات میں اندھا ہوجاتا ہے۔ میں بھی اندھا ہوگیا تھا۔ اپنے پیچھے آنے والوں کو نہ دیکھ سکا۔ میں مطمئن ہوگیا تھا کہ یہاں کے جاسوس مجھے آرنالڈ سمجھ رہے ہیں۔ اب پتا چلا کہ ایسا نہیں تھا۔ میں انہیں جھانسا دے رہا تھا اور وہ جھانسا دے کر مجھے ہی سونیا تک پہنچنے والی سیڑھی بنا چکے تھے۔

وہ دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر آئی تو دلہن کا سرخ جوڑا اتر چکا تھا۔ اس نے جینز، جیکٹ اور کینوس کے جوتے پہن لئے تھے۔ میں نے قریب آکر اس کے بازوؤں کو تھام کر پوچھا "کیا تم میرے نصیب میں نہیں ہو؟"

وہ میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی "میں تمہاری ہوں لیکن ابھی مجبوری ہے۔ وہ لوگ چور راستے کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ یہاں سے فوراً چلو۔"

ہم ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر تیزی سے چلتے ہوئے ایک سُرنگ میں داخل ہوئے پھر جھک کر دوڑتے ہوئے وہاں سے گزرنے لگے۔ بڑی لمبی سرنگ تھی۔ ٹارچ کی روشنی میں راستہ آگے اور آگے بڑھتا ہی جارہا تھا اور اندازہ ہورہا تھا کہ ہم ایک طویل فاصلہ طے کرتے ہوئے اس علاقے سے دور جارہے ہیں جہاں سونیا کی رہائش تھی۔

آخر وہ سرنگ ختم ہوئی۔ ہم اس کے آخری سرے پر زینہ چڑھتے ہوئے ایک تنگ راہداری میں آئے۔ سونیا نے دیوار پر ہوئے ایک بٹن کو دبایا۔ چور دروازہ کھل گیا۔ ہم ایک گیراج میں پہنچ گئے۔ سونیا نے کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا "دروازہ کھولو۔"

میں نے گیراج کا دروازہ کھول دیا۔ وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی آئی۔ میں دروازے کو دوبارہ بند کرکے اس کے ساتھ والی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ ہم ایک چھوٹے سے بازار میں تھے۔ تمام دکانیں بند ہوئی تھیں، وہاں کوئی ہمیں پہچان نہیں سکتا تھا۔ ہم اپنے اصلی روپ میں نہیں تھے۔ اگر کوئی پولیس یا فوج کا افسر ہمیں روکنے ٹوکنے کے لئے آتا تو ہم اس سے نمٹ لیتے۔ اب تو یہودیوں کو یقین ہوچکا ہوگا کہ سونیا اور فرہاد تل ابیب میں موجود ہیں۔

جو لوگ میرا تعاقب کرتے ہوئے سونیا کی رہائش گاہ تک پہنچے تھے اور ہمیں وہاں نہیں پایا تھا انہوں نے ٹرانسمٹر کے ذریعے انٹیلی جنس کے چیف کو اطلاع دی تھی۔ چیف نے فوج کے جنرل کو بتایا کہ آرنالڈ ایک رہائش گاہ میں پہنچا تھا۔ ایک عورت نے اس کے لئے دروازہ کھولا تھا۔ جب سراغ رساں وہاں پہنچے تو آرنالڈ اس عورت کے ساتھ بند مکان سے غائب ہوگیا تھا۔

یہ رپورٹ پہنچتے ہی نئے جنرل آرم اسٹرانگ نے حکم دیا کہ شہر کی ناکابندی کرکے کرفیو نافذ کیا جائے۔ ریڈیو ٹی وی کے ذریعے اور گشت کرنے والے فوجیوں کی زبان سے شہریوں کو آگاہ کیا جائے کہ وہ فوراً گھروں میں چلے جائیں اور اپنے دروازے کھلے رکھیں۔ فوج کے جوان ہر گھر میں جاکر وہاں کے فیملی ممبرز کو چیک کریں گے۔

ہم نے کار ریڈیو کے ذریعے یہ اطلاع سنی۔ سونیا نے ایک رہائشی علاقے کی طرف موڑتے ہوئے کہا "معلوم کرو، سراغ رساں ہمارے تہ خانے تک پہنچ گئے ہیں۔"

میں نے کہا "جنرل ٹائر کے پاس ایسی کوئی رپورٹ نہیں پہنچ رہی ہے۔ ویسے جدید آلات کے ذریعے وہ تہ خانے کا سراغ لگا سکتے ہیں۔"

وہ بولی "دیکھو سڑکیں اور گلیاں خالی ہورہی ہیں۔ ہم بھی اس کار میں نہیں رہ سکیں گے۔ ان کا مقصد یہی ہے کہ ہم خالی راستوں اور گلیوں سے گزرتے ہوئے پکڑے جائیں۔ یا پھر کسی گھر میں جا کر پناہ لیں۔"

اس نے کار ایک گلی میں روک دی۔ میں نے اس کے ساتھ اترتے ہوئے دیکھا۔ گلی کے آخری سرے سے فوجیوں کا ایک ٹرک آرہا تھا۔ ہم دوڑتے ہوئے دوسری گلی میں آئے۔ پھر وہاں سے چھپ کر دیکھا۔ وہ فوجی ٹرک کار کے پاس آکر رک گیا۔ ایک افسر اور چار فوجی جوانوں نے ٹرک سے اتر کر ہماری کار میں جھانک کر دیکھا۔ پھر اس کے چاروں پہیوں کی ہوا نکال کر چلے گئے۔ میں نے سونیا سے کہا "وہ چاہتے ہیں ہم مجبور ہو کر کسی مکان یا عمارت میں پناہ لیں۔ اب وہ جدید آلات کے ذریعے ہر مکان میں تہ خانوں کا سراغ لگائیں گے۔"

"وہ ہمارے چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہمارے لئے زمین تنگ ہورہی ہے۔"

ہم وہاں سے دوڑتے ہوئے اور چھپتے چھپاتے کئی گلیاں عبور کرنے کے بعد ایک میدان کی طرف آئے۔ وہاں ایک بہت بڑا سرکس لگا ہوا تھا۔ اس کے احاطے سے مرد اور بچے باہر آرہے تھے۔ اسپیکر کے ذریعے کہا جارہا تھا "ہنگامی حالات کے پیش نظر کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ فوراً اپنے گھروں میں پہنچ جائیں۔ ایک گھنٹے بعد جو بھی راستے یا گلیوں میں نظر آئے گا اسے گولی ماردی جائے گی۔"

میں اور سونیا سرکس سے نکلنے والوں کی بھیڑ میں شامل ہوگئے وہ باہر آرہے تھے۔ ہم ان کے درمیان چھپتے ہوئے سرکس کے ایک خیمے میں چلے گئے۔ تماشائیوں کی بھیڑ کم ہورہی تھی۔ آس پاس کے خیموں میں عورتوں کے باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ سرکس میں تماشے دکھانے والی کوئی عورت اس خیمے میں بھی آسکتی تھی، جہاں ہم چھپے ہوئے تھے۔

پھر یہی ہوا۔ قدموں کی آواز قریب آرہی تھی۔ ہم فوراً ہی خیمے کے دوسری طرف سے باہر آگئے۔ اندر آنے والے ایک مرد کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "جب سے شادی ہوئی ہے، ہم نے سکون سے سہاگ رات نہیں منائی۔ آدھی رات تک تماشا دکھانے کے بعد میرے پاس آتی ہو تو تھکن سے چور رہتی ہو۔"

ذرا خاموشی رہی۔ پھر ایک عورت بولی "اوہو۔ کیا کرتے ہو۔ یہ سرکس کا لباس ہے۔ ذرا بدلنے تو دو۔"

میں نے اور سونیا نے ایک دوسرے کو حسرت سے دیکھا خیمے کے اندر سہاگ رات کی مسرتیں تھیں اور ہمیں مسرتوں کی کوئی زمین نہیں مل رہی تھی۔ ہم وہاں سے رینگتے ہوئے ذرا دور آئے۔ فوج کے کچھ جوان سرکس گیلری کے اندر جارہے تھے۔ کچھ ان خیموں کی طرف پھیل رہے تھے، جہاں سے ہم آرہے تھے۔ ہم کسی بھی لمحے میں پکڑے جاسکتے تھے۔

ہاتھی سلاخوں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کے بعد کئی گھوڑے ایک قطار میں بندھے کھڑے تھے۔ دور تک سوکھی گھاس پھیلی ہوئی تھی۔ ہم ان جانوروں کے پیچھے چھپتے ہوئے شیروں کے آہنی پنجروں کے قریب آگئے۔ دور سے دو مسلح فوجی آتے ہوئے دکھائی دئیے۔ ہم فوراً گھاس پر لیٹ گئے۔ پھر لڑھکتے ہوئے ایک شیر کے پنجرے کے نیچے آگئے اور بڑی پھرتی سے اپنے اوپر گھاس ڈال لی۔

اوپر شیر نیچے ہم اور کچھ فاصلے پر مسلح فوجی جوان تھے۔ واقعی ہمارے لئے زمین تنگ تھی اور آسمان دور تھا۔ فوجیوں کے ٹارچ کی روشنی ادھر سے اُدھر جارہی تھی۔ ایک آدھ بار شیر کے پنجرے کے پاس سے بھی گزری۔ ہمارے اور شیر کے درمیان مضبوط لوہے کی جالی تھی۔ جالی پر لکڑی کا تختہ بچھا ہوا تھا۔ جس پر شیر ٹہل رہا تھا۔

وہ فوجی جوان قریب آگئے۔ اسی وقت شیر ہمارے لئے مصیبت بن گیا۔ جس تختے پر وہ ٹہل رہا تھا اس کی لکڑی ایک جگہ سے ذرا ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں منہ پر سے گھاس ہٹا کر ان فوجیوں کی پوزیشن معلوم کررہا تھا۔ اوپر سے شیر نے ٹہلتے ہوئے اس ٹوٹے ہوئے تختے سے جھانک کر مجھے دیکھ لیا۔ دیکھتے ہی غرّانے لگا۔ میں نے فوراً اپنے اوپر گھاس برابر کرلی۔ اچھی طرح چھپ گیا لیکن وہ دیکھ چکا تھا۔ تختے پر پاؤں مار کر نیچے دیکھتے ہوئے دہاڑنے لگا تھا۔ کمبخت ایک بے زبان جانور ہمیں گرفتار کرانے پر تُل گیا تھا۔

میں نے ایک ذرا سی گھاس ہٹا کر دیکھا۔ وہ دونوں فوجی ایک لائٹر سے سگریٹ سلگا رہے تھے۔ میں نے پاس پڑی ہوئی ایک پتلی سی لکڑی اٹھائی پھر تختے کے شگاف میں ڈال کر لکڑی کے سرے کو شیر کے منہ پر مارا۔ وہ ایکدم سے بھڑک گیا۔ غصہ میں دھاڑتا ہوا آہنی سلاخوں سے ٹکرانے لگا۔ دونوں فوجی اچھل کر پیچھے چلے گئے۔ ایک نے کہا "ایسا لگتا ہے جیسے یہ ہمیں کچا چبا جائے گا۔"

دوسرے نے کہا "یار مجھے تو ایسا لگا جیسے یہ پنجرے سے نکل آیا ہے۔"

انہوں نے ٹارچ کی روشنی میں اسے دھاڑتے ہوئے دیکھا پھر وہاں سے دوسری طرف جانے لگے۔ جب وہ ذرا دور نکل گئے تو ہم لڑھکتے ہوئے پنجرے کے نیچے سے نکلے پھر دوڑتے ہوئے دوسرے شیر کے پنجرے کے نیچے لڑھک گئے۔ اپنے اوپر گھاس ڈال لی۔ پھر میں نے سونیا کے دماغ میں آکر کہا "کیا خوب سہاگ رات ہے۔ ہمارا انجام دیکھ کر کوئی شادی نہیں کرے گا۔"

وہ مسکراتی ہوئی کروٹ بدل کر میرے قریب ہو گئی۔ وہ جس حد تک قریب ہوئی اس سے زیادہ قربت کا موقع نہیں تھا۔ کیوں کہ اوپر شیر تھا نیچے سوکھی گھاس تھی۔ ہماری ذرا سی حرکت سے گھاس میں سرسراہٹ کی آواز ہوتی تھی اور ہلکی سی آواز رات کے سناٹے میں دور تک سنی جا سکتی تھی۔ لہٰذا ہم جتنی شرافت سے لیٹے ہوئے تھے' اتنی شرافت دنیا کے کسی میاں بیوی میں نہیں ہو سکتی تھی۔

وہ اشارے سے بولی "دماغ میں آؤ۔"

میں اس کے اندر پہنچا۔ اس نے کہا "خیال خوانی کرو۔ جنرل ٹائر کے علاوہ کسی اور اہم عہدیدار کے دماغ میں جاؤ۔"

میں نے کہا "تمہارے پاس آنے سے پہلے میں جنرل کے ذریعے ان حکام اور فوجی افسران کی آوازیں سن چکا ہوں جو یوگا کے ماہر ہیں۔"

"ان کی آوازیں سن کر کچھ حاصل نہ ہوگا۔ وہ حساس دماغ رکھنے والے سانس روک لیں گے۔"

"ان میں سے دو چار ایسے ہوں گے جو دو چار گھنٹے بعد اپنے دماغوں میں مجھے خوش آمدید کہیں گے۔"

"کیا تم نے ان کی دماغی کمزوری کے لئے کوئی چال چلی ہے؟"

"میں نے کوئی چال نہیں چلی ہے۔ کیا تم اس بات سے متفق ہو کہ حکومت کے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل میں الجھنے والے حکام کس ز ذہنی پریشانی میں مبتلا رہتے ہوں گے؟"

"میں مانتی ہوں۔ دنیا کے نوّے فیصد حکمران وقت پر کھا نہیں سکتے' وقت پر سو نہیں سکتے۔ ویسے کھانا تو کسی وقت بھی کھالیا جاتا لیکن نیند رات کو کسی وقت بھی نہیں آتی۔ دوسری صبح نئے [illegible] کے لئے چاق و چوبند رہنے کی خاطر سونا ضروری ہوتا ہے۔ اور سونے کے لئے نیند کی دوا لازمی ہے......"

وہ بولتے بولتے چونک گئی۔ پھر بولی "اوہ گاڈ! میں سمجھ گئی' تم انتظار کر رہے ہو کہ آدھی رات تک یہاں کے کچھ حکام خواب آور دوائیں استعمال کر کے سو جائیں اور تمہاری خیال خوانی کے لئے دروازہ کھلا چھوڑ دیں۔"

"ہاں نیند کی دوائیں دماغ کو ذرا کمزور کر کے سلا دیتی ہیں۔"

"تمہیں کیسے پتا چلے گا کہ کس حاکم نے دوا استعمال کی ہے اور وہ تمہیں محسوس نہیں کرے گا؟"

"ذرا صبر کرو۔ ابھی تم دیکھ لوگی۔"

"کیا پہلے سے بتا دو گے تو سسپنس نہیں رہے گا؟"

"یہ بات نہیں ہے۔ ابھی دو جوان یہاں سے جاتے ہوئے باتیں کر رہے تھے' میں ان کے ذریعے کسی افسر کے دماغ میں جگہ بناؤں گا۔"

میں اس کے لہجے کو سوچتا ہوا اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اپنے افسر سے کہہ رہا تھا "ہم خیموں میں اور پنجروں کے آس پاس [illegible] آ رہے ہیں۔ وہ دونوں ایسی کھلی جگہ آکر نظروں سے چھپ [illegible] سکتے تھے۔ وہ یہاں نہیں ہیں۔"

افسر نے کہا "وہ ابھی نہیں ہیں لیکن کہیں سے بھٹکتے بھاگتے ہوئے آ سکتے ہیں۔ رات دو بجے تک کھلی آنکھوں سے [illegible] دیتے رہو۔ دو بجے کے بعد دوسرے جوان ڈیوٹی پر آ جائیں گے۔"

اس نے جیب سے ایک چھوٹی بوتل نکالی۔ پھر اسے کھول [illegible] غٹاغٹ دو چار گھونٹ پیئے۔ کبھی تو یوں لگتا ہے جیسے دشمن [illegible] میرے لئے آسانیاں پیدا کر رہے ہیں لیکن جہاں تک پینے والوں [illegible] سوال ہے تو اسے محض اتفاق یا تقدیر کی مہربانی نہ سمجھی جائے۔ تقدیر میرے سامنے پینے والوں کو نہیں لاتی۔ اس ملک میں [illegible] والے اتنے ہیں کہ ان کی بھیڑ میں نہ پینے والے پرہیزگار [illegible] سے نظر آتے ہیں۔ یوگا کے ماہرین بھی خاص تقریبات میں [illegible] کھول کر پیتے ہوں گے لیکن آج کل پرہیز کرتے ہوں گے۔ بہر [illegible] میں شراب کے ساتھ اس کے اندر پہنچ گیا۔

وہ اپنی ایک جیپ اور ٹرک میں فوجی جوانوں کو لے کر آیا [illegible] ٹرک واپس چلا گیا تھا۔ رات کے دو بجے دوسرے ڈیوٹی کر[نے] والے جوانوں کو پہنچایا جانا تھا۔ میں نے اس کی سوچ سے معلوم [کیا] کہ وہ اپنے کتنے افسران کو قریب سے جانتا ہے اور کون اس طرح بلاناغہ پیتا ہے' وہ سوچنے لگا "سب ہی پیتے ہیں۔ کوئی کام زیادتی کے باعث ہوش میں رہنے کے لئے تھوڑی پیتا [ہے] کوئی مدہوش ہو جانے کے لئے زیادہ پی لیتا ہے۔"

وہ اپنی ڈیوٹی سے بیزار ہو رہا تھا۔ شراب کے ساتھ کسی [illegible] کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اگر کرفیو نہ لگایا جاتا تو وہ [illegible] ساتھ اپنی جیپ میں عیش بھی کرتا اور ڈیوٹی بھی جاری رہتی۔"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "سرکس میں کرتب دکھانے [والی] حسیناؤں کی یہاں کمی نہیں ہے۔ میں یہاں سے کسی کو اپنے [illegible] میں لے جا سکتا ہوں۔"

اس کی سوچ نے کہا "میں کتنی دیر سے یہی بات سوچ [رہا ہوں] لیکن ڈیوٹی چھوڑ کر جاؤں گا تو......"

میں نے اس کی پوری بات نہیں سنی۔ سمجھ میں [آیا کہ] صرف ڈیوٹی کی وجہ سے مجبور ہے۔ میں نے سونیا کو اس [کے بارے] میں بتایا' وہ بولی "اسے شراب کے ساتھ شباب چاہئے۔ [illegible] الو بناؤں گی۔ سلمان کو بلاؤ۔"

میں نے اسے بلایا۔ سونیا نے کہا "فرہاد تمہیں ایک [illegible] کے دماغ میں پہنچا رہے ہیں۔ تم اس کے دماغ میں رہو۔ [جو] کرنا چاہے تو دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لینا۔"

اس نے کہا "میں یہی کروں گا۔ آپ کہاں ہیں مسز [illegible]"

"شیر کے قدموں میں۔"

شیر رہ رہ کر دھاڑ رہا تھا۔ سلمان نے کہا "واقعی ایک نہیں کئی شیروں کی آوازیں سن رہا ہوں۔"

میں نے کہا "ہم شیروں کے پنجروں کے نیچے چھپتے پھر رہے ہیں۔ میرے پاس آؤ۔"

وہ میرے پاس آیا۔ میں نے اسے فوجی افسر کے دماغ میں پہنچادیا۔ پھر سونیا کے پاس آکر بولا "اب جاسکتی ہو۔"

وہ لڑھکتی ہوئی پنجرے کے نیچے سے نکل گئی۔ اطمینان سے چلتی ہوئی اس کی طرف جانے لگی۔ اس نے آہٹ سن کر گھومتے ہوئے دیکھا۔ ڈانٹ کر کچھ کہنا چاہتا تھا۔ پھر حسین عورت کو دیکھ کر چپ ہوگیا۔ جب وہ قریب آئی تو اس نے پوچھا "کیا سرکس میں کام کرتی ہو؟"

"ہاں۔ تماشے دکھاتی ہوں۔ تم بھی تماشا دیکھو۔ اپنے ایک جوان کو بلاؤ اور میرے ساتھ چلو۔"

سلمان نے افسر کے دماغ میں رہ کر اسے حکم کی تعمیل پر مجبور کیا۔ اس نے ایک جوان کو بلا کر کہا "میرے پیچھے چلے آؤ۔"

وہ سونیا اور اپنے افسر کے پیچھے چلتا ہوا شیروں کے پنجرے کے قریب سے گزرنے لگا۔ میں نے پیچھے سے گردن دبوچ لی۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔ گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ منہ سے آواز نکالنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ سونیا افسر سے پوچھ رہی تھی۔ "یہ تماشا کیسا لگ رہا ہے۔"

وہ اپنے فوجی ماتحت کو میری گرفت سے نکل کر گھاس پر گرتے اور بے ہوش ہوتے دیکھ رہا تھا لیکن خاموش کھڑا ہوا تھا۔ سلمان کی مٹھی سے نکل نہیں سکتا تھا۔ میں اس فوجی جوان کو لڑھکاتا ہوا پنجرے کے نیچے لے گیا۔ اپنے کپڑے اسے پہنائے اس کی وردی خود پہن لی۔ پھر اس پر اچھی طرح گھاس ڈال کر پنجرے کے نیچے سے نکل آیا۔ سونیا نے افسر سے کہا "اپنے کوارٹر میں چلو۔"

وہ ہمارے ساتھ چلتا ہوا اپنی جیپ میں آیا۔ سونیا اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ میں پچھلی سیٹ پر آگیا۔ جیپ وہاں سے چل پڑی۔ آگے جاکر ہم نے دیکھا پورے شہر میں ویرانی اور سناٹا چھایا گیا تھا۔ سڑکوں اور گلیوں میں صرف کتے اور فوجی گھوم رہے تھے۔ دو مختلف راستوں پر دور سے ہمیں رکنے کا سگنل دیا گیا پھر مجھے اور فوجی افسر کو دیکھ کر آگے جانے کی اجازت مل گئی۔

ہمارے لئے پورے شہر میں ناکا بندی کی گئی تھی۔ راستے اور گلیاں خالی کرائی گئی تھیں تاکہ ہم کسی چار دیواری میں چھپنے پر مجبور ہوجائیں اور وہ ہمیں ڈھونڈ کر گرفتار کرلیں۔ ہم ان کی خواہش کے مطابق چار دیواری میں پہنچ گئے تھے۔ وہ چار دیواری فوجی افسر کی تھی۔ اب کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہم وہاں پناہ لے رہے ہیں۔

میں نے سلمان سے کہا "تم افسر کو واپس سرکس کی طرف لے جاؤ۔ اسے یاد نہیں آنا چاہئے کہ یہ ہمیں اپنے گھر پہنچا کر گیا۔"

سلمان اسے واپس لے گیا۔ میں نے سونیا کو اپنی طرف پوچھا "کیا خیال ہے؟ یہ چار دیواری ہماری ازدواجی زندگی کے لئے کیسی ہے؟"

وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر بولی "دشمن کے گھر میں عید نہ جاتی۔ ہوش میں رہو، پہلے تحفظ کا یقین ہونے دو۔"

"میں جب سے پیدا ہوا ہوں کہیں محفوظ نہیں رہا۔ تم بھی میری طرح آج تک بھاگتی دوڑتی رہی ہو۔ ہم دونوں اگر دشمنوں سے سہاگ رات کی بھیک مانگتے رہیں گے، ہمیں کبھی نہیں ملے گی۔ اپنی ازدواجی مسرّتوں کو زبردستی حاصل ہوگا۔"

میں اس کے قریب گیا۔ وہ دور ہو کر بولی "تم کچھ باؤلے ہو رہے ہو مگر میں جذبات میں اندھی نہیں ہوسکتی نہیں بھول سکتی کہ یہ نئی جگہ ہے ایک فوجی افسر کا گھر ہے۔ دوسرا افسر یہاں روشنی دیکھ کر آسکتا ہے۔"

میں نے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "میں ... کردیتا ہوں۔"

وہ بولی "اندھیرا کرنے سے پہلے گھڑی دیکھو۔ آدھی رات ... رہی ہے۔ کئی اعلیٰ حکام اپنے معمول کے مطابق نیند کی آغوش میں پہنچ گئے ہوں گے۔"

میں نے گھڑی دیکھی۔ واقعی اہم خیال خوانی کا وقت تھا۔ میں ٹھنڈے جذبات اور ٹھنڈی آہوں کے ساتھ ایک ... بیٹھ گیا۔ وہ میری حالت پر مسکرا کر بولی "صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے ... خیال خوانی کرو۔ میں اس دوران اس چھوٹے سے کاٹیج کو ... طرح چیک کرتی ہوں۔"

وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ میں جنرل ٹائر کے دماغ ... کر اس کی سوچ میں بولا "سونیا اور فرہاد کے سلسلے میں ... رپورٹ مل رہی ہے۔ مجھے اعلیٰ حکام کو حالات سے ... چاہیے۔"

جنرل کی سوچ نے کہا "میں کسی حاکم کو آدھی رات ... فون نہیں کرسکتا۔ مجھے تاکید کی گئی ہے کہ بارہ بجے کے بعد ... مداخلت نہ کروں۔ کوئی بھی اہم اطلاع صبح دی جائے۔"

پہلے ایسی بات نہیں تھی۔ سابقہ حکام فون کی گھنٹی ... رات کے کسی بھی حصے میں اٹھ بیٹھتے تھے۔ موجودہ حکمرانوں ... تازہ دم رہنے کے لئے نیند پوری کرنے کا یہ اصول اپنایا تھا۔

ان میں سے کون نیند کی دوائیں استعمال کرتا ہے ... کے لئے فون کی گھنٹی بجانا ضروری تھا۔ دوا کے اثر سے سونے والے ... گھنٹی کی آواز پر بیدار نہیں ہوتے۔ مسلسل گھنٹی بجتی رہے ... کوئی جاگ جاتا ہوگا۔ میں نے جنرل کے دماغ پر قبضہ جما کر ... ایک اعلیٰ حاکم کا نمبر ڈائل کرایا۔ پھر اس کے کان سے ریسیور سننے لگا۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بج رہی تھی مگر کوئی ریسیور نہیں اٹھا رہا تھا۔

اکثر حکام رات کے وقت اپنے سرہانے ٹیلی فون نہیں رکھتے۔ آدھی رات کے بعد ان کے سیکریٹری اور دوسرے ماتحت فون اٹینڈ کرتے ہیں لیکن موجودہ حکام اپنی اپنی رہائش گاہ میں تنہا رہتے تھے۔ ہم سے انہیں یہ اندیشہ تھا کہ ہم ان کے سیکریٹری یا کسی ملازم کے ذریعے ان کے دماغوں میں جگہ بنالیں گے۔ اس لئے وہ کسی پر بھروسا نہیں کرتے تھے۔

وہ اعلیٰ حاکم بھی اپنے بنگلے میں تنہا تھا۔ فون کی گھنٹی سن کر ریسیور اٹھانے والا کوئی ملازم نہیں تھا۔ میں نے جنرل سے ریسیور رکھوادیا۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا اس اعلیٰ حاکم کے دماغ میں پہنچ گیا۔ کوئی دشواری کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔ وہ دن کے وقت حسّاس دماغ رکھنے والا، دوا کے اثر سے بے حس ہو کر رات کو غفلت کی نیند سو رہا تھا۔

میں نہایت اطمینان سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پہلے یہ معلوم کیا کہ وہ تمام اعلیٰ حاکم اور فوجی افسران ایک دوسرے سے صرف فون پر یا ٹرانسمٹر کے ذریعے رابطہ قائم کرتے ہیں۔ کوئی کسی کی رہائش گاہ کے قریب سے نہیں گزرتا اور نہ ہی کبھی روبرو ملاقات کرتا ہے۔ صرف ہنگامی اجلاس کے وقت پاپاڈوک سے گفتگو کرنے کے لئے وہ ایک کانفرنس ہال میں آتے ہیں۔ اہم مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ چوں کہ جنرل کے دماغ میں خیال خوانی والے دوست اور دشمن آتے رہتے تھے اس لئے جنرل کبھی دشمن بن کر موجودہ حکام کو نقصان پہنچانے والی کوئی حرکت کرسکتا تھا۔ اس لئے فوجی افسران اس کی کڑی نگرانی کرتے تھے۔

میں نے اعلیٰ حاکم سے پوچھا "پاپاڈوک کی رہائش گاہ سے کون واقف ہے؟"

اس نے جواب دیا "مجھے اور فوج کے یوگا کے ماہر دو فوجی افسران کو معلوم ہے کہ وہ رائل اسٹریٹ کی ایک محل نما کوٹھی میں رہتا ہے۔ رات کو سونے کے لئے یا کسی خطرے کے وقت تہ خانے میں چلا جاتا ہے۔"

اس نے کوٹھی کا پتا بتایا۔ اس کوٹھی کے باہر مسلح فوجیوں کا پہرا رہا کرتا تھا۔ اس کے احاطے میں رات کو خونخوار کتے جاگتے، غراتے اور بھونکتے رہتے تھے۔ اندر صرف ایک مسلح باڈی گارڈ رہتا تھا، وہ بھی یوگا کا ماہر تھا۔

میں نے سونیا کو بلا کر بتایا کہ پاپاڈوک کتنے سخت پہرے میں رہتا ہے۔ وہ بولی "اس کاٹیج میں فوجی افسر نے کافی ہتھیار جمع کئے ہیں۔ میں ایک ریوالور اور سائلنسر لے کر چلوں گی۔"

"ٹھیک ہے میں بھی یہاں سے نکلنے کی تیاری کرتا ہوں۔"

میں نے سلمان سے کہا "اس افسر کے ذریعے دوسرے فوجی اعلیٰ افسر سے رابطہ رکھو۔ میں اس کی آواز سنوں گا۔"

اس نے افسر کو مجبور کیا۔ وہ ٹرانسمٹر کے ذریعے اپنے ایک سینئر افسر سے رابطہ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں اس سینئر افسر کی آواز سنائی دی۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی زبان سے کہا "سلمان! رابطہ ختم کرادو۔ کام بن گیا ہے۔"

وہ سینئر افسر اپنی جیپ میں بیٹھ کر ہماری طرف آنے لگا۔ میں نے لیلیٰ اور سلطانہ کو بلا کر دو فوجی جوانوں کے دماغوں میں پہنچایا جو اس سینئر افسر کے ساتھ آرہے تھے۔ میں بھی وردی میں تھا۔ اس لئے تیسرا فوجی جوان لگ رہا تھا۔

مختصر یہ کہ میں اس سینئر افسر کے دماغ پر سوار رہ کر سونیا اور مسلح جوانوں کے ساتھ پاپاڈوک کی محل نما کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔ گیٹ پر پہرے داروں نے سینئر افسر کو دیکھ کر سیلوٹ کیا۔ پھر گیٹ کو کھول دیا۔ احاطے کے اندر کتے بھونک رہے تھے۔ انہیں تربیت دینے والے دو افراد دور لے جارہے تھے۔ ہم جیپ سے اتر کر کوٹھی کے اندر پہنچ گئے۔

مسلح باڈی گارڈ نے پوچھا "سر! آپ نے آنے کی اطلاع نہیں دی۔ اچانک آنے کی وجہ کیا ہے؟"

"سونیا نے کہا "وجہ یہ ہے کہ تم یوگا کے ماہر ہو اور یہ اچھی بات نہیں ہے۔"

اس نے سائلنسر لگے ہوئے ریوالور کو نکالا۔ باڈی گارڈ نے اپنا ریوالور نکالا لیکن اس سے پہلے ہی سونیا نے اسے گولی ماردی پھر لیلیٰ اور سلطانہ سے بولی "ان جوانوں کے ذریعے اس کی لاش کسی ٹوائلٹ میں پہنچادو۔"

وہ دو فوجی جوان اس باڈی گارڈ کی لاش اٹھا کر لے گئے۔ سلمان نے میرے پاس آکر کہا "میرے معمول افسر کی ڈیوٹی بدلنے والی ہے۔"

میں نے کہا "اسے چھوڑ دو اور اس سینئر افسر کو گرفت میں رکھو۔"

میں اسے سلمان کے حوالے کرکے بولا "یہاں دو مسلح فوجی ہیں۔ لیلیٰ اور سلطانہ ان کے دماغوں میں ہیں۔ یہاں کوئی فون یا ٹرانسمٹر کال آئے تو فوراً مجھے اطلاع دینا۔"

میں سونیا کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا ایک کمرے میں آیا۔ وہاں رکھے ہوئے ایک پلنگ کے نیچے چور راستہ تھا۔ اس راستے سے ہم تہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک آرام دہ پلنگ پر پاپاڈوک سو رہا تھا۔ ہمارے آتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ شاید اس نے سونے سے پہلے دماغ کو یہی ہدایت دی تھی کہ کسی کے آتے ہی آنکھ کھل جائے۔

کسی غافل کی آنکھ کھلتی ہے تو اسے پچھتانے کی مہلت نہیں ملتی۔ سونیا نے اس کے ایک بازو میں گولی مارتے ہوئے کہا "میں

نہیں چاہتی کہ تم خیال خوانی کے ذریعے خطرے کی گھنٹی بجادو۔"
میں پاپاڑوک کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ چہرے سے پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن دماغ میں پہنچتے ہی تصدیق ہو گئی۔ میں نے کہا۔ "سونیا اب شبے کی گنجائش نہیں رہی۔ یہی پاپاڑوک ہے۔"
وہ زخمی بازو کو تھام کر سنبھلنا چاہتا تھا۔ سونیا کا نام سنتے ہی لڑکھڑا کر گر پڑا۔ وہ دوسرے بازو پر گولی مارتے ہوئے بولی "تمہیں گولیوں سے نہیں لاتوں اور جوتوں سے مارنا چاہئے۔ کیوں کہ تم نے ہمیں بہت دوڑایا ہے۔ ارادہ تھا کہ تمہیں بھی دوڑا دوڑا کر مارتی رہوں گی لیکن تمہیں زندہ رہنے کا تھوڑا سا بھی موقع دینا بہت بڑی حماقت ہو گی۔"
وہ تکلیف کی شدت سے فرش پر گھٹنے ٹیک کر بولا "میں اپنی پچھلی زندگی کے متعلق کچھ نہیں جانتا اور یہ نئی زندگی تم چھین رہی ہو۔ مجھے اتنا تو بتا دو کہ تم میری جان کی دشمن کیوں ہو؟"
میں نے کہا "بتانے کا وقت گزر چکا ہے۔ تم ہمیں باتوں میں لگا کر اپنے بچاؤ کی تدبیر کرنا چاہتے ہو۔ سونیا! قصہ تمام کرو۔"
اس نے بے آواز فائر کیا۔ گولی اس کی پیشانی کو پھاڑتی ہوئی کھوپڑی کے آر پار ہو گئی۔ وہ اوندھے منہ فرش پر گر پڑا۔ سونیا نے مسکرا کر پوچھا "کیا مقدر کا لکھا ہوا پورا ہو چکا ہے۔ یہ میرے ہی ہاتھوں سے مر گیا ہے؟"
میں نے کہا "میں ابھی اس کی موت کا یقین دلاتا ہوں۔"
میں نے پاپاڑوک کی لاش کو لات مار کر پلنگ کے نیچے کر دیا۔ پھر سونیا کو دونوں بازوؤں میں اٹھا کر پلنگ پر پھینک دیا۔ وہ بولی "یہ کیا کرتے ہو؟"
"میری جان! آج تک کسی دلہا دلہن نے کسی لاش کے اوپر سہاگ رات نہیں منائی ہو گی۔ ہم منائیں گے، ہم....."
میں نے بستر پر چھلانگ لگائی۔ اسی کو مقدر کہتے ہیں۔ جس کا بستر تھا، وہ نیچے تھا۔ ہم اوپر تھے۔ ہم دیکھ سکتے تھے، وہ اپنے بستر کی مسرتیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہ بات لطف حاصل کرنے کی نہیں عبرت حاصل کرنے کی ہے۔

جی ہاں، یہ عبرت حاصل کرنے کی باتیں ہیں، دنیا میں کتنے ہی فرعون گزرے، کتنے ہی عیاش اپنی سیج کو حسیناؤں سے سجاتے رہے پھر وہ نہ رہے، صرف ان کے بستر رہ گئے۔
دنیا کے تمام ملکوں سے حسینائیں خریدی جاتی ہیں پھر بڑے بڑے شہنشاہوں کے بستروں پر پہنچائی جاتی ہیں۔ ان بستروں پر اولادیں جنم نہیں لیتیں۔ ان بستروں پر کوئی حسینہ ماں بن کر اپنی اولاد کو دودھ نہیں پلاتی، بستر وہی ہے، جہاں ہمیں ماں کا دودھ ملے، اس باپ کا جبر نہ ملے جو ہمیں پیدا ہونے سے پہلے ہی ہماری ماں کی کوکھ میں ہمیں مار ڈالتا ہے۔
صبح ہونے والی تھی۔ سونیا میرے سینے پر سر رکھ کر سو گئی۔ وہ جیسے ایک طویل مدت کے بعد گہری نیند سو رہی تھی۔ آج سے بے شمار ذمے داریوں کا بوجھ اٹھا کر جاگتے جاگتے سوتی تھی سوتے سوتے جاگتی رہتی تھی۔ اتنی بڑی دنیا میں میں ہی اس کا آسمان تھا، میں ہی اس کا معتبر محافظ تھا۔ اس لئے مجھ پر ذمے داریوں کا بوجھ ڈال کر وہ سکون سے بے کھٹکے سو گئی تھی۔
میں خیال خوانی کے ذریعے دوسرے حاکم کے دماغ میں گیا۔ چند حکام اور چند فوجی افسران نے یوگا کے بل پر حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تھی تاکہ ہم ان کے دماغوں میں آ کر حکومت کو کمزور نہ بنا سکیں۔
لیکن آدمی ہزار احتیاط کے باوجود کسی نہ کسی پہلو سے کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومت کا بوجھ سنبھالنے والے وقت پر کھاتے ہیں اور نہ ہی وقت پر نیند پوری کر سکتے ہیں۔ ہر صبح ذہنی تازگی کے لئے خواب آور گولیاں کھا کر نیند کو بلاتے ہیں۔
ایسی مسکن اور خواب آور دوائیں دماغ کو سست اور کمزور بناتی ہیں۔ یہ کمزوری وقتی ہوتی ہے۔ میں اسی وقت کمزوری کا فائدہ اٹھا کر پہلے ایک حاکم کے دماغ میں گیا تھا۔ وہ گہری نیند میں مجھے محسوس نہ کر سکا تھا۔ پھر اس کے دماغ میں چھپی ہوئی معلومات نے مجھے پاپاڑوک کی رہائش گاہ تک اور پاپاڑوک کو موت کے منہ تک پہنچا دیا تھا۔
میں نے دوسرے حاکم کے دماغ سے بھی اس کی کمزوری معلوم کیں۔ پھر ایک اعلیٰ فوجی افسر کے اندر پہنچ کر اس پر عمل کیا۔ اس کے بعد دوسرے فوجی افسر کے پاس پہنچا تو وہ چونک کر اٹھ گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ خواب آور دوا نہیں کرتا تھا۔ اس نے پوچھا "کون ہے؟"
میں نے پاپاڑوک کی نئی آواز اور نئے لہجے میں کہا "پاپاڑوک بول رہا ہوں۔"
اس نے پوچھا "میرے پاس براہ راست کیوں آئے؟ کہ جنرل ٹائر کے ذریعے ہمارا رابطہ ہوتا ہے؟"
"میں ابھی جنرل کے پاس چپ چاپ گیا تھا۔ اس کے اندر میں کوئی بول رہا تھا۔ وہ فرہاد یا سلمان ہو سکتا ہے۔ پریشانی کی بات ہے کہ جنرل ٹائر اپنے ہوش میں نہیں تھا۔ مجھے یقین ہے کہ فرہاد وغیرہ جنرل پر تنویمی عمل کرتے ہیں اور اسے اپنا آلۂ کار بنا رہے ہیں۔"
فوجی افسر نے پریشان ہو کر کہا "یہ تو بڑی تشویش کی بات ہے۔ وہ جنرل کے ذریعے ہماری اہم میٹنگ میں چھپ کر شریک ہوتے رہے ہوں گے۔"
"بے شک یہی بات ہے۔ ہمیں اب جنرل کو اپنا نمائندہ نہیں بنانا چاہئے۔ مجھے بتاؤ آئندہ میں کس کے دماغ میں آ کر تم لوگوں سے رابطہ کروں؟"
"یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے مشورہ کر کے بتاؤں گا۔"
میں نے کہا "اب میں چار گھنٹے بعد رابطہ کروں گا۔ کیوں کہ پچھلی رات جاگتا رہا ہوں۔ اب نیند پوری کرنے جا رہا ہوں۔"
اس نے سانس روک لی۔ میں اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ بھید کھلتے کھلتے رہ گیا تھا۔ میں چاہتا تھا، چار گھنٹے تک سونیا نیند پوری کر لے۔ میں اہم معاملات نمٹا لوں پھر وہاں کے نئے حکام اور فوجی افسران کو پاپاڑوک کی موت کی اطلاع ملے۔ اسی وقت فون کی گھنٹی سنائی دی۔ میں بستر سے اٹھا اور اس خفیہ کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آیا۔ پھر ریسیور کو اٹھایا، جس فوجی افسر سے ابھی میں نے رابطہ کیا تھا، اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد پوچھ رہا تھا "پاپاڑوک کیا کر رہا ہے؟"
میں نے پاپاڑوک کے باڈی گارڈ کی آواز میں جواباً کوڈ ورڈز ادا کئے پھر کہا "وہ خفیہ کمرے میں ہے۔ کیا میں فون پر رابطہ کراؤں؟"
"نہیں، ابھی وہ میرے دماغ میں آیا تھا۔ اور اب سونے جا رہا ہے اسے ڈسٹرب نہ کرو۔ بہت چوکنے رہو۔ دس بجے دوسرا باڈی گارڈ ڈیوٹی پر آ کر تمہیں ریلیف کر دے گا۔"
اس نے ریسیور رکھ دیا۔ میں نے بھی ریسیور رکھ کر دیکھا۔ سونیا خفیہ کمرے سے نکل کر آ گئی تھی۔ وہ مجھ سے نظریں ملتے ہی شرما گئی۔ پھر تیزی سے آئی اور میرے سینے میں منہ چھپا کر بولی۔ "سوری! میری آنکھ لگ گئی تھی۔"
میں نے مسکراتے ہوئے کہا "محفوظ قلعے میں نیند آ ہی جاتی ہے۔ ویسے اچھا ہوا تم جاگ گئیں۔ یہاں دس بجے گارڈز کی ڈیوٹی بدلنے والی ہے۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے۔"
میں نے اسی افسر کے دماغ میں جگہ بنائی جو اس پناہ گاہ کے مین گیٹ پر دو فوجی جوانوں کے ساتھ اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا تھا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق خونخوار کتوں کے ٹرینر سے کہا "کتوں کو باندھ دو۔ صاحب باہر جائیں گے۔"
کتے باندھ دیئے گئے۔ ایک کار رہائش گاہ کے دروازے پر پہنچا دی گئی۔ اس کار کی ونڈ اسکرین اور کھڑکیوں کے شیشے کلرڈ اور بلائنڈ تھے۔ اندر سے باہر دیکھا جا سکتا تھا۔ باہر سے اندر کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ ہم دونوں اگلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ سونیا نے اسٹیرنگ سیٹ سنبھالی، کیوں کہ میں نے خیال خوانی کے ذریعے وہاں کے افسر کو سنبھال رکھا تھا۔ یوں ہم پاپاڑوک کی خفیہ پناہ گاہ سے نکل آئے۔
وہاں سے نکلنے کے بعد ہمارے پاس چھپنے کی جگہ نہیں تھی۔ اور میں جس افسر کے دماغ میں تھا اس کے کیبن میں فون کی گھنٹی بج رہی تھی، اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا تو کسی فوجی افسر نے پوچھا "کیا رپورٹ ہے؟"
اس نے میری مرضی کے مطابق جواب دیا "خیریت ہے سر! ابھی میں نے انٹرکام کے ذریعے باڈی گارڈ سے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ پاپاڑوک سو رہا ہے۔"
دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا۔ میں نے چند سیکنڈ کے لئے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر سلمان کو بلایا پھر اس سے کہا۔ "میرے ساتھ ایک افسر کے دماغ میں آؤ اور اس کے ذریعے متعلقہ افسران کو یہی یقین دلاتے رہو کہ پاپاڑوک سو رہا ہے۔"
میں اسے افسر کے دماغ میں پہنچا کر سونیا سے بولا "یہ گاڑی کسی تنگ سی گلی میں روکو، جہاں سے فوجی گشت کرتے ہوئے نہ گزرتے ہوں۔"
وہ میری ہدایات پر عمل کرنے لگی۔ میں نے رسونتی سے کہا۔ "میں اور سونیا یہاں سے نکلنا چاہتے ہیں۔ پاپاڑوک ختم ہو چکا ہے۔ فوراً ایک طیارہ لبنان پہنچاؤ۔ پھر سلطانہ اور لیلیٰ کے ساتھ تم بھی میرے دماغ میں آؤ۔"
سونیا نے ایک گلی میں کار روک دی۔ ہم کار سے نکل کر تیزی سے چلتے ہوئے ایک مین روڈ پر آئے پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک فلائنگ کلب کی طرف جانے لگے۔ لیلیٰ نے آ کر کہا "سلطانہ بھی آئی ہے۔"
پھر رسونتی نے کہا "فرہاد! سوری، جناب تبریزی صاحب مجھے عملی میدان میں آنے سے منع کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں، ابھی میری تربیت باقی ہے۔ ویسے تم دونوں کے لئے ایک فرانسیسی طیارہ روانہ ہو رہا ہے۔"
وہ چلی گئی۔ میں نے سلطانہ کو اس اعلیٰ فوجی افسر تک پہنچایا

جس پر میں نے تنویمی عمل کیا تھا۔ وہ اب میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ پھر سلطانہ کو سمجھایا کہ اس اعلیٰ افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر فضائیہ کے افسر تک پہنچے۔ مجھے معلوم تھا کہ باقی تمام افسران یوگا کے ماہر نہیں ہیں۔

پھر میں نے ایک اعلیٰ حاکم کے ذریعے فلائنگ کلب کے انچارج سے کہا "ہماری ایک جاسوسہ اور جاسوس آرہے ہیں ان کے لئے طیارہ تیار رکھو۔ ایندھن چیک کرلو۔"

میں نے لیلیٰ کو فلائنگ کلب کے انچارج کے پاس پہنچا دیا۔ وہ دیکھتی رہی کہ ہمارے لئے جو طیارہ مخصوص کیا جارہا ہے' اس میں کوئی خرابی تو نہیں ہے۔

فلائنگ کلب شہر سے دور تھا۔ ہم آدھے گھنٹے میں پہنچے' طیارہ ہمارے لئے رن وے پر آگیا تھا۔ سونیا نے پائلٹ سے کہا "تمہاری ضرورت نہیں ہے' تم جاؤ۔"

اس نے پائلٹ کی سیٹ سنبھال لی۔ میں نے اس کے پیچھے ایک سیٹ پر بیٹھ کر سلمان سے کہا "اس افسر کو چھوڑ دو۔ میرے پاس آؤ۔"

وہ میرے دماغ میں آیا۔ طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ میں نے کہا "سلمان! تم سلطانہ کے پاس جاؤ۔ وہ اعلیٰ افسر کے دماغ میں ہے۔ اس افسر کے ذریعے تل ابیب کے ساحلی علاقے کے فوجی افسر کے پاس پہنچو اور اس کے دماغ میں رہ کر میرا انتظار کرو۔"

سلمان نے پوچھا "ساحلی علاقے کے کس افسر کو اہمیت دینا چاہئے؟"

میں نے جواب دیا "توپ خانے کے انچارج افسر کو اہمیت دو۔ اگر ہمیں خطرہ پیش آیا تو تم توپوں کا رخ شہر کی طرف کرکے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کو دھمکیاں دو گے۔"

سلمان چلا گیا۔ ہمارے طیارے کی پرواز کے ساتھ ہی ملٹری انٹیلی جنس کا ایک افسر پوچھ رہا تھا "یہ طیارہ کہاں جا رہا ہے۔ کیا یہ شہری حدود میں رہے گا؟"

فلائنگ کلب کے انچارج نے لیلیٰ کی مرضی کے مطابق جواب دیا "جی ہاں' شہری حدود میں رہے گا۔ طیارے کے ذریعے شہر میں گشت کرنے والے فوجیوں سے رابطہ رکھا جارہا ہے۔"

تھوڑی دیر بعد ہی ملٹری انٹیلی جنس والوں نے ہنگامہ مچا دیا کیوں کہ ہمارا طیارہ سرحد پار جارہا تھا۔ ٹرانسمٹر کے ذریعہ فضائیہ کے افسران سے کہا جارہا تھا کہ اس طیارے کو روکو۔ وہ اجازت حاصل کئے بغیر سرحد پار جارہا ہے۔"

فضائیہ کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں سلطانہ موجود تھی۔ اس نے کہا "طیارے میں ہمارا ایک افسر سیکرٹ مشن پر جارہا ہے' اسے روکا نہ جائے۔"

ہم نے سرحد پار کرلی۔ لبنان پہنچ گئے۔ وہاں فرانس کا ایک طیارہ ہمارا منتظر تھا۔ جب ہم اس میں سوار ہوگئے اور پرواز کرنے لگا تو میں نے 'سلمان' سلطانہ اور لیلیٰ نے تمام اسرائیلی اور فوجی افسران سے کہا "تمہاری نئی یوگا والی حکومت تمہیں مبارک رہے۔ پاپا ڈوک اپنی آخری سانس پوری کر چکا ہے۔ تمہارے ہی طیارے میں سونیا اور فرہاد یہاں سے جا چکے ہیں۔ پاپا ڈوک کی طرح جے مورگن کا برین آپریشن کر چکے ہو۔ آئندہ کے لئے تیار رکھو۔ ہم پھر کبھی آئیں گے۔"

ہماری ان باتوں پر کسی کو یقین نہیں آیا۔ کتنے ہی فوجی دندناتے ہوئے پاپا ڈوک کی خفیہ رہائش گاہ میں پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ انہوں نے اپنے طور پر زبردست حفاظتی انتظامات کئے تھے۔ باڈی گارڈز رکھے تھے جو یوگا کے ماہر تھے۔ اعلیٰ حکام اور اعلیٰ افسران کے دماغوں میں بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ایسے میں یقین تھا کہ نہ ہم پاپا ڈوک تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی کسی طرح سے اسرائیلی سرحدوں سے باہر جا سکتے ہیں کیوں کہ ائرپورٹ اور فلائنگ کلب سے اعلیٰ حاکم کی اجازت کے بغیر کوئی پرواز نہیں کر سکتا تھا۔ بڑا ناز تھا کہ وہ حاکم سانس روک لیتا ہے' اس کے دماغ میں ہماری دال نہیں گلے گی۔

اب اس حاکم کا محاسبہ کیا جارہا تھا کہ ہم ایک طیارہ لے کر کیسے گئے؟ اس نے جواب دیا "میں حیران ہوں' وہ کیسے میرے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔"

ایک فوجی افسر نے سوال کیا "ایسا تو نہیں ہے کہ آپ رات نشے میں تھے؟"

"ہرگز نہیں' یہ سب جانتے ہیں کہ میں نشہ نہیں کرتا۔ کبھی نیند نہ آئے تو خواب آور گولیاں استعمال کرتا ہوں۔ یہ سب ہی کرتے ہیں۔"

فوج کے اعلیٰ افسران نے فضائیہ کے افسر سے پوچھا "وہ تمہارے دماغ میں کیسے پہنچا تھا؟ کیسے تم نے کہہ دیا کہ افسر سیکرٹ مشن کے لئے سرحد پار جارہا ہے۔"

فضائیہ کے افسر نے اعلیٰ افسر سے کہا "سر! آپ نے مجھے یہی کہا تھا۔"

اس سے ظاہر ہوگیا کہ وہ یوگا کا ماہر فوج کا اعلیٰ افسر خواب آور دوا استعمال کرتا تھا اور ان سب کی ایسی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر جا چکے ہیں۔

ان سب پر ماتمی کیفیت طاری تھی۔ انہوں نے لاکھوں ڈالر خرچ کرکے پاپا ڈوک کا برین تبدیل کیا تھا۔ اس کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے سپرپاور بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اور وہ خواب چور چور ہوگیا تھا۔

وہ امریکی حکام سے رابطہ کرکے اپنے ملک میں بیٹھے ہوئے یہ المیہ سنا رہے تھے۔ اس سے پہلے گولڈن برینز اور ان کے ادارے کی تباہی نے ان تمام بڑے ممالک کو تشویش میں مبتلا کیا تھا۔ اگرچہ تمام گولڈن برینز کی موت سے امریکا کو فائدہ پہنچا تھا۔ لیکن وہ اسرائیل کے غم میں اس لئے شریک تھا کہ کسی وقت بھی ہمارا رخ اُس کی طرف ہو سکتا تھا۔

تمام بڑے ممالک نے حکومتِ فرانس سے شکایت کی۔ نئے سُپر ماسٹر نے فرانس کے ایک حاکم سے کہا "اگر تمہاری حکومت فرہاد کی فیملی کو پناہ نہ دے تو انہیں کسی ملک میں سکون سے رہنا نصیب نہیں ہوگا۔"

فرانس کے حاکم نے کہا "مفرور لوگوں کو پناہ دی جاتی ہے اور فرہاد کی فیملی برسوں سے فرانس کی باقاعدہ شہری ہے۔"

"لیکن انہوں نے اسرائیل میں مجرمانہ حرکتیں کی ہیں۔"

"مجرمانہ حرکتوں کی ابتدا اسرائیل سے ہوئی ہے۔ پاپا ڈوک' بابا فرید واسطی مرحوم کی صاحبزادی کو اغوا کرکے اسرائیل لے گیا۔ وہاں کے حکمرانوں نے پاپا ڈوک کو سر پر بٹھایا۔ اب اس کی موت پر واویلا کیوں کر رہے ہیں؟"

"بات صرف پاپا ڈوک کی نہیں ہے۔ سونیا اور فرہاد نے تمام گولڈن برینز کو قتل کیا ہے۔ تل ابیب میں بمباری کرائی ہے۔ ہمارے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا ہے۔"

"اسرائیل نے بھی تمہارے خیال خوانی کرنے والوں کو اغوا کیا ہے۔ ابھی تک جے مورگن اُن کی قید میں ہے۔ الپا کو ماسک مین لے گیا۔ تمہیں ان دو ممالک سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ جب کہ فرہاد نے تمہارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تمہاری مرضی کے حوالے کر دیا ہے۔ پھر بھی تم فرہاد کی فیملی کی ہی شکایتیں کر رہے ہو۔"

"یہ شکایتیں نہیں ہیں سوار ننگ ہے۔ فرہاد کو سمجھاؤ۔ وہ صرف چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اور ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنے کی مشین ہے۔ آخر وہ کب تک ہمارے مقابلے پر ٹھہرے گا؟"

"فرہاد کے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہے ہو۔ باپ سیر ہے تو وہ سوا سیر ہیں۔ دیکھنے اور سمجھنے کے بعد بھی سمجھ میں نہیں آیا تو خدا تمہیں سمجھائے گا۔"

سُپر ماسٹر نے فرانس کے حاکم سے کہا "ہمارا تمہارا شمار بڑے ممالک میں ہوتا ہے۔ تمہارے پاس فرہاد سمیت چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ میں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے تمہارے فرانس کو بارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دوں گا۔ تم اس کمبخت کی فیملی کو اپنے ملک سے نکال دو۔"

"سپر ماسٹر! ابھی تک بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ کیا پارس اور علی تیمور ٹیلی پیتھی جانتے ہیں؟ بالکل نہیں جانتے پھر بھی تم لوگوں کے بارہ بجا رہے ہیں۔ کیا تم نے سوچا ہے کہ ان دونوں کے پیچھے کون سا طوفان آنے والا ہے۔"

"طوفان؟" سپر ماسٹر نے تعجب سے پوچھا۔

"طوفان؟" ماسک مین نے حیرانی سے پوچھا۔

"طوفان؟" اسرائیلی حکام اور دوسرے بڑے ممالک نے سوال کیا۔

"ہاں طوفان! سوچو طوفان۔ جب رسونتی سے ایسے دو طوفان پیدا ہو سکتے ہیں تو سونیا کس قیامت کی اولاد کو جنم دے گی۔ یہ سونیا اور فرہاد کا ملاپ ہو رہا ہے۔ زمین اور آسمان ٹکرا رہے ہیں۔ جاؤ

اتنی دیر سے سمجھا رہا ہوں' بات سمجھ میں نہیں آئی۔اب شاید عقل آجائے۔"
رابطہ ختم ہوگیا۔

O☆☆O

رابطے کہاں ختم ہوتے ہیں۔شروعات تو اب ہوئی تھی۔امریکا' روس اور اسرائیل کے ہنگامی اجلاس ہو رہے تھے۔یہ تو کسی نے سوچا ہی نہیں تھا کہ سونیا نے کسی بچے کو جنم دیا تو وہ فتنہ کیسے قیامت بنے گا؟سب یہ کہہ کر اپنی تسلی کر رہے تھے کہ سونیا کون سا افلاطون پیدا کرے گی۔ہماری دنیا میں بڑے بڑے دھماکے پیدا ہوئے'یہ ایک دھماکا اور ہوگا تو کیا ہو جائے گا؟

خود کو تسلی دینا اور بات ہوتی ہے لیکن حقیقت سے انکار نہیں کیا جاتا۔سونیا نے آج تک جیسے دل ہلا دینے والے کارنامے انجام دیئے تھے ان کے پیشِ نظر یہ سچائی مستند تھی کہ آئندہ وہ دل ہلا دینے والی اولاد پیدا کرے گی۔

یہ تو قدرت کے کھیل ہوتے ہیں۔کون یقین سے کہہ سکتا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔نئے سپر ماسٹر نے اپنے ملک کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے کہا "میں خوش فہمی میں مبتلا ہونے والا سپر ماسٹر نہیں ہوں۔آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی ٹرانسفارمر مشین پر بھروسا نہ کریں۔اس مشین نے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے' وہ سب فرہاد کی فیملی سے زیر ہوتے رہے۔سب سے زیادہ سبق آموز حقیقت یہ ہے کہ ہم ٹیلی پیتھی نہ جاننے والے پارس اور علی تیمور کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "بے شک ہمیں اپنی طاقت پر غرور نہیں کرنا چاہئے بلکہ دشمن کی طاقت کا حساب کرنا چاہئے۔"

نئے سپر ماسٹر نے کہا "حساب یہ ہے کہ پچھلے دنوں ایک نئی سونیا ثانی پیدا ہوگئی تھی۔اس نے نیویارک آکر اصل سونیا کے لئے راستہ ہموار کیا۔ہم سب کو چکر میں ڈال دیا۔علی تیمور کے ساتھ تبت جا کر پایا ڈوک کے گروہ کو جہنم میں پہنچا دیا۔یعنی فرہاد کی فیملی میں ایسے ناقابلِ شکست افراد کا اضافہ ہو رہا ہے جو ٹیلی پیتھی نہیں جانتے اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا شکار کر لیتے ہیں۔"

کرنل نے کہا "میں مانتا ہوں' فرہاد کی فیملی ممبران نے ثابت کر دیا ہے کہ ٹرانسفارمر مشین اتنی اہمیت نہیں رکھتی جتنی انسان کی قدرتی صلاحیتیں اپنا لوہا منوا لیتی ہیں۔"

سپر ماسٹر نے پوچھا "جنرل! تم کیوں چپ ہو؟تم نے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ ہمارے ملک کے نظامِ حکومت پر ٹیلی پیتھی کے ذریعے حاوی ہونا چاہتے تھے۔تم ان سب کو کال کوٹھری میں پہنچا دیا۔صرف ایک مرینا آزاد رہ گئی ہے جو فرہاد کی فیملی سے متاثر نظر آتی ہے۔ہم تم سے کچھ سننے کی توقع کر رہے ہیں۔"

جنرل نے کہا "دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں اور ٹیلی جاننے والے دشمن تو کسی کی بھی نادانستگی میں آکر یہاں کی ... سن سکتے ہیں۔مملکتِ اسرائیل میں یوگا جاننے والے حکمران تھے ان کا انجام ہمارے سامنے ہے۔یہ فرہاد کس طرح ہمارے ... پہنچ جاتا ہے' یہ ہم ابھی تک سمجھ نہیں پائے'اس لئے خاموش ... ہے۔جو میں کر رہا ہوں وہ آئندہ سامنے آنے والا ہے۔"

نئے سپر ماسٹر نے کہا "پھر تو بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔میرا ... بھی ختم ہو جاتا ہے۔اگر جنرل صاحب اپنی باتیں چھپا رہے ہیں ... مجھے بھی یہ چھپانے کا حق ہے کہ آئندہ میں کیا کرنے والا ہوں ..."

ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا "پھر ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ تم ... کیا کرتے پھر رہے ہو؟"

سپر ماسٹر نے جواب دیا "اعلیٰ حکام کے لئے سیکڑوں ... سیاسی معاملات ہیں۔اس لئے ٹیلی پیتھی کا معاملہ جنرل اور ... چھوڑ دیں۔میں وہ سپر ماسٹر نہیں ہوں جسے جنرل کے حکم ... آسانی گولی ماردی جائے گی۔میں اپنی صلاحیتیں منوا کر رہوں گا ..."

دوسرے اعلیٰ حکام نے کہا "ہم اس اجلاس سے جا ... ہیں۔جنرل اور سپر ماسٹر کا فرض ہے کہ وہ آپس میں ایک ... کے مشورے سے پہلے مرینا کو قابو میں کریں۔اگر وہ فرہاد ... بیٹے سے متاثر ہوگی تو ہمیں زبردست نقصان پہنچے گا۔لہٰذا ... عہدیداران سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ سب جنرل اور ... تنہا چھوڑ دیں اور یہ ہال خالی کر دیں۔"

سب لوگ اٹھ کر وہاں سے جانے لگے۔پھر وہ ہال ... ہوگیا۔وہاں صرف جنرل اور سپر ماسٹر رہ گئے۔جنرل نے کہا ... میں مطمئن ہوں۔یہاں کوئی تیسرا نہیں ہے اور ہمارے دماغ ... کوئی آ نہیں سکتا۔کیا تم خواب آور گولیاں استعمال کرتے ہو ..."

"ہرگز نہیں۔میں بچپن سے اصولوں کا پابند ہوں ... سوتا اور جاگتا ہوں۔بچپن سے یہ عادت ہے کہ دماغ کو ... مقررہ وقت پر جاگنے کی ہدایات دیتا ہوں اور نیند پوری ... ہوں۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے۔میں بھی یہی کرتا ہوں اس ... کوئی ہمارے دماغوں میں نہیں آئے گا۔ہم اہم مسائل ... سکتے ہیں۔"

"سب سے اہم بات یہ ہے کہ گھر کو آگ لگتی ... چراغ سے۔تم نے گھر میں آگ لگنے سے پہلے برین ماسٹر او ... بلیک سیکرٹ کو کال کوٹھری میں پہنچا دیا ہے لیکن مرینا بھی ... کا ایک چراغ ہے۔اس سے بھی ہم بری طرح جل سکتے ہیں ..."

جنرل نے کہا "اس لڑکی نے طرح طرح کے ... کر دیئے ہیں۔اس نے اعتراف کیا ہے کہ فرہاد سے اس ... ہوگیا ہے اور اس سمجھوتے کے تحت فرہاد نے ہمارے ... پیتھی جاننے والوں کو مرینا کے حوالے کر دیا ہے۔تم کچھ ...

فرہاد نادان نہیں ہے' وہ مرینا کا دل جیت رہا ہے۔"

"بے شک یہی بات ہے۔وہ مرینا کے ذریعے ہمارے بہت سے خفیہ معاملات تک پہنچ سکتا ہے اور پہنچ رہا ہے۔"

"اسی لئے میں نے مرینا کو تمام ملکی معاملات سے الگ رکھا ہے وہ ہماری پابندیوں سے آزاد رہ کر ملک و قوم کی کیسے خدمت کرے گی یہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں اور جلد از جلد یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کس ملک اور کس شہر میں ہے۔جس دن وہ نظروں میں آئے گی اسی دن اسے بھی برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس کی طرح کال کوٹھری میں پہنچا دیا جائے گا۔"

"یہ تو اس وقت ہوگا' جب وہ ہمارے ہاتھ آئے گی۔میرا تجربہ کہتا ہے کہ جوان لڑکی اس مرد سے ضرور متاثر ہوتی ہے' جو اس پر اپنی مردانگی سے اثر انداز ہوتا ہے۔میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ فرہاد کے دونوں بیٹوں میں سے کسی ایک پر مرمٹی ہے۔"

"فرہاد ایک طرف تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس کے حوالے کر کے اس کا اعتماد حاصل کر رہا ہے اور دوسری طرف اس کا کوئی بیٹا اسے محبت کے جال میں پھنسا رہا ہے۔یوں سمجھو کہ وہ زبردست شکنجے میں ہے۔"

"تم نے اس مسئلہ کا حل ضرور سوچا ہوگا؟"

"ہمیں وہی طریقہ اختیار کرنا ہے جو فرہاد نے کیا ہے۔وہ مرینا کو سبز باغ دکھا کر جس طرح ٹریپ کر رہا ہے اور اپنے مقاصد حاصل کر رہا ہے اسی طرح ہم اس کی فیملی سے ایک شخص کو ٹریپ کریں گے۔"

"اس کی فیملی میں سب نادان نہیں ہیں۔"

"یہ تم نے درست کہا۔سب نادان نہیں ہیں' کوئی ایک تو نادان ہوگا یا ہوگی۔ان کے ہاں خیال خوانی کرنے والے مرد کم اور عورتیں زیادہ ہیں۔رسونتی منظرِ عام پر نہیں آ رہی ہے۔وہ بڑے راز میں رکھی گئی ہے۔جوجو جوان ہونے کے باوجود پہلے ایک بچی کا ذہن رکھتی تھی لیکن برین آپریشن کے بعد وہ بے حد ذہین اور خطرناک ہوگئی ہے لیکن ایک عورت ایسی ہے جسے ہم قابو میں لا کر فرہاد کو بلیک میل کر سکتے ہیں۔بلکہ ہم اس عورت کے ذریعے فرہاد کے تمام خیر اذوں تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"کس عورت کی بات کر رہے ہو؟"

"اس کی دوسری بیوی "لیلیٰ"۔"

"کیا لیلیٰ کی تصویر اور ہسٹری ہمارے پاس ہے؟"

"نہیں' یہ تو فرہاد اور سونیا کے نکاح کے وقت انکشاف ہوا تھا کہ فرہاد کی فیملی میں لیلیٰ اور سلطانہ نامی دو عورتیں بھی ٹیلی پیتھی جانتی ہیں۔"

"تم لیلیٰ کے متعلق کچھ نہیں جانتے پھر اسے قابو میں کیسے لاؤ گے؟"

"اس کے متعلق معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔میں جلد ہی ایک نیا کھیل شروع کروں گا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "ابھی تو میں کھیل شروع کرنے والا ہوں۔میں مرینا کو یقین دلاؤں گا کہ اس کے ساتھ ہوں' پچھلے سپر ماسٹر کی طرح اس کا مخالف نہیں ہوں۔"

"اس کی حمایت کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے۔"

"تمہارے تعاون سے بہت کچھ حاصل ہو جائے گا۔"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"وہ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس سزائے موت کے مستحق ہیں۔ایک تو وہ ہمارے ملک میں فرعون بن رہے تھے دوسرے یہ کہ ہمارے ملک کے اہم رازوں سے واقف ہیں۔ہماری کتنی ہی خفیہ دستاویزات کہاں چھپا کر رکھی جاتی ہیں' یہ انہیں معلوم ہے اور کال کوٹھری میں بیٹھ کر پتا نہیں وہ خیال خوانی کے ذریعے ہمارے کتنے دشمن ملکوں سے رابطہ کر رہے ہوں گے۔"

"ہاں۔ان کا زندہ رہنا مناسب نہیں ہے۔اگرچہ وہ قسمیں کھاتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ قیدی رہ کر ملک کی خدمت کرتے رہیں گے لیکن غداروں پر بھروسا نہیں کرنا چاہئے۔"

"میں یہی تعاون چاہتا ہوں۔انہیں میرے ذریعے مرنے دو۔"

"تمہاری پلاننگ کیا ہے؟"

"برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کے دماغوں کو وقتی طور پر کمزور بناؤ۔کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعے اعصاب کی کمزوری میں مبتلا کرو پھر ان پر تنویمی عمل کراؤ۔تمہارا ایک خاص ٹیلی پیتھی جاننے والا یہ عمل کرے گا۔ان کے دماغوں میں جایا کرے گا۔تم انہیں کال کوٹھری سے نکال کر آزاد چھوڑ دو گے۔وہ ہمیں دھوکا دے کر کہیں نہیں جا سکیں گے۔ان کے دماغ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مٹھی میں رہیں گے۔"

"بہت عمدہ پلاننگ ہے۔ان کی آزادی کے بعد کیا کرو گے؟"

"جیسے حالات پیش آئیں گے ویسی ہی چالیں چلوں گا لیکن وہ پانچوں ایک ایک کر کے ضرور مارے جائیں گے۔"

جنرل اور سپر ماسٹر کے درمیان یہ معاملہ طے ہوگیا۔سپر ماسٹر نے اپنی رہائش گاہ میں آکر مرینا کے نمائندے سے فون پر رابطہ کیا پھر کہا۔"مرینا جب بھی تمہارے دماغ میں آئے تو اس سے کہنا مجھ سے فون پر رابطہ کر لے۔"

"اس نے ریسیور رکھ دیا۔اسی شام مرینا نے فون پر اسے مخاطب کیا۔"ہیلو سپر ماسٹر!میں مرینا بول رہی ہوں۔تمہیں یہ عہدہ مبارک ہو۔"

"شکریہ مرینا!میں نے تمہارا ریکارڈ پڑھا ہے۔تم نے واقعی بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔"

"کیا تم نے میری تعریفیں کرنے کے لئے مجھے بلایا ہے؟"

"میرا خیال ہے' تم دنیا کی پہلی عورت ہو جو اپنی تعریفیں سن کر

خوش نہیں ہوتی ہو۔"

"یہ بھی ایک طرح سے میری تعریف ہے۔ کام کی بات کرو۔"

"میں تمہارے تعاون سے ان غلط افراد کو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں' جو ہماری حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر رہ کر ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔"

"کیا تم ایسے افراد کو جانتے ہو؟"

"ہاں' مگر یہ باتیں میں فون پر نہیں کروں گا۔ میرے ایک وفادار ملازم کے دماغ میں آکر مجھ سے باتیں کرو۔"

اس نے ملازم کو آواز دی۔ جب وہ آیا تو اسے ریسیور دے کر بولا "فون پر باتیں کرو۔"

ملازم نے ریسیور لے کر پوچھا۔ "ہیلو' کون بول رہا ہے؟"

مرینا ریسیور رکھ کر ملازم کے دماغ میں آگئی۔ وہ پھر ریسیور رکھ کر بولا۔ "سر! دوسری طرف سے کوئی نہیں بول رہا ہے۔"

مرینا نے اس کی زبان سے کہا۔ "میں بول رہی ہوں۔"

سپر ماسٹر نے کہا "سنا ہے تم بہت محتاط رہتی ہو لیکن ابھی ایکسچینج کے ذریعے معلوم ہو جائے گا کہ تم اسی ملک کے اسی شہر میں ہو۔"

"ہاں جب معلومات حاصل کر کے تمہارے جاسوس اس نمبر والے فون تک پہنچیں گے تو پتا چلے گا کہ میں یہاں سے ایک عورت کے دماغ پر قبضہ جما کر تم سے باتیں کر رہی تھی۔"

"شاباش' واقعی تم محتاط رہتی ہو۔ میں بھی تمہاری طرح کسی پر بھروسا نہیں کرتا لیکن تم پر ایک حد تک بھروسا کر رہا ہوں۔ وعدہ کرو' میں جو کہوں گا اسے تم راز میں رکھو گی۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں۔ اپنے ملک اور قوم کی بھلائی چاہنے والے کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی۔"

"تو پھر سنو۔ جنرل تم سے فراڈ کر رہا ہے۔ اس نے دکھاوے کے لئے برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کو قید کیا ہے۔ یہ پانچوں ہمارے ملک کے اہم رازوں سے واقف ہیں۔ ان غداروں کو فوراً گولی مارنا چاہئے۔ لیکن وہ کسی مقصد کے لئے انہیں کال کوٹھری میں زندگی دے رہا ہے۔"

مرینا قائل ہو کر بولی۔ "تمہاری یہ بات دل کو لگتی ہے۔ وہ پانچوں غدار ہمارے ملک کے تمام راز دوسرے ممالک تک پہنچا سکتے ہیں۔ انہیں فوراً گولی مار دینا چاہئے۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "جنرل اعلیٰ حکام سے کہہ رہا تھا کہ ان پانچوں کے دماغوں کو تنویمی عمل کے ذریعے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مٹھی میں رکھا جائے۔ وہ جنرل کا ہی ایک خاص ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ وہ شخص انہیں اپنے قابو میں رکھا کرے گا۔ انہیں کال کوٹھری سے اس شرط پر نکالا جائے گا کہ وہ پانچوں تمہیں تلاش کر کے قتل کر دیں اور تمہارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کریں۔ جب وہ یہ کارنامہ انجام دیں گے تو انہیں دوبارہ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس بنا دیا جائے گا لیکن جنرل اپنے خاص خیال خوانی کرنے والے کے ذریعے ان پانچوں کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھے گا۔"

وہ بولی "بات اچھی طرح سمجھ میں آرہی ہے۔ مجھے خوشی ہے سپر ماسٹر کہ تم صحیح معنوں میں محبِ وطن ہو اور میرا ساتھ دینا چاہتے ہو۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں؟"

"اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہو' وہ میرے دماغ میں آتا جاتا رہے۔ جیسے ہی وہ پانچوں غدار رہا کئے جائیں گے' میں تمہارے خیال خوانی کرنے والے کے ذریعے تمہیں خطرے سے آگاہ کر دوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ سپر ماسٹر! میرا ایک آدمی تمہارے دماغ میں آتا جاتا رہے گا۔"

وہ سپر ماسٹر کی دوستی سے کسی حد تک مطمئن ہو کر دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ ایزی چیئر سے اٹھ کر دروازے پر آئی۔ بالکونی میں آکر دیکھا۔ پارس گھوڑے پر سوار تھا اور اسے دور تک دوڑاتا جا رہا تھا۔ جب وہ کسی معاملے میں مصروف نہیں رہتا تھا تو اسی طرح گھڑ سواری کرتا تھا۔ کئی میل کی دوڑ لگاتا تھا اور استاد ماسٹر رونی کی ہدایات کے مطابق ہمیشہ چاق و چوبند رہتا تھا۔

وہ جب تک گھوڑے پر سوار جاتا نظر آتا رہا' مرینا محبت سے اسے دیکھتی رہی پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ مسکرائی۔ کمرے میں واپس آئی پھر پلنگ پر آکر اس کے ملائم گدے پر شانے چت گر پڑی۔ اس کے حواس پر وہ ہی وہ چھایا ہوا تھا۔ نہیں تھا مگر اسے جکڑے ہوئے تھا۔ وہ ناگ نہیں تھا' پر زہریلا تھا۔ وہ ناگن نہیں تھی' پر زہر چوس لیتی تھی اور دن رات بے خودی کے عالم میں رہتی تھی۔

اب تو کبھی کبھی ڈرنے لگی تھی کہ وہ کبھی جدا ہو گا تو اس کے بغیر کیسے جئے گی؟ پہلے وہ غیر محسوس طور پر اس کی طرف کھنچی تھی اور اب اس کی عادی ہو رہی تھی۔ وہ ہر سانس کے ساتھ اس کے اندر آتا تھا اور ہر سانس کے ساتھ باہر جاتا تھا۔ پھر وہ اس سے سانس لیتی تھی کہ دم باہر نہ رہے۔ وہ دم بہ دم اندر ہی رہے۔

زندگی کے عملی میدان میں جاگتا ہوا ذہن رکھنے والی اس وقت میں آنکھیں بند کر لیتی تھی۔ اس وقت بھی آنکھیں بند کئے اس کو سوچتی رہی۔ پھر اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ گھڑی کی طرف دیکھا۔ اس کے خیالوں میں گم ہو کر پتا ہی نہیں چلا تھا کہ وقت گزر گیا۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کینی پال' کمی میتھو اور وارنر ہیگ جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے اغوا کئے گئے تھے' وہ سب اسے مل گئے تھے۔ وہ ان کے دماغوں میں جانے لگی تھی۔ کینی پال اور میتھو کو اپنے ملک میں بلا لیا تھا۔ وارنر ہیگ جزیرہ پوٹوبا میں تھا۔ مرینا نے اس کے دماغ میں آکر اسے مخاطب کیا۔ کیوں کہ وہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ کسی کے تنویمی عمل کے زیر اثر ہے اور مرینا جوجو کی سوچ کے لہجے میں اس کے اندر آنے لگی ہے۔

اس کے دماغ میں آتے ہی پتا چلا کہ وہ ایک مسلمان لڑکی حمائلہ کے عشق میں گرفتار ہے اور یہ عشق وارنر اور حمائلہ کے لئے اتنا سنجیدہ اور اتنا گہرا تھا کہ ایک زبردست مسئلہ بن گیا تھا۔ حمائلہ اپنا مذہب چھوڑ نہیں سکتی تھی اور وارنر کو بھی اپنے مذہب سے لگاؤ تھا۔ انہی مجبوریوں کے پیشِ نظر وہ شادی نہیں کر سکتے تھے۔ بس دور ہی دور سے محبت کرتے تھے۔

مرینا نے بڑی حیرانی سے سوچا۔ دونوں بھرپور جوان ہیں پھر ایک دوسرے کے سامنے آکر دور کیسے رہتے ہیں؟ میں تو پارس سے دور نہ رہ سکی۔ حمائلہ کیسے جذبوں کی روک تھام کر لیتی ہے؟

اس نے وارنر کی سوچ میں کہا "مجھے کم از کم حمائلہ کا ہاتھ پکڑنا چاہئے۔ میں ایسا کیوں نہیں کرتا؟"

وارنر کی مثبت سوچ نے کہا "وہ بہت حیا والی ہے۔ ایک دوشیزہ کی حیا سے محبت کا حسن قائم رہتا ہے۔ جو بیوی بن کر بچوں کی ماں بن کر بھی اپنے مرد کی تنہائی میں شرمائے ایسی لڑکیاں نصیب والوں کو ملتی ہیں ورنہ ساری دنیا میں گناہوں کا بازار اتنا گرم ہے کہ حیا نابود ہوتی دکھائی دیتی ہے۔"

وارنر کے خیالات پڑھ کر مرینا کو اپنی بے عزتی کا احساس ہوا۔ "کیا مجھ میں حیا نہیں ہے۔ کیا میں پارس کے سامنے بے حیا ہو چکی ہوں اور وہ مسلمان لڑکی ایسی شرم والی ہے کہ وارنر کو ہاتھ پکڑنے بھی نہیں دیتی۔"

اسے پہلی بار احساس ہوا کہ پارس کی محبت میں بے قیمت ہو گئی ہے۔ اسے حمائلہ کی طرح اپنی قیمت کو بڑھاتے رہنا چاہئے تھا۔ وہ جھنجلا کر وارنر کے دماغ میں آئی پھر اس کی سوچ میں بولی۔ "مرد وہی ہے جو عورت کی حیا کو جیت لے۔ میں کیوں خواہ مخواہ حمائلہ کی شرمیلی طبیعت کو اہمیت دے رہا ہوں۔ اگر وہ ایک بار میری تنہائی میں آجائے تو پھر میری دیوانی بن کر اپنے مذہب سے پھر جائے گی۔ عیسائیت قبول کر لے گی یوں ہماری شادی ہو جائے گی۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ جب میں اپنی حمائلہ کو اس کی پاکیزگی سے الگ نہیں کرنا چاہتا تو اُسے اس کے مذہب سے کیوں الگ کرنے کی بات سوچ رہا ہوں؟ نہیں' محبت ایسی خود غرض نہیں ہوتی۔ کیا میرے دماغ میں شیطان گھس آیا ہے؟"

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ ایزی چیئر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ یہ بات اضطراب بڑھا رہی تھی کہ جب وہ ایک مسلمان کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے تو حمائلہ ایک عیسائی کے قریب آنے سے کیوں کتراتی ہے؟ ایک کی پارسائی دوسری کے لئے گالی بن گئی تھی۔ گھوڑے کے ٹاپوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ پارس واپس آگیا تھا۔ باہر گھوڑا ہنہنا رہا تھا۔ وہ بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ کہاں تو وہ پارس کی آہٹ یا آواز سنتے ہی دروازے کی طرف دوڑ پڑتی تھی۔ آج اس کے آتے ہی مُنہ پھیر کے کھڑی ہو گئی۔

وہ کمرے میں آیا۔ پھر ایزی چیئر پر بیٹھ کر پیروں سے رائڈنگ شوز اتارتے ہوئے بولا "کیا بات ہے؟ مُنہ پھیر کے کچھ کہنا چاہتی ہو۔"

وہ پلٹ کر بولی "میں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ سکتی ہوں۔ یاد ہے تمہاری سلطانہ آنٹی نے مجھ سے کہا تھا کہ تم مجھے بیوی بنانے سے پہلے مسلمان بنانا چاہتے ہو۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟"

"بات پرانی ہو چکی ہے۔ یہ تم گڑے مردے کیوں اکھاڑ رہی ہو؟"

"یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔"

"تمہاری بات کا جواب پہلے دے چکا ہوں۔ پہلے ہماری شادی تمہارے مذہب کے مطابق ہو گی۔ پھر میرے مذہب کے مطابق نکاح پڑھایا جائے گا اور نکاح سے پہلے تم کلمۂ توحید پڑھو گی۔"

"میں نہیں پڑھوں گی۔"

"یہ تو میں دیکھ رہا ہوں۔ کلمہ نہیں پڑھنا چاہتی ہو اس لئے ابھی تک ہمارا نکاح نہیں ہوا ہے۔"

"تو پھر کس رشتے سے میرے ساتھ رہتے ہو؟"

"کیا میں تمہارے ساتھ رہتا ہوں؟ کیسی الٹی باتیں کر رہی ہو؟ مجھے میرے انکل کنگ فرنانڈو نے یہ بنگلا رہنے کو دیا ہے۔ تم میرے ساتھ رہتی ہو۔ فرہاد علی تیمور کی فیملی میں ایسا کوئی بے غیرت نہیں ہے جو اپنی ہونے والی بیوی کے گھر میں جا کر رہے۔"

"میں تمہاری ہونے والی بیوی نہیں ہوں۔"

"تم کہہ رہی ہو تو یہ سچ ہو گا۔"

"میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔"

"آخر بات کیا ہے؟ تمہارے تیور کیوں بدل گئے ہیں؟"

"تم مسلمان لوگ خود غرض ہوتے ہو۔"

"غصہ تھوک دو۔ پھر بولو۔"

"میں غصے میں نہیں بول رہی ہوں' حقیقت بیان کر رہی ہوں۔ تم لوگ غیر مذہب سے لڑکیاں لے آتے ہو اور اپنے مذہب کی لڑکیوں کو دوسرے مذہب میں جانے نہیں دیتے۔"

"سنو مرینا! دو طرح کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک تو کٹر مذہبی ہوتے ہیں جن سے دنیا کی کوئی طاقت ان کا ایمان نہیں چھین سکتی۔ دوسرے وہ ہوتے ہیں جو مذہب اور قوانین کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ ہماری دنیا میں کتنے ہی لوگ آئے دن اپنا مذہب بدلتے رہتے ہیں۔ ان میں یہودی' عیسائی اور مسلمان سبھی ہوتے ہیں۔ ہم نے کبھی کسی کا گریبان پکڑ کر اسے ملامت نہیں کی۔ قانون ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتا اور یہ تو سیدھی سی بات ہے' جو اپنا وطن بدلتا ہے' اپنی زبان بدلتا ہے اسے خدا بدلتے دیر نہیں لگتی۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وارنر اپنا وطن چھوڑ کر ایک

جزیرے میں چلا گیا ہے تو کیا وہ مسلمان لڑکی کی خاطر اپنی زبان اور اپنا مذہب بدل دے گا؟"

"بھئی تم کس وارنر کی باتیں کر رہی ہو؟"

"وہی جو جزیرہ پوٹوپا میں ہے۔ایک مسلمان لڑکی حمائلہ اُس سے محبت کرتی ہے مگر اپنا ہاتھ پکڑنے نہیں دیتی۔"

"کیا میں اس کا ہاتھ پکڑا دوں؟"

"ضرور ایسا کرنا چاہئے۔میں عیسائی ہو کر تم پر اپنا سب کچھ قربان کر سکتی ہوں۔حمائلہ کو بھی اپنے عیسائی محبوب کے ساتھ یہی کچھ کرنا چاہئے۔"

"پلیز ایک منٹ۔کیا میں نے تمہیں جبراً اسلام قبول کرنے کو کہا؟"

"کبھی نہیں کہا۔"

"تم اپنی مرضی سے میری تنہائی میں آتی ہو یا میں جبراً تمہیں کھینچ کر لاتا ہوں۔"

"میں اپنی مرضی سے آتی ہوں۔"

"تو پھر حمائلہ کو بھی اُس کی مرضی پر چھوڑ دو۔"

بات سمجھ میں آنے والی تھی مگر وہ غصے میں ٹہلنے لگی۔پھر پارس کے پاس بیٹھ کر بولی "کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسلام قبول کرلوں۔"

"میرے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔اسلام میں یہ بنیادی شرائط ہیں کہ ایک خدا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آخری نبی مان کر دل سے کلمہ پڑھا جائے۔"

"چلو میں دل سے کلمہ پڑھ لوں گی۔تم پاپا سے کہو' میرے بدلے میں حمائلہ کو عیسائیت قبول کرنے کی ہدایت کریں۔"

"سوری مرینا! میں تمہیں مسلمان بنانے کے لئے ایک مسلمان لڑکی کو غیر مسلم نہیں بننے دوں گا۔"

"تو پھر ثابت ہوگیا کہ مسلمان خود غرض ہوتے ہیں۔"

"عقل سے سمجھو' ہم باہر سے کوئی چیز لا کر گھر کا حسن بڑھاتے ہیں لیکن گھر کا حسن باہر پھینک کر اپنے گھر کو نہیں اجاڑتے۔ایسا کوئی نہیں کرتا۔میں سمجھ رہا ہوں کہ حمائلہ کی پارسائی کے باعث تمہاری انا کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔تم اس بات کو یوں سمجھو کہ یہ معاملہ صرف ایک مسلمان لڑکی کا نہیں ہے۔یہودی اور عیسائی لڑکیاں بھی پارسا ہوتی ہیں یا پھر یوں سمجھو کہ حمائلہ کی نظروں میں مذہب اوّل اور محبت ثانوی ہے۔تمہاری نظروں میں محبت اتنی زیادہ اہم ہے کہ تم ہر دیوار گرا کر میرے پاس آگئی ہو۔تمہاری محبت کی انتہا کو حمائلہ نہیں چھو سکے گی۔"

پارس کے آخری فقرے نے اسے کسی حد تک مطمئن کیا لیکن اس کے دل اور دماغ میں انگارے دہک رہے تھے۔وہ دوسرے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولی "تمہارے ساتھ بحث کرتے ہوئے بھول ہی گئی کہ ضروری خیال خوانی کرنی ہے۔"

اس نے دوسرے کمرے میں جا کر پارس کو نظر بھر کے دیکھا دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ایک صوفے پر آکر بیٹھتے ہوئے ہی دل میں بولی "حمائلہ کیسے دور رہے گی۔اسے اپنے محبوب تنہائیوں کو آباد کرنا چاہئے۔میں اسے مجبور کروں گی۔"

اس نے وارنر کے دماغ میں پہنچ کر اس کے اندر حمائلہ کے لئے بے چینی پیدا کی تاکہ وہ حمائلہ سے ملاقات کرے' اُس سے باتیں کرے۔اس طرح وہ حمائلہ کی آواز اور لہجہ سن کر اس کے دماغ میں پہنچ جائے پھر اس کے اندر رہ کر عورت کے جذبات کو لگام کرے۔اس کے بعد حمائلہ کسی ہچکچاہٹ اور حیا کے بغیر اس کی آغوش میں چلی جائے گی۔

دوسری طرف پارس نے ٹوائلٹ میں آکر دروازے کو اندر سے بند کیا۔پھر جیب سے ایک ننھا ٹرانسسٹر نکال کر اسے آن کیا۔رابطہ قائم ہونے پر اس نے کوڈ ورڈز ادا کئے۔پھر کہا "میں ہوں آپ کا بیٹا پارس۔"

پارس پہلے لیلیٰ کو آنٹی کہتا تھا۔جب لیلیٰ نے فراخ دلی سے سونیا کو صحیح معنوں میں اور اچھے انداز میں سوکن تسلیم کر لیا تو اس نے لیلیٰ سے کہا "آج سے میں آپ کو آنٹی نہیں بلکہ پاکستانی زبان میں امی کہا کروں گا۔"

بہر حال اس نے لیلیٰ کو حمائلہ کے متعلق تھوڑی تفصیل بتائی پھر کہا "مرینا اپنی انسلٹ محسوس کر رہی ہے۔آئندہ وہ حمائلہ کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے وارنر کی تنہائی میں پہنچا دے گی۔آپ سے گزارش ہے کہ حمائلہ کو اس کی حیا کی حدود سے باہر نہ جانے دیں۔"

لیلیٰ نے کہا "اطمینان رکھو بیٹے! یہاں مسئلہ مذہب کا نہیں حیا کا ہے۔مرینا جبراً حمائلہ کو مذہب تبدیل کرنے پر مائل کرے گی تو میں اسے ناکام بنا دوں گی۔"

پارس نے کہا "امی! مرینا بہت اچھی ہے۔بس اتنی سی بات ہے کہ حمائلہ کی حیا سے مرینا کی حیا کو یا انا کو ٹھیس پہنچی ہے۔"

"میں سمجھتی ہوں۔تم اطمینان رکھو۔"

یہ کہہ کر لیلیٰ نے جوجو کے لہجے کو اختیار کیا پھر خیال خوانی کے ذریعے وارنر ہیگ کے دماغ میں پہنچ گئی۔وہاں مرینا پہلے سے موجود تھی۔وہ وارنر کے اندر حمائلہ کے لئے جذبات بھڑکا رہی تھی اور اسے ترغیب دے رہی تھی کہ وہ حمائلہ سے ملاقات کرے اور اس سے باتیں کرے تاکہ وہ حمائلہ کی آواز سن کر اس کے دماغ میں جائے اور اس حیا والی کو وارنر کی آغوش میں جانے پر مجبور کر دے۔

چوں کہ وارنر تنویمی عمل کے ذریعے معمول بنا ہوا تھا اس لئے بے اختیار اپنی رہائش گاہ سے نکل کر باہر آگیا۔حمائلہ اس کے پڑوس میں تھی۔وارنر نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا کہ وہ اپنے کمرے میں بستر پر لیٹی ہوئی ہے اور اپنے وارنر کے متعلق سوچ رہی ہے۔

اس وقت بڑا عجیب رابطہ تھا۔مرینا اور لیلیٰ' وارنر کے دماغ میں تھیں اور وارنر حمائلہ کے دماغ میں تھا۔مرینا اپنی چال چلنا چاہتی تھی اور لیلیٰ اس کی چالوں کا توڑ کرنے کو تیار تھی۔

وارنر حمائلہ کے خیالات پڑھ رہا تھا اس طرح وارنر کے ذریعے مرینا اور لیلیٰ اس کے دماغ سے نکل کر حمائلہ کے دماغ میں پہنچ گئی تھیں۔حمائلہ کی سوچ بتا رہی تھی کہ اس کا باپ اپنی دکان میں ہے۔وہ گھر میں اکیلی تھی اور وارنر کے لئے کروٹ کروٹ تڑپ رہی ہے۔

یہ سوچ پڑھتے ہی وارنر اس کے گھر میں آگیا۔پھر اس کی خواب گاہ میں پہنچ گیا۔وہ اسے دیکھتے ہی چونک کر بستر سے اٹھ بیٹھی۔شرمانے والی لڑکیاں اپنی تنہائی میں اپنے مرد کے متعلق خواہ کیسی ہی کھٹی میٹھی باتیں سوچ لیں لیکن اپنے مرد کے سامنے ہوش میں آجاتی ہیں۔خیالات کی دنیا سے نکل جاتی ہیں۔پھر اپنی پارسائی کو برقرار رکھنے کے لئے ذرا فاصلہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔

حمائلہ نے حیرانی سے پوچھا "تم؟ تم میرے گھر میں کیوں آئے ہو؟"

وارنر نے مرینا کی مرضی کے مطابق کہا "میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔میں تمہیں ہر قیمت پر حاصل کروں گا۔"

حمائلہ نے خوش ہو کر پوچھا "کیا تم میری خاطر مسلمان ہو جاؤ گے؟"

یہ بات مرینا کو منظور نہیں تھی۔وہ حمائلہ کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کی زبان سے بولی "میرے وارنر! مذہب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔تم اسلام قبول نہ کرو' آؤ مجھے قبول کرلو۔"

لیلیٰ سمجھ گئی کہ حمائلہ کی زبان سے مرینا بول رہی ہے۔وہ وارنر کی زبان سے بولی "نہیں حمائلہ! ایسا نہ کہو۔ہمیں ایک دوسرے کو قبول کرنے سے پہلے مذہب کا مسئلہ حل کرنا چاہئے۔"

مرینا ایک وقت میں کسی ایک کے ہی دماغ میں رہ سکتی تھی۔وہ حمائلہ کو وارنر کی آغوش میں پہنچانے آئی تھی۔جب اس نے دیکھا کہ وارنر مذہب کا مسئلہ پیش کر رہا ہے تو وہ حمائلہ کو چھوڑ کر اس کے دماغ میں آئی۔پھر اس کی زبان سے بولی "میری جان حمائلہ' مذہب کوئی مسئلہ نہیں ہے۔اس کے متعلق ہم بعد میں بحث کریں گے' ابھی میری آغوش میں آجاؤ۔"

لیلیٰ اتنی دیر میں حمائلہ کے اندر پہنچ گئی تھی' اس کی زبان سے بولی "وارنر! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم میری پارسائی کی قدر کرتے تھے اور آج خود ہی مجھے اپنی آغوش میں بلا رہے ہو۔"

مرینا الجھن میں پڑ گئی۔وہ تنہا دونوں کو ایک دوسرے کی آغوش میں نہیں پہنچا سکتی تھی۔وہ جوڈی نارمن کے پاس آئی' پھر بولی "میں تمہیں ایک لڑکی کے دماغ میں پہنچاؤں گی۔وہ لڑکی وارنر کے سامنے ہے' تم اسے وارنر کی آغوش میں جانے پر مجبور کرو۔"

وہ اسے حمائلہ کے دماغ میں لے گئی۔پھر خود وارنر کے دماغ میں آئی۔اس وقت وارنر کہہ رہا تھا "معاف کردو حمائلہ! نہ جانے میں جذبات میں کیسے بہہ گیا۔بے اختیار تمہارے کمرے میں چلا آیا۔"

وہ بولی "کوئی بات نہیں۔چلو ہم باہر چلتے ہیں۔باہر دنیا والوں کے سامنے بھٹکنے سے بچے رہیں گے۔"

وہ اس کے ساتھ باہر جانے کے لئے قریب آئی لیکن اچانک ہی اس سے لپٹ گئی۔وارنر نے اعتراض نہیں کیا کیوں کہ مرینا اس کے اندر تھی۔لیلیٰ نے فوراً ہی حمائلہ کو الگ کیا۔جوڈی نارمن نے اسے دوبارہ وارنر کے بازوؤں میں جانے پر مجبور کیا۔لیکن لیلیٰ نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لیا تھا۔

وارنر نے پوچھا "میری حمائلہ! تم مجھ سے دور کیوں ہو گئیں؟"

لیلیٰ اسے دوڑاتی ہوئی گھر سے باہر لے گئی۔مرینا نے جوڈی کے پاس آکر پوچھا "تم اسے قابو میں کیوں نہیں کرتے ہو؟"

وہ بولا "حمائلہ کا دماغ اچانک پتھر کا ہو گیا ہے۔میری سوچ کی لہریں اثر نہیں کر رہی ہیں۔"

مرینا یہ سن کر حمائلہ کے اندر آئی۔اس کی سوچ میں بولی "مجھے گھر کے اندر وارنر کو لے جانا چاہئے۔"

پھر اس نے حمائلہ کے دماغ پر قبضہ جمانا چاہا۔پتا چلا اس کا دماغ قابو میں نہیں آرہا ہے۔اسے شبہ ہوا کہ کسی اور نے اس پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔اس نے پوچھا "یہاں اور کون ہے؟"

اسے جواب نہیں ملا۔اس نے دوسری بار یہی سوال کیا جب کوئی جواب نہ ملا تو وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔اپنی جگہ سے اٹھی اور دروازہ کھول کر اس کمرے میں آئی جہاں پارس کو تنہا چھوڑ کر گئی تھی۔

وہ بستر پر لیٹا ہوا چھت کو تک رہا تھا۔وہ پاس آکر بولی "کیسے انجان بن رہے ہو؟ میں تمہاری چالاکی سمجھ رہی ہوں۔"

وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے حیرانی سے بولا "تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

"تم نے کسی کو حمائلہ کے دماغ میں پہنچا دیا ہے۔"

"میں نے کسی کو حمائلہ کے پاس نہیں پہنچایا ہے۔وہاں پہلے سے کوئی موجود ہو سکتا ہے۔ویسے معاملہ کیا ہے؟"

"وہ پہلے وارنر کی طرف مائل ہو رہی تھی۔پھر اچانک ہی اس کی آغوش سے دور ہو گئی۔"

"یہ تو تم پہلے ہی کہہ رہی تھیں کہ وہ حیا والی ہے۔اگر وارنر سے دور ہو گئی ہے تو مجھے کیوں الزام دے رہی ہو۔"

"تم نے کسی سے کہا ہے کہ حمائلہ کے دماغ پر قبضہ جمایا جائے۔"

"مرینا! تمہاری باتوں سے پتا چلتا ہے' تم حمائلہ کو ٹیلی پیتھی

کے ذریعے جبراً وارنر کی آغوش میں لے جارہی تھیں اور اس مقصد میں تمہیں ناکامی ہوئی ہے۔"

"ہاں...... مگر کب تک ناکامی ہوگی۔ میں ایسے وقت حمائلہ کے پاس جاؤں گی...... ایسے وقت جاؤں گی مگر نہیں، میں تمہیں نہیں بتاؤں گی۔ تم قابلِ اعتماد نہیں رہے۔"

"تمہیں احساس ہے کہ ایک غلط کام کرنا چاہتی ہو؟"

"اگر وہ غلط ہے تو ہمارے تعلقات بھی غلط ہیں۔"

"دل سے قائم کئے ہوئے تعلقات غلط نہیں ہوتے۔ حمائلہ جو بات دل سے نہیں مانتی اسے تم جبراً کیوں منوا رہی ہو؟"

"میں تمہیں کیسے سمجھاؤں۔ وہ لڑکی اپنی پارسائی سے میری انسلٹ کررہی ہے۔"

"دنیا میں جتنی لڑکیاں پارسا ہیں کیا وہ سب تمہاری انسلٹ کررہی ہیں۔ کیا تم سب پر جبر کرو گی؟ اگر سب پر جبر نہیں کرسکتیں تو پھر حمائلہ کے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو؟ کیا اس لئے کہ وہ مسلمان ہے؟ تم کتنی مسلمان لڑکیوں کو غیر مسلموں کی طرف جبراً مائل کروگی؟"

"میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتی۔"

"ابھی تم نے کہا ہے کہ میں قابلِ اعتماد نہیں رہا لیکن تم میرے پاپا اور دوسرے بزرگوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچارہی ہو۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تمہارے حوالے کیا گیا ہے تاکہ تم نیک مقاصد کے لئے انہیں استعمال کرو لیکن تمہارا پہلا ہی مقصد غلط ہورہا ہے۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر بولی "ٹھیک کہتے ہو۔ جس معاملے کا تعلق جذبات سے ہوتا ہے، وہاں انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ میں نے اپنی توہین کے متعلق سوچا اور یہ بھول گئی کہ پاپا مجھ پر کتنا بھروسا کرتے ہیں۔ میری اس حرکت کا پتا چلے گا تو انہیں دکھ ہوگا۔ پھر ہماری محبت اور دوستی مشکوک ہوجائے گی۔"

اس نے قریب آکر پارس کے سینے پر سر رکھ دیا۔ یہ اس کی بہت بڑی خوبی تھی کہ اپنی خامیوں کو سمجھ لیتی تھی اور غلطیوں کو تسلیم کرلیتی تھی۔

اس نے تھوڑی دیر بعد سلمان کو مخاطب کیا اور کہا "انکل! نیا سُپر ماسٹر میرا حمایتی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ جنرل دہری چالیں چل رہا ہے۔ اس نے برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کو بظاہر گرفتار کیا ہے لیکن جلد ہی انہیں کال کوٹھری سے باہر نکالنے والا ہے تاکہ وہ پانچوں مجھے ڈھونڈ نکالیں۔"

"یہ خوشی کی بات ہے کہ نیا سپر ماسٹر تمہاری حمایت کررہا ہے۔ تم بہت ذہین ہو۔ اس بات پر غور کرو کہ سپر ماسٹر کو جنرل کی پلاننگ کیسے معلوم ہوئی؟"

"انکل! سپر ماسٹر وسیع ذرائع کا مالک ہوتا ہے۔"

"بیٹی! میں بھی سپر ماسٹر رہ چکا ہوں اور یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ جنرل اپنے راز اور اہم فوجی معاملات سُپر ماسٹر کو نہیں بتاتا کیوں

کہ سپر ماسٹر عہدے میں جنرل سے کم تر ہوتا ہے۔"

مرینا نے کہا "جب بھی ان پانچوں کو رہا کیا جائے گا، تو سپر ماسٹر مجھے اطلاع دے گا۔ اگر اس کی اطلاع درست ہوگی تو ثابت ہوجائے گا کہ سپر ماسٹر بھی درست ہے۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔ مرینا! تمہاری اصل خوشی یہ ہے کہ سپر ماسٹر تمہاری طرح محبِ وطن ہے لیکن تمہیں اس پہلو پر غور کرنا چاہئے کہ اسے جنرل کی پلاننگ کیسے معلوم ہوتی ہے۔ ایک بات، وہ ہمیشہ عمل کرتے ہیں کہ سپر ماسٹر نااہل ہو تو اسے گولی مار دیتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے ملک کے اہم راز دوسروں تک نہ پہنچیں۔ یہ پانچوں اہم رازوں سے واقف ہیں۔ پھر جنرل نے انہیں زندہ کیوں رکھا ہے؟ پھر انہیں صرف اس لئے کیوں رہا کرے گا کہ وہ تمہیں تلاش کریں۔ کیا ان کی رہائی کے بعد یہ اندیشہ نہیں رہے گا کہ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس بہت بڑے عہدوں سے نیچے گرا دیے جانے کے بعد دشمنوں کی گود میں چلے جائیں گے۔"

"اوہ گاڈ! میں نے اس پہلو سے نہیں سوچا تھا۔ جنرل اپنے ملک اور قوم سے محبت کرتا ہے۔ وہ پانچوں کو کال کوٹھری سے نکالنے کی حماقت نہیں کرے گا۔"

سلمان نے کہا "اور اگر ایسا کرے تو اس کے پیچھے کوئی گہری چال ہوگی۔"

"انکل! میں اس پہلو پر مزید غور کرنے کے بعد آپ سے بات کروں گی۔ سو فار انکل!"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر سوچنے لگی۔ پھر سپر ماسٹر کے ملازم کے دماغ میں آئی۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ سپر ماسٹر اسے ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہے۔ ملازم اس کی مرضی کے مطابق اپنے مالک سے فون پر رابطہ قائم کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد سپر ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ وہ ملازم کی زبان سے بولی "میں مرینا بول رہی ہوں۔"

"فون رکھ دو۔ میں آرہا ہوں۔"

ملازم نے فون رکھ دیا۔ مرینا اس کا انتظار کرتے ہوئے سوچنے لگی۔ جنرل بہت چالاک ہے۔ اس کے جاسوس سپر ماسٹر کی کالیں ڈیٹیکٹ کرتے ہوں گے۔ پچھلی بار بھی سپر ماسٹر سے فون پر رابطہ ہوا تھا۔ اس بار بھی اس نے صاف طور پر کہا تھا "میں مرینا بول رہی ہوں۔"

کیا اس رابطے کی خبر جنرل کو نہیں ہوگی؟

وہ پریشان ہوگئی۔ اسے کسی سازش کی بو محسوس ہو رہی تھی۔ پارس نے اسے دیکھ کر پوچھا "کیا پریشانی ہے؟"

اس نے نئے سپر ماسٹر کے متعلق اسے بتایا۔ پارس نے کہا "ہمارے انکل سلمان، سپر ماسٹر رہ چکے ہیں۔ ان سے پوچھ لو کالیں ڈیٹیکٹ ہوتے ہیں یا نہیں؟"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے سلمان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا

"ملٹری انٹیلیجنس والے تمام اعلیٰ حکام اور دوسرے اعلیٰ عہدیداران کے فون سنتے ہیں۔ اگر دوبارہ تم نے سپر ماسٹر سے فون پر رابطہ کیا ہے تو یقین کرلو کہ تم دونوں کی گفتگو کا ٹیپ جنرل کے پاس پہنچ گیا ہے۔"

وہ پارس کے پاس حاضر ہوکر بولی "شبہ یقین میں بدلتا جارہا ہے۔ میں مکمل یقین کرنا چاہتی ہوں۔"

"مرینا! تمہاری ذہانت کو کیا ہوگیا ہے۔ جاؤ اور ابھی ملازم کے ذریعے سپر ماسٹر کو زخمی کرو۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر سچ اور جھوٹ معلوم کرلو۔"

"ہاں اس طرح معلوم کرسکتی ہوں لیکن اسے زخمی کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر وہ مجھ سے کوئی چال چل رہا ہے تو میں اسے خوش فہمی میں مبتلا رکھوں گی۔"

وہ ملازم کے دماغ میں آئی۔ سپر ماسٹر اپنے گھر پہنچ گیا تھا۔ ملازم سے پوچھ رہا تھا "مرینا! تم موجود ہو؟"

"ہوں۔ تمہاری باتیں سن رہی ہوں۔"

وہ بولا "میرا ایک بچپن کا دوست ملٹری انٹیلیجنس میں چیف ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس آج آدھی رات کو رہا کئے جائیں گے۔"

"وہ کال کوٹھری کہاں ہے؟"

"فوجی ہیڈ کوارٹر میں ہے۔"

"وہ رہا ہوکر کہاں جائیں گے؟"

"یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ یہ معلوم ہے کہ وہ پانچوں الگ الگ گاڑی میں ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلیں گے اور مختلف خفیہ رہائش گاہوں کی طرف جائیں گے۔"

مرینا نے کہا "یہ معلومات بہت ہیں۔ میرے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے ان پانچوں کا تعاقب کریں گے۔"

"مرینا خوب سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ۔ اگر وہ پانچوں تمہارے تعاقب کرنے والوں کی نظروں سے اوجھل ہوجائیں گے تو پھر کبھی تمہارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ تم اپنے تمام ذرائع استعمال کرکے انہیں مار ڈالو ورنہ جنرل کی پشت پناہی سے یہ لوگ تمہارے لئے بے حد خطرناک ہوجائیں گے۔"

"میں اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ آئندہ وہ پانچوں میری نظروں میں رہیں گے اور جب وہ میری نظروں میں آئیں گے، میں تمہاری دوستی کی قائل ہوجاؤں گی۔ اب میں جارہی ہوں پھر آؤں گی۔"

وہ خاموش ہوگئی۔ ملازم کے ذریعے سپر ماسٹر کو دیکھنے لگی۔ وہ اپنی رہائش گاہ کے دوسرے حصے کی طرف جارہا تھا۔ ملازم کی سوچ نے بتایا کہ صاحب کا ایک پرائیویٹ کمرا ہے جہاں بڑے سائز کے ٹرانسمیٹر، ٹی وی اور کمپیوٹرز ہیں۔ وہاں خفیہ فائلیں اور اہم دستاویزات ہیں۔ سپر ماسٹر اسے ہمیشہ لاک رکھتا تھا اور کبھی کبھی اپنی موجودگی میں ملازم سے کمرے کی صفائی کراتا تھا۔

مرینا بدستور خاموش رہ کر دوسری معلومات حاصل کرتی رہی پھر اسی رات کھانے کے دوران کھانے کی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا حل کرادی۔ وہ سرکاری ملازم سپر ماسٹر کا بہت وفادار تھا لیکن بیچارے کو پتا نہ چلا کہ وہ اپنے مالک کے خلاف کیا کرتا چلا گیا۔

سپر ماسٹر نے کھانے کے دوران تھوڑی سی کمزوری محسوس کی اور سوچا کہ آج تھوڑا ہی کھاکر سوجائے لیکن کھانا لذیذ تھا۔ وہ کھاتا چلا گیا پھر میز سے اٹھتے ہوئے ملازم سے بولا۔ "میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ فون آئے تو اٹینڈ کرلینا۔ میں سونے جارہا ہوں۔"

وہ اپنے بیڈ روم میں آگیا، دروازے کو اندر سے لاک کردیا اب کوئی اندر نہیں آسکتا تھا لیکن مرینا آگئی۔ اس نے پوچھا "ہیلو سُپر ماسٹر مجھے اپنے دماغ میں خوش آمدید نہیں کہو گے؟"

وہ گھبرا کر بولا۔ "تم؟ تم آئی ہو؟ نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟"

"تمہارا ملازم بہت وفادار ہے مگر ٹیلی پیتھی نے اس کی کھوپڑی گھمادی۔"

"ہاں میں کھانے کے بعد کچھ کمزوری محسوس کررہا تھا یہ سوچا تھا شاید زیادہ تھکن کے باعث ایسا ہورہا ہے مگر تم نے یہ...... یہ اچھا نہیں کیا۔"

"میں صرف اتنا معلوم کرنے آئی ہوں کہ تم نے میرے ساتھ کیا اچھا کیا ہے۔ اگر تم میرے خلاف کوئی سازش نہیں کررہے ہو تو پھر میں ہمیشہ تمہیں دوست سمجھتی رہوں گی۔"

"میں قسم کھاتا ہوں کہ میں تمہارے خلاف کوئی سازش...."

"قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارے دماغ کے چور دروازے سے چور خیالات میری طرف آرہے ہیں۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں، اسی طرح بستر پر خاموش پڑے رہو۔ ورنہ دماغی زلزلہ برداشت نہیں کرپاؤ گے۔"

اس نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے بند کرلیا۔ مرینا نے پوری طرح اس کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر اس کی آنکھیں بند کرادیں۔ اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ دماغ کو ذرا ڈھیل دی جائے۔ وہ کچھ بولنا چاہتا ہے لیکن جو کچھ بولنا چاہتا تھا وہ پہلے، اس کا دماغ مرینا کو بتا رہا تھا۔

رفتہ رفتہ وہ سونے لگا۔ مرینا نے اسے گہری نیند میں پہنچادیا۔ اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ عمل کرنے کے دوران وہ اپنا بچاؤ نہ کرسکا، ایک تو کمزور ہوگیا تھا۔ دوسرے گہری نیند میں تھا۔ گہری نیند میں رہنے والوں کو صرف ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی اپنا معمول بنا سکتے ہیں۔ کوئی عام سا عامل ایسا نہیں کرسکتا۔ بہرحال وہ پوری طرح معمول بن گیا۔

مرینا نے سوال کیا "جنرل سے تمہارے تعلقات کیسے ہیں؟"

اس کی آنکھیں بند تھیں۔ جواب دیتے وقت صرف اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا "جنرل سے ایسے تعلقات ہیں کہ وہ تنہائی میں اہم رازدارانہ معاملات پر گفتگو کرتا ہے۔"

"میرے معاملے میں کیا گفتگو ہوتی ہے؟"

"وہ تمہاری طرف سے اندیشوں میں گھرا ہوا ہے۔"

"اندیشوں کی نوعیت کیا ہے؟"

"وہ سمجھتا ہے' تم فرہاد علی تیمور کی چالوں میں آگئی ہو۔ وہ چارے کے طور پر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تمہارے حوالے کر رہا ہے۔ اچھی طرح تمہارا اعتماد حاصل کرنے کے بعد وہ تمہارے ذریعے ہمارے ملک اور ہماری قوم کو بری طرح نقصان پہنچائے گا۔"

"میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میں نے جنرل کے سامنے خیال ظاہر کیا ہے کہ جوان لڑکی اس مرد سے ضرور متاثر ہوتی ہے جو اس پر اپنی مردانگی سے اثر انداز ہوتا ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے' میں کس مرد سے متاثر ہوں؟"

"مجھے یقین ہے کہ تم فرہاد کے دونوں بیٹوں میں سے کسی ایک پر مرمٹی ہو۔"

"تم اور جنرل کس طرح مجھے فرہاد کی فیملی سے جدا کرنا چاہتے ہو؟"

"جنرل لیلیٰ کو ٹریپ کرنے والا ہے۔ جس طرح فرہاد تمہیں سبز باغ دکھا رہا ہے' اسی طرح جنرل لیلیٰ کو سبز باغ دکھائے گا۔"

"تم نے اس منصوبے کے سلسلے میں کیا رائے دی ہے؟"

"یہ جنرل کا معاملہ ہے۔ وہ اپنے ایک خاص ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ذریعے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی پلاننگ کے مطابق جنرل سے درخواست کی ہے کہ وہ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کو موت سزا نہ دے' انہیں رہا کر دے لیکن رہائی سے پہلے اپنے خاص ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ذریعے ان پر تنویمی عمل کرائے تاکہ رہائی کے بعد معلوم ہوتا رہے کہ وہ پانچوں کہاں جا رہے؟ اور کیا کر رہے ہیں؟"

"کیا وہ پانچوں مجھے تلاش کریں گے؟"

"نہیں۔ میری پلاننگ کے مطابق میں ان پانچوں تک تمہیں پہنچاؤں گا۔ تم انہیں قتل کرو گی۔ اس طرح دو مقاصد حاصل ہوں گے۔ ایک تو جنرل کے فیصلے کے مطابق وہ مر جائیں گے۔ دوسرے تم مجھ پر اعتماد کرنے لگو گی کہ میں نے جنرل کے پانچوں چچوں کو تمہارے ہاتھوں ہلاک کرایا ہے اور آئندہ بھی تمہارے کام آتا رہوں گا۔ اس طرح رفتہ رفتہ تمہارے اندرونی معاملات تک پہنچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔"

"کیا واقعی آج رات بارہ بجے ان پانچوں کو رہا کیا جائے گا؟"

"ہاں' میں نے جنرل کو بتایا ہے کہ تمہارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے فوجی ہیڈ کوارٹر کے باہر چھپے رہیں گے۔ جب وہ پانچوں ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلیں گے تو ان کا تعاقب کریں گے۔"

"یعنی میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو شکار کرنے کے انتظامات ہو رہے ہیں؟"

"لیکن تمہارے کسی خیال خوانی کرنے والے کو چھیڑا نہیں جائے گا۔ دور ہی دور سے نگرانی کی جائے گی۔ ان کی رہائش گاہیں معلوم کی جائیں گی پھر ان کی نادانستگی میں تمہارے ٹھکانے تک پہنچنے کی کوشش کی جائے گی۔"

"جنرل کے دوسرے منصوبوں کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"میں اپنے منصوبے بنا کر اسے کریدنے کی کوششیں کرتا ہوں کہ وہ بھی مجھے اپنے منصوبے بتائے مگر وہ بہت گہرا ہے۔ اپنی باتیں زبان پر نہیں لاتا ہے۔"

"کیا تم اس کے خاص خیال خوانی کرنے والے کو جانتے ہو؟"

"نہیں۔ میں نے صرف اس کا ذکر سنا ہے۔ جنرل اتنا محتاط ہے کہ اس کا نام بھی کسی کے سامنے نہیں لیتا ہے۔"

"کیا ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے جا رہے ہیں؟"

"ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا شعبہ جنرل کے ہاتھوں میں ہے' نہیں وہ کیا کر رہا ہے۔"

"تم اپنے خاص سراغ رسانوں کے ذریعہ کچھ نہ کچھ معلوم کر سکتے ہو۔"

"مجھے جو سراغ رساں دیئے گئے ہیں وہ سرکاری ہیں۔ یہ عقل کہتی ہے' تمام سرکاری سراغ رساں مجھ سے زیادہ جنرل کے وفادار ہوں گے۔"

مرینا نے تائید کی "ہاں' ایسا ہو سکتا ہے۔ بہرحال میں تم کو حکم دیتی ہوں' تم آئندہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرو گے۔"

"میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گا۔"

"میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ صبح بیدار ہونے کے بعد یہ بھول جاؤ گے کہ خواب کی حالت میں تم پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔"

اس نے وعدہ کیا کہ حکم کی تعمیل کرے گا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ پارس نے کہا "رات کے گیارہ بجنے والے ہیں۔ تمہارے انتظار میں بھوکا ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر کچن کی طرف جانے لگی۔ پارس نے پوچھا "خوب ہنس رہی ہو۔ کسی کامیابی کی خوشی ہے۔"

"میں کامیابی پر زیادہ خوش نہیں ہوتی۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم میرے لئے ابھی تک بھوکے ہو۔"

وہ کھانا لا کر میز پر رکھنے لگی۔ پارس نے کہا "تم کھاؤ۔ میں چار روز فاقے کروں گا تاکہ تمہیں زیادہ سے زیادہ خوشی حاصل ہوتی رہے۔"

وہ خوب کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ اپنے ہاتھ سے اسے کھلاتے ہوئے بتانے لگی کہ اس نے کس طرح سپر ماسٹر کو ٹریپ کیا؟

تمام باتیں سن کر بولا "تمہاری اطلاع کے مطابق ان پانچوں کی رہائی میں پینتالیس منٹ رہ گئے ہیں اور یہاں تم بہت اطمینان سے بیٹھی ہو۔"

"میرے انتظامات مکمل ہیں۔ میرے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے چھ آلۂ کاروں کے دماغوں میں ہیں۔ وہ آلۂ کار فوجی ہیڈ کوارٹر کے قریب پونے بارہ بجے پہنچیں گے اور مختلف سمتوں میں جانے والے ان پانچوں کا تعاقب کریں گے۔ میں بھی ان آلۂ کاروں کے دماغوں میں آتی جاتی رہوں گی۔ اور ان کا ٹھکانا معلوم کرتی رہوں گی۔"

"اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"اس کے بعد یہاں حاضر ہو کر تمہاری آغوش میں سو جاؤں گی۔"

"میرے قریب رہ کر تم عقل سے پیدل ہوتی جا رہی ہو۔"

وہ چونک کر بولی "کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہے؟"

"آج تمہیں میری آغوش میں نہیں آنا چاہئے۔ جنرل کے اس خاص ٹیلی پیتھی جاننے والے تک پہنچنا چاہئے۔"

"کیا تم نے کوئی تدبیر سوچی ہے؟"

"یہی میں پوچھتا ہوں' تم نے کوئی تدبیر کیوں نہیں سوچی؟"

"میں مانتی ہوں' تم نے مجھے سوچنے کے قابل نہیں چھوڑا ہے۔ دل یہی چاہتا ہے کہ دشمنوں سے فوراً نمٹ کر تمہارے پاس آجاؤں۔ ایسی جلد بازی میں بہت سی باتیں الجھنے کو رہ جاتی ہیں۔"

"میں یہ الزام اپنے سر نہیں لوں گا کہ میری وجہ سے تم ناکارہ ہوتی جا رہی ہو۔ یہ محبت تو نہ ہوئی' دشمنی ہوگئی۔"

"سچ کہتے ہو۔ میں دوسرے کمرے میں جا رہی ہوں اور اس پہلو پر غور کروں گی کہ جو تدبیر تمہارے دماغ میں آئی' وہ میرے دماغ میں کیوں نہیں آئی۔ اس سلسلے میں کچھ اشارہ دو گے؟"

"ہاں' اپنے شکاروں کے ذریعے شکار کر سکتی ہو۔"

اس میں شبہ نہیں کہ وہ بے حد ذہین تھی۔ پارس کی بات سنتے ہی اس نے دیدے پھاڑ کر اسے دیکھا۔ ذرا دیر سوچا پھر پارس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا "مائی گڈنس! اتنی معمولی سی بات میں نے نہیں سوچی اور تمہارے گلے لگنے کے لئے یہاں حاضر ہوگئی۔"

پارس مسکرانے لگا۔ وہ بولی "اگر میں برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس میں سے کسی ایک کو دماغی طور پر کمزور بنا دوں اور اس کے دماغ میں جاتی رہوں تو جنرل کے خاص خیال خوانی کرنے والے کی آواز سن لوں گی۔ وہ پانچوں کو اپنا معمول سمجھ کر ان کے اندر آتا جاتا ہوگا۔" پھر چٹکی بجا کر بولی "میں جا رہی ہوں۔"

وہ کرسی پر بیٹھ کر دماغی طور پر وہاں سے گم ہوگئی۔ جنرل کے خاص ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں فی الحال پہنچا نہیں جا سکتا تھا لیکن یہی کیا کم تھا کہ مرینا اس شخص کی آواز اور لہجے سے واقف ہو جاتی۔

مرینا کو اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں جوڈی نارمن پر بہت بھروسا تھا۔ وہ اہم ذمے داریاں اسے سونپ دیا کرتی تھی۔ اس وقت رات کے بارہ بج چکے تھے۔ آلۂ کاروں کے دماغوں میں جانے سے پتا چل رہا تھا کہ وہ سب مختلف راستوں پر گاڑی ڈرائیو کر رہے ہیں اور فوجی ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلنے والی گاڑیوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اس نے جوڈی نارمن سے پوچھا "ہیلو جوڈی! کیا پوزیشن ہے؟"

"میڈم! تعاقب جاری ہے۔ میں باری باری تمام آلۂ کاروں کے اندر جا کر دیکھ رہا ہوں۔ جورا جوری' کینی پال اور کمی میتھو بھی ایک ایک آلۂ کار کے اندر موجود ہیں۔"

"ہم جس آلۂ کار کے دماغ میں ابھی باتیں کر رہے ہیں' اسے چھوڑ دو' میں اسے ہینڈل کر رہی ہوں۔"

جوڈی نارمن چلا گیا۔ مرینا اس آلۂ کار کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما کر تیزی سے کار ڈرائیو کرنے لگی۔ ان پانچوں میں سے کسی ایک کی کار آگے جا رہی تھی۔ وہ اس کار کے برابر آنے لگی۔ آلۂ کار نے اس کی مرضی کے مطابق کار کے برابر آتے ہی اسٹیئرنگ کو اچانک گھمایا دوسری کار دھکا کھاتے ہی سنبھل نہ سکی۔ فٹ پاتھ پر چڑھی اور ایک دکان کے شوکیس کو توڑتے ہوئے رک گئی۔ اس کے اندر جو کوئی بھی تھا' وہ زخمی ہوا تھا۔ اس کے دماغ میں بھی کمزوری پیدا ہوئی ہوگی۔ مرینا نے فوراً ہی برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کے دماغوں میں جانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے سانس روک لی۔

یہ حیرانی کی بات تھی۔ ان پانچوں میں سے کوئی زخمی نہیں ہوا تھا۔ جب کہ کار کو ایک حادثہ پیش آیا تھا۔ وہ دوسرے آلۂ کار کے پاس پہنچ گئی۔ اس آلۂ کار کے پاس ریوالور تھا' اس نے ریوالور کے ذریعے ایک پہیے میں گولی ماری۔ آگے جانے والی کار کا پہیہ برسٹ ہوا' وہ ڈگمگائی پھر ایک طرف گھوم کر تیزی کے ساتھ ایک درخت سے ٹکرا گئی۔ مرینا نے پھر پانچوں کے دماغوں میں باری باری پہنچنا چاہا لیکن ان سب نے سانسیں روک لیں۔

وہ جوڈی نارمن کے پاس آ کر بولی "ہمارے ساتھ دھوکا ہو رہا ہے۔ ان پانچوں کو رہا نہیں کیا گیا ہے۔"

"میڈم! اس کا مطلب ہے' جنرل نے ہمیں ٹریپ کرنے کے لئے اپنے فوجی جوانوں کو برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس بنا کر ہیڈ کوارٹر کے باہر نکالا ہے۔"

"ہاں۔ جورا جوری' کینی پال اور کمی میتھو سے کہو' وہ آلۂ کاروں کے دماغوں سے جائیں اور آرام کریں۔"

وہ اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ وہاں سے اٹھ کر خواب گاہ میں آئی پارس آنکھیں بند کئے اپنے دماغ کو سونے اور جاگنے کی ہدایات دے رہا تھا پھر آہٹ سن کر چونک گیا' مرینا کو دیکھ کر بولا "بڑی جلدی فرصت ہوگئی؟ کیا کام نہیں بنا؟"

وہ ٹہلتے ہوئے بولی "جنرل بہت چالاک بنتا ہے۔ اس نے پانچوں کو رہا نہیں کیا۔ اُن کی جگہ فوجی جوانوں کو ہیڈ کوارٹر سے روانہ کیا تاکہ میرے آدمیوں کو ٹریپ کرسکے۔"

"یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی؟ کیا تم نے ان رہا ہونے والوں کو زخمی کیا تھا؟"

"ہاں' اس کے بعد پانچوں کے پاس گئی تھی' انہوں نے سانسیں روک لیں۔"

"کیا جنہیں زخمی کیا تھا' ان کے دماغوں میں گئی تھیں؟"

"ان کے پاس جا کر کیا کرتی؟"

"یعنی میرے پاس آنے کی بے چینی تھی؟"

"تم اتنے خوب صورت نہیں ہو۔ میں سونے کے لئے آئی ہوں۔"

"مان لو کہ میرے پہلو میں آنے کے لئے تم نے پھر غلطی کی ہے۔"

"کیسی غلطی؟"

"جن پانچ فوجی جوانوں کو برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس بنا کر ہیڈ کوارٹر سے باہر نکالا گیا ہے اُن کے دماغوں میں جنرل کا خاص ٹیلی پیتھی جاننے والا آتا ہوگا اور ان کے ذریعے تمہارے تعاقب کرنے والے آلۂ کاروں کو دیکھتا ہوگا۔ جن افراد کو تم نے زخمی کیا ان افراد کے دماغوں میں وہ آیا ہوگا۔ ان سے باتیں کی ہوں گی۔ ان کی خیریت معلوم کی ہوگی۔ تم ان کے اندر ہوتیں تو اس خاص خیال خوانی کرنے والے کی آواز سن چکی ہوتیں۔"

مرینا کو اس غلطی کا شدید احساس ہوا۔ وہ شکست خوردہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گئی یہ تو بہت آسان تھا۔ اس نے جس آلۂ کار کے ذریعے کار کا حادثہ کرایا تھا اسی کے ذریعے حادثے کا شکار ہونے والے کو مخاطب کرتی۔ اس زخمی ہونے والے کو کار سے باہر نکالتی تو اس دوران جنرل کے خاص آدمی کی آواز ضرور سن لیتی۔

وہ سر جھکا کر بولی "پارس! میں مانتی ہوں۔ جب تنہا تھی' صرف اپنی ذات پر بھروسا کرتی تھی تو کبھی غلطی نہیں کرتی تھی' بڑے بڑے کارنامے انجام دیتی تھی۔ دشمنوں کو حیرانی اور پریشانی میں مبتلا کردیتی تھی۔ جب سے تم آئے ہو' میں باؤلی ہوگئی ہوں۔ تم میرے حواس پر چھائے رہتے ہو۔ رات ہوتے ہی غیر شعوری طور پر تمہارے پاس آنے کے لئے بے چین ہوجاتی ہوں۔ جلد بازی میں ادھوری خیال خوانی' ادھوری معلومات حاصل کرتی ہوں اور اپنے مقاصد میں ناکام رہتی ہوں۔"

"جس پر جذبات غالب آتے ہیں' اس سے غلطیاں ضرور ہوتی ہیں' ہمیں ایک دوسرے سے دور رہنا چاہئے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی اس کے پاس آکر لیٹ گئی۔ پھر بولی۔ "تم درست کہتے ہو' میری بھلائی چاہتے ہو۔ ہم دور رہ کر بھی محبت کرسکتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملاقات کا وقت مقرر کرسکتے ہیں۔"

پارس نے کہا "اگر ایک گھنٹے کی ملاقات ہو تو اس ایک گھنٹے کے بعد ایک منٹ بھی ساتھ نہیں رہیں گے۔"

"مجھے بہت سی اہم ذمے داریوں سے نمٹنا ہے۔ جنرل نے چال چلی ہے' اس کا منہ توڑ جواب دینا ہے۔ اس لئے میں صبح ہوتے ہی چلی جاؤں گی۔ پھر ایک ہفتہ بعد ملاقات کروں گی۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"کیا تم میرے بغیر ایک ہفتہ گزارو گے؟"

"ایسی جذباتی باتیں کروگی تو ہم ایک لمحہ بھی ایک دوسرے کے بغیر نہیں گزار سکیں گے۔"

"آج تو جی بھر کے جذباتی باتیں کرلو۔"

"سوری! دنیا میں تمہاری جیسی حسین اور جوان لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔ میں کسی سے بھی عشق فرما سکتا ہوں لیکن مجھے صرف مرینا سے عشق ہے' اُس مرینا سے جو اپنی ذہانت اور حاضر دماغی سے دشمنوں کے دانت کھٹے کردیتی ہے۔"

مرینا نے مسکرا کر اس کے سینے میں اپنا منہ چھپالیا۔

○☆○

میں جیسے ساری دنیا کو بھول چکا تھا۔ کوئی اخبار نہیں تھا' کوئی خبر نہ تھی کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے ایک ہٹ میں میں تھا اور سونیا تھی۔ سونیا تھی اور میں تھا۔ باقی ساری دنیا نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تھی۔

میں اپنی جانِ حیات کو سر سے پاؤں تک حاصل کرتا تھا اور سوچتا تھا۔ میں کتنا نادان ہوں' ناقدر دان ہوں کہ سونیا کی پہلے قدر نہیں کی۔ ساری دنیا اس کے گن گاتی رہی اور میں اسے نظرانداز کرتا رہا۔ اور یہ سمجھتا رہا کہ وہ مجھ سے مایوس ہو کر خواہشات کی دنیا سے نکل گئی ہے اور روحانیت میں ڈوب چکی ہے۔

جب کہ ایسا نہیں ہوتا۔ انسان جب تک زندہ رہتا ہے خواہشات سے نجات نہیں پاتا۔ یہ الگ بات ہے کہ خود کو روحانیت میں گم کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ سونیا بھی یہی کررہی تھی لیکن مجھے دل سے نوچ کر نہیں پھینک سکی تھی۔

اصل بات یہ تھی کہ اس میں حیا اور شرافت تھی۔ وہ میری داشتہ نہیں بننا چاہتی تھی اس لئے اپنے اور میرے درمیان فاصلہ قائم کرلیا تھا۔ لیکن جب باقاعدہ نکاح پڑھوانے کی بات اٹھی تو فوراً میری زندگی میں داخل ہوگئی۔

وہ ایک دن بولی "پورے دو ہفتے گزر چکے ہیں۔ نہ دین کی خبر ہے نہ دنیا کی۔"

میں نے کہا "دنیا کو بھول جاؤ۔ ہم نے ایک طویل زندگی زمانے بھر کے دشمنوں سے لڑتے ہوئے گزار دی۔ یہ باقی جو رہ گئی ہے اسے ہم سہاگ کی سیج پر لڑتے ہوئے گزار دیں گے۔"

وہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی "تمہاری ذاتی مسرتیں اور ذاتی خواہشات

کے ساتھ دنیا بھر کی ذمے داریاں بھی ہوتی ہیں جن سے نمٹنا ہوتا ہے۔ کیا تمہارا فرض نہیں ہے کہ پارس' علی تیمور' سونیا ثانی' جوجو اور مرینا کی خیریت معلوم کرو؟"

"ذمے داریوں کا بوجھ اٹھانے والا بوڑھا ہوجاتا ہے اور میں تمہارے ساتھ جوان رہنا چاہتا ہوں۔"

"معلوم ہوتا ہے مجھے پیار کی ہڑتال کرنی ہوگی۔ پیار نہیں ملے گا تو کام کے آدمی بن جاؤ گے۔"

اس بات میں پیار بھی تھا' دھمکی بھی تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ دھمکی پر عمل کرے۔ لہٰذا مجھے پھر عملی دنیا میں آنا پڑا۔ میں نے پارس کو مخاطب کیا "ہیلو! کیسے ہو؟"

"مزے میں ہوں اور انتظار کر رہا ہوں۔"

"کس کا انتظار؟"

"ایک ننھے سے بھائی یا ننھی سی بہن کا۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "سنجیدگی سے باتیں کرو۔"

"اولاد سب سے سنجیدہ مسئلہ ہے۔ میں نے آپ کے اور مما کے ہاتھ پیلے کردیے۔ اب آپ دونوں کو پھلتے پھولتے دیکھنے کی آرزو ہے۔"

"میرے باپ! تمہاری آرزو پوری ہوگی۔ مرینا کیسی ہے؟"

وہ تمام حالات بتانے لگا۔ میں نے ہنسنے کے بعد کہا "جنرل نے برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کو رہا نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ان پانچوں کو پھر ٹرانسفارمر مشین سے گزارے گا۔ ان کے اندر سے غرور اور اقتدار حاصل کرنے کی خواہشات کو ختم کردے گا اور انہیں اپنا تابعدار بنا کر رکھے گا۔"

پارس نے کہا "جنرل بڑی محتاط پلاننگ پر عمل کرتا ہے۔ سپر ماسٹر اور اعلیٰ حکام پر بھی بھروسا نہیں کرتا۔ اگر کسی طرح جنرل تک رسائی حاصل کروں یا آپ اس کے دماغ میں پہنچ جائیں تو صرف جنرل پر ہی نہیں' ٹرانسفارمر مشین پر بھی ہمارا قبضہ ہوجائے گا۔"

"جنرل تک مرینا راستہ بنا سکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ایسا کررہی ہوگی۔"

"اگر وہ کچھ کررہی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کچھ نہ کریں۔"

"میں بھی کوشش کروں گا۔"

"کروں گا نہیں' ابھی سے کوشش شروع کردیں۔"

"چلو شروع کرتا ہوں۔ مرینا سے معلوم کرو' جنرل کے کتنے مشیر ہیں اور اس کی مصروفیات کیا ہیں؟"

وہ ٹیلیفون کے پاس آیا۔ پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ میں نے پوچھا "کیا وہ تمہارے ساتھ نہیں رہتی ہے؟"

"نہیں مگر ہمارے درمیان رابطہ رہتا ہے۔"

"پہلے تو ایک ہی چھت کے نیچے رہتے تھے۔"

"زیادہ قربت اچھی نہیں ہوتی۔"

"کیا تمہارے اعتماد کو ٹھیس پہنچی ہے؟"

وہ ریسیور رکھ کر بولا "وارنر ہیگ ایک مسلمان لڑکی حمائلہ سے محبت کرتا ہے۔ وہ بھی اسے دل و جان سے چاہتی ہے لیکن وہ اپنا مذہب نہیں چھوڑنا چاہتی۔ مرینا چاہتی تھی کہ حمائلہ کے دماغ پر قبضہ جما کر وارنر کی تنہائی میں اسے پہنچا دے۔ میں نے اعتراض کیا تو اپنی محبت کو مثال بنا کر پیش کرنے لگی۔"

میں سمجھ گیا۔ اس بات سے اسے ٹھیس پہنچی ہوگی کہ وہ ایک مسلمان کے پاس آگئی پھر حمائلہ ایک عیسائی کو قبول کیوں نہیں کرتی ہے۔ پارس نے کہا "میں نے مرینا کو سمجھایا کہ وہ حمائلہ کے مزاج کے خلاف ایسی کوئی حرکت نہ کرے۔ اُس نے میری بات مان لی ہے۔ وعدہ کیا ہے کہ حمائلہ اور وارنر کے معاملے میں مداخلت نہیں کرے گی۔"

"کیا تمہیں یقین ہے؟"

"میں محبت پر یقین رکھتا ہوں۔ محبت کرنے والوں پر نہیں رکھتا۔ آپ حمائلہ کے پاس جائیں گے؟"

"میں ابھی آتا ہوں۔"

جنرل اور ٹرانسفارمر مشین کے معاملات اہم تھے۔ لیکن اس سے زیادہ اہمیت حمائلہ کی تھی۔ دیکھنا یہ تھا کہ مرینا ہمارا اعتماد کہاں تک برقرار رکھتی ہے۔ میں حمائلہ کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس کی آواز بھی نہیں سنی تھی۔ اس لئے وارنر ہیگ کے دماغ میں آگیا۔

وارنر ہیگ لیلیٰ کا معمول تھا۔ پھر ہم نے اسے مرینا کے حوالے کردیا تھا۔ مرینا نے اس پر دوبارہ تنویمی عمل کیا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کردی تھی کہ آئندہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ باقی تمام سوچ کی لہروں کے لئے اس کا دماغ حساس رہے گا اور وہ سانس روک لیا کرے گا۔ دوسرے لفظوں میں مرینا نے لیلیٰ کا اور ہم سب کا راستہ روک دیا تھا۔

اب یہ حقیقت تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے سمجھ گئے تھے کہ کوئی بھی کسی کے معمول کے دماغ میں اس کی آواز بنا کر پہنچ سکتا ہے۔ اس کے باوجود مرینا نے وارنر کے دماغ کو صرف اپنی جاگیر بنا لیا تھا۔ میں مرینا کے لہجے میں وارنر کے پاس آگیا۔

جزیرہ پوٹویا میں آدھی رات گزر چکی تھی۔ وارنر بے چینی سے جاگ رہا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ پچھلی رات حمائلہ پر دیوانگی طاری تھی۔ وہ آدھی رات کو اس کے کمرے میں آگئی تھی۔ پھر وہ ہوا جو نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اس نے حسن و شباب کے آگے گھٹنے ٹیک دیے تھے جبکہ بڑا ہی مستقل مزاج تھا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ حمائلہ کو محبت کے نام پر تباہ نہیں کرے گا۔ اب وہ پریشان تھا کہ ایسا کیوں ہوگیا؟ وارنر نے چپ چاپ حمائلہ کے دماغ میں جا کر اس کا حال معلوم کیا۔ وہ بستر پر پڑی ہوئی تکیے میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ پچھلی رات باؤلی کیوں

ہوگئی تھی؟ اپنے گھر سے نکل کے بے اختیار وارنر کے کمرے میں کیسے چلی گئی تھی؟ اسے اپنی پارسائی عزیز تھی۔ اب وہ اس کا ماتم کررہی تھی۔

اصل بات یہ تھی کہ وہ بے قابو کیوں ہوگئی تھی۔ اسے ایک بار بھی خیال نہ آیا کہ وہ گمراہی کی طرف جارہی ہے۔ یہ بات حمائلہ کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ لیکن میری اور وارنر کی سمجھ میں آگئی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ ضرور کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی شرارت ہے۔ وہ خیال خوانی کرنے والا حمائلہ کے دماغ میں آتا ہے۔ اور اس کے ذریعے وارنر کی نگرانی کرتا ہے۔ اور اس کی مستقل نگرانی کرنے کے لئے اس نے حمائلہ کو اس کے ساتھ جذباتی رشتے میں جکڑ دیا ہے۔

وارنر درست سوچ رہا تھا۔ صرف یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ خود مرینا کا معمول ہے۔ اُس کی سوچ کی لہروں کو نہیں محسوس کرتا ہے اور مرینا اس کے ذریعے حمائلہ کو خود اس کے ہاتھوں برباد کرچکی ہے۔

میں اس بات کا قائل ہوں کہ محبت سے اور آپس کی رضا مندی سے تعلقات قائم کئے جاسکتے ہیں۔ یہ اپنے مزاج کی بات ہوتی ہے۔ اگر کسی کے مزاج میں پارسائی کوٹ کوٹ کر بھری ہو اور اسے جبراً گناہگار بنایا جائے تو یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اور یہ جرم ناقابلِ معافی ہے۔

مرینا کے اس عمل کا نفسیاتی تجزیہ یہ تھا کہ اس کے تحت الشعور میں پارس اس کے دشمن کے طور پر تھا کہ وہ مسلمان کی طرف کیوں جھک گئی ہے۔ دنیا میں سیکڑوں ہزاروں پارس ہیں لیکن ایک غلطی کرنے کے بعد وہ کسی دوسرے کو ہرگز قبول نہیں کرسکتی تھی۔ اس کا مزاج صرف ایک ہی مرد کو قبول کرتا تھا۔ ایسا مرد جو مذہب کے اعتبار سے ناپسند تھا اور خاندان کے اعتبار سے امریکی پالیسیوں کا مخالف تھا۔ اس کے حواس پر حکومت کرنے والا پارس شعوری طور پر دوست اور لاشعوری طور پر دشمن تھا۔

مرینا نے حمائلہ کے ساتھ جو حرکت کی تھی وہ دراصل پارس سے ایک انتقام تھا کہ مسلمان لڑکی بھی عیسائی کی آغوش میں جاسکتی ہے۔ اب ایک بات صاف تھی کہ ایک طرف مرینا روح کی گہرائیوں سے اپنے وطن سے محبت کرتی تھی۔ دوسری وطن کی پالیسیوں پر اعتراض کرنے والے کے بیٹے سے بھی محبت جاری تھی اور کوئی شخص دو مخالف سمت جانے والی کشتیوں میں سفر نہیں کرسکتا۔ مرینا دونوں کشتیوں کے درمیان دو طرف سے پکڑ کر خود بھی ڈوبنے والی تھی اور ہمیں بھی ڈبونے والی تھی۔

محبت اور شرافت ہر جگہ اچھے نتائج پیدا نہیں کرتی۔ بعض جگہ محبت دھوکا دیتی ہے اور شرافت نقصان پہنچاتی ہے۔ ہم نے شرافت سے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مرینا کے حوالے کیا تھا تاکہ وہ ہماری دوستی اور نیک نیتی کی قدر کرے۔ اپنی حکومت کی ان غلط پالیسیوں کو رفتہ رفتہ بدل دے جن سے چھوٹے ملکوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

لیکن ہم انسانی دماغوں میں سفر کرنے والے بھی مرینا کے مزاج اور اس کی ذہنی رَو کو نہ سمجھ سکے۔ سمجھنے کے لئے کبھی اس کے دماغ میں جانے کا موقع نہیں ملا۔ پھر یہ کہ انسان کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہیں، علمِ نفسیات کے ذریعے ہی پہچانا جاتا ہے اور مرینا کی ایک نفسیاتی کج روی نے ہمیں چونکا دیا تھا۔ اب محض شرافت سے نہیں ذرا مکاری سے بھی کام لینا ضروری ہوگیا تھا۔

میں نے پارس کو اپنے خیالات بتائے۔ اس نے کہا "پاپا! میں سمجھ رہا تھا کہ میں نے احتیاطاً اس سے ذرا دوری رکھی ہے لیکن وہ بے حد چالاک ہے۔ ہم سے بہت سی باتیں چھپاتی ہے اور کچھ اہم باتیں چھپانے کے لئے وہ مجھ سے دور ہوگئی ہے۔ یہ میری خوش فہمی تھی کہ میں نے اُس سے ذرا فاصلہ رکھا ہے۔"

میں اچانک ہی پارس کے دماغ سے نکل گیا۔ میری چھٹی حس نے کہا ہم بیٹے باپ کے درمیان وہ بھی موجود ہے۔ میں دوبارہ اس کے دماغ میں گیا تو پارس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ حقیقت سمجھ میں آگئی۔ میں نے کہا "مرینا میں نے تمہیں بیٹی بنا کر بہت کچھ تحفے کے طور پر دیا۔ مگر تم جاسوسی کررہی ہو، چھپ رہ کر ہماری باتیں سن رہی ہو۔"

وہ بولی "جب بات اپنے خلاف ہو تو ہر انسان چھپ کر سنتا ہے۔"

میں نے کہا "بات تمہارے خلاف نہیں تھی، تمہارے مزاج کے عین مطابق تھی۔ تم نے ہمارے اعتماد کو دھوکا دیا۔ کیا اس سے انکار کروگی؟"

"میں نے آپ کے اعتماد کو دھوکا دینے والا کوئی کام نہیں کیا۔"

"کیا تم نے حمائلہ کی پارسائی کو داغدار نہیں کیا؟"

"ہرگز نہیں، یہ مجھ پر الزام ہے۔"

"حمائلہ بہکی نہیں تھی۔ اس کے دماغ میں جاکر بہکایا گیا ہے۔"

وہ بولی "کیا ایک میں ہی بہکانے والی ہوں۔ کوئی اور اس کے دماغ میں گیا ہوگا۔"

"تم اسی بہانے اپنی واردات کو دوسرے کے سر رکھ رہی ہو۔ یہ تم جانتی ہو، یا ہم لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے تمہارے سوا کوئی وارنر ہیگ کا ٹھکانا نہیں جانتا ہے۔ اگر تم نے یہ گناہ نہیں کرایا ہے تو پھر ہم نے ہی کرایا ہوگا جبکہ ہم کبھی ایسا کرنے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ حمائلہ کی پارسائی برقرار رکھو گی۔ لیکن......"

میں نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا "پارس! بات ختم کرو۔ مرینا! تم جاؤ اور تنہائی میں ٹھنڈے دماغ سے سوچو کہ ہماری دوستی اور شرافت سے غلط فائدہ اٹھا کر تم کتنے خسارے میں رہو گی۔"

"آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں؟"

"عقل دے رہا ہوں۔ سمجھا رہا ہوں تاکہ کبھی یہ نہ کہہ سکو کہ فرہاد نے بیٹی بنا کر سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ پارس! میں جارہا ہوں۔ تم چاہو تو سانس روک سکتے ہو یا چاہو تو اسے اپنی سانسوں میں بسائے رکھ سکتے ہو۔"

میں اُس کے دماغ سے چلا گیا۔ پارس نے چند سیکنڈ کے بعد کہا۔ "مرینا! میرے پاپا ہمیشہ کہتے ہی میرے دماغ سے چلے جاتے ہیں۔ ابھی صرف تم ہو۔"

"ہاں، میں ہوں۔"

"کچھ کہنے کے لئے رہ گیا ہے تو کہہ دو۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے چلی جانا۔"

"کیا تمہاری محبت اتنی دیر کے لئے تھی؟"

"محبت کی گاڑی اعتماد کے پیٹرول سے چلتی ہے۔ خدا نے تمہیں تھوڑی سی ذہانت تو دے دی لیکن پیٹرول نہیں دیا۔"

"تم غلط نہ سمجھو، میں حمائلہ کی گمراہی کی ذمے دار نہیں ہوں۔"

"اپنی صفائی پیش نہ کرو۔ میرے پاپا کے تجربات کے سامنے ابھی تم بچی ہو۔ وہ اپنے تجربات اور تجزیے سے جو دیکھ لیتے ہیں، جو سمجھ لیتے ہیں وہ کبھی جھوٹ نہیں ہوتا۔"

"ہمارے درمیان پاپا کو نہ لاؤ۔"

"میں پاپا کو اپنے دماغ میں بلانے والا ہوں۔ اس لئے تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

اس نے سانس روکی، وہ دماغ سے نکل گئی۔ پارس نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ پھر اسے سوچ کی لہر محسوس ہوئی، وہ بولا "میں جانتا تھا تم پھر چھپ کر باپ بیٹے کی گفتگو سننے آؤ گی۔ میں نے تمہاری چال سمجھنے کے لئے پاپا کو ابھی بلانے والی بات غلط کہی تھی۔"

"تم پھر غلط سمجھ رہے ہو۔ میں تمہیں پیار سے منانے آئی ہوں۔"

"میں نے پاپا سے گفتگو کا جو وقت مقرر کیا تھا، اسی وقت پیار سے منانے آئی ہو۔ میری نادان محبوبہ! تم نے اپنے ہاتھوں سے جنرل کے سامنے اپنی قبر کھود لی ہے۔ تمہیں اپنی نادانی کا احساس جلد ہی ہوگا۔"

"دیکھو، سانس نہ روکنا۔ تم ساتھ چھوڑو گے تو میں تنہا رہ جاؤں گی۔"

اس نے سانس روک لی۔ مرینا اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ غصے سے سوچنے لگی۔ وہ عیاش ہے۔ مجھ سے دل بھر گیا ہے اس لئے پیچھا چھڑا رہا ہے۔

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ یہ بات پریشان کررہی تھی کہ ہم سب نے ساتھ چھوڑ دیا تو وہ جنرل کے مقابلے میں بالکل تنہا رہ جائے گی۔

اس کے مزاج اور خیال کے مطابق حمائلہ کا معاملہ معمولی سا تھا۔ لیکن پارس اور اس کے باپ نے بہت زیادہ اہمیت دی تھی۔ یہ خواہ مخواہ تعلقات بگاڑنے والی بات تھی۔ اسے غصہ بھی آرہا تھا، پریشانی بھی تھی اور جھنجلاہٹ بھی۔ ایسے وقت وہ یوگا کی مشقیں کیا کرتی تھی تاکہ موڈ نارمل رہے اور سہولت سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بحال ہوجائیں۔

اس نے یوگا کے ایک آسن پر عمل کیا پھر سانس روک لی۔ اسی وقت جوڈی نارمن نے دماغ میں آکر کوڈ ورڈز ادا کئے، وہ کوڈ ورڈز کے دوران سانس لے رہی تھی پھر بولی "میں آرہی ہوں۔"

وہ فرش پر سیدھی پلتھی مار کر بیٹھ گئی۔ پھر جوڈی نارمن کے دماغ میں آکر بولی "کیا بات ہے؟"

وہ بولا "خطرہ ہے۔ آپ جہاں ہیں، وہاں سے فوراً چلی جائیں۔ ملٹری انٹیلی جنس کے جوانوں نے آپ کی رہائش گاہ سے ٹیلی فون کالیں ڈیٹیکٹ کی ہیں۔"

وہ بولی "میں نے اپنی رہائش گاہ میں ایک بیکار سا ٹیلیفون رکھا ہوا ہے جس سے نہ کال کی جاسکتی ہے نہ ریسیو کی جاسکتی ہے۔ ویسے ایک رہائش گاہ ہے جہاں سے کوئی مجھے کال کرسکتا ہے۔ بہرحال بروقت اطلاع دینے کا شکریہ۔"

وہ اس سے رابطہ ختم کرکے پارس کے پاس آئی۔ اس نے پوچھا۔ "پھر کیوں آئی ہو؟"

"تمہیں خطرے سے آگاہ کرنے آئی ہوں۔ تمہارے بنگلے کا ٹیلی فون ڈیٹیکٹ کیا گیا ہے۔ تم کسی وقت بھی حراست میں لئے جاسکتے ہو۔"

پارس نے پوچھا "تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟"

"باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ وہاں سے بھاگو۔"

"تم نے اطلاع دینے میں دیر کردی۔ تم چار دن پہلے مجھے چھوڑ کر گئی تھیں۔ میں نے تمہارے جاتے ہی وہ بنگلا چھوڑ دیا تھا کیونکہ مجھے تم پر بھروسا نہیں تھا۔"

اس نے سانس روک لی۔ مرینا نے کلی میتھو کے دماغ میں آکر پوچھا "کیا تم اور تمہارے آدمی پارس کی رہائش گاہ کی نگرانی کررہے ہیں؟"

"جی ہاں، مسلسل نگرانی ہورہی ہے۔"

"کیا خاک ہورہی ہے۔ پارس دھوکا دے گیا ہے۔ وہ میرے وہاں سے نکلتے ہی خود بھی نکل گیا تھا اور تم سب سمجھ رہے تھے، وہ اتنی جلدی نہیں جائے گا۔"

وہ غصے میں پھر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ جنرل اور اس کی فوج پہلے ہی مقابلے کے لئے کم نہ تھی۔ ایسے میں پارس کی چالاکی اور میری علیحدگی اس کے لئے مصیبت بن گئی تھی۔ اب وہ سارا الزام پارس پر ڈال رہی تھی کہ وہ عیاش ہے۔ اس کا دل بھر گیا ہے۔ اس لئے

علیحدگی اختیار کر رہا ہے۔ عورت خواہ کتنی ہی ذہین اور محبت کرنے والی ہو' وہ غصے میں اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتی۔ ہر الزام اپنے مرد پر رکھتی ہے۔

وہ پھر یوگا کے ایک آسن میں سانس روک کر لیٹ گئی۔ دس منٹ تک دم سادھے لیٹی رہی۔ پھر سانس لینے لگی۔ تھوڑی دیر بعد یوگا کا دوسرا آسن اختیار کرکے پھر سانس روک لیا۔ اس نے دو چار بار ایسا کیا' اس دوران غصہ ختم ہوتا رہا' دماغ سے پریشانی دور ہوتی رہی اور سکون حاصل ہوتا رہا۔ آخر وہ لان میں آکر بیٹھ گئی۔ اس نے سکون اور غیر جانبداری سے سوچا "میں نے اپنی انا کی تسکین کے لئے حمائلہ کو وارنر کی تنہائی میں پہنچایا۔ یہ میرے لئے کوئی بڑی اہم بات نہیں ہے۔ لیکن ہمارے لئے جو بات معمولی سی ہوتی ہے وہ دوسروں کے لئے بہت اہم ہوتی ہے۔ میں نے پارس سے حمائلہ کے پاس نہ جانے کا وعدہ کیا اور وہاں جاکر اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ اب وہ اور اس کے پاپا کسی معاملے میں مجھ پر بھروسا نہیں کریں گے۔"

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ پھر سوچنے لگی' غلطی سب سے ہوتی ہے' مجھ سے بھی ہوگئی ہے اور اس اعتماد پر ہوئی کہ دل و جان سے چاہنے والا مرد اپنی عورت کی غلطیاں معاف کردیا کرتا ہے۔ لیکن میرے مرد کے سر پر تو اس کا باپ سوار رہتا ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو پارس میری قربت کی آنچ ملتے ہی مجھے معاف کردیتا۔

اب مجھے سوچنا چاہئے کہ دوبارہ پارس اور اس کے باپ کا اعتماد کیسے حاصل کرسکتی ہوں؟ میرے سامنے جنرل ایک پہاڑ کی طرح کھڑا ہوا ہے۔ اس پہاڑ کو کاٹنے کے لئے مجھے پارس اور فرہاد علی تیمور کی ضرورت ہے۔

سکون سے سوچا جائے تو مسئلے کا حل نکل آتا ہے۔ ایسے وقت سونیا یاد آئی۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میں ہوں مرینا!"

سونیا نے مسکرا کر پوچھا "کیسی ہو مرینا؟"

"مما! بہت پرابلم میں ہوں۔ پاپا اور پارس مجھ سے ناراض ہیں۔ اگر انہوں نے ساتھ چھوڑ دیا تو میں دشمنوں کے مقابلے میں کمزور ہوجاؤں گی۔ میں آپ کا سہارا لینے آئی ہوں۔"

"آخر بات کیا ہے؟"

"پاپا آپ کے ساتھ ہیں۔ کیا انہوں نے کچھ نہیں بتایا؟"

"وہ بڑی دیر سے خیال خوانی میں مصروف ہیں۔ تم بتاؤ۔"

وہ حمائلہ اور وارنر کے متعلق بتانے لگی۔ تمام باتیں سننے کے بعد سونیا نے کہا "تم نے جو غلطی کی ہے اس کی تلافی ہوسکتی ہے۔ حمائلہ اور وارنر کی شادی ہوجائے گی تو ان کے تعلقات جائز ہوجائیں گے۔ یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "او مما! آپ واقعی عظیم ہیں لیکن پارس کہتا ہے' میں نے اس کے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔"

"پیار کرنے والی عورت دھوکا نہیں دیتی بلکہ اس بھروسے پر جان بوجھ کر غلطیاں کرتی ہے کہ وہ ہمارا مرد ہے' ہمیں وہ معاف نہیں کرے گا تو کیا دنیا کرے گی؟ دراصل عورت اس انداز سے بھی اپنے مرد کی محبت کو آزماتی ہے۔ بے شک تم نے غلطی کی لیکن ساتھ ہی پارس کی محبت کو آزما رہی ہو۔"

"او مما! آئی لو یو۔"

"تمہاری پریشانی کیا ہے؟"

"پارس ناراض ہے۔"

"اگر میں اسے مناؤں گی تو یہ ثابت ہوگا کہ ماں کی محبت میں وہ مان گیا ہے۔ یعنی تمہاری اہمیت نہیں ہے۔ تم اپنی اہمیت کیوں کم کرتی ہو۔ خود اسے مناؤ۔ نہ مانے تو تمہاری محبت میں کمی رہ گئی ہوگی۔ اپنی کمی اور خامی کو سمجھو۔ محبت کی جنگ میں عورت ہمیشہ فتح کے جھنڈے گاڑتی جاتی ہے۔ اس کے سامنے مرد اپنے حواس میں نہیں رہتا۔ تم کیسی عورت ہو؟"

"سوری مما! میں بھول گئی تھی کہ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔ پارس کو میں خود راضی کروں گی لیکن پاپا بھی سخت ناراض ہیں۔"

"تمہارے پاپا میرے میاں ہیں۔ تم اپنے میاں کو مناؤ' میں اپنے میاں کو مناتی ہوں۔ تم ان میاؤں کو نہیں جانتیں۔ ذرا سر سہلاؤ تو میاؤں میاؤں کرنے لگتے ہیں۔"

مرینا ہنسنے لگی۔ خوب دل کھول کر ہنسنے لگی۔ سونیا نے اس کے سر پر سے بہت بڑا پہاڑ ہٹا دیا تھا۔ وہ بولی "مرینا! تم نے ابھی تک آپس کے مسئلے پر گفتگو کی ہے۔ یہ گھر کی باتیں ابھی گھر میں ہی رہنے دو۔ پارس کو بعد میں بھی راضی کرسکتی ہو۔ پہلے یہ معلوم کرو جنرل نے برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹ کو رہا کیوں نہیں کیا؟"

وہ بولی "صاف ظاہر ہے' وہ مجھ تک یا میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچنا چاہتا تھا۔"

"صرف اتنی سی بات نہیں ہے۔ میرے خیال کے مطابق وہ ان پانچوں کو پھر ٹرانسفارمر مشین سے گزار چکا ہے۔ انہیں مشین یا تنویمی عمل کے ذریعے اپنا وفادار بنا چکا ہے۔ حتیٰ کہ ان پانچوں خطرناک شکاریوں کو تمہاری تلاش میں روانہ کرچکا ہے۔"

"مما آپ کوئی مشورہ دیں۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ کسی طرح بھی جنرل کے قریب رہا کرو۔ یہ معلوم کرو۔ اس کی مصروفیات کیا ہیں؟ وہ تمام مسائل تنہا حل نہیں کرسکتا۔ اس کے دو چار مشیر ہوں گے۔ پتا کرو وہ مشیر کون ہیں اور وہ کن لوگوں پر زیادہ بھروسا کرتا ہے۔"

"میں یہی کوشش کر رہی ہوں۔ اب میں زیادہ توجہ فوج کے ایسے اعلیٰ افسران پر دوں گی جو ریٹائر ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرچکے ہیں۔ جنرل ایسے ہی افراد کو اپنا مشیر اور رازدار بناتا ہوگا۔"

وہ چلی گئی۔ میں سونیا کے سامنے تھا اور اس کے دماغ میں خاموشی سے مرینا کی باتیں سن رہا تھا۔ جب وہ چلی گئی تو میں سونیا کے قریب آکر بولا "بھوک لگ رہی ہے۔"

وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

میں آرام سے بستر پر لیٹ کر جنرل تک پہنچنے کے متعلق سوچنے لگا۔ مرینا واقعی ذہین تھی۔ اس نے بڑی ذہانت سے سوچا تھا کہ جنرل اپنی فوج کے ریٹائرڈ افسروں کی خدمات حاصل کرتا ہوگا۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے والے وفادار افسروں میں سے چند کو مشیر بنایا ہوگا اور چند ایک کو جاسوسی کے فرائض سونپ دیے ہوں گے۔

مرینا نے پارس کو یہ بتایا تھا کہ سپر ماسٹر کے ایک گھریلو ملازم کے دماغ میں جایا کرتی ہے۔ میں نے سوچا' وہ اتنی سیدھی تو نہیں ہے کہ اس ملازم کے دماغ میں رہ کر صرف سپر ماسٹر سے گفتگو کرتی رہی ہوگی جبکہ اسے سپر ماسٹر پر پورا بھروسا نہیں تھا۔ یہ شبہ تھا کہ وہ بھی جنرل کا حامی ہے۔

ان حالات کے پیش نظر مرینا نے حقیقت معلوم کرنے کے لئے سپر ماسٹر کے اندر پہنچنے کی کوشش کی ہوگی اور اس کے لئے اس پر تنویمی عمل ضرور کیا ہوگا۔ یہ بات میں ابھی معلوم کرسکتا تھا۔ میں نے سپر ماسٹر کی آواز اور لہجے کو یاد کیا پھر مرینا کی سوچ کی لہروں کے مطابق اس کے دماغ میں پہنچا تو وہ حساس دماغ رکھنے والا مجھے محسوس نہ کرسکا۔

میں بڑی خاموشی سے اہم معلومات حاصل کرنے لگا۔ سپر ماسٹر کی حیثیت سے ملک کے داخلی اور خارجی معاملات سے اس کا گہرا تعلق تھا وہ بڑی اہم معلومات فراہم کر رہا تھا۔ میں نے حالیہ ریٹائر ہونے والے فوجی افسروں کے نام پتے اور فون نمبر معلوم کئے۔ انہیں ایک کاغذ پر نوٹ کرتا رہا۔ فوج کے معاملات میں وہ زیادہ مداخلت نہیں کرسکتا تھا۔ اسے جو کچھ معلوم تھا' وہ میں نے معلوم کرلیا۔

پھر میں نے پارس سے رابطہ کیا۔ اس سے پوچھا "کیا مرینا آئی تھی؟"

"آپ کے جانے کے بعد ایک بار آئی تھی' میں نے اسے لوٹا دیا تھا۔"

"آئندہ ایسا نہ کرنا۔ تمہاری مما نے اس کی پہلی غلطی معاف کی ہے۔ تم رفتہ رفتہ اس سے راضی ہوجاؤ۔ سات عدد فون نمبر نوٹ کرو۔ یہ ریٹائرڈ فوجیوں کے نمبر ہیں۔"

میں نے تمام نمبر نوٹ کرائے۔ پھر کہا "پہلے ایک کو فون کرو میں تمہارے ذریعے اس کی آواز سن کر جاؤں گا۔ جب واپس آؤں تو دوسرا نمبر ڈائل کرنا۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ میں نے اس کے ذریعے ایک ریٹائرڈ فوجی افسر کی آواز سنی پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ جلد ہی معلوم ہوگیا کہ وہ ہمارے مطلب کا آدمی نہیں ہے۔ میں نے پارس کے پاس آکر دوسرے کی آواز سنی پھر تیسرے کی آواز اس کے بعد چوتھے' پانچویں کے دماغوں سے بھی وہ غیر متعلقہ افراد ثابت ہوئے۔

پارس نے کہا "سپر ماسٹر کا تعلق فوج سے برائے نام ہے۔ وہ ریٹائر ہونے والے اہم افسران کے متعلق نہیں جانتا ہے۔"

"یہی بات ہے۔ بہرحال دو رہ گئے ہیں۔ انہیں بھی فون کرو۔"

اس نے چھٹے افسر کو فون کیا۔ میں نے اس کی آواز سنی' خیال خوانی کی پرواز کی اس کے دماغ میں پہنچا مگر اس نے سانس روک لی۔ میں نے واپس آکر کہا "بیٹے! یہ کام کا آدمی ہے۔ فوراً اس کے پتے پر روانہ ہوجاؤ۔ اس کی نگرانی کرو۔ یہ مجھے دماغ میں آنے سے روک رہا ہے۔"

"پاپا! ایک فون نمبر اور رہ گیا ہے۔"

"اسے چھوڑ دو۔ تم فوراً جاؤ۔ ورنہ وہ ریٹائرڈ افسر خطرہ محسوس کرتے ہی رہائش گاہ بدلنے والا ہوگا۔"

میں نے پارس کو چھوڑ کر لیلیٰ کو مخاطب کیا۔ وہ پیرس جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ میں نے اس کے اندر آتے ہی اسے پیار کیا۔ وہ خوش ہو کر بولی "آپ کیسے ہیں؟ سسٹر کیسی ہیں؟"

"ہم خیریت سے ہیں۔ ذرا ایک فون نمبر ڈائل کرو اور بولنے والے کے دماغ میں پہنچو۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ پھر ہم دونوں ساتویں افسر کے دماغ میں پہنچے۔ اس نے بھی سانس روک لی۔ میں نے کہا "لیلیٰ! جس حال میں بھی ہو گھر سے نکلو' میں اس کی رہائش گاہ کا پتا بتا رہا ہوں۔ وہاں پہنچنے میں دیر کرو گی تو وہ اپنی جگہ بدل دے گا۔"

وہ ایک اپارٹمنٹ سے باہر آکر اپنی گاڑی میں بیٹھی' میں نے

اسے ساتویں افسر کا پتا بتایا۔ وہ ڈرائیو کرتی ہوئی بولی "آپ سسٹر کے پاس جائیں میں آکر رپورٹ دوں گی۔"

"میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ سونیا کے پاس جانے کا مشورہ نہ دو۔ یا صاف الفاظ میں کہہ دو کہ میری موجودگی تم پر ایک بوجھ ہے۔"

"آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ آپ کے آتے ہی میں کس طرح خوشی سے کھل جاتی ہوں یہ آپ میرے اندر رہ کر سمجھ سکتے ہیں۔"

"پھر جانے کو کیوں کہتی ہو؟"

"کم از کم چھ ماہ تک آپ کے جملہ حقوق سسٹر کے لئے محفوظ ہیں۔ آپ کو ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہئے۔"

"اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی تمہارے پاس نہ آؤں۔ بھئی ملاقات بھی ہو رہی ہے اور کام بھی ہو رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے کام ہوتے ہی آپ چلے جائیں گے۔"

"جاؤں گا پھر کسی کام کے بہانے آجاؤں گا۔"

وہ ہنسنے لگی۔ گفتگو کے دوران وہ ائرپورٹ پہنچی تھی وہاں ایک ڈومیسٹک فلائٹ اٹلانٹا سے مین ہٹن جارہی تھی۔ وہ ساتواں افسر مین ہٹن میں تھا۔ لیلیٰ اسی فلائٹ سے چل پڑی۔ میں نے کنگ فرنانڈو کی ایک سیکریٹری سے کہہ دیا کہ لیلیٰ آرہی ہے اس کی رہائش کا انتظام کردیا جائے۔

پھر میں نے پارس کو مخاطب کیا، وہ بولا "میں چھٹے افسر جان لمبوڈا کی رہائش کے قریب ہوں۔ میں نے اس بنگلے کے اندر سے باہر آنے والوں کو اور باہر سے اندر جانے والوں کو دیکھا ہے۔ وہ سب نیگرو ہیں۔ جان لمبوڈا بھی نسلاً حبشی ہوگا۔"

"کیا وہ گھر میں موجود ہے؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن ایک اندازہ کرسکتا ہوں۔ وہ اندر موجود ہے۔"

"تم نے کیسے اندازہ کیا؟"

"آپ نے اس کے دماغ میں جانے کی کوشش کی اس نے سانس روک لی۔ اسے خطرے کا احساس ہونا چاہئے تھا لیکن وہ خطرہ محسوس نہیں کر رہا ہے۔ کیونکہ عورتیں اور بچے باہر آتے جاتے دکھائی دے رہے ہیں جبکہ خطرات کے وقت کوئی چاردیواری سے باہر نہیں نکلتا ہے۔"

"تمہاری یہ دلیل قابلِ قبول ہے لیکن یہ حیرانی کی بات ہے کہ اسے خیال خوانی کرنے والے کو محسوس کرکے خطرے کا احساس کیوں نہیں ہے؟ کیا گھر کی چاردیواری میں ایسے انتظامات ہیں کہ وہ مصیبت کے وقت آسانی سے چھپ سکتا ہے یا کسی چور راستے سے فرار ہوسکتا ہے۔"

"یہی بات ہوسکتی ہے۔ ابھی میں دیکھ رہا ہوں ایک لڑکی باہر آئی ہے اور ایک سرخ رنگ کی اسپورٹنگ کار میں بیٹھ رہی ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے، جان لمبوڈا چارا ڈال رہا ہے۔ اس لڑکی کو اس لئے باہر بھیج رہا ہے کہ ہم اس کا تعاقب کریں۔ اسے ٹریپ کریں۔ اس طرح جان لمبوڈا کو یقین ہوجائے گا کہ ہم اس کی تاک میں ہیں۔"

"ایگزیکٹلی پاپا! یہی چال ہے۔ اس سے پہلے ایک بارہ برس کا لڑکا سائیکل پر سوار ہو کر کہیں گیا ہے۔ اس لڑکے سے پہلے ایک خاتون کار میں گئی تھیں۔ اب یہ نوجوان لڑکی جارہی ہے۔"

وہ دوربین کے ذریعے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ اور کار کا نمبر یاد کرچکا تھا۔ میں نے کہا "جان لمبوڈا کی خواہش پوری کرو۔ اس لڑکی کے پیچھے چل پڑو۔"

"پاپا! سوچ لیں۔"

"کیا سوچ لوں؟"

"آپ ایک معصوم بچے کو جوان لڑکی کے پیچھے لگا رہے ہیں۔"

"میرے معصوم شیطان وقت ضائع نہ کرو۔ میں ابھی آؤں گا۔" میں لیلیٰ کے پاس آیا۔ ابھی اس کا سفر جاری تھا ویسے وہ مین ہٹن پہنچنے ہی والی تھی۔ میں نے کہا۔ "ایک جوان لڑکی کو ٹریپ کرو اور اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے لیلیٰ بنا دو۔ دشمنوں کو یقین دلاؤ کہ تم ان کے ہاتھ لگ گئی ہو۔"

"یہاں طیارے میں ایک نیم پاگل سی لڑکی ہے۔ میں اس لڑکی میں دلچسپی لے رہی تھی۔ اس کے دماغ کو پڑھ رہی تھی۔ بیچاری نفسیاتی مریضہ ہے۔ اسے یکے بعد دیگرے دو نوجوانوں نے پیار کا فریب دیا۔ اس کے ایک انکل نے اس کی ایک فیکٹری پر قبضہ جمالیا۔ وہ ذہنی انتشار میں مبتلا ہو کر ہنستی گاتی رہتی ہے۔ زندگی کو ایک مذاق سمجھ کر گزار رہی ہے۔ میں سوچ رہی تھی کہ اس کے کام آؤں۔"

میں نے کہا "اچھا موقع ہے، یہ ہمارے کام آئے گی۔ ہم اس کے کام آئیں گے۔ تم اس کے شناختی کاغذات اور پاسپورٹ وغیرہ کے متعلق معلوم کرو۔"

میں پارس کے پاس آیا۔ وہ کاک ٹیل کلب کے قریب اپنی کار میں بیٹھا تھا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا کیونکہ مرینا موجود تھی۔ اس سے کہہ رہی تھی۔ "مجھ سے ایک ملاقات کرو۔ مجھے کچھ کہنے سننے کا موقع دو۔ خدا اپنے بندوں کی غلطیاں معاف کرتا ہے کیا تم بندے ہو کر اپنی بے دام بندی کی غلطی معاف نہیں کرو گے؟ معاف نہیں کرو گے تب بھی ملاقات ضروری ہے۔"

پارس نے پوچھا "کیوں ضروری ہے؟"

"میں اپنی بربادی یا آبادی کا آخری فیصلہ کروں گی۔ تم نے ساتھ دیا تو تمہارے ساتھ آباد رہا کروں گی۔ تم نے ساتھ چھوڑا تو جنرل کے آگے ہتھیار ڈال دوں گی۔ پھر میں نہیں جانتی میرا کتنا برا انجام ہوگا۔"

"اچھی بات ہے، ہوٹل ڈیلاٹلہ میں ایک کمرا لو۔ میں وہاں کسی بھی وقت آجاؤں گا۔"

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ کار میں کس جگہ بیٹھے ہو؟"

"بیویوں کی طرح سوالات نہ کرو۔ جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ مرینا کے ساتھ میں بھی باہر نکل آیا۔ مجھے یقین تھا وہ پارس کے رویّے کی شکایت کرنے آئے گی اس لئے میں فوراً بیٹے کے پاس نہیں گیا۔ میرا یقین درست تھا۔ وہ دوسری بار آکر بولی "مجھے اس انداز میں نہ بھگاؤ۔ میری توہین نہ کرو۔ کیا مجھ سے دل بھر گیا ہے؟"

"تم کچھ بھی سمجھ لو۔ میں محبت سے موم ہوتا ہوں اور نفرت سے فولاد بن جاتا ہوں۔ ابھی تم سے محبت نہیں ہے اس لئے گیٹ آؤٹ۔"

اس نے پھر سانس روکی۔ وہ باہر گئی۔ پھر اندر آکر بولی "ہزار بار بھگاؤ ہزار بار آؤں گی۔ تمہارے جیسا ہرجائی پیار کو کیا سمجھے گا۔ دیکھو سانس روکنے سے پہلے سن لو۔ میں ہوٹل کا کمرا بک کرا رہی ہوں۔ جب تک نہیں آؤ گے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔"

"میری بھی بات سن لو۔ دو گھنٹے سے پہلے رابطہ نہ کرنا، میں مصروف رہوں گا۔"

"ابھی تو تم اپنی مصروفیت بتاؤ گے نہیں، ماش کے پُتلے کی طرح اکڑے ہوئے ہو۔ دو گھنٹے کے بعد تم سے پوچھوں گی۔"

وہ چلی گئی میں نے کہا "بیٹے! میں نے تم دونوں کی تمام باتیں نہیں سنیں۔ بار بار آتا رہا جاتا رہا۔ اس کے جانے کے بعد اب مخاطب کر رہا ہوں۔ کیا اس سے کہیں ملاقات کرو گے؟"

"جی ہاں۔ آپ ہوٹل ڈیلاٹلہ میں بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس وغیرہ پہنچادیں۔ آنٹی سلطانہ اور انکل سلمان وغیرہ کو ہدایات دیں کہ وہ ہوٹل کے کچن سے کمرے تک فرائض ادا کرنے والے ملازمین کے دماغوں میں جگہ بنائیں۔"

"میں سمجھ گیا بیٹے! ہم مرینا پر بہت زیادہ بھروسا نہیں کرسکتے۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

پارس، اور مرینا شکاگو میں تھے۔ اس شہر میں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جتنے جاسوس تھے ان سے میں نے رابطہ کیا۔ انہیں تفصیل سے بتایا کہ مرینا اور پارس ہوٹل ڈیلاٹلہ کے ایک کمرے میں ملاقات کرنے والے ہیں۔ وہاں سب کو محتاط اور مستعد رہنا ہے اور ایسے انتظامات کرنے ہیں کہ کسی برے وقت میں پارس پر آنچ نہ آئے اور وہ صاف بچ کر نکل جائے۔

پھر میں نے سلطانہ اور سلمان سے کہا۔ "پارس کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں فون کے ذریعے ہوٹل ڈیلاٹلہ کے منیجر وغیرہ کی آوازیں سنائے گا۔ تم دونوں وہاں کے تمام اسٹاف کے دماغوں میں آتے جاتے رہو۔"

وہ دونوں پارس کے پاس گئے۔ میں لیلیٰ کے پاس آگیا۔ وہ نیم پاگل لڑکی کے متعلق بتانے لگی۔ "اس کا نام شینا جارجیا ہے۔ اٹلی سے آئی ہے۔ بالکل تنہا ہے۔ چاہتی ہے کسی چاہنے والے کا سہارا مل جائے تو امریکا میں رہائش اختیار کرلے گی۔"

میں نے کہا۔ "یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی چاہنے والا کا سہارا ملے۔ ہم اسے ایسا مضبوط سہارا دیں گے کہ وہ کسی چاہنے والے کی محتاج نہیں رہے گی۔ کیا وہ تمہاری طرح حسین اور بھرے ہوئے بدن کی مالکہ ہے؟"

لیلیٰ آخر کار عورت تھی۔ اپنی تعریف سے خوش ہو کر بولی "جی ہاں، وہ میری طرح ہے لیکن اسے تنویمی عمل کے ذریعے قابو میں رکھنا ہوگا ورنہ وہ پارے کی طرح مچلتی ہے۔ کبھی اِدھر کبھی اُدھر تھرکتی رہی تو ہمارا کام بگڑ جائے گا۔"

"ٹھیک ہے اسے تم اپنی معمولہ بنا سکتی ہو۔ فی الحال اسے جانے دو اور ساتویں افسر کی رہائش گاہ کی طرف چلو۔"

وہ مین ہٹن پہنچ گئی تھی۔ اور اب ایک رینٹل کار ڈرائیو کرتی جارہی تھی۔ ساتویں افسر کا نام جافری والٹن تھا۔ اس کی کوٹھی کے لان میں اچھی خاصی رونق تھی۔ کوئی درجن بھر عورتیں اور مرد پی رہے تھے اور ہنس بول رہے تھے۔ میں جافری والٹن کے دماغ میں گیا تھا، اس نے سانس روک لی تھی لیکن اسے بھی پیش آنے والے خطرے کی پروا نہیں تھی۔ لیلیٰ نے وہاں سے کار میں گزرتے ہوئے کہا "یہاں تو رنگین رات گزاری جارہی ہے۔"

وہ آگے جاکر رک گئی۔ دوربین سے اس کوٹھی کی طرف دیکھنے لگی۔ وہاں کبھی کچھ لوگ گاڑیوں میں آتے تھے اور کچھ افراد گاڑیوں میں کہیں باہر جاتے تھے۔ میں نے کہا "پارس ایسے ہی ایک ریٹائرڈ افسر کی نگرانی کر رہا ہے وہاں بھی یہی سلسلہ ہے۔ جوان لڑکیاں اور لڑکے کاروں میں آتے جاتے ہیں۔ ان کا مقصد ہے کہ نگرانی کرنے والا کوئی ہے تو ان کا تعاقب کرے۔ انہیں ٹریپ کرے اس طرح یہ ثابت ہوجائے گا کہ ہم ان افسران کو ٹریپ کرنے آئے ہیں۔"

"مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

"یہاں تمہاری رہائش کا انتظام ہے۔ تم وہاں رہ کر شینا جارجیا کے ذہنی انتشار کا علاج کرو اور تنویمی عمل کے ذریعے اسے معمولہ بناؤ۔"

اس نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھادی۔ میں اسے نئی رہائش گاہ کا پتا بتا کر پارس کے پاس آیا۔ وہ کاک ٹیل کلب کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ وہاں گورے اور کالے امریکی تھے۔ امریکا کے بیشتر علاقوں میں نسلی تعصب تھا۔ گورے امریکی تمام نیگروز سے نفرت کرتے تھے۔ گوروں کے کئی کلبوں میں کالوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ اور کالوں کی بستیوں میں گورے آکر زندہ واپس نہیں جاتے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ پارس جس کلب میں گیا تھا، وہاں گوری اور کالی حسینائیں تھیں۔ مرد بھی ہر رنگ، ہر

نسل اور ہر علاقے سے آتے تھے "کاک ٹیل کا مطلب ہے' ہر طرح کا مزہ دینے والی شرابوں کو ایک بڑے پیالے میں ملایا جائے اور اسے ایک کردیا جائے۔ اس کلب میں ہر قوم اور ہر نسل کے لوگ آتے تھے اس لئے اس کا نام کاک ٹیل کلب رکھا گیا تھا۔

پارس نے مجھ سے کہا "مجھے آدھے گھنٹے بعد مرینا سے ملاقات کرنا ہے۔ میں اس نیگرو لڑکی کی نگرانی نہیں کرسکوں گا۔ اس لئے طریقۂ کار بدل دیا ہے۔"

"اب کیا کررہے ہو؟"

"میں نے انکل سلمان سے کہا ہے کہ وہ یہاں ایسی کسی لڑکی کو ٹریپ کریں جسے جوجو بنا کر اس نیگرو لڑکی سے دوستی کرائی جاسکے۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا "باپ بیٹے کا دماغ ایک طرح سوچتا اور ایک طرح عمل کرتا ہے۔ میں ساتویں افسر جافری والٹن کے ساتھ بھی یہی کرنے والا ہوں۔ وہاں ایک ڈمی لیلیٰ ہماری آلۂ کار رہے گی۔"

سلمان نے پارس کے دماغ میں آکر کہا "اس نیگرو لڑکی کا نام کانووانا لمبوڈا ہے' وہ جان لمبوڈا کی بیٹی ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ اس کے دماغ کے اندر کوئی پہلے سے موجود ہے اور اس کی ہی سوچ میں اسے گائیڈ کررہا ہے۔"

میں نے کہا "سلمان! میں تمہارے دماغ میں آرہا ہوں۔ مجھے اس لڑکی کانووانا کے پاس پہنچاؤ۔"

میں سلمان کے پاس آیا اور پھر اس کے ذریعے کانووانا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ڈانس فلور پر تھی اور ایک گوری نسل کے نوجوان کے ساتھ رقص کررہی تھی اور سوچ رہی تھی "بعض اوقات مجھے کیا ہوجاتا ہے۔ میں اپنے مزاج کے خلاف حرکتیں کرنے لگتی ہوں۔ تھوڑی دیر پہلے اپنے بیڈ روم میں ایک دلچسپ ناول پڑھ رہی تھی۔ پھر اچانک ہی گھر سے باہر جانے کے لئے دل مچلنے لگا۔ میں ناول چھوڑنا نہیں چاہتی تھی لیکن اپنی مرضی کے خلاف چھوڑ کر یہاں چلی آئی۔ تمام راستے عقب نما آئینے میں یوں دیکھتی رہی۔ جیسے کوئی پیچھا کررہا ہوں۔ جب کہ پیچھا کرنے والے سے ڈر نہیں لگتا' خوشی ہوتی ہے کہ میری اہمیت سمجھ کر کوئی میرے پیچھے پڑا ہے۔"

واقعی اس کے خیالات سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف گھر سے نکلی ہے۔ کسی خیال خوانی کرنے والے نے ایسا کیا ہے تاکہ ہم میں سے کسی تعاقب کرنے والے کو دیکھ سکے۔

میں اس کے دماغ میں بڑے صبر سے انتظار کررہا تھا۔ اس خیال خوانی کرنے والے کو پھر کانووانا کے دماغ میں آنا چاہئے تھا۔ اور وہ نہیں آرہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ یقین کرچکا ہے کہ کسی نے کانووانا کا تعاقب نہیں کیا ہے۔ اگر کوئی تعاقب کرنے والا اس کی نظروں میں آتا تو وہ لڑکی کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر نہ جاتا۔

کانووانا سے پہلے بھی جان لمبوڈا کے بنگلے سے ایک خاتون نکلی تھی اور ایک بارہ سال کا لڑکا سائیکل پر کہیں گیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ خیال خوانی کرنے والا ان کے بھی دماغوں میں گیا ہو۔ وہاں بھی اسے ہمارا سراغ نہیں ملے گا۔

چوں کہ ہم بھی خیال خوانی کے ذریعے ایسا کرتے ہیں اس لئے ہمارا اندازہ درست نکلا۔ وہ پھر کانووانا کے دماغ میں آیا۔ اس لڑکی کی سوچ فوراً بدل گئی۔ وہ سوچنے لگی "میں ہنس رہی ہوں ایک جوان کے بازوؤں میں رقص کررہی ہوں اور خواہ مخواہ سوچ رہی ہوں کہ یہ میری مرضی کے خلاف ہے۔ ناول تو میں آدھی رات کے بعد بھی واپس جاکر پڑھ سکتی ہوں۔ دراصل میں خود ہی نارمل نہیں ہوں۔ الٹی سیدھی باتیں سوچتی رہتی ہوں۔"

وہ جس نوجوان کے ساتھ رقص کررہی تھی' میں اس کے دماغ میں گیا۔ کیوں کہ خیال خوانی کرنے والا اس نوجوان پر دشمن ہونے کا شبہ کررہا ہوگا۔ نوجوان کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ ایک بہت بڑے بزنس مین کا بیٹا ہے۔ جوان لڑکیوں سے دوستی کرتا ہے۔ ان پر فراخدلی سے رقمیں خرچ کرتا ہے اور زندگی کو ہنستے کھیلتے گزارتا جارہا ہے۔

اس خیال خوانی کرنے والے کو مایوسی ہوئی ہوگی۔ میرا بیٹا اس کی نظروں میں نہیں آیا تھا اور کانووانا کے قریب آنے والا جوان دشمنوں میں سے نہیں تھا۔ میں نے سلمان سے کہا "کسی لڑکی کو اطمینان سے ٹریپ کرکے اسے تنویمی عمل کے ذریعے جوجو بناؤ۔ دشمنوں کو یقین ہوگیا ہے کہ ہم جان لمبوڈا کی تاک میں نہیں ہیں۔ ہم ڈمی جوجو کو اطمینان سے استعمال کریں گے۔"

میں لیلیٰ کے پاس آیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے شینا جارجیا کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ شینا ایک ہوٹل کے کمرے میں خیال خوانی کی لوریاں سن کر سوگئی تھی۔ اب لیلیٰ اس پر عمل کررہی تھی۔ جب وہ ٹرانس میں آگئی تو اس نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ سحر زدہ لہجے میں بولی "میرا نام شینا جارجیا ہے۔"

لیلیٰ نے حکم دیا "تمہارا نام شینا نہیں لیلیٰ ہے۔"

وہ بولی "میرا نام شینا نہیں لیلیٰ ہے۔"

"تمہارا فرضی نام شینا جارجیا ہے اور تم فرضی نام اختیار کرکے جنرل کے خاص آدمیوں کو ٹریپ کرنے آئی ہو۔"

شینا نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہی باتیں دہرائیں۔ لیلیٰ نے پوچھا "تم ذہنی مریضہ کیوں ہو؟ اپنے اندر چھپی ہوئی تمام باتیں زبان پر لاؤ۔"

وہ کہنے لگی "میں ایک کمزور لڑکی ہوں لیکن اپنی کمزوری کا اعتراف نہیں کرتی ہوں۔ کسی کے مظالم یاد کرکے رونا آتا ہے تو میں ہنسنے گانے اور ناچنے لگتی ہوں اس طرح میرے آنسو اور ایک لڑکی کی کمزوری چھپ جاتی ہے۔"

"کیا خود کو نیم پاگل ظاہر کرکے اچھا لگتا ہے؟"

"صرف نیم پاگل نہیں۔ مکمل طور پر پاگل ہوجانا چاہتی ہوں

تاکہ دیوانگی میں دنیا کے دکھ بھول جاؤں اور ایک دن اسی طرح بے خبری کے عالم میں مرجاؤں۔"

"تم آئندہ ہوش مندوں کی زندگی گزاروگی۔"

"میں آئندہ ہوش مندوں کی زندگی گزاروں گی۔"

تم اپنی پچھلی زندگی بھول جاؤگی اور لیلیٰ کے نام سے نئی زندگی گزاروگی۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے مطابق فرضی شینا جارجیا کہلاؤگی۔"

اس نے لیلیٰ کے احکامات کو زبان سے دہرا کر وعدہ کیا' وہ آئندہ یہی کرے گی! اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کرائی گئیں کہ وہ فرہاد علی تیمور کی شریکِ حیات ہے۔ اس تعلق سے تمام رشتے داروں کے نام بھی اسے یاد کرائے گئے۔ اس کے اندر نئی زندگی گزارنے اور خطرات سے کھیلنے کا حوصلہ پیدا کیا گیا۔ پھر لیلیٰ نے اسے تنویمی نیند سلا دیا۔ دماغی طور پر اپنی جگہ واپس آگئی۔

ادھر پارس ہوٹل ڈیلائلہ میں پہنچ گیا تھا۔ میں اس کے دماغ میں نہیں جاسکتا تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ مرینا سے کیا باتیں ہوئیں۔ وہ ہوٹل کے کمرے میں انتظار کررہی تھی۔ پارس کو دیکھ کر بولی۔ "پہلے یہ بتاؤ۔ تم اصلی ہو نا؟"

"نہیں پارس کی ڈمی ہوں' تمہیں دھوکا دینے آیا ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پارس کے دماغ میں پہنچی پھر بولی "میں مرینا ہوں۔"

وہ چپ چاپ کھڑا رہا۔ مرینا اس کے ذریعے ہوٹل کا کمرا خود کی موجودگی دیکھ کر مطمئن ہوگئی۔ پھر مسکرا کر بولی "میرے آنے پر تم نے سانس کیوں نہیں روکی۔"

"تمہارے دماغ میں شک و شبہات کے جو کیڑے کلبلا رہے تھے انہیں دور کرنے کے لئے خاموشی ضروری تھی۔ کیا یقین ہوگیا کہ تمہارے جسم سے کھیلنے اور تمہاری عزت کی دھجیاں اڑانے کے لئے میری کوئی ڈمی نہیں آئی ہے۔ جس طرح تم نے حمائلہ کی عزت کو سستا کردیا' اسی طرح میں ابھی تمہاری عزت کو دو کوڑی کی بنا سکتا تھا۔"

وہ قریب آئی پھر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تم مجھے کسی دوسرے کی تنہائی میں برداشت نہیں کرسکتے۔ میں جانتی ہوں مجھے تم دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہو۔ میں اپنی غلطی تسلیم کرتی ہوں اور جسے غلطی کا احساس ہوجائے اسے مزید شرمندہ نہیں کرنا چاہئے۔"

پارس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "مجھ سے کیا سننا چاہتی ہو؟"

"ایسے وقت سرگوشی اچھی لگتی ہے کچھ بھی بولو۔"

"کچھ بولنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کچھ کہنے سے بولنے کا لطف آتا ہے۔"

"کیا میں نادان ہوں؟ سمجھتی نہیں ہوں؟"

"دانائی کا فوراً پتا چل جاتا ہے۔ نادانی کا پتا چلتے چلتے دیر ہوجایا کرتی ہے جیسے بہت دیر بعد پتا چلا کہ تمہاری جیسی دانا لڑکی بھی نادان بن جایا کرتی ہے۔"

"تم پھر وہی بات چھیڑ رہے ہو۔"

"میں حمائلہ کی بات نہیں کررہا ہوں۔ جنرل کی بات کررہا ہوں۔ وہ تمہارے چاروں طرف ایسا مضبوط جال بچھا رہا ہے۔ جس میں پھنسنے کے بعد سوچنے اور پچھتانے کا موقع نہیں ملے گا۔ کیا تم نے جنرل کو راستے سے ہٹانے کے لئے کچھ کیا ہے۔"

"کوشش کررہی ہو' لیکن پیار کے وقت پیار کی باتیں کرو۔"

"پیار کے وقت باتیں نہیں ہوتیں' صرف ادائیں ہوتی ہیں اور اداؤں کا تابڑ توڑ جواب ہوتا ہے۔ کیا تمہیں جواب مل رہا ہے؟"

وہ مسکرانے لگی۔ اس کے بعد کچھ بول نہ سکی۔ پارس اسے بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑتا تھا۔ وہ غبارے کی طرح آسمان پر اڑتی تھی اور وہ غبارے کی ہوا نکال کر اسے زمین پر لے آتا تھا۔ وہ بڑی دیر تک کچھ سمجھ نہیں پاتی تھی۔ اس کے اندر شراب بھر جاتی تھی۔ پتا نہیں وہ کیسا زہریلا تھا۔ بڑی دیر تک وہ نشے میں چُور رہتی تھی۔ آنکھوں کے سامنے در و دیوار گھومنے لگتے تھے۔ ایسا عجیب سا' انوکھا سا سُرور ہوتا تھا جسے وہ بعد میں بھی یاد کرتی رہ جاتی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی۔ اس نے کہا۔ "میں خوش نصیب بھی ہوں اور بد نصیب بھی۔ خوش نصیب اس لئے کہ تم میرے جسم و جان کے مالک ہو۔ بد نصیب اس لئے کہ حواس پر چھا جاتے ہو' مجھے سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑتے۔ میں تم سے دور ہونے کے سارے جتن کرلوں تب بھی دور نہیں رہ سکوں گی۔"

"یعنی تم دور رہنے کی کوششیں کرچکی ہو۔"

"ہاں' جھوٹ نہیں بولوں گی۔ کئی بار سنجیدگی سے سوچا کہ میں تنویمی عمل کے ذریعے دوسروں کو زیرِ اثر لاتی ہوں۔ تم محبت کے ذریعہ مجھے اپنے اثر میں لاتے ہو۔ میں غیر شعوری طور پر آپ ہی آپ تمہاری معمولہ بنتی جارہی ہوں۔ تمہارے بغیر یہ دنیا خالی خالی سی لگتی ہے۔ کسی بھی مسئلے میں الجھتی ہوں' تو تم یاد آنے لگتے ہو۔ تم ہی ایک یار و مددگار لگتے ہو۔"

وہ پارس کی طرف کروٹ لے کر بولی "شاید یہی وجہ ہے کہ میں پہلی جیسی ذہانت سے کام کرنے کے قابل نہیں رہی ہوں۔ سوچتی ہوں اگر تم سے دور ہوجاؤں... تمہیں دل اور دماغ سے نکال دوں تو شاید میری ذہانت اور حاضر دماغی لوٹ آئے لیکن میں اپنے جسم سے جان نکال سکتی ہوں' دماغ سے تمہیں نہیں نکال سکتی۔"

پارس نے کہا "یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جو محبت کا بہت زیادہ

اثر لیتا ہے۔ وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ کتنے ہی مرد حضرات کی مثالیں ہیں، جو نہایت ذہین اور بڑے فلسفی تھے لیکن کسی نہ کسی عورت کے زیرِ اثر آکر تمام فلسفے بھول گئے۔ اسی طرح نہایت سنجیدہ اور ذہین عورتیں کسی نہ کسی مرد کی محبت میں گرفتار ہو کر اپنی بے مثال صلاحیتوں کو کام میں لانا بھول گئیں۔ بہتر ہے تم سنجیدگی سے کوئی ایک اہم فیصلہ کرلو۔"

"کیا فیصلہ کروں؟"

"یہی کہ مجھ سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جاؤ۔ یہ ممکن نہیں ہے تو شادی کرلو۔ میری شریکِ حیات بن کر دن رات میرے ساتھ رہو گی تو میرے لئے پہلی جیسی تڑپ اور بے چینی نہیں رہے گی۔ تم ذہنی سکون، اطمینان اور یکسوئی سے پھر اپنی بے مثال صلاحیتوں کو کام میں لاسکو گی۔"

"ہاں شادی کے بغیر تمام قربتیں مشکوک اور ناپائیدار ہوتی ہیں۔ شادی کے بعد اطمینان رہتا ہے کہ ہم بچھڑ کر بھی ملتے رہیں گے۔"

"شادی کی بات پر تم مذہب کا مسئلہ اٹھاؤ گی۔ پھر یہ مسئلہ جوں کا توں حل طلب رہ جائے گا۔"

وہ گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو؟"

"اتنی نہیں کرتا کہ اپنے ایمان سے چلا جاؤں۔"

وہ روٹھ کر الگ ہو گئی پھر بولی "جاؤ میں تم سے نہیں بولوں گی۔"

"دیکھو مرینا! مذہب کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ تم مجھ سے چھپا رہی ہو۔"

"میں کیا چھپا رہی ہوں؟"

"مجھے نادان نہ سمجھو۔ تمہیں یہ پریشانی ہے کہ ہمیشہ کے لئے میری بن جاؤ گی اور دن رات میرے ساتھ رہا کرو گی تو تمہاری مصروفیات کا علم مجھے ہوتا رہے گا کہ تم کن لوگوں سے رابطہ کر رہی ہو اور دوستوں اور دشمنوں کے لئے کیا کرتی پھر رہی ہو۔"

وہ تڑپ کر اٹھ بیٹھی جیسے مُنہ پر سچائی کا طمانچہ پڑا ہو۔ پھر جھنجلا کر بولی "تمہیں خواہ مخواہ شک کرنے کی عادت سی پڑ گئی ہے۔ یاد رکھو عورت ظالم مرد کے ساتھ گزارہ کرلیتی ہے لیکن شکّی مرد کے ساتھ ایک منٹ بھی نہیں رہتی۔"

"یعنی ایک منٹ کے بعد تم نہیں رہو گی؟"

"کیا تم مجھ سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہو؟"

"میں تمہاری ہی بات دوہرا رہا ہوں۔ اگر تم اپنے خفیہ معاملات کو، پُراسرار مصروفیات کو مجھ سے چھپاتی ہو تو یہ تمہاری چالاکی نہیں مجھ سے بے ایمانی ہے۔"

"تم خود مکار ہو اس لئے مجھے چالاک اور بے ایمان سمجھ رہے ہو۔ بہتر ہے، ہم اس موضوع پر گفتگو نہ کریں۔"

"بہتر ہے ہم کسی بھی موضوع پر گفتگو نہ کریں۔"

"کیا تم مجھ سے بات کرنا پسند نہیں کرتے؟"

"آپس کی کوئی بھی بات ہو۔ اس بات کے پیچھے اعتماد ضرور ہوتا ہے۔ خدا نے تمہیں سب کچھ دیا، صرف اعتماد کرنے والی نہیں دی۔"

"پارس! کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم ایک رہیں اور اپنے معاملات میں تم اور میرے معاملات میں مَیں آزاد رہوں، ہم ایک دوسرے کے تعاون کی ضرورت پیش آئے تو ہم ایک دوسرے کا ساتھ دیں ورنہ اپنے اپنے معاملات میں مصروف رہیں۔"

"ایسا ہو سکتا ہے۔ آئندہ تم یہ نہیں پوچھو گی کہ پاپا، ممی، لیلیٰ، آنٹی سلطانہ اور انکل سلمان وغیرہ تمہارے ملک میں کیا کر رہے ہیں۔"

وہ ذرا سوچ میں پڑ گئی پھر بولی "میرے ملک میں تم لوگ کچھ کرتے رہو گے تو یہ میرے ملک اور قوم کا معاملہ ہوگا۔ اس سلسلے میں پوچھنا میرا فرض ہے۔"

"تم پوچھتی رہو گی تمہیں جواب نہیں ملے گا۔ کیا تمہارے ملک کی خارجہ پالیسیوں کا تعلق تم سے نہیں ہے۔ دنیا کے تمام چھوٹے ممالک سے اور ہم سے ہے۔"

وہ بستر سے اٹھ گئی۔ بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ پارس نے "یہ بھی نہ پوچھنا کہ چار گھنٹے پہلے میں کاک ٹیل کلب کے سامنے میں کیوں بیٹھا ہوا تھا؟"

وہ ٹہلتے ٹہلتے رک گئی۔ پھر قریب آکر بولی "تم باپ بیٹے گہری چالیں چل رہے ہو۔ مجھے بتاؤ وہاں کیا کر رہے تھے؟"

"ایک حسینہ کو پھانس رہا تھا۔"

"تم کسی مطلب کے بغیر کسی کو نہیں پھانستے۔ تم نے اپنے مطلب کے لئے ہی میری زندگی برباد کی ہے۔"

"ساری دنیا گوشت کھانے کے لئے جانوروں کو قتل کرتی ہے میں حسیناؤں کو قتل کرتا رہتا ہوں۔ اپنے مطلب کے لئے انسان نہیں دیکھتا کہ دوسروں کا کیا نقصان ہو رہا ہے۔"

"یہ مانتے ہو کہ تم خود غرض ہو؟"

"عظیم مفکروں نے کہا ہے کہ چالاکی لومڑی سے اور خود غرضی حسین عورتوں سے سیکھو۔ یہ میں تم سے سیکھ رہا ہوں۔ تم اپنے مطلب کی باتیں چھپاتی ہو۔ اور اپنے غرض کے لئے فرہاد علی تیمور کی فیملی میں سُرنگ بناتی رہتی ہو۔"

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ مجھے الزام نہ دو۔ تم اپنی ممی کے ایک اشارے پر جان کی بازی لگا دیتے ہو کیا ان کے کہنے سے مجھے معاف نہیں کرسکتے۔"

"میں نے ممی کے حکم سے معاف کیا ہے۔ اسی لئے اس بند کمرے میں میرے ساتھ ہو اور میرا دماغ کھا رہی ہو۔ جب بھی تمہاری خود غرضی کی بات کرتا ہوں، تم باتوں کا رخ بدل دیتی ہو۔"

"آخر میں نے کیا خود غرضی دکھائی ہے؟"

"تم اپنے اہم معاملات چھپاتی ہو اور ہمارے معاملات میں شریک رہنا چاہتی ہو۔ کیا یہ خود غرضی نہیں ہے۔"

"کوئی دوسری بات کرو۔"

"دوسری بات یہ کہ میں جا رہا ہوں۔"

وہ جرابیں اور جوتے پہننے لگا۔ وہ بولی۔ "میں نہیں جانے دوں گی۔ ہم صبح تک ساتھ رہیں گے تو آئندہ زندگی گزارنے کا کوئی معقول فیصلہ کرسکیں گے۔"

"ایک نامعقول عورت کبھی معقول فیصلہ نہیں کرتی۔"

وہ اٹھ کر جانے لگا۔ اس نے سامنے آکر راستہ روک لیا۔ "میں ایسے نہیں جانے دوں گی۔ تم نے میرا سکون چھین لیا ہے۔ میں تمہیں دل سے نوچ کر نہیں پھینک سکتی۔ تمہارے لئے تڑپتی ہوں تو کوئی کام کی بات نہیں سوچ سکتی۔ خود کو دشمنوں کے مقابلے میں کمزور محسوس کرنے لگتی ہوں۔ تم نے میرے حسن و شباب کو ہی نہیں لوٹا، میری طاقت اور صلاحیتیں بھی مجھ سے چھین لی ہیں۔"

اچانک ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ روتے ہوئے بولی۔ "دیکھو میں رو رہی ہوں۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ کبھی میری آنکھوں میں آنسو آئے ہوں۔"

وہ اس کے دونوں بازوؤں کو جکڑ کر بولا "تمہارے آنسوؤں کی قسم میں دل و جان سے تمہیں چاہتا ہوں لیکن کتنی بار سمجھاؤں کہ اعتماد کے بغیر چاہت کمزور پڑجاتی ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آجائے تو میرے پاس چلی آنا۔"

وہ اسے ایک طرف ہٹا کر جانا چاہتا تھا وہ پھر اس سے لپٹ گئی۔ "نہیں، صبح سے پہلے نہ جاؤ۔ میں بہت سی باتیں کروں گی۔"

"مرینا! میں ابھی ایک معمولی سا داؤ استعمال کروں گا تو تم بے ہوش ہو جاؤ گی۔ تمہاری دماغی توانائی بحال ہونے تک میرے پاپا یا انکل وغیرہ تم پر تنویمی عمل کریں گے، تمہیں خبر نہ ہوگی اور تم ان کی معمولہ بن جاؤ گی۔ کیا اس بند کمرے میں تم میرے ہاتھوں سے بچ کر کہیں جاسکتی ہو؟"

وہ گھبرا کر الگ ہو گئی۔ پارس تیزی سے چلتا ہوا باہر چلا گیا۔ یہ باتیں وہ سوچتی تھی کہ تنہائی میں پارس نے اسے زخمی کیا اور اپنے پاپا کو اس کے دماغ میں پہنچا دیا تو وہ ہمیشہ کے لئے تابعدار کنیز بن کر رہ جائے گی۔ وہ ایسا خطرہ محسوس کرتی تھی اور دل سے یہ مانتی بھی تھی کہ فرہاد کی فیملی میں کم ظرف لوگ نہیں ہیں۔ جب اس سے محبت کی گئی ہے تو اسے دھوکا کبھی نہیں دیا جائے گا۔

اس کے باوجود وہ اپنے ملک کے اہم معاملات چھپاتی تھی۔ سیاسی معاملات کے تقاضے الگ ہوتے ہیں۔ محبت اعتماد کا دوسرا نام ہے اور سیاست بے اعتمادی سے شروع ہوتی ہے۔ اس میدان میں اپنے باپ پر بھی بھروسا نہیں کیا جاتا۔

بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جاسوس ہوٹل میں موجود تھے۔ سلطانہ ان کے دماغوں میں آتی جاتی رہتی تھی۔ ایک جاسوس نے اسے بتایا "مسٹر پارس ابھی ہوٹل سے باہر گئے ہیں۔"

سلطانہ نے پارس کے دماغ میں آکر گوڈ ورڈز ادا کئے پھر پوچھا۔ "کیا بات ہے بیٹے! مرینا سے جھگڑا ہو گیا ہے؟"

"آنٹی! جھگڑا تو نہیں کہہ سکتے۔ البتہ ہمارے درمیان اختلافات ہیں۔ معلوم ہوتا ہے، وہ ہمیشہ بے اعتمادی کے مرض میں مبتلا رہے گی۔"

"مرینا اس معاملے میں سخت ہے۔ ہماری محبتیں اور نیکیاں بھی اس پر اثر نہیں کرتی ہیں۔ بہرحال یہ سسٹر کا حکم ہے کہ ہم اسے اپنے حصے کی محبتیں دیتے رہیں اور اسے دشمنوں کی جھولی میں نہ جانے دیں۔"

"ہم یہی کر رہے ہیں۔ ہماری محبتوں کے باعث اسے آزادی میسر ہے ورنہ آج وہ آپ لوگوں کی معمولہ اور تابعدار ہوتی۔"

"اب اس کا ذکر چھوڑو، جا کر نیند پوری کرو۔ میں تمہارے پاپا کو تمہارے بارے میں بتا دوں گی۔"

سلطانہ نے میرے پاس آکر پارس اور مرینا کے متعلق بتایا۔ میں نے کہا "مرینا کو اس ہوٹل سے بخیریت نکل کر جانے دو۔ اس سے پہلے تم نہ جانا۔ ہوسکتا ہے، دشمن اس کی تاک میں ہوں۔ اپنے سراغرسانوں سے کہو اسے خیریت سے گھر پہنچا دیں اور اسے تعاقب کا شبہ نہ ہونے دیں۔"

سلطانہ چلی گئی۔ وہاں رات کا ایک بجا تھا۔ جان لموڈا کی بیٹی کانووانا گھر واپس آگئی تھی اور جس ناول کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اسے

دلچسپی سے پڑھ رہی تھی۔ وہ ایک پُراسرار جاسوسی ناول تھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ "میرے ڈیڈی بھی ایسے ہی پُراسرار ہیں۔"

وہ پڑھتے پڑھتے سوچنے لگی۔ "ہاں بڑے پُراسرار ہیں۔ میں نے دو بار انہیں گھر سے باہر جاتے نہیں دیکھا لیکن پتا چلا وہ جا چکے ہیں۔ میں نے بعد میں پوچھا۔ "ڈیڈی میں نے آپ کو جاتے نہیں دیکھا تھا۔" انہوں نے جواب دیا کہ تم سامنے لان میں تھیں میں پچھلے گیٹ سے گیا تھا۔"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "اور آج؟"

اس کی سوچ کہنے لگی۔ "آج بھی وہ گھر کے اندر سے اچانک غائب ہو گئے تھے۔ میں نے پوچھا تو بولے۔ "بیٹی میں چھت پر تھا۔"

وہ ناول پڑھتی جارہی تھی اور سوچتی جارہی تھی۔ ناول کی طرف سے دھیان ہٹ گیا تھا۔ اپنے گھر کے اندر ایک زندہ کردار پُراسرار بن گیا تھا اور وہ اپنا ہی باپ تھا۔ وہ سوچ رہی تھی "تعجب ہے میں نے ڈیڈی کے متعلق پہلے توجہ سے کیوں نہیں سوچا۔ وہ پہلے کی نسبت بہت بدل گئے ہیں۔ میں نے اس تبدیلی پر دھیان نہیں دیا تھا۔ چار یا چھ ماہ پہلے کی بات ہے۔ وہ دو ہفتے کے لئے کہیں گئے تھے۔ ممی سے کہا تھا ملازمت دوبارہ ملنے والی ہے۔ وہ اسپیشل ٹریننگ کے لئے جارہے ہیں۔"

میں اس کے خیالات پڑھتے پڑھتے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ دوبارہ ملازمت بحال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جنرل نے اس کی خدمات حاصل کی ہیں اور اسپیشل ٹریننگ کے پیچھے بھی کوئی خاص بات ہو سکتی تھی۔

وہ سوچ رہی تھی "ڈیڈی دوسروں کے لئے بہت ظالم ہیں مگر ہمارے لئے سنگدل نہیں تھے۔ ہمیں بہت پیار کرتے تھے لیکن اسپیشل ٹریننگ سے آنے کے بعد وہ گھر میں بھی فوجی افسر کے تیور دکھانے لگے ہیں۔"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "پُراسرار لوگ آنکھوں سے پہچانے جاتے ہیں۔"

اس کی سوچ نے کہا "ہاں ڈیڈی کی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ چمک اور گہرائی آگئی ہے۔ میں نے کئی بار آنکھیں ملا کر باتیں کیں پھر اپنی نظریں جھکالیں۔ پتا نہیں کیوں ان آنکھوں سے خوف آتا ہے۔"

میں نے اس کے اندر کہا "جن لوگوں میں تبدیلیاں آتی ہیں وہ تنہائی میں ایک جگہ بیٹھ کر یا تو آنکھیں بند کر لیتے ہیں یا خلا میں تکتے رہتے ہیں۔"

اس کی سوچ نے کہا۔ "یہ عجیب سی بات ہے کوئی فوجی خیالوں کی دنیا میں نہیں رہتا۔ ڈیڈی ریٹائر ہونے کے بعد بھی خاموشی سے نہیں بیٹھتے تھے۔ گھر کے اندر بھی کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتے تھے لیکن اسپیشل ٹریننگ سے آنے کے بعد وہ خیالوں کی دنیا میں رہنے لگے ہیں۔ اکثر ایک جگہ بیٹھ کر خلا میں تکنے لگے ہیں۔"

بیٹی باپ کو نہیں سمجھ رہی تھی۔ اس کے خیالات نے مجھے سمجھا دیا کہ تنہائی میں کہیں بیٹھ کر خلا میں تکنے والا خیال خوانی میں مصروف رہتا ہے۔ دراصل وہ کسی اسپیشل ٹریننگ کے لئے نہیں گیا تھا۔ جنرل نے اسے ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر اپنا وفادار بنایا تھا۔

میں نے کانووانا کے اندر ایک سوال پیدا کیا۔ اس کے جواب میں وہ سوچنے لگی "ہاں جب سے ڈیڈی تبدیل ہوئے ہیں تب سے میں اکثر اپنی مرضی کے خلاف کوئی نہ کوئی کام کر جاتی ہوں۔ ابھی کی بات ہے میں ناول ختم کرنا چاہتی تھی لیکن بے اختیار ناول کو بستر پر پھینک کر لباس بدل کر کاک ٹیل کلب میں چلی گئی۔"

اب پوری طرح ثابت ہو گیا کہ جان لمبوڈا ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ آج جونہی اسے خطرے کا احساس ہوا وہ گھر کے اندر کہیں غائب ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے کسی چور راستے سے چلا گیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے دماغ میں رہ کر اسے کوٹھی سے باہر لے گیا۔ پھر اپنے بارہ سالہ بیٹے کو بھی سائیکل پر کہیں بھیج دیا اس کے بعد اپنی بیٹی کانووانا کو بھی اسی طرح باہر جانے پر مجبور کیا تاکہ نگرانی کرنے والوں اور تعاقب کرنے والوں کو پہچان سکے۔

یہ میں یقین سے کہہ سکتا تھا کہ جنرل کا خاص خیال خوانی کرنے والا یہی جان لمبوڈا ہے۔ کانووانا کی سوچ نے بتایا کہ کلب سے واپس آنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے باپ سے سامنا ہوا تھا۔ پھر وہ اپنی خوابگاہ میں چلا گیا تھا اور اس کی ممی سے کہہ دیا تھا کہ آج وہ تنہا بیڈ روم میں رہے گا۔ اس کے بعد اس نے اندر سے دروازے کو بند کر لیا تھا۔

میرے خیال کے مطابق یہ جان لمبوڈا کی چال تھی۔ وہ اپنے بیوی بچوں کے ذریعے ہم خیال خوانی کرنے والوں کو سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ ہم سے غافل ہے اور بیڈ روم میں سو رہا ہے۔ جبکہ بیڈ روم سے ہی کوئی چور راستہ اسے باہر لے جاتا ہو گا۔

بہرحال جنرل کا ایک بہت ہی اہم خیال خوانی کرنے والا میری نظروں میں آگیا تھا۔ میں صبر و تحمل سے جان لمبوڈا کو ہر پہلو سے سمجھنے کے بعد اسے اپنی گرفت میں لینا چاہتا تھا۔ ایک اندازہ ہو گیا تھا کہ لمبوڈا بہت چالاک اور حاضر دماغ ہے۔ ہماری جلد بازی سے کام بگڑ سکتا تھا۔

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سونیا کسی نائٹ کلب میں جانے کے لئے بن سنور کر تیار ہو گئی تھی اور میرا انتظار کر رہی تھی۔ اس وقت وہ ایکشن میں رہنے والی خطرناک سونیا نہیں تھی، حسن و جمال کی مثال پیش کرنے والی ایک حسینہ تھی۔ میں اسے بڑی چاہت سے دیکھنے لگا۔ وہ بولی "خبردار! مجنوں بننے کی کوشش نہ کرنا۔ فوراً اٹھو اور تیار ہو جاؤ۔"

مَردوں کے لباس تبدیل کر کے تیار ہونے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔ میں باتیں کرتے کرتے تیار ہو گیا۔ ہم سوئٹزرلینڈ میں تھے۔ ہمارا کاٹیج ایسے علاقہ میں تھا جہاں مختلف ممالک سے اسکیٹنگ کے لئے کھلاڑی آتے تھے۔ میلوں دور تک برف پر پھسلنے، دوڑنے، قلابازیاں کھانے اور گہری کھائیوں پر سے چھلانگیں لگانے کے قابل دید مظاہرے کرتے تھے۔

ایسے خطرناک کھیلوں کا تماشا دیکھنے والے دن کے وقت مختلف پہاڑیوں کی بلندیوں پر پہنچ جاتے تھے۔ ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑیوں پر جانے کے لئے ہینگنگ چیئرز یعنی خلا میں لٹکنے والی کرسیوں اور کیبنوں کا معقول انتظام تھا۔ لوگ طاقتور دوربینوں کے ذریعے میلوں دور تک برف پر پھسلنے والوں کا تماشا دیکھتے تھے۔ جو بے انتہا دولتمند ہوتے تھے وہ کرائے پر ہیلی کاپٹرز حاصل کر کے فضا میں پرواز کرتے ہوئے ان کھیلوں سے دلچسپی لیتے تھے۔

جب دن ڈوب جاتا اور رات انگڑائیاں لے کر جوان ہونے لگتی تو مختلف ممالک کی حسینائیں، جوان مرد، زندہ دل بوڑھے اسکیٹنگ کلب میں آنے لگتے تھے۔ شراب کی بوتلوں سے کاگ اڑتے تھے۔ لہو میں گرمی دوڑتی تھی۔ آرکسٹرا کی شور مچاتی ہوئی دُھن میں جوان لڑکیاں اور لڑکے مشین کی رفتار سے رقص کرتے تھے۔ یہاں زندگی کی تفسیر ملتی تھی۔ زندگی رقص ہے اور مشین کی رفتار سے بھی تیز ہے۔ زندگی چیخ و پکار ہے جسے آرکسٹرا کی موسیقی پیش کرتی ہے۔ زندگی حُسن ہے، چاندنی ہے، شراب ہے اور خطرات کا مجموعہ ہے۔ برف پر پھسلنے اور ہزاروں فٹ گہری کھائی پر سے چھلانگیں لگانے کا نام چیلنج ہے۔ آدمی ہر خطرے کو چیلنج کی طرح قبول کرتا ہے۔ اس خطرے سے گزرتا ہے پھر انعام کے طور پر شراب و شباب میں ڈوب جاتا ہے۔ مغرب کے باشندے ایسے ہی انداز میں زندگی گزارتے ہیں۔

میں سونیا کے ساتھ کلب میں آیا، وہ کلب تقریباً ایک میل کے طول و عرض پر پھیلا ہوا تھا۔ شراب خانہ، قمار خانہ، ڈائننگ ہال، ڈانس فلور، انڈور گیمز، اور رنگ برنگے فواروں والے باغیچے دور تک دکھائی دیتے تھے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے ٹرالی کاریں تھیں۔ ہم ایک کار میں ڈانس فلور پر آئے۔ آج کل ہماری جسمانی ورزش نہیں ہو رہی تھی۔ فی الحال ورزش کے لئے رقص کرنا مناسب تھا۔ یوں بھی سرد علاقوں میں رقص کے ذریعے لہو میں گرمی پیدا کی جاتی ہے۔

ہم دونوں موسیقی کی لَے پر وقفے وقفے سے ایک گھنٹے تک ڈانس کرتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ سونیا نے کہا "ہم نے آرام، سکون اور مسرتوں سے بھرپور زندگی بہت کم گزاری ہے۔ ایسا لگتا ہے صدیاں گزارنے کے بعد ہمیں یہ زندگی ملی ہے۔"

میں نے کہا "اب ہم چاہیں تو ایسی ہی دلچسپ زندگی گزار سکتے ہیں۔ ماشاءاللہ ہمارے دونوں جوان بیٹے ذہانت اور شہ زوری میں بے مثال ہیں۔ وہ نوجوانی میں جیسے ناقابلِ یقین کارنامے انجام دے رہے ہیں ویسے کارنامے ہم نے اپنی نوجوانی میں کبھی نہیں کئے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم اپنی اولاد پر تکیہ کریں اور بڑھاپے میں آرام فرمائیں۔"

"خدا کے لئے بڑھاپا نہ کہو۔ تم جوانی کا وہ سورج ہو جو ہمیشہ سوا نیزے پر رہتا ہے۔"

"یہ تمہاری آنکھیں کہتی ہیں۔"

"شرط لگاؤ۔ یہاں سیکڑوں آنکھیں ہیں، سیکڑوں زبانیں تم سے پوچھیں گی، بتاؤ یہ شباب کہاں سے لائی ہو، جسے فرہاد خرچ کرتا رہتا ہے۔ یہ پھر بھی جوں کا توں رہتا ہے۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ میں اس کے ساتھ ہنستے ہوئے میز پر آیا۔ پھر گھڑی دیکھ کر بولا "ڈنر کا وقت نکلا جارہا ہے۔ گیارہ بجے کے بعد یہاں کھانا نہیں ملے گا۔ صرف سینڈوچ اور کافی پر گزارہ کرنا ہو گا۔"

ہم وہاں سے اٹھ کر ڈائننگ ہال میں آئے۔ ہال کھانے پینے والوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے باوجود ہمیں ایک میز خالی مل گئی۔ ہم نے وہاں بیٹھ کر کھانے کا آرڈر دیا۔ سونیا نے کہا "جہاں تک نظر جاتی ہے، سب ہی ہنستے بولتے نظر آتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے ہماری دنیا میں دکھ، مصیبتیں، آنسو اور آہیں نہیں ہیں، صرف قہقہے ہی قہقہے ہیں کاش دنیا کے آخری سرے تک کسی کے لئے کوئی خطرہ، کوئی خوف نہ ہوتا۔"

میں نے پوچھا۔ "تمہارا کیا خیال ہے یہاں کے ہنستے بستے ماحول میں کسی کو موت نہیں آئے گی؟ اگر موت ہر جگہ آتی ہے تو اس کا مطلب ہے موت سے پہلے خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ یہاں بھی خطرات اور مصیبتیں ہوں گی لیکن یہ سب قہقہوں میں چھپی ہوئی ہیں۔"

میری بات ختم ہوتے ہی ٹھائیں سے گولی چلنے کی آواز گونج گئی۔ ہال میں عورتیں چیخنے لگیں۔ مرد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دروازے پر تین گن مین کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا "دوسری گولی چلنے سے پہلے اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کوئی یہاں سے باہر جائے۔"

سب لوگ سہم کر بیٹھ گئے۔ عورتوں نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے بند کر لیا۔ میں نے مسکرا کر سونیا کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ "خواہ کتنے ہی قہقہے گونجتے رہیں۔ مصیبتیں اپنا راستہ بنا ہی لیتی ہیں۔"

وہ تینوں اپنی اپنی گن اٹھائے ہال میں میزوں کے درمیان چل رہے تھے۔ دوسرے دروازے سے بھی تین گن مین آگئے تھے۔ وہ سب ہال میں بیٹھے ہوئے مرد عورتوں کو ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھتے جارہے تھے۔ ان کا سرغنہ کہہ رہا تھا۔ "یہاں ایسے جتنے بوڑھے ہیں جو حال ہی میں شادی کر کے ہنی مون منانے آئے ہیں، وہ اپنی بوڑھی دلہنوں کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔"

سونیا نے سرگوشی میں کہا۔ "یہ ہمیں تلاش کر رہے ہیں۔"

میں نے کہا "بکواس نہ کرو۔ ہم بوڑھے نہیں ہیں۔"

"مانتی ہوں۔ نہیں ہیں لیکن دنیا ہماری عمر کا حساب کرتی ہے۔"

ہال میں تین ادھیڑ عمر کے جوڑے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ایک جوڑا ہمارے قریب ہی ایک میز کے پاس تھا۔ کھڑا ہونے والا شخص پوچھ رہا تھا۔ "تم لوگوں کو بوڑھوں سے کیا دشمنی ہے؟؟"

اس کی بیوی نے کہا "ہم ایسے بھی بوڑھے نہیں ہیں۔ کیا اس عمر میں شادی کرنا گناہ ہے؟؟"

سرغنہ نے گرج کر کہا "شٹ اپ۔ فضول باتیں نہ کرو۔ اپنے اپنے نام بتاتے جاؤ۔"

میں نے اس بوڑھے کی زبان سے کہا۔ "میرا نام فرہاد علی تیمور ہے۔" وہ چھ گن مین چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ میں نے بوڑھی کی زبان سے کہا "اور میرا نام سونیا ہے۔"

چونکہ میں بوڑھے کے دماغ سے نکل آیا تھا اس لئے وہ چونک کر بولا۔ "نہیں میرا نام جوزف اینڈرسن ہے۔ پتا نہیں میں نے کیسے غلط نام بتا دیا۔"

بوڑھی نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ "ہاں میں نے بھی غلط نام بتایا ہے۔ میرے دماغ کے اندر کچھ ہو رہا ہے۔"

سرغنہ نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے یہاں فرہاد اور سونیا موجود ہیں اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمیں گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں فرہاد کو چیلنج کرتا ہوں' وہ میرے دماغ میں آئے۔ میرا دماغ فولاد ہے فولاد۔ مجھ پر ٹیلی پیتھی کا ہتھیار اثر نہیں کرے گا۔

ایک شخص ایک حسینہ کے ساتھ ہال میں آ رہا تھا۔ دروازے پر پہنچ کر مسلح بدمعاشوں کو دیکھتے ہی حسینہ کے ساتھ پلٹ کر بھاگنے لگا۔ سرغنہ اور اس کے ساتھیوں نے ادھر گھوم کر دیکھا۔ ان کی سمجھ میں یہ آیا کہ ہال کی کسی میز سے اٹھ کر سونیا اور فرہاد بھاگ رہے ہیں۔ وہ سب ادھر دوڑتے ہوئے جانے لگے۔

جس دروازے کی طرف جا رہے تھے۔ وہ دروازہ دور تھا۔ میں نے اپنی کرسی سے ایک پاؤں آگے بڑھایا ایک گن مین میرے پاؤں سے الجھ کر اوندھے منہ گرا۔ میں نے اپنا پاؤں واپس کھینچ لیا۔ وہ جھنجلا کر گالیاں دیتا ہوا اٹھا اور اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولا "ایک ایک کو گولی مار دوں گا۔"

لیکن گولی مارنے کی فرصت نہیں تھی۔ سونیا اور فرہاد کے پیچھے جانا ضروری تھا۔ وہ دوڑتا ہوا ہال سے باہر گیا۔ مسلح غنڈوں کے جاتے ہی ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ کھانا چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ جسے میں نے ٹانگ مار کر گرایا تھا' اس کے دماغ میں مجھے جگہ مل گئی۔ اس کے سرغنہ نے چیلنج کرتے وقت یہ بھلا دیا تھا کہ میں اس کے اندر پہنچنے کے لئے اس کے ساتھیوں کو سیڑھی بنا سکتا ہوں۔

پولیس والے آ گئے تھے اور لوگوں کو یقین دلا رہے تھے کہ مسلح افراد سے کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ وہ لوگ سونیا اور فرہاد سے نمٹ کر چلے جائیں گے۔ پولیس افسر کی باتوں سے ظاہر تھا کہ ا
مسلح افراد کو وہاں کی حکومت کی حمایت حاصل ہے۔

میں نے افسر کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا' پتا چلا کہ اس کے اعلیٰ افسر نے حکم دیا ہے کہ مسلح افراد کو چھوٹ دی جائے۔ میں نے افسر کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ وہ اپنے اعلیٰ افسر کو کلب میں ہونے والی افراتفری کے متعلق رپورٹ دے۔ اس نے میری مرضی کے مطابق عمل کیا' اپنے اعلیٰ افسر کو فون پر مخاطب کیا۔ اس سے کہا "سر! کلب کی انتظامیہ شکایت کر رہی ہے' ان مسلح افراد نے ایک فائر کر کے دہشت پھیلا دی ہے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "سونیا اور فرہاد کو تلاش کرنے میں ان کی مدد کرو۔ یہ معاملہ جلد ہی ختم ہو جائے گا۔"

میں اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہاں اس کے خیالات سے پتا چلا کہ مقامی حکمرانوں پر امریکی حکومت کا دباؤ پڑا ہے۔ اس سے کہا گیا ہے کہ سونیا اور فرہاد ہنی مون منانے آئے ہیں۔ ان پر جو بھی گزرے اس کا نوٹس وہاں کی حکومت نہ لے۔ اور ان کے خلاف اقدامات کرنے والوں کو سہولتیں فراہم کرتی رہے۔

ہماری میز پر ہماری پسند کا کھانا آ گیا۔ میں نے کھانا شروع کرتے ہوئے سونیا سے کہا۔ "یہ امریکی جنرل کے پالتو کتے ہیں مقامی حکومت ان سے تعاون کر رہی ہے۔"

سونیا نے کہا "یہ تعداد میں جتنے بھی ہوں۔ ہم نمٹ لیں گے لیکن اس کی اطلاع فرانس کے حکام کو ضرور دو۔"

میں نے کھانے کے دوران فرانس کے فوجی جنرل کو یہاں کے تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ جنرل نے کہا۔ "فرہاد صاحب! اطمینان رکھیں اب مقامی حکومت پر ہمارا دباؤ پڑے گا۔ سوئٹزرلینڈ سے امریکا ہزاروں میل دور ہے اور ہم پڑوس میں ہیں۔ یہاں کے حکمرانوں کو ہماری دشمنی بہت مہنگی پڑے گی۔"

ہم نے کھانے کے بعد کافی کا آرڈر دیا۔ پھر میں ایک شخص کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ تعداد میں بارہ ہیں۔ ان میں سے چھ ڈائننگ ہال میں آئے تھے۔ تین خانے میں گئے تھے اور باقی تین ہمیں گارڈن میں تلاش کر رہے تھے۔

میں نے اس شخص کو اپنے ساتھی سے بولنے پر مجبور کیا۔ اس کے ساتھی نے اپنے دوسرے اور تیسرے ساتھیوں سے باتیں کیں۔ میں ایک ایک کے دماغ میں پہنچنے لگا۔ جب چار میرے قابو میں آ گئے تو میں نے ایک کے ذریعے اس کے سرغنہ کے بازو پر گولی ماری۔ گارڈن میں پھر بھگدڑ شروع ہو گئی۔ میں نے سرغنہ کے اندر پہنچ کر کہا۔ "تم نے چیلنج کیا تھا۔ میں تمہاری کھوپڑی میں آ گیا ہوں۔ دیکھو تمہارا ایک ساتھی اُدھر سے آ رہا ہے۔ اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دو۔"

وہ کبھی ایسا نہ کرتا مگر میں نے مجبور کر دیا۔ اس نے بے اختیا

گولی چلائی۔ پھر گھوم کر دوسرے ساتھی کو بھی گولی ماردی۔ یہ منظر دیکھ کر اس کے ساتھی بھاگنے لگے۔ بھاگنے والوں میں دو اور گولیاں کھا کر حرام موت مرگئے۔ پھر میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے پریشان ہو کر اپنے چار ساتھیوں کی لاشوں کو دیکھا۔ پھر چیخ کر بولا "باس! کیا تم میرے دماغ میں نہیں ہو؟ تم نے کہا تھا کہ فرہاد میری کسی دماغی کمزوری سے فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ تم کہاں ہو؟"

وہ اپنے بازو کے زخم کی تکلیف سے کراہنے لگا۔ پھر اس کے دماغ میں کسی نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے۔ میں قمار خانے کی طرف گیا تھا۔ اتنی دیر میں تم بیکار ہوگئے۔ میرے لئے اتنا بہت ہے کہ یہاں فرہاد کی موجودگی ثابت ہوگئی ہے۔"

میں نے سونیا کو ایک نئے خیال خوانی کرنے والے کے بارے میں بتایا۔

سونیا اٹھ کر بولی "ہمارا ساتھ رہنا مناسب نہیں ہے۔ دشمن ہنی مون والے جوڑے کو پہچان لیں گے۔ مجھ سے رابطہ کرتے رہنا۔"

وہ چلی گئی۔ میں نے سلمان' سلطانہ اور لیلیٰ کو بلایا' انہیں مختصر حالات بتا کر کہا "میں نے ایک ہی خیال خوانی کرنے والے کی آواز سنی ہے۔ یہاں ایک سے زیادہ بھی ہوسکتے ہیں۔ جنرل یہاں ہمارے خلاف پوری قوت لگادے گا۔"

میں جن مسلح افراد تک پہنچ گیا تھا' وہاں لیلیٰ اور سلطانہ کو پہنچادیا۔ سلمان کو پولیس کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں لے گیا اور اس سے کہا۔ "مقامی حکمرانوں کی موت کا وقت مقرر کردو۔ اگر ایک گھنٹے کے اندر جنرل کے خیال خوانی کرنے والوں نے ہمیں اپنے دماغ میں آنے نہ دیا تو یہاں کا کوئی حاکم اور اعلیٰ عہدیدار صبح کا سورج نہیں دیکھے گا۔"

فائرنگ کے باعث جو عورتیں بھاگ رہی تھیں ان میں بچوں والیاں بھی تھیں۔ سونیا نے ایک بچے کو گود میں اٹھالیا پھر بھاگتی ہوئی کلب کے باہر آگئی۔ گیٹ پر کھڑے ہوئے مسلح افراد ایسی عورتوں کو روک رہے تھے جو تنہا تھیں یا اپنے کسی مرد کے ساتھ ہوتی تھی۔ بچوں والیوں کے متعلق خیال تھا کہ ان میں سونیا نہیں ہوگی۔

سونیا نے باہر آکر گود کے بچے کو اس عورت کے حوالے کیا جس کے پاس پہلے ہی دو بچے تھے۔ یعنی وہ تین بچوں والی ماں تھی۔ سونیا نے تیزی سے کار میں آکر اسے اسٹارٹ کیا۔ پھر ڈرائیو کرتی ہوئی امیگریشن کے دفتر میں پہنچی۔ رات کو دفتر کے دروازے بند تھے۔ ایک چوکیدار تھا۔ سونیا نے اس کی گردن دبوچ لی۔ اسے بے ہوش کرکے ایک تاریک گوشے میں ڈال دیا۔ پھر اس کی گن لے کر دروازے کے تالے کو توڑا۔ اسے کھول کر تیزی سے چلتی ہوئی اندر آئی۔ راستے میں جتنے بھی دروازے آئے وہ سب کے تالے توڑتی ہوئی اس دفتری کمرے میں آئی جہاں دوسرے [illegible] آنے والوں کا ریکارڈ رکھا ہوتا تھا۔

سونیا صرف ان ناموں اور چہروں کو پہچاننے آئی [illegible] چوبیس گھنٹوں میں امریکا اور اسرائیل سے آئے تھے [illegible] کے ویزے کی دوہری کاپیاں موجود تھیں۔ ان کا [illegible] تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ وہاں ایسے آٹھ افراد کے ویز[illegible] ہوئے جو واشنگٹن سے آئے تھے۔

پھر سونیا نے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر آنے [illegible] کاغذات دیکھے۔ واشنگٹن' اٹلانٹا اور نیویارک سے آ[illegible] افراد اور سامنے آئے۔ اس طرح چودہ افراد کے کا[illegible] تصویریں مل گئیں۔ اگر یہ چودہ افراد چہرے بدل کر آ[illegible] اور وہ بدلے ہوئے چہروں کی تصویریں ہوں گی تب بھی [illegible] سے واپس جانے کے لئے وہی چہرے بنائے رکھنے [illegible] ہوتی۔ وہ چہرے بدل نہیں سکتے تھے۔ بدلنے کا مطلب انہیں نئے سرے سے پاسپورٹ اور ویزے بنوانے پڑتے۔

بس اسی لئے دشمن سونیا کے نام سے اپنے کان [illegible] وہ سب سے پہلے فرار کے راستے بند کردیتی ہے۔ دشمنو[illegible] میں پہنچ کر انہیں ملنے بھی نہیں دیتی۔ امیگریشن کی فہر[illegible] میں لکھا ہوا تھا کہ وہ چودہ افراد کن ہوٹلوں اور کا ٹیجوں [illegible] کریں گے۔ وہ دفتر سے باہر آئی۔ پھر کار میں بیٹھ کر ایک [illegible] قریب آئی۔ کار سے اتر کر اس نے کاٹیج کے دروازے [illegible] دی۔ دوسری دستک پر اندر سے غراہٹ سنائی دی۔ "[illegible] ڈسٹرب نہ کرو۔ جاؤ۔"

سونیا نے سخت لہجے میں کہا "آفیسر آن اسپیشل ڈیو[illegible] کھولو۔"

چند سیکنڈ کے بعد دروازہ کھل گیا۔ کھولنے والے کا [illegible] جیب میں تھا اور ظاہر کر رہا تھا کہ جیب میں پستول یا ریو[illegible] سونیا نے اپنے ساتھ لائے ہوئے کاغذات کو دیکھتے ہوئے [illegible] بتاؤ؟"

اس نے ناگواری سے کہا۔ "ہنری وارویج لیکن یہ کون سا وقت ہے۔ رات کے گیارہ بجے ہیں۔"

سونیا نے اچانک ہی اس کے پیٹ میں گھونسا مارا [illegible] سے ہتھیار نہ نکال سکا۔ بڑا زبردست گھونسا تھا۔ دوسرا [illegible] پڑا تو وہ کراہتے ہوئے سیدھا ہوا۔ جیب سے ریوالور [illegible] تیسرا گھونسا پھر پیٹ میں پڑا۔ وہ تکلیف کی شدت سے [illegible] پڑا۔ یہ سمجھ میں آگیا کہ وہ کوئی فائٹر نہیں ہے۔

سونیا نے اسے دو چار ٹھوکریں ماریں پھر اس کا ریوالور نکال لیا۔ اس کی گردن پر پیر رکھ کر بولی "تم قا[illegible] جنرل نے ہمارے مقابلے پر دو طرح کے غنڈے بھیجے ہ[illegible] جو فائٹر ہیں اور ہتھیاروں کو استعمال کرنا جانتے ہیں۔ دو[illegible] ٹیلی پیتھی کا علم رکھتے ہیں اور چھپ کر ہمیں نقصان [illegible]"

[illegible] سونیا نے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اٹھایا اسے بستر پر [illegible] کر گرایا۔ بستر کے سرہانے پھلوں کی ٹوکری پر چاقو رکھا ہوا [illegible] وہ چاقو اٹھا کر بولی "اقرار نہ کرو۔ تھوڑی دیر بعد فرہاد تمہارے [illegible] آئے گا تم سانس نہیں روک سکو گے۔ اپنی اصلیت نہیں چھپا [illegible] گے۔"

اس نے چاقو کی نوک کو اس کی ران پر رکھا پھر لہو کی ایک [illegible] لکیر کھینچ دی۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ وہ دروازے پر [illegible] پھر بولی "زخم گہرا ہے مگر تم زندہ رہو گے اور فرہاد کا انتظار [illegible] رہو گے۔"

اُس نے اس سے تعلق رکھنے والا ویزا نکالا اور اسے [illegible] دروازے پر رکھ کر اس پر چاقو پیوست کردیا۔ وہ کاغذ نوٹس پیپر کی [illegible] دروازے سے لگ گیا۔ "یہ ہے تمہاری تصویر اور تمہارا [illegible] کاغذ۔ آج کے بعد تمہاری کوئی شناخت نہیں رہے گی۔"

وہ کار میں آکر بیٹھ گئی۔ دوسرے کاٹیج کے سامنے پہنچی۔ اس [illegible] کے اندر تاریکی تھی۔ بار بار دستک دینے پر کوئی جواب نہیں [illegible] اس سے اندازہ ہوا کہ وہاں کوئی فائٹر رہتا ہے۔ کیونکہ تمام [illegible] مقابلے کے لئے باہر نکلے ہوئے تھے۔ صرف ٹیلی پیتھی جاننے [illegible] اپنے کمروں میں بیٹھے ان فائٹروں کو گائیڈ کررہے تھے۔

اس نے ایک ہوٹل کے کمرے میں پہنچ کر کال بیل بٹن کو [illegible] تھوڑی دیر بعد دروازہ کھل گیا۔ ایک شخص نے کچھ پوچھنا [illegible] اس سے پہلے ہی سونیا نے ایک لات ماری۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے [illegible] اندر دو باڈی بلڈر جوان تھے۔ وہ اچھل کر کھڑے ہوگئے۔ سونیا [illegible] ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر ٹھائیں ٹھائیں گولیاں چلائیں۔ [illegible] باڈی بلڈر زخمی ہوکر فرش پر تڑپنے لگے۔ تیسری گولی تیسرے [illegible] کے بازو میں لگی۔ وہ چیخ مار کر ایک صوفے پر گر پڑا۔

سونیا نے کہا "میں لڑنے اور طاقت کا مظاہرہ کرنے میں وقت [illegible] نہیں کرتی۔"

ایک نے تکلیف سے کراہتے ہوئے پوچھا "تم کون ہو؟ اور [illegible] قصور کیا ہے؟"

وہ ایک ویزا صوفے کے پاس پھینکتے ہوئے بولی "یہ تمہاری [illegible] ہے۔ باقی فرہاد تمہارے دماغ میں آکر تمہاری اصلیت [illegible] کرے گا۔"

ایک باڈی بلڈر فرش پر رینگتا ہوا اپنے ہتھیار تک پہنچنا چاہتا [illegible] سونیا نے اسے ٹھوکر ماری۔ اس کا بھرا ہوا ریوالور بستر پر سے [illegible] پہلا ریوالور پھینک دیا۔ ہوٹل میں فائرنگ کی آوازوں نے [illegible] مچادی تھی۔ وہ کمرے سے نکل کر کوریڈور میں آئی تو دوسری [illegible] سے ایک پولیس افسر چار سپاہیوں کے ساتھ آرہا تھا۔ ہوٹل [illegible] بھی تھا۔ اس سے پہلے کہ افسر اپنا ریوالور ہولسٹر سے نکالتا [illegible] اسے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "ذرا بھی حرکت ہوئی تو گولی ماردوں گی۔"

سب نے اپنے ہاتھوں کو اوپر اٹھالیا۔ وہ بولی "دوسری طرف گھوم جاؤ۔"

وہ دوسری طرف گھوم گئے۔ سونیا نے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر کہا۔ "بارہویں منزل کے بارہ سو بارہ کمرے میں چلو۔"

وہ ان کے ساتھ لفٹ میں آئی پھر بارہویں منزل پر بارہ سو بارہ نمبر کے دروازے پر پہنچی پولیس افسر سے بولی "دروازہ کھلواؤ۔"

اس نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ تھوڑی دیر میں دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا پولیس کو دیکھ کر مطمئن ہوا۔ سونیا نے اس کا ویزا اس کی طرف پھینکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم فرہاد کو اپنے دماغ میں آنے دو گے؟"

وہ چونک کر بولا "تم کون ہو؟"

سونیا نے اس کے بازو میں گولی مارتے ہوئے کہا "میں آدھی موت ہوں۔ مکمل موت کے لئے میرے ہنی مون منانے والے کا انتظار کرو۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی لفٹ میں آگئی پھر نیچے جانے لگی۔

میں کلب میں تھا۔ میری معلومات کے مطابق کلب میں بارہ افراد ہمیں گھیرنے آئے تھے۔ ان میں سے ایک خیال خوانی کرنے والا تھا۔ ایک سرغنہ کو میں نے زخمی کرکے بیکار کردیا تھا۔ چار مارے گئے تھے۔ باقی چھپتے پھر رہے تھے۔ ان کا ٹیلی پیتھی جاننے والا انہیں سمجھا رہا تھا "کسی طرح فرہاد کو پہچاننے کی کوشش کرو۔ اور جب تک وہ پہچانا نہ جائے کوئی سامنے نہ آئے۔ وہ تمہارے ہی ساتھیوں کے ذریعے تمہیں ہلاک کررہا ہے۔"

چھپنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہتھیار پھینک دیتے کیونکہ میں انہیں ہتھیاروں کے ذریعے پہچان رہا تھا۔ جب خطرہ کہیں سے بھی پیش آتا ہو تو کوئی اپنا ہتھیار نہیں پھینکتا۔ ان ہتھیاروں کو اپنا آخری اور مضبوط سہارا سمجھتا ہے۔

چار دشمنوں کے دماغ میری مٹھی میں تھے۔ میں ان کے ذریعے اور دو دشمنوں کے اندر پہنچ گیا۔ پھر وہ جہاں جہاں چھپے ہوئے تھے' وہاں سے انہیں نکلنے پر مجبور کیا۔ اسی وقت دوسری پولیس پارٹی آگئی تھی اور انہیں ہتھیار پھینکنے کا حکم دے رہی تھی۔ شاید فرانس کی حکومت کا دباؤ بڑھ گیا تھا اور وہ مسلح افراد کو مزید رعایت نہیں دے سکتے تھے۔

لیکن ہم نے تو تقریباً کھیل ختم کردیا تھا۔ جو باقی رہ گیا تھا اسے بھی میں نے پورا کیا۔ تمام مسلح دشمنوں کو ایک دوسرے پر گولیاں برسانے پر مجبور کیا۔ پولیس افسر چیخ رہا تھا انہیں فائرنگ سے منع کررہا تھا' انہیں گولیاں مارنے کی دھمکیاں دے رہا تھا لیکن جو خود ہی ایک دوسرے کو گولیاں مار رہے ہوں وہ بھلا دھمکیوں سے کہاں رکتے۔ ذرا سی دیر میں میدان صاف ہوگیا۔ آخری دشمن جو رہ گیا تھا اس نے میری مرضی کے مطابق پہلے اپنے زخمی سرغنہ کو گولی

ماری پھر خودکشی کرلی۔

پولیس والے دم بخود رہ گئے۔ شاید انہوں نے موت کا ایسا کھیل پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسی وقت سونیا آگئی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور اور دوسرے ہاتھ میں کاغذات تھے۔ اس نے مجھے کاغذات دیتے ہوئے کہا "ان کاغذات اور تصویروں کو دیکھو اور بتاؤ کتنے جہنم میں گئے اور کتنے باقی رہ گئے۔"

وہاں سرغنہ سمیت گیارہ لاشیں تھیں اور ان گیارہ کے ویزا اور تصویریں میرے ہاتھوں میں تھیں۔ میں نے بارہواں ویزا سونیا کو دکھا کر کہا "صرف یہ شخص رہ گیا ہے اور وہ یہیں ہوگا۔"

سونیا نے پولیس افسر سے کہا "اس شخص کو تلاش کرو ورنہ تمہاری شامت آجائے گی۔"

اس نے افسر کی کمر سے ریوالور کی نال لگادی' وہ بولا "یہ کیا حرکت ہے؟ ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ تعاون کریں۔ مگر تم قانون کو ہاتھ میں لے رہی ہو۔"

وہ بولی "اگر ہم ذرا بھی کمزور پڑتے تو تمہارا قانون ہمیں لے ڈوبتا' جو کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرو۔"

میں نے اس بارہویں شخص کو دیکھ لیا۔ وہ کچھ لوگوں کے درمیان کلب سے باہر جارہا تھا۔ میں نے افسر کے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر اس کا نشانہ لیا پھر گولی چلادی۔ وہ اچھل کر زمین پر گرا پھر میں نے قریب پہنچ کر پوچھا "کیا ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

اس کے دماغ نے بتایا۔ وہ چوتھا ٹیلی پیتھی جاننے والا شخص ہے۔ باقی تین اپنے کاٹیج اور ہوٹل کے کمروں میں ہیں۔

میں نے اس چوتھے کو گولی ماردی۔ پھر سونیا سے کہا "ابھی تین خیال خوانی کرنے والے باقی ہیں۔"

سونیا نے مجھے تین تصویریں دیں۔ میں نے ایک کی آنکھ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ ہوٹل کے ایک کمرے میں زخمی پڑا ہوا تھا۔ ایک ڈاکٹر اس کی مرہم پٹی کررہا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور جنرل کے حکم سے یہاں آیا ہے۔ جنرل نے ان چاروں خیال خوانی کرنے والوں کو وارننگ دی تھی کہ ناکام واپس نہ آئیں ورنہ ان سے ٹیلی پیتھی کا علم چھین لیا جائے گا۔

میں نے کہا "ٹیلی پیتھی سیکھ لینے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی کسی کے ہاتھ میں رائفل ہو اور وہ اسے چلانا نہ جانتا ہو تو اناڑی پن سے اپنوں کو ہی گولی ماردیتا ہے۔"

اس زخمی کے دماغ میں دوسرا شخص بولنے لگا "فرہاد! یہ لوگ اناڑی نہیں ہیں۔ یہ زبردست پلان میکرز اور گوریلا فائٹرز ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ تمہارا مقدر ساتھ دیتا ہے۔ میرا مشورہ ہے ہمارے باقی تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نہ مارو۔ تین مریں گے تو تین سو پیدا ہوجائیں گے۔"

میں نے کہا "موت کا فرشتہ ماؤں سے یہ نہیں کہتا کہ وہ بچے پیدا نہ کریں۔ تم بھی پیدا کرو' تمہارا کام پیدا کرنا ہے۔ فرشتے کا کام مارنا ہے۔"

"میں کوشش کروں گا کہ تم انہیں نقصان نہ پہنچاسکو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "جان لبوڈا! ٹیلی پیتھی کے میدان میں ابھی تمہیں بھی بہت کچھ سیکھنا ہے۔ لو میں تمہیں سکھا رہا ہوں۔"

میں اس زخمی کے دماغ سے نکل آیا۔ جان لبوڈا انتظار کر رہا ہو کہ میں کچھ کرنے والا ہوں۔ میں نے دوسری تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا۔ اس کے دماغ میں پہنچا۔ پھر کچھ کہے بغیر اس کی سانس روک دی۔ سننے اور سمجھنے کے لئے کچھ نہیں رہا تھا۔ یہ ثابت ہوچکا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور ہمارا جانی دشمن ہے۔

وہ جانی دشمن جان سے چلاگیا۔ میں تیسری تصویر دیکھ کر تیسرے کے دماغ میں آیا۔ وہاں جان لبوڈا اس کے دماغ میں جمائے بیٹھا تھا۔ میں واپس پہلے والے زخمی کے اندر آیا پھر اس کی سانس روک دی۔

تھوڑی دیر بعد تیسرے کے پاس آیا پھر بولا "جان لبوڈا! کب تک اس انڈے پر مرغی کی طرح بیٹھے رہوگے؟"

وہ بولا "تم میرا نام کیسے جانتے ہو؟"

"میں صرف نام نہیں جانتا' تمہاری پوری ہسٹری جانتا ہوں۔ ابھی تو یہ فیصلہ کرو اسے بچاؤ گے یا اُسے جو ہوٹل میں پڑا ہے؟"

"دیکھو اپنے رویے میں لچک پیدا کرو' میں دوستی کرتا ہوں۔"

"میں سپیرا ہوتا تو دوستی کرلیتا' ابھی تین تک گن رہا ہوں۔ تین کے بعد بھی تم یہاں رہوگے تو میں ہوٹل والے کو شکار کرنے چلا جاؤں گا۔ ایک ..... دو ..... تین۔"

میں تین کہہ کر چپ ہوگیا۔ وہ غصے سے گالیاں دیتے ہوئے بولا "میں تم سے نمٹ لوں گا۔ تمہیں اپنے مقصد میں ـــــ"

وہ بولتے بولتے چپ ہوگیا۔ میں نے تیسرے کے دماغ کو پوری طرح قبضے میں لیا تو پتا چلا' جان لبوڈا ہوٹل والے کو بچانے گیا ہے۔ میں نے اس کی سانس روک دی۔ وہ تڑپنے لگا۔ ادھر لبوڈا ہوٹل والے کے مردہ دماغ سے جھنجلا کر واپس آیا ہوگا اور تیسرے کے بھی دماغ میں جگہ نہیں مل رہی ہوگی کیونکہ میں نے اس کی سانس روکی ہوئی تھی۔

میں تھوڑی دیر بعد پولیس کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچا۔ وہاں لبوڈا بول رہا تھا "تمہاری حکومت نے ہمیں یقین دلایا تھا کہ ہمارے ساتھ تعاون کیا جائے گا لیکن تم لوگوں نے درپردہ سونیا اور فرہاد کا ساتھ دیا ہے۔ انہوں نے ہمارے تمام اہم افراد کو مار ڈالا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "سوری! ہم نے سونیا اور فرہاد کا ساتھ دیا ہے۔ البتہ تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے کیونکہ فرانس ہمارا دوست ملک ہے' ہم اسے ناراض نہیں کرسکتے تھے۔"

میں نے کہا "جان لبوڈا! میں نے کہا تھا کہ ٹیلی پیتھی کے میدان میں تمہیں بہت کچھ سیکھنا ہے' پہلا سبق میں نے سکھادیا ہے جاؤ اسے اچھی طرح پڑھتے اور یاد کرتے رہو۔"

میں دماغی طور پر سونیا کے پاس حاضر ہوگیا۔

○☆○

جان لبوڈا کوئی معمولی شخص نہیں تھا۔ مانا کہ ایک بار ہم سے مات کھاگیا لیکن لبوڈا جیسے ہی شہ زوروں کے لئے کہا گیا ہے۔ گرتے ہیں شہ سوار ہی میدانِ جنگ میں۔ وہ طفل کیا کرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے۔

مجھ کو اور سونیا کو بھی بعض حالات میں ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ ہمیشہ کامیاب ہونے والے اندازے کی ایک ذرا سی غلطی سے ناکام ہوجاتے ہیں۔ جان لبوڈا کا فوجی ریکارڈ یہ تھا کہ وہ تیزی سے سوچتا ہے' تیزی سے عمل کرتا ہے۔ دماغ کمپیوٹر کی طرح کام کرتا ہے۔ جس دشمن کے پیچھے پڑجاتا ہے اسے جہنم میں پہنچا کر دم لیتا ہے۔

اس کے ریکارڈ میں صرف ایک جگہ ناکامی لکھی ہوئی تھی۔ دوسری بار ہمارے مقابلے میں ناکام ہوکر گیا تھا۔ ورنہ کامیابیاں اور کامرانیاں اس کے قدم چومتی تھیں۔ خصوصاً ایسے وقت جب وہ زخمی شیر کی طرح پلٹ کر حملے کرتا تھا۔ اس ریکارڈ کے مطابق آئندہ اس کا حملہ ہمارے لئے تشویشناک ہوسکتا تھا۔

وہ کن پہلوؤں کو مدِ نظر رکھ کر منصوبے بناتا ہے' یہ بھی ہم نہیں جانتے تھے۔ جو بعد میں معلوم ہوا' اس کا ذکر ابھی کررہا ہوں۔

جنرل کو جان لبوڈا پر سب سے زیادہ بھروسا تھا۔ اس نے جنرل کا عہدہ سنبھالتے ہی لبوڈا کو اپنا مشیرِ خاص بنالیا تھا۔ اس کی وفاداری پر کوئی شبہ نہ تھا۔ اس لئے اُسے ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر ٹیلی پیتھی کا علم دیا تھا۔

جان لبوڈا نے جنرل سے کہا "تمہارے لئے سب سے خطرناک مریناہے' اسے قابو میں کرنا ضروری ہے۔"

جنرل نے کہا "میں سمجھتا ہوں' وہ سونیا سے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو واپس چھین کرلارہی ہے جبکہ یہ بات مضحکہ خیز ہے۔ مرینا فرہاد کی فیملی سے متاثر ہوگئی ہے اور ہمیں کسی وقت بھی نقصان پہنچاسکتی ہے۔"

"وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک الگ ٹیم بنارہی ہے۔ ہمیں اس کے مقابلے میں ایک دوسری ٹیم کی تشکیل کرنی چاہئے۔"

جان لبوڈا نے برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ جیسے عہدوں کو قائم کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کے مطابق پانچ افراد کو ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر انہیں ٹیلی پیتھی کا علم دیا گیا لیکن مشین کے ذریعے ان پانچوں کے دماغوں میں یہ بات نقش کردی گئی کہ وہ اپنے اندر جان لبوڈا کی سوچ کی لہروں کو کبھی محسوس نہیں کریں گے۔

جان لبوڈا کی ایسی ہی چالاکیوں سے جنرل خوش رہتا تھا۔ اس نے ٹیلی پیتھی کا شعبہ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹ کے حوالے کردیا تھا ان کی طرف سے فریب دہی کا اندیشہ نہیں تھا کیونکہ ان پانچوں کے دماغ جان لبوڈا کی مٹھی میں تھے۔

وہ اور جنرل خاموش تماشائی بن کر مرینا اور پانچوں بلیک سیکرٹ اور برین ماسٹر کی تکرار دیکھتے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کررہے تھے۔ جب لبوڈا نے دیکھا کہ مرینا کا پلڑا بھاری ہے اور بلیک سیکرٹ ناکارہ ہیں تو انہوں نے پانچوں کو کال کوٹھری میں بھیج دیا۔ وہ مرینا پر قابو نہ پاسکے۔ یہ یقین ہوگیا کہ وہ لڑکی فرہاد کی فیملی کے مضبوط قلعے میں پناہ لے رہی ہے۔

پھر یہ بات چھپی نہ رہی کہ جنرل کا ایک خاص خیال خوانی کرنے والا ہے۔ لبوڈا نے جنرل سے کہا "فرہاد اور مرینا مجھ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے اور کسی نہ کسی دن مجھے ڈھونڈ نکالیں گے۔ لہٰذا دانشمندی یہ ہے کہ میں خود انہیں اپنے قریب آنے کا موقع دوں اور ان سے انجان بن کر قریب سے انہیں دیکھتا اور سمجھتا رہوں۔ انہیں اچھی طرح سمجھنے کے بعد ہی میں ان کی شہ رگ پکڑنے میں کامیاب ہوسکوں گا۔"

اس پلاننگ کے پیشِ نظر نئے سر ماسٹر کو الّو بنایا گیا۔ اس کے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ جنرل نے چند ریٹائرڈ فوجیوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ جب سے لبوڈا جنرل کے پاس آیا ہے تب سے وہ ایسی چالیں چل رہا تھا کہ جنرل کو کہیں سے کوئی اندیشہ نہیں رہتا

تھا۔ اسے سپر ماسٹر سے بھی اندیشہ نہیں تھا کیونکہ اسے سپر ماسٹر کے عہدے پر لانے سے پہلے ایک بار اسے دھوکے سے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا گیا تھا اور لمبوڈا نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں یہ نقش کر دیا تھا کہ وہ کبھی لمبوڈا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔

جب مرینا نے سپر ماسٹر کو ٹریپ کیا اور تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول بنایا تو لمبوڈا چھپ کر یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ بیچارہ سپر ماسٹر خاک نہیں جانتا تھا کہ کال کوٹھری سے پانچوں قیدی رہا کئے جائیں گے۔ لمبوڈا نے جو باتیں نقش کرائی تھیں' وہی وہ مرینا سے کہہ گیا۔ بعد میں مرینا کو مایوسی ہوئی۔ پانچ قیدی رہا کئے گئے تھے مگر وہ ڈمی تھے۔

دوسری بار مرینا نے سپر ماسٹر کے چور خیالات سے معلوم کیا ایسے کتنے ریٹائرڈ فوجی ہیں' جن کی خدمات جنرل نے حاصل کی ہیں؟ سپر ماسٹر کے چور خیالات نے سات فوجیوں کے نام' پتے اور فون نمبر بتا دیئے۔

میں نے بھی مرینا کی سوچ کا لہجہ اختیار کر کے بالکل یہی معلومات حاصل کی تھیں لیکن لمبوڈا کو میرے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا کیونکہ جب میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اس وقت لمبوڈا سپر ماسٹر کے دماغ میں نہیں تھا۔

اور مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ مرینا بھی میرے ہی طریقہ' کار کے مطابق جنرل کے خاص ٹیلی پیتھی جاننے والے تک پہنچنا چاہتی ہے۔ یوں دیکھا جائے تو جان لمبوڈا اپنی ذہانت سے سپر ماسٹر کو' مرینا کو اور مجھ کو اپنے منصوبے کی انگلیوں پر نچا رہا تھا اور ہم بے خبری میں ناچ رہے تھے۔

میں نے پارس کو جان لمبوڈا کی نگرانی پر مامور کیا تھا جبکہ لمبوڈا نظر نہیں آیا تھا۔ ایک بار اس کی بیوی کار میں گئی تھی۔ دوسری بار ایک بارہ برس کا لڑکا سائیکل پر کہیں گیا تھا۔ پارس نے ان کا تعاقب نہیں کیا تھا جبکہ لمبوڈا یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ مرینا اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ اس کی بیوی بچوں کا تعاقب کر رہی ہے یا نہیں؟

لمبوڈا کا منصوبہ بڑا ہی جامع اور ٹھوس تھا۔ مرینا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کمی میتھو اور کینی پال تعاقب کے لئے چل پڑے تھے۔ کینی پال لمبوڈا کی بیوی کا پیچھا کر رہا تھا اور کمی میتھو بارہ برس کے لڑکے سے دوستی کرتے ہوئے پایا گیا تھا۔

لمبوڈا اپنے بیوی بچوں کے دماغوں میں پہنچ کر یہ حرکتیں دیکھ رہا تھا لیکن اس نے اپنی بیٹی کانووانا کے دماغ سے کچھ معلوم نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پارس نے کانووانا کے قریب جانے کی حماقت نہیں کی تھی۔

جو کوئلے کی کان کے قریب سے گزرتا ہے' اس کے منہ پر کالک ضرور لگتی ہے۔ ہوا کا جھونکا کوئلے کی سیاہی اڑا کر چہرے تک پہنچا دیتا ہے۔ چونکہ میرا بیٹا کوئلے کی کان سے نہیں گزرا تھا اس لئے میں صرف مرینا کا ذکر کروں گا۔ اس کے منہ پر ناکامی کی کالک لگ گئی تھی۔

یہ سراسر حماقت تھی کہ کینی پال لمبوڈا کی بیوی کے قریب گیا تھا اور اسے مخاطب کیا تھا تاکہ مرینا اس کی بیوی کی آواز سن سکے۔ اسی طرح کمی میتھو نے بارہ برس کے لڑکے کی آواز مرینا کو سنائی تھی۔ دوسری طرف جنرل کے جاسوس ان کی تاک میں تھے۔ انہوں نے کینی پال اور کمی میتھو کی کاروں کے نیچے ڈیٹیکٹو آلہ لگا دیا۔ اس آلے نے نشاندہی کرتے ہوئے سراغرسانوں کو ان کی رہائش گاہ تک پہنچا دیا۔

یہ جان لمبوڈا کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ اکثر لوگ کامیابی کی خوشی میں حماقتیں کر جاتے ہیں لیکن لمبوڈا نے تحمل سے کام لیا۔ کمی میتھو اور کینی پال کو نہیں چھیڑا انہیں آزاد رکھا تاکہ مرینا کے آئندہ کے اقدامات کو دیکھ سکے۔

پھر یہ ہوا کہ مرینا نے اپنے ماتحتوں کی ڈیوٹی بدل دی۔ کینی پال کی جگہ شلپا آگئی اور کمی میتھو کی جگہ جوڈی نارمن نے لے لی۔ جوڈی نارمن کی وائف جوراجوری جلد ہی ماں بننے والی تھی اس لئے اسپتال میں تھی۔

آدھی رات کے بعد شلپا نے لمبوڈا کی بیوی کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر اس کے ذریعے بیڈ روم کے دروازے پر آئی۔ لمبوڈا علیحدہ بیڈ روم میں تھا۔ بیوی نے دستک دے کر کہا۔ "میرے پیٹ میں سخت تکلیف ہے' مجھے ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔"

لمبوڈا نے بند دروازے کے پیچھے سے کہا "کیا مصیبت ہے۔ چلو کار میں جا کر بیٹھو۔ میں آرہا ہوں۔"

اس کی وائف پورچ میں آکر کار میں بیٹھ گئی۔ دوسری طرف مرینا نے جوڈی نارمن سے کہا۔ "بارہ برس کے لڑکے کو اغوا کرو تاکہ لمبوڈا بے بس ہو جائے۔"

جوڈی نارمن نے حکم کی تعمیل کی۔ جب لمبوڈا اپنی وائف کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ڈاکٹر کی طرف روانہ ہوا تو اس نے اُس کے بیٹے کو نیند کی حالت میں بستر سے اٹھایا اسے چلاتا ہوا کوٹھی کے باہر لایا۔ پھر اپنی کار میں بٹھا کر اسے لے جانے لگا۔ ایسے ہی وقت آگے پیچھے سے پولیس کی گاڑیوں نے راستہ روک لیا۔ جوڈی نارمن کو گن پوائنٹ پر گرفتار کرتے ہی ایک انجکشن کے ذریعے بے ہوش کر دیا گیا تاکہ مرینا اس کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہ نکال سکے۔

لمبوڈا کی وائف جس کار میں ڈاکٹر کے پاس جا رہی تھی اسے ایک راستے پر چاروں طرف سے شلپا اور اس کے آدمیوں نے روک لیا۔ پھر شلپا نے کہا "جان لمبوڈا! گاڑی سے باہر آجاؤ۔ تم نے جنرل کی بڑی خدمت کر لی۔ اب ہماری خدمت کرو گے۔"

گاڑی سے باہر آنے والے نے کہا "تمہیں دھوکا ہوا ہے۔ میں لمبوڈا نہیں ہوں۔ ہاں مگر وہ لمبوڈا میرے دماغ میں موجود ہے۔ تمہیں مجھے گرفتار کر سکو گی' میرے دماغ کے اندر رہنے والے کو نہیں سکو گی۔"

شلپا نے چونک کر دیکھا۔ اس شاہراہ پر چاروں طرف سے پولیس کی گاڑیاں آرہی تھیں۔ وہ چاروں طرف سے گھر گئی تھی۔ کسی سمت سے بھاگنے کا راستہ نہ رہا تھا۔ ایک افسر انجکشن لگانے کی سرنج ہاتھ میں لئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے دماغ میں مرینا کہہ رہی تھی۔ "اس سرنج سے بچنے کی کوشش کرو۔ مجھے اس سرنج والے کی آواز سناؤ۔ میں تمہاری حفاظت کروں گی۔"

شلپا نے پیچھے ہٹتے ہوئے اس افسر سے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

دوسرے سپاہیوں نے اسے پیچھے ہٹنے سے روک دیا۔ اسے جکڑ لیا۔ وہ افسر جیسے گونگا بہرا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے سرنج کی سوئی اس کے بازو میں پیوست کر دی۔ اس کے بعد شلپا اپنے آپ سے غافل ہوتی چلی گئی۔

مرینا نے پہلے جوڈی نارمن کو بے ہوش ہوتے دیکھا۔ پھر شلپا بھی گرفتار کر لی گئی۔ اس طرح سمجھ میں آگیا کہ جان لمبوڈا کوئی تر نوالہ نہیں ہے۔ وہ جلد ہی اسے بھی نگل لے گا۔ خطرے کا یقین ہوتے ہی وہ خیال خوانی کی چھلانگیں لگاتی ہوئی کمی میتھو اور کینی پال کے دماغوں میں آئی۔ ان کی دماغی حالت نہایت ہی نازک تھی۔ یعنی وہ بے ہوش تھے اور مرینا ان کے دماغوں سے کچھ معلوم نہیں کر سکتی تھی۔ ویسے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ بازی ہار گئی ہے۔ ایک ہی رات میں چار ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں۔

یہ بہت بڑا نقصان تھا۔ چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور ان میں جوڈی نارمن اس کے لئے بہت اہم تھا۔ اس نے اتنا بڑا نقصان پہلے کبھی نہیں اٹھایا تھا۔ کبھی اتنی بڑی شکست کا سامنا نہیں کیا تھا اور توہین کی بات یہ تھی کہ کسی نے آج تک اس طرح اسے الّو نہیں بنایا تھا۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس کا دل ڈوب رہا تھا۔ اتنی بڑی ناکامی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ اسے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے بہت عزیز تھے۔ وہ ان سے وفادار کتوں کی طرح پیار کرتی تھی۔ جوراجوری ماں بننے والی تھی۔ اس کا خاص خیال رکھتی تھی۔ جوراجوری کے بارے میں سوچتے ہی وہ چونک گئی۔ جان لمبوڈا نے جوڈی نارمن کو گرفتار کرنے کے بعد جوراجوری کے متعلق ضرور معلوم کیا ہو گا۔ نارمن کے دماغ کو کمزور بنا کر اس کے چور خیالات کے متعلق ضرور معلوم کیا ہو گا کہ جوراجوری ایک بہت مہنگے میٹرنٹی ہوم میں ہے۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ جوراجوری کے پاس پہنچی۔ اس کا خیال درست نکلا۔ وہ بے ہوش تھی۔ بے ہوشی بتا رہی تھی کہ اسے بھی اغوا کیا گیا ہے گویا وہ ایک ہی جھٹکے میں پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محروم ہو گئی تھی۔

وہ اچانک ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ روتے روتے بستر پر آکر اوندھے منہ گر پڑی۔ پارس اسے پیار سے چاروں شانے چت کرتا تھا' جنرل نے حقارت سے منہ کے بل گرا دیا تھا۔ اب اسے اکیلے پن کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔ اکثر ایسے نقصانات ہوتے ہیں' جو پورے نہیں ہو پاتے۔ ٹھیک ہے' نقصان پورا نہیں ہوتا لیکن رونے اور آنسو دکھانے کے لئے تو کوئی اپنا ہو۔ پارس ہوتا تو اس کے گلے لگ کر روتی اور دل کا غبار نکال لیتی۔ عورت ایسی بھی تنگی نہ ہو کہ آنسو پونچھنے کے لئے اپنا دامن بھی نہ ملے۔

اُس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پارس کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ دوسری بار آکر بولی۔ "پارس! میں رو رہی ہوں۔"

"روتی رہو۔ گیٹ لاسٹ۔"

اس نے پھر سانس روک لی۔ وہ جھنجلا کر تکیئے کو مارنے اور نوچنے کھسوٹنے لگی۔ صدمہ تھا' شکست کھانے کا غم تھا' پارس کی بے رخی کا' غصہ تھا اپنی تنہائی کا اور بے یاری و مددگاری کا۔ وہ پھر پارس کے پاس آئی اس نے پھر سانس روک کر بھگا دیا۔

اسے سہارے کی ضرورت تھی۔ سہارے کے بغیر سنبھل نہیں سکتی تھی۔ وہ غصے کے باوجود سمجھ رہی تھی کہ اس نے پہلے ہی مضبوط سہاروں کو توڑ دیا تھا۔ کبھی ٹھوکر کھانے اور تنہا رہ جانے والی بات نہیں سوچی تھی۔ آخر وہ سونیا کے پاس گئی۔ اس کے دماغ میں پہنچتے ہی رونے لگی۔ سونیا نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہو؟"

وہ ہچکیاں اور سسکیاں لیتے ہوئے بولی "میں بری طرح ٹوٹ گئی ہوں۔ جنرل کے خیال خوانی کرنے والے جان لمبوڈا نے میرے پانچ خیال خوانی کرنے والے چھین لئے ہیں۔"

"کیا تم ناکامی کے وقت روتی ہو؟"

"میں کبھی نہیں روتی لیکن پارس مجھے رلا رہا ہے۔ میں اس کے پاس جاتی ہوں' وہ سانس روک لیتا ہے۔ اپنا ہی مرد ایسے وقت منہ موڑ لے تو کیا رونا نہیں آئے گا۔"

"میں سمجھ گئی۔ اسے بھی سمجھا دیتی ہوں۔"

میں سو رہا تھا۔ سونیا نے مجھے جگایا۔ پھر کہا "مرینا میرے پاس آئی ہے۔ لمبوڈا نے اسے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محروم کر دیا ہے۔ ایسے وقت پارس کو سہارا بننا چاہئے لیکن وہ مرینا سے بے رخی دکھا رہا ہے۔"

میں نے کہا "مرینا کو سمجھنے دو' وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ تم مجھ پر اندھا اعتماد کرتی ہو' میں تم پر بھروسا کرتا ہوں۔ زندگی گزارنے کے لئے انسان کو کسی نہ کسی پر پوری طرح بھروسا کرنا پڑتا ہے۔"

سونیا نے کہا۔ "سن رہی ہو مرینا! بات صرف پارس کی نہیں ہے۔ اتنی بڑی دنیا میں ہم عورتوں کے لئے کوئی بھی ایک مرد ہوتا ہے جس پر ہر حال میں بھروسا کرنا ہوتا ہے۔ بھروسے کے بغیر ازدواجی زندگی نہیں گزرتی۔"

"ممّا! مجھے غلطی کا احساس ہوگیا ہے۔ آئندہ میں پارس کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔"

"اچھی بات ہے۔" سونیا نے مجھ سے کہا۔ "پارس کو سمجھاؤ کہ وہ ہماری بیٹی کے آنسو پونچھے۔"

میں پارس کے پاس آیا۔ اس نے سانس روک لی۔ میں دوسری بار اس کے پاس آیا۔ وہ غصے سے بولا۔ "تم ہزار بار آؤ گی۔ ہزار بار بھگاؤں گا۔ جاؤ اور اپنے گریبان میں..."

میں نے بات کاٹ کر کہا "میں ہوں۔ غصہ تھوک دو۔"

"اوہ پاپا! وہ گدھی مجھے پریشان کر رہی ہے۔"

"ہم گدھے پریشان ہونے کے لئے ہی گدھی پالتے ہیں۔ جب پال ہی لیا ہے تو جھنجلاہٹ کیوں ہے؟"

"دیکھئے، میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ وہ خود غرض ہے' مکار ہے اپنے مطلب کے لئے دوستی کر رہی ہے۔"

"تمہاری یہ رائے پہلے درست تھی۔ ابھی اسے زبردست ٹھوکر لگی ہے۔ جان لمبوڈا نے اس کے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے چھین لئے ہیں۔ وہ بری طرح ٹوٹ گئی ہے۔ بکھر گئی ہے۔ اسے تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ میں اسے بھیج رہا ہوں۔ اس کا دل نہ توڑنا۔"

میں نے سونیا کے پاس حاضر ہو کر پوچھا "مرینا ہے؟"

"میرے پاس ہے۔"

"اسے پارس کے پاس جانے کو کہو۔"

وہ فوراً ہی سونیا کے دماغ سے نکلی اور پارس کے پاس آگئی۔ پھر بولی "میں رو رہی تھی، تمہیں مجھ پر محبت نہیں آئی؟"

"اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار کر روؤ گی تو محبت نہیں آئے گی ہنسی آئے گی۔"

"میں سچے دل سے کہتی ہوں' مجھے غلطی کا احساس ہوگیا ہے۔"

"چلو اچھا ہے۔"

"میں اتنا بڑا نقصان اٹھا کر تنہا نہیں رہ سکوں گی۔ مجھے اپنے پاس بلاؤ۔ مجھ سے کہو' میری جان! میرے بازوؤں میں آجاؤ۔ ابھی میرے لئے پیار کے بول ضروری ہیں۔"

"تم ابھی میرے پاس آکر دوسری غلطی کرو گی۔ تمہارے پانچ ماتحت اسی شہر میں پکڑے گئے ہیں۔ ہم بھی اسی شہر میں ہیں۔ لمبوڈا بہت دور تک سوچتا ہے۔ وہ اور جنرل اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ تم ہماری فیملی میں شامل ہو گئی ہو۔ اتنا بڑا نقصان اٹھا کر اس فیملی کے کسی فرد سے ضرور ملنے جاؤ گی۔ ان کے جاسوس آج رات ہر مشکوک لڑکی کا محاسبہ کریں گے۔"

"ہاں۔ ٹھیک کہتے ہو' وہ میرے اطراف بھی جال پھیلا رہے ہوں گے۔ مجھے تازہ ہوا کے لئے لان میں بھی نہیں جانا چاہئے۔"

"میرا مشورہ ہے۔ آنکھیں بند کرو۔ دماغ کو ہدایات دو اور گہری نیند حاصل کرو۔ صبح بیداری کے بعد تازہ دم رہو گی۔ پھر ہم سوچیں گے کہ اینٹ کا جواب کس طرح پتھر سے دیا جائے۔"

"ہم ابھی سوچیں گے۔ میں سونا نہیں چاہتی۔"

"تم نے مجھے ادھوری نیند سے جگایا ہے۔ اس وقت میرے دماغ پر بوجھ ہے۔ میں تمہیں کوئی معقول مشورہ نہیں دے سکوں گا۔"

"کیا تم میری خاطر آج رات جاگ کر نہیں گزار سکتے؟"

"تمہارے حسن و شباب کی خیر ہو' بڑی راتیں جگائی ہیں۔ آج بھی جگا لو۔ یہ آنکھیں تمہارے لئے کھلی رہیں گی۔"

"ہائے پارس! میں ایسی ہی باتیں سننا چاہتی ہوں۔ پلیز میرے دل سے بوجھ اتارتے رہو۔"

"دراصل تم ناکامی کو تسلیم نہیں کر رہی ہو۔ اس لئے یہ بوجھ بن گئی ہے۔ فراخدلی سے مان لو اور کہو۔ میں نے ٹھوکر کھائی ہے لیکن نئے حوصلہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی ہوں۔ ناکامیاں مایوس کرنے کے لئے نہیں' نیا حوصلہ پیدا کرنے کے لئے ہماری زندگی میں آتی ہیں۔"

"بے شک میں ناکامی کو تسلیم کرتی ہوں اور اب نئے حوصلے کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کروں گی۔ اب میں تنہا نہیں ہوں۔ میرا پارس میرے ساتھ ہے۔"

"اب تمہارے پاس کتنے خیال خوانی کرنے والے رہ گئے ہیں۔"

"صرف دو رہ گئے ہیں۔ پال ہوپ کن اور روار نریگ۔"

"تم نے بتایا تھا کہ پال ہوپ کن تمہارا مخالف ہے اور تم نے اسے جبراً اپنا معمول بنایا ہے۔"

"ہاں۔ وہ برین ماسٹر کا ساتھ دے رہا تھا۔ جب مجھے پتا چلا تو میں نے اس کی کھوپڑی الٹ دی۔ اسے نیم پاگل بنا کر رکھا ہے۔"

"اسے خواہ مخواہ ضائع کر رہی ہو۔ اس سے کوئی کام لو۔"

"میرے پاس زیادہ خیال خوانی کرنے والے تھے اس لئے میں نے پال ہوپ کن کو ایک طرف پھینک رکھا تھا۔"

"اور ان تین خیال خوانی کرنے والوں کے متعلق کیا خیال ہے جنہیں پاپا تمہارے تاریک قید خانے سے لے گئے تھے۔"

"پاپا نے کہا تھا میں جب چاہوں ان تینوں کو واپس لے سکتی ہوں۔"

"گویا تمہارے پاس پھر پانچ خیال خوانی کرنے والے ہو گئے۔"

"واقعی پارس! ناکامی کے صدمے نے مجھے اس پہلو پر سوچنے نہیں دیا کہ پانچ کا نقصان اٹھایا ہے تو میرے پانچ اس طرح بھی پورے ہو سکتے ہیں۔ اوہ "گاڈ از گریٹ"۔ میں بہت خوش ہوں۔"

"بہتر ہے ہم باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔ ہمیں جنرل کو منہ توڑ جواب دینے کی تدبیر سوچنا چاہئے۔"

"تم کہو گے تدبیر سوچنے کے لئے نیند پوری کرنا ضروری ہے۔"

"یہ بات میں کہوں گا تو تم سمجھو گی میں تم سے پیچھا چھڑا رہا ہوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اب میں خود کہہ رہی ہوں۔ پانچ کا خسارہ پورا ہونے کے بعد مجھے اطمینان ہوگیا ہے۔ میں مانتی ہوں' ہمیں ابھی سونا چاہئے۔ صبح نئے حوصلے سے کام شروع کریں گے۔"

"یعنی اب تم مجھ سے پیچھا چھڑا رہی ہو۔"

وہ پھر ہنستے ہوئے بولی "کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں تمہاری آغوش میں ہوتی۔ پھر ہم نیند میں بھی نہ بچھڑتے۔"

پارس نے چٹکی بجا کر کہا "آگئی تدبیر' تم میرے پاس آسکتی ہو۔"

"سچ؟"

"بالکل سچ۔"

"کیسے آسکتی ہوں؟ کوئی خطرہ پیش نہیں آئے گا۔"

"آئے گا۔ تم باہر نکلو گی۔ وہ تمہیں پکڑ کر لے جائیں گے۔ اور جسے پکڑ کر لے جائیں گے۔ وہ تمہاری ڈمی ہوگی۔"

"فنٹاسٹک آئیڈیا ہے۔"

"اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کس لڑکی کو ڈمی بنایا جائے کسی لڑکی کی آواز سننے کے لئے الٹے سیدھے فون نمبر ڈائل کرنے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے ہم میں سے کسی کا فون ڈیٹیکٹ کیا جا رہا ہو۔"

"ٹھہرو میں سوچتی ہوں۔ ایک لڑکی مجھے یاد ہے' آج شام کو ملی تھی۔ بڑی پیاری سی آواز تھی اس لئے مجھے یاد رہ گئی۔"

"اس کے پاس جاؤ۔ اسے اپنی ڈمی بناؤ۔"

"اس کام میں دیر ہوگی۔ تم سو جاؤ۔ اب میرا دماغ تیزی سے کام کر رہا ہے۔ میں اپنی ڈمی کو جنرل اور جان لمبوڈا تک پہنچاؤں گی۔ انہیں یقین دلاؤں گی کہ مرینا ناکامی سے ٹوٹ کر ان کے سامنے جھک گئی ہے۔"

"واہ میری جان! واقعی تم ذہانت سے سوچتی ہو۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اس لڑکی کی آواز اور لہجے کو یاد کرنے لگی۔ پھر اچھی طرح یاد کرنے کے بعد اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچی۔ پھر واپس آگئی۔ اس لڑکی نے سانس روک لی تھی۔

مرینا نے حیرانی سے سوچا "یہ کون ہے؟ سانس روکنے کا ہنر جانتی ہے۔ کیا اس کا تعلق کسی تنظیم سے ہے؟"

وہ پھر اس کے دماغ میں آئی۔ لڑکی نے پوچھا "کون ہو تم؟"

مرینا نے کہا "دوست ہوں۔"

"دوست کا کوئی نام ہوگا؟"

"فی الحال مجھے سسٹر کہہ سکتی ہو۔ کیا اپنا نام بتاؤ گی؟"

"فی الحال مجھے بھی سسٹر سمجھ لو۔ ویسے تم بڑی چالاکی سے میرے چور خیالات پڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ چلو اپنی یہ حسرت پوری کر لو۔"

"تم مجھ سے زیادہ چالاک ہو' تم نے اپنے دماغ کے تہ خانے کو لاک کر دیا ہے۔ کوئی تمہارے چور خیالات نہیں پڑھ سکے گا۔"

"اب کام کی باتیں کرو۔ میرے دماغ میں کیسے پہنچی ہو؟ کیا مجھے پہلے کہیں دیکھا ہے؟ میری آواز سنی ہے؟"

"آج شام کو رائل گارڈن کے اوپن ریستوران میں تم ویٹر سے کچھ بول رہی تھیں۔ میں پاس والی میز پر تھی۔ تمہاری آواز کی شیرینی اور لہجے کی نزاکت بہت اچھی لگی۔ تم مجھے یاد رہ گئیں۔"

"آنے کا مقصد کیا ہے؟"

"میں تمہیں ایک عام سی لڑکی سمجھ رہی تھی۔ ایک معاملے میں تمہیں آلۂ کار بنا کر استعمال کرنا چاہتی تھی۔ مگر تم بڑی پُراسرار لگ رہی ہو۔ پلیز مجھے بتاؤ تم کون ہو؟"

"تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ پہلے تم تعارف کراؤ۔"

"تم ضد کرتی ہو تو بتا رہی ہوں' وعدہ کرو دوست بن کر رہو گی۔ مجھے دھوکا نہیں دو گی اور اپنا صحیح تعارف کراؤ گی۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں۔ اپنا نام اور کام بتاؤ؟"

مرینا نے کہا "میرا نام شیلپا ہے۔ میں اپنے دشمنوں سے انتقام لینا چاہتی ہوں۔"

"کون ہیں تمہارے دشمن؟"

"یہ ابھی بتاؤں گی۔ پہلے اپنا نام بتاؤ۔"

"میرا نام مرینا ڈی فونزا ہے۔"

مرینا ایک دم سے اچھل پڑی "تم جھوٹ بولتی ہو۔"

لڑکی نے حیرانی سے پوچھا "تم میرا نام سن کر کیوں بھڑک رہی ہو؟ کیا میرے نام سے کوئی عداوت ہے؟"

"میں مرینا کی آواز اور لہجے کو خوب پہچانتی ہوں۔ تمہاری آواز اور لہجہ بالکل مختلف ہے۔"

"مختلف ہے نہیں۔ مختلف بنا لیا ہے۔ اپنی پچھلی آواز اور لہجے کو ختم کر دیا ہے تاکہ جنرل اور جان لمبوڈا کبھی میرے دماغ تک نہ پہنچ پائیں۔"

مرینا کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔ وہ لڑکی مرینا کے دشمنوں کو اپنا دشمن بتا رہی تھی۔ خود کو مرینا ثابت کرنا چاہتی تھی۔ وہ ایک معما بن گئی تھی۔ یہ معلوم کرنے کا تجسس شدید ہو رہا تھا کہ وہ کون ہے؟ کیا جان لمبوڈا کسی نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ایک نئی مرینا بنا کر پیش کر رہا ہے؟

یہی ہو سکتا تھا۔ اب یہ دیکھنا تھا کہ وہ نئی مرینا ٹیلی پیتھی جانتی ہے یا نہیں؟ یہ جاننے کے لئے مرینا اس کے دماغ سے واپس آگئی۔

تھوڑی دیر بعد وہی ہوا جو اس نے سوچا تھا۔ وہ دماغ میں آکر بولی "ہیلو سسٹر! میرے دماغ سے کیوں چلی آئیں؟"

"تمہاری چال بازی معلوم کرنے کے لئے۔ اب حقیقت کھل گئی ہے۔ تم جان لمبوڈا اور جنرل کی آلۂ کار ہو۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ میں اپنے پارس کی قسم کھاتی ہوں کہ کسی کی آلۂ کار نہیں ہوں۔ مجھے غلط نہ سمجھو۔"
مرینا حلق پھاڑ کر بولی۔ "کیا تم؟ تم میرے پارس کی قسم کھا رہی ہو؟"
وہ بھی حیرانی سے بولی۔ "تمہارا پارس؟ کیا تمہارے شوہر کا نام پارس ہے؟"
مرینا نے پوچھا۔ "کیا تمہارے شوہر کا یہ نام ہے؟"
نئی مرینا نے کہا "وہ میرا شوہر نہیں محبوب ہے؟"
مرینا نے سانس روک لی۔ نئی مرینا چلی گئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگی "یہ نئی مصیبت کہاں سے پیدا ہو گئی؟ یقیناً جنرل اور لبوڈا کوئی چال چل رہے ہیں۔"
وہ پھر نئی مرینا کے پاس آئی۔ اس سے بولی "کیا تم ثابت کر سکتی ہو کہ پارس تمہارا محبوب ہے؟"
"تم ثبوت مانگنے والی ہوتی کون ہو؟ ایک تو خواہ مخواہ میرے دماغ میں چلی آئیں۔ میں نے اپنا نام مرینا بتایا تو ایسے بھڑک گئیں جیسے میں نے گالی دی ہو اور اب میرے پارس کے پیچھے پڑ گئی ہو۔"
"کیا تم جنرل اور لبوڈا کی آلۂ کار نہیں ہو؟"
اگر آلۂ کار ہوتی اور تمہاری دشمن ہوتی تو تمہیں ٹریپ کرنے کے لئے تمہارے پاس آتی۔ جبکہ تم میرے پاس آئی ہو۔ مجھے شبہ کرنا چاہئے کہ تم دشمنوں کی آلۂ کار ہو۔"
وہ درست کہہ رہی تھی اگر وہ دشمن ہوتی تو مرینا کو گھیرنے آتی جبکہ مرینا خود اس کے پاس آئی تھی۔ آخر وہ ہار مان کر بولی۔ "تم مرینا نہیں ہو کیونکہ میرا نام مرینا ہے۔ میں نے پہلے تمہیں غلط بتایا تھا۔"
"یہ ثابت ہو گیا کہ تم جھوٹی اور دغا باز ہو۔ اپنا غلط نام بتا کر مجھ سے میرا اصل نام معلوم کرنا چاہتی تھیں۔"
"میں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی ہے۔ اب اپنا نام بتاؤ۔"
"میں ایک بار کسی کا فریب معلوم کر لوں تو پھر کبھی اس پر بھروسا نہیں کرتی۔ بہتر ہے تم جاؤ۔"
"دیکھو سانس نہ روکنا۔ مجھے تمہاری ذات میں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اتنا بتا دو تم نے اپنا نام مرینا کیوں بتایا؟"
"میں نے تمہارے جھوٹ کا جواب جھوٹ سے دیا تھا۔"
"اس کا مطلب ہے تم میرے اور پارس کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو؟"
"مجھ سے کوئی سوال نہ کرو۔ یہ بتاؤ مجھ سے کیا کام لینا چاہتی تھیں۔"
"میں تمہیں ڈمی مرینا بنا کر جنرل کے سامنے پیش کرنا چاہتی تھی۔ اسے اور لبوڈا کو یقین دلانا چاہتی تھی کہ میں نے ان کے سامنے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے۔"
"یہ عجیب اتفاق ہے کہ میں نے بھی کچھ ایسی ہی تدبیر سوچی ہے۔ اور ایک ڈمی تیار کی ہے۔"
مرینا نے پوچھا "کیا میری ڈمی تیار کی ہے؟"
"نہیں۔ میرا خیال تمہاری طرف نہیں گیا۔ میں نے سنا جنرل اصل میں فرہاد اور اس کی فیملی کا دشمن ہے۔ اگر جوجو کی ڈمی بنا کر پیش کرو تو وہ اسے پارس کی بیوی سمجھ کر یرغمال بنائے گا۔ فرہاد اور پارس کو بلیک میل کرے گا اور میں اس ڈمی کے اندر رہ کر جنرل اور لبوڈا کی کمزوریاں معلوم کرتی رہوں گی۔"
"یہ بھی عمدہ طریقۂ کار ہو گا۔ تم ایک اچھے منصوبے پر عمل کر رہی ہو لیکن تمہیں جنرل اور لبوڈا سے کیا دشمنی ہے؟ تم کون ہو؟"
"مجھے افسوس ہے میں اپنا نام نہیں بتاؤں گی۔ کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں کہ میں تمہارے دشمنوں کی دشمن ہوں!"
"یہ کافی ہے۔ لیکن میں تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔"
"سوری۔ پہلی ملاقات میں جھوٹ بولنے اور فریب دینے والی سے دوستی نہیں ہو سکتی۔"
"میں نے خود کو چھپانے اور احتیاطی تدبیر کے پیشِ نظر ایسا کیا تھا۔ مجھ پر ایک بار بھروسا کرو۔"
"اچھی بات ہے۔ میں بھروسہ کر رہی ہوں اور اپنی اس مہم میں تمہیں شریک کر رہی ہوں۔ لیکن تمہیں میری ایک شرط پوری کرنی ہو گی۔"
"کون سی شرط؟"
"جب ہمیں اپنی مہم میں کامیابی ہو گی تب میں وہ شرط پیش کروں گی اور تم اس پر عمل کرو گی۔"
"میں کیسے زبان دوں۔ تمہاری کسی شرط سے مجھے نقصان پہنچ سکتا ہے۔"
"شاید تھوڑا سا نقصان پہنچے لیکن فائدے بہت حاصل ہوں گے۔"
"مجھے منظور ہے۔ اپنا نام بتاؤ۔"
"جس دن شرط سناؤں گی اسی دن نام بتاؤں گی۔"
"تم مجھے الجھا رہی ہو۔"
"میں تمہارے بہتیرے مسائل سلجھا رہی ہوں۔"
"اچھی بات ہے۔ یہ بتاؤ جوجو کی ڈمی سے کب کام لے رہی ہو؟"
"میں ڈمی کے دماغ میں جا رہی ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔"
وہ دونوں ڈمی جوجو کے اندر پہنچ گئیں۔ وہ ڈمی تنویمی عمل کے زیر اثر تھی۔ اپنی اصلیت بھول گئی تھی۔ خود کو جوجو سمجھ رہی تھی۔ وہ ریٹائرڈ فوجی افسر کو اپنے حسن و شباب کے جال میں پھانس رہی تھی۔ اس افسر کا نام جافری والٹن تھا اور وہ جنرل کا خاص تھا۔
اس وقت ڈمی جوجو کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ اسے بنانے والی لڑکی اس کے دماغ سے نکل آئی۔ مرینا سے بولی "پلاننگ کامیاب ہو رہی ہے۔ ڈمی نے فوجی افسر جافری والٹن کو پھانس لیا ہے۔"
مرینا نے کہا "یہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ وہ بوڑھا تجربہ کار فوجی ایک جوان حسینہ کے فریب میں آ جائے گا۔"
"یہی تو کامیابی ہے کہ جافری والٹن ہماری ڈمی کے فریب میں نہ آئے اور اس کی اصلیت معلوم کرے۔ تم نے ابھی دیکھا ہے کہ ڈمی کمزوری محسوس کر رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے جافری والٹن نے اسے کھانے پینے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا دی ہے۔ اب جان لبوڈا اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی حقیقت معلوم کرے گا۔ ہمیں ڈمی کے اندر رہنا چاہئے۔"
مرینا نے کہا "بے شک تمہاری تدبیر کام آ رہی ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ میں تمہیں کس نام سے مخاطب کروں؟"
"مجھے مس گمنام کہہ سکتی ہو۔"
وہ دونوں پھر ڈمی کے پاس آئیں۔ وہ گہری نیند میں ڈوب گئی تھی۔ اس کے اندر جان لبوڈا کہہ رہا تھا "تمہارا خوابیدہ دماغ میری مٹھی میں ہے۔ اگر تم نے اپنے متعلق سچ نہ بتایا تو میں تمہارے اندر زلزلہ پیدا کروں گا۔ بولو تمہارا نام کیا ہے؟"
وہ خوابیدہ آواز میں بولی "میرا اصل نام یہی جینفر ہے جیسا کہ پاسپورٹ وغیرہ میں درج ہے۔ لیکن جس عرفیت سے ساری دنیا میں پہچانی جاتی ہوں۔ وہ عرفیت پاسپورٹ میں درج نہیں ہے۔"
"تمہاری عرفیت کیا ہے؟"
"جوجو۔ میں پارس کی شریکِ حیات اور فرہاد کی بہو ہوں۔"
"اوہ گاڈ! تم جافری والٹن کو پھانس کر فرہاد کو ہماری شہ رگ تک پہنچانے آئی ہو۔"
"ہاں۔ میں تمہاری موت بن کر آئی ہوں۔"
"فرہاد بڑا غیرت مند بنتا ہے پھر وہ بہو کو چارا بنا کر کیسے پیش کر رہا ہے؟"
"میرے سسر کو میری موجودہ مصروفیات کا علم نہیں ہے۔ میں کامیابی کے قریب پہنچ کر پاپا کو اطلاع دوں گی کہ میں نے کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ رہ گئی غیرت کی بات تو میں نے کوئی بے غیرتی نہیں کی ہے۔ جافری والٹن کو میں کبھی اپنی تنہائی میں نہ آنے دیتی۔"
"اگر وہ جبراً تمہاری عزت پر ہاتھ ڈالتا تو تم کیا کرتیں؟"
"میں وہ پہلے والی جوجو نہیں ہوں۔ مجھے برین آپریشن کے ذریعے صرف ذہین ہی نہیں، بہترین فائٹر بھی بنایا گیا ہے۔ میں تنہا دو چار پر بھاری پڑتی ہوں اور اگر کسی وجہ سے کمزور پڑ جاتی تو اپنی اصلیت بتا دیتی۔ پھر کیا تم میں سے کسی کی ہمت ہوتی کہ فرہاد کی بہو کو ہاتھ لگا دیتا؟ کیا اندازہ کر سکتے ہو کہ میرے پاپا تمہارے ملک میں کیسی قیامت لا سکتے ہیں؟"
"ٹھیک کہتی ہو۔ تمہاری عزت پر آنچ نہیں آئے گی۔ لیکن تم ہمارے بہت کام آؤ گی۔ آج سے تم ہماری قیدی ہو۔"
لبوڈا یہ کہہ کر خاموش ہو گیا مرینا اور مس گمنام نے تھوڑی دیر اس کے بولنے کا انتظار کیا۔ شاید وہ چلا گیا تھا۔ یا خاموش رہ کر ڈمی کے خوابیدہ خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ دونوں ڈمی کے دماغ سے نکل آئیں۔
مس گمنام نے کہا "وہ لاکھ کوشش کرے تب بھی ڈمی کے چور خیالات اسے جوجو ہی ظاہر کریں گے۔"
مرینا نے قائل ہو کر کہا۔ "تم نے زبردست پلاننگ کی ہے۔ تقریباً نصف کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔"
"مرینا! میں نے تمہاری ذہانت کی بڑی تعریف سنی ہے۔ تم مشورہ دو ہمیں کس طرح جلد سے جلد لبوڈا کی کسی کمزوری تک پہنچنا چاہئے۔"
"میں اس پہلو پر غور کر رہی ہوں۔ صبح تک کوئی اچھی سی تدبیر سوچ لوں گی۔"
"تم صبح کی بات کر رہی ہو۔ یہاں کسی بھی لمحہ میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ لبوڈا کوئی ایسی چال چلے گا کہ ہماری ساری تدبیریں الٹی ہو جائیں گی۔"
"درست کہتی ہو۔ میں ابھی سوچتی ہوں۔"
"بہتر ہے پارس سے مشورہ کرو۔"
مرینا نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا "وہ سو رہا ہے۔ اسے جگانا مناسب نہیں ہے۔"
"لیکن یہ معاملہ اس کی نیند سے زیادہ اہم ہے۔"
اسی وقت ٹھائیں سے گولی چلنے کی آواز سنائی دی اس کے ساتھ ہی مرینا کے چیخنے کی آواز آئی۔ مس گمنام نے پوچھا "کیا ہوا؟ مرینا تم خیریت سے ہو؟"
مرینا اس کے دماغ سے جا چکی تھی۔ اس نے تھوڑی دیر اس کی واپسی کا انتظار کیا۔ پھر اس کے دماغ میں گئی۔ مس مرینا نے
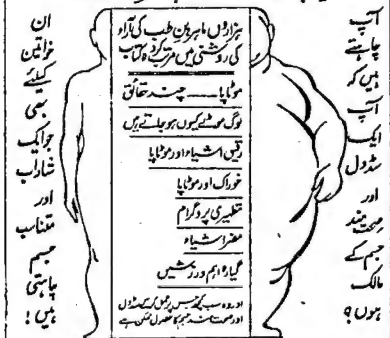
سانس روک لی۔ وہ دوسری بار جاکر بولی "میں ہوں مس گمنام، تم خیریت سے ہو؟"

مرینا اندھیرے میں تھی، کہہ رہی تھی "میں نے اندر کی تمام لائٹس بجھا دی ہیں۔ ابھی تم نے فائرنگ کی آواز سنی ہوگی۔ میرے بنگلے کے قریب ہی کسی نے گولی چلائی ہے۔ مجھے تو یوں لگا جیسے کوئی میرے پیچھے ریوالور لے کر آگیا ہے۔ ویسے میں خطرہ محسوس کررہی ہوں۔"

"تم میرے پاس چلی آؤ۔"

"باہر نکلنے میں بھی خطرہ ہے۔"

"جب اندر اور باہر کہیں تحفظ کا یقین نہ ہو تو پناہ گاہ بدلنے کا خطرہ مول لینا چاہئے۔ میں ٹوینٹی تھری رابن سن اسٹریٹ میں ہوں۔ فوراً وہاں سے نکلو۔ ایک بنگلے کی چاردیواری میں گھر جاؤ گی تو فرار کا راستہ نہیں ملے گا۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں لباس بدل کر ابھی یہاں سے نکل رہی ہوں۔"

اس نے سانس روک لی۔ مس گمنام دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر مسکرائی۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے جان لمبوڈا کے دماغ میں پہنچی۔ کوڈ ورڈز ادا کرکے بولی "سر! وہ میرے پاس آرہی ہے۔"

لمبوڈا نے پوچھا "کیا تمہیں یقین ہے؟"

"یس سر! اس کے بنگلے کے پاس فائرنگ ہوئی تھی، میں نے بھی آواز سنی تھی۔ وہ پہلے ہی خوفزدہ تھی۔ اب پناہ گاہ بدلنے پر راضی ہوگئی ہے۔ میرے پاس پناہ لینے آرہی ہے۔"

"ٹھیک ہے جاؤ۔ میں انتظامات کررہا ہوں۔"

وہ اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اسے مرینا کی رہائش گاہ کا علم نہیں تھا۔ پتا نہیں وہ کتنی دیر میں وہاں پہنچنے والی تھی۔ بہرحال اس کا انتظار کرنا تھا۔ وہ لان میں آکر ٹہلنے لگی۔ مرینا نے دماغ میں آکر کہا "میں آدھا راستہ طے کرچکی ہوں۔ شاید پندرہ منٹ میں پہنچ جاؤں۔ تم اپنے بنگلے کے آس پاس نظر رکھو۔ وہاں کوئی خطرہ نہ ہو۔"

"فکر نہ کرو۔ یہاں تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔"

مرینا پھر چلی گئی۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد ایک کار بنگلے کے احاطے میں داخل ہوئی پھر ایک جگہ آکر رک گئی۔ مس گمنام نے قریب آکر دیکھا ایک نوجوان لڑکی کار سے اتر رہی تھی اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو مس گمنام! میں ہوں تمہاری نئی دوست مرینا۔"

مس گمنام نے مصافحہ کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا پھر کہا "میں جس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہوں، وہ چھڑا نہیں سکتا۔"

اس کی باتوں کے دوران کتنے ہی گن مین اسے گھیرتے ہوئے قریب آرہے تھے۔ حصار کا دائرہ تنگ کررہے تھے۔ وہ بولی "مس گمنام! تم آستین کا سانپ نکلیں۔ لیکن افسوس، مرینا نے آستین والا بلاؤز نہیں پہنا ہے اس لئے تمہارا باپ بھی مجھے گرفتار نہیں کرسکے گا۔ خوش ہونے کے لئے میری اس ڈمی کو گرفتار کرو۔ میں جارہی ہوں۔"

مرینا کے جاتے ہی وہ ڈمی چونک گئی پھر اپنے چاروں طرف کئی رائفلیں دیکھ کر چیخنے لگی "میں کہاں ہوں، میں یہاں کیسے آگئی" وہ چیختے چیختے چکرا کر گر پڑی۔ مس گمنام نے مرینا کو گرفتار کرانے کے لئے بڑا لمبا چکر چلایا تھا۔ بڑی کامیاب ایکٹنگ کی تھی مگر مرینا پھر مرینا تھی۔ الٹا اسے چکر دے کر بچ نکلی تھی۔

وہ لمبوڈا کے دماغ میں آئی۔ کوڈ ورڈز ادا کرکے بولی "سر! ہم دھوکا کھا گئے۔"

وہ بولا "ہم نہیں تم دھوکا کھا گئی ہو۔ میں اڑتی چڑیا کے پر گن دیتا ہوں۔ دیکھو میں نے مرینا کی رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اس ذہین لڑکی سے ایک بہت بڑی غلطی ہوگئی۔ اس نے تمہیں الجھانے کے لئے خود ہی ہوائی فائر کیا تھا۔ پولیس کی پٹرولنگ پارٹی نے مجھے بتایا کہ اس رہائش گاہ سے فائرنگ کی آواز آئی ہے۔"

بے شمار مسلح فوجی جوان گھیرا تنگ کرتے ہوئے اس بنگلے میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ لمبوڈا میگا فون اسپیکر کے ذریعے کہہ رہا تھا "مرینا! فرار کے تمام راستے بند ہوچکے ہیں۔ میں دس تک گن رہا ہوں۔ تم باہر نہیں آؤ گی تو یہ جوان اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے اندر آئیں گے۔ اپنی جوانی پر ترس کھاؤ۔ باہر آجاؤ۔ ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔ چار۔۔۔"

وہ ٹھہر ٹھہر کر گن رہا تھا۔ اندر سے مرینا کے قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے موت کو سامنے دیکھ کر پاگل ہوگئی ہے اور ہنستے ہنستے موت کو خوش آمدید کہہ رہی ہے۔

جان لمبوڈا نے دس تک گننے کے بعد حکم دیا "کم آن! فائرنگ کرتے ہوئے اندر گھس جاؤ۔ اسے زندہ یا مردہ باہر لاؤ۔"

رات کے سناٹے میں بے شمار رائفلیں شور مچانے لگیں۔ فائرنگ کی مسلسل آوازیں دور تک گونجتی جارہی تھیں۔ فوجی جوان گولیاں برساتے ہوئے اندر چلے گئے۔ مختلف کمروں اور کوریڈور کی لائٹیں آن ہورہی تھیں۔ اندر روشنی پھیلتی جارہی تھیں۔ مسلسل فائرنگ کے باعث کارتوس کے بیلٹ خالی ہورہے تھے۔ آخر گولیاں ختم ہوئیں تو فائرنگ کی آواز بھی تھم گئی۔ ایک دم سناٹا چھا گیا۔ اس گہرے سناٹے میں پھر ایک بار مرینا کے قہقہے گونجنے لگے۔

جان لمبوڈا نے پریشان ہو کر بنگلے کی طرف دیکھا۔ وہ جانتا تھا رائفلوں سے ہزاروں کارتوس نکلے ہوں گے۔ اتنی فائرنگ کے نتیجے میں گھر کے کیڑے مکوڑے بھی مرگئے ہوں گے۔ لیکن مرینا کے قہقہے زندہ تھے۔ وہ رات کی خاموشی میں گونج رہے تھے اور لمبوڈا کے لئے خطرے کی گھنٹی بجارہے تھے۔

مرینا کو اس وقت شبہ ہوا تھا جب مس گمنام اسے ڈمی جوجو کے پاس لے گئی تھی اور اس ڈمی میں جان لمبوڈا بول رہا تھا۔ مرینا نے کسی پر بھروسا کرنا سیکھا ہی نہیں تھا۔ پھر مس گمنام پر کیسے کرتی؟ بڑا ہی بچگانہ ڈراما تھا۔ عقل تسلیم نہیں کرتی تھی کہ ڈمی جوجو نے بوڑھے ریٹائرڈ افسر جافری والٹن کو پھانس لیا ہے۔ پھر اتنی جلدی ڈمی جوجو کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا گیا ہے اور اتنی جلدی جان لمبوڈا بھی ڈمی کے دماغ میں پہنچ کر جوجو کی اصلیت معلوم کررہا تھا۔

مس گمنام یہ سمجھتی رہی کہ مرینا اس کے ساتھ ڈمی جوجو کے دماغ میں ہے اور لمبوڈا کی باتیں سن رہی ہے جبکہ وہ چپ چاپ وہاں سے نکل کر پارس کے پاس پہنچ گئی تھی۔ اسے تمام حالات بتائے تھے۔ اس نے کہا "مرینا! تمہیں گھیرا جارہا ہے۔ میں ابھی آتا ہوں تم وہاں سے نکلنے کے لئے تیار رہو۔"

"کیا رہائش گاہ سے باہر ہمارے لئے خطرہ نہیں ہوگا؟"

"میں خطرہ بننے والوں کو بھٹکا دوں گا۔"

دوسری طرف جان لمبوڈا، ڈمی جوجو کے دماغ میں بول رہا تھا۔ اس کی باتیں ختم ہونے سے پہلے ہی مرینا پھر ڈمی جوجو کے دماغ میں آگئی۔ جب لمبوڈا وہاں سے چلا گیا تو۔۔۔۔ مس گمنام نے مرینا سے کہا۔ "میں نے تمہاری ذہانت کی بڑی تعریفیں سنی ہیں، تم مشورہ دو کہ ڈمی جوجو کے ذریعے کس طرح جنرل اور جان لمبوڈا کو شکار کیا جاسکتا ہے۔"

مرینا نے سوچنے کی مہلت لی۔ پارس اس کے پاس پہنچ گیا تھا اس نے کہا "میں ایک ہوائی فائر کروں گا تم مس گمنام کے دماغ سے چیخ مار کر نکل آنا اور یہ ظاہر کرنا کہ یہاں تمہارے لئے خطرہ ہے تم اس کے پاس پناہ لینے جاؤ گی۔"

مرینا پھر مس گمنام کے پاس گئی۔ پھر فائر کی آواز سنتے ہی چیخ مار کر وہاں سے آگئی۔ مس گمنام نے اس کے دماغ میں آکر پوچھا "کیا ہوا؟ خیریت تو ہے؟"

وہ بولی "ابھی یہاں کسی نے گولی چلائی ہے میں خطرہ محسوس کررہی ہوں۔"

مس گمنام نے کہا "میرے پاس چلی آؤ۔"

اس نے آنے کا وعدہ کرکے سانس روک لی۔ پارس نے ایک ریکارڈر اس کے سامنے رکھ کر کہا "اس میں اپنے قہقہے ریکارڈ کرو۔"

اس نے پندرہ منٹ کے ایک کیسٹ میں قہقہے ریکارڈ کئے۔ وہ خودکار ریکارڈر تھا۔ کیسٹ کے اختتام پر رک جاتا تھا پھر خود ہی ریوائنڈ ہوکر دوبارہ آن ہوجاتا تھا۔ پارس نے کہا "جان لمبوڈا بہت چالاک ہے۔ پٹرولنگ پولیس کے ذریعے معلوم کرلے گا کہ کس بنگلے سے فائرنگ کی آواز آئی ہے۔ وہ یہاں بھی تمہیں گھیرنے آئے گا، تمہارے قہقہوں کے ذریعے اسے یقین ہونا چاہئے کہ تم یہاں موجود ہو، آؤ چلیں۔"

وہ اس بنگلے سے نکل آئے۔ باہر خطرات کم ہوگئے تھے کیونکہ پارس نے بنگلے کے اندر مرینا کی موجودگی کا یقین دلا دیا تھا۔ جان لمبوڈا کے فوجی جوانوں نے اس بنگلے کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ میگا فون اسپیکر کے ذریعے مرینا کو وارننگ دی جارہی تھی کہ وہ خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرے۔ بنگلے سے باہر آئے ورنہ اسے گولیوں سے چھلنی کردیا جائے گا۔

پھر اس نے دس تک گن کر مرینا کو مہلت دی۔ اس کے بعد فوجی جوان مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے بنگلے میں داخل ہوئے۔ بنگلے کے ہر حصے میں فائرنگ ہوتی رہی۔ اتنی گولیاں برسائی گئیں کہ گھر کے کیڑے مکوڑے بھی مرگئے ہوں گے لیکن مرینا کے قہقہے زندہ رہے۔ بعد میں ایک فوجی افسر ایک کیسٹ ریکارڈر ہاتھ میں اٹھائے بنگلے سے باہر آیا پھر جان لمبوڈا سے کہا "سر! یہ خودکار کیسٹ پلیئر ہے۔ آپ ہی آپ ریوائنڈ ہوکر بار بار کسی کے قہقہے سنا رہا ہے۔"

فائرنگ کرنے والے تمام فوجی جوان اپنے اعلیٰ افسر جان لمبوڈا کو دیکھ رہے تھے اور وہ جھینپ رہا تھا۔ مرینا نے اس کی فوج کے سامنے اسے الو بنایا تھا۔ اس نے گھڑی دیکھی۔ اس کارروائی میں ایک گھنٹا گزر گیا تھا۔ وہ سمجھ گیا، مرینا اسے الجھا کر دور جاچکی ہے۔

وہ زیادہ دور نہیں گئی تھی۔ پارس اسے لے کر سیدھا جافری والٹن کے بنگلے میں پہنچا۔ جافری والٹن جنرل کا خاص مشیر تھا۔ بنگلے کے گیٹ پر دو مسلح جوانوں کا پہرا تھا۔ پارس نے سائلنسر لگے ہوئے ریوالور سے دونوں کو زمین بوس کردیا۔ مرینا نے ٹیلیفون کے تار کاٹ دیے۔ پھر وہ دونوں بنگلے کے اندر گھس گئے۔

رات کا پچھلا پہر تھا۔ جافری والٹن کے بیوی بچے گہری نیند میں تھے۔ پارس اپنے ساتھ ماسک لایا تھا دونوں نے اپنے چہروں پر ماسک چڑھا لئے۔ اگر پہچانے جاتے تو انہیں پھر چہرے اور پاسپورٹ وغیرہ بدلنے پڑتے۔ جبکہ وہ پہلے پلاسٹک سرجری کرانے کے بعد نئی شناخت کے ساتھ یہاں رہتے تھے۔

بنگلے کے اندر پہنچتے ہی انہوں نے ہر کھڑکی سے جھانک کر کمروں میں دیکھا۔ ایک بیڈ روم میں ایک جوان لڑکی، دوسرے بیڈ روم میں ایک جوان اور ایک بوڑھی خواتین نظر آئیں۔ پارس نے ان دروازوں کو باہر سے چٹخنی چڑھا کر بند کردیا۔ تیسرے بیڈ روم میں ایک بوڑھا شخص جاگ رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر کے پاس بیٹھا ایک رسالہ پڑھ رہا تھا۔ اسے ابھی ٹرانسمیٹر سے رپورٹ ملنے والی تھی کہ مرینا گرفتار ہوچکی ہے۔

پارس نے مرینا کو اپنے دماغ میں آنے کا اشارہ کیا۔ وہ آئی تو اس نے کہا "میں کھڑکی سے فائر کرکے اسے زخمی کرتا ہوں۔ تم اس کے دماغ میں پہنچ کر دروازہ کھلواؤ۔"

پارس نے کھڑکی کی جالی میں سے سائلنسر لگے ہوئے ریوالور سے نشانہ لیا۔ گولی اس کے بازو میں لگی' وہ اچھل کر کراہتے ہوئے کرسی سے اٹھ گیا۔ بوڑھا تھا مگر صحت مند تھا' فوج میں رہ کر نہ جانے کتنی گولیاں کھائی ہوں گی۔ بازو میں گولی لگنے سے وہ گرا نہیں سکا' وہ کراہتے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف پلٹ گیا۔ گویا خطرے سے کسی کو آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت مرینا اس کے دماغ پر چھا گئی۔

اس نے لڑکھڑاتے ہوئے دروازے کے پاس آکر اسے کھول دیا۔ اس نے اندر پہنچتے ہی اسے دھکا دے کر ایک کرسی پر گرایا۔ مرینا اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھ کر چور خیالات پڑھنے لگی۔ وہ غرا کر بولا "نہیں میں سمجھ گیا ہوں تم مرینا ہو' میرے چور خیالات پڑھ رہی ہو۔ میں تمہیں پڑھنے نہیں دوں گا۔"

وہ کرسی سے اٹھنا چاہتا تھا۔ پارس نے زخمی بازو کو دبایا تو وہ کراہتے ہوئے بیٹھ گیا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ اور جان لمبوڈا جنرل کے خاص مشیر ہیں۔ جنرل ان کے مشوروں سے اہم معاملات طے کرتا ہے۔

آج رات کے پہلے حصے میں مرینا کے جن پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا گیا تھا انہیں ایک کال کوٹھری میں رکھا گیا ہے۔ دوسرے دن انہیں ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر ان کی وفاداریاں تبدیلی کی جانے والی تھیں۔ اس عمل کے بعد وہ جنرل کے وفادار بننے والے تھے۔

چونکہ وہ کال کوٹھریاں فوجی ہیڈ کوارٹر میں تھیں اس لئے وہاں جانا دشوار تھا۔ اُن کے پاس اتنا ہی وقت تھا جتنا کہ جان لمبوڈا مرینا کی رہائش گاہ کے سامنے مصروف رہتا۔ ناکامی کا پتا چلتے ہی وہ سب سے پہلے جنرل اور جافری والٹن کی خیریت معلوم کرتا۔ پھر تمام فوجیوں کو الرٹ رہنے کا حکم دیتا۔ اس سے پہلے ہی وہ دونوں جتنی انتقامی کارروائی کرسکتے تھے کرلینا چاہتے تھے۔

انہوں نے ٹرانسمیٹر میں خرابی پیدا کردی۔ جافری والٹن کو پلنگ پر ڈال کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے۔ مرینا اس کے مزید خیالات کہیں بھی جاکر پڑھ سکتی تھی۔ جافری کے بنگلے میں زیادہ دیر رہنے سے خطرہ پیش آسکتا تھا۔ وہ وہاں سے نکل آئے۔

پارس نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہا "معلوم کرو ٹرانسفارمر مشین کہاں چھپا کر رکھی گئی ہے۔"

مرینا نے کہا "وہ جہاں بھی ہے' میرے ملک کی امانت ہے۔"

"لیکن اس کے ذریعے تمہارے دشمن پیدا کئے جارہے ہیں۔"

"میں ان دشمنوں کو ختم کردوں گی۔ لیکن میرے ملک کی کثیر رقم خرچ کرکے وہ مشین تیار کی گئی ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اپنے ملک کی دولت ضائع نہ کروں۔"

"تمہاری مرضی ہے' جو کرنا ہے جلدی کر گزرو۔"

اس نے جافری والٹن کے دماغ سے معلوم کیا' برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کو مشین سے گزار کر جنرل کا وفادار بنادیا گیا تھا۔ ان پانچوں کو عام انسان بنا کر رکھا گیا تھا۔ وہ خود نہیں جانتے تھے کہ انہیں ٹیلی پیتھی کا علم آتا ہے۔ جنرل کو جب خاص موقع پر ان سے کام لینا ہوتا تھا تو جان لمبوڈا ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے اندر سرخ روشنی کے آن آف ہونے کا احساس پیدا کرتا تھا۔ اس طریق کار کے مطابق انہیں ٹیلی پیتھی کا علم یاد آجاتا تھا۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے جنرل کا مطلوبہ کام کرتے تھے۔ کام ختم کرنے کے بعد ان کے دماغوں میں زرد روشنی آن آف ہوتی تھی جس کے نتیجے میں وہ ٹیلی پیتھی کا علم بھول کر عام شہری بن جاتے تھے۔

وہ پانچوں مختلف شہروں میں زندگی گزار رہے تھے۔ مرینا نے معلوم کیا کہ ان پانچوں کی آوازیں اور لہجے بدل دیے گئے ہیں۔ وہ جافری والٹن کے ذریعے ان کے اندر نہیں پہنچ سکے گی۔ اس نے ان پانچوں کے پتے اور فون نمبر معلوم کرلئے۔

اس طرح کچھ نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پتے اور فون نمبر بھی معلوم ہوگئے۔ سب سے اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ اسرائیل کو تین ٹیلی پیتھی جاننے والے دیے گئے ہیں جنرل نے اسرائیلی حکام سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ تین خیال خوانی کرنے والے جان لمبوڈا کے ماتحت رہیں گے۔ لیکن اسرائیلی حکومت کے فرائض انجام دیتے رہیں گے اور فرہاد کی فیملی کے مقابلے میں مخالف خیال خوانی کرنے والی فوج کے کام کریں گے۔

اسرائیلی حکام نے درخواست کی تھی کہ فرہاد کی فیملی میں چھ خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ اگر مرینا ان کی فیملی میں چلی گئی ہے تو خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد بے شمار ہوجائے گی لہٰذا اسرائیل کو کم از کم چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے فراہم کئے جائیں۔

جنرل نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جلد ہی مرینا کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو اُس سے چھین لیا جائے گا اور وہ ایسا کرچکا تھا۔ اس نے یہودیوں سے کہا تھا کہ وہ یہودی حکام جنرل کے وفادار رہیں گے تو آئندہ ان کے خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد بڑھا کر چھ کردی جائے گی۔

صبح ہونے والی تھی۔ مرینا نے کہا "راستے میں جتنے ٹیلی فون بوتھ نظر آئیں' گاڑی روکتے جاؤ۔"

پارس نے گاڑی روک دی۔ مرینا گاڑی سے اتر کر بوتھ میں گئی۔ ایک بلیک سیکرٹ کے نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہونے پر اُس نے اس کی نئی آواز اور لہجے کو سنا۔ پھر ریسیور رکھ کر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔

ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے انہیں عام حالات میں عام انسان بنایا گیا تھا۔ وہ خیال خوانی کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکتے تھے اور کوئی دشمن ان کے دماغ سے یہ معلوم نہیں کرسکتا تھا کہ وہ خاص موقعوں پر خیال خوانی کرنے لگتے ہیں۔

اس نے مرینا کو محسوس نہیں کیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ اس کے سرہانے تکئے کے نیچے ریوالور رکھا ہوا ہے۔ مرینا نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے خودکشی کرنے پر مجبور کردیا۔ اس کے بعد اس نے مزید تین بلیک سیکرٹس کو بھی یکے بعد دیگرے اسی طرح جہنم میں پہنچایا پھر پارس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ پارس نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا "کیا کررہی تھیں؟"

"چار بلیک سیکرٹس کتے کی موت مرچکے ہیں۔ اب کسی دوسرے بوتھ کے سامنے گاڑی روکو۔ ایک ہی بوتھ میں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔"

وہ راستے بدل بدل کر جارہا تھا۔ پھر اس نے ایک بوتھ کے سامنے گاڑی روک دی۔ مرینا نے بوتھ میں جاکر پہلے برین ماسٹر سے رابطہ قائم کیا۔ اس سے بولی "کیا تمہیں یاد ہے کہ کبھی تم برین ماسٹر کہلاتے تھے؟"

"ہاں یاد ہے' جنرل نے مجھے سزا دی ہے۔ مجھے ایک عام سا آدمی بنادیا ہے میں ٹیلی پیتھی بھول گیا ہوں۔"

وہ ریسیور رکھ کر اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو' جان لمبوڈا ایک خاص تکنیک سے تمہارے دماغ میں یہ علم پیدا کرتا ہے پھر اپنا کام نکالنے کے بعد تمہیں اس علم سے محروم کردیتا ہے۔"

"کیا تم مجھے یہ علم دوبارہ دے سکتی ہو؟ میں تمہارا وفادار بن کر رہوں گا۔"

"تم سب تنویمی عمل کے ذریعے جنرل کے وفادار بنائے گئے ہو' اب کبھی اُس سے غداری اور مجھ سے وفاداری نہیں کرسکو گے۔ اس اعتبار سے تم میرے جانی دشمن پہلے بھی تھے' اب بھی ہو اور آئندہ کسی وقت بھی مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو۔"

"نہیں' میں کبھی تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ ایک بار مجھے اپنی خدمت کا موقع دو' میں عام آدمی بن کر نہیں رہ سکتا۔"

"تم پھر خدا کے خاص بندے بن کر یہاں سے رخصت ہوجاؤ۔"

اس نے برین ماسٹر کو بھی خودکشی پر مجبور کردیا۔ مزید تین عدد ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بھی رابطہ قائم کرکے انہیں بھی جان دینے پر مجبور کردیا پھر پارس کے ساتھ اس کی رہائش گاہ میں آگئی۔ وہاں بھی فون تھا لیکن اس فون کو ٹیپ کیا جارہا ہوگا۔ اس لئے اس نے تمام انتقامی کارروائی ٹیلیفون بوتھ میں جاکر کی تھی۔

پارس نے کہا "تم اس رہائش گاہ میں مولینا جیکب کے نام سے رہتی تھیں۔ تمہارے پاس اسی نام کے شناختی کاغذات ہیں۔ ان کاغذات کی نقل اور تمہاری موجودہ صورت کا فوٹو متعلقہ دفتر میں ہوگا۔ سب سے پہلے اس فوٹو کو ضائع کراؤ اور اپنی نئی شناخت کے کاغذات تیار کراؤ۔"

مرینا نے ٹیلیفون ڈائریکٹری سے متعلقہ دفتر کے ایک افسر کا فون نمبر معلوم کیا۔ پھر اُس سے رابطہ کیا۔ اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے دفتر میں لے گئی۔ چوکیدار اور وہاں کے دوسرے ملازم نے بڑے صاحب کو دیکھتے ہی وہاں کے دروازے کھول دیے۔ افسر نے ڈھیر ساری فائلوں میں سے مولینا جیکب کے کاغذات نکالے اور ان کاغذات میں سے اُس کی تصویریں نکال لیں۔ پھر ایسی مردہ فائلوں کی الماری کھولی جس میں ایسے شناختی کاغذات تھے جن سے تعلق رکھنے والے افراد مرچکے تھے یا کہیں لاپتا ہوگئے تھے۔

افسر نے ایک نوجوان لڑکی کے کاغذات نکالے۔ وہ لڑکی کال گرل تھی۔ اُس کا نام جون والیا تھا۔ افسر نے ان کاغذات پر مرینا کی تصویریں چسپاں کردیں' جون والیا کی تصویروں کو جلا دیا۔ مردہ فائلوں کی الماری کو بند کرکے مرینا کی نئی فائل نئی شناخت کے ساتھ ریکارڈ میں رکھ دی۔ پھر اس دفتر سے نکل آیا۔ مرینا نے اسے گھر واپس پہنچا کر بستر پر پہلے کی طرح سلا دیا۔ اس کے بعد دماغی طور پر حاضر ہوکر پارس سے بولی "میرا موجودہ نام جون والیا ہے' میں ایک کال گرل ہوں۔ تم نے مجھے معاوضہ دے کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ انکوائری ہوگی تو تم یہی کہو گے۔"

"ٹھیک ہے کہہ دوں گا' میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک بازاری عورت کے ساتھ رہتا ہوگا۔"

وہ ہنستی ہوئی اسے دونوں ہاتھوں سے مارنے لگی۔

O☆O

میں نے لیلیٰ کو ریٹائرڈ فوجی افسر جافری والٹن کی نگرانی کے لئے اسی شہر میں بلالیا تھا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم ایک ڈی لیلیٰ جنرل کے حوالے کریں گے اور اس ڈی کے ذریعے جنرل اور جان لمبوڈا کے قریب ترین افسروں کے دماغوں میں جگہ بناتے رہیں گے لیکن حالات تیزی سے بدل گئے تھے۔ یوں کہنا چاہئے کہ مرینا اور پارس نے حالات کا رخ بدل دیا تھا۔

لیلیٰ نے سوچا "رات کا پچھلا پہر ہے۔ جافری والٹن گہری نیند میں ہوگا۔ ہوسکتا ہے وہ خواب آور گولیاں استعمال کرتا ہو۔ فرہاد نے اسی طرح اسرائیلی حکام کے دماغوں میں جگہ بنائی تھی' مجھے بھی کوشش کرنا چاہئے۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر جافری کے دماغ میں پہنچتے ہی خوش ہوگئی۔ پہلے چند لمحوں میں یہی سمجھ میں آیا کہ وہ خواب آور گولیاں کھا کر سو رہا ہے' پھر پتا چلا وہ زخمی ہے' اس کے بعد اُس نے محسوس کیا کہ جافری کے دماغ میں پہلے سے کوئی موجود ہے۔

وہاں مرینا تھی۔ جافری کے دماغ نے رفتہ رفتہ بتایا کہ اس کے سامنے ایک عورت اور ایک مرد ماسک پہنے ہوئے ہیں۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ مرینا اور پارس ہیں۔ لیلیٰ نے خود کو ظاہر نہیں کیا۔ چپ چاپ دیکھتی رہی کہ مرینا کس حد تک معلومات حاصل کررہی ہے۔ اس کی حب الوطنی کو سب ہی سمجھتے تھے۔ جہاں اس کے ملک اور قوم کو نقصان پہنچتا ہو' وہاں وہ بہت سی باتیں چھپالیتی

تھی۔

لیلیٰ نے دیکھا' وہ پارس کے ساتھ جافری کے کمرے سے چلی گئی تھی لیکن اس کے دماغ سے کچھ نہ کچھ معلوم کررہی تھی۔ پہلے اس نے اپنے پانچ ماتحتوں کے بارے میں معلوم کیا' نکی میتھو' کینی پال' جورا جوری' شلپا اور جوڈی نارمن کو فوجی ہیڈ کوارٹر کی کال کوٹھریوں میں قید کیا گیا تھا۔ وہاں سے انہیں نکال لانے میں بڑا وقت لگتا۔ بڑے ہنگامے ہوتے۔ اس لئے مرینا جنرل کے نئے خیال خوانی کرنے والوں کے پتے اور فون نمبر معلوم کرتی رہی۔

تب لیلیٰ نے مجھے مخاطب کیا میں سو رہا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا' وہ بولی "سوری! آپ کی نیند خراب کردی۔"

"کوئی بات نہیں تم خیریت سے ہو؟"

"جی ہاں' پارس نے جافری والٹن کو زخمی کیا ہے۔ مرینا اس کے دماغ سے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پتے اور فون نمبر معلوم کررہی ہے اور اہم معلومات کو نظرانداز کررہی ہے۔"

"میں سمجھ گیا' جافری والٹن جنرل کا مشیر ہے۔ اس کے مشورے سے ہی ٹرانسفارمر مشین کہیں چھپائی گئی ہوگی۔ مرینا اس مشین کی خفیہ جگہ معلوم کرسکتی ہے لیکن نہیں کرے گی' اس مشین کو اپنے ملک کا سرمایہ سمجھتی ہے۔"

"فوراً جافری کے دماغ میں آئیں' وقت کم ہے۔"

جافری کے خیالات سے پتا چلا تھا کہ جان لمبوڈا مرینا کا محاصرہ کرنے اس کی ایک رہائش کی طرف گیا ہے۔ وہ جب تک وہاں مصروف رہتا' ہم جافری کے دماغ سے بہت کچھ معلوم کرسکتے تھے۔

چنانچہ معلوم ہوگیا۔ اسے مشی گن جھیل میں ایسی جگہ رکھا گیا تھا جس کے تین اطراف گہرا پانی تھا۔ ایک طرف خشکی پر فوج کا سخت پہرا تھا۔ پانی کے راستوں پر ایسے انتظامات تھے کہ مشین کے خفیہ اڈے کے قریب سے گزرتے ہی خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگتی تھیں۔ خفیہ ایرو شوٹر پانی کے اندر ہر سمت تیر برساتے تھے۔ پھر دور تک مضبوط جال پھیلتے جاتے تھے۔ تیر کر آنے والے کسی بھی ہتھکنڈے سے بچ نہیں سکتے تھے۔ اس جال میں پھنسنا لازمی ہوجاتا تھا۔

خشکی کا جو حصہ تھا۔ وہ ممنوعہ علاقہ قرار دیا گیا تھا۔ وہاں پانچ میل کی دوری تک کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہاں دو ہزار فوجی جوانوں اور افسروں کا مستقل قیام رہتا تھا۔ وہ تمام کنوارے اور یتیم فوجی تھے۔ ان کا کوئی رشتے دار نہیں تھا۔ وہ مشی گن بیرک سے باہر نہیں آتے تھے اور باہر کسی بیرک کا فوجی اندر نہیں جاسکتا تھا۔ جان لمبوڈا وہاں جانے کے لئے جنرل اور جافری والٹن سے اجازت حاصل کرتا تھا۔ اسی طرح جنرل بھی جان لمبوڈا اور جافری سے اجازت نامہ لے کر وہاں داخل ہوسکتا تھا۔

ٹیلیفون اور ٹرانسیٹر وغیرہ کے سامنے جن فوجیوں کی ڈیوٹی ہوا کرتی تھی' وہ سب یوگا کے ماہر تھے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتے تھے۔ صرف جان لمبوڈا مخصوص کوڈ ورڈز ادا کرکے کبھی اپنی اور جنرل کی آمد کی پیشگی اطلاع دیتا تھا یا تصدیق کرتا تھا کہ جنرل جو اجازت نامہ اور ٹیلی پیتھی سکھانے کے لئے نئے رنگروٹ لا رہا ہے ان کے نام اور حلئے کیا ہیں۔

خواہ کتنے ہی حفاظتی انتظامات کئے جائیں' باہر سے اندر آنے اور اندر سے باہر جانے کا کوئی چور دروازہ نکل ہی آتا ہے۔ میں جان لمبوڈا کی سوچ کا لہجہ اختیار کرکے ان فوجیوں کے دماغوں میں جاسکتا تھا اور ان کے ذریعے ایسے افسروں کے اندر پہنچ سکتا تھا جو سانس روکنے کی مہارت نہیں رکھتے تھے۔ ایسا کرنے کے لئے صرف ایک چیز کی کمی رہ گئی۔ جافری والٹن وہ کوڈ ورڈز نہیں جانتا تھا جو جان لمبوڈا مشی گن بیرک کے چند فوجی افسروں کے دماغوں میں ادا کرتا تھا۔ نگران افسروں کے ٹیلیفون نمبر اور ٹرانسیٹر کوڈز اور فریکوئنسی کے متعلق جانتا تھا۔ میں نے یہ تمام معلومات نوٹ کرلیں۔ صرف جان لمبوڈا کے مخصوص کوڈ ورڈز رہ گئے۔

یہ اطمینان تھا کہ ٹرانسفارمر مشین کے بہت قریب پہنچ گیا ہوں۔ پھر میں نے جنرل کے متعلق جافری کے دماغ میں سوالات پیدا کئے۔ پتا چلا جنرل نے بھی ایک ایسا پرسنل سیکریٹری رکھا ہے جو یوگا کا ماہر ہے۔ وہی جنرل کے فون وغیرہ اٹینڈ کرتا ہے۔ کھانا تیار کرنے اور دوسری خدمات انجام دینے والے چار ملازمین پیدائشی گونگے بہرے تھے۔ گویا وہ مضبوط قلعے میں محفوظ تھا۔ ہم اس کے آس پاس نہیں پہنچ سکتے تھے۔

میں نے لیلیٰ سے کہا "فی الحال ناکامی ہورہی ہے لیکن مایوسی نہیں ہے' آج کی معلومات کل کام آسکتی ہیں۔"

وہ بولی "مرینا اور پارس جافری کو بستر پر باندھ کر گئے ہیں۔ اگر وہ آزاد ہوجائے تو لمبوڈا اور جنرل وغیرہ سے رابطہ کرے گا' ہوسکتا ہے اس طرح ہمیں کچھ اور معلومات حاصل ہوجائیں۔"

"درست کہتی ہو' جافری کی بیوی اور بچوں کو نیند سے جگاؤ اور انہیں جافری تک پہنچنے دو۔"

لیلیٰ نے اس کی بیوی کو نیند سے بیدار کیا۔ وہ لیلیٰ کی مرضی کے مطابق بستر سے اٹھ کر دروازے کے پاس آئی اور اسے کھولنا چاہا۔ پتا چلا وہ باہر سے بند کیا گیا ہے۔ اس نے اپنی بیٹی اور بیٹے کو آوازیں دیں۔ وہ دونوں اپنے اپنے کمروں میں اٹھ بیٹھے۔ ماں کے پاس پہنچنے کے لئے دروازہ کھولنا چاہا تو ان کمروں کے دروازے بھی باہر سے بند کئے گئے تھے۔ ماں نے کہا "بیٹے! تمہارے باپ کو کوئی خطرہ پیش آسکتا ہے۔ اپنے ڈیڈی کو آواز دو۔"

بیٹے اور بیٹی نے آوازیں دیں۔ دور ایک بیڈ روم سے جافری کی آواز آئی "میں بستر سے بندھا ہوا ہوں۔ تم کسی طرح یہاں آؤ میں زخمی ہوں' مجھے فرسٹ ایڈ کی ضرورت ہے۔"

بیٹی نے فون کا ریسیور اٹھایا' پتا چلا اس میں خرابی ہے۔ مرینا نے تار کاٹ دیے تھے۔ بیٹے نے ریوالور لے کر دروازے کی بیرونی چٹخنی کی طرف اندازے سے کئی فائر کئے۔ وہ دروازہ آخر کار کھل گیا۔ وہ دوڑتا ہوا باہر آیا۔ ماں اور بہن کے کمروں کے دروازوں کو کھولتا ہوا باپ کے پاس پہنچا' پھر اس کے ہاتھ پاؤں کھولتے ہوئے بولا "ڈیڈی! یہاں کون آیا تھا؟"

بیٹی میڈیکل کی اسٹوڈنٹ تھی۔ فرسٹ ایڈ کا سامان لاکر باپ کے زخم کی مرہم پٹی کرنے لگی۔ بیوی اپنے شوہر کی ہدایت کے مطابق جنرل یا لمبوڈا سے رابطہ کرنے ٹرانسیٹر کے پاس آئی۔ اسے آپریٹ کیا تو پتا چلا اس میں بھی خرابی پیدا کردی گئی ہے۔

بیٹا باہر جاکر کسی قریبی بنگلے یا بوتھ سے فون کرنا چاہتا تھا۔ ماں باپ نے جانے سے روک دیا۔ انہیں اندیشہ تھا کہ دشمن باہر چھپے ہوں گے۔ وہ بڑی دیر تک پریشانی میں مبتلا رہے۔ پھر جافری نے اپنے اندر لمبوڈا کی آواز سنی۔ وہ کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد پوچھ رہا تھا "کیا بات ہے' تم سے فون پر یا ٹرانسیٹر کے ذریعے رابطہ قائم نہیں ہورہا ہے۔"

"یہاں مرینا آئی تھی' مجھے زخمی کرنے کے بعد نہ جانے میرے اندر سے کتنی معلومات حاصل کرکے لے گئی ہے۔ میرے پاس وقت ضائع نہ کرو۔ فوراً اہم شعبوں میں احتیاطی اقدامات کرو۔ مشی گن بیرک کے فوجی افسروں اور جوانوں کو چیک کرو۔ اپنے نئے خیال خوانی کرنے والوں کو ان کی رہائش گاہوں سے فوراً دوسری جگہ منتقل کردو۔"

"ٹھیک ہے میں تمہارے لئے سیکیورٹی بھیج رہا ہوں۔"

جان لمبوڈا نے سب سے پہلے جنرل کی خیریت معلوم کی۔ اسے موجودہ بگڑتے ہوئے حالات بتائے پھر کہا "آپ فوراً نئے خیال خوانی کرنے والوں کی خیریت فون سے معلوم کریں۔ میں مشی گن بیرک سے ہوکر آتا ہوں۔"

اس نے بیرک کے چیف انچارج کے دماغ میں آکر مخصوص کوڈ ورڈز ادا کئے پھر پوچھا "کیا خبر ہے؟"

"سر! سب ٹھیک ہے' کوئی خاص بات نہیں ہے۔"

"کوئی معمولی سی بات ہے؟"

"سر! میں سمجھا نہیں۔"

"کیا اپنے آس پاس چھوٹی موٹی سی تبدیلی ہوئی ہے؟ کسی نے کوئی بیگانہ یا مضحکہ خیز حرکت کی ہے؟ کوئی بیمار ہوا ہے یا کمزوری محسوس کررہا ہے؟"

چیف انچارج نے کہا "میجر اینڈرسن بیمار ہے۔ ہمارا ایک جوان فوجی کچھ زیادہ ہی زندہ دل ہے' اپنی حرکتوں سے دوسروں کو ہنساتا رہتا ہے۔ تمام جوان اپنی اپنی جگہ ڈیوٹی پر ہیں۔ کہیں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ غالباً آپ کو شبہ ہے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن ہمارے درمیان گھس آیا ہے۔"

"ہاں' مرینا اپنی حد سے آگے بڑھ رہی ہے۔ وہ ادھر کا رخ کرسکتی ہے۔"

"میں یقین سے کہہ سکتا ہوں' یہاں خیال خوانی کے ذریعے مرینا یا اُس کا کوئی ساتھی نہیں آیا ہے۔"

جان لمبوڈا آسانی سے مطمئن ہونے والا نہیں تھا۔ پہلے وہ تمام یوگا کے ماہر افسران کے دماغوں میں مخصوص کوڈ ورڈز کے ذریعے جاتا رہا۔ ایک ایک سے اپنے اطمینان کی حد تک جوابات طلب کرتا رہا پھر ان جوانوں کے اندر چپکے سے جھانکتا رہا جو اسے اپنے دماغوں میں محسوس نہیں کرسکتے تھے۔ وہ ان سب کے خیالات کو ٹٹولتا رہا' پھر جنرل کے پاس آگیا۔

یہاں اس نے بری خبریں سنیں۔ برین ماسٹر' چاروں بلیک سیکرٹس اور تین نئے خیال خوانی کرنے والے مارے گئے تھے۔ جنرل نے کہا "مسٹر لمبوڈا! وہ سب اپنی اپنی رہائش گاہ میں مردہ پڑے تھے۔ تم نے ایک رات میں مرینا کے پانچ خیال خوانی کرنے والے پکڑے' اس نے اسی ایک رات میں ہمارے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔"

لمبوڈا نے کہا "میں حیران ہوں' یہ لڑکی مرینا کیا بلا ہے۔ میں نے اس کے پانچ ماتحتوں کو گرفتار کرنے سے پہلے اس کے اطراف گھیرا ڈالا تھا۔ پھر مس گمنام نے اسے تقریباً پھانس لیا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس لڑکی کو انتقامی کارروائی کا موقع نہ ملے۔ لیکن اُس نے حیرت انگیز مکاریاں دکھائی ہیں۔ مجھے اپنی رہائش گاہ کے سامنے

الجھادیا اور ادھر ہمارے آٹھ بندے کھا گئی۔"

"جافری کی رپورٹ کے مطابق اس کے ساتھ کوئی مرد تھا۔ وہ کون ہو سکتا ہے؟"

"فرہاد' سلمان' پارس یا علی تیمور۔ ان میں سے فرہاد سوئٹزر لینڈ میں سونیا کے ساتھ ہے۔ سلمان اور علی تیمور کے متعلق رپورٹ ہے کہ وہ پیرس میں ہیں لٰہذا مریٖنا کے ساتھ پارس ہی ہو سکتا ہے۔"

"ایک تو مریٖنا پہلے ہی ذہانت اور چالبازی میں کم نہ تھی اس پر اسے پارس کی تیزی طراری اور مکاریاں مل گئی ہیں۔ مسٹر لبوڈا! آئندہ اس سے یہ سوچ کر ٹکراؤ کہ اب وہ ایک منہ زور آندھی بن گئی ہے اور اس آندھی کے پیچھے فرہاد کی پوری فیملی ہے۔"

"میں پہلے بھی مریٖنا کو تنہا نہیں سمجھتا تھا۔ اب یقین ہو گیا ہے کہ اُسے فرہاد کی پشت پناہی حاصل ہے۔ بائی دی وے' وہ ہمیں زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکی۔ میں نے مشی گن ہیرک کو اتنا مضبوط قلعہ بنا دیا ہے کہ وہ فرہاد کی پوری فیملی کے ساتھ بھی اس قلعہ کے اندر کبھی قدم نہیں رکھ سکے گی۔"

"جافری والٹن زخمی ہو کر مریٖنا کے آگے بے بس ہو گیا ہے' ہمارے جو اہم راز اس کے دماغ میں چھپے ہوئے تھے اب وہ راز راز نہیں رہے۔ آئندہ وہ ہمارا مشیر نہیں رہے گا میں بہت سی اہم تبدیلیاں کرنے جا رہا ہوں۔"

"پوری اسٹیلی جنس فورس مولیتا نام کی لڑکی کو تلاش کر رہی ہے لیکن میں جانتا ہوں' مریٖنا اب مولیتا سے کچھ اور بن گئی ہوگی۔ آسانی سے گرفتار نہیں ہوگی اور میں قسم کھا چکا ہوں' اُسے چین سے بیٹھنے نہیں دوں گا۔ آج شام سے پہلے اس کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں گا۔"

"اگر وہ تنہا ہوتی تو اپنی کسی غلطی سے پکڑی جاتی۔ اس کی غلطیاں درست کرنے والی فرہاد کی فیملی اس کے پیچھے ہے۔ میں مشورہ دیتا ہوں کہ اسے جلد سے جلد گرفتار کرنے کی قسم نہ کھاؤ اس کے پاس تمہاری ہر چال کا جواب موجود ہے۔ فی الحال اسے ڈھیل دو۔ ذرا اسے پارس کے ساتھ عیش و عشرت میں ڈوبنے دو۔ پھر اُس کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر شب خون مارو۔"

"ہاں' ابھی ہمارے سوچنے سمجھنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ مریٖنا نے جافری کے دماغ سے مشی گن ہیرک کے تمام حفاظتی انتظامات کو سمجھ لیا ہے۔ وہ کسی وقت بھی ٹرانسفارمر مشین کو ہمارے لئے ناقابلِ استعمال بنا سکتی ہے یا اُسے بالکل تباہ کر سکتی ہے۔"

جنرل نے کہا "پہلے اس سے توقع نہیں تھی۔ وہ ٹرانسفارمر مشین کو اپنے ملک کا اہم سرمایہ سمجھتی تھی۔ لیکن اب دشمنوں کے فریب میں آ گئی ہے۔ فرہاد اور سونیا نے اسے اس قدر سر پر چڑھایا ہوگا کہ اب وہ اپنے ملک اور قوم کی محبت میں سوچنا بھول گئی ہوگی۔"

"میرے دماغ میں ایک آئیڈیا پک رہا ہے۔"

"کیسا آئیڈیا؟"

"یہ بات یقینی ہے کہ فرہاد اور سونیا کی پوری توجہ مشی گن ہیرک پر رہے گی۔ وہ بہت ہوشیاری سے وہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے ہم بظاہر انجان اور غافل بن کر رہیں تو بہتر ہوگا۔ ہم ایسا جال بچھائیں گے کہ وہ ممنوعہ علاقے میں داخل ہونے کے بعد زندہ واپس نہیں جا سکیں گے۔"

"ہاں عقل سمجھاتی ہے کہ مشی گن ہیرک کو تباہ کرنے اور مشین کو نابود کر دینے کے لئے مریٖنا وہاں تنہا نہیں جائے گی۔ فرہاد یا اُس کے بیٹے ضرور اس کے ساتھ رہیں گے۔ وہ ہمارے لئے سنہرا موقع ہوگا۔ اگر ہم نے ان میں سے دو چار کو پکڑ لیا یا انہیں مار ڈالا تو مریٖنا کی کمر ٹوٹ جائے گی اور فرہاد کے فیملی ممبروں کو ہمیشہ کے لئے عبرت حاصل ہو جائے گی۔"

وہ کچھ دیر تک اہم معاملات پر گفتگو کرتے رہے۔ پھر جان لبوڈا نے کہا "میں جا رہا ہوں' پھر کوئی اہم معاملہ پیش آ جائے گا تو حاضر ہو جاؤں گا۔ او کے۔۔۔ سو فار۔۔۔"

جنرل نے کہا "سو فار۔۔۔" پھر چند سیکنڈ کے بعد پوچھا "مسٹر لبوڈا تم جانے کی بات کہہ کر بھی موجود ہو کیا بات ہے؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے سانس روک لی۔ دماغ میں جو بھی تھا وہ باہر نکل گیا۔ جنرل آہستہ آہستہ سانس لے کر سوچنے لگا۔ "کیا مریٖنا تھی؟ یا فرہاد تھا؟ کوئی بھی ہو' وہ دشمن تھا اور بڑے موقع سے دماغ میں آیا تھا۔ میں لبوڈا کی موجودگی کے باعث اسے محسوس نہ کر سکا۔"

یہ غصہ دلانے والی بات تھی۔ جو ہستی دماغ میں چھپی ہوئی تھی' وہ لبوڈا کی تمام پلاننگ سن کر گئی تھی اور پتا نہیں کیسے کیسے چور خیالات پڑھ کر گئی تھی۔ وہ بے چینی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ پرسنل سیکریٹری نے کمرے میں آنے کی اجازت طلب کی۔ جنرل نے جھنجلا کر پوچھا "کیا بات ہے؟"

وہ دروازے سے ہی بولا "سر! کسی نے میرے دماغ میں آنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے کوڈ ورڈز پوچھے تو وہ چلا گیا۔"

"ہوں' کم بخت مریٖنا ہی ہو سکتی ہے۔"

سیکریٹری نے پھر چونک کر کہا "سر! میں پھر کسی کو دماغ میں محسوس کر رہا ہوں۔"

جنرل نے اس کی کھوپڑی کی طرف انگلی اٹھا کر کہا "مریٖنا! رک جاؤ' خود کو چھپانے کی حماقت نہ کرو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں' یہ تم ہو یا تمہارے فرہاد کے ساتھیوں میں سے کوئی ہے۔ تم لوگوں کے سوا اور کوئی دشمن ہمارے قریب آنے کی جرات نہیں کرے گا۔ میں وارننگ دے رہا ہوں۔ تمہاری یہ جرات تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔"

جنرل نے وارننگ دیتے ہوئے کہا' سیکریٹری نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وہ ڈانٹ کر بولا "آنکھیں کھولو۔"

اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ وہ اسے ڈانٹنے کے لئے قریب آیا تو پتا چلا سیکریٹری دروازے سے ٹیک لگائے کھڑے ہی کھڑے سو رہا ہے۔ اس کے ہلکے ہلکے خرّاٹے سنائی دے رہے تھے۔ یہ خطرے کا الارم تھا۔ دماغ کے اندر جو بھی ہستی تھی وہ سیکریٹری پر پوری طرح قبضہ جما چکی تھی اور اس کے ذریعے جنرل کو زخمی کر سکتی تھی۔

یہ بات دماغ میں آتے ہی اس نے سیکریٹری کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ وہ بے چارہ گھونسا کھا کر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے گیا۔ اس نے فوراً ہی دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ باہر سے سیکریٹری کی آواز سنائی دی "سر! وہ میرے اندر سے چلا گیا ہے۔"

جنرل نے دہاڑتے ہوئے کہا "گٹ لاسٹ یو فول' خبردار! میرے سامنے نہ آنا' انٹرکام کے ذریعے گفتگو کرو۔"

دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ جنرل دروازے کے پاس سے چلتا ہوا ایک صوفے کے پاس آیا۔ وہاں بیٹھنا چاہتا تھا کہ انٹرکام سے اشارہ موصول ہوا۔ اس نے انٹرکام کے پاس آکر دوسرے صوفے پر بیٹھتے ہوئے ایک بٹن کو دبایا پھر پوچھا "ہاں بولو؟"

سیکریٹری کی آواز آئی "سر! میرا کوئی قصور نہیں ہے۔"

"قصور کے بچے! تم نے اسے اتنی دیر دماغ میں رہنے کیوں دیا۔"

"سر! آپ نے اسے میرے دماغ میں رکنے کو کہا تھا۔ اگر میں سانس روکتا تو وہ دماغ میں سے نکل جاتا۔ آپ ناراض ہو جاتے اس لئے جب تک آپ بولتے رہے' میں اسے اپنے اندر برداشت کرتا رہا۔ پھر پتا نہ چلا کہ اس نے کس طرح قبضہ جما کر مجھے سُلا دیا۔"

"اگر وہ تمہارے ذریعے مجھ پر حملہ کرتا تو؟"

"میں کیا جواب دوں سر! اگر آپ حکم دیتے تو میں بہت پہلے ہی اسے بھگا دیتا۔"

جنرل کو اپنی غلطی کا احساس ہوا' وہ بولا "اچھا' ٹھیک ہے' ٹھیک ہے۔ کبھی خود بھی عقل سے کام لیا کرو۔"

"یس سر!"

"اگر کوئی دماغ میں آئے تو میرے پاس نہ آنا۔"

"یس سر!"

"وہ آنے والا چاہے تمہارا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ اسے سانس روک کر بھگا دینا۔"

"یس سر!"

"ٹرانسمیٹر کے ذریعے مسٹر لبوڈا سے رابطہ کرو اور اسے بتاؤ کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس وقت میرے دماغ میں آیا تھا جب مسٹر لبوڈا مجھ سے اہم معاملات پر گفتگو کر رہا تھا۔"

"یس سر!" اس نے انٹرکام سے رابطہ ختم کر دیا۔

جنرل نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے' پھر رابطہ ہونے پر کہا۔ "مسٹر ہولی مین! میں جنرل بول رہا ہوں۔ میرے کوڈ ورڈز ہیں' آر کے سیون' آر کے سیون۔"

دوسری طرف سے ہولی مین نے کہا "ویل' میرے کوڈ ورڈز ہیں سیون کے آر' سیون کے آر۔ فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

جنرل نے کہا "تھوڑی دیر پہلے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ جافری زخمی ہو گیا ہے اور اب میرا مشیر نہیں رہے گا۔ یہ بات صرف میں اور لبوڈا جانتے ہیں کہ میرے اصل مشیر تم ہو۔"

"آپ میرے قدر دان ہیں' یہ میری عزت افزائی ہے۔"

"مسٹر ہولی مین! کوئی پندرہ منٹ پہلے جان لبوڈا میرے دماغ میں آیا تھا اور دیر تک اہم معاملات پر گفتگو کرتا رہا۔ پھر چلا گیا اُس کے جانے کے بعد بھی میں کسی اجنبی کو اپنے اندر محسوس کرتا رہا۔"

ہولی مین نے کہا "گویا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اہم رازوں سے واقف ہو گیا ہے۔"

"مجھے شبہ تھا کہ وہ چھپ کر باتیں سننے والی مریٖنا ہی ہوگی۔"

"کیا اب شبہ نہیں ہے؟"

جنرل نے اسے بتایا کہ سیکریٹری کے دماغ میں بھی کسی نے آکر شرارت کی تھی۔ اگر وہ مریٖنا ہوتی تو خود کو یوں نہ چھپاتی۔ کیونکہ اس کی دشمنی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ صاف ظاہر ہو جانے کے بعد چھپنا سراسر حماقت ہے۔ ہولی مین نے کہا "آپ یہ پہلو دیکھیں کہ وہ ہستی چھپنا نہیں چاہتی ہے' آپ کو الجھانا چاہتی ہے۔ اسے چاہئے تھا کہ مسٹر لبوڈا کے جاتے ہی وہ آپ کے اندر سے چلی جاتی۔ لیکن اس نے دماغ میں رک کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ پھر سیکریٹری کے ذریعے آپ کو پریشان کیا۔ میں آپ سے متفق ہوں کہ مریٖنا ایسی شرارت یا حماقت نہیں کرے گی۔ یہ کوئی اور ہی خیال خوانی کرنے والا ہے۔"

"یہی تو پریشانی کی بات ہے کوئی اور ہمارے اتنے قریب کیسے پہنچ گیا ہے؟"

"ہو سکتا ہے۔ مریٖنا کی پشت پناہی کرنے والا فرہاد تمہیں الجھنوں میں مبتلا کر کے تمہیں پریشانی میں مبتلا رکھنا چاہتا ہو۔"

"مجھے بھی یقین ہے کہ یہ مریٖنا یا فرہاد کی چالبازی ہے۔"

"جب تک ثبوت نہ ملے یقین نہیں کرنا چاہئے۔"

"مسٹر ہولی مین! ان دونوں کے سوا کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔"

"ماسک مین کو نظر انداز نہ کرو۔ وہ ہمارا تمہارا ازلی دشمن ہے۔ اُس کی خیال خوانی کرنے والی الپا ایسا کر سکتی ہے۔ پھر اسرائیلی حکام پر بھی شبہ کیا جا سکتا ہے۔"

"نہیں مسٹر ہولی مین! ہم اسرائیل کو ٹیلی پیتھی کا سہارا دے

رہے ہیں' وہ ہمارے احسان مند ہیں۔"

"وہ احسان مند بن کر ہماری ٹرانسفارمر مشین تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہودیوں کی دوغلی چالوں کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ہم نے فرہاد کے خلاف اپنے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے انہیں دے دیئے، کیا انہوں نے ہمیں یہ بتانے کی زحمت کی ہے کہ انہوں نے ٹیلی پیتھی جاننے والے جے مورگن کا برین آپریشن کیا ہے اور اسے پہلے سے زیادہ ذہین اور اپنا وفادار بنالیا ہے؟"

"انہوں نے یہ بات ہم سے اس لئے چھپائی ہے کہ یہ ان کے ملک کا داخلی معاملہ ہے۔ مگر سراغرسانوں سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔"

اسی وقت جان لمبوڈا نے جنرل کے دماغ میں آکر کوڈورڈز ادا کئے۔ جنرل نے کہا "میں مسٹر ہولی مین سے گفتگو کررہا ہوں۔ تمہیں اطلاع مل گئی ہوگی کہ ہماری گفتگو کے دوران کوئی تیسرا میرے دماغ میں موجود تھا۔"

"ہاں' یہی سن کر آیا ہوں۔ آپ کو زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کے دماغ میں آنے والا کوئی بھی ہو' وہ باربار دھوکا دے کر نہیں آسکے گا۔ اس لئے میں نے سیکریٹری کے ذریعے آپ کو پریشان کیا تھا۔"

جنرل نے ہولی مین سے رابطہ ختم کرکے کہا "ہولی مین کا خیال ہے' ہمیں دوسرے پہلوؤں کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ میرے دماغ میں آنے والی الپا بھی ہوسکتی ہے اور جے مورگن بھی۔"

"یہ جلد ہی معلوم ہوجائے گا' لیکن اس مداخلت نے آپ کو بہت سی اہم ذمے داریوں کو پورا کرنے سے روک دیا ہے اور آپ کو ایک ہی طرف الجھا کر رکھ دیا ہے۔ پلیز' آپ اپنے دماغ میں آنے والے کو وقتی طور پر فراموش کردیں' اپنے آس پاس حفاظتی انتظامات کو اور سخت کردیں اور اپنے اہم کاموں کی طرف پوری توجہ دیں۔ مجھے یقین کی حد تک شبہ ہے کہ فرہاد آپ کو الجھا رہا ہے۔ آپ اُس کی چال میں نہ آئیں۔ میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔"

وہ رخصتی کلمات ادا کرکے چلا گیا۔ جنرل نے چند سیکنڈ تک انتظار کیا پھر پوچھا "مسٹر لمبوڈا! اور کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے سخت لہجے میں پوچھا "مسٹر لمبوڈا! تم میرے اندر خاموش ہو یا جاچکے ہو؟"

اسے پھر جواب نہیں ملا۔ اس نے سانس روک لی۔ تب اسے محسوس ہوا کہ دماغ پرائی سوچ کی لہروں سے خالی ہوچکا ہے۔ جو بھی چھپا ہوا تھا' وہ جاچکا ہے۔ اب یہ معاملہ اور زیادہ تشویشناک ہوگیا تھا۔ آخر وہ کون ہے جسے دوبارہ یہ معلوم ہوگیا کہ لمبوڈا کس وقت جنرل کے دماغ میں آرہا ہے لہٰذا اس دشمن خیال خوانی کرنے والے کو بھی ٹھیک اسی وقت جنرل کے اندر چلے آنا چاہئے۔

دوسری بار آنا بھی ایک اتفاق ہوسکتا تھا۔ اب تیسری بار اس اجنبی کو آزمانا تھا۔ اگر وہ تیسری بار بھی لمبوڈا کی آمد کے ساتھ جنرل کے اندر آئے گا تو یہ ثابت ہوجائے گا کہ اس اجنبی خیال خوانی کرنے والے نے لمبوڈا کی کسی کمزوری کو پالیا ہے۔ اسے کسی طرح پتا چل جاتا ہے کہ لمبوڈا جنرل کے دماغ میں جارہا ہے۔ یوں وہ بھی اس کے پیچھے چلا آتا ہے۔

جنرل بری طرح الجھ رہا تھا اور خود کو نارمل رکھ کر دوسرے معاملات پر توجہ دینا چاہتا تھا۔ اس نے پھر ٹیلی فون کے ذریعے اپنے خاص مشیر ہولی مین سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا "میرا پرسنل سیکریٹری تبدیل کردو۔ اور حفاظتی انتظامات اور سخت کردو۔ میں سکون سے دوسرے معاملات پر توجہ دینا چاہتا ہوں۔"

وہ یہ حکم دے کر ریسیور رکھنے کے بعد باورچی کو بلا کر یہ کہنا چاہتا تھا کہ آج اس کے ہاتھ کا تیار کیا ہوا کھانا نہیں کھائے گا۔ وہ اپنے کسی ملازم پر بھروسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اپنے طور پر بھی رہائش گاہ کے اندر تبدیلیاں کرنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت جان لمبوڈا نے دماغ میں آکر کوڈورڈز ادا کئے' پھر کہا "آپ کے سیکریٹری نے مجھے بتایا تھا کہ آدھے گھنٹے پہلے ہماری گفتگو کے دوران کوئی تیسرا شخص آپ کے دماغ میں موجود تھا' کیا یہ سچ ہے؟"

جنرل نے حیرانی سے کہا "مسٹر لمبوڈا! یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ ابھی تم مجھ سے یہ باتیں کرکے گئے ہو؟"

"میں نے یہ باتیں کی ہیں؟ جو سر! میں ایک معاملے میں مصروف تھا' سیکریٹری سے اطلاع ملتے ہی فوراً نہ آسکا۔ ابھی آیا ہوں' آخر یہ کیا چکر ہے؟"

جنرل نے کہا "اوہ گاڈ! میں سمجھ گیا۔ وہ اجنبی دشمن تمہارے کوڈورڈز ادا کرکے میرے پاس آیا تھا اور میں دھوکا کھا گیا تھا۔"

"سر! یہ بڑی تشویشناک بات ہے' ہمیں فوراً ہی کوڈورڈز کو بدل دینا چاہئے' اب میں نئے کوڈورڈز کے ساتھ آیا کروں گا۔"

"ٹھہرو' نئے کوڈورڈز ابھی نہ کہنا' چند سیکنڈ کے لئے جاؤ پھر واپس آؤ۔"

وہ چلا گیا' جنرل نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ وہ فراڈ خیال خوانی کرنے والا موجود نہیں تھا۔ لمبوڈا نے چند سیکنڈ کے بعد آکر پوچھا "کیا آپ مطمئن ہیں؟"

"ہاں نئے کوڈورڈز بتاؤ۔"

لمبوڈا نے کہا "فریبی کو مارنے سے پہلے فریب کو سمجھنا لازمی ہے۔"

"ٹھیک ہے میں یہ کوڈورڈز یاد رکھوں گا۔ پلیز کوشش کرو' اور جلد سے جلد معلوم کرو آخر یہ میرے دماغ میں آنے والا کون ہے۔"

"میں معلوم کروں گا' آپ اطمینان سے دوسرے معاملات پر توجہ دیں' میں جلد ہی رابطہ کروں گا۔ سوفار۔"

وہ چلا گیا' دماغ پرائی سوچ کی لہروں سے خالی ہوگیا۔ یہ پتا چل گیا کہ اس بار وہ فراڈ ان کے درمیان موجود نہیں تھا۔

دوپہر کو نئے سیکریٹری نے انٹرکام پر اطلاع دی "مرینا فون پر گفتگو کرنا چاہتی ہے۔"

جنرل نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو' میں جنرل بول رہا ہوں۔"

"میں مرینا ہوں۔ اپنے پانچ خیال خوانی کرنے والوں کا مطالبہ کررہی ہوں' انہیں میرے حوالے کردو۔"

"بکواس مت کرو' تم نے ہمارے آٹھ خیال خوانی کرنے والوں کو مار ڈالا ہے۔ تم دشمنوں سے مل کر اپنے ہی ملک کا نقصان کررہی ہو۔"

"اور تم مجھ سے دشمنی کرکے کون سی وطن دوستی کا ثبوت دے رہے ہو۔ میں نے جو آٹھ مارے ہیں' وہ محض ایک نمونے کے طور پر وارننگ ہے' اس کے بعد تمہاری اور جان لمبوڈا کی باری آئے گی۔"

"کیا تم ہمیں کمزور سمجھتی ہو؟"

"میں دشمن کو کمزور نہیں سمجھتی۔"

"مگر احمق سمجھتی ہو' اس لئے میرے دماغ میں چھپ کر آتی ہو۔"

وہ تعجب سے بولی "میں اور تمہارے دماغ میں چھپ کر آتی ہوں؟ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہاری یوگا کی مہارت ختم ہوچکی ہے۔ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں آسکتا ہے۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ دراصل جب لمبوڈا میرے دماغ میں آتا ہے' اس کے پیچھے کوئی دوسرا بھی چپ چاپ چلا آتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تم ہو۔"

"تمہارا یقین تمہیں گمراہ کردے گا' تم مجھ پر شبہ کرتے رہو گے اور کوئی اسی طرح دھوکا دیتے ہوئے تمہارے دماغ پر چھا جائے گا۔"

"اگر تم نہیں آتی ہو تو صاف ظاہر ہے' فرہاد میرے دماغ میں جگہ بنانے کی کوشش کررہا ہے۔"

"پاپا مجھے بتائے بغیر میرے ملک کے کسی معاملے میں قدم نہیں اٹھاتے ہیں۔"

"آہا پاپا! تم فرہاد علی تیمور کو پاپا کہنے لگی ہو۔ یعنی اپنی عزت آبرو اس کے کسی بیٹے کے حوالے کرچکی ہو۔ اس پر حب الوطنی کا دعویٰ کرتی ہو! ارے جو لڑکی اپنی آبرو دشمن کو دے دیتی ہے اسے وطن کی آبرو بیچتے کتنی دیر لگتی ہے۔"

"بکواس نہ کرو میں نے آبرو کا سودا نہیں کیا ہے محبت کی ہے اور جلد ہی پارس سے شادی کرنے والی ہوں۔"

"آج یہ تصدیق ہوگئی کہ تم ہمارے دشمنوں کی فہرست میں نمبر ون ہو' تم نے اسی لئے جافری والٹن کو زخمی کیا تھا کہ فرہاد اس کے دماغ سے وہ خفیہ جگہ معلوم کرلے جہاں ٹرانسفارمر مشین چھپائی گئی ہے' اب وہ تمہاری مہربانیوں سے اُسے جلد ہی تباہ کردے گا۔"

"یہ غلط ہے' تم خواہ مخواہ شبہ کررہے ہو' میرے جیتے جی فرہاد کی فیملی کا کوئی بھی فرد اُس مشین کی طرف رخ نہیں کرے گا۔ میں تمہیں سمجھاتی ہوں۔ دشمنی میں اندھے ہوکر صرف میرے پاپا کے خاندان والوں کو دشمن نہ سمجھو' تمہارے دوسرے دشمن پاپا کے نام سے واردات کرسکتے ہیں۔"

"ہمارا اور کوئی دشمن نہیں ہے۔"

"ہے' ایک نہیں بے شمار دشمن ہیں۔ جب تک ماسک مین اس ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ حاصل نہیں کرے گا یا اُسے تباہ نہیں کرے گا' اس وقت تک سکون سے نہیں رہے گا' پھر یہودیوں کو کیوں نظرانداز کرتے ہو' بارہا اُن سے بلیک میل ہوتے رہے ہو' پھر بھی انہیں دوست سمجھتے ہو' تمہارے سوچنے کا انداز تمہیں لے ڈوبے گا۔"

"اگر تم دوست ہونے کا دعویٰ کرتی ہو تو خود کو یہاں ظاہر کردو' دشمن کی طرح چھپ کر نہ رہو۔"

"چھپ کر رہنے کے باوجود جان لمبوڈا نے مجھے مار ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی' ظاہر ہوتے ہی تم لوگ میرا قیمہ بنادوگے۔"

"چلو ہم پر اعتبار نہ سہی' ملک کی خاطر اپنے یار کے ساتھ یہاں سے چلی جاؤ۔"

"میرے پانچ خیال خوانی کرنے والے واپس کردو' چلی جاؤں

گی۔"
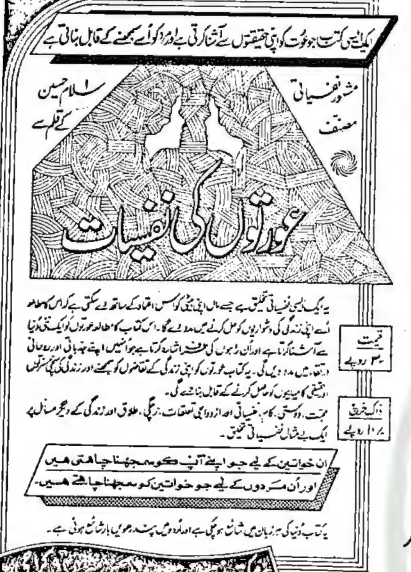
"وہ پانچوں اس ملک کی امانت تھے اور یہ تمہارا بھی ملک ہے' تمہارا مطالبہ سراسر ناجائز ہے۔"

"جنرل! تمہارا وجود ہی ناجائز ہے' اس لئے مجھ سے جائز اور ناجائز کی باتیں نہ کرو۔ اگر تم زیادہ عرصے تک زندہ رہنا چاہتے ہو تو فوج کی ملازمت سے استعفا دے دو۔ ورنہ میں تمہیں جہنم میں پہنچا کر کوئی معقول جنرل تمہاری جگہ لے آؤں گی۔"

جنرل نے جواب نہیں دیا۔ رابطہ ختم کردیا۔ تھوڑی دیر بعد دماغ میں جان لمبوڈا کی آواز سنائی دی۔ وہ پرانے کوڈ ورڈز سنا رہا تھا جنرل نے سانس روک لی۔ صاف ظاہر تھا کہ دماغ میں لمبوڈا بن کر آنے والے کو نئے کوڈ ورڈز کا علم نہیں تھا۔ اس لئے وہ پرانے مخصوص الفاظ ادا کررہا تھا۔

دوسری بار پھر وہی جان لمبوڈا کی آواز اور وہی پرانے کوڈ ورڈز سنائی دیے۔ جنرل نے پھر سانس روک لی۔ آنے والے کو گالیاں دیتے ہوئے کہا "ذلیل کمینے! اب تمہاری کوئی چال کامیاب نہیں ہوگی۔ تم میرے دماغ میں نہیں آسکوگے۔"

دس منٹ کے بعد نئے سیکریٹری نے انٹرکام پر اطلاع دی کہ مسٹر لمبوڈا فون پر ہیں۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو لمبوڈا! خوب وقت پر آئے۔ ابھی وہ مکار ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں آنے کی ناکام کوششیں کررہا تھا۔"

لمبوڈا نے فون پر کہا "جناب! وہ میں تھا۔ میں نے دوبار آپ سے رابطہ کرنے کی کوششیں کیں۔ دونوں بار کوڈ ورڈز ادا کئے پھر بھی آپ نے سانس روک لی۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ اگر تم آرہے تھے تو تم نے پرانے کوڈ ورڈز کیوں ادا کئے' نئے کوڈ ورڈز کیوں نہیں سنائے؟"

"نئے کوڈ ورڈز! ہمارے درمیان ابھی نئے کوڈ ورڈز طے نہیں ہوئے ہیں' کیا آپ پھر دھوکا کھا رہے ہیں؟"

"کیا تھوڑی دیر پہلے تم نے میرے دماغ میں آکر نئے شناختی الفاظ طے نہیں کئے تھے؟"

"بالکل نہیں میں اُس وقت آیا تھا جب آپ مسٹر ہولی مین سے فون پر گفتگو کررہے تھے' اس کے بعد اب آیا ہوں۔ اس درمیان اگر کوئی آیا تھا اور اس نے نئے کوڈ ورڈز مقرر کئے ہیں تو یہ سراسر فریب ہے۔"

جنرل نے جھنجلا کر کہا "میں پاگل ہوجاؤں گا۔ یہ کیا ہورہا ہے' میں کیسے یقین کروں کہ وہ غلط تھا اور تم درست ہو؟"

"سیدھی سی بات ہے میں فون پر بول رہا ہوں' وہ فریبی آپ کو فون پر دھوکا نہیں دے سکے گا۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو' جو دماغ میں آسکتا ہے کیا وہ فون پر باتیں نہیں کرسکتا۔ میں سمجھ گیا ہوں' مجھے بری طرح الجھانے کے لئے گہری چالیں چلی جارہی ہیں۔ تم واقعی جان لمبوڈا ہو یا نہیں؟ پہلے میں اپنے طور پر تصدیق کروں گا۔ پھر تم سے گفتگو کروں گا' فی الحال جاؤ۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگا "جو کچھ ہورہا ہے۔ اس کا فوراً توڑ کرنا ہوگا۔ دشمن بڑی چالاکی سے ہمارے اندر جگہ بنا رہا ہے۔"

ایسے وقت اپنے مشیر سے ہی اہم مشورے کئے جاسکتے تھے اس نے ہولی مین سے فون پر رابطہ کیا۔ ہولی مین نے کہا "سر! اس وقت مسٹر لمبوڈا میرے دماغ میں ہیں' آپ کے موجودہ پرابلم کے متعلق باتیں کررہے ہیں۔"

جنرل نے کہا "سانس روک لو' فی الحال صرف مجھ سے باتیں کرو۔"

ہولی مین نے حکم کی تعمیل کی۔ سانس روک کر جان لمبوڈا کو دماغ سے نکالا' پھر کہا "وہ جاچکا ہے۔ واقعی یہ مسئلہ پیدا ہوگیا ہے کہ ہمیں کس جان لمبوڈا پر بھروسا کرنا چاہئے' وہ جو پرانے کوڈ ورڈز ادا کررہا ہے یا وہ جو نئے کوڈ ورڈز مقرر کرچکا ہے۔"

"تم کیا کہتے ہو؟"

"فی الحال کسی پر بھروسا نہ کیا جائے۔ جو جھوٹا اور فراڈ ہے' جلد ہی ظاہر ہوجائے گا۔"

"جب تک وہ ظاہر نہیں ہوگا تب تک جان لمبوڈا ہمارے کام نہیں آسکے گا۔ ہمارے بہت سے کام رک جائیں گے۔"

"آپ نے ایک دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا فرہاد کا ہم شکل پیدا کیا ہے۔ اسے ہر پہلو سے فرہاد بنانے کی ٹریننگ دی جارہی ہے میرا مشورہ ہے کہ اُسے اب میدانِ عمل میں لایا جائے۔"

"اتنی عجلت میں اسے استعمال کیا جائے گا تو وہ کوئی غلطی کر بیٹھے گا۔"

"ہم اسے فی الحال ظاہر نہیں ہونے دیں گے' وہ ڈمی فرہاد بن کر ہی خفیہ طور پر ہمارے کام آتا رہے گا ہم اسے بہت ہی محدود کام دیں گے تاکہ دشمنوں سے اس کا سامنا نہ ہو۔ وہ اپنے ٹریننگ سینٹر کی حدود سے باہر نہیں نکلے گا۔"

"ٹھیک کہتے ہو' جان لمبوڈا کو کچھ دنوں کے لئے فارغ کرنا ہوگا۔ ٹیلی پیتھی کے معاملے میں ہمیں ایک نئے ذہن کی ضرورت ہے یوں ڈمی فرہاد کی عملی ٹریننگ بھی ہوتی رہے گی۔"

جان لمبوڈا کو یہ حکم سنا دیا گیا کہ وہ فی الحال آرام کرے اور اگر مصروف رہنا چاہتا ہے تو معلوم کرے کہ وہ دشمن کون ہے جو لمبوڈا بن کر دھوکا دے رہا ہے۔ جب تک اس کی اصلیت معلوم نہ ہو تب تک جان لمبوڈا جنرل سے کبھی رابطہ نہ کرے۔

○☆○

میں سونیا کے ساتھ سوئٹزرلینڈ سے نکل آیا تھا۔ سونیا کچھ عرصہ ماریا کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔ اس لئے ہم لندن آگئے تھے میں نے پوچھا "تمہیں اتنے عرصے بعد ماریا کیوں یاد آگئی ہے؟"

سونیا نے کہا "تمہیں بہت عرصہ بعد یاد آرہی ہے۔ جب تک میں پیرس سے دور فرہاد کی فیملی کے لئے نئی بستی آباد کرتی رہی' وہ ضروریات کا تمام سامان پہنچاتی رہی' اس وقت تک ماریا میرے ہی ساتھ رہا کرتی تھی۔ اب وہ پھر میرے ساتھ رہے گی۔"

میں نے کہا "کیوں نہ ہم اپنی نئی بستی فرہاد ولیج میں جاکر رہیں۔"

"رہ سکتے ہیں لیکن میری اور تمہاری ڈمی وہاں پہلے سے موجود ہے تاکہ دشمنوں کی توجہ بٹتی رہے۔"

"ہاں دشمن سوئٹزرلینڈ میں ناکام ہونے کے بعد فرہاد ولیج کا بھی محاصرہ کریں گے۔"

"ہماری وجہ سے ڈمی سونیا اور فرہاد کو جان کا خطرہ ہے۔ ہمیں ان کی حفاظت کے لئے وہاں دوسری حیثیت سے موجود رہنا چاہئے۔"

سونیا نے ماریا سے پوچھا "فرہاد ولیج چلوگی؟"

"مما! میرا بس چلے تو قدم قدم پر ساتھ چلوں' آپ کے ساتھ کانٹوں کے بستر پر سوتی رہوں مگر کبھی آپ اور کبھی پارس میرا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔"

"اور تم ساتھ چھوڑنے کی وجہ جانتی ہو؟"

"جی ہاں' وہ بات پرانی ہوچکی ہے۔ پہلے میں ایب نارمل تھی' غصے میں دشمنوں کو اور پیار میں پارس کو ڈس لیتی تھی۔ لیکن اب تو میں مہذب ہوگئی ہوں۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق نارمل ہوں اور سوسائٹی کے آداب اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"کیا فائٹنگ اور ایکشن میں رہنے کی مشقیں جاری ہیں؟"

"جی ہاں' آپ کے ساتھ رہوں گی تو رہی سہی کمی پوری ہوجائے گی۔"

میں نے ماریا کے والدین سے کہا "کیا آپ اسے ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں گے؟"

باپ نے کہا "یہ آپ کی مہربانیوں سے ہمیں ملی تھی۔ آپ اس کی بھلائی کے لئے کہیں بھی لے جائیں۔"

"میں بھلائی کا وعدہ نہیں کرتا۔ کیونکہ قدم قدم پر دشمن انسان ہیں ہم ہمیشہ خطرات سے کھیلتے آئے ہیں۔"

ماریا کی ماں نے کہا "ہم نے حتی الامکان اسے دشمن حالات سے نمٹنے کی تربیت دلائی ہے' آج کی دنیا خطرات سے بھرپور ہے۔ یہ آپ لوگوں کے ساتھ رہے گی تو فولاد ہوجائے گی۔"

باپ نے کہا "سیدھی سی بات ہے' یہ جب سے ہمیں ملی ہے ہم نے اس کے دل و دماغ پر صرف پارس کی حکومت دیکھی ہے۔ ہمارے روکنے سے یہ نہیں رکے گی۔ اس کے میکے سے رخصت ہونے کی عمر ہوچکی ہے۔"

ماں نے پوچھا "آپ اسے کہاں لے جارہے ہو؟"

میں نے کہا "ہم یہاں سے پیرس جائیں گے پھر پیرس سے ایلپس کے کسی شہر میں جائیں گے۔"

میں نے جھوٹ کہہ دیا کہ امریکا جائیں گے۔ ہماری تاک میں رہنے والے دشمن ماریا کے والدین کے دماغوں میں بھی آکر چور خیالات پڑھتے ہوں گے۔ وہ ان کے ذریعے یہ معلوم کرسکتے تھے کہ ہم ماریا کو لے کر فرہاد ولیج گئے ہیں۔ لہٰذا مجھے مصلحتاً جھوٹ بولنا پڑا تھا۔

ہم فرانس کے ایک ہیلی کاپٹر میں لندن سے روانہ ہوئے۔ سفر کے دوران مریانا نے مجھے مخاطب کیا۔ کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد کہا۔ "پاپا! ایک بات پوچھنے آئی ہوں۔"

"پاپا سمجھتی ہو تو اجازت کے بغیر پوچھو۔"

"کیا آپ جنرل کے دماغ میں جاتے ہیں؟"

"میں کیسے جاسکتا ہوں' وہ سانس روک لیتا ہے۔"

"آپ جان لمبوڈا کی آواز اور کوڈ ورڈز کے ذریعے جنرل کے اندر پہنچ سکتے ہیں۔"

"میں ایسا کرسکتا ہوں' لیکن ابھی تک کیا نہیں ہے۔"

"جب اتنا اچھا موقع سامنے ہے تو آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا۔"

"میں زبان کا دھنی ہوں۔ تم سے کہہ چکا ہوں' تمہاری مرضی کے بغیر تمہارے ملک میں کوئی بڑا قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ اگر ہمیں نقصان پہنچا ہوگا تو پہلے میں تم سے شکایت کروں گا۔ تم شکایت دور کرنے کے قابل نہیں رہوگی تو پھر میں حرکت میں آؤں گا۔"

"شکریہ پاپا! آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی' ویسے آپ نے ٹرانسفارمر مشین کے متعلق بہت کچھ معلوم کیا ہوگا؟"

"بے شک معلوم کیا ہے' تم جافری والٹن کو زخمی چھوڑ آئی تھیں۔ اس کے دماغ میں کوئی بھی جاکر بہت سے اہم راز معلوم کرسکتا تھا۔ میں نے بھی معلوم کیا۔ کیونکہ معلومات حاصل کرنے سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ کسی بھی برے وقت کے لئے یہ ضروری ہے۔"

"کیا آپ سمجھتے ہیں' میں کبھی آپ لوگوں پر برا وقت لاؤں گی۔"

"ہمارے تمہارے سوچنے اور عہد کرنے سے کچھ نہیں ہوتا' کبھی حالات ایسے پیش آتے ہیں جس کی ہم کبھی توقع نہیں کرتے۔ خدانخواستہ تم کبھی بیمار ہوجاؤ' خیال خوانی کے قابل نہ رہو یا دشمنوں کے سامنے بے بس ہوجاؤ اور ہمیں ضروری معلومات فراہم نہ کرسکو تو ایسے میں ہماری اپنی معلومات کام آئیں گی۔"

"آپ درست کہتے ہیں' لیکن کبھی غلط فہمی بھی پیدا ہوجاتی ہے۔"

"کوئی غلط فہمی ہوچکی ہے تو بتاؤ؟"

"آپ نے زخمی جافری والٹن کے دماغ میں جاکر لمبوڈا کے مخصوص کوڈ ورڈز معلوم کئے۔ اب کوئی انہی کوڈ ورڈز کے ذریعے جنرل کے دماغ میں آچکا ہے۔ اگر وہ آپ نہیں ہیں تو پھر میں ہوں کیونکہ جافری کے پاس جانے والے ہم دونوں ہیں' تیسرا کوئی نہیں ہے۔"

"تیسرا کیوں نہیں ہے؟ کیا تم جنرل کے تمام دشمنوں کا حساب

رکھتی ہو؟ جافری واٹسن ذخمی تھا۔ اس کا دماغ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لئے ایک کھلی کتاب کی طرح تھا۔ کیا ماسک مین کی الپا یہ کتاب نہیں پڑھ سکتی؟ کیا اسرائیل کا جے مورگن اس کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ برین ماسٹر اور بلیک سیکر فس کی طرح جنرل کا اور کوئی خیال خوانی کرنے والا غدار نہیں بن سکتا۔ کیا جنرل کی آستین میں سانپ نہیں ہوں گے؟"

"جی ہاں' ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے" خدا کرے کہ جنرل کا شبہ آپ پر غلط ہو۔"

"مرینا! ابھی تم بچی ہو' جنرل کی آڑ نہ لو۔ تمہیں مجھ پر شبہ ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جس کا علاج نہیں ہو پاتا۔ یہ بیماری بڑھتی ہی جاتی ہے۔ میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ جو بھی جنرل کے دماغ میں لبوڈا بن کر آچکا ہے' وہ ٹرانسفارمر مشین کے متعلق بھی بہت کچھ معلوم کر چکا ہے۔ اگر کبھی اس نے مشین کو نقصان پہنچانا چاہا تو تم مجھ پر ہی شبہ کرو گی۔ بہتر ہے' میرے پاس وقت ضائع نہ کرو' جنرل کو عقل سکھاؤ کہ جتنی جلدی ممکن ہو ٹرانسفارمر مشین کو دوسری جگہ منتقل کردے۔ اب جاؤ اور میرا موڈ خراب نہ کرو۔"

میں نے سانس روک لی' وہ دماغ سے نکل گئی۔ میں نے سونیا کو اس کے متعلق بتایا' سونیا نے کہا "مرینا دو کشتیوں پر سوار ہے۔ اپنے وطن کی محبت بھی ہے اور پارس سے عشق بھی ہے۔ نہ وطن کی محبت دل سے نکال سکتی ہے نہ پارس سے جذباتی رشتہ توڑ سکتی ہے۔ لیکن یہ ہمارے بیٹے کے لئے کسی بھی وقت مصیبت بن سکتی ہے۔"

"میں بیٹے کو سمجھاتا ہوں کہ وہ بے شک مرینا کو دل سے چاہے' اسے کبھی دھوکا نہ دے لیکن اس سے دھوکا بھی نہ کھائے۔ اس کے لئے اُسے پہلے سے محتاط رہنا چاہئے۔"

میں نے پارس کے پاس آکر کوڈ ورڈز ادا کئے۔ پھر پوچھا۔ "خیریت ہے بیٹے؟"

"آپ پندرہ منٹ بعد آئیں۔"

میں واپس آگیا' سونیا سے بولا "تمہارا کیا خیال ہے' جنرل کے دماغ میں لبوڈا بن کر کون گیا ہوگا؟"

وہ بولی "مجھے تو یہ یہودیوں کی چال لگتی ہے۔"

"ماسک مین کو نظرانداز کیوں کر رہی ہو؟"

"بالکل ہی نظرانداز نہیں کر رہی ہوں۔ وہ بھی الپا کو استعمال کرسکتا ہے لیکن یہودیوں کی مکاریوں کو ان کی ایک فطری عادت سے پہچانا جاسکتا ہے۔"

"وہ عادت کیا ہے؟"

وہ بولی "سانپ کی فطرت ڈسنا ہے' تم سانپ کو دودھ پلاؤ' وہ پیتے وقت نہیں ڈسے گا' لیکن یہودیوں کو لاکھ دودھ پلاؤ' لاکھ ان پر احسانات کرو' وہ احسان مانتے جائیں گے اور ڈستے بھی جائیں گے۔ آج کل امریکا انہیں ٹیلی پیتھی کی امداد دے رہا ہے۔ ایسے وقت جے مورگن جنرل کے دماغ میں شیطانی حرکتیں کرے گا تو جنرل کبھی یہودیوں پر شبہ نہیں کرے گا اور یہی یہودیوں کی کامیاب سیاست ہے کہ ٹھیک دودھ پیتے وقت دودھ پلانے والے کو ڈس لو' کوئی تم پر شبہ نہیں کرے گا اور تم مسکین اور احسان مند نظر آتے رہو گے۔"

سونیا کی باتوں میں وزن تھا۔ میں نے اسرائیلی فوج کے ایک افسر کے دماغ میں پہنچ کر اُس کے خیالات پڑھے۔ اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے تھا۔ اس کے ذریعے تازہ ترین خفیہ معلومات حاصل ہوتی رہیں لیکن وہ افسر جے مورگن کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ اسے ہماری طرح اتنا ہی اندازہ تھا کہ اب اس کا نام جے مورگن نہیں رہا ہوگا اور اس کی آواز اور لہجہ بدل دیا گیا ہوگا۔

البتہ یہ معلوم ہوا کہ امریکا سے ایک انجینئر' ایک ڈاکٹر اور ایک سراغرساں آئے ہوئے ہیں اور ان تینوں کو سخت پہرے میں رکھا جاتا ہے۔ ان کی حفاظت کے لئے خاص امریکی فوجی دستہ آیا تھا۔ جہاں ان تینوں کی رہائش گاہ تھی وہاں صرف دو اسرائیلی حکام اور دو اسرائیلی فوجی افسر جاسکتے تھے۔ اتنی احتیاط اور حفاظتی انتظامات کو دیکھتے ہوئے یقین سے کہا جاسکتا تھا کہ وہ تینوں انجینئر' ڈاکٹر اور سراغرساں دراصل ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ اس لئے انہیں غیر معمولی اہمیت دی جارہی تھی۔

پچھلی بار میں ایک ایسے اعلیٰ حاکم کے دماغ میں پہنچ گیا تھا جو خواب آور گولیاں کھا کر سویا کرتا تھا۔ ایسے وقت اس نے مجھے اپنے دماغ میں محسوس نہیں کیا تھا اور میں نے اس کے اندر جا کر پاپا ڈوک کی خفیہ رہائش گاہ کا پتا معلوم کرلیا تھا اور یوں پاپا ڈوک کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

اس بار ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کسی خفیہ اڈے میں چھپا کر نہیں رکھا گیا تھا لیکن ان کے آس پاس صرف یوگا کے ماہر فوجی جوانوں کو رکھا گیا تھا۔ دو اسرائیلی حکام اور دو فوجی افسران کے متعلق بھی پوری طرح تصدیق کی گئی تھی کہ وہ کوئی نشہ یا خواب آور دوا استعمال نہیں کرتے ہیں اور کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں نہیں آسکے گا۔

بے شک نہایت سمجھ داری سے بڑے سخت انتظامات کئے گئے تھے۔ فی الحال میں کوئی راستہ نہیں بنا سکتا تھا اور فی الحال مجھے کوئی راستہ بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔ جب ضرورت ہوگی تو توجہ دوں گا اور توجہ دوں گا تو کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا۔

ابھی میں صرف معلومات حاصل کر رہا تھا۔ جس اعلیٰ افسر کے دماغ میں' میں تھا اُس کی ڈیوٹی ایک ایسے بنگلے میں تھی جس کے سامنے دس ہزار گز کے پلاٹ پر ایک بہت بڑی کوٹھی تھی۔ اسی کوٹھی میں وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے رہتے تھے۔ اعلیٰ افسر دور سے ان کی نگرانی کے لئے اپنے عملے کے ساتھ سامنے والے بنگلے میں رہتا تھا۔ اچانک وہ کچھ کمزوری سی محسوس کرنے لگا۔ پتا چلا آس پاس کے فوجی جوان بھی ڈیوٹی پر الرٹ نہیں ہیں۔ انہیں گن لے کر کھڑے رہنا چاہئے تھا لیکن وہ کمزوری سے بیٹھ گئے تھے۔

میں نے افسر کو ٹیلی فون کی طرف دوڑایا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ افسر نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "میں' تین امریکی مہمانوں کی رہائش گاہ سے سیکیورٹی افسر بول رہا ہوں۔ یہاں کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے۔ ہم سب اچانک کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔"

میں نے سیکیورٹی افسر کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ میں اسے دوڑاتا ہوا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے کمرے میں لے گیا۔ وہ کمرا اندر سے بند تھا۔ سیکیورٹی افسر نے دستک دیتے ہوئے پوچھا "سر! آپ خیریت سے ہیں؟"

اندر سے آواز آئی "خیریت نہیں ہے۔ میں کمزوری محسوس کر رہا ہوں' فوراً ہمارے خاص ڈاکٹر کو بلاؤ۔"

میں اس خیال خوانی کرنے والے کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے احتیاطاً دروازے کو اندر سے بند کرلیا تھا تاکہ کوئی دشمن حملہ کرنے کے لئے اندر نہ گھس آئے اور اسے شبہ تھا کہ یہ کسی دشمن خیال خوانی کرنے والے کی زبردست چال ہے۔

اس نے اپنی دماغی توانائی کو آزمانے کے لئے خیال خوانی کی پرواز کی' میں نے چپکے سے پرواز کو سہارا دیا۔ وہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں پہنچ کر بولا "رابرٹ فیشرز! میں والکر بول رہا ہوں۔ تم نے سانس نہیں روکی' اس کا مطلب ہے تم بھی دماغی کمزوری میں مبتلا ہو گئے ہو۔"

"ٹھیک کہتے ہو والکر! کیا تمہارے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے؟"

"ہاں' چلو ہم اپنے تیسرے ساتھی راجر کی خیریت معلوم کریں۔"

والکر تیسرے ساتھی راجر کے دماغ میں آیا لیکن رابرٹ فیشرز خیال خوانی کی پرواز نہ کرسکا کیونکہ میں والکر کو سہارا دے رہا تھا۔ فیشرز سہارے کے بغیر اپنی جگہ رہ گیا۔ ادھر تیسرا ساتھی راجر پوچھ رہا تھا "تم ایسی حالت میں کیسے خیال خوانی کر رہے ہو؟"

والکر نے کہا "بڑی مشکل پیش آرہی ہے' میری دماغی توانائی بھی جواب دے رہی ہے۔"

راجر نے کہا "جانتے ہو ہمارے ساتھ اچانک ایسا کیوں ہو رہا ہے؟"

"شاید کسی دشمن نے ہمارے کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی ضرر رساں دوا ملائی ہے۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ اس کوٹھی کے تمام سیکیورٹی گارڈز اور کوٹھی کے آس پاس کے بنگلوں میں رہنے والے فوجی بھی ہماری طرح کمزور پڑ گئے ہیں۔ سیکڑوں لوگوں کو کھانے کی چیزوں میں ضرر رساں دوائیں بیک وقت نہیں دی جاسکتیں۔ دراصل تھوڑی دیر پہلے ایک ہیلی کاپٹر اطراف میں پرواز کر رہا تھا۔ اس نے ہماری کوٹھی کے چاروں طرف بھی ایک چکر لگایا تھا۔"

"او گاڈ! تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کرنے والی دوائیں فضا میں چھڑکی گئی ہیں۔"

"بے شک یہی بات ہے' وہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا' کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ سب نے سمجھا فضائی فوج کے جوان ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ اب یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے فضائیہ کے کسی افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر ایسی حرکت کی ہے۔"

اس کی باتوں کے دوران فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں جو بتدریج قریب آتی جارہی تھیں۔ پھر قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے ان خیال خوانی کرنے والوں کے اندر رہ کر دیکھا' کئی نقاب پوش دروازے توڑ کر کمروں میں آگئے تھے۔ انہیں گن پوائنٹ پر رکھ کر ان کے بازوؤں میں انجکشن لگا رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ تینوں بے ہوش ہو گئے۔ میں ان کے دماغوں سے نکل آیا۔

پھر میں نے سونیا کو تمام باتیں بتا کر کہا "میں ان تینوں کی مدد کرنا چاہتا تھا' پھر سوچا وہ اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہیں۔ میرا سہارا پا کر بھرپور فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے اور میرے کسی کام نہیں آئیں گے پھر یہ کہ انہیں جو بھی اغوا کر رہا ہے اسے خوش فہمی میں رہنا چاہئے کہ ہم اس کی ان کارروائیوں سے بے خبر ہیں۔"

سونیا نے کہا "ٹھیک ہے مگر ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اغوا بڑا مضحکہ خیز لگ رہا ہے۔"

"کیوں' مضحکہ خیز لگ رہا ہے؟"

"عقل تسلیم نہیں کرتی کہ اتنی سخت نگرانی ناکام ہو گئی۔ چند نقاب پوش آئے اور مسلح فوجیوں کا محاصرہ توڑ کر تین افراد کو لے گئے۔"

"ہاں' مگر یہ تو دیکھو کہ تینوں کو اغوا کرنے کے لئے کتنی زبردست چال چلی گئی ہے۔ ہیلی کاپٹر کے ذریعے دوائیں اسپرے کی گئیں۔ کیا اس عمدہ ذہانت کے مظاہرے سے انکار کرو گی؟"

"مجھے انکار نہیں ہے' میں حیران ہوں۔ یہ کون ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے جو زبردست ذہانت کا مظاہرہ کر رہا ہے اور اس نے اتنی بڑی فوج بنالی ہے جو امریکی فوج کا محاصرہ توڑ دیتی ہے۔ اسرائیلی فوجیوں کو بھی دھوکا دے کر ان تینوں کو کہیں لے گئی ہے۔"

"میں سمجھ گیا' تم اپنے اسی خیال پر قائم ہو کہ یہ یہودی سیاست ہے۔ واقعی اس پہلو سے دیکھا جائے تو جنرل ان تینوں کے اغوا کا شبہ اسرائیلیوں پر نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ ہمارے خلاف اسرائیلی حکومت کو سہارا دینے آئے تھے' پھر ان کے محافظ خود امریکی فوجی تھے۔"

سونیا نے کہا "ایک نامعلوم ٹیلی پیتھی جاننے والا جنرل کے دماغ میں آکر یہ ثابت کرچکا ہے کہ وہ جنرل کے اندر آسکتا ہے تو تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر بھی پہنچ سکتا ہے۔ جنرل تم پر شبہ کرتا رہے گا۔"

"ان یہودیوں نے پھر ہمیں مجبور کردیا ہے کہ ہم ان کا کباڑا کریں۔ اپنے سر سے الزام ختم کرنے کے لئے ان مکاروں کو بے نقاب کرنا ہوگا۔"

وہ بولی "بات صرف جنرل کی نہیں ہے۔ مرینا بھی ہم پر شبہ کرے گی۔ کیا تم پارس کے پاس گئے تھے؟"

"ہاں، اس نے پندرہ منٹ بعد رابطہ کرنے کو کہا تھا۔ ادھر میں اس نئے معاملے میں مصروف ہو گیا تھا، ابھی جاتا ہوں۔"

میں اس کے پاس آیا، وہ بولا "آپ نے بڑی دیر لگا دی۔"

میں اسے تین خیال خوانی کرنے والوں کے متعلق بتانے لگا پھر اس سے پوچھا "مرینا کہاں ہے؟"

"سو رہی ہے، گہری نیند میں ہے، آپ کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کر سکے گی۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟"

"پاپا! اس نے بہت پریشان کیا ہے، آپ میرے پاس آئے تھے، میں نے آپ کو پندرہ منٹ بعد آنے کے لئے کہا۔ وجہ یہ تھی کہ یہ بار بار میرے دماغ میں آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا، جب میں سامنے موجود ہوں تو دماغ کے اندر آنے کی کیا ضرورت ہے؟"

وہ بولی "تمہارے پاپا نے سانس روک کر مجھے اپنے دماغ سے نکال دیا ہے۔ وہ مجھ سے ناراض ہیں۔ میں تمہارے اندر رہ کر سننا چاہتی ہوں کہ وہ تم سے کیا کہنے کے لئے آئیں گے۔"

"میں نے کہا، تمہیں باپ بیٹے کی باتیں نہیں سننا چاہئے۔ تم اطمینان رکھو، میں ان کی ناراضی دور کر دوں گا۔

"میرے خاموش رہنے پر اس نے سمجھا کہ میں آپ سے سوچ کے ذریعے گفتگو کر رہا ہوں۔ اگر وہ اندر آئے گی تو میں محسوس نہیں کر سکوں گا۔ یہ سوچ کر وہ میرے دماغ میں آئی۔ میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ وہ سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ مسکرا کر دماغ سے نکل گئی۔ میں نے سمجھ لیا، یہ پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ آپ مسلسل گفتگو کریں گے تو میں اسے محسوس نہیں کر سکوں گا۔ اور یہ بہت ہی غلط طریقۂ کار اختیار کر رہی ہے۔

"یہ بات میرے مزاج کے خلاف تھی۔ میں اپنے کمرے میں آیا۔ اپنی اٹیچی سے مما کی دی ہوئی مخصوص انگوٹھی نکال کر پہنی پھر واپس آ کر اس سے کہا، میں خواہ مخواہ دوسرے کمرے میں گیا تھا۔ تم تو سوچ کے ذریعے ہر جگہ میرے دماغ میں آ سکتی ہو۔ وہ ہنسنے لگی، میں نے پوچھا، پاپا تم سے ناراض کیوں ہیں؟ وہ بولی، تمہارے پاپا کو یہی بات کڑوی لگ گئی۔ وہ چھپ کر جنرل کے دماغ میں جاتے ہیں۔ میں نے ان کی چوری پکڑ لی۔ میں نے پوچھا، کیسے؟ کہنے لگی، صاف ظاہر ہے، زخمی جافری کے دماغ سے میں نے اور تمہارے پاپا نے اہم معلومات حاصل کیں۔ لبوڈا کے مخصوص کوڈ ورڈز بھی معلوم کئے۔ اب ان کوڈ ورڈز کے ذریعے میں جنرل کے دماغ میں جا سکتی ہوں یا پھر تمہارے پاپا جا سکتے ہیں۔ چونکہ میں نہیں گئی تھی اس لئے ثابت ہوا کہ چوری چھپے جانے والے تمہارے پاپا ہیں۔ میں نے کہا، یقیناً پاپا نے تمہاری بکواس کو تسلیم نہیں کیا ہو گا۔ بولی، تم باپ کی حمایت میں سچائی کو بکواس کہہ رہے ہو۔ میں نے جواب دیا۔ جس دن تم میرے باپ کی دیانت داری کو سمجھ لو گی ان کے قدموں سے سر نہیں اٹھاؤ گی۔ لیکن تمہارے پاس سمجھنے والی عقل نہیں ہے۔ یہ یقین پختہ ہوتا جا رہا ہے کہ تم دوستی کے کسی خوب صورت موڑ پر خطرناک دشمنی کرو گی۔ اور اب میں تمہیں اس کا موقع نہیں دوں گا۔

"یہ کہہ کر میں نے اس کے بازوؤں کو گرفت میں لیا اور پھر مخصوص انگوٹھی کی سوئی سے اس کے ایک بازو میں دوا انجکٹ کر دی۔"

پارس نے یہ تمام روداد سنا کر کہا "پلیز پاپا! اب آپ دوستی، خلوص اور شرافت کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اس کے چور خیالات پڑھیں اور تنویمی عمل کے ذریعے اس کے اندر سے بے اعتمادی نکال دیں۔ بہتر ہے، اسے اپنی معمولہ بنا کر رکھیں۔"

بیٹا درست کہہ رہا تھا۔ پہلے ہی ہمارے دشمنوں کی کمی نہیں تھی، اس پر مرینا بھی دوستی کرتے کرتے کبھی دشمنی پر اتر آتی تو ایسی دوستی دشمنی سے زیادہ نقصان پہنچاتی۔ سانپ آگے پیچھے سے آتا ہو تو اس سے بچنے کے لئے اسے ہلاک کیا جا سکتا ہے لیکن وہی سانپ آستین میں پل رہا ہو تو اس سے بچاؤ کی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔

میں مرینا کے دماغ میں آ کر سانپ کا منتر پڑھنے لگا۔ وہ مجھے محسوس نہیں کر رہی تھی۔ میرے عمل سے متاثر ہوتی جا رہی تھی چونکہ فولادی ذہن رکھتی تھی، مضبوط قوتِ ارادی کی مالک تھی اس لئے ذرا دیر سے متاثر ہوئی۔ ذرا مشکل پیش آئی لیکن معمولہ بن گئی۔

میں نے کہا "میں تمہارا عامل ہوں، تم میری معمولہ اور تابعدار ہو۔"

اس نے تسلیم کیا "میں تمہاری معمولہ اور تابعدار ہوں۔"

"تم میرے سوالوں کا صحیح جواب دو گی اور میرے احکامات کی تعمیل کرو گی۔"

"میں تمہارے سوالوں کا صحیح جواب دوں گی اور تمہارے احکامات کی تعمیل کروں گی۔"

"جواب دو، تم پارس کو کس حد تک چاہتی ہو؟"

"جذبات کی انتہا تک چاہتی ہوں۔"

"اپنے ملک و قوم کو کس حد تک چاہتی ہو؟"

"اپنے ملک اور قوم سے پیدائشی اور جنم جنم کا رشتہ ہے۔"

"ایک طرف پارس ہو، دوسری طرف ملک اور قوم تو کس کا ساتھ دو گی؟ کس کے لئے جان کی بازی لگاؤ گی۔"

"ملک و قوم کے لئے جان حاضر ہے۔ پارس میری مجبوری ہے، وہ میری ضرورت بن گیا ہے۔ اس لئے میں اسے چھوڑ نہیں سکتی۔ ورنہ اتنی بڑی دنیا میں ہزاروں مرد مل جاتے ہیں۔"

"پارس تم سے بددل ہو گا اور تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا تو تم کیا کرو گی؟"

"یہی ایک پریشانی ہے، کوئی دوسرا مرد پارس کی جگہ نہیں لے سکے گا، میں نے اسے قابو میں کرنے کے لئے ایک بار کافی میں زود اثر دوا ملا کر دی۔ بعد میں غلطی کا احساس ہوا۔ جس پر زہر اثر نہ کرتا ہو اس پر بھلا دوا کیا اثر کرے گی۔"

"تم پارس کو زخمی کر سکتی ہو؟"

"میں نے اس پہلو پر بھی غور کیا ہے لیکن مجھے موقع نہیں مل رہا ہے۔ میں اس کی نظروں سے گرنا نہیں چاہتی۔ کچھ اس طرح زخمی کرنا چاہتی ہوں کہ ناکامی ہو تو پارس کو مجھ پر شبہ نہ ہو۔"

میں نے سوال کیا "اگر کوئی دشمن اسے زخمی کرنا چاہے تو تم اسے دشمن سے بچاؤ گی؟"

"ہرگز نہیں، یہی تو بہترین موقع ہو گا۔ زخمی کرنے کا الزام دشمن کے سر ہو گا اور میں اس کے اندر پہنچ کر اُسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لوں گی۔"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں، تم پارس پر کبھی تنویمی عمل نہیں کرو گی اور نہ ہی کسی بھی طرح اُسے ذہنی یا جسمانی کمزوری میں مبتلا کرو گی۔"

"میں کبھی اس پر تنویمی عمل نہیں کروں گی اور نہ ہی کسی طرح اسے ذہنی اور جسمانی کمزوری میں مبتلا کروں گی۔"

"تم پارس اور فرہاد کی فیملی کے خلاف کسی دشمن سے کوئی معاہدہ یا سازش نہیں کرو گی۔"

اس نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا نہیں کرے گی، میں نے حکم دیا "تم اپنے دماغ میں سونیا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔"

میں نے سونیا کی سوچ اس لئے کہا کہ دشمن کبھی اسے میری معمولہ سمجھ کر، میری سوچ کا لہجہ اختیار کر کے اس کے دماغ میں جانا چاہیں تو ناکام رہیں۔ سونیا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے اس لئے کوئی سوچ بھی نہیں سکے گا کہ میں سونیا کے لہجے میں مرینا کے اندر پہنچتا ہوں۔

اس نے وعدہ کیا کہ وہ سونیا کی آواز اور لہجے کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرے گی، میں نے کہا "اب تنویمی نیند مکمل کرو۔ بیدار ہونے کے بعد تم یہ بھول جاؤ گی کہ پارس نے تمہیں دماغی کمزوری میں مبتلا کیا تھا اور یہ شبہ نہیں کرو گی کہ تم پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔"

اس نے میرے احکامات دہرائے اور پھر نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔ میں نے پارس کے پاس آ کر اسے بتایا کہ وہ کس طرح اس کی دماغی کمزوری کا انتظار کر رہی تھی اور اسے اپنا تابعدار بنا کر رکھنا چاہتی تھی۔

وہ بولا "پاپا! میں اس کی فطرت کو خوب سمجھتا ہوں، آج تک اس پر کبھی دل سے اعتماد نہیں کیا۔ یہ اچھا ہوا کہ اس کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔ وہ ہمیں نقصان ضرور پہنچاتی لیکن ہم اسے معمولہ بنا کر کبھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"تم دونوں کہاں ہو؟"

"ہم نیویارک آ گئے ہیں، لیکن میں کچھ عرصے کے لئے اس سے الگ ہو جاؤں گا، جس سے دل بھر جاتا ہے، اس کے ساتھ رہنے کو جی نہیں چاہتا۔"

"تمہاری مرضی ہے، جو بہتر سمجھو کرو، میں پھر آؤں گا۔"

میں سونیا کے پاس آ گیا۔ اسے مرینا کے متعلق بتانے لگا۔ وہ بھی مطمئن ہو کر بولی "یہ اچھا ہوا، اب اسے مزید آزمائش میں مبتلا کرو، اسے تنہا اپنے بل پر کام کرنے دو۔ اپنی طرف سے کوئی پابندی نہ لگاؤ، جب وہ ٹھوکریں کھائے گی تو ہماری دوستی کی قدر کرے گی۔"

ہم لندن سے پیرس آ گئے۔ فرہاد ولیج میں داخل ہونے اور وہاں ایک دن بھی قیام کرنے کے لئے فرانس کی انٹیلی جنس کے چیف سے اجازت نامہ حاصل کرنا پڑتا تھا۔ سونیا نے یہ طریقِ کار اختیار کیا تھا تاکہ ہماری بستی میں کوئی غیر ضروری شخص داخل نہ ہو سکے۔ بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس ہماری بستی میں رہنے والوں اور نئے آنے والوں کو ہمیشہ نظروں میں رکھتے تھے۔ وہاں سونیا، پولیس اور سراغ رسانوں کے درمیان رابطہ قائم رکھنے کے لئے ٹیلیفون اور ٹرانسمیٹر کے علاوہ فیکس مشینیں نصب کی گئی تھیں۔ خود کار الارم تھے جو دشمن کی کسی غلطی سے پولیس اور سراغ رسانوں تک خطرے کا سائرن سنا دیتے تھے۔ غرض یہ کہ وہاں دشمنوں کے داخلے کو ناممکن بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔

فرہاد ولیج میں پہلے ہی ایک ڈمی سونیا اور ڈمی فرہاد موجود تھے جو بڑی عمدگی سے ہمارا رول ادا کر رہے تھے۔ میں اور سونیا پولیس اور انٹیلی جنس کے افسران بن کر وہاں پہنچے۔ ماریا ہماری بیٹی کی حیثیت سے ہمارے ساتھ تھی۔

ماریا پہلے بھی بستی میں آ چکی تھی اور ایک عرصہ تک سونیا کے

ساتھ وہاں رہ چکی تھی۔ سونیا اسے سکھا رہی تھی "ماریا! دیکھی ہوئی جگہ کو بھی دیکھنے اور سمجھنے کے لئے بہت کچھ رہ جاتا ہے۔ تم روز صبح جوگنگ کے لئے میلوں دور تک جایا کروگی اور گہری نظروں سے دیکھتی رہوگی کہ ہمارے مسلح گارڈز میں اور حفاظتی انتظامات میں کوئی کمی تو نہیں رہ گئی ہے۔ میں تمہیں دیکھنے اور پرکھنے اور حالات کو صحیح طور سے سمجھنے کے گر سمجھاتی رہوں گی۔"

ہمیں رہائش کے لئے ایک بنگلا اور دو ملازم بھی دئے گئے تھے۔ اس بستی کے بنگلوں، کلبوں اور دیگر تفریح گاہوں میں خدمات انجام دینے والے ملازم محض ملازم نہیں تھے بلکہ خفیہ پولیس کے آدمی تھے۔ ہمارے دونوں ملازم ہماری اصلیت نہیں جانتے تھے اس لئے وہ پہلے ہی دن سے ہم پر کڑی نظر رکھنے لگے تھے۔

یہ فرض شناسی اور مستعدی دیکھ کر خوشی ہوتی تھی۔ ایسا بھی ہوا کہ جس نے بھی فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی یا جو چھوٹے بڑے معاملات میں غافل پایا گیا اسے فوراً اس بستی سے نکال دیا گیا۔ ایسے غیر ذمے دار افراد ہمارے جاسوسوں وغیرہ کی نظروں میں آجاتے تھے یا ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کی غلطیاں پکڑ لیتے تھے۔

باباصاحب کے ادارے میں ہماری بستی کے ایک ایک فرد کے نام، پتے اور ان کی آوازیں اور تصویریں موجود تھیں۔ سلمان، سلطانہ، لیلیٰ، جوجو اور رسونتی فرصت کے اوقات میں کسی نہ کسی کے دماغ کے اندر پہنچ کر اس کی کارکردگی کو چیک کرتے رہتے تھے۔ میں بھی اکثر یہ فرائض انجام دیتا تھا کیونکہ اس طرح میرے نام کی وہ بستی دشمنوں سے محفوظ رہ سکتی تھی۔

میں بنگلے کے ایک بیڈ روم میں آکر آرام سے بیٹھ گیا۔ سونیا ماریا کو ساتھ لے کر پوری بستی کا معائنہ کرنے چلی گئی۔ میں ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس جانا چاہتا تھا جنہیں اسرائیل میں اغوا کیا گیا تھا۔ اغوا کرنے والے انہیں بیہوش کرکے لے گئے تھے۔ بیہوشی کی حالت میں ان کے دماغ کمزور تھے اور کمزور دماغوں سے کوئی کام نہیں لیا جاسکتا تھا اس لئے میں انہیں اُن کے حال پر چھوڑ آیا تھا۔ اب کئی گھنٹے بعد وہاں گیا تو میری سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ سوچ کی لہروں کو ان میں سے کسی کا دماغ نہیں ملا، اس کے دو مطالب ہوسکتے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ تینوں مرچکے تھے یا پھر اُن کے برین آپریشن کئے جارہے تھے۔

اور یہی بات ہوسکتی تھی۔ وہ جلد از جلد انہیں برین آپریشن سے گزار کر ان کی آواز، لہجہ اور وفاداری بدل دینا چاہتے تھے۔ برین آپریشن بچوں کا کھیل نہیں ہوتا۔ اس کی تیاریاں پہلے سے کی گئی ہوں گی اور یہ بھی اطمینان کرلیا گیا ہوگا کہ جس خفیہ اڈے میں وہ آپریشن تھیٹر ہے وہاں کوئی دشمن، یا پولیس اور فوج والے نہیں پہنچ پائیں گے۔ یہاں سونیا کے شبہات کی اور تصدیق ہوگئی۔ یہ اسرائیلیوں کے گھر کا معاملہ تھا۔ انہوں نے تینوں کو اپنے ایک گھر سے اغوا کرکے دوسرے گھر پہنچا دیا تھا۔ ان تینوں کو تلاش کرنے والے بھی اپنے جاسوس اور فوجی تھے۔ وہ انہیں ڈھونڈنے کے لئے خفیہ آپریشن تھیٹر کی طرف نہ جاتے۔ امریکی فوجیوں کے ساتھ مل کر پورے اسرائیل میں انہیں ڈھونڈتے پھرتے اور امریکی حکام کو اپنی معصومیت کا یقین دلاتے رہتے کہ وہ اغوا کے مجرم نہیں ہیں۔

میں ایک اسرائیلی حاکم کے دماغ میں آیا۔ اس کے آس پاس ایک فوجی اعلیٰ افسر اور امریکی حکومت کے دو نمائندے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک نمائندہ کہہ رہا تھا "ہم یقین نہیں کرسکتے کہ اغوا کرنے والوں نے ان تینوں کو دماغی طور پر بھی غائب کردیا ہے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں بھی یقین نہیں، اگر آپ کا کوئی خیال خوانی کرنے والا ان تینوں کے دماغوں میں پہنچنے میں ناکام ہوگیا ہے اور ان کی دماغی طور پر موجودگی ثابت نہیں ہورہی ہے تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ وہ تینوں مار دیئے گئے ہیں۔"

دوسرے نمائندے نے کہا "اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ان کا برین آپریشن کیا جارہا ہے اور وہ آپریشن اسی ملک میں بلکہ اسی شہر میں کہیں ہورہا ہے۔"

اسرائیلی حاکم نے کہا "یعنی فرہاد اور سونیا نے ہمارے شہر میں ایسے خفیہ اڈے قائم کئے ہیں جہاں وہ آسانی سے اور اطمینان سے برین آپریشن جیسے مشکل مراحل سے گزر سکتے ہیں؟"

"یہ سونیا اور فرہاد کا کام نہیں ہے۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"صاف ظاہر ہے، فرہاد کی ٹیم میں چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ ہمارے آدمیوں کو اغوا کرنے کے بعد ان پر تنویمی عمل کرتے، انہیں برین آپریشن کی ضرورت پیش نہ آتی۔ آپ کے پاس ایک جے مورگن ہے، وہ بیک وقت تینوں پر تنویمی عمل نہیں کرسکتا تھا اس لئے آپ ہمارے آدمیوں کو برین آپریشن سے گزار رہے ہیں۔"

اسرائیلی افسر نے کہا "پلیز، آپ بے بنیاد الزام نہ دیں۔ اول تو ہم پہلے بھی قسمیں کھا کر کہہ چکے ہیں کہ ہمارے پاس جے مورگن نامی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔"

اسرائیلی حاکم نے کہا "آپ کی حکومت نے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہماری بھلائی کے لئے یہاں بھیجا تھا۔ کیا ہم انہیں اغوا کرکے اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی ماریں گے؟"

"آپ اپنے پیروں پر نہیں مار رہے ہیں بلکہ ہماری کلہاڑی ہم سے چھین کر ہمارے ہی سروں پر مارنے والے ہیں۔"

حاکم نے کہا "مسٹر! آپ ہماری دوست حکومت کے نمائندے ہیں، اس لئے میں اس فضول سے الزام کو برداشت کررہا ہوں۔ کیا آپ یوگا کے ماہر ہیں؟"

"ہم دونوں نہیں ہیں۔"

"تو پھر یقیناً تم دونوں کی زبان سے فرہاد بول رہا ہے اور ہمیں امریکی حکومت کا دشمن ثابت کرنے کی بچگانہ کوششیں کررہا ہے۔ بہتر ہے تم دونوں یہاں سے جاؤ اور اپنے حکام سے کہو، ایسے نمائندے بھیجے جائیں جن کی زبان سے فرہاد گفتگو نہ کرے۔"

وہ دونوں جانے کے لئے اٹھ گئے، ایک نمائندے نے کہا "ہم اپنے حکام سے یہ بھی کہہ دیں گے کہ آپ لوگوں نے بڑی چالاکی سے وقت ضائع کردیا ہے۔ جب تک ہمارے دوسرے نمائندے آئیں گے، ان تینوں کا برین آپریشن ہوچکا ہوگا۔"

وہ نمائندے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد اسرائیلی حاکم نے کہا "پتا نہیں امریکی حکام کو کیا ہوگیا ہے۔ خواہ مخواہ ہمیں الزام دے رہے ہیں۔"

وہ اسرائیلی حاکم بھی حقیقت سے بے خبر تھا چونکہ وہ بھی یوگا کا ماہر نہیں تھا اس لئے یوگا جاننے والے حکمرانوں نے اصل چالبازیوں سے اسے بے خبر رکھا تھا تاکہ ہم جیسے خیال خوانی کرنے والے اس کے دماغ سے حقیقت معلوم نہ کرسکیں۔

میں نے اعلیٰ افسر کے دماغ میں جانا چاہا۔ وہ سانس روک کر بولا "سر! کوئی میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے۔"

حاکم نے کہا "آنے دو، جب ہم نے ان تینوں کو اغوا نہیں کرایا ہے تو اندیشہ کس بات کا ہے؟"

"اندیشہ یہ ہے کہ خیال خوانی کرنے والے ایک بات معلوم کرنے آتے ہیں اور چپکے سے چور خیالات پڑھ کر دوسرے بہت سے اہم راز معلوم کرلیتے ہیں۔ جو بھی میرے پاس آنا چاہتا ہے وہ اس وقت آپ کے دماغ میں ہماری باتیں سن رہا ہے۔ اگر وہ امریکی حکومت کا نمائندہ ہے تو میں اس سے معذرت چاہتا ہوں۔ ہم بہت اچھے دوست ہیں مگر ایک دوسرے کے رازوں میں شریک نہیں ہیں۔"

میں واپس آگیا، ان سے میرا کوئی کام نہیں نکل سکتا تھا۔ جن سے کام نکل سکتا تھا، وہ سارے اسرائیلی حکام یوگا کے ماہر تھے، اب تو یہ راستہ بھی بند ہوگیا تھا کہ کسی خواب آور گولی کھانے والے حاکم کے دماغ میں پہنچتا۔ انہوں نے ایسے حکمرانوں کو اپنی حکومت سے خارج کردیا تھا۔

میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ سونیا اور ماریا بستی میں گھومتی پھر رہی تھیں۔ میں بنگلے میں تنہا تھا۔ وقت گزارنے کے لئے باباصاحب کے ادارے کے اس جاسوس کے دماغ میں گیا، جو تل ابیب میں رہتا تھا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا، میں نے کوڈ ورڈز ادا کرکے اپنی شناخت پیش کی پھر کہا "اسرائیلی حکومت میں چند یوگا کے ماہر حکام اور فوجی افسران ہیں، یہ لوگ بڑی خفیہ چالیں چل رہے ہیں۔ ہم چالوں کو سمجھ رہے ہیں لیکن ان کا توڑ نہیں کرسکتے۔"

جاسوس نے کہا "اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے دماغوں کے دروازے بند کردیے ہیں۔"

"ہاں، یہ دروازے تم کھول سکتے ہو۔"

"میں حاضر ہوں، آپ کوئی راستہ بتائیں۔"

"آج کل اسرائیلی حکومت کے تمام اہم معاملات سات افراد کے ہاتھوں میں ہیں۔ ان میں سے تین سول حکام ہیں اور چار فوجی افسران ہیں۔ یہ ساتوں بڑے سخت حفاظتی انتظامات میں رہتے ہیں۔ کسی سے روبرو ملاقات نہیں کرتے۔ ان کی بیوی بچے نہیں ہیں۔ یہ مختلف سرکاری بنگلوں میں رہتے ہیں، ان کی اجازت کے بغیر کوئی چیز باہر سے اندر نہیں آتی اور اندر سے کوئی اجازت کے بغیر باہر نہیں جاتا۔"

"واقعی سخت انتظامات ہیں؟"

میں نے کہا "ذرا محنت کروگے تو حفاظتی انتظامات کمزور پڑ جائیں گے۔"

"آپ حکم دیں۔"

"گوشت، مچھلیاں، اور انڈے ان بنگلوں کے اندر جاتے ہوں گے۔ کچی سبزیوں اور کچے گوشت وغیرہ کی میڈیکل چیکنگ کا کوئی مستند طریقہ نہیں ہوتا، انہیں پکانے کے بعد دوسرے ملازم یا ڈاکٹر کھا کر چیک کرتے ہوں گے پھر اپنے حکام اور افسران کو کھانے کے لئے دیتے ہوں گے۔"

"جی ہاں، وہ کھانے پینے کے معاملات میں بھی احتیاط سے کام لے رہے ہیں۔"

"تم یہ معلوم کرو کہ جن جانوروں کا گوشت ان کے بنگلوں میں پہنچایا جاتا ہے وہ جانور کہاں رکھے جاتے ہیں۔ انڈے کہاں سے سپلائی کئے جاتے ہیں۔ تم ان جانوروں کو ایسا انجکشن لگاسکتے ہو جس کے ذریعے گوشت میں نادیدہ جراثیم پیدا ہوجائیں۔ یا ایسی تاثیر پیدا ہوجائے کہ اسے کھانے والے فوری ردِعمل محسوس نہ کریں بلکہ رفتہ رفتہ اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہوجائیں۔"

جاسوس نے کہا "سیدھی سی بات ہے جناب! پانی کی پائپ لائن میں سوراخ کرکے دوا پہنچادوں گا، اسے پیتے ہی وہ ٹیلی پیتھی کی مٹھی میں آجائیں گے۔"

"نہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا۔ وہ لوگ کوئی گیارہ گھنٹے پہلے اعصابی کمزوری کی دوا فضا میں اسپرے کرچکے ہیں۔ انہوں نے پانی میں دوا حل کرنے کے متعلق سوچا ہوگا لیکن کسی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ ان کے ذہنوں میں یہ بات ہوگی کہ ہم یوگا کے ماہر حکمرانوں کے خلاف ایسا کرسکتے ہیں لہٰذا پانی کی سپلائی پر بہت زیادہ توجہ دی جارہی ہوگی۔ جو راستہ میں بتاتا ہوں اس پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ عمل کرو۔"

ہماری گفتگو کے دوران اس کا جاسوس ساتھی تیزی سے چلتا ہوا باہر سے آیا پھر بولا "سمندر کے ساحل پر جو سرکاری رہائش گاہیں ہیں، وہاں سے بڑی دیر تک گولیاں چلنے کی آوازیں آتی رہیں۔ میں نے اِدھر جانا چاہا تو پتا چلا وہاں کے تمام راستے عام لوگوں کے لئے بند کردیے گئے ہیں۔"

میں جس کے دماغ میں تھا اس نے کہا "فرہاد صاحب! یوگا کے ماہر حکمران اسی علاقے میں رہتے ہیں، ضرور ان کے ساتھ کوئی گڑبڑ ہورہی ہے۔"

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ میری ہدایات پر عمل کرو' میں پھر آؤں گا۔"

میں تھوڑی دیر پہلے ایک فوجی افسر کے دماغ میں گیا تھا۔ اس نے سانس روک لی تھی۔ اب جو گیا تو وہ مجبور ہو چکا تھا۔ اس کے بازو میں گولی لگی تھی۔ کوئی مجھ سے پہلے اس کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا اور مزے کی بات یہ تھی کہ وہ اعلیٰ افسر سے کہہ رہا تھا "تم نے دماغ کے دروازے بند کر رکھے تھے تاکہ تمہاری دوغلی حرکتوں کا علم ہمیں نہ ہو' مگر اب یہ حقیقت کیسے چھپاؤ گے کہ تم لوگوں نے ہی مہمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کیا ہے۔"

افسر نے کہا "یہ جھوٹ ہے۔"

"تمہارے چور خیالات سچ کہہ رہے ہیں' انکار کے باوجود میں تمہارے دماغ سے سچائی پڑھ رہا ہوں۔"

میں بھی ان کی گفتگو کے دوران سچائی پڑھ رہا تھا۔ وہ افسر یہ جانتا تھا کہ ان تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسرائیلی حکومت کا وفادار بنانے کے لئے اغوا کیا گیا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ تینوں کو کس خفیہ آپریشن تھیٹر میں پہنچایا گیا ہے' یہ بات صرف جنرل کو معلوم تھی۔

میں فوراً ہی جنرل کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے سانس روک لی تھی یعنی سرکاری بنگلوں میں جو فائرنگ ہوئی تھی' وہ اس فائرنگ سے محفوظ تھا۔ میں دوسرے حکام کے پاس گیا۔ ان حکام اور افسران کے دماغوں میں جگہ مل گئی کیونکہ وہ بھی زخمی تھے۔ اسی علاقے کے مخصوص بنگلوں میں بڑے ہی منظم حملے کئے گئے تھے۔ ان سب کے دماغوں نے بھی اعتراف کیا کہ ان تینوں کو برین آپریشن کے ذریعے اسرائیلی حکومت کا وفادار بنانے کے لئے اغوا کیا گیا ہے۔ ان میں سے کوئی خفیہ برین آپریشن تھیٹر نہیں جانتا تھا' صرف جنرل کا اس کو علم تھا۔

دوسری طرف جنرل ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے ہنگامی حالات کا اعلان کر رہا تھا۔ اس کے حکم کے مطابق فوج کے جوان سڑکوں پر گشت کرنے آ گئے تھے۔ بارہ گھنٹے کا کرفیو لگایا گیا تھا۔ فوج تمام اہم شہری مورچے سنبھال رہی تھی۔ بارہ گھنٹے کے اندر ایک نئی اور مضبوط حکومت قائم کرنے کا یقین دلایا جا رہا تھا۔

میں بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس کے پاس آیا۔ وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھا فوجی احکامات سن رہا تھا۔ میں نے کہا "نئی حکومت میں بھی یوگا کے ماہرین آئیں گے اور ہمارے لئے مشکلات پیدا کریں گے۔ میں نے جو ہدایات دی ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہو۔"

"بہتر ہے جناب! نئی حکومت قائم ہونے کے بعد پہلے یہ معلوم کروں گا کہ نئے حکمرانوں کی رہائش گاہیں کہاں ہوں گی۔ اس کے بعد میں سپلائی کی جانے والی خوراک پر ہاتھ کی صفائی دکھاؤں گا۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرے سے باہر جانے کے لئے دروازے کو کھولا تو ملازم ایک دم سے چونک کر اچھل پڑا۔ وہ دروازے سے کان لگائے یہ سننے کی کوشش کر[ہا]
کہ کمرے کے اندر میرے اٹھنے بیٹھنے کی آوازیں آ رہی ہیں
نہیں؟ میں تنہا کیا کر رہا ہوں؟

میں نے اسے گھور کر دیکھا تو وہ جلدی سے بات بناتے ہو[ئے]
بولا "میں دروازے کے پاس آ کر سوچ رہا تھا' آپ کو چائے پی[نے کے]
لئے آواز دوں یا نہ دوں' آپ نے آواز دینے سے پہلے ہی درواز[ہ]
کھول دیا۔"

"ٹھیک ہے' جاؤ چائے لے آؤ۔"

وہ چلا گیا' میں واپس صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس ملازم [کے]
دماغ میں پہنچا' وہ سانس روکنا چاہتا تھا' میں نے کوڈ ورڈز ادا ک[ئے]
پھر پوچھا "کیا رپورٹ ہے؟"

اس نے کہا "جناب! یہاں آنے والی میڈم اپنی بیٹی کے ساتھ
بستی میں کہیں گئی ہیں۔ صاحب دو گھنٹے سے کمرے کے اندر ب[ند]
ہوا تھا۔ میں کچھ معلوم نہ کر سکا کہ وہ بند کمرے میں کیا کر رہا ہے؟"

میں نے کہا "یہ تمہاری نااہلی ہے۔ وہ بند کمرے میں کو[ئی]
تخریبی کارروائی کر رہا ہوگا تب بھی تم مجبوری ظاہر کرو گے؟"

"جناب! آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ جیسے ہی یہ صاحب کمر[ے]
سے باہر جائے گا' میں کمرے میں جاسوسی آلات چھپا کر رکھ دو[ں]
گا۔ میں باقی کمروں میں ایسا کر چکا ہوں۔"

میں نے اسے باتوں میں الجھا کر چور خیالات سے معلوم کر[لیا]
کہ اس نے سونیا اور ماریا کے کمروں میں کہاں آلات چھپائے ہیں
اور میرے کمرے میں کہاں چھپائے گا' وہ چائے لے کر آیا
تھا' میں باتھ روم میں چلا گیا۔ اس نے پیالی سنٹر ٹیبل پر رکھی۔ پھر
جلدی سے جاسوسی آلات لانے کے لئے اپنے کمرے کی طرف
چلا گیا۔

میں باتھ روم سے نکل کر سونیا اور ماریا کے کمرے میں
گیا۔ وہاں سے جاسوسی آلات اٹھائے پھر اپنے کمرے میں لا کر
انہیں وہاں رکھ دیا جہاں وہ آئندہ میرے لئے بھی آلات رکھنا چاہ[تا]
تھا۔

میں بیٹھ کر چائے پینے لگا۔ وہ دروازے پر آ کر ٹھٹک گیا' اسے
توقع نہیں تھی کہ میں اتنی جلدی باتھ روم سے نکل آؤں گا۔ [وہ]
واپس چلا گیا۔ میں چائے کی پیالی خالی کر کے کمرے سے باہر
آ گیا۔ پھر بنگلے کے برآمدے میں پہنچا' دور سے سونیا اور ماریا آتی
دکھائی دے رہی تھیں۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا احاطے کے گیٹ
کے پاس آیا پھر اسے کھول کر سونیا سے بولا "کیا حال ہے ہماری بستی
کا؟"

"سب ٹھیک ہے' تمام لوگ اپنی اپنی جگہ ذمے داریاں پوری
کر رہے ہیں۔ ہمارے تمام خیال خوانی کرنے والوں کی بھی رپورٹ
یہی ہے کہ یہاں سب فرض شناس اور وفادار ہیں۔"

"کیا غیر ضروری لوگ یہاں آنے کی کوشش کرتے ہیں؟"

"ہاں' بستی کے قریب سے گزرنے والے مسافروں اور

[...]نے یہاں آنے کی اجازت طلب کی۔ پھر مایوس ہو کر چلے
[...] ایک بار نوجوانوں کا ایک گروہ زبردستی داخل ہونا چاہتا تھا
ہوائی فائرنگ سے گھبرا کر بھاگ گیا۔ ایک بار رات کو کسی نے
[...]نے کی کوششیں کیں پھر بجلی کی نادیدہ تاروں کے جھٹکے کھا کر
[...]ش ہو گیا۔ اسے فوری طبی امداد پہنچا کر بھگا دیا گیا۔"

ہم باتیں کرتے ہوئے بنگلے کے اندر آئے۔ ہمارے پیچھے
[...]ی دروازہ بند ہو گیا' ہم نے پلٹ کر دیکھا۔ ملازم ہاتھ میں
[...]ر لئے مجھے نشانے پر رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا "خبردار! حرکت نہ
[...] کون ہو تم اور جناب فرہاد صاحب کے کوڈ ورڈز کیسے جانتے
[...]

میں نے کہا "میں کسی کے کوڈ ورڈز نہیں جانتا۔"

"تم جانتے ہو' ابھی میرے دماغ میں آئے تھے۔ میں دھوکا کھا
[...] تم نے میرے چور خیالات پڑھے اور دو کمروں سے جاسوسی
[...] اٹھا کر تیسرے کمرے میں لے گئے' اس کا مقصد کیا ہے؟"

"مقصد محض تمہیں آزمانا تھا کہ تم کتنے سمجھدار ہو' اب
سمجھداری کا کام اور کرو' تمہارے فرہاد صاحب اپنے بنگلے میں
[...]ہیں' ان سے فون پر میرے متعلق معلوم کرو۔"

اس نے مجھے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر ریسیور اٹھا کر
[...]رے ڈی فرہاد سے رابطہ کرانے کو کہا۔ ابھی وہ نہیں جانتا تھا
[...]ے وہ فرہاد سمجھتا ہے' وہ ڈمی ہے۔

رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے کہا "جناب میں بنگلا نمبر تھرٹی فور
[...]زم بول رہا ہوں' یہاں جو صاحب آئے ہیں' یہ کچھ گڑبڑ
[...]ہے ہیں' میں نے انہیں ریوالور کی زد میں رکھا ہے۔"

دوسری طرف سے ڈمی نے کہا "ریوالور جیب میں رکھ لو۔"

"لیکن جناب! یہ صاحب آپ کے کوڈ ورڈز ادا کر کے میرے
[...]میں آئے تھے۔"

"تم گدھے ہو' وہ نہیں میں تمہارے دماغ میں آیا تھا' مزید
[...]ت نہ کرو۔ ان صاحب کو سوری کہہ دو اور آئندہ کسی طرح کا
[...]کرو' وہ ہمارے خاص لوگ ہیں۔"

"جی جناب! جو حکم جناب!" اس نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر
[...]ور کو جیب میں رکھتے ہوئے کہا "سوری جناب!"

سونیا نے مسکرا کر کہا "کوئی بات نہیں' ہمیں خوشی ہے کہ تم
[...]ر اور فرض شناس ہو' جاؤ ہمیں کافی پلاؤ۔"

[...]ہ چلا گیا۔ سونیا نے کہا "اب امریکا اور اسرائیل کے درمیان
[...] ہو جائے گی۔ بھید کھل چکا ہے۔ وہ اپنے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے
[...]والوں کو واپس طلب کریں گے۔"

"تین نہیں' چار کہو۔ ان زخمی یوگا کے ماہر حکمرانوں کے چور
[...] نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ انہوں نے جے مورگن کا بھی برین
[...] کر کے اسے اپنا وفادار بنا لیا ہے۔"

سونیا نے کہا "لیکن یہ یہودی بڑے ڈھیٹ ہیں۔ چاروں کو
[...] نہیں دیں گے اور امریکا اتنا مجبور ہے کہ چٹکی بھر اسرائیل
سے ناراض ہو کر بھی دشمنی نہیں کرے گا کیونکہ اس نے اس چھوٹے سے ملک کو خود ہی اسلامی ممالک کے سامنے ایٹم بم بنا کر رکھا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ اور افریقی اسلامی ممالک کو دباؤ میں رکھنے کے لئے اسرائیل کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھنا ضروری ہے۔"

"بے شک امریکا اپنی ناجائز اولاد کی تمام ناجائز حرکتوں کو بڑے صبر سے برداشت کر لیتا ہے۔ میں ذرا جا کر دیکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں امریکی حکام کا ردِ عمل کیا ہے۔"

میں ایک حاکم کے دماغ میں آیا۔ وہ ایک اجلاس میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں تازہ ترین صورتِ حال پر بحث ہو رہی تھی۔ وہاں جنرل بھی بیٹھا ہوا تھا۔ ایک حاکم کہہ رہا تھا "آپ حضرات کو یاد ہوگا' سب سے پہلے مریانا نے اعتراض کیا تھا کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اسرائیل نہ بھیجا جائے۔ دوسری طرف برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس ہمارے آدمیوں کو بھیجنے پر بضد تھے۔ اس وقت یہ معاملہ آپس کے جھگڑوں میں ملتوی ہو گیا تھا۔ لیکن جنرل نے ٹیلی پیتھی کا شعبہ سنبھالتے ہی یہ غلطی کر ڈالی اور اس کا برا نتیجہ بھی سامنے آ گیا ہے۔"

جنرل نے کہا "آپ اس معاملے کے ایک ہی پہلو کو دیکھ رہے ہیں' میرا مقصد یہ تھا کہ اسرائیل میں فرہاد اور اس کی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا زور ختم ہو جائے یا کم ہو جائے۔"

دوسرے حاکم نے کہا "فرہاد کا زور توڑنے کے لئے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ہی ملک میں رہ کر اسرائیلی حکومت کے

کام آسکتے تھے۔"

تیسرے حاکم نے کہا "انہیں یہودیوں کی گود میں ڈالنا ضروری نہیں تھا۔"

جنرل نے جھنجلا کر کہا "ایک غلطی ہوگئی ہے تو اب سب ہی مجھ پر تنقید کرنے لگے ہیں۔ کیا میں نے بڑے بڑے کارنامے انجام نہیں دیے ہیں؟"

"بے شک تم نے بروقت ٹرانسفارمر مشین کو بلیک سیکرٹس سے چھین لیا ورنہ وہ پانچوں مغرور ہمارے ملک کو تباہ کر دیتے۔ لیکن برا نہ ماننا' تم مریناکے مقابلے میں مات کھا رہے ہو۔ پچھلی رات اس نے بری طرح تمہیں تگنی کا ناچ نچایا ہے۔ اس نے ایک ہی رات میں تمہارے آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بے موت مارا ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔"

"یہ سچ ہے اور یہ جان لمبوڈا کی رپورٹ ہے۔"

جنرل نے چونک کر دور کھڑے ہوئے لمبوڈا کو دیکھا' وہ ادب سے بولا "سر! میں کسی جنرل یا کسی حاکم کا وفادار نہیں ہوں' میری وفا اور میری جان صرف اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے ہے۔ لہٰذا جو سچ تھا اس کی رپورٹ میں پیش کر چکا ہوں۔"

جنرل نے کہا "میں معزز حاضرین سے پوچھتا ہوں' کیا وہ میرے ایک ماتحت کی رپورٹ کو مجھ سے زیادہ اہمیت دیں گے۔"

ہولی مین نے کہا "جنرل! ہم اس وقت تک ماتحت ہیں جب تک آپ خوش اسلوبی سے فرائض ادا کرتے رہیں گے۔ غلطیاں کریں گے تو ہم ان غلطیوں کی رپورٹ اجلاس میں پیش کریں گے۔ میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ ابھی مریناسے دور رہیں کیونکہ اس کے پیچھے فرہاد کا دماغ کام کر رہا ہے۔ لیکن آپ نے جافری والٹن کے مشورے پر اس کے پانچ خیال خوانی کرنے والوں کو پکڑا۔ اسے بھی پکڑنے کے لئے اس کی رہائش گاہ کا محاصرہ کر لیا۔ اُدھر اس نے آپ کے آٹھ خیال خوانی کرنے والے مار دیے۔ جافری کے ذریعے دشمنوں کو ٹرانسفارمر مشین کا ٹھکانا معلوم ہوگیا۔ آپ نے اس مشین کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے فوری انتظامات نہیں کئے پھر اپنے دماغ میں کسی دشمن خیال خوانی کرنے والے کو بار بار آنے کا موقع دیا۔ اسے جان لمبوڈا سمجھ لیا اور اصل جان لمبوڈا کو دودھ کی مکھی کی طرح باہر پھینک دیا۔"

جنرل نے کہا "بولو' خوب بولو' مجھ پر خوب کیچڑ اچھالو۔ کیا اور کچھ رہ گیا ہے۔"

"ہاں' تمہاری آخری غلطی یہ ہے کہ تم نے ٹرانسفارمر مشین سے ڈمی فرہاد پیدا کیا ہے۔ کیا فرہاد اور اس کی فیملی ممبران کو نادان یا احمق سمجھتے ہو؟ وہ ڈمی ایک بار کسی کی نظروں میں آئے گا تو فرہاد کے خیال خوانی کرنے والے اسے سوچ کے رابطے اور کوڈ ورڈز سے پکڑ لیں گے۔"

جنرل نے اجلاس میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران پر ایک نظر ڈالی پھر کہا "آپ لوگوں کے تیور بتا رہے ہیں کہ مجھ سے جبراً استعفا لیا جائے گا۔"

ایک حاکم نے کہا "سمجھ گئے ہو تو استعفا ابھی لکھ دو۔"

وہ بڑے اعتماد سے بولا "اچھی طرح سوچ لو۔ استعفا دینے سے پہلے ہی فوجی بغاوت شروع ہو جائے گی۔"

"ایک محبِ وطن جنرل کو فوجی بغاوت کی دھمکی نہیں دینا چاہئے۔"

"یہ دھمکی نہیں ہے' اس اسٹیٹ کی فوج مارشل ڈی مورا کی کمانڈ میں ہے اور مارشل ڈی مورا میرا حمایتی ہے۔ ڈمی فرہاد اور دو ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے فرمانبردار ہیں اور ٹرانسفارمر مشین کی دن رات حفاظت کرنے والا فوجی دستہ میرے احکامات کا پابند ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی مارشل ڈی مورا ہال میں داخل ہوا۔ اُس کے ساتھ مسلح فوجی جوان بھی تھے۔ وہ جوان جنرل کے آس پاس اور پیچھے آکر اسے نشانے پر لے کر کھڑے ہوگئے' مارشل نے کہا "سوری جنرل! ہماری دوستی فوجی فرائض کی حد تک ہے۔ جو فرائض کی حد سے نکلے گا اور اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھائے گا وہ دوست نہیں دشمن ہوگا۔"

جنرل اٹھ کر کھڑا ہو گیا' مارشل نے کہا "تمہارے ڈمی فرہاد اور مزید دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کے دماغوں سے تمہاری وفاداری نکال دی جائے گی۔ جاؤ ہمیشہ کے لئے الوداع....."

وہ جانے لگا۔ جب دروازے پر پہنچا تو مارشل نے کہا "جنرل تم بے شک محبِ وطن تھے۔ اس لئے تمہیں بہت زیادہ اختیارات دیئے گئے تھے۔ اقتدار حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن اقتدار حاصل ہو جائے تو اسے سنبھال کر رکھنا بہت زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ تم بھی برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کی طرح خود سر اور خود مختار ہوتے جا رہے تھے۔ تم اپنے انجام پر پچھتانے کے لئے زندہ نہیں رہو گے لیکن دوسرے صاحبانِ اقتدار تم جیسوں کے انجام سے عبرت حاصل کریں گے۔"

وہ فائرنگ اسکواڈ کے سامنے سزائے موت پانے کے لئے چلا گیا' مارشل ڈی مورا نے کہا "آئندہ کوئی حاکم اور کوئی فوجی افسر تنہا ٹیلی پیتھی کے شعبے کا انچارج نہیں ہوگا۔ دو سول اور دو اعلیٰ فوجی افسران ایک ٹیم بنائیں گے۔ ان چاروں کے چار مشیر اور چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت ہوا کریں گے۔"

سب نے تائید کی کہ یہ طریقِ کار مناسب رہے گا۔ ایک نے پوچھا "کیا ٹرانسفارمر مشین کو دوسری محفوظ جگہ منتقل کر دیا گیا ہے؟"

"مشین ابھی جہاں ہے' وہاں بہت زیادہ محفوظ ہے۔ اسے دوسری جگہ منتقل کرنے میں زیادہ دشواریاں پیش آئیں گی۔ خطرہ ہے۔ دشمن اسی تاک میں ہوں کہ اسے دوسری جگہ لے جانے کے دوران نیست و نابود کر دیا جائے۔ ہم ایسا کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے۔ ویسے آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ مشین کی حفاظت کے لئے اور زیادہ توجہ سے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "گھر کو آگ لگتی ہے گھر کے چراغ سے' یہ بات مرینا پر صادق آ رہی ہے۔ اس کی وجہ سے فرہاد کو ہمارے قریب پہنچنے کی بہت سی سہولتیں حاصل ہو رہی ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "یہ ہمارا بہت بڑا المیہ ہے' جب بھی ہم نے قابل اور ذہین ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے' وہ خود سر اور باغی ہوگئے۔ برین ماسٹر' بلیک سیکرٹس' اور مرینا' یہ سب تازہ مثالیں ہیں۔ ہمارے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوئے اور حرام موت مارے گئے۔ کیا اس بدبختی یا ہماری نااہلی کا کوئی علاج ہے؟"

مارشل نے کہا "ہم اپنی لائن آف ایکشن میں انقلابی تبدیلیاں لائیں گے۔"

ہولی مین نے کہا "میرا مشورہ ہے' جب تک ہم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مکمل حفاظت کرنے کے اہل نہ ہو جائیں تب تک کوئی نیا ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا نہ کیا جائے۔"

ایک حاکم نے کہا "اس طرح ہم ٹیلی پیتھی کے ہتھیاروں سے محروم رہیں گے۔"

ہولی مین نے کہا "ایسے ہتھیاروں کا کیا فائدہ جو دشمنوں کے ہاتھوں میں چلے جائیں۔ ہمارے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے جے مورگن سمیت اسرائیل کی گود میں چلے گئے ہیں۔ مرینا کے قبضے میں پال ہوپ کن تھا پھر اس نے بلیک سیکرٹس کی حماقتوں سے فائدہ اٹھا کر تین اور خیال خوانی کرنے والوں کو پکڑ لیا۔ ان میں سے ایک کا نام باربرا نکسن' دوسرے کا نام جیری ہاک اور تیسرے کا نام روکی ہے۔ مرینا فرہاد کی مٹھی میں ہے لہٰذا یہ تمام خیال خوانی کرنے والے بھی فرہاد کے قبضے میں ہیں۔ لندن میں ہمارا ایک خیال خوانی کرنے والا ایوان راسکا تھا۔ اس نے ہم سے رابطہ ختم کر دیا ہے اور کہیں آزادانہ زندگی گزار رہا ہے۔ مارٹن رسل کا بھی کوئی پتا نہیں ہے۔ آپ ان حالات کے پیشِ نظر جواب دیں' کیا ہم دشمنوں کے لئے خیال خوانی کرنے والے پیدا کر رہے ہیں؟"

سب نے اس کی تائید کی۔ ایک نے کہا "یہ درست ہے' ہتھیار ہم پیدا کریں اور وہ ہمارے ہی خلاف استعمال ہوں تو یہ ہم پیدا کرنے والوں کی حماقت ہے۔ پہلے یہ مکمل یقین کیا جائے کہ ہمارا ایک بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمنوں کے ہاتھ نہیں لگے گا اور وہ فرہاد کی طرح خیال خوانی کے کارنامے انجام دے گا تب ایسا ایک خیال خوانی کرنے والا پیدا کیا جائے۔"

دوسرے نے سوال کیا "فی الحال ہمارے پاس کتنے ہیں؟"

مارشل نے کہا "ہمارا ایک خیال خوانی کرنے والا نیو یارک میں ہے' اس کا نام پاسکو روٹ ہے' دوسرا یہ آپ کے سامنے جان لمبوڈا ہے۔ تیسرا ڈمی فرہاد ہے جس کا اصل نام فریزر ہے۔ چوتھی ایک لڑکی کا نام رائمہ جان ہے۔"

کرنل نے کہا "ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ موجودہ چاروں خیال خوانی کرنے والوں کو مکمل تحفظ دے کر ان سے اہم کام لئے جائیں اور ہمارے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کی جھولی میں گئے ہیں انہیں ہر حال میں واپس لایا جائے۔"

وہ سب ایک دوسرے کے مشورے سے نئے منصوبے بنا رہے تھے اور نیا طریقِ کار اختیار کر رہے تھے۔ خاص طور پر یہ عہد کر رہے تھے کہ اسرائیل سے اور مرینا سے اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھین لیں گے۔

O☆O

مرینا نیند سے بیدار ہوئی تو خود کو ہلکا پھلکا سا محسوس کیا۔ پہلے کی طرح بیدار ہوتے ہی دماغ پر کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوا۔ کسی فکر نے اسے پریشان نہیں کیا۔ دراصل اسے یاد نہیں رہا تھا کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔

اس نے تنویمی عمل کے دوران معمولہ بن کر وعدہ کیا تھا کہ وہ اس عمل کو بھول جائے گی۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ پارس نے اُسے کسی طرح اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے سلا دیا تھا۔ ایسی پریشان کرنے والی باتیں یاد نہ رہیں تو انسان خود کو ہلکا پھلکا اور تازہ دم محسوس کرتا ہے۔

اس نے سر گھما کر دیکھا۔ بستر پر پارس نہیں تھا۔ وہ آنکھیں بند کر کے اس زہریلے کو محسوس کرنے لگی۔ پھر زیرِ لب بولی "کہاں ہو تم؟ آؤ' آؤ نا۔"

وہ تھوڑی دیر تک اسی حالت میں پڑی رہی۔ پھر اٹھ کر باتھ روم میں چلی گئی۔

غسل سے فارغ ہو کر لباس بدل کر وہ دوسرے کمرے میں آئی پھر تیسرے کمرے میں گئی۔ پارس نظر نہیں آیا۔ تب دل نے پوچھا۔ "وہ کہاں ہے؟ شہرِ دشمناں میں کہاں تنہا نکل گیا ہے؟ اسے کوئی پیغام چھوڑ کر جانا چاہئے' یوں تسلی ہوتی کہ وہ ابھی لوٹ آئے گا۔"

اس نے بنگلے سے باہر آکر دور تک نظریں دوڑائیں۔ برآمدے میں پاس کار کی موجودگی بتا رہی تھی کہ وہ کہیں قریب واکنگ ڈسٹنس پر ہے۔ وہ مطمئن ہو کر اندر آئی۔ گھڑی دیکھی' پانچ بج رہے تھے۔ تب اس نے سوچا' یہ صبح کے پانچ بج رہے ہیں یا شام کے؟ وہ دن کو سوئی تھی یا رات کو؟

پھر یاد آیا۔ پچھلی تمام رات جنرل سے معرکہ آرائی میں گزر گئی تھی۔ دن کے بارہ بجے پارس سے تھوڑی سی جھڑپ ہوئی تھی۔ وہ اس کے دماغ میں آنا چاہتی تھی اور وہ سانس روک لیتا تھا۔ پھر اسے یاد نہیں آیا کہ کیا ہوا تھا اور وہ کیسے سو گئی تھی اور اب شام کو بیدار ہوئی ہے۔

اس خیال نے اُسے بے چین کر دیا کہ وہ پارس سے جھگڑا کر کے گہری نیند کیسے سو گئی تھی؟ پریشانی کے عالم میں سو جانا عجیب سی بات تھی۔ صرف یہ بات قائل کر رہی تھی کہ پچھلی تمام رات کی تھکاوٹ کے باعث نیند آگئی ہوگی۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی' پارس کو مخاطب کیا' اس نے فوراً ہی سانس روک لی' وہ دوسری بار آکر بولی "میں مرینا ہوں' سانس نہ روکو' باتیں کرو۔"

اس نے پھر سانس روک لی۔ مرینا کو بڑا غصہ آیا لیکن وہ تنہا کسے غصہ دکھاتی۔ سوچنے لگی' پارس ایسا کیوں کررہا ہے؟ صبح اس کے پاپا مجھ سے ناراض ہوگئے تھے۔ انہوں نے اپنے دماغ سے مجھے نکال دیا تھا۔ میں معلوم کرنا چاہتی تھی کہ پاپا اپنے بیٹے کے دماغ میں آکر میرے خلاف کیا بولیں گے' میں نے کئی بار پارس کے دماغ میں آنا چاہا' اس نے آنے نہیں دیا۔ اب سمجھ میں آرہا ہے کہ پاپا نے پارس کو میرے خلاف بھڑکایا ہے اس لئے وہ مجھ سے دور ہوگیا ہے اور مجھے اپنے دماغ سے بھی دور کررہا ہے۔

ٹیلیفون کی گھنٹی نے اسے چونکا دیا۔ وہ ریسیور اٹھا کر بولی۔ "ہیلو۔"

کسی نے دوسری طرف سے پوچھا "ہیلو' کیا مس جون والیا ہے؟"

"میں جون والیا بول رہی ہوں۔"

"آج رات کی پارٹنر شپ کیسی رہے گی؟"

اسے بڑا غصہ آیا۔ وہ برداشت کرتے ہوئے بولی "سوری' میں بک ہوچکی ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ جون والیا نامی ایک کال گرل کے روپ میں تھی۔ اسے کوئی بھی دن رات کے لئے اپنے پاس بلا سکتا تھا۔ چونکہ وہ ایسی باتوں کی عادی نہیں تھی اس لئے فوراً غصہ آگیا تھا پھر وہ جلد ہی سنبھل گئی تھی۔

وہ یہ تمام باتیں دماغ سے نکال کر پھر پارس کو مخاطب کرنا چاہتی تھی' اسی وقت پرائی سوچ کی لہریں محسوس ہوئیں۔ اس نے سانس روک لی' سوچنے لگی "میرے دماغ میں کون آنا چاہتا ہے؟"

اس نے انتظار کیا' دوسری بار کوئی نہیں آیا۔ اس نے پارس کے دماغ میں پہنچتے ہی کہا "تمہیں میری جان کی قسم ہے' بات سن لو' میں خطرہ محسوس کررہی ہوں۔"

پارس نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

"ابھی کوئی میرے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔"

"کسی نے تمہاری آواز سنی تھی؟"

"نہیں" پھر وہ سوچ کر بولی "ہاں ہاں' ٹیلیفون پر ایک اجنبی نے گفتگو کی تھی۔ اوہ گاڈ' میں سمجھ گئی۔ جون والیا کے کاغذات کی چیکنگ ہورہی ہے اور چیکنگ کرنے والے کے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے۔ وہ لوگ تصدیق کرچکے ہیں کہ میں یوگا کی ماہر ایک غیر معمولی لڑکی ہوں' کال گرل نہیں ہوں۔"

"باتوں میں وقت ضائع نہ کرو' جس حالت میں ہو اسی حالت میں وہاں سے دور نکل جاؤ' چلو' بھاگو' نکلو وہاں سے......"

وہ دوڑتی ہوئی پچھلے دروازے پر آئی۔ باہر دور تک کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی احاطے کے گیٹ سے نکل کر سامنے والی گلی میں آئی۔ وہاں سے دو تین گلیاں پار کرتی ہوئی ایک مین روڈ پر پہنچ گئی۔ ہاتھ اٹھا کر ایک ٹیکسی کو روکا' پھر پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر بولی "چلتے رہو۔"

ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا "کس سمت میں چلتا رہوں۔"

"سی شور شاپنگ پلازا۔"

پھر وہ چپ ہوکر اس اجنبی کی آواز اور لہجے کو یاد کرنے لگی جس نے فون پر اسے کال کیا تھا۔ یہ آواز اور لہجہ یاد آتے ہی وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ اس کا تعلق انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ اس ادارے کے دوسرے جاسوس بھی ایسی لڑکیوں کو چیک کررہے ہیں' جو ذرا مشکوک لگتی ہیں۔ ایسی مشکوک لڑکیوں میں جون والیا کا بھی نام تھا۔

چیک کرنے والوں نے یہ رائے قائم کی تھی کہ عام لڑکیاں سانس روکنے کی عادی نہیں ہوتیں۔ اگر چیک کرنے والوں کے ساتھ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہو اور وہ فون پر آواز سن کر آواز سنانے والی کے دماغ میں پہنچے اور وہ لڑکی سانس روک لے تو وہ غیر معمولی ہوگی۔ اس کے پیچھے مرینا چھپی ہوگی۔

اس نے جاسوس کے دماغ سے معلوم کیا کہ اس کے ساتھ ٹیلی پیتھی جاننے والا کون تھا۔ جاسوس کی سوچ نے کہا "پتا نہیں کون تھا؟ اس نے پوچھنے کے باوجود اپنا نام نہیں بتایا لیکن وہ سرکاری ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا۔ وہ جون والیا کی آواز سننے کے بعد تیزی سے کہیں چلا گیا تھا۔"

مرینا اس کے دماغ سے واپس آگئی۔ یہ سمجھ میں آگیا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے گرفتار کرنے اس کی رہائش گاہ کی طرف گیا ہے۔ اگر وہ دیر کرتی تو یقیناً چاروں طرف سے گھیر لی جاتی۔ فرار کا راستہ نہ ملتا' پارس نے یہ دوسری بار عین وقت پر اسے دشمنوں کے محاصرے سے بچایا تھا۔ پچھلی رات بھی وہ پارس کی حاضر دماغی سے بال بال بچی تھی۔

ٹیکسی تیز رفتاری سے جارہی تھی۔ ڈرائیور عقب نما آئینے میں اسے بار بار دیکھ رہا تھا' نظریں ملنے پر مسکرانے لگا' وہ بولی "کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں' بس یونہی۔"

"کوئی یونہی نہیں مسکراتا' کیا میں کارٹون نظر آرہی ہوں؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ حسین چہروں کو دیکھ کر بھی مسکراہٹ ہونٹوں پر آتی ہے۔"

وہ خاموش رہی' اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ وہ ادھیڑ عمر کا کنوارا تھا۔ اتنی عمر گزار کر بھی اس لئے کنوارا تھا کہ راہ چلتے عارضی شادیاں ہوجایا کرتی تھیں۔ ایسے میں بیوی بچوں کی مصیبت مول لینا حماقت سمجھتا تھا۔

اس کے خیالات پڑھتے ہی وہ مسکرانے لگی۔ وہ خوش ہوکر بولا "تم اتنی عجلت میں ٹیکسی میں آکر بیٹھی تھیں' اس سے اندازہ ہوا جیسے کہیں سے بھاگ کر آرہی ہو۔"

"تم نے ٹھیک سمجھا ہے۔ میں اپنے شوہر سے پیچھا چھڑا کر آئی ہوں۔"

"اب کیا ارادہ ہے؟"

"کہیں پناہ چاہتی ہوں۔"

"میں چائنا ٹاؤن کے ایک چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں رہتا ہوں۔"

"میں تمہارے ساتھ رہوں گی لیکن پہلے کچھ شاپنگ کروں گی۔"

اس نے سی شور شاپنگ پلازا کے سامنے گاڑی روک دی۔ وہ ایک بہت بڑے جنرل اسٹور میں آئی۔ وہاں سے میک اپ کا ضروری سامان خریدنے لگی۔ اس کے پاس نہ پرس تھا' نہ لباس میں جیب تھی۔ یعنی کچھ خریدنے کے لئے نصف ڈالر بھی نہیں تھا۔ وہ تمام سامان لے کر رقم ادا کرنے والے کاؤنٹر پر آئی۔ کاؤنٹر مین سے دو باتیں کیں پھر اس کے دماغ پر چھا گئی۔ اس بے چارے نے بل کی ادائیگی کی رسید دے دی۔

اس نے رسید لے کر دماغ کو آزاد چھوڑا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔ ابھی کہاں گم ہوگیا تھا۔ مرینا سامان لے کر جارہی تھی۔ کاؤنٹر مین نے فوراً چیک کیا۔

کمپیوٹر نے بتایا کہ بل کی ادائیگی ہوچکی ہے۔ اس بے چارے کو یہ پتا ہی نہیں چلا کہ غائب دماغ رہنے کے دوران اس نے خود ہی کمپیوٹر کو بل کی ادائیگی کے سلسلے میں فیڈ کیا تھا۔

وہ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ ڈرائیور نے ٹیکسی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا "میں دور سے تمہیں جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ جب تم چلتی ہو تو ایسا لگتا ہے تلوار چل رہی ہے۔ مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ اتنی حسین عورت میرے اپارٹمنٹ میں رات گزارے گی۔"

"یقین آجائے گا' مجھے ایسے لے چلو کہ اپارٹمنٹ کے آس پاس والے نہ دیکھ سکیں' میں کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی۔"

"میں سمجھتا ہوں' شوہر کو چھوڑ کر بھاگنے والی عورت کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی' تمہیں کوئی نہیں دیکھے گا۔"

اس نے ایک جگہ ٹیکسی روک کر وھسکی کی ایک بوتل خریدی پھر اسٹیرنگ سیٹ پر آکر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا "شراب ہو تو شباب کا مزہ ساتویں آسمان پر لے جاتا ہے۔ میرا خیال ہے تم وھسکی کے معاملے میں مائنڈ نہیں کروگی۔"

"مائنڈ نہیں کروں گی' تمہارے مائنڈ کو ساتویں آسمان پر پہنچادوں گی۔"

وہ خوش ہورہا تھا۔ اس نے اپارٹمنٹ کے پچھلے راستے پر ٹیکسی روکی۔ پھر اترتے ہوئے بولا "پچھلے دروازے کا زینہ مرمت طلب ہے' سب اگلے زینے سے جاتے ہیں' میں گراؤنڈ فلور پر رہتا ہوں۔"

اس نے پچھلا دروازہ کھولا' وہ اندر آگئی۔ کمرے کی لائٹ آن ہوگئی۔ کمرے کی دیواروں پر عریاں تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ وہ ناگواری سے بولی "ایسی تصویریں لگاتے ہوئے شرم نہیں آتی' چلو انہیں نوچ کر پھینک دو۔"

وہ ہاتھ نچا کر بولا "واہ میری جان! ایسی حیا کی بات کررہی ہو جیسے میرے ساتھ یہاں عبادت کرنے آئی ہو۔"

مرینا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ فوراً ہی بوتل کھول کر اسے منہ سے لگا کر غٹاغٹ پینے لگا۔ ایک کوارٹر پینے کے بعد اس نے بوتل کو منہ سے الگ کیا' اسے ایک طرف رکھا تو مرینا نے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

خالص وھسکی نے اس کے حلق اور سینے میں جیسے آگ بھر دی تھی۔ وہ منہ سے عجیب سی آوازیں نکالتے ہوئے لڑکھڑایا' پھر فرش پر گر پڑا۔ مرینا نے کہا "چلو اٹھو اور اپنی ماں بہنوں کی تصویریں پھاڑ کر پھینک دو۔"

وھسکی دماغ پر چڑھ گئی تھی۔ وہ انگلی اٹھا کر بولا "ہاں۔ یہ سب میری ماں بہنیں ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا' ماؤں بہنوں کو ایسی تصویریں اترواتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی۔ تصویریں نہ ہوں تو ہم نہ دیکھیں' ہوتی ہیں تو ہم دیکھتے ہیں۔"

وہ ایک ایک تصویر کے پاس جاکر اسے پھاڑنے لگا۔ مرینا ایک آئینے کے سامنے بیٹھ کر میک اپ کے ذریعے اپنے چہرے پر تبدیلی کرنے لگی۔ اس شہر میں جوان عورتوں کو سختی سے چیک کیا جا رہا تھا۔ کوئی سا بھی چہرہ بنانے سے بات نہیں بن سکتی تھی۔ اس چہرے کی شناخت کا مکمل ریکارڈ ضروری تھا۔ یہ جانتے ہوئے بھی وہ اس لئے صورت بدل رہی تھی کہ پہلی نظر میں جون والیا کی حیثیت سے پہچانی نہ جاسکے۔

وہ تصویریں پھاڑنے کے بعد اس کے قریب آنا چاہتا تھا۔ مرینا نے اسے اور پلادی۔ دوسری بار آدھی بوتل خالی ہوگئی۔ پانی اور سوڈے کے بغیر آدھی بوتل پی جانا گویا موت کو یا بے ہوشی کو دعوت دینا تھا۔ وہ چکرا کر فرش پر گر پڑا۔

اس نے عارضی میک اپ کے بعد آئینے میں مختلف زاویے سے خود کو دیکھا۔ پھر لباس تبدیل کیا۔ اپنا اتارا ہوا لباس برآمدے کے فرش پر پھینک دیا اور ریڈی میڈ میک اپ کا ضروری سامان پرس میں رکھ کر اس اپارٹمنٹ سے باہر آگئی۔ اب وہ پارس کو مخاطب کرنا چاہتی تھی۔ اسی وقت بہت سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ دو فوجی گاڑیاں دکھائی دیں۔ آگے والی گاڑی میں کئی کتے تھے اور پیچھے مسلح فوجی جوان بیٹھے ہوئے تھے۔

مرینا یہ بھول گئی تھی کہ اپنی رہائش گاہ میں بدن کے کپڑے اتار کر آئی ہے۔ فوجی خونخوار کتوں کو اس کے بدن کی بُو سونگھا کر یہاں تک لے آئیں گے۔

وہ ایک اپارٹمنٹ کے پیچھے تھے۔ کچھ کتے اپارٹمنٹ کے اگلے حصے کی طرف اور کچھ پچھلے حصے کی طرف لپکتے ہوئے بھونک رہے

تھے۔ وہ سب مضبوط زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے۔ مرینا نے تھوڑی دیر پہلے اپنا لباس اتار کر سامنے برآمدے کے فرش پر پھینکا تھا۔ کتے ادھر لپک رہے تھے اور انہیں پچھلے حصے سے بھی اس کی بُو مل رہی تھی۔

ایک فوجی افسر نے میگافون اسپیکر کے ذریعے کہا "میں یہاں کے مکینوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں اور کسی بھی جوان یا بوڑھی عورت کو پناہ نہ دیں۔ اور میں مرینا کو مہلت دیتا ہوں کہ وہ دس تک گنتی ختم ہونے سے پہلے باہر آجائے ورنہ ہم کتے کھول دیں گے۔ پھر اس کی بوٹیاں ہی باہر آئیں گی۔"

وہ اپارٹمنٹ کے پیچھے سے دور چلی گئی کیونکہ مسلح فوجی اپارٹمنٹ کو چاروں طرف سے گھیر رہے تھے۔ وہ میگافون اسپیکر کے ذریعے بولنے والے کے اندر پہنچ گئی۔ یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ اس ملک کے تمام فوجی یوگا کے ماہر ہوتے۔ یہ کوئی آسانی سے حاصل کی جانے والی مہارت نہیں تھی بہرحال یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ افسر کے چور خیال نے بتایا کہ وہ آنسو گیس اور ہینڈ گرینیڈ بھی ساتھ لائے ہیں تاکہ وہ ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرے تو جواباً اسے گرینیڈ کے دھماکوں سے تباہ کردیا جائے۔

اس نے افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر ایک فوجی جوان کی کِٹ میں سے دو ہینڈ گرینیڈ نکالے۔ اسے ذرا دور چلا کر لائی پھر ہینڈ گرینیڈ کی چابی کو اس کے دانتوں سے نکال کر اسے کتوں والی گاڑی کی طرف پھینک دیا۔ ایک زبردست دھماکے کے ساتھ گاڑی کے پرخچے اڑے۔ کتوں کی آخری آوازیں بھی نہ ابھر سکیں۔ دوسرے گرینیڈ کے دھماکے نے فوجیوں کو دور بھاگنے پر مجبور کردیا۔

ایک منٹ کے اندر تمام کتے نابود ہوگئے۔ چند فوجی باقی رہ گئے۔ اب وہ کتوں کے بغیر اس کے قریب نہیں پہنچ سکتے تھے۔ وہ ایک بس میں آکر بیٹھ گئی۔ پارس کو مخاطب کرکے بولی "ابھی میں پھر گرفت میں آنے والی تھی۔ آخری لمحات میں بال بال بچ گئی لیکن کب تک بچتی رہوں گی۔ فوج اور انٹیلی جنس والے مجھے کہیں چُھپنے اور پناہ لینے نہیں دیں گے۔"

"کسی طرح یہ شہر چھوڑ دو۔ دوسرے اسٹیٹ چلی جاؤ۔"

"کیسے جاؤں؟ یہاں قدم قدم پر مجھے تلاش کیا جارہا ہے۔ بندر گاہ' ائرپورٹ' ریلوے اسٹیشن' بسوں اور ٹیکسیوں کے اڈوں پر جاسوس میرے منتظر ہوں گے۔ تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے ہو؟"

"میں نے سمجھ لیا ہے کہ تم اپنی جوانی کی رشوت دے کر الّو بنا رہی ہو۔ اور اب مجھے آئندہ الّو نہیں بننا چاہئے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا مجھ سے دل بھر گیا ہے؟"

"جب عورت غلطی کرتی ہے اور مرد ناراض ہوتا ہے تو وہ یہی کہتی ہے۔ کیا مجھ سے دل بھر گیا ہے۔ وہ اپنی غلطیوں اور حماقتوں کو سمجھنا نہیں چاہتی۔"

"میں نے کون سی غلطی یا حماقت کی ہے؟"

"میں بارہا سمجھا چکا ہوں۔ اب نہیں سمجھاؤں گا۔ تمہارے پاس عقل کچھ زیادہ ہی ہے۔ میں انتظار کروں گا کہ تم عقل سے کب سوچو گی اور سمجھو گی۔"

"تم ہمیشہ ایک ہی شکایت کرتے ہو کہ میں تم پر یا تمہارے خاندان والوں پر بھروسا نہیں کرتی ہوں۔"

"میں تم سے کسی معاملے میں بحث نہیں کروں گا۔"

"مجھ سے کسی معاملے میں بات نہیں کرو گے۔ مجھے گڑھے میں گرا کر چلے گئے ہو۔ کیا یہی ساتھ چھوڑنے کا وقت ہے؟"

"میں جانتا تھا تم یہی الزام دو گی۔ میں تمہیں آخری بار ان مصیبتوں سے نکالوں گا۔ پچیسویں شاہراہ کی اسٹریٹ نمبر تھری میں ٹوفورٹی فور نمبر کا بنگلا ہے۔ وہاں پیدل آؤ اور بنگلے میں داخل ہو جاؤ۔"

"کیا تم وہاں ملو گے؟"

"وہاں تحفظ ملے گا۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ وہ بس کے اندر دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ یوں اپنے دماغ سے نکالنے پر اسے غصہ آیا۔ پھر عقل آئی کہ اچھا ہی ہوا۔ بس میں خیال خوانی کرتی رہتی تو اسے تلاش کرنے والے سر پر آپہنچتے۔

وہ بس سے اتر گئی۔ دوسرے مسافر اترنے کے بعد اپنی منزلوں کی طرف چلے گئے۔ وہ فٹ پاتھ پر تنہا رہ گئی۔ پھر پارس کو مخاطب کرکے بولی "سانس نہ روکنا۔ میں پچیسویں شاہراہ کے قریب ہوں۔ لیکن فٹ پاتھ پر تنہا ہوں۔ جاسوس مجھے تاڑلیں گے۔"

"میں نے ایسا انتظام کردیا ہے کہ کوئی تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ فوراً بنگلا نمبر ٹوفورٹی فور میں پہنچو۔"

اس نے پھر سانس روک لی۔ مرینا کو دماغ سے نکالے جانے پر پھر غصہ آنا چاہئے تھا لیکن وہ تنہا فٹ پاتھ پر چلتی ہوئی سوچنے لگی کہ پارس نے ایسا کیا انتظام کیا ہے کہ سراغرساں اور فوجی افسران اس کا محاسبہ نہیں کریں گے۔

یہ تو انسانی کارنامہ نہ ہوا۔ معجزہ ہوا کہ پارس نے امریکا کے اس اسٹیٹ اور شہر میں اپنی حکومت قائم کرلی تھی۔ اب اُس کے بیان کے مطابق کوئی اسے نہ روک سکتا تھا نہ ٹوک سکتا تھا۔

اور وہ دیکھ رہی تھی کہ تنہا جانے والی کو کوئی روک نہیں رہا تھا' کوئی اس پر شبہ نہیں کررہا تھا۔ اتنے بڑے ملک میں اتنی جلدی انتظامیہ بدل جائے۔۔۔ جاسوس منہ پھیر کر چلے جائیں' یہ بالکل ناممکن تھا۔ اس قدر ناممکن کہ قصہ کہانیوں میں بھی اتنی جلدی دشمنوں کے دل پھیرے نہیں جاتے۔

ایسے ہی وقت لوگ سوچتے ہیں۔ یہ سراسر جادوگری ہے۔ فرہاد اور اس کے بیٹے جادوگر ہیں۔ ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ یہ سب ذہانت کا تماشا ہوتا ہے۔ جس کا ذہن انتہا کو نہیں پہنچ پاتا وہ فرہاد کی فیملی کو جادوگر سمجھتے ہیں۔

مرینا غیر معمولی طور پر ذہین تھی لیکن مشکلات میں گھِر کر وہ بھی سمجھ نہ پائی کہ پارس نے کیا چال چلی ہے۔ پارس نے مجھ سے کہا تھا۔ "پاپا! مرینا تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد خود کو تنہا پائے گی۔ میں اس سے دور ہو رہا ہوں۔ آپ اس شہر سے اُسے نکالنے کا انتظام کردیں۔"

میں بیٹے کی فرمائش پر اس وقت مرینا کے دماغ میں پہنچا جب وہ تنویمی نیند سے بیدار ہوئی تھی اور بڑی عجلت میں اپنی رہائش گاہ چھوڑ کر بھاگ رہی تھی۔ میں تنویمی عمل کے مطابق سونیا کی آواز اور لہجے میں اس کے اندر پہنچا تھا اس لئے اُس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔

میں نے چند سیکنڈ میں اس کے مسائل کو سمجھ لیا۔ وہ اپنی ذہانت سے دو چار بار خود کو گرفتاری سے بچا سکتی تھی۔ لیکن اب اسے کہیں پناہ نہیں مل سکتی تھی اس شہر کی ہر جوان اور بوڑھی عورت کو سختی سے چیک کیا جارہا تھا۔ ہر عورت کے شناختی ریکارڈز بھی دیکھے جارہے تھے۔ ان حالات میں وہ مسلسل چھپ کر نہیں رہ سکتی تھی۔

میں نے لیلیٰ سے کہا۔ "مرینا مشکلات میں ہے۔ ابھی جو فلائٹ جانے والی ہے اس کی مسافر عورتوں کے متعلق جلد سے جلد معلومات حاصل کرو۔ ائرپورٹ کے دو چار خاص افسروں کے دماغوں میں جگہ بناؤ۔ میں تمہاری مدد کے لئے سلطانہ اور سلمان کو بھیج رہا ہوں۔"

میں نے سلمان اور سلطانہ کو بھی مرینا کے حالات بتا کر کہا۔ "لیلیٰ ٹیلیفون کے ذریعے ائرپورٹ کے خاص افراد کے دماغوں میں پہنچ رہی ہوگی۔ تم طیارے کے پائلٹ اور دوسرے اسٹاف کے دماغوں میں جگہ بناؤ۔"

لیلیٰ فون کے ذریعے آوازیں سن کر کئی دماغوں میں جگہ بنا چکی تھی۔ میں' سلطانہ اور سلمان' اس کے ذریعے مزید افراد کے اندر پہنچنے لگے۔ سیکیورٹی گارڈز وغیرہ تک پہنچنا کچھ مشکل نہ تھا۔ اس دوران پتا چلا کہ امیگریشن اور ایک سیکیورٹی افسر کے دماغوں میں مخالف خیال خوانی کرنے والے بھی موجود ہیں۔ وہ ان کے دماغ میں بول رہے تھے اور ان کے ذریعے طیارے میں جانے والی عورتوں کو چیک کررہے تھے۔

ایک عورت طیارے کی روانگی سے آدھ گھنٹا قبل آئی۔ طیارہ پرواز کے لئے تیار تھا۔ میں نے لیلیٰ سے کہا۔ "اس عورت کی آواز سنو' اس کے دماغ پر قبضہ جماؤ اور مرینا بن جاؤ۔"

پھر میں نے پائلٹ کے ذریعے کنٹرول ٹاور کے افسر سے کہا۔ "امیگریشن کے افسران سے کہو۔ جو آخری مسافر عورت آرہی ہے' اسے چیک نہ کریں۔ فوراً طیارے میں جانے دے۔ اس طیارے میں تین سو مسافر ہیں۔ ان سب کی زندگی مرینا کے خیال خوانی کرنے والوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ اگر اس عورت کو چیک کیا گیا اور اسے طیارے میں جانے سے روکا گیا تو تین سو مسافر زندہ باہر نہیں نکلیں گے۔"

ٹاور کے افسر نے یہ باتیں امیگریشن اور سیکیورٹی والوں تک پہنچائیں۔ پورے ائرپورٹ پر سنسنی پھیل گئی۔ مسلح فوجی جوان دوڑتے ہوئے طیارے کی طرف جانے لگے۔ میں' سلمان اور سلطانہ طیارے کے پاس کھڑے ہوئے سیکیورٹی گارڈز کے دماغوں پر قبضہ جما کر انہیں طیارے کی سیڑھیاں چڑھاتے ہوئے دونوں دروازوں پر لے آئے۔ پھر میں نے ایک کے ذریعے ہوائی فائر کرتے ہوئے کہا۔ "ہالٹ! اگر کسی نے طیارے کے قریب آنے کی حماقت کی تو ہم مسافروں کو گولیوں سے بھون ڈالیں گے۔"

فوج کے افسروں نے مسلح جوانوں کو رک جانے کا حکم دیا پھر ایک افسر نے کہا۔ "ہمیں معلوم ہوچکا ہے' جس عورت کی چیکنگ سے روک رہے ہو وہ مرینا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا۔ "اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ مرینا کی مدد کرنے والی ٹیم کا تعلق فرہاد علی تیمور سے ہے۔"

سلمان نے کہا۔ "باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ اس عورت کو طیارے میں آنے دو۔"

ایک افسر نے پوچھا۔ "تم جانتے ہو' مرینا ہمارے لئے بھی کتنی اہم ہے۔ اگر ہم مسافروں کی پروا نہ کریں اور مرینا کو گرفتار کرلیں تو؟"

سلطانہ نے ایک سیکیورٹی گارڈ کی زبان سے کہا۔ "میں دس تک گنتی ہوں۔ اس کے بعد ایک ایک دو دو لاشیں طیارے سے باہر گرتی رہیں گی۔"

طیارے کے اندر مسافروں میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ عورتیں اور بچے رو رہے تھے۔ سلطانہ ایک سے گنتی شروع کرچکی تھی۔ گنتی پوری ہونے سے پہلے ہی وہ عورت طیارے کے پاس آگئی۔ سیڑھی چڑھنے لگی۔ ایک افسر نے کہا "مرینا! اوپر سے احکامات آئے ہیں کہ ہم تمہیں اس ملک سے جانے دیں۔ کیا تم تین سو مسافروں کی زندگیوں کی ضمانت دیتی ہو؟"

وہ عورت سیڑھی چڑھ کر طیارے کے دروازے پر آگئی۔ لیلیٰ نے اس کی زبان سے کہا۔ "یہ طیارہ جب تک مجھے سلامتی سے لے جائے گا' مسافر بھی سلامت رہیں گے۔ میں لندن جارہی ہوں۔ اگر وہاں کسی نے رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو میری جوابی کارروائی بڑی مہنگی پڑے گی۔ میں دشمن خیال خوانی کرنے والے سے کہتی ہوں وہ دو بار میرے دماغ میں آنے کی ناکام کوششیں کرچکا ہے' تیسری بار یہ حماقت نہ کرے۔"

یہ کہہ کر وہ طیارے کے اندر چلی گئی۔ سیڑھیاں ہٹالی گئیں۔ دروازے بند ہوگئے۔ میں نے لیلیٰ کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ وہ کم از کم طیارے کی پرواز تک اس عورت کے دماغ میں رہے اور یہ دیکھتی رہے کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے طیارے کے عملے کے دماغ میں آکر کوئی کارروائی کرتے ہیں یا نہیں۔ سلمان بھی پائلٹ کے دماغ میں تھا اور سلطانہ ایک ائرہوسٹس کے اندر رہ کر تمام مسافروں کو دیکھتی پھر رہی تھی۔

ویسے ہم کامیاب رہے۔ دشمن خیال خوانی کرنے والے

اس آخری مسافر عورت کے دماغ میں آنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن مرینا کے لہجے کے مطابق مرینا کے دماغ میں پہنچتے تھے اور ادھر وہ سانس روک لیا کرتی تھی۔ ادھر ہم نے جیسا ڈراما پلے کیا اس سے مارشل اور دوسرے حکمرانوں کو اور خیال خوانی والوں کو یقین ہو گیا کہ مرینا جا چکی ہے۔

اگرچہ وہ لوگ اپنے منصوبے کے مطابق مرینا کو ختم نہ کر سکے تھے' تاہم یہ بات اطمینان بخش تھی کہ وہ ملک چھوڑ کر جا چکی ہے۔ وقتی طور پر وہ مصیبت ٹل گئی تھی۔ اب وہ دوسرے مسائل اور معاملات پر توجہ دے سکتے تھے۔

O_☆_O

مرینا چھبیسویں شاہراہ سے گزرتی ہوئی اسٹریٹ نمبر تھری میں آئی۔ پھر تیزی سے چلتی ہوئی بنگلا نمبر ٹو فورٹی فور کے سامنے آ گئی۔ وہ جلد از جلد پناہ لے کر پارس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ اس نے کیا جادو کیا ہے۔ اس ملک کے سول اور ملٹری جاسوس اب اسے تلاش نہیں کر رہے ہیں۔

اس نے بنگلے کے برآمدے میں آ کر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ پھر انتظار کیا۔ کوئی دروازہ کھولنے نہیں آیا۔ اس نے دستک دینے کے لئے دروازے پر ہاتھ مارا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ اس نے اندر آ کر آواز دی۔ "اینی باڈی ہوم؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے پارس کو مخاطب کر کے کہا۔ "میں تمہارے بتائے ہوئے بنگلے میں پہنچ گئی ہوں۔ لیکن یہاں کوئی نہیں ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"دل سے اندیشے نکال دو۔ کوئی نیا چھوٹی شناخت اختیار کرنے تک وہاں سکون سے رہو گی۔"

"یہ کیسے ہوا! کسی نے مجھے راستے میں چیک کیوں نہیں کیا؟"

پارس نے اسے بتایا کہ اس کی لاعلمی میں دشمنوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ وہ ملک سے جا چکی ہے۔ اسے ابھی راستے میں کسی نے روکا ٹوکا نہیں تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ دشمنوں کو بڑی حد تک یقین ہو گیا ہے۔

وہ خوش ہو کر بولی "یہ تو کمال ہو گیا۔ میں دشمنوں کے خیال کے مطابق جا چکی ہوں مگر موجود ہوں۔"

پھر وہ سوچ کر بولی "اگر تمہارے پاپا یہ چال چلنے سے پہلے مجھے بتا دیتے تو بہتر ہوتا۔"

پارس نے پوچھا۔ "کیا پاپا سے کوئی غلطی ہو گئی ہے؟"

"یہ کتنی بڑی غلطی ہے کہ ایک اجنبی عورت کو مرینا بنا کر یہاں سے بھیج دیا گیا۔ کیا اس طرح میں خود نہیں جا سکتی تھی۔"

"تمہارے لئے خطرہ مول لینا مناسب نہ تھا۔ پاپا نے جس منصوبے پر عمل کیا ہے اس میں کوئی گڑبڑ ہو جاتی تو تم مصیبت میں پڑ جاتیں۔"

"مصیبت تو ہر معاملے میں پیش آ سکتی ہے۔ کسی اہم کام کے لئے خطرہ مول لینا پڑتا ہے۔"

"جب زیادہ مجبوری ہو تب خطرہ مول لینا چاہئے۔ پاپا نے سوچا ہو گا' تم اہم مقاصد کے لئے اپنے ملک آئی ہو۔ تمہیں میدان چھوڑ کر نہیں جانا چاہئے۔ اگر تم جانا چاہتی ہو تو بولو۔ تمہیں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچا دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔"

"تم میرے ساتھ چلو گے نا؟"

"مجھے معاف کرو۔ تمہارا بس چلے تو تم مجھ پر تنویمی عمل کر کے اپنا معمول بنا لو۔"

"خواہ مخواہ شبہ کرتے ہو۔ میں ایسی نہیں ہوں۔ اتنے عرصے تک میرے ساتھ رہے' میں کسی دن بھی تمہیں زخمی کر کے تمہارے دماغ پر حکومت کر سکتی تھی۔"

"میں نے کبھی موقع ہی نہیں دیا کہ تم کسی بہانے میرے دماغ کو کمزور بنا سکو۔ اعصابی کمزوری کی دوائیں مجھ پر اثر نہیں کرتیں۔ میرے اندر کا زہر ساری دواؤں کو بے اثر کر دیتا ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ تم مجھے زخمی کر سکتی تھیں تو یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ میں جب تک جاگتا رہتا تھا' تنہائی میں تمہارے ساتھ وقت گزارتا تھا۔ سونے کے لئے دوسرے بیڈ روم میں چلا جایا کرتا تھا تاکہ تم میری نیند سے فائدہ نہ اٹھا سکو۔"

"جب تم اتنے چالاک ہو تو مجھ سے اتنی دور کیوں بھاگ رہے ہو؟"

"میں اب تک انتظار کر رہا تھا کہ تم مجھ پر اعتماد کرنے لگو گی۔ لیکن تم لاشعوری طور پر میرے پاپا کو اپنے ملک کا دشمن سمجھتی ہو۔ اس لئے کبھی مجھ پر بھروسا نہیں کرو گی۔"

بات سچ تھی مگر وہ تسلیم نہیں کر رہی تھی۔ اس بات کو گھما کر کہہ رہی تھی۔ "میں تم سے اندھی محبت کرتی ہوں اور تم بے اعتمادی کا الزام دے رہے ہو۔"

"آج تم بار بار میرے دماغ میں آ رہی تھیں۔ میں منع کرتا تھا تو واپس چلی جاتی تھیں۔ پھر تمہیں شبہ ہوتا تھا کہ پاپا میرے دماغ میں آ کر تمہارے خلاف کچھ بول رہے ہیں اور تم میرے اندر آؤ گی تو میں پاپا کی موجودگی کے باعث تمہیں محسوس نہیں کر سکوں گا۔ لیکن میں تمہاری چالاکیوں کو سمجھتا رہا۔ شک کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں ہوتا۔ تمہاری دُم ٹیڑھی ہے' ٹیڑھی ہی رہے گی۔"

"تم ایسی باتیں سنا کر مجھ سے پیچھا چھڑا رہے ہو۔"

"چلو الزام سہی۔ میں نے پیچھا چھڑایا ہے۔ آئندہ مجھ سے رابطہ نہ کرنا۔ اس بنگلے میں جب تک چاہو' رہ سکتی ہو۔ زیادہ عرصہ رہنا ہو تو دو چار فرضی رشتے دار بنا لو تاکہ تمہارے تنہا رہنے سے کسی کو شبہ نہ ہو۔"

"اتنی عقل مجھے بھی ہے۔ لیکن اتنی بڑی دنیا میں میرا ایک ہی رشتے دار ہے اور وہ تم ہو۔ دیکھو مجھ سے رابطہ ختم نہ کرنا۔ ہمیں ایک دوسرے سے شکایتیں ہیں۔ شکایتوں سے محبت ختم نہیں ہوتی اور بڑھتی ہے۔ میں تمہاری سونیا مما کی قسم دیتی ہوں' مجھے اپنے دماغ میں آنے سے نہ روکنا۔"

"تم نے بہت بڑی قسم دی ہے۔ اس لئے چوبیس گھنٹے میں صرف ایک بار پندرہ منٹ تک گفتگو کروں گا۔ جاؤ اب چوبیس گھنٹے بعد آنا۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اس پرائے بنگلے میں وہ تنہا تھی بلکہ بھری دنیا میں تنہا ہو گئی تھی۔ یہ تنہائی پارس کے آنے سے پہلے تھی اور اس نے عہد کیا تھا کہ اکیلی رہ کر زندگی گزار دے گی لیکن پارس نے اس کی دنیا میں آ کر ہلچل مچا دی تھی۔ اب اس کے ساتھ چھوڑ دینے سے لٹ جانے کا احساس ہو رہا تھا۔ چلتے چلتے جیسے دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی تھیں اور وہ چلنے کے قابل نہیں رہی تھی۔

وہ اٹھ کر اس مکان کو اندر سے دیکھنے لگی اور ایک بار پھر عہد کرنے لگی کہ اب صرف اپنے پیروں پر کھڑی رہے گی۔ پارس سے کبھی تعاون حاصل نہیں کرے گی۔ پہلے کی طرح اپنی ذات پر اعتماد کر کے دشمنوں سے نمٹنے کی کوشش کرتی رہے گی۔

O_☆_O

مارشل ڈی مورا نے اختیارات حاصل کرتے ہی اپنے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان کی رہائش گاہوں تک محدود کر دیا تھا۔ انہیں تاکید کی تھی کہ وہ چند ماہ تک اپنی چار دیواریوں سے باہر نہیں نکلیں گے۔ انہیں جو کام دیا جائے گا وہ اسے گھر بیٹھے خیال خوانی کے ذریعے کرتے رہیں گے۔

مارشل نے جو پہلا فیصلہ کیا وہ یہ تھا کہ سونیا اور فرہاد کو ٹریپ کیا جائے۔ وہ دونوں ہنی مون کے لئے سوئٹزر لینڈ گئے تھے۔ جہاں ان پر زبردست حملے کئے گئے تھے۔ وہاں سے جان بچانے کے بعد وہ دونوں دو ہی جگہ جا سکتے ہیں۔ ایک تو پیرس' دوسرے اپنی نئی بستی فرہاد ولیج' کیونکہ وہاں انہیں غیر معمولی تحفظ حاصل تھا۔

وہ اپنے طور پر میری اور سونیا کی پناہ گاہ کا صحیح حساب لگا رہا تھا۔ اس نے دو ٹیمیں بنائیں۔ ہر ٹیم میں پندرہ جاسوس رکھے۔ ذہانت اور ایکشن کے اعتبار سے ہر جاسوس نے ماضی میں بڑے کارنامے انجام دیئے تھے۔ ایک ٹیم کو پیرس روانہ کیا گیا۔ اس ٹیم میں خیال خوانی کرنے والا فریزر تھا۔ وہ جسمانی طور پر ٹیم میں نہیں تھا ان پندرہ سراغرسانوں کے دماغوں میں موجود رہا کرتا تھا۔

اسی طرح دوسری ٹیم کے پندرہ سراغرسانوں کے دماغوں میں جان لیبوڈا رہا کرتا تھا۔ اس نے اپنے سراغرسانوں کے ذریعے معلوم کیا کہ فرہاد ولیج کے آس پاس کی زمینیں کس کی ملکیت ہیں۔ پتا چلا کہ فرہاد ولیج کے چاروں طرف دس میل تک زمینیں سرکار کی ہیں اور وہاں پانچ منٹ بھی رکنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہر دو میل پر فوجی چوکیاں ہیں۔ ہر چوکی پر ہائی وے کی گاڑیوں کو سختی سے تاکید کی جاتی ہے کہ وہ رکے بغیر دس میل دور چلی جائیں۔

فریزر نے مارشل ڈی مورا کو رپورٹ دی کہ پیرس میں سونیا اور فرہاد کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔ جان لیبوڈا نے کہا۔ "مجھے یقین ہے وہ دونوں فرہاد ولیج میں کسی اندیشے کے بغیر زندگی گزار رہے ہیں لیکن ولیج سے دس میل دور تک ہم میں سے کوئی قدم نہیں رکھ سکتا۔ خشکی کے راستے سے فرہاد ولیج میں داخل ہونا تقریباً ناممکن ہے۔"

فضائی راستے کی صورتِ حال یہ تھی کہ ہیلی کاپٹروں اور ہوائی جہازوں کو ولیج پر سے پرواز کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ کنٹرول ٹاور سے پائلٹوں کو ہدایات دی جاتی تھیں کہ وہ ولیج سے دس میل دور رہ کر پرواز کریں ورنہ طیارہ شکن توپیں انہیں مار گرائیں گی۔

مارشل نے پوچھا "کیا زمین کے اندر سُرنگ بنائی جا سکتی ہے؟"

جان لیبوڈا نے کہا۔ "جب انہوں نے زمینی اور فضائی انتظامات اتنے سخت کئے ہیں تو ولیج کے اطراف دس میل تک ضرور بارودی سُرنگیں بچھائی ہوں گی۔ ہمارے لئے صرف ایک ٹیلی پیتھی کا راستہ رہ گیا ہے۔"

"کوئی بھی راستہ ہو' دیر نہ کرو۔ سونیا اور فرہاد کسی مہم کے لئے نکل پڑیں گے تو پھر ڈھونڈنے سے نہیں ملیں گے۔"

"ہماری کوششیں جاری ہیں۔ فرہاد ولیج سے پچیس میل دور ایک چھوٹا سا ٹاؤن ہے۔ اس ٹاؤن کا نام موسیو ہے۔ ہائی وے کی تمام گاڑیاں وہاں سے گزرتی ہیں اور وہ خاص گاڑیاں بھی گزرتی

ہیں جن میں فرہاد ولیج کے لئے بڑی بڑی مشینیں اور عمارتی سامان وغیرہ جاتا ہے۔"

مارشل نے پوچھا۔ "ان گاڑیوں میں ولیج کے لئے راشن اور دوسری ضروریات کا سامان بھی جاتا ہوگا۔"

لمبوڑا نے کہا۔ "وہ لوگ بہت محتاط ہیں۔ راشن اور دوسری تمام کھانے پینے کی چیزیں ہیلی کاپٹروں کے ذریعے پہنچاتے ہیں تاکہ ان میں کوئی ضرر رساں دوائیں شامل نہ کر سکے۔"

مشیر ہولی مین نے کہا۔ "ایک اور راستہ ہے۔ معلوم کرو ولیج کے رہنے والوں کو پینے کے لئے پانی کہاں سے سپلائی کیا جاتا ہے۔ اس پانی میں زہریلی دوا ملائی جاسکتی ہے۔"

"ہاں' یہ راستہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ ولیج کے اندر بہت بڑا پانی کا ٹینک ہے۔ زمین دوز پائپ کے ذریعے اس ٹینک میں پانی اسٹور کیا جاتا ہے۔ پھر ٹینک کے والو کھول کر ولیج کے تمام گھروں اور دفتروں میں پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔"

مارشل نے کہا "اسی پائپ لائن کو ٹارگٹ بنا کر منصوبہ فائنل کرو۔ اور جلد از جلد عمل کرو۔"

"فوراً عمل ہوگا لیکن' زہریلے پانی سے سب مرجائیں گے۔ فرہاد نہیں مرے گا۔"

"رائفل کی گولی سے مرجائے گا۔ معلومات کے مطابق اس ولیج میں سو افراد رہتے ہیں اور دو ہزار مسلح گارڈز ہیں۔ یہ دو ہزار ایک سو بندے زہریلے پانی سے مرجائیں گے۔ سونیا بھی ختم ہوجائے گی۔ فرہاد رہ جائے گا۔ خطرہ دیکھتے ہی وہاں سے فرار ہونا چاہے گا۔ اس ولیج میں ایک ہیلی کاپٹر موجود رہتا ہے۔ ہماری پلاننگ ایسی ہوگی کہ فرانس اور اٹلی کے بارڈر میں ہمارے دو چار جنگی طیارے موجود رہیں گے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے سگنل دوں گا تو یہ طیارے فرہاد کے ہیلی کاپٹر کو مار گرائیں گے۔"

مارشل نے کہا۔ "اس طرح فرانس سے ہمارے سفارتی تعلقات خراب ہوں گے۔ ہم یورپ کے کسی ملک میں جنگی طیارے نہیں لے جاسکتے۔"

مشیر ہولی مین نے کہا۔ "یورپ کے بیشتر ممالک میں بلیک پورٹ اور خفیہ رن ویز ہیں۔ ان جنگی طیاروں کے رنگ اور شناخت بدل دی جائے گی۔ بلکہ انہیں اسرائیلی جنگی طیارے بنادیے جائیں گے۔ ان یہودیوں نے ہمارے ساتھ مکاری کی ہے۔ یہ ہماری جوابی کارروائی ہوجائے گی۔"

آج کی دنیا میں حفاظتی انتظامات کی زیادہ اہمیت نہیں رہی ہے۔ صرف اپنی تسلی کے لئے ایسے انتظامات کئے جاتے ہیں۔ ورنہ انسان کا ذہن چاند ستاروں سے آگے نکل رہا ہے۔ زمینی رکاوٹیں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ آگے پیچھے' دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے راستے بند کردو۔ پھر بھی ٹارگٹ تک پہنچنے والے ہوا بن کر پہنچ جاتے ہیں۔

ماسک مین اور اس کی مشاورتی ٹیم نے پہلے ہی فیصلہ کیا تھا کہ الپا کو آہنی پردوں میں چھپا کر رکھا جائے گا۔ ماسکو میں ایک زیر زمین محل نما رہائش گاہ تھی۔ وہاں اسے رکھنے کا ارادہ تھا لیکن جن ڈاکٹروں نے اس کا برین آپریشن کیا تھا' انہوں نے ایسی رہائش گاہوں کی مخالفت کی' جہاں تازہ ہوا میسر نہ ہو۔

ایک ڈاکٹر نے کہا۔ "جوجو کے بعد یہ دوسرا کامیاب آپریشن ہے۔ سرکاری خزانے سے کثیر رقم خرچ کرکے الپا کا ماضی' اس کا ذہن' اس کی آواز اور لہجہ بدلا گیا ہے۔ پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرہ بھی تبدیل کیا گیا ہے۔ اسے اب کوئی نہیں پہچان سکے گا' پھر اسے کسی گھٹن والے ماحول میں رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔"

ماسک مین نے کہا۔ "یہ ٹیلی پیتھی جاننے والی کی حیثیت سے منظرِ عام پر رہے گی تو جوجو کی طرح اغوا کرلی جائے گی۔"

دوسرے ڈاکٹر نے کہا۔ "اس کی حفاظت کے لئے طرح طرح کے انتظامات ہوسکتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر کی حیثیت سے وارننگ دیتے ہیں' اسے تاریک اور بند محلوں میں رکھا جائے گا تو ذہن پر برا اثر پڑے گا۔ یہ بدمزاج اور غصہ ور ہوتی جائے گی۔"

ایک مشیر نے کہا۔ "ہم الپا کو ذہنی انتشار میں مبتلا نہیں کریں گے۔ ڈاکٹروں کے بہترین مشوروں پر عمل کریں گے۔"

دوسرے مشیر نے کہا۔ "اسے ایک ہوادار وسیع و عریض محل میں نظر بند رکھا جائے۔ روشنی اور تازہ ہوا ملتی رہے گی لیکن وہ کسی سے باہر کی دنیا سے رابطہ نہیں کرے گی۔ کسی سے بات نہیں کرے گی۔ اگرچہ یہ حساس دماغ رکھتی ہے۔ کوئی اس کے اندر نہیں آسکتا' تاہم یہ اپنی آواز کسی کو نہیں سنائے گی۔"

الپا کو ٹریننگ دینے اور روسی تعلیم دینے والوں نے سمجھایا کہ وہ جب بھی خیال خوانی کرے گی' اپنا لہجہ بدل کر دوستوں اور دشمنوں کے دماغوں میں جایا کرے گی۔ اسے فرہاد اور اس کی فیملی کے تمام ممبران کی تصویریں اور ویڈیو فلمیں دکھائی گئی تھیں۔ ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے ان کی آوازیں سنائی گئی تھیں۔ امریکا اور اسرائیل کے نئے حکمرانوں اور فوجی افسروں کے بھی ویڈیو اور ٹیپ ریکارڈ دکھائے اور سنائے جاتے تھے۔

ایسے درجنوں امریکی جاسوس تھے۔ جو روس کے مختلف شہروں میں گرفتار ہوئے تھے اور وہاں قیدیوں کی زندگی گزار رہے تھے۔ ماسک مین نے ان پر تنویمی عمل کرایا تھا اور انہیں الپا کا تابعدار بنایا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ الپا ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان سراغرسانوں کو دوسرے ممالک میں استعمال کرے گی۔ اگر وہ گرفتار ہوں گے تو سپر ماسٹر پر الزام آئے گا کیونکہ وہ سب امریکی تھے۔

ماسک مین نے ایک اہم میٹنگ میں الپا کو طلب کیا۔ وہاں خاص مشیر اور اعلیٰ فوجی افسران تھے۔ الپا کا نام اس کے ماضی کی طرح ختم کردیا گیا تھا۔ اس کا نیا نام سرگئی آندروف تھا۔ ماسک مین نے کہا۔ "مس سرگئی! جیسا کہ تم جانتی ہو' سونیا اور فرہاد شادی کے بعد سوئٹزر لینڈ میں دیکھے گئے تھے۔ انہیں سپر ماسٹر کے ماتحتوں نے وہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیا۔"

ایک مشیر نے کہا۔ "سونیا اور فرہاد کے لئے بھاگنے کا لفظ استعمال نہ کریں۔ ورنہ سرگئی انہیں بھاگنے والی کمزور ہستیاں سمجھ کر دھوکا کھا سکتی ہے۔"

الپا عرف سرگئی نے کہا۔ "میں ان کے تمام ریکارڈز دیکھ چکی ہوں اور پڑھ چکی ہوں۔ میں نے سونیا' فرہاد' پارس اور علی تیمور کو کبھی میدان چھوڑ کر جاتے نہیں دیکھا۔ ان کے مقابلے پر آنے والے ہی یا تو بھاگتے ہیں یا ان کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں۔ ویسے ماسک مین میدان جیتنے والوں کے لئے "فاتح" کا لفظ استعمال کرنا چاہئے۔"

ماسک مین نے پوچھا۔ "آخر وہ لوگ کب تک فاتح کہلاتے رہیں گے۔ کیا کبھی کسی سے مات نہیں کھائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں' تم ان کے مقابلے میں فاتح کہلاتی رہو۔"

"میں پوری کوشش کروں گی۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہمارے سیکرٹ ایجنٹس کی رپورٹ ہے کہ سونیا اور فرہاد اپنی نئی بستی فرہاد ولیج میں ہیں۔"

پھر دوسرا فوجی افسر بتانے لگا کہ فرہاد ولیج کے اندر اور باہر کیسے کیسے سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس ولیج کے قریب سے کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن کسی طرح ولیج کے اندر پہنچنے کا راستہ بنایا جائے تو سونیا اور فرہاد کو جہنم میں ہنی مون منانے کے لئے بھیجا جاسکتا ہے۔

وہ سب اپنے اپنے طور پر مختلف تدابیر سوچ کر آئے تھے۔ ان تدابیر پر سرگئی الپا کو عمل کرنا تھا۔ وہ ان کی پلاننگ سنتی رہی اور پلاننگ کی خامیاں نکال کر ان پر عمل کرنے سے انکار کرتی رہی۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہر منصوبے میں ایک دو خامیاں ضرور ہوتی ہیں۔ تھوڑا بہت خطرہ مول لینا ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ ناکامی ہوئی تو سرگئی آندروف کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ یہ ماسکو کی رہائش گاہ میں محفوظ رہ کر خیال خوانی کے ذریعے اپنے ماتحتوں سے کام لیتی رہے گی۔"

"میں کوئی ایسا کام نہیں کروں گی جس میں پہلے سے ناکامی کا شبہ ہو۔ میں ٹھوس اور جامع منصوبوں پر عمل کروں گی۔"

ماسک مین نے کہا۔ "کچھ ہمارے منصوبے ہیں' کچھ تمہاری ذہانت ہوگی۔ اس طرح کامیابی ہوسکتی ہے۔ فرض کرو وہاں تمہارے ماتحت مارے جائیں گے۔ یا گرفتار ہوجائیں گے تو یہ پکڑے جانے والے امریکی جاسوس ہوں گے۔ دشمنی ہم کریں گے' الزام سپر ماسٹر پر آئے گا۔ کیا یہ ہماری کامیابی نہیں ہوگی؟"

"تھوڑی سی کامیابی کے پیشِ نظر منصوبوں کی خامیوں کو نظر انداز کرنا دانشمندی نہیں ہے۔"

ایک افسر نے کہا۔ "ہم سب تمہارے سینئر عہدیدار ہے۔ تمہیں ہمارے احکامات پر عمل کرنا چاہئے' بحث نہیں کرنا چاہئے۔"

"سینئر عہدیداران کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ مجھے ناقص منصوبوں کے کنوئیں میں گرادیں۔"

"ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔"

وہ بولی "دوستی عمل سے ثابت کرو۔"

انہوں نے ایک دوسرے کو خاموشی سے دیکھا۔ پھر ماسک مین نے کہا۔

"تم سونیا اور فرہاد کو ختم کرنے کی تدبیر بتاؤ۔"

"میں سوچوں گی۔ ہر پہلو پر غور کروں گی' پھر بتاؤں گی۔"

"سونیا اور فرہاد کبھی کبھی یکجا ہوتے ہیں اور دوسروں کی نظروں میں آتے ہیں۔ اگر وہ فرہاد ولیج سے چلے جائیں گے تو پھر ان کا سراغ نہیں ملے گا۔ بے شک تم سوچو مگر اتنی دیر نہ لگاؤ کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں۔"

وہ بولی "میرے بیس ماتحتوں کو فرانس جانے دو۔ وہ فرانس اور اسپین کے کسی سرحدی شہر میں رہیں گے۔ کیا دو چار طیارے ادھر کہیں چھپا کر رکھے جاسکتے ہیں؟"

"ایسا ہوسکتا ہے۔ اسپین کے ایک سرحدی علاقے میں ہمارا ایک خفیہ اڈا ہے۔"

"اس اڈے سے فرہاد ولیج تک کتنا فاصلہ ہے؟"

"تقریباً بارہ سو کلو میٹر ہے۔"

سرگئی الپا نے کہا۔ "یہ فاصلہ بہت ہے۔ کیا ہم فرہاد ولیج سے دس میل پرے خفیہ اڈا بنا سکتے ہیں؟"

"کوشش کی جاسکتی ہے۔"

"تو پھر کوشش کریں۔ ہیوی ریموٹ کنٹرول سے پرواز کرنے والے بڑے سائز کے کھلونا طیارے سیکڑوں کی تعداد میں تیار کرائیں۔ ان طیاروں کو کنٹرول کرنے والے ماہرین کو ادھر روانہ کریں۔ مجھے ان ماہرین کے دماغوں میں پہنچائیں۔ باقی میں' سمجھ لوں گی۔"

"تم کرنا کیا چاہتی ہو؟"

"میں ماہرین سے باتیں کرنے کے بعد ایک خاص نتیجے پر پہنچ کر اپنی پلاننگ بتاؤں گی۔"

ماسک مین نے کہا۔ "ٹھیک ہے' ایک گھنٹے کے اندر ماہرین حاضر ہوجائیں گے۔ تمہارے بیس ماتحتوں کو آج ہی فرانس کے شہر پیرس روانہ کیا جائے گا۔ تمہاری ایک خاص ماتحت سنتھالیا پیرس میں کیا کررہی ہے؟ اس کی رپورٹ سناؤ۔"

"وہ سہولت اور بڑے تحمل سے کام کررہی ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کا ایک اہم انجینئر ایک ہفتے کے لئے سرکاری کام سے پیرس آیا ہے اور سنتھالیا پر عاشق ہوگیا ہے۔ میں ابھی جاکر معلوم کرتی ہوں' کہ وہ اسے پھانسنے میں کہاں تک کامیاب ہوسکی ہے۔"

سرگئی (الپا) خیال خوانی کے لئے اجلاس سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ پھر آرام سے ایک ایزی چیئر پر بیٹھ کر سنتھالیا کے دماغ میں پہنچ گئی۔ سنتھالیا حساس دماغ رکھتی تھی۔ پرائی سوچ

کی لہروں کو محسوس کرلیا کرتی تھی لیکن سرگئی الپا کی معمولہ اور تابعدار تھی۔ اس نے اسے محسوس نہیں کیا۔ سرگئی نے بھی اسے مخاطب نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ایک اجنبی جوان کے ساتھ کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھی ہنس ہنس کرباتیں کررہی تھی۔

وہ کسی کو دوست بنا رہی تھی۔ اس میں یہ خاص بات تھی کہ وہ کسی ایسے ویسے کو لفٹ نہیں دیتی تھی۔ سامنے والے میں کوئی ایسی بات تلاش کرتی تھی جو اسے فائدہ پہنچائے۔ کوئی خاص مقصد حاصل نہ ہوتا ہو تو اس کے سائے میں بھی کھڑی رہنا گوارا نہیں کرتی تھی۔

اس اجنبی جوان سے ہیلتھ کلب میں ملاقات ہوئی تھی۔ سنتا لیا کو اپنے جسمانی حسن کا بڑا خیال رہتا تھا۔ قدرتی طور پر اس کا بدن نہایت ہی دیدہ زیب اور جاذب نظر تھا۔ وہ قدرت کے اس عطیے کو بحال رکھنے کے لئے ہیلتھ کلب میں آکر ورزش کیا کرتی تھی۔

ورزش کے دوران پہننے والا لباس بدن پر اتنا چست ہوتا تھا کہ اس پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔ نظریں اوپر سے نیچے پھسلتی رہتی تھیں۔ وہ اجنبی بہت مالدار تھا۔ اس ہیلتھ کلب کو خریدنے آیا تھا۔ وال سائز آئینے کے سامنے بہت سی حسینائیں میوزک کی بیٹ پر ورزش کررہی تھیں۔ درجنوں لڑکیوں کی بھیڑ میں اجنبی کی نظریں سنتا لیا پر جم کر رہ گئی تھیں۔ اس نے ہیلتھ کلب کے انچارج سے پوچھا "وہ جو دوسری قطار کی ساتویں لڑکی ہے وہ کون ہے؟"

انچارج نے جواب دیا "اس کا نام سنتا لیا ہے۔ ایک رئیس باپ کی بیٹی ہے۔ بہت مغرور ہے' کسی سے دوستی نہیں کرتی ہے۔"

جب وہ ورزش کے اختتام پر لباس تبدیل کرکے باہر آئی تو انچارج نے کہا "مس سنتا لیا! ان سے ملو۔ یہ جان والٹر ہیں۔ اس ہیلتھ کلب کے آئندہ مالک ہوں گے۔"

سنتا لیا نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "پلیز ٹو میٹ' مجھے امید ہے' آئندہ ہیلتھ کلب کے انتظامات اور بہتر ہوں گے۔"

والٹر نے مسکرا کر کہا "تم ساتھ دوگی تو ہیلتھ کلب کو تمہارے حسن کے شایان شان بنا دوں گا۔"

وہ ہنسنے لگی' پھر اچانک ہی اس کی ہنسی رک گئی۔ اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا۔ سرگئی آندروف اس کے اندر آتے ہی کہہ دیتی تھی "میں سرگئی ہوں' تم مجھے محسوس نہیں کرتی ہو اس لئے اپنی موجودگی کی اطلاع دے رہی ہوں۔"

لیکن اس پرائی سوچ کی لہر نے اسے مخاطب نہیں کیا' جس کا مطلب یہ تھا کہ آنے والا چور خیالات پڑھ رہا ہے۔ اس نے سانس روک لی۔ پھر سنجیدگی سے بولی "مسٹر والٹر! تم اتنا تو جانتے ہوگے کہ ورزش کرنے والیاں سانسوں پر کنٹرول رکھتی ہیں۔"

وہ بولا "میں نہیں جانتا تھا' تمہارے ساتھ رہ کر بہت کچھ جان لوں گا۔ ہم بہت اچھے دوست بن سکتے ہیں۔"

وہ کلب کے باہر آتے ہوئے بولی "میں نے ٹیلی پیتھی کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہے اور سنا ہے۔ میں یہ جانتی ہوں کہ دماغ کے اندر کوئی غیر معمولی بات ہو تو حساس ذہن والے بے اختیار سانس روک لیتے ہیں' ابھی میرے ساتھ یہی ہوا' کیا تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

"کیا تمہارا تعلق کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے گروہ سے ہے؟"

"تعجب ہے' تمہاری باتوں سے پتا چلتا ہے کہ ہماری دنیا میں ٹیلی پیتھی جاننے والے گروہ بھی ہیں۔"

والٹر نے پوچھا "تم فرہاد علی تیمور کو جانتی ہو؟"

وہ چلتے چلتے رک گئی' خوشی سے بولی "میں نے بہت ذکر سنا ہے' سچ بتاؤ' کیا تم فرہاد ہو؟"

وہ مسکرا کر بولا "کیا تم یقین کروگی؟"

وہ ایک دم سے اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "او گاڈ! مجھے یقین نہیں آرہا ہے' مگر دل یقین کررہا ہے۔ پلیز تصدیق کرنے کے لئے میرے دماغ میں آؤ۔"

اس نے دماغ میں آکر کہا "مجھے دھوکا نہ دینا' میں تم پر بھروسا کرکے یہ راز بتا رہا ہوں' دنیا والوں سے چھپ کر فرہاد تم پر ظاہر ہورہا ہے۔"

سنتا لیا جیسے دیوانی ہوگئی۔

والٹر نے پوچھا "تم نے سانس کیوں روک لی؟"

"تمہارے دماغ میں آنے سے عجیب گدگدی سی ہوتی ہے۔ پھر میں عورت ہوں' اپنے مرد پر تن من قربان کرنے کے باوجود اپنے اندر کے جذبات چھپاتی ہوں۔ یہ عورت کی فطرت ہے۔ پلیز اب میرے جذبات پڑھنے کے لئے اندر نہ آنا۔"

"چلو نہیں آؤں گا' لیکن ہماری دوستی پکی؟"

"سر سے پاؤں تک پکی۔"

"میرے دشمن مجھے قتل کرنے کے لئے اکثر حسین لڑکیوں کے ذریعے ٹریپ کرتے ہیں۔ اگر تم ان کی آلۂ کار ثابت ہوئیں تو تمہاری جیسی حسینہ کو قتل کرتے وقت بہت افسوس ہوگا۔"

"ایسی بھیانک باتیں نہ کرو' مجھے ڈر لگتا ہے۔ اگر کبھی تمہیں شبہ ہوگا تو میں اپنے دماغ کا دروازہ تمہارے لئے کھول دوں گی۔ پھر تم میرے سارے چور خیالات اور ساری سچائیاں پڑھ لینا۔"

"یہ ہوئی نا بات' میں تم پر بھروسا کررہا ہوں' اپنی کار میں جاؤگی یا میرے ساتھ؟"

"میری کار ڈرائیور آکر لے جائے گا۔"

وہ اس کے ساتھ آکر اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ "تمہارے اس قدر قریب ہوکر بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ میں فرہاد علی تیمور کے اتنے قریب ہوں۔"

"میں اپنے پیار اور دوستی کی انتہا کردوں گا لیکن تم دیوانگی کی حالت میں بھی مجھے فرہاد نہ کہو۔ تنہائی میں بھی والٹر کہہ کر مخاطب کیا کرو' میرے بے شمار دشمن ہیں۔ تمہارا یہ محبوبانہ تخاطب کسی کے بھی کانوں تک پہنچ سکتا ہے۔"

وہ سیدھی طرح بیٹھ کر بولی "میں آئندہ محتاط رہوں گی۔"

والٹر نے کار آگے بڑھا دی۔ ایسے ہی وقت سرگئی الپا اس کے دماغ میں آئی تھی اور خاموشی سے اس کے خیالات پڑھتی ہوئی والٹر کے متعلق معلومات حاصل کررہی تھی۔

سنتا لیا نادان نہیں تھی کہ اسے فرہاد تسلیم کرلیتی۔ وہ بلا کی چالاک تھی اور ایسی ایکٹنگ کررہی تھی جیسے فرہاد سمجھ کر اس پر مرمٹی ہو۔ سرگئی نے اسے مخاطب کرکے کہا "سنتا لیا! میں تم سے بہت خوش ہوں' یہ فرہاد نہیں ہوسکتا۔ ویسے جو کوئی بھی ہو ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہماری نظروں میں آگیا ہے۔"

"کیا اسے پھانس کر کسی جگہ لے آؤں؟"

"ایسا نہ کرو' یہ تمہیں جہاں لے جائے اس کے ساتھ جاتی رہو' باقی کام میں کروں گی۔"

دنیا کے ہر ملک اور ہر بڑے شہر میں ماسک مین کا ایک خاص ماتحت رہتا ہے۔ وہ خاص ماتحت باس کہلاتا ہے۔ سرگئی الپا نے پیرس کے باس کو مخاطب کرکے کہا "اپنے چار ایسے ماتحتوں کے دماغوں میں مجھے پہنچاؤ جو بے حد ذہین اور حاضر دماغ ہوں۔ انہیں حکم دو کہ وہ میرے احکامات کی تعمیل کرتے رہیں۔"

باس نے کہا "میں ابھی فون پر باتیں کرتا ہوں' تم آواز سنو۔"

اس نے فون پر کسی سے رابطہ کیا' پھر کہا "میڈم تمہارے دماغ میں آرہی ہیں۔ اپنے پاس تین ایسے بندوں کو بلاؤ جو سمجھ دار اور حاضر دماغ ہوں۔"

اس نے یس باس کہہ کر فون رکھ دیا۔ پھر کام کے تین آدمیوں سے رابطہ کرنے لگا' انہیں اپنی رہائش گاہ میں بلانے لگا۔ سرگئی نے ان چاروں کی آوازیں سنیں۔ پھر باس کے پاس آکر کہا "ایک شخص کو اغوا کرکے ماسکو پہنچانا ہے۔ اس سلسلے میں کیا کرسکتے ہو؟"

وہ بولا "فلائنگ کلب سے جبراً ایک طیارہ حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن وہ طیارہ فرانس کی سرحد پار نہیں کرسکے گا۔"

"فلائنگ کلب کے پاس تیار رہو۔ خواہ کتنی ہی دیر ہو' میرا انتظار کرتے رہو۔ جیسے ہی میں بتاؤں کہ شکار کو لایا جارہا ہے تو تمہیں پندرہ منٹ کے اندر پورے فلائنگ کلب پر کنٹرول حاصل کرنا ہوگا۔ رابطے کا ہر ذریعہ کاٹ دوگے۔ ابھی تمہارے پاس بھرپور پلاننگ کا وقت ہے۔ ہر پہلو پر نظر رکھو اور میری ہدایات پر عمل کرو۔"

پھر وہ چاروں ماتحتوں کے پاس آکر بولی "ایک شخص کو منظر عام پر ٹریپ کرنا ہے' دن دہاڑے اس پر گولی چلاؤگے تو پکڑے جاؤگے جبکہ اسے جان سے نہیں مارنا ہے۔ صرف زخمی کرنا ہے یا کسی طرح اس کے دماغ کو کمزور بنانا ہے۔"

ایک نے پوچھا "وہ کون ہے اور کہاں ملے گا؟"

"میں اس کے پاس پہنچاؤں گی' لیکن اسے زندہ چاہتی ہوا ہے۔"

دوسرے نے کہا "میں سمجھ گیا' آپ اس کے دماغ کو کمزور بنا کر ٹیلی پیتھی کے زیر اثر رکھنا چاہتی ہیں' ہم چاروں اپنے پاس انجکشن کی چھوٹی سی سرنج رکھیں گے' اس سرنج میں اعصابی کمزوری کی دوا ہوگی۔"

وہ بولی "دشمن کو نادان اور کمزور نہ سمجھو۔ وہ سرنج سے بچ کر فرار ہوسکتا ہے۔"

"میں چار نہیں چالیس بندوں کو کرائے پر حاصل کروں گا' جہاں وہ ہوگا اس کے چاروں طرف چالیس سرنج ہوں گی۔ آخر وہ کہاں کہاں سے بچ کر نکلے گا۔"

"چالیس افراد کی موجودگی اسے چونکا دے گی' وہ محاصرے میں آنے سے پہلے بھاگ جائے گا۔"

"ابھی آپ نے کہا تھا کہ منظر عام پر اسے ٹریپ کرنا ہے۔ منظر عام کا مطلب ہے لوگوں کی بھیڑ اور ان کی آمدورفت۔ ایسی جگہ وہ ہمارے آدمیوں پر شبہ نہیں کرے گا۔"

"ٹھیک ہے' میں تم لوگوں کی ذہانت اور مستعدی پر بھروسا کرتی ہوں۔ ایسا ہی بندوبست کرو کہ جہاں سے وہ فرار ہونا چاہے وہاں اس کی شامت آجائے۔ جیسے ہی وہ کمزوری کا شکار ہوگا اسے ایک گاڑی میں ڈال کر فرانسیسی فلائنگ کلب لے آنا۔ اس وقت میں تمہیں گائیڈ کرتی رہوں گی۔"

انہیں ہدایات دے کر وہ سنتا لیا کے پاس آئی۔ وہ والٹر کے ساتھ ایک اوپن ریستوران میں بیٹھی کافی پی رہی تھی۔ والٹر کہہ رہا تھا "حسین لڑکی کے ساتھ تفریح کرنے والا تماشا بن جاتا ہے۔"

"تماشا کیوں بنتا ہے؟"

"لوگ تمہارے حسن کو دیکھتے ہیں اور مجھ پر رشک کرتے ہیں۔ اکثر لوگ مجھے یوں دیکھتے ہیں جیسے حور کے ساتھ لنگور کو دیکھ رہے ہوں۔"

وہ ہنسنے لگی' والٹر نے کہا "بعض لوگ ایسے دیکھتے ہیں جیسے مجھے قتل کرکے تمہیں اٹھا کر لے جائیں گے' تم اتنی خطرناک جوانی کیسے سنبھال کر رکھتی ہو؟"

"تم تعریف کی انتہا کررہے ہو جبکہ میں بہت زیادہ حسین نہیں ہوں۔"

"جس طرح میرا چہرہ مجھے نظر نہیں آتا اسی طرح تمہارا حسن تمہیں نظر نہیں آتا۔ نظر آئے بھی تو تمہیں اس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔"

"کیا قیمت ہے میرے حسن کی؟"

"میری ٹیلی پیتھی کی باقی زندگی تمہارے نام۔ کیا یہ قیمت کم ہے؟"

"میری توقع سے بہت زیادہ ہے۔"

"یہ بتاؤ کہاں چلوگی' میرے کاٹیج میں یا اپنے بنگلے میں۔"

"میں اپنے آپ کو اور اپنے گھر کو بھول چکی ہوں۔ خود کو تمہارے نام کرچکی ہوں' جہاں لے جاؤگے میں آنکھیں بند کرکے چلوں گی۔"

"تم اتنی جلدی مجھ پر کیسے اعتماد کر رہی ہو؟"
"تم اتنے عظیم ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو جسے ساری دنیا جانتی ہے۔ اگر میں تمہارے ہاتھوں لٹ جاؤں گی اور تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے تب بھی میرے لئے یہ بات قابل فخر رہے گی کہ میں چند گھنٹوں کے لئے سہی مگر تمہاری زندگی میں آئی تھی۔ میں آخری سانس تک ان چند گھنٹوں کو یاد رکھوں گی۔"
"تم سچ مچ میری دیوانی ہو' آؤ چلیں۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر دریا کے ساحل پر چلتے ہوئے اس ڈیک پر آئے جہاں نوجوان جوڑوں کے لئے خوب صورت سجائی ہوئی لانچیں کرائے پر ملتی تھیں۔ اس لانچ کے کیبن میں عیاشی کا ہر سامان ہوتا تھا۔ والٹر نے ایک بہت ہی مہنگی اور خوب صورت لانچ کرائے پر حاصل کی پھر سنتالیا کے ساتھ اس میں آگیا۔

سرگئی کبھی سنتالیا کے دماغ میں آتی تھی' کبھی باس کے ماتحتوں کو بتاتی تھی کہ شکار کہاں ہے۔ شکار بھی چالاک تھا' سنتالیا کو اپنی رہائش گاہ دکھانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے ایک لانچ میں لے گیا تھا تاکہ عیاشی کے دوران اس کے چاروں طرف پانی رہے اور دشمن آسانی سے اس کے قریب نہ آسکیں۔

سب ہی اپنی اپنی جگہ ہوشیاری دکھا رہے تھے۔ وہ چاروں ماتحت بھی حاضر دماغ اور پھرتیلے تھے۔ انہوں نے آدھے گھنٹے کے اندر غوطہ خوروں کے جتنے ماسک حاصل ہوسکتے تھے' اتنے حاصل کرکے انہیں ناک اور منہ پر لگا کر گیس ٹنکی پشت پر باندھ کر پانی کے اندر چلے آئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں دوا کی سرنج تھی۔

تین ماتحت آگے جا کر لانچ میں سوار ہوگئے تھے۔ ایک نے بند کیبن کے دروازے پر فائر کیا۔ دروازے کو لات ماری۔ وہ پوری طرح کھل گیا۔ والٹر فائرنگ کے ساتھ ہی اچھل پڑا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی اس نے آنے والے کے ریوالور پر لات ماری۔ ریوالور دور چلا گیا۔ پھر وہ ریوالور والے سے لڑتا ہوا کیبن کے باہر آگیا۔

سنتالیا نے فوراً ہی کیبن میں نیچے پڑے ہوئے ریوالور کو اٹھایا۔ پھر کیبن کے باہر آئی۔ والٹر اتنی دیر میں دو بندوں کو مار کر دریا میں پھینک چکا تھا۔ تیسرے سے دو دو ہاتھ کر رہا تھا۔ سنتالیا نے اسے نشانے پر رکھ کر کہا "بس رک جاؤ۔ ورنہ گولی مار دوں گی۔"

والٹر نے خوش ہو کر کہا "شاباش! تم محبت اور دوستی کا ثبوت دے رہی ہو۔"

"یو مسٹر والٹر! میں تم سے کہہ رہی ہوں۔ ذرا بھی حرکت نہ کرو۔ میں نہیں چاہتی تم حرام موت مرو۔"
"اچھا تو میرا شبہ درست ثابت ہوا' تم دشمنوں کی آلۂ کار ہو۔"
سنتالیا نے غوطہ خور سے کہا "اسے انجکشن لگاؤ۔"
غوطہ خور سرنج لئے آگے بڑھا۔ والٹر سمجھ گیا کہ گولی سے بچے گا تو اعصابی کمزوری کا شکار ہوگا۔ آگے کنواں پیچھے کھائی تھی۔ وہ اچانک چھلانگ لگا کر الٹی قلابازی کھا کر دریا میں چلا گیا۔ اس کی دانست میں بچاؤ کا یہی ایک راستہ تھا۔ لیکن وہاں دور دور تک دشمن غوطہ خور دکھائی دے رہے تھے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک سرنج دکھائی دے رہی تھی۔

وہ ادھر سے ادھر تیرتے ہوئے جانے لگا۔ پانی میں گیس ماسک کے بغیر زیادہ دیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے سانس لینے کے لئے پانی سے سر نکالا۔ اسی وقت پنڈلی میں چبھن کا احساس ہوا' وہ پاؤں مارتے ہوئے دوسری طرف جانا چاہتا تھا کہ دوسری سوئی کمر میں چبھ گئی۔

والٹر کسی کو زیادہ دوا انجکٹ کرنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ سوئی چبھتے ہی وہ ہاتھ مار کر سرنج کو اپنے جسم سے دور کر دیتا تھا۔ وہ دوسری بار سانس لینے کے لئے پانی سے اوپر آیا تو نئی مصیبت آگئی۔ سرگئی الیا اس کے دماغ میں آگئی۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا ایسے میں سانس روک نہیں سکتا تھا۔ سرگئی نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ وہ حلق پھاڑ کر چیخنا چاہتا تھا لیکن سرگئی نے اس کا منہ بند کر دیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچ رہے تھے' اب وہ تیرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔

غوطہ خور اسے کنارے پر لے آئے۔ کچھ لوگ بھیڑ لگا رہے تھے' ڈوبنے والے کو دیکھنا چاہتے تھے لیکن بھیڑ لگنے سے پہلے ہی وہ لوگ اسے ایک گاڑی میں ڈال کر لے گئے۔

سرگئی نے باس سے کہا "وہ آرہے ہیں' فلائنگ کلب پر کنٹرول حاصل کرو' طیارے کا ایندھن وغیرہ چیک کرو۔ اپنے پائلٹ سے کہو وہ طیارے کو جرمنی کی سرحد کے قریب مینسی ٹاؤن میں لے جائے' یہ ٹاؤن پیرس سے ایک گھنٹے کی پرواز کے فاصلے پر ہے۔ مجھے پائلٹ کی آواز سناؤ۔"

باس کے درجنوں آدمی فلائنگ کلب میں گھس کر وہاں کے عملے کو گن پوائنٹ پر رکھنے لگے۔ انہوں نے ٹیلیفون کے تار کاٹ دیئے' ریڈیو وائرلیس کو توڑ دیا۔ اسی دوران باس نے اپنے پائلٹ کی آواز سنائی۔ باس کے دوسرے ماتحت والٹر کو لے آئے تھے۔ جب انہوں نے اسے طیارے میں سوار کرا دیا۔ اور طیارہ پرواز کرنے لگا تو سرگئی دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ وہ اجلاس سے اٹھ کر خیال خوانی کے لئے ایک کمرے میں آئی تھی۔ وہاں سے پھر اجلاس میں پہنچ گئی۔

ماسک مین نے پوچھا "تم فرہاد ولیج میں پہنچنے کی تدبیر سوچ رہی تھیں یا سنتالیا کی رپورٹ سن رہی تھیں؟"

وہ بولی "تم لوگوں کے لئے اتنی بڑی خوش خبری ہے کہ خوشی سے اچھل پڑو گے۔ میں نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو پھانس لیا ہے' وہ شام تک ماسکو میں ہوگا۔"

ماسک مین اور اعلیٰ فوجی افسران حیرانی سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ سب نے بے یقینی سے پوچھا "کیا واقعی؟"
"ہاں' اسے فلائنگ کلب کے ایک طیارے میں مینسی ٹاؤن

پا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد ہمیں یہاں سے طیارہ بھیجنا ہوگا اور یک گھنٹے کے اندر بھیجنا ہوگا۔"

ماسک مین نے کہا "میں ابھی ایک طیارہ برلن سے روانہ کرتا وں۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا ٹرانسیٹر کی طرف چلا گیا۔ اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "سرگئی! تم نے کمال کر دیا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا کون ہے؟"

سرگئی الیا نے کہا "سپر ماسٹر کے ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے الوں کی بھیڑ لگی ہے۔ اس بھیڑ سے ایک خیال خوانی کرنے والا ل گیا تھا' اپنے ملک سے رابطہ ختم کر چکا تھا اور آزادی سے زندگی زار رہا تھا' اس کا نام ایوان راسکا ہے۔"

وہ سب سرگئی الیا سے مصافحہ کرتے ہوئے اسے مبارک باد ینے لگے' وہ بولی "میں اس کمرے میں جا رہی ہوں۔ جب تک وان راسکا یہاں نہیں پہنچے گا' میں خیال خوانی کے ذریعے اس کی گرانی کرتی رہوں گی۔"

وہ دوبارہ اسی کمرے میں چلی گئی۔ ماسک مین اور دوسرے اعلیٰ جی افسران بہت خوش تھے۔ وہ اپنے اجلاس میں سونیا اور فرہاد کی رفتاری یا موت کے منصوبے پیش کرنے آئے تھے لیکن اس نئی وشی میں اجلاس کے ایجنڈے کو بھول گئے تھے۔ ان کے ملک میں یک اور ٹیلی پیتھی جاننے والے کا اضافہ ہونے والا تھا۔

O☆O

جان لمبوڈا نے کئی ڈاکٹروں سے ہدایات حاصل کی تھیں کہ تنے گیلن پانی میں کتنا زہر ملایا جائے اور وہ زہر کس نوعیت کا ہو کہ نی پیتے وقت زہر کا یا کڑوے پن کا احساس نہ ہو۔ ڈاکٹروں سے مل معلومات حاصل کرنے کے بعد لمبوڈا کے ماتحتوں نے ولیج سے رہ میل دور ایک پائپ لائن کو توڑا تھا اور مقررہ مقدار میں زہر اکر پائپ کو جوڑ دیا تھا۔

یہ کام تو ہوگیا تھا لیکن یہ منظر دیکھنے کی ایسی کوئی جگہ نہیں تھی ہاں سے انہیں نظر آتا کہ ولیج میں پانی پینے والوں پر کیا گزر رہی ہے۔ وہ وہاں سے دس میل دور ہائی وے پر جاسکتے تھے اور وہاں سے ت ہی طاقتور دور بین سے ولیج کے گیٹ اور احاطے کو دیکھ سکتے تھے۔

ان کی ٹیم کے تین آدمی ایک گاڑی میں بیٹھ کر ہائی وے پر ئے۔ ان کے پاس طاقتور دور بین تھی۔ اس سے دس میل دور کے لوگوں کو دیکھا جاسکتا تھا۔ انہوں نے وہاں سے گزرتے ہوئے جو کچھ دیکھا اسے لمبوڈا نے ان کے دماغوں میں رہ کر سمجھا۔ دوسری ٹیم کے پاس آکر بتایا کہ احاطے کے گیٹ کے پاس پہرا دینے والے مسلح ارڈز زمین پر پڑے ہیں' پتا نہیں وہ مر چکے ہیں یا بیہوش ہیں۔

لمبوڈا کے آدمی ولیج کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اگرچہ ں بارہ میل دور تھے۔ تاہم لمبوڈا کا حکم سن کر گاڑیوں کے ذریعے لد سے جلد ولیج میں آسکتے تھے۔ ابھی اس نے حکم نہیں دیا تھا۔ یہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ ولیج کے اندر بھی تمام لوگ مر چکے ہیں۔

سرحد کے قریب پرائیویٹ پورٹ کے رن وے پر چار ہوائی جہاز کھڑے ہوئے تھے۔ جان لمبوڈا نے چاروں کے پائلٹ کو حکم دیا۔ "فلائی کرو اور ولیج پر بمباری کرو۔"

اس کا حکم سنتے ہی طیارے پرواز کرنے لگے۔ وہ تیز رفتار طیارے سرحد سے بیس منٹ میں ولیج کے قریب آئے اور بمباری کرتے ہوئے گزرنے لگے۔ لمبوڈا نے پائلٹوں کے ذریعے دیکھا۔ ولیج کے اندر کئی لوگوں کی لاشیں دور تک زمین پر نظر آئیں۔ طیارہ شکن توپوں کے پاس بھی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ولیج میں کسی نے دفاع نہیں کیا تھا۔ بمباری سے کئی مکانات تباہ ہوگئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ زہریلے پانی نے سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔

لمبوڈا نے پائلٹوں سے کہا "واپس چلو اور دوبارہ بمباری کرو' جو لوگ زہر سے نیم جاں ہوں گے وہ ہوائی حملوں سے مر جائیں گے۔"

وہ چاروں طیارے پھر ولیج کی طرف آئے۔ لمبوڈا نے دیکھا' اچانک ہی ایک طیارہ تباہ ہوگیا تھا۔ ولیج میں جو طیارہ شکن توپ تھی وہاں ایک شخص نظر آرہا تھا۔ یقیناً وہ فرہاد ہوگا۔ جس پر زہر نے اثر نہیں کیا ہوگا۔ اس کے علاوہ کوئی اور زندہ شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

لمبوڈا نے تینوں طیاروں کو واپس جانے کا حکم دیا اور کہا "وہ سب اٹینشن رہیں' اگر فرہاد ہیلی کاپٹر کے ذریعے فرار ہونا چاہے گا تو طیارے پھر پرواز کریں گے اور اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیں گے۔"

پھر وہ زمینی فوج کے پاس آیا۔ ولیج کے اطراف دس میل کے فاصلے پر اس کے پچاسوں ماتحت تھے۔ ایک چھوٹی سی فوج کی طرح مسلح تھے۔ اس نے انہیں حکم دیا "فوراً آگے بڑھو۔ ولیج میں صرف فرہاد زندہ ہے وہاں بے دھڑک گھس پڑو۔"

اس کا حکم سنتے ہی تیز رفتار گاڑیاں ولیج کی طرف چل پڑیں۔ لمبوڈا نے ایک پائلٹ کو پرواز جاری رکھنے کی ہدایت کی۔ پائلٹ طیارہ شکن توپ سے بچنے کی کوشش کرتا ہوا پرواز کرنے لگا۔ لمبوڈا اس کے ذریعے دیکھنا چاہتا تھا کہ فرہاد وہاں موجود ہے یا فرار ہو رہا ہے پھر اس کی موجودگی کا ثبوت یوں ملا کہ وہ دوسرا طیارہ بھی تباہ ہوگیا۔

لمبوڈا نے دوسرے ماتحتوں کے پاس آکر کہا "بہت ہوشیاری سے ولیج کے اندر جاؤ۔ فرہاد طیارہ شکن توپ کے پاس موجود ہے۔"

وہ چھوٹی سی فوج ولیج میں داخل ہو رہی تھی۔ داخل ہونے کے بعد پتا چلا کہ لمبوڈا نے پائلٹ کے ذریعے ولیج میں جو لاشیں دیکھی تھیں وہ محض پلاسٹک کے پتلے تھے' جنہیں لباس پہنا دیا گیا تھا۔ ولیج کے بڑے گیٹ کے پاس جو گارڈز تھے وہ یوگا کے ماہر تھے اور لاشوں کی طرح دم سادھ کر لیٹے ہوئے تھے۔ جب لمبوڈا کے فوجی ولیج میں داخل ہوگئے تو احاطے کا بڑا گیٹ خود بخود بند ہوگیا۔ اور جو دم سادھ کر لاشیں بنے ہوئے تھے' وہ اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔

بازی پلٹ رہی تھی۔ لبوڈا نے ماتحتوں سے پوچھا "یہ گیٹ خود بخود کیسے بند ہوگیا۔ اسے کھولو' واپس جانے کا راستہ کھلا رکھو۔"

دو مسلح ماتحت دوڑتے ہوئے اسے کھولنے لگے۔ پھر اس سے چپک کر رہ گئے۔ چیخیں مارتے ہوئے تڑپتے ہوئے ہمیشہ کے لئے ٹھنڈے ہوگئے۔ ان کی موت نے یہ وارننگ دی کہ گیٹ اور باؤنڈری وال کے ساتھ نادیدہ بجلی کے تار ہیں جو اس دنیا سے دوسری دنیا میں پہنچا دیتے ہیں۔

جان لبوڈا نے کہا "فرار کے راستے بند کردیے گئے ہیں' ولیج میں بجلی گھر تلاش کرو۔ اور نادیدہ تاروں میں دوڑنے والی بجلی کی سپلائی روک دو۔ یاد رکھو تمہارے مقابلے میں ایک ہی شخص فرہاد ہے۔ وہی تمہارے لئے دشواریاں پیدا کررہا ہے۔ اس ایک پر قابو پالو۔ اسے نظر آتے ہی گولیوں سے چھلنی کردو۔"

وہ جس کے دماغ میں بول رہا تھا۔ اس ماتحت نے کہا "سر! یہاں صرف فرہاد نہیں' پوری بستی زندہ ہوگئی۔ یہ پلاسٹک کی لاشیں بتارہی ہیں کہ ہوائی حملے سے کسی کو موت نہیں آئی ہے۔ سب چھپے ہوئے ہیں۔"

فرہاد ولیج کے متعلق جان لبوڈا کی معلومات مکمل نہیں تھیں۔ اس پورے ولیج کی زمین کے نیچے ایک فٹ موٹے فولاد کی پلیٹیں بچھی ہوئی تھیں۔ یعنی زمین کے نیچے بھی ایک اور فولادی زمین بچھائی گئی تھی۔ جس پر فضائی بمباری کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ خطرے کے وقت ولیج میں رہنے والے فولادی چھت کے تہ خانے میں چلے جاتے تھے۔

اس تہ خانے میں کم از کم چار ہزار افراد پناہ لے سکتے تھے۔ نادیدہ بجلی کے تاروں کا سلسلہ اسی تہ خانے سے تھا۔ جگہ جگہ ٹی وی اسکرین پر دکھائی دیتا تھا کہ اوپر فرہاد ولیج میں کیا ہورہا ہے۔

میں' سونیا' ماریا اور ولیج کے دوسرے تمام لوگ بستی میں داخل ہونے والوں کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے داخل ہوتے ہی سیکیورٹی افسر نے ایک خودکار نظام کے ذریعے اوپر کے احاطے کے بڑے گیٹ کو بند کردیا تھا اور الیکٹرک انجینئر نے نادیدہ تاروں میں بجلی دوڑادی تھی۔ ہم نے دو مسلح دشمنوں کو گیٹ سے چپک کر مرتے دیکھا تھا۔

اوپر ولیج میں ایک بجلی گھر تھا۔ جہاں سے تمام بنگلوں اور دفتروں میں بجلی سپلائی کی جاتی تھی۔ صرف نادیدہ تاروں کا کنکشن تہ خانے سے تھا۔ ایک مسلح دشمن محتاط انداز میں چلتا ہوا بجلی گھر کے سامنے آیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دروازے کے اندر فرش پر اور دیواروں پر بجلی دوڑ رہی تھی۔ وہ جیسے ہی دروازے سے داخل ہوا۔ چیخ مار کر تڑپنے لگا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اچھل کر بجلی گھر سے باہر آیا اور زمین پر گر کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا۔

مسلح دشمنوں میں سنسنی پھیل گئی۔ انہیں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ ان کا مقابلہ کسی سے نہیں ہورہا تھا لیکن وہ مررہے تھے۔ تین ساتھیوں کی موت نے بتادیا تھا کہ وہ ولیج کی کسی دیوار کو چھو نہیں سکتے اور کسی دروازے سے داخل نہیں ہوسکتے۔ گویا وہ ایک چوہے دان میں پھنس گئے تھے۔

پھر میں نے تہ خانے کے مائیک کو آن کرکے کہا "ہیلو! میں زندہ ہوں اور تم سے مخاطب ہوں۔"

میری آواز ولیج میں ہر طرف سنائی دے رہی تھی۔ وہ سب گھوم گھوم کر دیکھ رہے تھے۔ انہیں لاؤڈ اسپیکر دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ پتا نہیں چل رہا تھا' میں کہاں ہوں اور آواز کہاں سے آرہی ہے۔

میں نے کہا "یہ فرہاد ولیج ہے' دوستوں کے لئے جنت ہے اور دشمنوں کے لئے قبرستان۔ تم سب اس قبرستان میں زندہ رہوگے۔ بھوکے رہوگے اور جب پیاس برداشت نہیں ہوگی تو زہریلا پانی پیوگے۔"

وہ سب پریشان ہوکر دور دور تک یوں دیکھنے لگے جیسے ابھی کوئی معجزہ ہوگا اور ولیج سے باہر جانے کا راستہ کھل جائے گا' ایسے وقت معجزے ہی کی توقع کی جاتی ہے۔

میں نے کہا "بمباری کرنے والے طیارے اسرائیل کے تھے لیکن تم لوگ اپنی چال ڈھال اور گفتگو کے انداز سے سو فیصد امریکی ہو' بہتر ہے اپنی زبان سے حقیقت بتاؤ۔ اسرائیلی ہو' امریکی ہو یا دوغلی نسل سے ہو۔"

جان لبوڈا جس خاص ماتحت کے دماغ میں تھا اس ماتحت نے کہا "مسٹر لبوڈا! آپ نے کہاں لاکر پھنسادیا ہے؟"

لبوڈا نے کہا "بکواس نہ کرو' میں نے جان بوجھ کر نہیں پھنسایا ہے۔ تم لوگوں نے دیکھا ہے کہ ہم کتنی محنتوں کے بعد یہاں تک آئے ہیں۔"

"ہم نے بڑی محنت کی ہے لیکن فرہاد نے یہ محنت کرائی ہے۔ اگر وہ آسانی سے پہنچنے دیتا تو ہم اس کی کوئی چال سمجھ کر کبھی نہ آتے۔ آپ لوگ بڑے تجربہ کار ہیں' اتنا تو سمجھنا چاہئے تھا کہ یہ فرہاد ولیج ہے اور اسے سونیا کی ذہانت سے آباد کیا گیا ہے۔"

"جو ہوگیا سو ہوگیا۔ مجھ سے بحث نہ کرو' کچھ سوچنے سمجھنے دو۔"

میں نے مائیک کے ذریعے کہا "میں ایک منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ اپنا شجرہ بتاؤ۔ ورنہ ایک ایک شخص زخمی ہوگا اور مجھے اپنے دماغ میں جگہ دے گا' پھر کوئی بات پردے میں نہیں رہے گی۔"

ایک ماتحت نے زبان سے مخاطب کیا "مسٹر لبوڈا! تم کہاں ہو؟ ہم میں سے کسی کے دماغ میں ہو یا ہمیں مصیبت میں چھوڑ کر چلے گئے ہو۔"

خاص ماتحت نے کہا "مسٹر لبوڈا کا نام زبان پر نہ لاؤ' فرہاد نام سے پہچان لے گا کہ ہمارا تعلق کس ملک سے ہے' وہ اپنے مشیروں سے اس سلسلے میں مشورے لینے گیا ہے۔"

"جب تک وہ آئے گا' ایک منٹ کی مہلت گزر چکی ہوگی' یہاں نادیدہ فائرنگ شروع ہوگی اور ہم زخمی ہوتے جائیں گے۔ زخم کی تکلیف سے کمزوری بڑھے گی اور پیاس لگے گی تو ہمیں زہریلا پانی پینا پڑے گا۔"

"جتنی جلدی ہوسکے' ہمیں ان کے چھپنے کی جگہ تلاش کرنا چاہئے۔"

"کہاں تلاش کریں؟ ایک قدم بھی آگے بڑھتے ہوئے دل دھڑکتا ہے کہ پتا نہیں بجلی کے نادیدہ تار کہاں ہم سے لپٹ جائیں گے۔"

"ہاں یہ دھڑکا ضرور ہے۔ ہم آگے بڑھیں گے لیکن کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگائیں گے' چلو وقت ضائع نہ کرو۔"

وہ سب مختلف سمتوں میں جانے لگے۔ ان پر دو طرح کا خوف حاوی تھا۔ ایک تو بجلی کے نادیدہ تار نادیدہ خطرہ بن گئے تھے۔ دوسرے یہ خوف تھا کہ انہیں زہریلا پانی نوش کرنا ہوگا۔

سونیا نے اس بستی کی تعمیر کے دوران ہر ممکن خطرے کو پیش نظر رکھا تھا۔ بستی کے بڑے ٹینک میں جو پانی اسٹور ہوتا تھا اسے چیک کرنے کے لئے طبی آلات لگائے تھے۔ اس ٹینک کے ساتھ ایک شیشے کا فش ایکوریم تھا جس میں مچھلیاں تیرتی رہتی تھیں۔ اس ایکوریم کا پانی ایک طرف سے خارج ہوتا رہتا تھا اور دوسری طرف سے نیا پانی داخل ہوتا رہتا تھا۔ اس روز اچانک ہی فش ایکوریم کی مچھلیاں مرنے لگیں تو انچارج نے پانی کا والو بند کردیا تاکہ پانی آگے نہ بڑھے اور بستی کا کوئی شخص اسے استعمال نہ کرے۔

پھر واٹر سپلائی کرنے والے انچارج نے مجھے اطلاع دی کہ مچھلیوں کے مرنے کے بعد پانی کا طبی معائنہ کیا ہے اور ٹینک کا تمام پانی زہریلا ثابت ہوا ہے۔ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ کسی جگہ زمین کھود کر پائپ کو توڑ کر پانی میں زہر کی کافی مقدار ملائی گئی ہے اور دشمن ہمیں مردہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

میں نے ان کی خواہش پوری کردی۔ چند یوگا کے ماہرین کو گیٹ کے باہر مردہ بن کر زمین پر لیٹ جانے کی ہدایت کی اور ولیج کے اندر پلاسٹک کے مجسموں کو دور دور لٹادیا تاکہ دور سے دیکھنے والوں کو بستی کے لوگ مردہ نظر آتے رہیں' پھر وہی ہوا جو میں چاہتا تھا' دشمن جاں کچے دھاگوں سے بندھے چلے آئے۔

طیاروں کی بمباری سے کچھ مکانات اور دفاتر کو نقصان پہنچا لیکن بستی کے تمام لوگ سلامت رہے۔ جو نقصان ہوا اس کا ہم ہرجانہ وصول کرنے والے تھے۔ ابھی میں نے جو مہلت دی تھی' اس کا وقت گزر چکا تھا اس کے باوجود میں نے ڈھیل دی تاکہ وہ لوگ ہمیں ڈھونڈنے کی حسرت پوری کرلیں۔

انہیں ایک بہت بڑی چار دیواری دکھائی دی جس کے اندر بہت زیادہ قوت کا جنریٹر چل رہا تھا۔ انہوں نے سوچا اسے بند کردیا جائے تو بجلی کی سپلائی رک جائے گی اور نادیدہ تاروں کا خوف بھی نہیں رہے گا۔ لیکن بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟ کون جنریٹر کی چار دیواری میں جائے گا؟

ایک ماتحت نے رائفل سیدھی کرتے ہوئے کہا "اگر دروازے کے سامنے نادیدہ تار ہوں گے تو فائرنگ سے تار کٹ کر الگ ہوجائیں گے۔"

ہم نہیں چاہتے تھے کہ وہ فائرنگ کے ذریعے تاروں کو کاٹ دیں۔ ماریا ڈائنامائٹ کے سوئچ بورڈ کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے پورے ولیج کا نقشہ تھا کہ کس جگہ کس نمبر کا ڈائنامائٹ چھپا کر رکھا گیا ہے۔ ماریا نے ایسے ہی ایک نمبر کے بٹن کو دبایا تو رائفل اٹھا کر فائر کرنے والے کی گولی نہیں چلی' قدموں تلے زبردست دھماکا ہوا۔ کتنے ہی مسلح دشمن دھماکے کے نتیجے میں اچھل کر تنکوں کی طرح اوپر گئے اور چیتھڑوں کی طرح واپس زمین پر آئے۔ دور کھڑے ہوئے لوگ زخمی ہوئے۔ ان سے دور تماشا دیکھنے والوں نے فوراً ہی اپنے ہتھیار پھینک دیے۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر زور زور سے بولنے لگے "ہمیں معاف کردو ہم سرنڈر کرتے ہیں۔"

ایک نے کہا "ہم اپنی آوازیں سنا رہے ہیں۔ ہمارے دماغوں میں آکر جو معلومات چاہتے ہو' حاصل کرلو۔"

خیال خوانی کے لئے لیلیٰ' سلطانہ اور سلمان آگئے تھے۔ وہ ایک ایک آواز سن کر ان کے دماغوں میں جانے لگے۔ ایسے ہی وقت لبوڈا ایک ماتحت کے اندر آکر اونچی آواز میں بولا "مسٹر فرہاد! میں جے مورگن ہوں' تم سے سمجھوتا کرنا چاہتا ہوں۔"

میں نے اسی ماتحت کے دماغ میں آکر کہا "لبوڈا! تمہاری مکاری ظاہر ہوگئی ہے۔ تم نے اپنے ملک کے طیاروں کو اسرائیلی طیارے بنا کر یہاں بمباری کرائی ہے۔ ہم تمہارے ماتحتوں کے چور

خیالات پڑھ چکے ہیں۔"

وہ بولا "میں نے ان تمام ماتحتوں پر تنویمی عمل کیا ہے' وہ اس عمل کے زیرِ اثر غلط معلومات فراہم کررہے ہیں۔"

"تم تنویمی عمل کے ذریعے یہ باتیں نقش کراسکتے تھے کہ وہ سب اسرائیلی یہودی ہیں اور طیارے بھی اسرائیلی تھے۔ کیا تم نے ان کے دماغوں میں اپنے ہی خلاف باتیں نقش کرائی ہیں؟"

وہ لاجواب ہو کر بولا "اس بحث سے کیا فائدہ؟ تمہارا جتنا بھی نقصان ہوا ہے' اسے ہم پورا کریں گے۔"

"ابھی جاؤ اور ایک گھنٹے بعد آؤ۔"

جب میرے ولیج پر حملہ ہوا تھا' تب ہی میں نے حکومتِ فرانس کو اور جناب علی اسد اللہ تبریزی صاحب کو صورتِ حال سے آگاہ کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ یہاں بین الاقوامی نشریاتی ادارے کو مدعو کرکے ساری دنیا کو ٹی وی اسکرین پر بمباری کے نتائج دکھائے جائیں۔

لبوڑا سے باتیں کرنے کے دوران ہی فرانسیسی فوج کا ایک دستہ بین الاقوامی نشریاتی ادارے کے عملے کے ساتھ آگیا۔ فوج نے لبوڑا کے تمام ماتحتوں کے ہتھیاروں پر قبضہ کیا اور انہیں حراست میں لے لیا۔ وہ جو بھی کارروائیاں کررہے تھے ان کی ویڈیو رپورٹ کیمرے کے ذریعے اسکرین تک پہنچائی جارہی تھی۔ جو مکانات اور دفاتر تباہ ہوئے تھے' انہیں بھی کیمرے کے ذریعے دکھایا جارہا تھا۔

میں نے ڈی سونیا اور ڈی فرہاد کو چور راستے سے اوپر بھیج دیا۔ بین الاقوامی نشریاتی ادارے کے نمائندے نے سونیا سے سوال کیا۔ "میڈم! آپ ہوائی حملے کے وقت کہاں تھیں؟"

وہ بولی "ہم نے ایک محفوظ پناہ گاہ بنائی ہے۔ ہماری احتیاطی تدابیر کے باعث ولیج کے تمام باشندے اسی پناہ گاہ میں محفوظ ہیں۔"

"کیا آپ بتائیں گی کہ وہ پناہ گاہ کہاں ہے؟"

"سوری' یہ فرہاد ولیج کا ایک راز ہے۔"

نمائندے نے کہا "دنیا والے عقل سے سوچ سکتے ہیں کہ وہ پناہ گاہ زیرِ زمین ہے اور ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ ہیوی بمباری کا اثر اس پناہ گاہ پر نہیں پڑتا اور وہاں تک پہنچنے کا راستہ صرف ولیج کے لوگ جانتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "آپ اور دنیا والے اپنے طور پر کوئی بھی رائے قائم کرسکتے ہیں۔"

نمائندے نے ڈی فرہاد سے سوال کیا "مسٹر فرہاد! آپ اور میڈم یہاں اصلی صورت کے ساتھ نظر آرہے ہیں' اس کی وجہ؟"

ڈی فرہاد نے کہا "آپ دیکھ رہے ہیں کہ دشمنوں کے زبردست حملوں کے باوجود ہم محفوظ ہیں۔ اس بستی کا ڈیزائن سونیا نے تیار کیا تھا اور اپنی موجودگی میں تمام احتیاطی تدابیر کے ساتھ اس کی تعمیر کرائی تھی۔ اس وقت یہاں آپ کا عملہ اور فرانس کے فوجی ہیں۔ اتنی بھیڑ میں کوئی دشمن اچانک ہمیں قتل کرسکتا ہے۔ لیکن نہیں کرسکے گا۔"

"آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

ڈی نے ایک فوجی سے گن لے کر لبوڑا کے ایک ماتحت کو دیا۔ پھر اس سے کہا "میں تم سے غافل ہوں مجھے گولی مارو۔"

وہ کبھی ایسا نہ کرتا' لیکن اس کے دماغ میں لبوڑا موجود تھا اس نے فوراً ہی اس کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر اس کے ہاتھوں سے گولی چلادی۔ گولی ڈی فرہاد کو لگی پھر اتنی ہی تیزی سے ریباؤنڈ ہو کر اس ماتحت کے جسم میں پیوست ہوگئی۔

ڈی سونیا اور فرہاد نے ایسا بلٹ پروف لباس پہنا تھا جس پر گولیاں جتنی تیزی سے آکر لگتی تھیں اتنی ہی تیزی سے واپس وہیں جاتی تھیں جہاں سے چلائی جاتی تھیں۔ لبوڑا نے ناکام ہو کر دوسرے ماتحت کے ذریعے گن کو دوبارہ اٹھایا۔ لیکن فوجی افسر نے وہ گن چھین لی۔

نمائندے نے سوال کیا "جب اس قدر غیر معمولی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں تو ہوائی حملوں سے بچنے کے انتظامات کیوں نہیں کئے گئے؟"

ڈی نے جواب دیا "پہلے آپ گرفتار ہونے والوں سے سوالات کریں' پھر میں جواب دوں گا۔"

نمائندہ مائیک لے کر ایک ماتحت کے پاس آیا۔ میں نے فوراً ہی اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا تاکہ لبوڑا اسے غلط بیانی پر مجبور نہ کرے۔ اس ماتحت نے کہا "ہم امریکا سے آئے ہیں اور ٹیلی پیتھی جاننے والا جان لبوڑا ہمارا کمانڈر ہے۔"

لبوڑا نے دوسرے ماتحت کی زبان سے چیخ کر کہا "یہ جھوٹ بول رہا ہے۔"

سلمان نے تیسرے ماتحت کی زبان سے کہا "جھوٹ نہیں سچ ہے۔ چار امریکی طیاروں کے رنگ اور نمبر بدل کر انہیں اسرائیلی طیارے بنائے گئے تاکہ ہوائی حملوں کا الزام اسرائیلی حکومت پر آئے۔"

لبوڑا کسی ایک کے دماغ میں ہی جاکر بول سکتا تھا۔ ان نے ایسی سچویشن کے متعلق سوچا بھی نہیں تھا۔ سوچ لیتا تو اپنے ساتھ دو چار خیال خوانی کرنے والے لے آتا۔ اب تو کسی کے دماغ سے میں' کسی کی زبان سے سلمان' کسی کے ذریعے لیلیٰ اور سلطانہ بول رہی تھیں۔

پھر ویڈیو کیمرے کے ذریعے واٹرٹینک کا زہریلا پانی دکھایا گیا۔ کیمرے کا دوسرا یونٹ ولیج سے دور اس جگہ تھا جہاں طیاروں کو توپوں کے ذریعے گرایا گیا تھا۔ ان طیاروں کے ٹکڑے بھی اسکرین پر پیش کئے جارہے تھے۔

پھر ڈی نے نمائندے سے کہا "آپ نے سوال کیا تھا کہ ہم نے ہوائی حملوں سے بچنے کے انتظامات کیوں نہیں کئے۔ جواب عرض ہے' اگر ہم پہلے ہی طیاروں کو مار گراتے اور ولیج میں ڈمی لاشیں نہ دکھاتے تو اتنے دشمن حراست میں آکر خود اپنی زبان سے

چا بیان نہ دیتے۔ ہم نے بمباری سے نقصان اٹھایا ہے۔ یہ نقصان ہمارے دشمنوں کو مہنگا پڑے گا۔"

نمائندے نے پوچھا "کیا آپ ہرجانہ وصول کریں گے؟"

ڈی سونیا نے کہا "ہم دشمنوں کو جوابی کارروائی کے ذریعے ت ہی بھیانک نقصان پہنچانے کے بعد اس سے جرمانے کے طور پر پچاس لاکھ ڈالر وصول کریں گے تاکہ ہمارے ولیج کے تباہ ہونے الے مکانوں اور دفتروں کی دوبارہ تعمیر ہوسکے۔"

نمائندے نے کہا "جرمانے کے طور پر پچاس لاکھ ڈالر وصول کرنے والی بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن جواباً نقصان پہنچانے کا کیا راز ہے۔"

"فرہاد ولیج پر حملہ کرنے اور یہاں قدم رکھنے کی جو جرات کی ئی ہے۔ اس کی سزا جوابی کارروائی سے دی جائے گی تاکہ آئندہ وئی دشمن ادھر آنے کا خواب دیکھنے کی بھی جرات نہ کرے۔"

دوسرے نمائندے نے آکر کہا "امریکا میں مارشل ڈی مورا را کچھ کہنے کے لئے تیار ہیں۔"

اسکرین پر بین الاقوامی رابطہ بدل گیا۔ مارشل ڈی مورا نظر نے لگا۔ وہاں ایک نمائندہ مارشل کا تعارف کرارہا تھا۔ پھر اس نے سوال کیا "فرہاد ولیج پر حملے کا الزام آپ کی حکومت پر ہے اور ں کے کئی ثبوت اور گواہان بھی ہیں' آپ اس سلسلے میں کیا کہیں گے؟"

مارشل ڈی مورا نے کہا "ہمارے خلاف ان قیدیوں نے بیان ا ہے جو ولیج میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ فرہاد کی فیملی میں چھ خیال وانی کرنے والے ہیں۔ وہ لوگ یکے بعد دیگرے ہر قیدی کے دماغ ں جاکر ہمارے خلاف بولتے رہے اور دیکھنے والوں کی سمجھ میں یہ آتا رہا کہ قیدی بول رہے ہیں۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے جھوٹ کو سچ ور سچ کو جھوٹ بنایا جاتا ہے۔ ہم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ریعے ان کا توڑ کرسکتے تھے لیکن ہم دنیا والوں کو دھوکا نہیں دینا اہتے۔ سیدھی سی بات ہے' ہمیں فرہاد ولیج سے کوئی دلچسپی نہ پہلے ی' نہ اب ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بول کر اور جھوٹا الزام عائد کرکے ہمیں جوابی کارروائی کی دھمکی دیں گے اور ہم سے پچاس لاکھ ڈالر وصول کریں گے تو وہ بے شک احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔"

نمائندے نے کہا "آپ الزامات سے انکار کررہے ہیں۔ آپ کے انکار سے اسرائیلی حکومت پر الزام آتا ہے۔"

مارشل نے کہا "میں اپنے ملک کی طرف سے صفائی پیش کررہا ہوں' اسرائیلی حکومت کو الزام نہیں دے رہا ہوں۔ اسرائیل سے ہمارے تعلقات ہمیشہ دوستانہ رہے ہیں۔"

بین الاقوامی رابطے کا عملہ اسرائیل میں بھی موجود تھا۔ اسکرین پر اسرائیلی وزیرِ خارجہ کو دکھایا گیا۔ نمائندے نے سوال کیا۔ "آپ کے ملک کے دو طیارے فرانس میں تباہ ہوئے ہیں' آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟"

اس نے جواب دیا "یہ سراسر الزام ہے۔ حکومتِ فرانس نے احتجاج کیا ہے کہ ہمارے طیارے بین الاقوامی پرواز کی خلاف ورزی کرکے تباہی مچانے آئے تھے۔ دو فرار ہوگئے اور دو تباہ ہوگئے۔ یہ ہمارے لئے حیرانی اور پریشانی کی بات ہے۔ بیٹھے بٹھائے ہم پر جھوٹا الزام عائد کیا جارہا ہے۔ وہ ہمارے طیارے نہیں ہیں بلکہ ہمارے طیاروں کی نقل ہیں۔"

نمائندے نے پوچھا "گویا آپ کو پھانسنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایسا کون کرسکتا ہے؟"

وزیرِ خارجہ نے کہا "فرہاد خود کو بہت چالاک سمجھتا ہے۔ اس نے ہمارے طیاروں کی نقل کرائی ہے۔ اور قیدیوں کے دماغوں میں جاکر امریکا کے خلاف بیان دیا ہے۔ ایک طرف وہ امریکا کو دھمکیاں دے کر پچاس لاکھ ڈالر وصول کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف نقلی طیاروں کا حوالہ دے کر ہمیں بھی بلیک میل کرے گا۔ جب چراغ بجھنے پر آتا ہے تو زور زور سے بھڑکتا ہے۔ فرہاد بھی کچھ زیادہ ہی بھڑک رہا ہے۔ یہ اُس کے زوال کی علامت ہے۔"

ایک اور نمائندے نے کہا "ناظرین! اب ہم فرانس کے وزیرِ خارجہ سے کچھ سوالات کررہے ہیں۔"

اسکرین پر فرانس کے وزیرِ خارجہ کو دکھایا گیا۔ نمائندے نے کہا "فرہاد کی پوری فیملی سے آپ کے ملک کے دیرینہ اور مستحکم تعلقات ہیں۔ آپ ان کے خلاف سپرپاورز کی زبان سے بھی کچھ سننا گوارا نہیں کرتے' کیا یہ سچ ہے؟"

فرانس کے وزیرِ خارجہ نے کہا "آپ سپرپاورز کی بات کرتے ہیں اگر فرہاد علی تیمور' بھی جھوٹ بولے تو ہم گوارا نہیں کریں گے۔ آپ کی معلومات کے لئے عرض کردوں کہ سونیا اور فرہاد سے ہماری حکومت کے براہِ راست تعلقات نہیں ہیں۔ ہمارے دیرینہ تعلقات بابا فرید واسطی مرحوم کے ادارے سے ہیں۔ اسی ادارے کے ذریعے فرہاد کی فیملی سے ہمارا رابطہ رہتا ہے۔"

"فرہاد ولیج میں جو کچھ ہوا' اس کا الزام آپ کس پر ڈالیں گے؟"

"سوال فرہاد ولیج کا نہیں ہے۔ میں فرانس کا وزیرِ خارجہ ہوں۔ میرے ملک کے اندر یہ واردات ہوئی ہے۔ واردات کے سلسلے میں اسرائیلی طیاروں کا ملبہ پایا گیا ہے اور تمام قیدی امریکی باشندے ہیں اور انہوں نے امریکا کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے جان لبوڑا کے خلاف بیان دیا ہے' لہٰذا میری نظروں میں دونوں ہی ممالک موجودہ واردات کے ذمے دار ہیں۔"

نمائندے نے کہا "مسٹر فرہاد نے امریکا میں ایک بھیانک تباہی کی دھمکی دی ہے۔ کیا آپ فرہاد اور مارشل ڈی مورا کے درمیان کوئی سمجھوتا کرائیں گے؟"

"میرے ملک کے اندر ایک بستی پر بمباری کی گئی۔ پھر مسلح افراد نے حملہ کیا۔ میں اسے سیاسی جرم کہتا ہوں۔ امریکا اور اسرائیل سے احتجاج کرتا ہوں۔ یہ دونوں ممالک اپنے جرائم سے

انکار کرتے رہیں گے اور فرہاد کوئی انتقامی کارروائی کرے گا تو ہم خاموش تماشائی بن کر رہیں گے۔ میں اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔"

نمائندے نے کہا "ناظرین! ہم نے فرہاد ویلج کی واردات سے تعلق رکھنے والے تمام کرداروں کو پیش کیا ہے۔ ان میں کچھ کردار سچے ہوسکتے ہیں اور کچھ جھوٹے۔ ہمارا خیال ہے اس سلسلے میں کوئی دانشمندانہ سمجھوتا نہ ہوا تو حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں گے۔ سوال ہے کس کے حالات؟ جواب ہے 'آنے والا وقت بتائے گا' گڈبائی۔"

بین الاقوامی نشریاتی رابطے کا عملہ اور فرانس کے فوجی ہماری بستی سے قیدیوں کو لے کر چلے گئے۔ ویلج کا بڑا گیٹ پھر بند ہوگیا۔ پہلے دشمنوں کو تجسس تھا کہ اس گیٹ کے پیچھے فرہاد کی نئی بستی کیسی ہوگی۔ ہم نے انہیں دکھادیا کہ یہ بستی کیا بلا ہے۔ وہ چاند ستاروں پر پہنچ سکتے ہیں لیکن فرہاد ویلج میں قدم نہیں رکھ سکتے۔"

سونیا نے کہا "ہمیں اپنا چیلنج پورا کرنا ہے۔"

میں نے پوچھا "کیا چاہتی ہو؟"

وہ بولی "ہم نے مرینا سے وعدہ کیا تھا کہ اس کے ملک کو نقصان نہیں پہنچائیں گے لیکن مرینا نے اپنی خود غرضیوں سے ہمیں بہت مایوس کیا ہے۔ وہ اپنے راستے پر چلتی ہے لہٰذا ہم بھی اپنے راستے پر چلیں گے۔ اس بار ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کیا جائے گا۔"

میں نے کہا "وہ دوسری بنالیں گے۔"

"وہ ایک نہیں درجنوں بناسکتے ہیں لیکن ہر مشین پر کروڑوں ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔ ایک تو ان کی محنت اور رقم برباد ہوگی۔ دوسرے یہ وہشت رہے گی کہ ہم ان کے تمام خفیہ اڈوں میں لاکھ پہرے داروں کے باوجود پہنچ سکتے ہیں۔"

"میں تمہیں بتاچکا ہوں کہ مشی گن جھیل والے اڈے میں ایک مکھی بھی اڑ کر نہیں جاسکتی۔ کیا تم نے وہاں تک پہنچنے کا راستہ سوچا ہے۔"

"ایک بار علی تیمور سے اس سلسلے میں بات ہوئی تھی۔ وہ الیکٹرانک اور سائنسی تجربات کرتا رہتا ہے۔ مجھے اُس کا ایک منصوبہ بہت پسند آیا تھا۔ اس سے رابطہ کرو اور کہو اس کی ممانے ٹرانسفارمر مشین والے منصوبے کو اوکے کردیا ہے۔"

میں نے علی کو مخاطب کیا۔ کوڈ ورڈز ادا کیے، پھر کہا "ہیلو بیٹے! کیسا وقت گزر رہا ہے؟"

"بہت اچھا، آپ جانتے ہیں، میں کبھی بیکار نہیں بیٹھتا۔ کبھی لائبریری میں پڑھتا ہوں اور کبھی لیبارٹری میں تجربات کرتا رہتا ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے کی لائبریری اور لیبارٹری کا ساری دنیا میں جواب نہیں ہے۔"

"ثانی کیا کررہی ہے؟"

"میرے ساتھ مصروف رہتی ہے۔ غیر معمولی طور پر ذہین ہے، لیبارٹری کے کسی بھی عملی تجربے میں مجھ سے پیچھے نہیں رہتی۔"

"تم نے ٹرانسفارمر مشین کی تباہی کے سلسلے میں اپنی مما کے سامنے کوئی منصوبہ پیش کیا تھا؟"

"پاپا! اس بات کو ایک عرصہ گزر چکا ہے۔"

"تمہاری مما نے اس منصوبے کو اوکے کردیا ہے۔"

"سچ پاپا!"

"بالکل سچ، مشی گن جھیل کی طرف جب چاہو پرواز کرسکتے ہو۔"

"تھینک یو پاپا! میں مما کو کس کرنا چاہتا ہوں۔"

میں ہنستا ہوا دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ سونیا نے پوچھا "کیوں ہنس رہے ہو؟"

"علی بہت خوش ہے، تمہیں کس کرنا چاہتا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "جب سامنا ہوگا تو کرلے گا۔"

○☆○

سرگئی الپا نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا کو ٹریپ کرکے ماسکو لے آئی تھی۔ اسے بڑی رازداری سے کوما میں رکھا گیا تھا اور ڈاکٹر وغیرہ اس کے برین آپریشن کی تیاریاں کررہے تھے۔

ماسک مین نے خوش ہوکر پوچھا "سرگئی! تم انعام کی حقدار ہو، بولو کیا چاہتی ہو؟ جو مانگو گی، وہ ملے گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "مجھے کیا مانگنا چاہیے؟ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے جتنی دولت چاہوں حاصل کرسکتی ہوں۔ اپنی صلاحیتوں کے باعث مجھے عزت مل رہی ہے۔ میں لڑکی ہوں مگر شہ زوروں سے زیادہ شہ زور ہوں یعنی میرے پاس طاقت بھی ہے۔ میری پشت پر اتنے بڑے ملک کی فوج بھی ہے۔ جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا، وہ مانگتے ہیں، میرے پاس سب کچھ ہے پھر کیا مانگوں؟"

"درست کہتی ہو، سب کچھ ہو تو مانگنے کی ضرورت نہیں رہتی، لیکن تمہارے پاس ایک کمی ہے۔"

"بھلا کیا کمی ہے؟"

"تمہارا کوئی جیون ساتھی نہیں ہے۔"

اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "محفلوں میں تمہاری قدر ہوتی ہے، تنہائی میں تمہارا کوئی قدردان نہیں ہے۔"

وہ بولی "میں نے کسی جیون ساتھی کے متعلق کبھی نہیں سوچا۔ خیال خوانی کے ذریعے دنیا بھر کی معلومات حاصل کرنے اور کام کے لوگوں کو اپنا معمول بنانے سے فرصت نہیں ملتی ہے اس لئے کسی ساتھی کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔"

ماسک مین نے کہا "فرہاد اور اس کے بیٹے بہت ہی کمینے ہیں، ٹیلی پیتھی جاننے والی حسین لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھانس لیتے ہیں۔"

"میں کسی کے جال میں پھنسنے والی لڑکی نہیں ہوں۔"

"سرگئی! ابھی تم محبت کی چکربازیوں کو نہیں سمجھتی ہو، محبت ایسا جال ہے جو نظر نہیں آتا۔ جو لڑکی اس جال میں پھنستی ہے، وہ

اپنوں سے بغاوت کرنے لگتی ہے۔"

"تم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ فرہاد کا کوئی بیٹا مجھے الّو بنا کر یہاں سے لے جائے گا اور میں الّو بن کر چلی جاؤں گی۔"

"تم بہت ذہین ہو اور عشق ہمیشہ ذہانت کو کھا جاتا ہے۔ ہمارے اطمینان کے لئے کسی معقول نوجوان سے محبت کرو، شادی کرو، اس طرح تمہاری زندگی میں دشمنوں کے آنے کی گنجائش نہیں رہے گی۔"

"میں تم لوگوں کے مشورے پر غور کروں گی۔ لیکن پتا نہیں کیوں مجھے کوئی مرد اچھا نہیں لگتا ہے۔ میں ہر مرد کی عزت کرتی ہوں مگر کسی پر دل نہیں آتا ہے۔"

وہاں سب ہی مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ماسک مین نے پوچھا "کیا تم ڈاکٹروں کے دماغوں میں جاتی ہو؟ ان میں ..... ایک نیا ڈاکٹر ہے، معلوم کرو، ایوان راسکا کے برین آپریشن میں اسے موجود رہنا چاہیے یا نہیں؟"

وہ بولی "ڈاکٹر نیا ہے لیکن بوڑھا اور تجربہ کار ہے۔ دوسرے ڈاکٹروں نے کچھ سمجھ کر ہی اسے اپنی ٹیم میں شامل کیا ہے۔"

"میں تجربات کی بات نہیں کررہا ہوں۔ یہ معلوم کرو کہ وہ ہمیشہ ہمارا رازدار اور وفادار رہے گا یا نہیں؟"

وہ اٹھ کر بولی "اچھی بات ہے، میں خیال خوانی کرنے جارہی ہوں۔"

وہ وہاں سے چلی گئی، اس کے جانے کے بعد ماسک مین نے اعلیٰ فوجی افسران سے کہا "اس کا دل کسی پر نہیں آتا ہے اور یہ بات ہمارے مقاصد کے خلاف ہے۔"

ایک انٹیلی جنس کے افسر نے کہا "ایک اندیشہ ہے کہ سرگئی کے برین آپریشن میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اس کے لاشعور میں پارس رہ گیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ برین آپریشن سے پچھلی تمام یادیں ہمیشہ کے لئے مٹ جاتی ہیں۔"

"اگر تمام یادیں مٹ جاتیں تو جوجو اور الپا کی ٹیلی پیتھی بھی ختم ہوجاتی۔ ہمارے سامنے مثال موجود ہے۔ جوجو نے رفتہ رفتہ پارس کو اور فرہاد کی پوری فیملی کو پہچان لیا ہے۔"

ماسک مین نے تائید کی "سرگئی کے سلسلے میں یہ اندیشہ درست ہوسکتا ہے۔ جسے سانپ ڈس لے اس کی جان بچالی جائے تب بھی وہ ساری زندگی زہر کو بھلا نہیں پاتا۔"

ایک افسر نے کہا "یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ آپریشن کے بعد ٹیلی پیتھی کے علم کو باقی رکھا جاسکتا ہے تو زہر سے ہونے والی لگاوٹ کو بھی رکھا جاسکتا ہے۔"

"ایسا تو ڈاکٹر کرتے ہیں، انہوں نے اس سلسلے میں خصوصی تجربہ کیا تھا کہ برین آپریشن کے دوران ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کو کس طرح بحال رکھا جائے۔"

"مجھے شبہ ہے کہ ڈاکٹر نے سرگئی الپا کی زہریلی محبت کو بھی برقرار رکھا ہے۔"

ماسک مین نے کہا "وہ ڈاکٹر مرچکا ہے۔ اس کی جگہ نیا سرجن آیا ہے۔ اس سے پہلے کہ نئے سرجن کی ٹیم ایوان راسکا کا آپریشن کرے، ہمیں ڈاکٹروں سے ان معاملات پر گفتگو کرلینا چاہیے۔ پہلے تو یہ معلوم کیا جائے کہ برین آپریشن کے دوران ٹیلی پیتھی کے علاوہ اور کوئی دوسری صلاحیت یا ماضی کی کوئی دلچسپی رہ جاتی ہے یا نہیں؟ اگر رہ جاتی ہے تو اسے نہیں رہنا چاہیے۔ صرف ٹیلی پیتھی کے علم کو برقرار رہنا چاہیے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہ معاملات تو ڈاکٹروں سے میٹنگ میں طے ہوں گے۔ ابھی سرگئی الپا خطرے کی گھنٹی بجارہی ہے۔ اگر اس کے لاشعور میں زہریلے مرد سے دلچسپی رہ گئی ہے تو وہ کسی بھی عام شخص سے متاثر نہیں ہوگی۔ نہ کسی سے شادی کرے گی۔ اس کے اندر پارس کی نامعلوم سی تلاش چھپی رہے گی۔"

ایک نے کہا "ہمیں کسی بھی طرح سرگئی کی زندگی کا رخ بدلنا ہوگا، اس کی شادی جلد سے جلد کردی جائے۔ ایک شوہر کی محبت مل جائے، دو چار بچے ہوجائیں تو عشق ٹھنڈا پڑ جائے گا۔"

دوسرے نے اعتراض کیا "عشق ٹھنڈا پڑسکتا ہے لیکن جس چیز کی محرومی ہو اس کی طلب بڑھاپے تک اور موت تک باقی رہتی ہے۔ پارس اسے بڑھاپے میں بھی ملے گا تو وہ زہریلا تعلق بحال کرلے گی۔ ہوسکتا ہے اس کی خاطر وہ شوہر اور بچوں کو بھی چھوڑ دے اور پارس تو ضرور اسے ہم سب سے چھڑا دے گا۔ موجود مسئلے کا حل شادی نہیں ہے۔"

"لیکن علاج ناممکن نہیں ہے، اس سلسلے میں ڈاکٹر بہترین مشورہ دیں گے، ہمیں اُن سے کنسلٹ کرنا چاہیے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میرا خیال ہے ڈاکٹر اسے توجہ سے اٹینڈ کریں تو اس کے اندر سے زہریلے محبوب کی جستجو ختم ہوجائے گی۔"

اسی وقت ٹیلیفون کے ذریعے اطلاع ملی کہ بین الاقوامی نشریاتی رابطہ رکھنے والا ادارہ فرہاد ویلج کا لائف پروگرام نشر کررہا ہے۔ ایک افسر نے لپک کر ٹی وی کو آن کیا۔ سرگئی کو بھی دوسرے کمرے سے بلالیا گیا۔ وہ سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسکرین کو دیکھنے لگے کیونکہ وہ پہلی بار فرہاد ویلج کا کچھ حصہ اندر سے دیکھ رہے تھے۔

ماسک مین نے انٹرکام کے ذریعے نائب سے پوچھا "کیا فرہاد ویلج کی ویڈیو ریکارڈنگ ہورہی ہے؟"

"یس سر! ریکارڈنگ جاری ہے۔"

وہ توجہ سے دیکھ رہے تھے۔ فرہاد ویلج پر جو حملہ ہوا تھا۔ اس حملے کے الزام سے امریکا اور اسرائیل انکار کررہے تھے۔ اسکرین پر سونیا اور فرہاد... کا چیلنج بھی پیش کیا گیا اور مارشل ڈی مورا نے اس چیلنج کو اہمیت نہیں دی تھی۔

فرہاد ویلج کا لائف پروگرام ختم ہونے کے بعد ماسک مین نے کہا "یہ امریکا اور اسرائیل کی مشترکہ شرارت ہے۔ اسرائیل نے

ہوائی حملہ کے لئے چار طیارے دیے اور امریکا نے زمینی گوریلے بھیج دیے۔"

اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "اسرائیلی وزیر خارجہ کا بیان احمقانہ ہے کہ فرہاد انہیں الزام دے رہا ہے۔ جبکہ اس کے دو طیارے مار گرائے گئے ہیں۔ مارشل ڈی مورا کی بھی ہٹ دھرمی ہے۔ گرفتار ہونے والے بلاشبہ امریکی ہیں اور وہ جان لمبوڈا کے خلاف بیان دے رہے ہیں۔"

سرگئی نے کہا "ہم بھی فرہاد ولیج پر حملہ کرنے والے تھے۔ ہمیں اس پہلو سے دیکھنا چاہئے کہ انہوں نے کس قدر ٹھوس اور جامع منصوبے کے مطابق حملے کئے تھے پھر بھی سونیا اور فرہاد سلامت ہیں۔"

ایک نے کہا "ناکامی کا مطلب ہے' منصوبہ میں کوئی کمی رہ گئی تھی یا عمل کرنے والوں سے غلطی ہوئی ہے۔"

سرگئی الپا نے کہا "کسی سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ انہوں نے زبردست منصوبہ بنایا تھا اور بڑی کامیابی سے حملے بھی کئے تھے۔"

"کیا ہمیشہ تقدیر فرہاد کا ساتھ دیتی ہے؟"

"یہی سوچنا غلط ہے۔ تقدیر تب ساتھ دیتی ہے جب تدبیر مکمل ہو' ذرا اس پہلو سے غور کرو کہ وہ بستی سونیا نے تعمیر کرائی ہے۔ وہاں ہوائی حملہ ہوا' بمباری ہوئی لیکن ولیج کا ہر شخص محفوظ رہا۔ کھانے پینے کی چیزوں کو کتنی ہوشیاری اور جدید طریقوں سے چیک کیا جاتا ہے۔ زہریلا پانی کسی کے حلق تک پہنچنے سے پہلے ہی چیک کرلیا گیا۔ وہاں کی دیواروں اور دروازوں پر نادیدہ بجلی کے تار لگے ہوئے ہیں۔ اس ولیج کے اطراف دس میل کے ایریا میں کسی کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ سونیا' فرہاد اور وہ ولیج کی سلامتی صرف دانشمندانہ احتیاطی تدابیر کی مرہونِ منت ہے۔"

"سونیا نے واقعی ایک مضبوط اور ناقابلِ شکست قلعہ تعمیر کرایا ہے۔"

"تم لوگ مجھے مجبور کررہے تھے کہ میں بھی تمہارے منصوبوں پر عمل کرتے ہوئے سونیا اور فرہاد کی موت کا کارنامہ انجام دوں۔ میں اندر سے مطمئن نہیں تھی۔ میرا دل کہتا تھا کہ سونیا موم کی مورت نہیں ہے' وہ بازی پلٹ دے گی۔"

"واقعی ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ولیج اندر سے اس قدر مضبوط ہوگا۔"

دوسرے نے کہا "فرہاد بہت چالاک ہے' اس نے ہوائی حملہ کرنے دیا اور دشمنوں کو رنگے ہاتھوں دنیا والوں کے سامنے پیش کردیا۔"

تیسرے نے کہا "وہ ضرور امریکا سے پچاس لاکھ ڈالر وصول کرے گا اور جرمانے کے علاوہ انہیں زبردست نقصان بھی پہنچائے گا۔"

سرگئی الپا نے کہا "دوسروں کے ٹھوکر کھانے سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اگر ہم فرہاد ولیج میں ناکام ہوتے تو سونیا اور فرہاد ہم سے اسی طرح جرمانہ وصول کرنے اور ہمارے ملک میں تباہی مچانے کی دھمکیاں دیتے۔ کیا تمہیں یہ گوارا ہے کہ فرہاد کی ٹیلی انتقامی کارروائی کے بہانے ہمارے ملک میں قدم رکھے؟"

ماسک مین نے کہا "ہرگز نہیں' ابتدا سے ہماری پالیسی یہی رہی ہے کہ ہم فرہاد سے کھل کر دشمنی نہ کریں۔"

سرگئی نے کہا "اور ماضی کے واقعات گواہ ہیں کہ فرہاد دشمنوں کی بُو سونگھ لیتا ہے۔"

"بے شک' مگر ہم موقع دیکھ کر کام کرتے ہیں۔ ہم نے جوجو کو ایسے وقت اغوا کیا تھا جب فرہاد کی موت کا یقین دلایا گیا تھا۔ اب بھی سونیا اور فرہاد کو ایک محدود ولیج میں موجود پاکر ذہن یہی کہتا ہے کہ بس یہی موقع ہے۔ یہ کھلی دنیا میں نکل جائیں گے تو پھر ہاتھ نہیں آئیں گے۔"

"اب ذہن کیا کہتا ہے؟"

ماسک مین نے سخت لہجے میں کہا "سرگئی! تم طنزیہ لہجے میں بول رہی ہو۔"

"کیا اپنے بڑوں کی غلطیوں پر بولنا گویا طنز کرنا ہے۔"

"ہم نے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔"

"اگر میں تم لوگوں کے منصوبوں پر عمل کرنے سے انکار نہ کرتی تو غلطی ہوچکی تھی۔ اسے تسلیم کرو کہ میں نے تمہیں ایک بہت بڑی غلطی سے بچالیا ہے۔"

"تمہاری عمر ہی کیا ہے' جو مجھ جیسے تجربہ کار کو غلطیوں سے بچاؤ گی؟"

وہ بولی "عمر انسان کی ہوتی ہے ذہانت کی نہیں ہوتی۔ بعض اوقات ذہین بچے' نادان بوڑھوں کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔"

"تم مجھے نادان بوڑھا کہہ رہی ہو۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "ماسک مین! غصہ تھوک دو' بحث نہ کرو' جو بات درست ہے اُسے تسلیم کرلو' سرگئی روزِ اول سے کہہ رہی ہے کہ ہمارے منصوبوں میں کمزوریاں ہیں۔"

ماسک مین نے کہا "ٹھیک ہے' انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں' لیکن گفتگو کے وقت بڑے چھوٹوں کا لحاظ کیا جاتا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہم مسائل کا حل تلاش کرتے وقت کوئی بڑا چھوٹا عہدیدار نہیں ہوتا۔ اگر ہم کسی کو چھوٹا سمجھ کر نظرانداز کریں گے تو اس کے بہترین مشوروں سے محروم ہوجائیں گے۔"

ماسک مین خاموش رہا۔ وہ اپنی انسلٹ محسوس کررہا تھا۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا "سرگئی! کیا تم نے نئے ڈاکٹر کے خیالات پڑھے؟"

"جی ہاں' وہ ہمارا وفادار ہے۔ محبِ وطن ہے اور ایوان راسکا کا برین آپریشن کرکے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے۔"

"اس نے ڈاکٹروں کی ٹیم میں کچھ تبدیلیاں کی ہیں۔ ان اسسٹنٹ ڈاکٹروں اور نرسوں پر بھی نظر رکھو۔ ان کے متعلق معلومات حاصل کرو اور ان سب کے چور خیالات پڑھتی رہو۔ اب تم جاکر آرام کرو۔"

وہ اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد ان ڈاکٹروں کو بلالیا گیا جو ایوان راسکا کا برین آپریشن کرنے والے تھے۔ ماسک مین نے اعلیٰ افسر سے کہا "میں مانتا ہوں کہ ہم سب فرہاد ولیج آپریشن کا منصوبہ بناکر غلطی کررہے تھے اور سرگئی شروع ہی سے منصوبے کو غلط کہہ رہی تھی' پھر بھی ہمیں اس کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف نہیں کرنا چاہئے۔ وہ ابھی سے سرچڑھ کر بہت بولنے لگی ہے۔"

"وہ بہت نہیں بولتی۔ صرف کام کرتی ہے اور کام کی بات بولتی ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے نہ پڑو۔ ایک بات اچھی طرح سمجھ لو۔ تم سے اور ہم سے زیادہ سرگئی اہم ہے۔ میری جگہ کوئی دوسرا چیف آف آرمی اور تمہاری جگہ کوئی دوسرا ماسک مین آجائے گا لیکن سرگئی کی جگہ کوئی دوسری ٹیلی پیتھی جاننے والی ہمیں نہیں ملے گی۔"

دوسرے فوجی افسر نے کہا "ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کے سامنے ہم فوجیوں کے جدید ترین ہتھیار کمتر ہیں۔ ہمارے ملک اور قوم کی بھلائی اس میں ہے کہ ہم سرگئی سے کمتر رہیں۔ اسے سر پر چڑھاکر رکھیں۔ جب تک وہ ہمارے ملک کے مفادات میں کام کرتی رہے ہم اسے سجدے کرتے رہیں۔ بدبختی سے باغی ہوجائے تو اسے گولی ماردی جائے۔"

انٹرکام پر اطلاع ملی کی تین ڈاکٹر ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ ماسک مین نے کہا "انہیں اندر بھیج دو۔"

چند سیکنڈ کے بعد تین ڈاکٹر وہاں آئے۔ انہیں بیٹھنے کے لئے کہا گیا پھر ماسک مین نے پوچھا "برین آپریشن کی تیاریاں کس مرحلے پر ہیں؟"

ایک ڈاکٹر نے کہا "ایوان راسکا کا پوری طرح طبی معائنہ ہوچکا ہے' آپریشن کے ہر پہلو پر توجہ دی جارہی ہے۔ اب ہم پورے یقین کے ساتھ آپریشن کرسکتے ہیں۔"

"آپریشن کے بعد ماضی بھلادیا جاتا ہے۔ صرف ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں بحال رکھی جاتی ہیں۔ کیا اس طرح کوئی دوسری عادت بھی رہ جاتی ہے؟"

"عادت وہی رہے گی جسے آپریشن کرنے والا ڈاکٹر بحال رکھے گا۔"

"سرگئی ماضی میں ایک زہریلے شخص کو چاہتی تھی۔ اب اسے کسی شخص سے دلچسپی نہیں ہے۔ وہ مَردوں سے کتراتی ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے لاشعور میں وہی زہریلا شخص چھپا ہوا ہے؟"

"یقین سے نہیں کہا جاسکتا۔ ہوسکتا ہے کہ آپریشن کرنے والے ڈاکٹر سے کوئی غلطی ہوگئی ہو۔ تنویمی عمل کے ذریعے دماغ میں چھپی ہوئی باتوں کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ آپ سرگئی پر عمل کریں۔ ہوسکتا ہے کہ ایسی باتیں معلوم ہوں جن کا علم خود اُس بیچاری کو نہ ہو۔"

دوسرے کمرے میں سرگئی الپا خیال خوانی میں مصروف تھی۔ اعلیٰ افسر کی ہدایات کے مطابق ڈاکٹروں کے چور خیالات پڑھ رہی۔ پھر وہ اس ڈاکٹر کے خیالات پڑھنے آئی جو ماسک مین سے باتیں کرنے آیا تھا۔

ایسے وقت اُسی کے متعلق باتیں ہورہی تھیں۔ ماسک مین ڈاکٹر سے کہہ رہا تھا "سرگئی ماضی میں ایک زہریلے شخص کو چاہتی تھی۔ کیا اس کے لاشعور میں وہی زہریلا شخص چھپا ہوا ہے۔"

اس بات نے سرگئی الپا کو چونکا دیا "کیا میں کسی شخص کو اس قدر چاہتی تھی کہ وہ آج بھی میرے لاشعور میں چھپا ہوا ہے؟ کون ہے وہ؟"

اس نے فوراً ہی ڈاکٹر کی زبان سے کہا "کوئی ضروری نہیں ہے کہ آج وہ مَردوں سے دلچسپی نہیں لے رہی ہے تو آئندہ بھی نہ لے' کیا سرگئی اُسے دل وجان سے چاہتی تھی؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "دل وجان سے عورت اس وقت چاہتی ہے جب مرد اُس کے حواس پر چھا جاتا ہے۔ پارس کا زہریلا پیار بھی اسے مدہوش کرتا رہا ہوگا۔"

پارس کے نام سے دل دھڑک گیا۔ اگر وہ اعلیٰ افسر پارس کا نام نہ لیتا' تب بھی وہ زہریلے محبوب کو اب پہچان لیتی کیونکہ اس کا تمام ریکارڈ پڑھ چکی تھی اور ریکارڈ میں اس کے زہریلے ہونے کی تفصیل موجود تھی۔

پہلے اس نے اپنی پچھلی زندگی کے متعلق سنجیدگی سے نہیں سوچا تھا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ وہ ایک حادثے میں بری طرح زخمی ہوگئی تھی' اس حادثے میں اس کی یادداشت گم ہوگئی ہے' صرف ٹیلی پیتھی کا علم یاد رہ گیا ہے۔

اس کے مختصر سے حالات یہ تھے کہ اس نے بچپن سے سرکاری یتیم خانے میں پرورش پائی تھی۔ سرکار نے اسے تعلیم دی تھی اور بڑی محنتوں سے اسے ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا تھا۔ چونکہ اس کا کوئی رشتے دار نہیں تھا اس لئے وہ آج بھی تنہا رہتی تھی۔

یہ بھید آج کھلا کہ رشتے دار ہو یا نہ ہو' اس کے جسم وجان کا مالک پارس تھا۔ وہ سمجھتی تھی آج تک کسی نے اسے ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ آج پتا چلا وہ پارس کے ہاتھوں سے گزر چکی ہے۔ اس حد تک گزر چکی ہے کہ اس نے اپنا زہر اس کی رگ رگ میں بھر دیا ہے۔

اس کی آنکھیں مخمور ہونے لگیں۔ نشے کی سی کیفیت طاری ہونے لگی' دماغ کے کسی گوشے سے زہر پکار رہا تھا۔ اس نے بے خودی میں کروٹ لی۔ پھر بستر سے گر پڑی۔ اچانک ہی ہوش میں آگئی۔ ہوش مندی میں اس نے فیصلہ کیا "نہیں میں دشمن سے پیار

نہیں کروں گی۔ لعنت ہے' میں نے کیوں اس کے متعلق سوچا۔ میں اپنے اندر کے باقی ماندہ زہر کو اپنے بدن سے نوچ کر پھینک دوں گی۔"

ایک بڑی سچی بات ہے۔ انسان ہوش مندی میں جتنے فیصلے کرتا ہے وہ درست ہوتے۔ صرف محبت میں ہوش مندی سے فیصلے نہیں ہوتے اس لئے کہ پیار دیوانگی کا نام ہے۔ ہوش مندی کا نہیں۔

اس کے بعد خدا بہتر جانتا ہے۔

○☆○

سونیا ثانی اور علی تیمور مشی گن جھیل سے تیس کلومیٹر دور تھے۔ وہاں ایک کھلونا بنانے والی فیکٹری تھی۔ اس فیکٹری میں چار چھ فٹ کے کھلونا ہوائی جہاز اور کاریں بنائی جاتی تھیں۔ جو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے چلائی جاتی تھیں۔ ہوائی جہاز بھی کنٹرولر کے ذریعے مخصوص فاصلے تک اڑائے جاتے تھے۔

میں نے کنگ فرنانڈو سے کہا "میرے بیٹے علی تیمور کو اس کھلونا فیکٹری کی ضرورت ہے۔ اسے ایک فرضی پارٹی کی طرف سے کسی قیمت پر بھی خرید لو' خود سامنے نہ آؤ۔"

کنگ فرنانڈو نے کہا "میں نہیں خریدوں گا۔ تم مطلبی انسان ہو' اپنی ضرورت کے وقت یاد کرتے ہو۔ پھر برسوں نہیں پوچھتے کہ دوست زندہ ہے یا مرچکا ہے۔"

میں نے کہا "میں مرچکا تھا' کچھ روز پہلے زندہ ہوا ہوں۔ اپنے بچوں سے بھی اپنی پُراسرار زندگی چھپاتا رہا لیکن بچوں کی طرح تمہیں بھی یاد کرتا رہا اور چپ چاپ تم لوگوں کے دماغوں میں آتے جاتے خیریت معلوم کرتا رہا۔ تمہیں یاد ہے' تم ایک بار انکم ٹیکس کے معاملے میں بری طرح پھنس گئے تھے۔ افسر رشوت لینے پر آمادہ نہیں تھا۔"

"ہاں یار' بڑی مشکل میں پھنس گیا تھا۔ وہ ایماندار افسر رشوت لے کر میرا کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مجھے کم از کم دس کروڑ ڈالر کا نقصان ہو رہا تھا۔ ایسے وقت میں نے تمہیں بہت یاد کیا تھا۔"

"اس وقت میں تمہارے دماغ میں تھا۔ تمہاری مشکلات معلوم کرنے کے بعد اس افسر کے دماغ میں گیا تھا۔ پھر اسے رشوت لے کر تمہارا کام کرنے پر مجبور کردیا تھا۔"

وہ بولا "واقعی جب اس نے میرا کام کیا تو میں حیران رہ گیا کہ اتنا ایماندار افسر راضی کیسے ہوگیا؟"

"میں اس کے دماغ میں رہ کر اسے رشوت کے بغیر بھی راضی کراسکتا تھا لیکن تم شبہ کرتے کہ یہ ٹیلی پیتھی کا کمال ہے اس لئے میں نے تمہاری جیب سے اسے رشوت کی رقم دلادی۔"

"یار! تم بہت مکار ہو مگر یاروں کے یار ہو' میں چوبیس گھنٹے کے اندر وہ کھلونا فیکٹری خرید لوں گا۔ اپنے بیٹے کو خوش خبری سنادو۔"

میں نے اس سے جھوٹ کہا تھا۔ جب تک مردہ کہلاتا رہا کبھی اس کے دماغ میں نہیں گیا۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ انکم ٹیکس کے معاملے میں پھنس گیا تھا۔ افسر رشوت لینا نہیں چاہتا تھا۔ دراصل وہ افسر اپنا بھاؤ بڑھا رہا تھا۔ معقول رقم پر بالآخر راضی ہوگیا تھا۔ میں نے اس کامیابی کا سہرا اپنے سر باندھ لیا تھا۔ کنگ فرنانڈو نے خوش ہو کر ایک فرضی بزنس مین کو کھلونا فیکٹری میں بھیجا اور اسے ہر قیمت پر خریدنا چاہا لیکن فیکٹری کے مالک نے اسے بیچنے سے انکار کردیا۔

میں اس کا انکار سن رہا تھا۔ اس انکار کو اقرار میں بدل سکتا تھا لیکن اس کے دماغ کو آزاد چھوڑنے کے بعد وہ پریشان ہو کر سوچتا کہ ایسی منافع بخش فیکٹری کو اس نے کیوں بیچ دیا۔

میں نے سونیا کو حالات بتائے پھر کہا "اب ایک ہی راستہ ہے کہ میں اس فیکٹری کے مالک کو اپنا معمول بنالوں لیکن ہمارا بیٹا ٹیلی پیتھی اور تنویمی عمل کا سہارا لینا نہیں چاہتا ہے۔"

سونیا نے کہا "بیٹے کو میں سمجھادوں گی' اس فیکٹری کا کوئی نیا مالک بھی تو علی کے اشاروں پر چلتا۔ اگر پرانا مالک ہی معمول بن کر اشاروں پر چلے تو اعتراض کی کیا بات ہے۔ ویسے وعدہ ہے کہ ٹرانسفارمر مشین کی تباہی میں ہم علی تیمور کا ساتھ نہیں دیں گے' وہ سونیا ثانی کے ساتھ تنہا یہ معرکہ سر کرے گا۔"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے علی کو مخاطب کیا' اس نے کہا۔

"یس پاپا! ہم جھیل مشی گن سے تیس کلومیٹر دور ایک ہوٹل میں ہیں۔ یہاں بھی بڑی سخت چیکنگ ہے کہ مسافر کہاں سے آئے ہیں' کیوں آئے ہیں؟ اور یہاں کتنے دنوں تک قیام کریں گے؟"

"تم نے کیا بیان دیا ہے؟"

"ہم جتنا چاہے مستحکم بیان دیں' اس شہر میں مسافروں کو تین دن سے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے اور ہمارا ایک دن گزر رہا ہے۔ صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں۔"

"بیٹے! کنگ فرنانڈو نے اس فیکٹری کو خریدنے کی کوششیں کی تھیں لیکن وہ بہت منافع بخش ہے۔ مالک اسے بیچنا نہیں چاہتا اور میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے مجبور نہیں کرنا چاہتا۔ بہتر ہے کہ تم ایک ذرا سا میری ٹیلی پیتھی کا سہارا قبول کرلو۔"

"پاپا! اگر بہت زیادہ مجبور ہو جاؤں گا اور ٹیلی پیتھی کے بغیر گزارہ نہیں ہوگا' تو میں خود آپ سے تعاون چاہوں گا۔"

"لیکن تم دو دنوں میں کیا کرلو گے؟"

"ضروری نہیں ہے کہ کامیابی دو دنوں میں ہو' دو سال بھی لگ سکتے ہیں لیکن یہ میں اپنی کوششوں سے کروں گا۔ ابھی نیویارک چلا جاؤں گا۔ وہاں مین ہٹن میں پارس ہے۔ اس مکار کے ساتھ رہنے سے میں اور تیزی کے ساتھ کام کروں گا۔ آپ اس کا پتا بتائیں۔"

میں نے پتا بتایا۔ پھر پارس کو اطلاع دی کہ سونیا ثانی اور علی اس کے پاس پہنچنے والے ہیں۔ اور یہ سوچ لیا کہ کھلونا فیکٹری کے مالک کے پاس آتا جاتا رہوں گا اور اس کے دماغ میں رہ کر علی کے کام آتا رہوں گا۔

جب ثانیہ اور علی اس کی رہائش گاہ میں پہنچے تو پارس موجود نہیں تھا۔ دروازے کے ہینڈل پر چٹ لگی ہوئی تھی "میں ضروری کام سے غیر حاضر رہوں گا۔ یہ دروازہ کھلا ہے۔ یہاں رہو اور موج کرو۔"

اس تحریر کے نیچے پارس کا فرضی نام لکھا ہوا تھا۔ ثانیہ نے پوچھا "یہ وِکی کون ہے؟"

علی نے کہا "پارس ہے۔"

"لیکن تم یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"میں بچپن سے اپنے بھائی کی تحریر اور اس کا انداز پہچانتا ہوں۔"

وہ دروازہ کھول کر اندر آگئے۔ اس رہائش گاہ کے ہر حصے کو اچھی طرح گھوم کر دیکھا۔ یہ ان کی عادت تھی' کسی بھی اجنبی جگہ کو پہلے اچھی طرح دیکھ لیتے تھے تاکہ برے وقت میں وہ جگہ انجانی نہ رہے۔ وہاں سے مطمئن ہو کر علی غسل کرنے کے لئے باتھ روم میں چلا گیا۔ ثانیہ دوسرے بیڈ روم میں آکر اپنی اٹیچی سے لباس نکالنے لگی۔ وہ بھی غسل کرکے لباس تبدیل کرنا چاہتی تھی۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ثانیہ نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو۔"

دوسری طرف سے کسی نے پوچھا "ہیلو' تم کون ہو؟ ابھی تو میں نے کوئی لڑکی سپلائی نہیں کی' تم میرے گاہک کے پاس کیسے پہنچ گئیں؟"

وہ بولی "کیا بکواس ہے' کون ہو تم؟"

"میں ایک سپلائر ہوں' کیا یہ مسٹر پارس کا مکان نہیں ہے۔"

"ہے' اس نے روانی میں اقرار کیا پھر غلطی کا احساس ہوا تو وہ جلدی سے بولی "کون پارس! یہ مسٹر وِکی کا مکان ہے۔ تم نے غلط نمبر ڈائل کیا ہے۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ پارس نے وہاں خود کو وِکی کے نام سے پکار رکھا تھا۔ یہ راز دشمن نہیں جانتے تھے۔ پھر بھی کسی نے سپلائر بن کر ثانیہ سے حقیقت اگلوالی تھی۔ اور وہ بے اختیار اقرار کرچکی تھی کہ وہ پارس کا مکان ہے۔

گھنٹی کی آواز نے چونکا دیا۔ اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے ٹیلیفون کو دیکھا پھر ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو۔"

پھر وہی آواز سنائی دی "اے لڑکی! تم کون ہو' بڑی آسانی سے رانگ نمبر کہہ کر لائن کاٹ دی۔ تم جسے وِکی کہتی ہو' وہ ہمارے پارس صاحب ہیں۔ میں ان کا خاص آدمی ہوں۔ صرف میں ہی صاحب کے لئے روز ایک نئی لڑکی سپلائی کرتا ہوں۔ مجھے سچ سچ بتاؤ' تمہیں کسی سپلائر نے بھیجا ہے؟"

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گی' میں کوئی بازاری لڑکی تو نہیں ہوں۔"

"بازاری نہیں ہو لیکن کہ پرائیویٹ ہو۔"

"گدھے کے بچے! اگر تم سامنے ہوتے تو میں تمہارا سر توڑ دیتی۔"

"تم؟ تم اور میرا سر توڑو گی؟ میں ابھی آرہا ہوں۔ میرا دھندا چوپٹ کرنے والی کوئی لڑکی اس شہر میں نہیں رہے گی۔"

ثانیہ نے ریسیور رکھ دیا۔ تیزی سے چلتی ہوئی اس بیڈ روم سے نکل کر دوسرے بیڈ روم میں آئی پھر باتھ روم کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے بولی "میری آواز سن رہے ہو؟"

اندر شاور سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ پھر وہ آواز بند ہوگئی۔ علی نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

وہ بولی "تمہارا بھائی عیاش ہے' بدمعاش ہے۔"

"آخر ہوا کیا؟"

"ابھی کسی سپلائر نے فون کیا تھا۔ وہ ذلیل مجھے بازاری سمجھ رہا تھا۔" علی ہنسنے لگا' وہ بولی "تمہیں پارس کی گمراہی پر ہنسی آرہی ہے۔"

"اور کیا رونا شروع کردوں۔"

"وہ آرہا ہے۔"

"کون' پارس؟"

"نہیں وہ سپلائر آرہا ہے۔"

"آنے دو' اچھی طرح اس کی پٹائی کردینا۔"

"میں تو اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اسپتال پہنچادوں لیکن یہاں ہمارا کام بگڑ جائے۔ تمہیں پارس کو ایسی گمراہی سے باز رکھنا چاہئے۔ توبہ توبہ! وہ سپلائر کہہ رہا تھا' روز ایک لڑکی یہاں آتی ہے۔ یہ کتنے شرم کی بات ہے۔"

"تم چلو' میں آرہا ہوں۔"

وہ دوسرے بیڈ روم کی طرف جانے لگی۔ اسی وقت کال بیل کی آواز سنائی دی۔ وہ ڈرائنگ روم میں آئی۔ پھر بیرونی دروازے کو کھول دیا۔ سامنے ایک اَدھیڑ عمر کا شخص کھڑا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے اندر آکر ثانیہ کو سر سے پاؤں تک دیکھنے لگا' وہ بولی "کون ہو تم؟"

وہ بولا "میں نے آواز سے پہچان لیا ہے۔ ابھی تم ہی فون پر بول رہی تھیں۔ میں بڑے غصے میں آیا تھا۔ مگر تمہارے جگمگاتے ہوئے حسن کو دیکھ کر ٹھنڈا پڑ گیا ہوں۔ بائی گاڈ! کیا روپ ہے' کیا رنگ ہے' تمہیں دیکھ کر جی چاہتا ہے پھر کسی کو نہ دیکھوں' آنکھیں پھوڑ لوں۔"

"میں تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے ایک الٹا ہاتھ رسید کیا۔ اس نے ذرا سا مُنہ گھمالیا۔ طمانچے سے بچ گیا پھر بولا "شرم نہیں آتی' لڑکی ہو کر ہاتھ چلاتی ہو۔"

ثانیہ نے گھوم کر کک ماری۔ اس کی لات ہوا میں گھومتی ہوئی اس کے ہاتھوں میں آگئی ۔ وہ پاؤں کو سہلاتے ہوئے بولا۔ "ہائے' کتنے خوب صورت پاؤں ہیں' انہیں منہ پر نہیں پڑنا چاہئے۔ کلیجے پر رکھ کر چلنا چاہئے۔"

علی بھی ڈرائنگ روم میں آگیا تھا اور یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ ادھر وہ کہہ رہا تھا "لڑکی! تم جو کوئی بھی ہو' تم نے فون پر اعتراف کیا ہے کہ یہ پارس کا مکان ہے۔ میں کوئی سپلائر نہیں ہوں' انٹیلی جنس کا ایک جاسوس ہوں' پارس کو میرے سامنے لاؤ۔"

پھر اس نے علی تیمور کو دیکھ کر کہا "ویلکم مسٹر پارس! اگرچہ تم نے اپنا چہرہ بدلا ہوا ہے لیکن تمہارے پارس ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ تمہارے ساتھ ایک حسینہ ضرور ہوتی ہے۔"

علی نے ترکی زبان میں ثانیہ سے پوچھا "کیا تم نے اعتراف کیا تھا کہ یہ پارس کا مکان ہے؟"

وہ بولی "یہ بہت مکار ہے۔ اس نے کچھ اس انداز میں گفتگو چھیڑی تھی کہ میں نے بے اختیار اعتراف کرلیا تھا۔"

جاسوس نے ریوالور نکال کر کہا "اے' یہ تم لوگ کون سی زبان بول رہے ہو۔ خبردار' ہماری زبان بولو۔"

علی اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے دھمکی دی "رک جاؤ ورنہ گولی ماردوں گا۔ یہ لڑکی شادی سے پہلے بیوہ ہوجائے گی۔"

علی نے ریوالور ایک طرف ہٹا کر اس کا ایک کان پکڑلیا پھر ثانیہ سے کہا "اس نے تمہاری جیسی حاضر دماغ لڑکی سے اعتراف کرالیا پھر بھی تم پہچان نہ سکیں' تم نے ماسٹر واٹسو رو کی کے طریقہ کار کے مطابق اس پر حملے کئے' یہ بچ گیا کیونکہ یہ ہمارے ماسٹر کا ہونہار شاگرد ہے اور ان کے ہرداؤ پیچ کا توڑ جانتا ہے۔"

ثانیہ نے گھونسا دکھا کر کہا "تم؟ تم پارس؟ مجھے اُلّو بنا رہے تھے' میں تمہارا منہ توڑدوں گی۔"

علی نے کان چھوڑدیا۔ پارس نے ثانیہ کے بالکل سامنے آکر کہا "میرا مُنہ توڑدو' ورنہ ـــــــ"

وہ بولی "دیکھو علی! یہ کیسی باتیں کررہا ہے۔"

علی نے کہا "ایسی باتیں نہیں کرے گا' تم اپنے دعوے کے مطابق اس کا مُنہ توڑدو۔"

ثانیہ نے گھونسا اٹھایا۔ پارس نے منہ اور آگے کردیا۔ وہ ہنسنے لگی۔ پھر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "میں تمہارے بھائی کی امانت ہوں۔"

"تمہیں پتا نہیں ہے کہ میں شریف بدمعاش ہوں۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "یہ شریف بدمعاش کیا ہوتا ہے؟"

"میں بدمعاشی بعد میں کرتا ہوں۔ پہلے شرافت کا ثبوت دیتا ہوں۔"

اس نے ثانیہ کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیا پھر اس کی پیشانی کو چوم کر کہا "اب میں ایک چال چلوں گا' علی کو تم سے دور کردوں گا پھر تمہارے سامنے ٹھنڈی آہیں بھرتا رہوں گا۔"

ثانیہ نے اسے دھکا دے کر الگ کرتے ہوئے کہا "ایک بار دھوکا کھاگئی' دوسری بار ایسا چکر دوں گی کہ میرے سامنے کان پکڑوگے' توبہ کروگے۔ علی کو مجھ سے دور کرنے کی بات ایسے کہہ رہے ہو جیسے علی نادان بچے ہیں اور تمہاری چال میں آجائیں گے۔"

علی نے کہا "ثانیہ! کیوں اس کے منہ لگ رہی ہو کیا ہوگیا ہے تمہاری ذہانت کو؟ یہ تمہیں خواہ مخواہ چیلنج میں الجھا رہا ہے اور تمہیں کوئی کام کی بات سوچنے کا موقع نہیں دے رہا ہے۔"

ثانیہ نے پوچھا "مجھے یہ بتاؤ' تم نے پارس کو کیسے پہچانا؟ کیا اس کی حرکتوں سے۔"

"میں اسے لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں۔ تم بھی اس کی خاص پہچان یاد رکھو۔ اس کی آنکھیں سانپ کی طرح کھلی رہتی ہیں۔ یہ پلکیں نہیں جھپکتا ہے۔ مرضی ہو تو آنکھیں بند کرتا یا پلکیں جھپک لیتا ہے۔"

"واقعی میں اسے دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اس میں کوئی غیر معمولی بات ہے۔"

"بس اب کام کی باتیں کرو' میری تعریفیں نہ کرو۔"

"یہ تعریف ہے تمہاری؟ انسان پیدا ہوئے اور سانپ بن گئے۔"

علی نے کہا "تم دونوں یہاں سے جاؤ اور مجھے پلاننگ کرنے دو۔"

پارس نے کہا "پلاننگ کیا کرنا ہے۔ تمہیں دو ہزار طیاروں کی ضرورت ہے' وہ مل جائیں گے۔"

"کیسے مل جائیں گے؟"

"بھئی کھلونا طیارے ہیں۔ انہیں خریدنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہم وہ طیارے دوسرے ملکوں میں لے جاکر فروخت کرنے کے لئے فیکٹری والوں سے خریدیں گے۔"

علی نے کہا "میں ان میں اہم تبدیلیاں کروں گا۔ ان تبدیلیوں کے دوران دو ہزار طیارے کہاں رکھے جائیں گے؟"

"انکل فرنانڈو نے ایک منافع بخش کمپنی خریدنے کی کوشش کی تھی۔ جبکہ دوالیا فیکٹری آسانی سے خریدی جاسکتی ہے۔ مشی گن جمیل سے پچیس میل کے فاصلے پر ایسی ایک دوالیا فیکٹری ہے جو خالی پڑی رہتی ہے۔"

"یہ ہوئی کام کی بات۔ وہ فیکٹری خریدلی جائے تو ہم بڑی سہولتوں سے کھلونا طیاروں میں تبدیلیاں کرسکتے ہیں۔"

پارس نے فون پر لیلیٰ سے رابطہ کیا۔ لیلیٰ نے کنگ فرنانڈو سے [دوا]لیا فیکٹری خریدنے کو کہا۔ دو دنوں کے اندر اسے خرید لیا گیا۔ [...] بابا صاحب کے اداروں سے تعلق رکھنے والے جتنے لوگ تھے [...] فیکٹری کے مزدوروں کی حیثیت سے بلالیا گیا تاکہ انکوائری [...] نے والوں کو اطمینان ہو کہ ایک نئی فیکٹری ابتدائی مراحل سے [گ]زررہی ہے۔

فیکٹری میں علی' پارس اور ثانیہ مصروف رہتے تھے۔ جو [طیا]رے خریدے جارہے تھے' ان کی قوتِ پرواز اتنی بڑھائی جارہی [تھ]ی کہ وہ پچیس میل تک آسانی سے پرواز کرسکیں اور اس میں [ای]سے خفیہ کیمرے نصب کئے جارہے تھے جو فیکٹری میں رہنے والوں [کو ٹ]ی وی اسکرین پر یہ منظر دکھاتے تھے کہ وہ کہاں کہاں سے پرواز [کر] رہے ہیں۔

علی اور پارس اچھے خاصے انجینئر تھے۔ ثانیہ نے بھی علی کے [سا]تھ رہ کر بہت کچھ سیکھا تھا۔ ہر کام میں مستعدی اور ہنرمندی سے [ان] کا ہاتھ بٹارہی تھی۔ پہلے انہوں نے آزمائش کے طور پر رات کی [تا]ریکی میں ایک طیارے کو پرواز کرایا۔ اُس کی پرواز کے دوران [کم]پیوٹر بتاتا رہا کہ وہ کتنے کلومیٹر جارہا ہے اور کیمرے کے ذریعے [اس]کرین پر کبھی اندھیرا اور کبھی دور دراز کی روشنیاں نظر آتی رہیں۔ [...] بڑی حد تک کامیابی ہوئی۔ جو تھوڑی بہت خامیاں رہ گئی [تھی]ں اسے دور کرنے میں کچھ روز لگ گئے۔ مجموعی طور پر اس کام [میں] ایک ماہ گزر گیا۔ ایک رات وہ تین بڑے ٹرک میں طیارے [لے] کر نکلے۔ ان کی مدد کے لئے بابا صاحب کے ادارے کے لوگ [مو]جود تھے۔ ہر ایک نے ایک سو طیاروں کی پرواز کو قابو میں رکھنے [وا]لا بڑا ریموٹ کنٹرول ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔ کنٹرولر میں ہر [طیا]رے کا مخصوص بٹن تھا۔ بٹن کو دبانے سے طیارہ پختہ زمین یا [سڑ]ک پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہوکر پرواز کرتا تھا۔

علی اور پارس نے کئی دن پہلے اپنے لوگوں کو سمجھادیا تھا کہ [کو]ن کس سمت جائے گا اور کس علاقے سے اپنے طیارے اڑائے [گا۔]طے شدہ پروگرام کے مطابق سب ایک دوسرے سے الگ [ہو] گئے اپنے ریموٹ کنٹرول سے تعلق رکھنے والے طیارے ساتھ [لے] گئے۔

مشی گن جمیل کے خفیہ اڈے میں فوج کے جوان اور [افس]ران پوری طرح الرٹ تھے۔ وہاں کے حکام نے سوچا تھا کہ [ٹرا]نسفارمر مشین کی جگہ تبدیل کردی جائے لیکن مارشل ڈی مورا [اور] اس کے مشیروں نے کہا تھا' حالات سازگار نہیں ہیں۔ مشین [کو د]وسری جگہ منتقل کرتے وقت دشمن اسے تباہ کرسکتے ہیں۔ وہ [ابھ]ی جہاں ہے' وہاں ہر طرح محفوظ ہے۔ اس مشین کے آس پاس [میل]وں دور تک ایک مکھی بھی اڑ کر نہیں جاسکتی۔

بے شک و شبہ حفاظتی انتظامات بے مثال تھے لیکن ایک [انسان ا]پنی عقل سے بندوق کی گولی بناتا ہے تو دوسرا انسان اپنی ذہانت سے بلٹ پروف جیکٹ بناکر بندوق کی گولی سے بچ جاتا ہے۔ تیسرا انسان ریموٹ کنٹرول سے دھماکے کرکے اسے بلٹ پروف جیکٹ کے ساتھ ہلاک کردیتا ہے۔

یہ سب انسانی عقل کے تماشے ہیں۔ جب تماشا سامنے آتا ہے تب سمجھ میں آتا ہے کہ دوسرے بھی سیر پر سوا سیر ہوتے ہیں۔ مشی گن جمیل کے فوجیوں نے اس رات حیرت انگیز تماشا دیکھا۔ ایک ساتھ ہزاروں کھلونا طیارے اڑتے ہوئے آئے تھے۔ علی تیمور نے ان طیاروں کو بے آواز بنانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔ دور سے ان کی آوازیں سنائی نہیں دیتی تھیں۔ جب وہ قریب آئے تو ہلکی ہلکی آوازوں نے انہیں چونکادیا۔ انہوں نے صورتِ حال کو سمجھنے کے لئے اس علاقہ کو ہیڈ لائٹس اور سرچ لائٹس سے روشن کردیا۔ پھر حیران رہ گئے۔ ہزاروں کھلونا طیارے سروں پر پہنچ گئے تھے۔ خفیہ اڈے کے روشندانوں سے داخل ہورہے تھے اور دروازے پر پہنچ کر دھماکے کررہے تھے۔

ادھر طیاروں کو کنٹرول کرنے والے اسکرین پر دیکھ رہے تھے۔ جب ایک طیارہ دروازے پر پہنچا تو بٹن دباکر اسے روک دیا گیا۔ طیارے میں بڑی قوت کے بم رکھے گئے تھے۔ ان بموں کا نظام ایسا تھا کہ طیارے کے رکتے ہی وہ پھٹ پڑتے تھے۔ ایک طیارے کے پھٹنے سے زبردست دھماکا ہوا دروازہ ٹوٹ گیا۔ خفیہ اڈے کے اندر جانے کا راستہ کھل گیا کئی طیارے اندر جانے لگے۔

تمام فوجی تذبذب میں رہے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں' طیاروں کو مار گرانے کا مطلب یہ ہوتا کہ ان کے اندر رکھے ہوئے بم پھٹ کر دور تک تباہی پھیلاتے تھے۔ لیکن وہ بے آواز ہونے کی وجہ سے قریب آگئے تھے۔

اسکرین پر ٹرانسفارمر مشین نظر آرہی تھی۔ طیارے اس مشین کے نیچے اور اندر گھس کر پھٹ رہے تھے اور اس کے پرزے پرزے کررہے تھے پھر ان پرزوں کے پرزے کرتے جارہے تھے۔

اس مشین کی حفاظت کرنے والی فوج دور بھاگ رہی تھی' حملہ کچھ اس انداز سے کیا گیا تھا کہ اب مشین کو بچانے کا کوئی چانس نہیں رہا تھا' صرف اپنی جانیں بچائی جاسکتی تھیں۔ اس لئے وہ بھاگ رہے تھے اور دور جاکر طیاروں پر فائر کررہے تھے۔

ان طیاروں میں کوئی پائلٹ نہیں تھا۔ وہ کھلونا تھے۔ ایک گڑیا بڑی معصوم ہوتی ہے۔ ہماری معصوم بیٹیاں ان سے کھیلتی ہیں لیکن اسی گڑیا میں ایک بم رکھ دیا جائے تو پھر وہ کھلونا نہیں رہتی۔ موت بن جاتی ہے۔ موت تو کسی بہانے سے بھی آسکتی ہے کھلونوں کے بہانے سے بھی چلی آتی ہے۔ یہ عقل کا کھیل ہے۔

علی تیمور نے دشمنوں کو کھلونا طیاروں سے سمجھادیا کہ ذہانت اور حکمتِ عملی کیا ہوتی ہے؟

وہ ہوتی ہے' جو کسی کسی کے حصے میں آتی ہے۔

مشی گن جھیل کا منظر کچھ یوں ہوگیا تھا جیسے خوب صورت دیدہ زیب اور مہنگے لباس کے چیتھڑے اڑا دیے گئے ہوں۔ یا بہت ہی بلند و بالا عمارت کو اس طرح کھنڈر بنایا گیا ہو کہ اس کی ایک اینٹ بھی سلامت نہ رہی ہو۔ بالکل وہی نقشہ مشی گن جھیل کا ہوگیا تھا۔ کوئی اس جگہ کو اب جھیل کے حوالے سے پہچان نہیں سکتا تھا۔

وہاں کی فضا میں کئی ہیلی کاپٹر پرواز کر رہے تھے۔ فوجی گاڑیوں کی آمدورفت کا سلسلہ ختم نہیں ہو رہا تھا۔ اعلیٰ حکام اور افسران اس تباہی کا منظر آنکھوں سے دیکھنے آ رہے تھے اور دیکھ کر بھی خود کو جھوٹی تسلی دے رہے تھے کہ ایسا نہیں ہوا ہے' یہ محض ایک خواب ہے۔ کوئی بازو میں چٹکی لے گا تو آنکھ کھل جائے گی۔

ساری دنیا کے اخبارات سے تعلق رکھنے والے صحافی اور فوٹو گرافرز وہاں صحیح حالات معلوم کرنے آئے تھے۔ لیکن کسی کو اس علاقے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جا رہی تھی۔ بین الاقوامی نشریاتی رابطے کا پورا عملہ وہاں موجود تھا۔ اس کے نمائندے پورا زور لگا رہے تھے کہ انہیں اجازت مل جائے۔

مارشل ڈی مورا نے کہا "ابھی ہم تخریب کاروں کے خلاف ثبوت تلاش کر رہے ہیں' وہاں زیادہ افراد کی آمدورفت سے ثبوت مٹ جائیں گے۔ یا تیلی پیتھی جاننے والے دشمن تم لوگوں کو آلۂ کار بنا کر ثبوت مٹا دیں گے۔"

نمائندے نے کہا "آپ درست فرما رہے ہیں لیکن ہم اس علاقے میں قدم نہیں رکھیں گے۔ ہیلی کاپٹر میں پرواز کر کے کیمروں کے ذریعے یہاں کا منظر ٹی وی اسکرین پر پیش کریں گے۔"

مارشل نے کہا "مجھے افسوس ہے' ابھی ہم تباہی کا یہ منظر دنیا والوں کے سامنے نہیں لائیں گے۔ پلیز' دو چار گھنٹے انتظار کرو۔"

ایک نمائندے نے کہا "آج سے ایک ماہ پہلے جب فرہاد ولیج پر بمباری کی گئی تھی تو ہمیں فوراً وہاں کیمرا رپورٹ کی اجازت مل گئی تھی۔ ہم دنیا والوں کو تازہ ترین صورتِ حال سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ ہمیں ہمارے فرائض سے کیوں روک رہے ہیں۔"

اس بات کے پیچھے یہ یاددہانی تھی کہ تم نے فرہاد ولیج میں جو تباہی پھیلائی اس کا نتیجہ تمہارے سامنے آچکا ہے۔ ایک فوجی افسر نے نمائندے کو گھور کر پوچھا "تم یہاں فرہاد ولیج کا حوالہ کیوں دے رہے ہو؟"

وہ بولا "اگر آپ حقیقت چھپائیں گے تو ساری دنیا کے اخبارات یہی کہیں گے۔"

مارشل ڈی مورا نے کہا "پہلے ہمارے درمیان ایک خفیہ میٹنگ ہوگی۔ اس میٹنگ کے دوران کیمرا آن نہیں ہوگا اور نہ ہی ہماری گفتگو ریکارڈ کی جائے گی۔"

"بین الاقوامی نشریاتی رابطے کی اہمیت اسی میں ہے کہ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی بات ریکارڈ کی جائے اور اسے اسکرین پر پیش کیا جائے۔ بہرحال آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ آیئے' پہلے ہم پرائیویٹ گفتگو کر لیں۔"

وہ سب ایک فوجی خیمے میں آکر بیٹھ گئے۔ مارشل نے کہا۔ "ابھی تم نے فرہاد ولیج کا حوالہ دیا تھا۔ اس ولیج میں دو چار مکانات تباہ ہوئے تھے' یہاں تو آہنی مشین کے پرزے پرزے کر دیے گئے ہیں' مشین اور خفیہ اڈے کی کوئی چیز سلامت نہیں رہی۔ کیا آپ ہم سے ایک تعاون کریں گے؟"

"کیسا تعاون؟"

"آپ کو یاد ہوگا' سونیا اور فرہاد نے چیلنج کیا تھا کہ وہ ہم سے جرمانہ بھی وصول کریں گے اور ہمیں بھاری نقصان بھی پہنچائیں گے۔"

"ہاں' انہوں نے ایسا چیلنج کیا تھا۔"

مارشل نے کہا "آپ اس چیلنج کا حوالہ دے کر اس بات کو پوری دنیا میں اچھال دیں کہ انہوں نے اپنے دعوے کے مطابق انتقامی کارروائی کی ہے۔ کروڑوں ڈالر کی مشین کو تباہ کیا ہے اور ہزاروں فوجیوں کو ہلاک کیا ہے۔"

"ہم ثبوت کے بغیر ایسی باتیں کریں گے تو وہ قابلِ قبول نہیں ہوں گی۔ اسی لئے ہماری درخواست ہے کہ ہمیں تباہ شدہ علاقے میں جانے کی اجازت دیں۔ ہم اس تباہی کے منظر کو اسکرین پر پیش کرتے ہوئے جو بات کہیں گے وہ سننے اور دیکھنے والوں کو متاثر کرے گی۔"

مارشل نے کہا "ہماری ملٹری انٹیلی جنس دشمنوں کے خلاف ثبوت حاصل کرنے کی بھرپور کوششیں کر چکی ہے لیکن دشمن بے حد مکار ہیں۔ انہوں نے اس انداز سے حملے کئے تھے کہ واپسی میں ان کے خلاف کوئی بھی ثبوت باقی نہیں رہا۔"

ایک نے پوچھا "یہاں جو دشمن حملہ کرنے آئے تھے ان میں سے کوئی تو گرفتار ہوا ہوگا۔"

"ان کا حملہ بہت ہی غیر معمولی اور انوکھا تھا۔ ادھر ایک بھی دشمن نہیں آیا۔ صرف ان کے کھلونا طیارے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے آئے۔ ان طیاروں میں بھاری قوت کے بم رکھے گئے تھے جو مخصوص تکنیک کے مطابق اپنے نشانے پر پہنچ کر پھٹ پڑتے تھے۔"

ایک نمائندے نے حیرانی سے پوچھا "کھلونا طیاروں سے اتنا زبردست حملہ' ایسی زبردست تباہی؟"

"ہاں' ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ دشمن کھلونوں کو ہماری تباہی کا سامان بنا دیں گے۔"

"کیا ان طیاروں کو زمین سے مار گرانے کے انتظامات نہیں تھے؟"

"سارے انتظامات تھے لیکن وہ طیارے ہزاروں کی تعداد میں تھے اور بے آواز تھے۔ بہت قریب آنے پر ہلکی ہلکی بھنبھناہٹ سنائی دی تھی۔ لیکن اس وقت تک دیر ہو چکی تھی۔ وہ سروں پر پہنچ کر پھٹ رہے تھے۔ فوجیوں کو بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اگر وہ فرار نہ ہوتے تو مشین کے ساتھ نابود ہو جاتے۔ ویسے خفیہ اڈے کے اندر مشین کے پاس ڈیوٹی دینے والے سپاہی اور افسران سیکڑوں کی تعداد میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان کی لاشیں اسکرین پر دکھائی جا سکتی ہیں۔"

"تو پھر ہمیں کیمرا آن کرنے کی اجازت ہے؟"

"ذرا صبر کریں۔ ہمارا ایک اہم اجلاس منعقد ہو رہا ہے' میں وہاں جا رہا ہوں۔ اجلاس میں جو فیصلہ ہوگا اس کے مطابق آپ لوگوں کو رپورٹنگ کی اجازت دی جائے گی۔"

"ہم تازہ ترین معاملات کو باسی رپورٹ نہیں بناتے ہیں۔ ہمارے دوسرے نمائندے اپنے عملے کے ساتھ فرہاد ولیج میں موجود ہیں۔ وہ سونیا اور فرہاد کے نقطۂ نظر سے مشین کی تباہی کی خبر نشر کریں گے۔"

مارشل ڈی مورا نے ناگواری سے کہا "یہ ہمارے ملک کا اندرونی معاملہ ہے۔ ہم تمہیں فرہاد کے نقطۂ نظر سے اس معاملے کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"آپ اپنے ملک میں اجازت نہ دیں' دوسرے ملکوں میں ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے سے کیسے روکیں گے؟"

"یہ مت بھولو کہ بین الاقوامی رابطے کا یہ شعبہ ہمارے ہی دم سے ہے۔ ہم اسے چند منٹوں میں ختم کر سکتے ہیں۔"

"بے شک' آپ مائی باپ ہیں۔ آپ کی حکومت ہمارے پورے شعبے کو ختم کر سکتی ہے۔ لیکن یہ تو سوچیں' اگر اسی طرح دوسرے بڑے ممالک بھی اپنے ہاں کی اہم خبروں کو روکنا شروع کر دیا اور اس سلسلے میں آپ پر الزام دیتے رہے تو آپ کی پوزیشن دنیا والوں کے سامنے کیا ہوگی؟"

وہ درست کہہ رہا تھا اور درست باتوں پر بحث نہیں کی جاتی۔ مارشل وہاں سے اٹھ گیا۔ اس اجلاس میں آگیا جہاں ملک کے اعلیٰ حکام' فوجی افسران اور دوسرے اکابرین موجود تھے۔ ایک اعلیٰ حاکم نے مارشل سے پوچھا "یہ سب کیسے ہوگیا؟"

وہ بولا "یہاں انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ یہ صحیح بات بتا سکتے ہیں۔ حملہ آوروں نے اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑا ہے۔"

"دشمنوں کے پاس ہزاروں کھلونا طیارے کہاں سے آگئے؟"

"مشی گن جھیل سے پچیس میل دور ایک کھلونا فیکٹری ہے۔ وہاں ایسے طیارے بنائے جاتے ہیں۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کھلونوں کو دوسری جنگِ عظیم کے طیاروں سے زیادہ خطرناک بنا دیں گے۔ انہوں نے وہ جنگ لڑی ہے جس کے متعلق ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے جس چالاکی سے ہمیں اتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ جس انداز میں دشمنی کی گئی ہے اس کے نتیجے میں ہم کسی کو الزام نہیں دے سکتے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "بات ابھی الزام دینے کی نہیں ہے۔ اپنی نااہلی کی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ہم فرہاد کے مقابلے میں اکثر نقصان اٹھاتے ہیں؟"

دوسرے حاکم نے کہا "اس نے ایک ماہ پہلے چیلنج کیا تھا' آج یہ صورتِ حال ہمارے سامنے ہے۔ اگر آپ اس کے چیلنج کے پیشِ نظر یہاں کے حفاظتی انتظامات پر نظرِ ثانی کرتے' اس کے ہر پہلو پر غور کرتے تو کھلونا فیکٹری کی طرف بھی دھیان ضرور جاتا۔"

تیسرے حاکم نے کہا "فرہاد اور اس کے بیٹے انسان ہیں۔ جو تدبیر اُن کے دماغوں میں آسکتی ہے وہ ہم اور آپ بھی سوچ سکتے ہیں لیکن اس لئے نہیں سوچتے کہ اپنے ناقص حفاظتی انتظامات سے بالکل مطمئن ہو جاتے ہیں۔"

مارشل نے کہا "کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ایک دوسرے کی حکمتِ عملی سمجھ میں آجایا کرے۔ جو ہو چکا ہے اس کی تمام ذمے داری مجھ پر نہ رکھی جائے۔ ہمارے بہترین مشیروں' فوجی اور انٹیلی جنس کے بڑے عہدیداروں کی پلاننگ سے وہ مشین وہاں رکھی گئی تھی۔"

ایک نے تائید کی "ہاں' الزام تو بہت سے عہدیداروں پر آئے گا۔ لیکن سانپ نکل گیا ہے' لکیر پیٹنے سے فائدہ کیا ہوگا؟"

دوسرے نے کہا "ہمارے حفاظتی انتظامات میں کوئی کمی نہیں تھی۔ جب تمام اقدامات ہر پہلو سے ٹھوس اور مستحکم ہوں اور اس کے باوجود نقصان اٹھانا پڑے تو ایسے میں مقدر کو ماننا پڑتا ہے۔ یا پھر دشمن کی ذہنی برتری کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔"

ایک نے کہا "میرا خیال ہے' ہم اپنے نقصانات کا ماتم کرنے میں وقت ضائع نہ کریں' کام کی باتیں کریں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "میں ایک کام کی بات پوچھتا ہوں۔ جب سے دنیا آباد ہوئی ہے' تمام جانداروں کے لئے موت اٹل ہے۔ موت سے کسی کو نجات نہیں ہے' کیا فرہاد بھی ہمارے لئے موت کی طرح اٹل ہوگیا ہے؟"

"کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے اپنے چیلنج کے مطابق کر گزرتا ہے۔ وہ ہمارا پہلا اور آخری مسئلہ بن گیا ہے۔ جتنی جلد ممکن ہو اُسے ختم کرنا ہوگا ورنہ ہماری مزید تباہی آنکھوں کے سامنے ہے۔"

"بات صرف تباہی کی نہیں ہے۔ ہم سپرپاور کہلاتے ہیں۔ دنیا کے آخری سرے تک ہمارا رعب اور دبدبہ طاری رہتا ہے۔ ہم بہت اونچی اڑان اڑتے ہیں لیکن فرہاد ہماری اڑان کے غبارے سے ہوا نکال دیتا ہے۔ ہمارا رعب اور دبدبہ' ہماری شان و شوکت دو

کوڑی کی ہو جاتی ہے۔ اس پہلو سے ہمیشہ ہماری توہین ہوتی ہے۔"

دوسرے نے کہا "آج فرانس ہمارے دباؤ میں نہیں ہے۔ کیونکہ اسے فرہاد کی حمایت حاصل ہے۔ کل کو دوسرے تیسرے ممالک بھی فرہاد کو دوست بنا کر ہماری برتری سے انکار کردیں گے۔"

"پانی سر سے گزر چکا ہے۔ اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے ہمیں ہر حال میں فرہاد کو کم تر بنانا ہوگا۔ وہ مٹی میں ملے گا تو ہمارا سر آسمان سے لگے گا۔"

ہولی مین نے کہا "ہم نے ابتدا ہی سے فرہاد کو اہمیت دی ہے جس کے نتیجے میں آج وہ بہت زیادہ اہمیت حاصل کرچکا ہے۔ میں نے فرہاد ویلیج پر حملے کی مخالفت کی تھی۔ آپ حضرات غور فرمائیں' ہمارے ناکام حملوں نے فرہاد ویلیج کو آہنی قلعہ ثابت کرکے اُن کی اہمیت اور بڑھادی ہے۔ مارشل ڈی مورا اور جان لمبوڈا نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑیں گے لیکن ثبوت چھوڑ کر فرہاد کو مظلوم اور ہمیں ظالم ثابت کردیا۔"

مارشل نے ناگواری سے پوچھا "کیا ہم نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا؟"

"غلط پلاننگ مارشل! تسلیم کرو۔ وہ اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑتے تم چھوڑ دیتے ہو۔ وہ اپنی ساکھ برقرار رکھتے ہیں تم ہماری ساکھ بگاڑ دیتے ہو۔ تسلیم کرو کہ وہ ذہانت میں اور انتقامی کارروائیوں میں تم سے برتر ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "مارشل! ہم تمہاری انسلٹ نہیں کررہے ہیں۔ یہاں کی چار دیواری میں تمہاری غلطیوں کی نشاندہی کررہے ہیں۔ آئندہ محتاط رہو۔ دشمنوں کو ایسا سبق سکھاؤ کہ انہیں بچاؤ کا راستہ نہ ملے۔"

دوسرے نے کہا "آئندہ ان کی خلاف کوئی منصوبہ جب تک جامع اور ٹھوس نہ ہو اور اس پر عمل کرنے کے طریقۂ کار پر ہم سب متفق نہ ہوں تب تک آپریشن اسٹارٹ نہ کیا جائے۔"

ہولی مین نے کہا "موجودہ صورتِ حال کے پیشِ نظر ٹرانسفارمر مشین کی تباہی کا الزام فرہاد پر عائد نہیں کرنا چاہئے۔"

"بے شک' ہم محض قیاس آرائی کی بنا پر اُسے مجرم ثابت نہیں کرسکیں گے۔"

"ٹھیک ہے' ہم کھل کر الزام نہیں دیں گے لیکن ایسے بیانات دیں گے جس میں یہ اشارہ ملے گا کہ انہوں نے فرہاد ویلیج کے سلسلے میں انتقامی کارروائی کی ہے۔"

انٹرکام کے ذریعے اطلاع ملی کہ بین الاقوامی رابطے کے ذریعے سونیا اور فرہاد کو اسکرین پر پیش کیا جارہا ہے۔ یہ سنتے ہی سب لوگوں نے اپنی کرسیوں کے رخ بدل دیے۔ اجلاس ہال میں تین دیواروں کے پاس ٹی وی رکھے ہوئے تھے۔ انہیں آن کردیا گیا تھا۔

اسکرین پر ایک نمائندہ سونیا اور فرہاد کا ذکر کررہا تھا کہ ایک ماہ

قبل فرہاد ویلیج پر ہوائی حملے کئے گئے تھے۔ ان حملوں سے ویلیج کے چند مکانات تباہ ہوئے تھے۔ دوسری طرف حملہ کرنے والے دو طیاروں کو تباہ کردیا گیا تھا اور ویلیج میں داخل ہونے والے تمام مسلح افراد کو گرفتار کرلیا گیا تھا۔ ان دو طیاروں کا تعلق اسرائیل سے تھا اور گرفتار ہونے والے امریکی گوریلا فائٹر تھے۔

سونیا اور فرہاد نے یہ تمام ثبوت فراہم کرنے کے بعد دعویٰ کیا تھا کہ وہ امریکا سے پچاس لاکھ ڈالر جرمانہ وصول کریں گے اور سزا دینے کے لئے ان کے ملک میں بھی ایسی ہی انتقامی تباہی لائیں گے۔

مارشل ڈی مورا نے اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "یہ نمائندہ ہماری مرضی کے مطابق بول رہا ہے۔ اس کی باتوں سے سونیا اور فرہاد کے خلاف شبہات کا آغاز ہورہا ہے۔"

نمائندہ کہہ رہا تھا "اس چیلنج کے ٹھیک ایک ماہ بعد مشی گن جھیل کو بری طرح تباہ کردیا گیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سب کچھ چیلنج کے جواب میں کیا گیا ہے۔ ہمیں ٹھوس ثبوت کے بغیر کسی کے خلاف کچھ کہنے کا حق نہیں ہے۔ میں آپ کے سامنے محض ایک پس منظر پیش کررہا ہوں۔ سونیا اور فرہاد نے انتقامی کارروائی کی ہے یا نہیں؟ یہ ابھی آپ اسکرین پر اُن کی زبان سے سن لیں گے۔ اس کے لئے آپ کو ایک ذرا انتظار کرنا ہوگا۔"

پھر اس نمائندہ نے کہا "میں آپ کو بتاتا چلوں کہ مشی گن جھیل ایک نہایت پُراسرار خفیہ اڈا تھا جہاں ٹرانسفارمر مشین کو چھپا کر رکھا جاتا تھا۔ شاید آپ جانتے ہوں کہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے جاتے تھے۔ گویا یہ مشین ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بموں سے زیادہ خطرناک انسان پیدا کرتی تھی۔ اس مشین کی حفاظت کے لئے اتنے سخت انتظامات کئے گئے تھے کہ وہاں اجازت کے بغیر ایک مکھی بھی اڑ کر نہیں جاسکتی تھی۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "پچھلی رات اچانک ہزاروں کھلونا جہازوں نے اس خفیہ اڈے پر حملے کئے۔ کھلونا طیاروں کی بھلا اہمیت کیا ہوتی ہے۔ دولت مند بچوں کے دل بہلانے کا سامان ہوتا ہے مگر وہی کھلونے خطرناک طیارے بن گئے۔ کسی بہت ہی ماہر انجینئر نے ان طیاروں میں تبدیلیاں کی تھیں۔ ان کے اندر خفیہ کیمرے نصب تھے۔ وہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے پرواز کرتے ہوئے جہاں سے گزرتے تھے وہاں کے مناظر کیمروں کے ذریعے اسکرین پر نظر آتے تھے۔ اس طرح طیاروں کو آپریٹ کرنے والے دیکھتے تھے کہ کون سا طیارہ خفیہ اڈے میں کس طرح داخل ہورہا ہے۔ ان تمام طیاروں میں بھاری قوت کے بم رکھے گئے تھے جنہیں ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ہی بلاسٹ کیا گیا تھا۔ ناظرین! ابھی ہمیں مشی گن جھیل کی طرف جانے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ جیسے ہی اجازت ملے گی ہم ان طیاروں کے متعلق مزید تفصیلات پیش کریں گے۔ آیئے ہم میڈم سونیا کی باتیں سنتے ہیں کہ وہ اس سلسلے

ں کیا فرماتی ہیں۔"

اسکرین پر سونیا نظر آنے لگی۔ نمائندے نے پوچھا "کیا آپ کو اپنا وہ چیلنج یاد ہے؟"

سونیا نے کہا "بے شک یہ بھولنے والی بات نہیں ہے۔ ہم نے ی اسکرین پر پوری دنیا کے سامنے کہا تھا کہ ہم دشمنوں سے ہرجانہ مول کریں گے اور انتقامی کارروائی بھی کریں گے۔"

نمائندہ نے پوچھا "تو آپ نے انتقامی کارروائی کی ہے؟"

"نہیں۔ ہم دوسرے اہم معاملات میں اس قدر مصروف ہے کہ ابھی تک چیلنج پورا نہ کرسکے۔ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ ارے چیلنج سے کسی دوسرے نے فائدہ اٹھایا ہے۔ سنا ہے' انسفارمر مشین کو بری طرح تباہ کردیا گیا ہے۔"

"اس تباہی کا الزام آپ کے سر آئے تو آپ کا جواب کیا ہوگا؟"

سونیا نے کہا "ہم ایسے نادان نہیں ہیں کہ ٹرانسفارمر مشین کو اکردیں گے جبکہ یہ جانتے ہیں مشین کا نقشہ موجود ہے' وہ پھر تیار لی جائے گی۔ ہم تو ایسی تباہی لاتے ہیں جس کی تلافی ممکن نہ ہے۔"

"آپ کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے وہ مشین پھر تیار کرلی جائے ہے۔ کیا اُسے بار بار تیار کرنا آسان ہے؟"

"بہت مشکل ہے' امریکا وسیع ذرائع کا مالک ہے۔ اگرچہ آج ل مقروض ہے پھر بھی اُس کی تیاری کے لئے کروڑوں ڈالر خرچ رے گا۔ یعنی اس نے کروڑوں کی مشین گنوائی۔ آئندہ پھر ملاڑوں خرچ کرے گا۔ اس کے علاوہ ہمارا جرمانہ بھی بھرے گا۔ ر ہماری طرف سے جو انتقامی کارروائی ہوگی وہ بھی اسے اربوں لر کے نقصان تک پہنچائے گی۔"

"کیا آپ سمجھتی ہیں کہ مشین کی تباہی کا الزام آپ پر عائد کیا ے گا؟"

"الزام عائد کرنے میں کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ ہمارے تمام ن ہمارے متعلق ایک سچی بات جانتے ہیں کہ ہم جہاں بھی اور ب بھی انتقامی کارروائیاں کرتے ہیں وہاں اپنا نام ضرور بتاتے ماکہ شدر ہے کہ ہم سے دشمنی کتنی مہنگی پڑتی ہے۔"

اجلاس میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران توجہ سے نیا کی باتیں سن رہے تھے اور دل ہی دل میں یہ تسلیم کررہے تھے ہ سونیا اور فرہاد نے چھپ کر کبھی انتقام نہیں لیا۔ ہر کارروائی ے بعد اپنا نام ضرور بتایا ہے۔

سونیا کی یہ بات بھی دل کو لگ رہی تھی کہ جو مشین دوبارہ تیار ہاجاسکتی ہے اُسے تباہ کرنا نادانی ہے۔ انٹیلیجنس کے اعلیٰ افسر نے ا "یہ عورت بڑی مکاری سے بول رہی ہے۔ ایک طرف کہتی ہے ین کو تباہ کرنے والے نادان ہیں' دوسری طرف کہتی ہے ہم نے روڑوں ڈالر کا نقصان اٹھایا ہے۔ آئندہ نئی مشین پر کروڑوں

خرچ کریں گے۔ دشمن کے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ ہمیں ناقابلِ برداشت مالی نقصان پہنچ رہا ہے۔"

دوسرے نے کہا "بے شک ہمارے نقصان کے پیچھے اسی مکّار عورت کا ہاتھ ہے۔"

وہ لوگ آپس میں تبصرہ کرتے کرتے چپ ہوگئے۔ اسکرین پر نمائندہ کہہ رہا تھا "ناظرین! یہ ہمارے ادارے کی خوش قسمتی ہے کہ ہم نے گوشہ نشین رہنے والے فرہاد علی تیمور کو ایک ماہ پہلے فرہاد ویلیج میں پیش کیا تھا اور آج دوبارہ پیش کررہے ہیں۔"

اسکرین پر فرہاد علی تیمور نظر آنے لگا۔ وہ مَیں نہیں تھا' میری ڈمی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے سونیا کی بھی ڈمی اسکرین پر بول رہی تھی۔ میں اور سونیا' ماریہ کے ساتھ ایک بیڈ روم میں بیٹھے وہ پروگرام دیکھ رہے تھے۔

نمائندے نے پوچھا "مسٹر فرہاد! مشی گن جھیل میں جو کچھ ہوا' اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟"

جب تک ڈمی سونیا اسکرین پر بولتی رہی۔ میں اس کے دماغ میں موجود رہا تاکہ وہ کوئی غلطی نہ کرے۔ اب میں نے ڈمی کے ذریعے جواب دیا "یہ جو کچھ ہوا اس میں امریکا کی ناجائز اولاد اسرائیل کا ہاتھ ہے۔ یہ یہودی نہیں چاہتے کہ ٹرانسفارمر مشین رہے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوں۔ اگر ہوں تو یہودیوں کو بھی یہ علم دیا جائے۔ جب اُن کا یہ مطالبہ پورا نہیں ہوا تو انہوں نے امریکا کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کرلیا۔"

نمائندے نے کہا "امریکی نمائندوں نے کبھی کسی کے اغوا کا اعتراف نہیں کیا ہے۔"

"اور نہ ہی کریں گے۔ مشین کی تباہی کا الزام بھی انہیں نہیں دیں گے لیکن میری سچ بیانی قائم رہے گی۔ جھوٹا آدمی پھانسی کے تختے پر بھی جھوٹ بولتا ہے لیکن دل ہی دل میں اپنے جھوٹ کو مانتا ہے۔ اسی طرح امریکی حکام میرے سچ کا اعتراف نہ کریں لیکن اپنے جھوٹ کو دل سے تسلیم کررہے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے' جب ہم نے یہ واردات نہیں کی ہے تو واردات وہی کریں گے جو اپنے محسن کے احسانات کو بھول کر اُن کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اغوا کرچکے ہیں۔"

پھر میری ڈمی نے مسکرا کر کہا۔ "آستین میں سانپ پالنے کا یہی نقصان ہے۔ پالنے والا یہ شکایت نہیں کرسکتا کہ سانپ اُسے ڈس رہا ہے۔ ان لمحات میں امریکا کے اعلیٰ حکام اور دوسرے اکابرین مجھے اسکرین پر دیکھ رہے ہیں۔ اور میں انہیں نہ دیکھتے ہوئے بھی ان کی مجبوریاں دیکھ رہا ہوں۔"

ڈمی نے پھر مسکرا کر کہا۔ "ان کی مجبوریاں یہ ہیں کہ انہوں نے اسلامی ممالک کے درمیان اسرائیل کو دہشت بنا کر قائم کیا ہے۔ مسلمان حکمران اسرائیل کے خوف سے امریکا کی گود میں پناہ لیتے ہیں اور اس سپر پاور کو پوری اسلامی دنیا پر مسلط کرتے

ہیں۔ چونکہ اسرائیل ان کے لئے بہت بڑا سیاسی رول ادا کر رہا ہے اس لئے وہ یہودیوں سے ناراض نہیں ہوتے ہیں۔ ان کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں۔ دنیا دیکھے گی کہ ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کرنے والی خطا بھی معاف کردی جائے گی۔"

اجلاس میں کھلبلی سی پیدا ہوگئی۔ یہودیوں نے مشین کو تباہ نہیں کیا تھا۔ وہ کسی پر اس تباہی کا الزام نہیں رکھ سکتے تھے۔ لیکن میں نے یقین کی حد تک یہ شبہ پیدا کر دیا تھا کہ یہ اسرائیل کی شرارت ہو سکتی ہے۔ اگر انہوں نے اسے الزام نہ دیا تو یہ بات درست ہوگی کہ امریکا اسرائیل کی بڑی سے بڑی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

اسکرین پر ڈی نے کہا۔ "میں نے ایک حق بات کہہ دی ہے۔ اب امریکی حکام کو اس سلسلے میں زبان کھولنا چاہئے۔ اگر وہ مجرم کی طرف انگلی نہیں اٹھائیں گے اور خواہ مخواہ ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے تو پھر ہمیں اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے خود ہی اسرائیل کو بے نقاب کرنا پڑے گا۔"

پھر میں نے ڈی کے ذریعے نمائندے سے کہا۔ "آپ ہم سے سوالات کرتے جا رہے ہیں' ایک میرے سوال کا جواب دینا پسند کریں گے؟"

"بے شک' آپ سوال کریں۔"

"کوئی بھی سانحہ ہو یا واردات ہو' آپ اسے فوراً اسکرین پر پیش کر دیتے ہیں۔ اتنی بڑی ٹرانسفارمر مشین تباہ کی گئی' سیکڑوں فوجی مارے گئے لیکن اس سلسلے کی ایک تصویر بھی بین الاقوامی رابطے کے ذریعے پیش نہیں کی گئی۔ مشی گن جھیل کے مناظر کو دنیا کے سامنے کیوں پیش نہیں کیا جا رہا ہے؟"

نمائندے نے کہا۔ "ہم جلد ہی وہاں کی تباہی کے مناظر پیش کریں گے۔"

"آپ جلد ہی پیش کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ جبکہ تباہی کو بارہ گھنٹے گزر گئے ہیں۔ پلیز' آپ وضاحت کریں' دیر کیوں ہو رہی ہے؟"

"جائے واردات پر وہاں کے جاسوس اور فوجی افسران موجود ہیں۔ اعلیٰ حکام اہم اجلاس میں مصروف ہیں۔ اجلاس کے بعد ہمیں مشی گن جھیل کی فلمی رپورٹ پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔"

"آپ کو پتا ہے کہ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں؟"

"فرہاد صاحب! آپ کی خیال خوانی کو ساری دنیا جانتی ہے۔"

"لیکن آپ یہ نہیں جانتے کہ میں اس فوجی افسر کے دماغ میں آتا جاتا ہوں جو صبح سے مشی گن جھیل کے کھنڈر میں اپنے فرائض ادا کر رہا ہے۔ وہاں وہ لوگ ایسے تمام ثبوت مٹا رہے ہیں جو اسرائیل کے خلاف ہیں۔"

اجلاس میں بیٹھے ہوئے ایک اعلیٰ افسر نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔ "یہ جھوٹا اور مکار ہے۔ وہاں کسی کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے اور یہ ہمیں الزام دے رہا ہے کہ ہم ثبوت مٹا رہے ہیں۔"

نمائندے نے ڈی فرہاد سے پوچھا۔ "آپ اس افسر کے دماغ میں رہ کر انہیں ثبوت مٹانے سے کیوں نہیں روک رہے ہیں؟"

"وہاں باقی تمام افسران یوگا کے ماہر ہیں۔ میں کسی کے دماغ میں جا نہیں سکتا اور ایک افسر کے ذریعے انہیں ایسی حرکتوں سے باز نہیں رکھ سکتا۔"

پھر میں نے ڈی سونیا کے ذریعے کہا "اتنے بڑے اور بااعتماد بین الاقوامی نشریاتی رابطے کے ادارے کو مشی گن جھیل کی طرف جانے سے روک دیا گیا ہے۔ جب وہاں کچھ باقی نہیں رہا ہے پھر کیوں اب تک اسے روکا گیا ہے؟ یہ لوگ مشین کا ماتم کر رہے ہیں یا اندر ہی اندر سازشی ثبوت تیار کر رہے ہیں۔ کسی اور کا جرم کسی اور کے سر تھوپنا چاہتے ہیں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "ہم نے سوچا تھا' آپس میں اچھی طرح مشورے کرنے کے بعد اخبارات میں بیانات دیں گے لیکن ہمارے بیانات سے پہلے سونیا اور فرہاد ہماری پوزیشن کمزور بنا چکے ہیں۔ اب ہم ان کے خلاف اور اسرائیل کی حمایت میں کچھ بھی کہیں گے تو قابلِ قبول نہ ہوگا۔"

ایک نے کہا۔ "کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مشین کو تباہ کرنے والوں کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملا ہے؟"

دوسرے نے کہا۔ "نہیں۔ ہم یہ کہیں گے تو سونیا اور فرہاد کی بات درست سمجھی جائے گی کہ اسرائیل کے خلاف ثبوت مٹا دیئے گئے ہیں۔"

"اگر ہم قسمیں کھائیں گے کہ ثبوت نہیں مٹائے گئے ہیں تو سوال کیا جائے گا' ہم نے صبح سے شام تک کسی کو جائے واردات کی طرف جانے کی اجازت کیوں نہیں دی۔ وہاں ہم کیا سازش کر رہے تھے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "آپ لوگ بعد میں تبصرے کریں۔ پلیز! ابھی ان کی گفتگو توجہ سے سننے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔"

نمائندہ ڈی فرہاد سے کہہ رہا تھا۔ "ہم ابھی مشی گن جھیل کے مناظر پیش کریں گے اور وہاں کے ذمے دار افراد اسکرین پر آکر بیانات دیں گے۔ فی الحال آپ سے ایک سوال ہے۔ وہاں کروڑوں ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے' سیکڑوں فوجی مارے گئے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی آپ کا چیلنج برقرار رہے گا؟"

"جی ہاں' یہ انتقام ہم نے نہیں لیا ہے۔ ہماری انتقامی کارروائی کا چیلنج برقرار رہے گا۔ البتہ یہ موجودہ تباہی دیکھ کر ہم ان سے ہمدردی کرتے ہوئے اپنے ارادے میں ذرا سی لچک پیدا کرسکتے ہیں۔"

ڈی نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ "اگر وہ جرمانے کی رقم پچاس لاکھ ڈالر ادا کردیں گے تو ہم انتقامی کارروائی کا ارادہ ترک کردیں گے۔"

اجلاس میں بیٹھے ہوئے لوگ جھنجلا گئے۔ گالیاں بکنے لگے۔ ایک نے کہا۔ "اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ انہی کمبختوں نے مشین کو تباہ کیا ہے۔"

دوسرے نے کہا۔ "ان کا پچاس لاکھ ڈالر کا مطالبہ ظاہر کرتا ہے کہ عدم ادائیگی کی صورت میں یہ ہم پر پھر تباہی لائیں گے۔"

"یہ سوچ کر شرم آتی ہے کہ ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"ہمیں ان کے خلاف کچھ ایسے حالات پیدا کرنے ہوں گے کہ ان کا جینا دوبھر ہو جائے۔ انہیں اس زمین پر کہیں سکون نہ ملے۔ وہ سونا چاہیں تو دہشت سے نیند اڑ جائے۔ وہ کھانا چاہیں تو ہر نوالہ پتھر لگے۔ وہ بھوکے پیاسے دن رات جاگتے جاگتے خود ہی مر جائیں۔"

"ہمیں پلان میکرز کی ایک ٹیم قائم کرنا چاہئے۔ یہ منصوبہ باز ایسی تدابیر سوچیں گے جن پر عمل کرنے سے سونیا اور فرہاد کو زندگی' موت سے بدتر لگے۔"

"ہاں ایسا کچھ کرنا ہوگا۔ یہ لوگ گلے میں ہڈی کی طرح اٹک گئے ہیں۔ ایسی ہڈیوں کو نکالنا ہی ہوگا۔"

مارشل نے کہا۔ "ہم نے چند اہم منصوبے تیار کئے ہیں۔ اب ان پر کامیابی سے عمل کرنے کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔"

ایک نے پوچھا۔ "وہ منصوبے کیا ہیں؟"

"سوری' اب ہم جو کچھ بھی کرنے والے ہیں' اسے اتنی رازداری سے کریں گے کہ ہمارے ہی درمیان ایک کی بات دوسرے کو معلوم نہیں ہوگی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "اب ہمیں اجلاس برخاست کرنا چاہئے۔ باہر بین الاقوامی نشریاتی رابطے کا عملہ ہمارا منتظر ہے۔"

وہ سب اپنی جگہ سے اٹھ کر ہال سے باہر آنے لگے۔ باہر اخبارات کے رپورٹرز اور فوٹو گرافرز کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ سب لوگ ان حکام اور حکومت کے دوسرے عہدیداروں کی طرف بڑھے۔ ان سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے۔ دوسرے ہال میں بین الاقوامی نشریاتی رابطے کا عملہ کیمروں اور ساؤنڈ ریکارڈرز کے ساتھ تیار تھا۔ مارشل ڈی مورا نے ان سے کہا۔ "دوسری ٹیم سے کہہ دو' وہ مشی گن جھیل کی فلمی رپورٹ ناظرین پر پیش کر سکتے ہیں اور ہم سے بھی انٹرویو کر سکتے ہیں۔"

ہال میں شوٹنگ لائٹس روشن ہوگئیں۔ کیمرے آن ہوگئے۔ نمائندے نے اسکرین پر آکر کہا۔ "ناظرین! کنفر ٹونا خدا خدا کرکے ہمیں مشی گن جھیل کی رپورٹ پیش کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ آپ چند منٹوں میں وہاں کی تباہی کے مناظر دیکھیں گے۔ اس سے پہلے ہم مارشل ڈی مورا کو پیش کر رہے ہیں۔"

پھر اسکرین پر مارشل نظر آیا۔ نمائندے نے اس سے پوچھا۔ "آپ ٹرانسفارمر مشین کی تباہی کے متعلق کچھ کہنا چاہیں گے؟"

وہ بولا "ابھی میں آپ کا پروگرام دیکھ رہا تھا۔ سونیا اور فرہاد کی گفتگو سن رہا تھا۔ وہ خواہ مخواہ ہمیں الزام دے رہے ہیں کہ ہم اسرائیل کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور یہودیوں کو مجرم ثابت کرنے کے جو ثبوت ہمیں مل رہے ہیں' انہیں ہم ضائع کر رہے ہیں۔ یہ محض ایک اندازہ ہے اور اندازے اکثر غلط ہوتے ہیں۔"

نمائندے نے پوچھا۔ "کیا آپ نے جائے واردات پر کسی کے خلاف ثبوت حاصل کیا ہے؟"

مارشل نے کہا۔ "سب سے پہلے تو سونیا اور فرہاد کو خوش ہونا چاہئے کہ ہم انہیں الزام نہیں دے رہے ہیں۔"

"آپ کسی کو تو الزام دیں گے۔ کوئی تو مجرم ہوگا؟"

وہ مسکرایا پھر بولا "میں جو کچھ کہنے والا ہوں' اس پر شاید ہی کوئی یقین کرے۔ لیکن سچ پھر سچ ہے۔ جلد یا بہ دیر سچائی کا یقین ہو جاتا ہے اور سچ یہ ہے کہ ٹرانسفارمر مشین کو ہم نے خود تباہ کیا ہے۔"

اس کی یہ بات چونکا دینے والی تھی۔ نمائندے نے حیرانی سے پوچھا۔ "کیا واقعی؟ آپ نے اسے تباہ کیا ہے؟ مگر کیوں؟"

مارشل ڈی مورا نے بڑے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا "ہمیں رفتہ رفتہ یہ تجربہ ہوا کہ مشین کے ذریعے جو ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے جا رہے ہیں' ان میں کچھ دماغی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ اگرچہ خیال خوانی کرنے لگتے ہیں لیکن عملی زندگی میں نااہل اور ناکارہ ثابت ہوتے ہیں۔ ہم نے ماضی میں درجنوں خیال خوانی کرنے والے پیدا کئے' ان میں سے بیشتر اپنی کم عقلی اور کمزوری کے باعث مارے گئے یا دشمنوں کے ہاتھ لگ گئے۔"

نمائندے نے پوچھا۔ "کیا ایسا مشین کی خرابی کے باعث ہوتا رہا؟"

"وہ خرابی ہمارے انجینئروں کی سمجھ میں نہیں آئی۔ تجربہ کار ماہرین نے اس مشین میں ضروری تبدیلیاں کیں پھر بھی بات نہ

تھی۔ آخر ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ جو مشین ہمیں مسلسل نقصان پہنچا رہی ہے اسے ہمیشہ کے لئے نابود کر دیا جائے۔"

"اس کا مطلب ہے' آپ دوسری مشین تیار نہیں کریں گے؟"

"بالکل نہیں۔ ہم امن اور سلامتی کے علمبردار ہیں۔ اس مشین سے دوست اور امن پسند ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جب ہم نے دیکھا کہ ایسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دنیا والوں کو نقصان پہنچ رہا ہے تو ہم نے کروڑوں ڈالرز کی پروا نہیں کی اور اسے تباہ کر دیا۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "ہم دوستی اور محبت کے علمبردار ہیں۔ فرہاد علی تیمور کی طرف بھی دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ ہماری دوستی اور نیک نیتی کا ثبوت یہ ہے کہ آئندہ فرہاد کے مقابلے میں ہمارے ملک سے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا پیدا نہیں ہوگا۔"

میں' سونیا اور ماریہ اسکرین پر مارشل کو دیکھ رہے تھے۔ سونیا نے کہا "یہ مارشل ہمارے مقابلے میں زبردست بیان دے رہا ہے۔ اس نے یہ کہہ کر سارا جھگڑا ختم کر دیا ہے کہ انہوں نے خود مشین تباہ کی ہے۔ یہ جو دنیا کو دکھانے کے لئے دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہے اس کا منہ توڑ جواب اُسے ملنا چاہئے۔"

ادھر اسکرین پر مارشل ڈی مورا کہہ رہا تھا۔ "ابھی مسٹر فرہاد نے دنیا والوں کے سامنے مشین کی تباہی پر ہم سے ہمدردی جتائی ہے اور اپنے کئے ہوئے چیلنج میں ایک ذرا لچک پیدا کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم جرمانے کے طور پر پچاس لاکھ ڈالر ادا کر دیں تو وہ انتقامی کارروائی نہیں کرے گا۔ ناظرین! ہمیں فرہاد کی ایسی ہی باتوں سے تکلیف پہنچتی ہے۔ جب ہم نے کوئی جرم نہیں کیا ہے تو کس بات کا جرمانہ ادا کریں۔ اگر فرہاد ضرورت مند ہے تو دوست بن کر کروڑوں ڈالر ہم سے قرض لے سکتا ہے۔ وہ ہمارے سامنے ہاتھ پھیلائے' ہم ابھی اسے پچاس لاکھ ڈالر دیں گے لیکن جرمانے کے نام پر خواہ مخواہ مجرم بن کر ایک تنکا بھی نہیں دیں گے۔"

مارشل اتنا کہتے ہی اچانک زور سے چیخ مار کر اچھل پڑا۔ پھر فرش پر گر کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر تڑپنے لگا۔ کہنے لگا۔ "نہیں فرہاد! نہیں میرے دماغ میں زلزلہ پیدا نہ کرو۔ تم مجھے دماغی تکلیف میں مبتلا کر کے پچاس لاکھ ڈالر وصول نہیں کر سکو گے۔"

ویڈیو رپورٹ پیش کرنے والے کیمرے اسے فرش پر تڑپتے ہوئے دکھا رہے تھے۔ دو افراد اُسے سہارا دے کر اٹھانا چاہتے تھے' وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "فرہاد! تمہیں خدا کا واسطہ ہے' انسان بنو۔ ہم دوستی کرنا چاہتے ہیں اور تم دشمنی کر رہے ہو۔ کیا یہی تمہاری شرافت اور انسانیت ہے؟"

میں اور سونیا صوفوں پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تھے اور حیرانی سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ سونیا نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کوئی دشمن فرہاد بن کر اُس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کر رہا ہو۔"

میں نے کہا۔ "اور وہ دشمن کوئی اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوگا۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

میں نے خیال خوانی کی پرواز کر کے مارشل کے دماغ تک پہنچنا چاہا۔ مارشل نے سانس روک لی۔ تب فراڈ کا پتا چلا۔ جس کے دماغ میں زلزلہ پیدا ہو جائے' وہ سانس روکنے کے قابل نہیں رہتا جبکہ وہ یوگا کے ذریعے دماغ کے دروازے بند کر رہا تھا۔

میں نے سونیا کے پاس دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا۔ "یہ ڈراما کر رہا ہے۔ کسی نے اسے دماغی تکلیف نہیں پہنچائی ہے۔ یہ بالکل نارمل ہے۔ سانس روکنے کی صلاحیت برقرار ہے۔ کمبخت دنیا والوں کو سمجھا رہا ہے کہ میں اس جیسے دوستی کرنے والے سے کیسی کھلی دشمنی کر رہا ہوں۔"

وہ بولی "فرہاد! اسے سبق سکھاؤ۔"

"میں ابھی اس کے ہوش اڑاتا ہوں۔"

میں مارشل کے دماغ میں نہیں جا سکتا تھا۔ اس لئے نمائندے کے اندر آ گیا۔ دو افراد اُسے سہارا دے کر اٹھا چکے تھے۔ اس نے پھر ایک بار زور کی چیخ ماری۔ جیسے دوسری بار اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں افراد کی گرفت سے نکل کر پھر فرش پر گر پڑا۔ اُس کی یہ حالت دیکھ کر دنیا والے یقیناً مجھے گالیاں دے رہے ہوں گے۔

وہ نمائندہ میری مرضی کے مطابق مارشل پر جھک گیا۔ پھر اُس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اُس کے منہ پر تھوک دیا۔

منہ پر تھوک کیا پڑا جیسے جوتا پڑا۔ جوتا بھی برداشت ہو جاتا ہے' تھوک برداشت نہیں ہوتا۔ وہ غصے کی شدت سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ توہین کے احساس نے دماغ میں انگارے بھر دیئے تھے۔ اس نے نمائندے کو مارنا شروع کر دیا۔ "سؤر کے بچے! تمہاری اتنی جرات؟ جانتے ہو' میں کون ہوں؟ میں فوج کا وہ افسر ہوں جس سے کوئی آنکھیں ملا کر باتیں کرنے کی جرات نہیں کرتا۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

میں نے نمائندے کی زبان سے پوچھا۔ "کیا سر کی تکلیف ختم ہو گئی؟ جو ڈراما کر رہے تھے' وہ اختتام کو پہنچ گیا؟"

مارشل اسے مارتے مارتے ایک دم سے رک گیا۔ اُسے غلطی کا احساس ہوا کہ نہایت ہی اہم ڈرامے کو بھول کر اپنی ذاتی توہین پر بھڑک گیا تھا۔ نمائندے نے پوچھا۔ "جب تم یوگا کے ماہر ہو تو بھلا فرہاد تمہارے دماغ میں کیسے آئے گا؟ اگر کسی طرح آیا تھا اور زلزلہ پہنچا رہا تھا تو تم اچانک نارمل کیسے ہو گئے؟ جبکہ ایک بار دماغ میں زلزلہ پیدا ہو تو آدمی کے اندر اٹھنے اور بولنے کی بھی سکت نہیں رہتی۔ تم کتنے بھونڈے انداز میں فرہاد کو بدنام کر رہے تھے۔"

مارشل بوکھلا کر لائٹس اور کیمروں کو گھوم گھوم کر دیکھ رہا اور سمجھ رہا تھا کہ فراڈ کھل گیا ہے۔ چند اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کیمروں کے پیچھے سے اُسے گھور رہے تھے۔

نمائندے نے کہا۔ "مارشل! تم بہت اونچا عہدہ رکھتے ہو' مجھے گولی مار سکتے ہو لیکن تم نے فرہاد کے خلاف جو فراڈ کیا ہے اُسے ساری دنیا دیکھ چکی ہے اور جھوٹ اور سچ کو سمجھ چکی ہے۔"

ایک فوجی افسر نے حکم دیا "لائٹس آف کرو۔ کیمرا بند کرو۔"

کیمروں کے شٹر بند ہو گئے۔ مارشل دنیا والوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا لیکن اسکرین پر جو سچ آ چکا تھا وہ سچائی اوجھل نہیں ہو سکتی تھی۔

اُس نے اپنی دانست میں بڑی دانائی سے سوچا تھا کہ مشین کی تباہی کا الزام ہم پر عائد نہیں کر سکتا لیکن اسکرین پر ایک ڈراما پلے کر کے مجھے ظالم دشمن ثابت کر سکتا ہے۔ اور وہ ایسا کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو چکا تھا۔ لیکن میں نے بروقت اُس پر ایک نفسیاتی حملہ کر کے اس کی کھوپڑی الٹ دی تھی۔

اعلیٰ حکام اور فوجی افسران نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اسے غصے سے دیکھنے لگے۔ مشیرِ خاص ہولی مین نے پوچھا "یہ تم نے کیا کیا؟ اپنی حرکتوں سے حکومت کو اور امریکی قوم کو بدنام کر دیا۔ یہ ثابت کر دیا کہ ہم دکھاوے کی دوستی کرتے ہیں اور دوستی کرنے والے فرہاد کو عبث بدنام کرتے ہیں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "تمہاری حرکتوں سے فرہاد کی مظلومیت اور ہمارا فراڈ ظاہر ہو گیا ہے۔ فرہاد کو پہلے سے زیادہ دنیا والوں کی ہمدردیاں اور حمایت حاصل ہو گئی ہے۔"

مارشل نے معذرت چاہتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے' میں نے سوچا تھا کہ......"

ہولی مین نے کہا "تم نے جو بھی سوچا' اس کے لئے ہم سے مشورہ نہیں کیا۔ خود کو دانشمند سمجھ کر عمل کیا اور ساری دنیا کے سامنے ہمارا سر جھکا دیا۔"

ایک اور مشیر نے کہا۔ "ٹرانسفارمر مشین کی تباہی سے ہمیں اتنا نقصان نہیں پہنچا' جتنا کہ تم نے اپنی حماقتوں سے پہنچایا ہے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا۔ "اب بتاؤ' تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

مارشل نے فوجی افسران پر ایک نظر ڈالی۔ پھر کہا۔ "حکومت کے اہم رازوں کو جاننے والے افسران سے کوئی بڑی غلطی ہو جائے تو انہیں عمر قید یا سزائے موت دی جاتی ہے۔ چونکہ میں غدار نہیں ہوں' محض خطا وار ہوں لہٰذا مجھے عمر قید کی سزا دی جائے۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے مسلح جوانوں کو اشارہ کیا۔ وہ جوان مارشل ڈی مورا کو گن پوائنٹ پر وہاں سے لے گئے۔

جھوٹ پکڑا نہیں جاتا لیکن آپ کی حاضر دماغی ہو تو وہی جھوٹ چشم زدن میں دشمن کے لئے موت کی لکیر بن جاتا ہے۔

O...☆...O

مرینا کا دل ٹوٹ گیا تھا۔ پھر بھی وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھی کہ وہ بار بار سمجھانے کے باوجود غلطیاں کرتی رہی ہے۔ اکثر خود غرضی کا مظاہرہ کر چکی ہے اور اُس کی اسی روش نے پارس کو اس سے دور کر دیا ہے۔

پارس کے متعلق اب بھی اُس کی رائے یہی تھی کہ وہ ہرجائی ہے۔ اس سے دل بھر گیا ہے اس لئے کسی نئے پھول پر منڈلانے گیا ہے۔ اس نے سوچا "یہ میری زندگی کی پہلی اور آخری غلطی ہے کہ میں ایک مسلمان کو اپنا سب کچھ دے بیٹھی۔ اب میں کان پکڑتی ہوں۔"

اس نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر فیصلہ کیا کہ وہ پہلے جیسی مرینا بن جائے گی' جو تنہا اپنے مسائل حل کرتی تھی اور اپنی ذہانت سے دشمنوں کو پے در پے شکست دیتی چلی جاتی تھی۔ پارس نے اس کی زندگی میں گھس کر اُسے اندر تک کھوکھلا کر دیا تھا۔ وہ ایسی دیوانی ہوتی گئی کہ اس کی سازش کو نہ سمجھ سکی۔ بڑے ہی غیر محسوس طریقے سے اس کی محتاج بنتی چلی گئی۔ اس چالباز نے بڑی اچھی طرح اُسے اپنے سہارے کا محتاج بنا دیا تھا۔ وہ پہلے کی طرح دور اندیشی سے سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ لیکن اب جیسے وہ گہری نیند سے آنکھیں کھول چکی تھی اور قسم کھا رہی تھی۔

قسم کھا رہی تھی کہ اُس نے اپنے اندر پارس کو مار ڈالا ہے۔ اس کی محبت اور جذبات کی عمر تمام ہو چکی ہے۔ اگر کسی جذبے نے سر اٹھایا تو وہ اپنی کمزوری پر اور اپنے آپ پر تھوک دے گی لیکن پارس کو خیالوں میں بھی نہیں آنے دے گی۔

ایک سہارا چھوٹ جائے تو محبت کے دوسرے سہارے مل جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ مرد کا سہارا ہو۔ کسی بھی مرد کی ضرورت پر وہ مٹی ڈال چکی تھی۔ اب اُسے محبت تھی صرف اپنے ملک سے اور صرف اور صرف اپنی قوم سے۔ اپنی قوم کے لوگ جیسے بھی ہوں' خود غرض اور بے وفا بھی ہوں تب بھی وطن کی محبت میں اچھے لگتے ہیں۔ لہٰذا وہ آئندہ صرف اپنے لوگوں کے لئے جیے گی اور اپنے لوگوں کے لئے مرے گی۔

اس ملک کے حکام اور دوسرے اکابرین اُس سے ناراض تھے۔ برین ماسٹر' بلیک سیکرٹس اور سابقہ جنرل نے اسے فرہاد کی فیملی کے ساتھ خوب بدنام کیا تھا۔ اس کی حب الوطنی کو مشکوک بنا دیا تھا۔ ان کے دلوں میں اعتماد بحال کرنے کے لئے اُس نے ایک تدبیر سوچی کہ وہاں کے ایک ایک حاکم اور اعلیٰ فوجی افسران کو رفتہ رفتہ اپنے اعتماد میں لیتی رہے۔ یوں اپنوں میں اچھی طرح جگہ بنانے کے بعد اسے تنہائی کا احساس نہیں رہے گا۔ پھر وہ پارس کی دوستی اور فرہاد کی فیملی سے رشتے داری پر لعنت بھیجتی رہے گی۔

اس نے اپنے طور پر ایک نئی پلاننگ کی۔ ایک ایسی حسین اور جوان لڑکی کو ٹریپ کیا' جو قد اور جسامت میں اس کے برابر تھی اور اس کا آگے پیچھے کوئی نہیں تھا۔ اس نے پہلے تو اس کے متعلق تمام معلومات حاصل کیں۔ پھر اس پر تنویمی عمل کر کے اسے مکمل

طور پر مرینا بنا دیا۔

اسے اپنی ہم شکل بنانا ضروری نہیں تھا کیونکہ وہ خود اپنی اصلی شکل میں نہیں رہتی تھی۔ ایک فرضی نام سے وہاں رہتی تھی۔ جس لڑکی کو اپنی ڈمی بنایا تھا اس کا نام کرسٹی ولسن تھا۔ اب کبھی وہ پکڑی جاتی تو خود کو مرینا کے طور پر تسلیم کرتی لیکن اُس کے دماغ کو اتنا حساس بنا دیا کہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے لگی تھی صرف مرینا کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرسکتی تھی۔

وہ تنویمی عمل کے بعد اپنی پچھلی زندگی بھول گئی تھی۔ اب دیکھنا تھا کہ وہ نئی زندگی کیسے گزارے گی۔ مرینا آزمائش کے طور پر خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر آئی۔ وہ اسے محسوس نہ کرسکی۔ اُس نے اس کے اندر سوال پیدا کیا "میں کون ہوں؟"

کرسٹی نے جواب دیا "میں ایک تنہا لڑکی ہوں' میرا نام مرینا ہے۔ میں سابقہ جنرل کی بھتیجی ہوں۔ جنرل نے مجھے ایک باپ کی محبت دی' میری پرورش کی۔ مجھے اعلیٰ تعلیم اور تربیت دی اور ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم دیا۔"

وہ ڈمی عمدہ حافظے کے ساتھ مرینا کی زندگی کے چھوٹے بڑے واقعات بیان کر رہی تھی۔ مرینا اس کے دماغ سے نکل آئی۔ پھر اس نے پرائی سوچ کا لہجہ اختیار کرکے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ یہ ثابت ہوگیا کہ وہ مرینا کی مکمل ڈمی بن چکی ہے۔ آئندہ کوئی اس پر شبہ نہیں کرسکتا تھا۔

وہ ادھر سے مطمئن ہو کر ایک اعلیٰ حاکم کے پاس پہنچی۔ وہ یوگا کا ماہر نہیں تھا اُسے محسوس نہ کرسکا۔ مرینا نے کہا۔ "سر! میں آپ کی ایک کنیز مرینا بول رہی ہوں۔"

وہ چونک گیا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ مرینا نے کہا۔ "آپ کی بے یقینی کے باوجود میں مرینا ہوں۔ آپ حیران نہ ہوں۔"

وہ بولا "اگر تم ہو تو راستہ کیسے بھول گئی ہو؟ میرے دماغ میں کیوں آئی ہو؟"

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسے ذہین افراد کے پاس باری باری جاؤں گی جو اپنے ملک اور قوم سے محبت کرتے ہیں اور یہ سمجھنے کی عقل رکھتے ہیں کہ ہم سب فرہاد کے مقابلے میں ہمیشہ ناکام کیوں ہوتے رہتے ہیں۔"

"تمہاری جیسی ذہین لڑکی فرہاد کے ہاتھوں میں کھلونا بن جائے تو ناکامی مقدر بنتی رہے گی۔"

"میں یہی غلط فہمی دور کرنا چاہتی ہوں۔ اگر میں فرہاد کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی ہوتی تو آپ کے پاس نہ آتی۔ ماضی میں برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس وغیرہ نے مجھے فرہاد کی فیملی سے منسوب کرکے آپ لوگوں کو میرے خلاف بھڑکا دیا ہے۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ تم فرہاد کی آلۂ کار بن کر نہیں آئی ہو!"

"آپ کو رفتہ رفتہ یقین دلاؤں گی۔ پہلے آپ مجھ پر پوری طرح اعتماد نہ کریں۔ میں آپ جیسے تجربہ کار بزرگوں کے سائے میں رہ کر کام کرنا چاہتی ہوں۔ خود کو آپ کے سامنے پیش کرنے کو تیار ہوں۔ صرف آپ کو یہ یقین دلانا ہوگا کہ مارشل ڈی مورا اور جان لمبوڈا وغیرہ مجھے گرفتار نہیں کریں گے۔"

"مارشل ڈی مورا کی پروا نہ کرو۔ تم اُس سے دور رہو گی۔ میں چند حکام اور فوجی افسران کے نام بتاتا ہوں' تم انہیں بھی اپنے اعتماد میں لو۔ پھر ہم سب مل کر سوچیں گے کہ تمہیں کس طرح تحفظ دیا جاسکتا ہے۔"

وہ ایک اعلیٰ فوجی افسر کے دماغ میں آئی۔ اسے مخاطب کیا تو وہ بھی حیران ہوا۔ "مرینا! تم میرے پاس آئی ہو؟ یقین نہیں آرہا ہے۔"

"میں گزرا ہوا وقت نہیں ہوں کہ واپس نہ آسکوں۔ میں اپنا رہ کر ملک اور قوم کی خدمت کرنا چاہتی تھی لیکن مجھے فرہاد کی آلۂ کار کہہ کر آپ سب کی نظروں میں مشکوک بنا دیا گیا ہے۔"

"کیا تم ہمارا شبہ دور کرنے آئی ہو؟"

"کوشش کروں گی۔ اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے خود کو آپ لوگوں کے سامنے پیش کردوں گی۔ لیکن جان لمبوڈا وغیرہ میرے دشمن ہیں۔ اگر انہوں نے مجھے نقصان پہنچایا تو آپ لوگ میری ذہانت اور ٹیلی پیتھی سے محروم ہوجائیں گے۔"

"ہم تمہیں وطن کی محبت میں اپنی فرض شناسی کا ثبوت پیش کرنے کا موقع دیں گے۔ اگر تم ہمارے لئے دیانتدار ثابت نہ ہوئیں تو تمہیں گرفتار کرلیا جائے گا۔"

"میں آپ لوگوں کے تعاون سے ایسے ایسے کارنامے انجام دوں گی کہ آپ لوگ مجھے گلے لگا کر رکھیں گے۔"

"تم ہمارے لئے پہلے بھی قابلِ فخر تھیں' آئندہ بھی رہو گی۔ ہم تم سے ہر معاملے میں تعاون کریں گے۔"

"آپ مشورہ دیں' فی الحال مجھے اور کس پر بھروسا کرنا چاہئے۔"

"مشیرِ خاص ہولی مین بہت دانشمند ہے۔ وہ تمہاری قدر کرے گا۔"

مرینا نے ہولی مین کے دماغ پر دستک دی پھر اُسے اپنا نام بتایا! وہ بولا "تعجب ہے' تم آئی ہو!"

وہ بولی "اگرچہ میں خطاوار نہیں ہوں' میری ذات سے آج تک میرے ملک کو نقصان نہیں پہنچا۔ پھر بھی میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ معافی اس لئے کہ اگر میں آپ کے سائے میں رہتی تو ورجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اسرائیل اور فرہاد کی گود میں نہ جاتے۔"

"پہلے کیوں دور تھیں؟ اب کیوں قریب آئی ہو؟"

مرینا نے وہی باتیں دہرائیں کہ دشمنوں نے اسے فرہاد کی فیملی سے منسوب کرکے اپنے ملک کے اکابرین کی نظروں سے گرا دیا تھا۔ اب وہ ملک کی تباہی نہیں دیکھ سکتی۔ تنہا دشمنوں کے مقابلے میں کوئی بڑا کام نہیں کرسکتی اس لئے بزرگوں کے سائے میں رہ کر کام کرنا چاہتی ہے۔

ہولی مین نے کہا۔ "تم ایک بڑا کام کرسکتی ہو' فرہاد سے ہماری دوستی کرادو۔"

"یہ دوستی نہیں' ملک سے دشمنی ہوگی۔ فرہاد کبھی ہمارا دوست نہیں بنے گا۔ وہ دوستی سے فائدہ اٹھا کر ہمیں اور زیادہ نقصان پہنچائے گا۔"

"شاباش! تمہاری کامیابی یہی ہوگی کہ تم مرتے مرتے بھی اُس پر کبھی بھروسا نہیں کرو گی۔ میں تم سے خوش ہوں۔ یہ بتاؤ ہماری ناکامی کی وجوہات کیا ہیں؟"

"سب سے پہلی وجہ یہ کہ برین ماسٹر' بلیک سیکرٹس اور اُن کا حمایتی جنرل' فرہاد کو چھوڑ کر میرے پیچھے پڑ گئے تھے۔ ہماری آپس کی لڑائی سے دشمن نے فائدہ اٹھایا۔"

"درست ہے۔"

"دوسری بات یہ کہ جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے گئے وہ ذہین اور معاملہ فہم نہیں تھے۔ ایسے کمزور خیال خوانی کرنے والوں کو فرہاد جیسے دیو کے مقابلے میں لایا گیا۔"

"ہاں' یہ غلطیاں ہوتی رہیں۔"

"تیسری بات یہ کہ ٹیلی پیتھی کا شعبہ کبھی سپرماسٹر کے پاس رہا' کبھی بلیک سیکرٹس اور کبھی جنرل کے پاس۔ جبکہ اتنے بڑے اور اہم شعبے کو آپ جیسے دانشمند افراد کی ایک ٹیم کے پاس ہونا چاہئے۔"

"اب ہم مشین کے استعمال کے لئے بڑے سخت اصول بنائیں گے اور اُس پر کسی ایک عہدے دار کی اجارہ داری نہیں رہے گی۔ فی الوقت ہمارے پاس جو خیال خوانی کرنے والے ہیں ہم ان کو ہی بہت محتاط انداز میں استعمال کریں گے۔ تمہارے پاس کتنے خیال خوانی کرنے والے ہیں؟"

"صرف ایک پال ہوپ کن رہ گیا ہے۔ باقی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جنرل اور جان لمبوڈا چھین کر لے گئے۔"

"تم نے بلیک سیکرٹ سے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے جیری ہاک' باربرا ہکمن اور روکی کو چھین لیا تھا۔ وہ کہاں ہیں؟"

"یہی تو آپ لوگوں کو غلط رپورٹ دی گئی تھی اور مجھ سے بدظن کیا گیا تھا۔ فرہاد نے ان تینوں کو اغوا کیا ہے۔"

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

"میں آپ سے ایک رازداری چاہتی ہوں۔ یہ ابھی راز میں رکھا جائے کہ میں آپ جیسے چند تجربہ کار بزرگوں کے پاس آگئی ہوں اور آپ لوگوں کی ہدایات کے مطابق کام کر رہی ہوں۔ جب میں کچھ بڑے کارنامے انجام دوں اور خصوصاً فرہاد کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردوں تو پھر آپ دنیا والوں کے سامنے فخریہ میرا ذکر کرسکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے لئے ایک خفیہ ٹیم تشکیل دوں گا اور تم کسی کی نظروں میں آئے بغیر کام کرتی رہو گی۔"

"میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔"

"یہ میرے لئے سب سے خوشی کی بات ہوگی۔"

"آپ مجھے اپنے قریب کچھ اس طریقے سے رہنے کا موقع دیں کہ دوسروں کو مجھ پر شبہ نہ ہو۔"

"میں ایک پرسنل سیکریٹری کے لئے اشتہار دے رہا ہوں' تم انٹرویو کے لئے آؤ پھر میری سیکریٹری بن کر رہو۔"

مرینا کو اپنے اس منصوبے میں کامیابی ہو رہی تھی۔ ایک تو وہ بڑے اچھے انداز میں انہیں اپنی طرف مائل کر رہی تھی۔ دوسرے وہ سب برابر نقصان اٹھاتے آرہے تھے۔ ان کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس قابل نہیں تھا کہ اُسے ہتھیار بنا کر انتقامی کارروائی کی جاتی اور اپنا نقصان پورا کیا جاتا۔ ایسے وقت مرینا امید کی کرن بن کر آئی تھی۔ اس کی ذہانت اور کارناموں کو سب تسلیم کرتے تھے۔ ایسی لڑکی ملک اور قوم کی خاطر اُن کے سائے میں رہ کر کام کرنا چاہتی تھی اور ان کے سامنے پیش ہونا چاہتی تھی پھر وہ کیسے اس کے ساتھ تعاون نہ کرتے۔ ہر ایک نے وعدہ کیا کہ وہ آئے گی تو اسے سب پر ظاہر نہیں کیا جائے گا اور گھر کے دشمنوں سے بھی اسے بچا کر رکھا جائے گا۔

اس نے چند دنوں میں پانچ اعلیٰ حکام' دس اعلیٰ فوجی افسران اور چھ انٹیلیجنس کے بااثر افسران کو اپنا حمایتی بنالیا۔ پھر وہ سب ایک خفیہ میٹنگ کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے۔ مرینا نے ان کے سامنے اپنی ڈی کو پیش کیا۔ ان سے کہا "میں نے بہت عرصہ پہلے اپنے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرائی تھی۔ تب سے اس چہرے کے ساتھ زندگی گزار رہی ہوں۔ جب ہم نمایاں کامیابیاں حاصل کرتے رہیں گے اور آپ لوگ مشورہ دیں گے کہ مجھے اصلی چہرہ واپس لے آنا چاہئے تو میں پھر سرجری کرالوں گی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟"

ہولی مین نے کہا۔ "درست ہے۔ میں معزز حاضرین کو بتادوں کہ مرینا موجودہ بھیس میں میری پرسنل سیکریٹری بن چکی ہے۔ آپ حضرات جب چاہیں گے' میرے ذریعے اس سے رابطہ کرسکیں گے اور اسے اپنے دماغوں میں بلاکر باتیں کرسکیں گے۔"

انہوں نے اس خفیہ اجلاس میں مرینا کو دو ایسے کام دیے۔ جن کا تعلق ٹیلی پیتھی سے تھا۔ وہ دراصل آزمانا چاہتے تھے کہ ان کے درمیان اصل مرینا موجود ہے یا نہیں؟ مرینا نے اسی اجلاس میں رہ کر وہ دونوں کام کردیے۔ یہ ثابت کردیا کہ وہ ڈی نہیں ہے ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔

پھر اسی رات کوئی اس کے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ ڈی نے سانس روک لی۔ دوسری بار سانس لی تو کسی نے آکر کہا "میں تمہارا دوست ہوں۔ مجھ سے باتیں کرو۔"

وہ بولی "سوری' میں کسی سے دوستی نہیں کرتی۔ اب کبھی نہ آنا۔"

اس نے سانس روک لی۔ اس وقت مرینا اس کے پاس نہیں تھی۔ تنویمی عمل کے دوران جو کچھ اس کے ذہن میں نقش کیا گیا تھا۔ وہ بے اختیار وہی کرتی تھی۔ جب مرینا نے آکر اس کے چور خیالات پڑھے تو سمجھ گئی کہ ہولی مین وغیرہ اسے آزما رہے ہیں۔ وہ اور زیادہ سے زیادہ ڈی کے دماغ میں رہنے لگی۔

ایک بات معلوم ہوگئی کہ ہولی مین نے مرینا کو راز میں نہیں رکھا تھا۔ اپنا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں بھیج رہا تھا۔ اور وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کا بہت ہی بااعتماد شخص جان لبوڈا ہوگا۔

گویا اس نے اپنوں پر بھی بھروسا نہ کرکے دانشمندی کا ثبوت دیا تھا۔ ہولی مین اور جان لبوڈا دو دھار کی تلوار کی طرح ڈی کے سر پر لٹک رہے تھے۔ فی الحال یہی راستہ رہ گیا تھا کہ وہ تلوار کے سائے میں رہ کر اپنی حب الوطنی اور دیانتداری ثابت کرتی رہے۔

ایک ہفتہ بعد ہم نے وہ ٹرانسفارمر مشین تباہ کردی۔ مارشل اور ہولی مین وغیرہ نے تباہی کی مکمل تحقیقات تک اس بات کو تقریباً بارہ گھنٹے تک چھپائے رکھا۔ چونکہ وہ ہولی مین کی پرسنل سیکریٹری تھی اس لئے اس سے بات چھپی نہیں رہی۔ اس نے کسی تحقیقات کے بغیر یقین کرلیا کہ یہ فرہاد کی انتقامی کارروائی ہے۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی' پارس کو مخاطب کیا۔ اس نے سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار آنا چاہا تو وہ بولا "ابھی میں مصروف ہوں۔ ایک گھنٹے بعد آؤ۔"

اس نے پھر اسے دماغ سے نکال دیا۔ یہ غصہ دلانے والی بات تھی۔ وہ اسے بالکل ہی اہمیت نہیں دیتا تھا۔ مطلبی تھا۔ مطلب نکل جانے کے بعد دو باتیں کرنے کے قابل بھی نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے بڑی بے چینی سے وہ ایک گھنٹا گزارا۔ پھر اس کے پاس آکر بولی۔ "میں سمجھتی ہوں' تم نے مجھ سے بات کیوں نہیں کی تھی۔ تم بہت بڑی واردات کے بعد چھپنے کی نئی جگہ تلاش کررہے تھے۔"

"تم کس لئے آئی ہو؟"

"یہ بتانے کے لئے کہ تمہاری علیحدگی کا مقصد سمجھ میں آیا ہے۔ اگر میرے ساتھ رہتے تو تمہیں مشین کو تباہ کرنے کی پلاننگ کا موقع نہ ملتا۔ اور میں تمہیں ہرگز ایسا نہ کرنے دیتی۔ مجھ سے دور جاکر تم نے میری محبت کا صلہ خوب دیا ہے۔"

"محبت کا نام نہ لو۔ خدا نے تمہیں اس نعمت سے محروم رکھا ہے۔ وضاحت کرو' کس مشین کی بات کررہی ہو۔ میں نے تو صرف تمہاری جوانی کی مشین تباہ کی ہے۔ اب میرے سوا کوئی تمہیں نہیں پوچھے گا۔"

"بکواس مت کرو۔ میں دوسری مشین کی بات کررہی ہوں۔"

"کوئی دوسری مشین کسی رات میرے پاس نہیں آئی۔"

"اب تو تم باتیں بناؤ گے۔ مشی گن جھیل میں اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں چھوڑا ہے۔"

"اوّل تو کسی تباہی کا ذکر نہ کرو۔ کرنا ہی ہے تو پہلے یہ بتاؤ' جب فرہاد ولیج پر تباہی لائی گئی تو تم میرے پاس کیوں نہیں آئی تھیں؟ کیا ہمدردی کے دو بول بھی نہیں بول سکتی تھیں؟"

"اس کا مطلب ہے' فرہاد ولیج کی تباہی کا انتقام لیا گیا ہے۔"

"تم اپنے طور پر کچھ بھی سوچ سکتی ہو۔ ویسے ہماری انتقامی کارروائی ابھی شروع نہیں ہوئی ہے۔"

"میں ابھی بحث نہیں کروں گی۔ تمہیں یقین سے دشمن بھی نہیں کہوں گی۔ لیکن تفتیش کے بعد جو بھی مجرم ثابت ہوگا' اس کا اتنا برا انجام کروں گی کہ اس کا باپ بھی اُسے نہیں بچاسکے گا۔"

"اتنا زبردست چیلنج سن کر میں تھر تھر کانپ رہا ہوں۔ دیکھو دہشت کے مارے میری سانس رک رہی ہے۔ ہائے ہائے' میری سانس رک گئی۔"

اس نے سانس روک لی۔ مرینا اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ بڑی مصیبت تھی' اسے ایسا مرد ملا تھا جسے کسی پہلو سے بھی جھکا نہیں سکتی تھی۔ اپنی ذہانت اور ٹیلی پیتھی سے مرعوب نہیں کرسکتی تھی۔ اپنے وسیع ذرائع سے خوفزدہ نہیں کرسکتی تھی۔ اُسے ایک بار نیچا دکھانے کی شدید خواہش تھی۔ پتا نہیں یہ خواہش کب پوری

گا۔

وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھی بین الاقوامی رابطے پر میری اور سونیا گفتگو سننے لگی۔ گفتگو کے دوران اس نے خیال خوانی کے ذریعے لی مین سے کہا۔ "آپ دیکھ رہے ہیں' یہ سونیا اور فرہاد کتنی چالاکی باتیں بنارہے ہیں۔ انہیں ہماری طرف سے منہ توڑ جواب ملنا ہئے۔"

"فکر نہ کرو۔ جب مارشل اسکرین پر آئے گا تو اُن کی ایک ایک بات کا توڑ کرے گا۔"

ایک گھنٹے بعد مارشل ڈی مورا اسکرین پر آیا۔ اس نے ابتدا ں بڑی ٹھوس اور چونکا دینے والی باتیں کیں۔ پھر اچانک بہت بڑی غلطی کر بیٹھا۔ اس نے اسکرین پر تمام دنیا والوں کے سامنے ایسی یکٹنگ کی جیسے فرہاد اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کررہا ہو۔ پہلے تو رینا نے بھی اُسے سچ سمجھا۔ پھر مارشل کو فرہاد سے بچانے کے لئے س کے دماغ میں پہنچی تو مارشل نے سانس روک لی۔

ظاہر ہوا کہ وہ ساری دنیا کو فریب دے کر فرہاد کو ظالم ثابت کر ہا ہے۔ یہ بہت اچھی چال تھی۔ مرینا خوش ہوگئی۔ مشین کی تباہی االزام نہیں دیا جاسکتا تھا لیکن یہ الزام اُس سے بھی بڑا الزام تھا کہ فرہاد کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ تو وہ دنیا والوں کی پروا کئے بغیر شمنی کرتا ہے اور دماغی تکالیف میں مبتلا کرتا ہے۔

وہ دل ہی دل میں بولی "شاباش' مارشل ڈی مورا۔"

چند لمحوں کے بعد ہی شاباشی دینے والی مرجھا گئی۔ مارشل پر یا نفسیاتی حملہ کیا گیا تھا کہ وہ غصے سے بے قابو ہوکر اینکنگ کو مول گیا تھا اور نمائندے کی پٹائی کرنے لگا تھا۔

یہ تماشا دیکھتے ہی مرینا کا سر شرم سے جھک گیا۔ اسے بڑی شدّت سے توہین کا احساس ہورہا تھا۔ میرے ایک نفسیاتی حملے کے نتیجے میں مارشل نے پوری امریکی حکومت کو فراڈ ثابت کیا تھا کہ یہ حکمران دکھاوے کے لئے دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں اور جس سے بظاہر دوستی کرتے ہیں اسے درپردہ دشمن اور سب سے بڑا مخالف ور ظالم ثابت کرنے کے لئے ایسی ہی چالبازیاں دکھاتے ہیں جیسے ارشل دکھارہا تھا۔

مرینا نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ مجھے دشمن ثابت کرنے کا حربہ ناکام ہوچکا تھا۔ اس کے برعکس میرا پلڑہ بھاری ہوگیا فا۔ دنیا مجھے بے قصور اور مارشل کو قصوروار تسلیم کررہی ہوگی اور ب اس الزام کو مٹانا مرینا اور اس کے بڑوں کے بس میں نہیں فا۔

اس نے ہولی مین کو مخاطب کرکے کہا۔ "مشین تباہ کرنے الے مشی گن جھیل سے زیادہ دور نہیں ہوں گے۔ اسی اسٹیٹ یں انہیں تلاش کیا جاسکتا ہے۔"

"ہمارے جاسوس مشکوک افراد کو تلاش کررہے ہیں۔ تم بتاؤ ماں فرہاد کی فیملی کے کتنے افراد ہوں گے؟"

"پارس اور اس کی دوسری ماں لیلیٰ یہاں ہیں۔ یہ دونوں ہزاروں طیارے بیک وقت نہیں اڑاسکتے تھے۔ ان کے ساتھ کئی افراد ہوں گے اور ان میں فرہاد کی فیملی کے مزید افراد ضرور ہوں گے۔ انہیں اتنی جلدی اس ملک سے جانے کا موقع نہیں ملا ہوگا۔ وہ ابھی یہاں سے نکل جانے کی کوشش میں ہوں گے۔"

"ائرپورٹ' بندرگاہوں اور خشکی کے تمام راستوں کی سختی سے ناکہ بندی کی گئی ہے۔"

"ایسے لوگوں کو فوراً حراست میں لیا جائے جو یوگا کے ماہر ہوں۔"

"میں تم سے یہی کہنے والا تھا۔ تم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے پال ہوپ کن کو ہمارے جاسوسوں کے دماغوں میں آتے جاتے رہنے کو کہو۔ ادھر جان لبوڈا بھی اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ اسی کام میں مصروف ہے۔"

"میں بھی یہی فرائض ادا کروں گی۔ کوئی حسّاس دماغ والا ہم سے بچ کر نہیں جائے گا۔"

"تم نے پارس کے ساتھ کچھ وقت گزارا ہے۔ یہ بتاؤ' وہ یہاں کس طرح چھپ کر رہتا ہے۔ اپنے لوگوں سے کس طرح رابطہ کرتا ہے۔ کہیں آنے جانے کے لئے اسے گاڑیاں کس طرح مل جاتی ہیں؟ وہ کہیں تفریح کے لئے بھی جاتا ہوگا۔ اس کی پسند کا کھانا' اس کی پسند کا لباس اور اس کی کوئی مخصوص عادت بتاؤ۔"

"میں نے وہ پہلا شخص دیکھا ہے جو ہر پسند سے بے نیاز رہتا ہے۔ جو مل جاتا ہے کھالیتا ہے' جو میسر ہو پہن لیتا ہے۔ میں نے اس کی کوئی خاص عادت نہیں دیکھی۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ زہریلا ہے۔ کسی عورت کے ذریعے وہ پہچانا جاسکتا ہے۔ اس کی تنہائی میں مدہوش ہوجانے والی کوئی عورت ہی اس کے پارس ہونے کی گواہی دے سکتی ہے۔"

"کیا وہ ایسا ہی دل پھینک عیّاش ہے کہ اسے کوئی بھی عورت شکار کرسکتی ہے۔"

"نہیں' کسی لڑکی میں کوئی غیر معمولی بات ہو تو وہ اس میں دلچسپی لیتا ہے۔ میں نے اسے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ وہ قطعی عیاش نہیں ہے۔ اوّل درجے کا مطلب پرست ہے۔ کوئی بہت بڑا فائدہ دیکھ کر ہی کسی کی طرف مائل ہوتا ہے۔"

"ہاں' تمہاری بات اس طرح سمجھ میں آتی ہے کہ اس نے جوجو سے شادی کی کیونکہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ پھر اس نے ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کو پھانس لیا۔ اس کے بعد تمہیں بھی فریب دیتا رہا ہے۔ اس کا طریقۂ کار رہتا ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی حسیناؤں سے عشق کرتا ہے۔"

"واقعی آپ نے اس کے کردار کا صحیح تجزیہ کیا ہے۔"

"اگر یہ درست ہے تو میں ایک درجن لڑکیوں پر تنویمی عمل کراؤں گا۔ ان کے دماغوں میں یہ نقش کرادوں گا کہ وہ خیال خوانی

کرتی ہیں اور پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہیں۔ ان لڑکیوں کے پیچھے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے رہا کریں گے۔ پارس کسی نہ کسی لڑکی سے ضرور ٹکرائے گا پھر ہماری نظروں میں آتا رہے گا۔"

"اگر ہم ایسے منصوبوں پر عمل کرتے رہیں گے تو ایک بھی دشمن یہاں سے بچ کر نہیں جاسکے گا۔ آپ نے پوچھا تھا کہ وہ یہاں کس طرح چھپ کر رہتا ہے؟ میں اس کے ساتھ نیویارک' واشنگٹن اور شکاگو میں رہ چکی ہوں۔ اس کے ساتھ جہاں بھی گئی پہلے سے کوئی بنگلا یا کاٹیج وغیرہ اس کے لئے تیار پایا۔ اس کے ذرائع اتنے وسیع ہیں کہ وہ پانچ منٹ کے اندر رہائش گاہ تبدیل کرلیتا ہے۔ ہر شہر میں پتا نہیں کتنے گیراج ہیں جہاں سے وہ کاریں نکال کر وقتِ ضرورت استعمال کرتا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک اور تمام شہروں میں فرہاد کے بے شمار آلۂ کار ہیں جو پارس کے لئے خدمات انجام دیتے ہیں۔"

"گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔" یہ کہاوت مرینا پر صادق آرہی تھی۔ وہ اب تک جتنی رہائش گاہوں میں اس کے ساتھ رہ چکی تھی اور جتنے گیراج دیکھ چکی تھی' ان سب کے پتے ہولی مین کو بتا دیے۔ یہ بھی بتایا کہ پارس اپنی جیبوں میں اکثر ریڈی میڈ میک اپ کا سامان رکھتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اپنا چہرہ بدل لیتا ہے۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو بھی گرفتار کیا جائے جو اپنے پاس ریڈی میڈ میک اپ کا سامان لئے پھرتے ہیں۔

ہولی مین نے کہا۔ "تم نے پارس کے سلسلے میں جتنی کام کی باتیں بتائی ہیں انہیں ذریعہ بنا کر اسے تلاش کیا جائے گا۔ ویسے سب سے کار آمد طریقہ یہی ہے کہ ہمارے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' وہ تمام جاسوسوں کے دماغوں میں موجود رہا کریں۔"

"بے شک فرہاد کی فیملی میں سب ہی یوگا کے ماہر ہیں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آمد پر جو سانس روکے گا' وہ ضرور فرہاد سے تعلق رکھنے والا شخص ہوگا۔"

اس نے پال ہوپ کن کے دماغ میں آکر کہا۔ "بہت دنوں سے بیکار بیٹھے ہو' کوئی مصروفیت نہیں ہے۔"

وہ بولا "تم نے مجھے اپنا تابعدار بنا کر مجھ سے میری آزادی چھین لی ہے۔ تمہارا حکم ہوتا ہے تو میں چار دیواری کے باہر جاکر آزاد دنیا کو دیکھتا ہوں ورنہ یہاں قید رہتا ہوں۔"

"میں تمہیں آزاد کرتی ہوں۔ ایک نمبر ڈائل کرو' یہ انٹیلیجنس کے ایک افسر کا نمبر ہے۔ اس کے ذریعے اس کے تمام ماتحت جاسوسوں کے دماغوں میں جاتے رہو۔"

"مجھے کرنا کیا ہے؟"

"تمہارے یہ تمام جاسوس دشمنوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ دشمنوں کی خاص پہچان یہ ہے کہ وہ پرائی سوچ کی لہریں محسوس کرتے ہی سانس روک لیتے ہیں۔ جو شخص تمہیں دماغ میں آنے سے روکے تم فوراً اسے گرفتار کرادو۔"

اس نے مرینا کی ہدایت پر عمل کیا۔ ایک افسر کے ذریعے تمام جاسوسوں کے دماغوں میں پہنچنے لگا۔ مرینا نے ہولی مین وغیرہ کو اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے وارنر ہیگ کے متعلق نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی اس کا معمول ہے اور جزیرہ پوٹریا میں رہتا ہے۔

اب اسے ایک ایسے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت کی ضرورت تھی جس کے متعلق کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔ وہ اسے یہاں لانا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لئے وہ اس کے دماغ میں پہنچی۔ وہ ہمیشہ خاموشی سے اس کے اندر آتی تھی۔ ابھی تک اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ اس کے دماغ پر چپ چاپ حکمرانی کرتی ہے۔

اس وقت بھی وہ خاموشی سے اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا وہ حمائلہ کی محبت میں بہت آگے نکل گیا ہے۔ پچھلے دنوں اُس سے جو جذباتی غلطی ہوئی تھی اور حمائلہ جیسی حیا والی کو اس نے جو صدمہ پہنچایا تھا اس کی تلافی کرنے کے لئے اس نے اسلام قبول کرلیا ہے اور حمائلہ سے شادی کرلی ہے۔

وارنر کے اس عمل سے مرینا کے دماغ میں ایک پتھر آکر لگا۔ وہ پارس کے ساتھ بے شمار راتیں گزار چکی تھی۔ کئی بار محبت سے اور جوانی کی اداؤں سے اسے سمجھایا اور منایا کہ وہ عیسائیت قبول کرکے اس سے شادی کرلے لیکن وہ فولاد کا بچہ فولاد ہی رہا اور وہ اس سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہوتی رہی۔

اسے یہ سوچ کر غصہ آرہا تھا کہ وارنر کیوں جھک گیا۔ اس غصے کے پس پردہ یہ سوال تھا کہ آخر حمائلہ میں کیا بات ہے کہ ایک مرد نے اس کے لئے اپنا مذہب چھوڑ دیا اور میں ایسی گئی گزری ہوں کہ پارس نے اپنا مذہب چھوڑنا تو دور کی بات ہے' اس نے مجھے ہی چھوڑ دیا۔

وارنر سمندر کے ساحل پر تھا۔ حمائلہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے ٹہل رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی محبت سے سرشار تھے۔ مرینا نے حمائلہ کے دماغ میں آکر قبضہ جمالیا۔ اسے وارنر سے اپنا ہاتھ چھڑانے پر مجبور کیا۔ وہ بے چاری ہاتھ چھڑا کر اُس سے الگ ہوگئی۔ وارنر نے پوچھا "کیا ہوا؟"

حمائلہ نے جواب نہیں دیا۔ پلٹ کر سمندر کی طرف یوں بھاگنے لگی جیسے گہرے پانی میں جاکر چھلانگ لگانا چاہتی ہو۔ وارنر نے اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے پکارا۔ "حمائلہ! رک جاؤ' یہ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم ادھر کیوں جارہی ہو؟"

وہ رک گئی۔ پلٹ کر بولی "خبردار! میرے پاس نہ آنا۔ آؤ گے تو میں گہرے پانی میں چلی جاؤں گی۔"

"یہ کیا حماقت ہے۔ تمہیں اچانک کیا ہوگیا ہے؟"

"مجھے یہ سوچ کر شرم آرہی ہے کہ تم مضبوط ارادے والے مرد نہیں ہو۔ مرد وہ ہوتا ہے جو اپنا نظریہ' اپنا عقیدہ اور اپنا مذہب نہیں بدلتا۔ تم نے مذہب بدل کر خود کو میری نظروں سے گرادیا۔
ہیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔ مگر تمہاری جگہ میں ڈوب مرنا
ہی ہوں۔"

وہ قریب آنے سے منع کر رہی تھی۔ ڈوب جانے کی دھمکی
ے رہی تھی۔ اب اس کے قریب جانے کا ایک ہی راستہ تھا۔ وہ
ال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات
ھنے لگا۔

پتا چلا' وہ اپنے اندر منفی خیالات سے لڑ رہی ہے۔ ابھی جو کہہ
ہی ہے وہ کہنا نہیں چاہتی۔ جو کر رہی ہے' وہ کرنا نہیں چاہتی۔
ر بے اختیار کر رہی ہے۔ وہ اپنے آپ میں نہیں تھی۔

جب اسے یقین ہوگیا کہ کوئی انجانی قوت اس بے چاری کو
بور کر رہی ہے تو اس نے پوچھا۔ "کون ہو تم؟"

مرینا نے اس کے دماغ میں آکر پوچھا۔ "کیا تم میری سوچ کی
روں کو محسوس کر رہے ہو؟"

وارنر نے پریشان ہو کر چاروں طرف یوں دیکھا جیسے بولنے
الی کو دیکھنا چاہتا ہو۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ کوئی اس کے دماغ
ں آسکتا ہے اور وہ اسے محسوس نہیں کرسکتا۔ ایک سوال پیدا
وا "کیا میری یوگا کی صلاحیتیں ختم ہوچکی ہیں؟

مرینا نے کہا۔ "نہیں' آج بھی تمہارا دماغ حساس ہے۔ تم
رائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک سکتے ہو لیکن
ں پرائی نہیں ہوں۔ تمہاری زندگی کی مالک ہوں۔ تمہارے دماغ
ر حکومت کرتی ہوں۔"

"تم نے میرے دماغ میں کیسے جگہ بنائی؟ کب مجھ پر عمل کیا
تھا؟"

"ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ تمہیں کب غلامی کی زنجیریں پہنائی
گئیں' یہ بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔ اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ
تمہارے گلے کا پھندا میرے ہاتھ میں ہے۔ جب چاہوں گی تمہیں
نافرمانی کی سولی پر چڑھا دوں گی۔"

"تمہیں میری شریکِ حیات سے کیا دشمنی ہے؟"

"دشمنی تو تم سے بھی نہیں تھی۔ اسی لئے اس جزیرے میں
تمہیں آزاد چھوڑ دیا تھا۔ سوچا تھا' کبھی ضرورت ہوگی تو تمہیں
استعمال کروں گی۔ آج تمہارے ملک کو تمہاری صلاحیتوں کی
ضرورت ہے۔ میں تمہیں لینے آئی تھی پتا چلا تم نے اس مسلمان
لڑکی کی خاطر اپنا مذہب چھوڑ دیا ہے۔ کیا ایسا کرتے ہوئے تمہیں
ذرا بھی شرم نہیں آئی؟"

"میں بہت شرم والا ہوں۔ ایک لڑکی کی شرم رکھنے کے لئے
میں نے جو بھی کیا اس پر مجھے فخر ہے۔ تمہیں میرے ذاتی معاملات
میں دخل نہیں دینا چاہئے۔"

"جس پر میں حکومت کرتی ہوں' اس کا پھر کوئی ذاتی معاملہ
نہیں رہتا۔ تم آج ہی یہاں سے نکلو گے۔ میں ایک ہیلی کاپٹر یہاں
گے۔ میں تمہیں گائیڈ کرتی رہوں گی' اس کے مطابق تم جلد سے جلد نیویارک آؤ گے۔"

"میں انکار کروں گا تو تم میرے دماغ پر قبضہ جمالو گی۔ میری ایک بات مان لو۔ میں جہاں جاؤں گا' حمائلہ میرے ساتھ رہے گی۔"

"میں اس لڑکی کو معاف نہیں کروں گی جس کی خاطر تم نے ہمارا سر جھکا دیا ہے۔"

"پلیز' انتقام لینے کا خیال دل سے نکال دو۔"

"ایک شرط پر اسے معاف کروں گی۔ تم اپنے مذہب کی طرف لوٹ آؤ اور حمائلہ سے کہو' وہ عیسائیت قبول کرلے۔"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا' کیا کرے؟ وہ اس کا معمول تھا' اس کی مرضی کے خلاف حمائلہ کو کسی بھی طرح تحفظ نہیں دے سکتا تھا۔ وہ جب چاہتی اس لڑکی کو خودکشی پر مجبور کرسکتی تھی۔

وہ حمائلہ کو بے بسی سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "کیا تم سمجھ رہی ہو کہ ہم پر اچانک کیسی افتاد آپڑی ہے؟"

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولی "تمہارے ساتھ کوئی غیر معمولی بات ہو رہی ہے۔ ابھی میں نہ چاہتے ہوئے بھی تمہارے مذہب تبدیل کرنے کے خلاف بول رہی تھی اور خواہ مخواہ گہرے پانی میں ڈوبنے جارہی تھی۔ مجھے بتاؤ' ایسا کیوں ہو رہا ہے؟"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ٹیلی پیتھی جانتا ہوں لیکن یہ نہیں

جانتا تھا کہ کوئی عورت اسی علم کے ذریعے میرے دماغ پر قبضہ جما چکی ہے۔ اس نے مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا ہے۔ وہی تمہارے دماغ پر بھی چھا جاتی ہے۔ وہ جب چاہے گی، ہم دونوں کو بے موت مرنے پر مجبور کردے گی۔"

"اسے ہم سے کیا دشمنی ہے؟"

"وہ میرے مذہب تبدیل کرنے پر ناراض ہے۔ اس کی سزا تمہیں بھی دینا چاہتی ہے۔"

حمائلہ نے کہا۔ "جسے تم سزا کہہ رہے ہو میں اُسے بہت بڑا انعام سمجھتی ہوں۔ میرا خدا اپنے بندوں کو ایسی ہی آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے۔ میں دینِ اسلام کو گلے سے لگائے سمندر میں کود پڑوں گی۔ میری پروا مت کرو۔ تمہارے جیسے نیک انسان کو ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کے ساتھ زندہ رہنا چاہئے۔"

"تم نے مجھے اپنی نیکی اور شرافت سے جیت لیا اور یہ عورت بدی اور جبر سے میرا راستہ بدلنا چاہتی ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں، جیوں گا تمہارے ساتھ، مروں گا تمہارے ساتھ۔ ہو سکتا ہے یہ عورت مجھے مرنے نہ دے لیکن کب تک مجھ پر حاوی رہے گی۔ ایک لمحے کے لئے بھی مجھے موقع ملا تو میں اپنی جان دے دوں گا۔"

مرینا اس کی باتیں سن رہی تھی۔ اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کی مستقل مزاجی اور قوتِ ارادی کو سمجھ رہی تھی۔ اس نے سوچا، ہمیشہ جبراً کام نہیں لے سکے گی۔ خلافِ توقع کوئی ایسی بات ہو سکتی ہے کہ وارنر کو خود کشی کا موقع مل جائے۔ تب وہ اپنے ایک خیال خوانی کرنے والے سے محروم ہو جائے گی۔ ایک ایک کرکے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اب اسے قابو میں رکھنے کے لئے اپنے رویّے میں تھوڑی سی نرمی پیدا کرنا ضروری تھا۔

اس نے سوچ کر وارنر سے کہا۔ "میں ایک شرط پر تمہاری شریکِ حیات حمائلہ کو معاف کروں گی اور اسے تمہارے ساتھ نیویارک جانے دوں گی۔"

"میں حمائلہ کی خاطر تمہاری ہر شرط مان لوں گا۔"

"تم جب تک اپنے مذہب کی طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے اس وقت تک حمائلہ کے بدن کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔ اس کے اور تمہارے درمیان تھوڑا فاصلہ رہا کرے گا۔"

"مجھے منظور ہے۔ میں حمائلہ کی سلامتی چاہتا ہوں۔ اس کے سامنے رہ کر، اس کے ساتھ ساتھ رہ کر بھی اس کی جدائی برداشت کرتا رہوں گا۔"

وہ مرینا سے ہونے والی گفتگو حمائلہ کو سناتا جارہا تھا اور وہ موجودہ حالات کو سمجھتی جارہی تھی۔ مرینا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ کچھ دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے اپنے ملک کے وزیرِ خارجہ کو فون کیا۔ اس کے سیکریٹری نے ریسیور اٹھا کر پوچھا۔ "ہیلو، کون ہے؟"

مرینا نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر سیکریٹری کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔ مرینا نے اس سے فون بند کرایا پھر انقرہ میں امریکی سفیر کے نمبر معلوم کئے۔ اسے ہاٹ لائن پر رابطہ کرنے پر مجبور کیا۔ جب رابطہ ہو گیا اور دوسری طرف سے امریکی سفیر کی آواز سنائی دی تو وہ خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر اُس کے دماغ میں انقرہ پہنچ گئی۔

وہ ریسیور کان سے لگائے کہہ رہا تھا۔ "بہت اہم گفتگو نہ ہو تو بعد میں رابطہ کرو۔ میں اپنے ایک معزز مہمان کا استقبال کرنے جارہا ہوں۔"

مرینا اس کے ذریعے ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سن رہی تھی۔ وہ ریسیور رکھ کر تیزی سے چلتا ہوا رہائش گاہ کے باہر آرہا تھا۔ رہائش گاہ کے سامنے ایک کھلی جگہ پر ہیلی کاپٹر اتر گیا تھا۔ گردش کرتا ہوا پنکھا آہستہ آہستہ تھم رہا تھا۔ وہ سفیر کے ذریعے ایک ہیلی کاپٹر کا انتظام کرنے آئی تھی۔ اب اتفاق سے ایک ہیلی کاپٹر آگیا تھا۔ سفیر سے اس سلسلے میں کچھ کہنا ضروری نہیں رہا تھا۔ یوں بھی وہ کسی کے علم میں لائے بغیر وارنر کو نیویارک لانا چاہتی تھی اور اس کی یہ خواہش پوری ہو رہی تھی۔

آنے والا مہمان امریکی سفیر سے مصافحہ کر رہا تھا۔ اس نے رسمی گفتگو کے بعد پائلٹ سے کہا۔ "ہیلی کاپٹر یہاں رہنے دو۔ تم آرام کرو۔ ہم ایک گھنٹے بعد جائیں گے۔"

پائلٹ نے جواب دیا۔ "سر! یہاں میرا ایک قریبی عزیز ہے۔ اجازت ہو تو میں آدھے گھنٹے میں اُس سے ملاقات کرکے آجاؤں؟"

"ٹھیک ہے، جاؤ۔"

وہ مہمان امریکی سفیر کے ساتھ اندر آیا۔ اسے ہیلی کاپٹر کے پنکھے کی گردش کرتی ہوئی آواز سنائی دی۔ پہلے تو اُس نے توجہ نہیں دی۔ پھر حیرانی سے کہا۔ "کیا یہ پائلٹ اپنے عزیز سے ملنے ہیلی کاپٹر میں جارہا ہے؟"

وہ تیزی سے چلتا ہوا پھر باہر آیا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو چکا تھا۔ وہ نیچے سے ہاتھ ہلا کر چلاتے ہوئے بولا "اے! تم ہیلی کاپٹر کہاں لے جارہے ہو؟ نیچے آؤ۔ نیچے آؤ۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اسے نیچے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ پنکھے کے شور میں اُس کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پائلٹ مرینا کی مرضی کے مطابق پرواز کرتا ہوا دور جا چکا تھا۔ امریکی سفیر کے مہمان نے تیزی سے اندر آکر فون کا ریسیور اٹھایا۔ پھر انقرہ میں فرانس کے ایک سفارتکار سے رابطہ قائم کرکے بولا "میں فرانس کی وزارتِ خارجہ کا سیکریٹری بول رہا ہوں۔ میرا پائلٹ میری اجازت کے بغیر ہیلی کاپٹر یہاں سے لے گیا ہے۔ یہ کوئی ہائی جیکنگ کا معاملہ ہے۔ فرانسیسی انٹیلیجنس کے چیف کو صورتِ حال سے آگاہ کرو۔"

انقرہ میں رہنے والے سفیر نے فرانس کی انٹیلیجنس کے چیف

حاصل کرنے کے بعد اُس کی فائل میں اس کی تصویر دیکھی۔ پھر فون پر سلمان سے رابطہ کرکے کہا۔ "مسٹر سلمان! ہمارے فارن سیکریٹری کا ایک ہیلی کاپٹر ہائی جیک کیا گیا ہے۔ میں پائلٹ کی تصویر بھیج رہا ہوں، آپ پلیز اس کے دماغ میں پہنچ کر صحیح حالات معلوم کریں۔"

اس نے ایک افسر کے ذریعے تصویر بھیج دی۔ سلمان نے اس تصویر کو غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں جھانکا پھر چشم زدن میں اس پائلٹ کے اندر پہنچ گیا۔ خاموشی سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا اس کا دماغ اپنے قابو میں نہیں ہے اور وہ اپنی مرضی کے خلاف اس ہیلی کاپٹر کو کہیں لے جارہا ہے۔

سلمان نے اس کی سوچ میں سوال کیا۔ "آخر میں کہاں جارہا ہوں؟"

اس کے دماغ میں کسی نے نہیں بتایا کہ منزل کہاں ہے؟ سلمان انتظار کرنے لگا۔ آخر وہ ایک جزیرے پر اترنے لگا۔ سمندر کے ساحل پر دور حمائلہ اور وارنر کھڑے ہوئے تھے۔ جب ہیلی کاپٹر ساحل کی زمین پر اتر گیا تو وہ دونوں دوڑتے ہوئے آکر اس میں سوار ہو گئے۔ وارنر نے سلائیڈنگ دروازے کو بند کرتے ہوئے پائلٹ سے پوچھا۔ "ہم کہاں جارہے ہیں؟"

مرینا نے پائلٹ کی زبان سے سخت لہجے میں کہا۔ "ایک بار کہہ چکی ہوں۔ بار بار نہ پوچھا کرو۔"

"تم نے نیویارک جانے کو کہا تھا۔ اتنا طویل سفر ہیلی کاپٹر کے ذریعے کیسے ہوگا؟"

"احمقانہ باتیں نہ کرو۔ اتنی عقل مجھ میں ہے۔ میں انقرہ تک ہیلی کاپٹر میں لے جاؤں گی۔ پھر وہاں تمہاری شناخت تبدیل کرنے کے بعد کسی طیارے میں تم دونوں کی سیٹیں ریزرو کرادوں گی۔"

یہ گفتگو سن کر سلمان کے سامنے تمام معاملات واضح ہو گئے۔ وہ جانتا تھا کہ وارنر ہیک جزیرہ پوٹویا میں ہے اور ہم نے وارنر کو مرینا کے حوالے کیا تھا۔ مرینا بہت پہلے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا چکی تھی۔ سلمان مزید معلومات کے لئے حمائلہ کے دماغ میں آگیا۔

اس کے خیالات پڑھنے سے یہ نئی بات معلوم ہوئی کہ وارنر نے اسلام قبول کیا ہے اور یہ بات مرینا کو ناگوار گزری ہے۔ پہلے تو وہ حمائلہ کو مار ڈالنا چاہتی تھی۔ پھر یہ پابندی عائد کی کہ جب تک وارنر عیسائیت کی طرف لوٹ کر نہیں آئے گا تب تک وہ دونوں میاں بیوی کو تنہائی میں ملنے نہیں دے گی۔

یہ ظلم تھا۔ دونوں مرینا کے شکنجے میں تھے۔ مرینا کی گرفت اور تیور انہیں یقین دلا رہے تھے کہ اب وہ جیتے جی کبھی ایک دوسرے کے قریب نہیں آسکیں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے، سامنے رہیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر تڑپتے رہیں گے۔

سلمان نے میرے پاس آکر یہ تمام روداد سنائی۔ میں نے کہا۔ "کسی نے وارنر پر جبر نہیں کیا کہ وہ اسلام قبول کرے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام تلوار اور جبر سے نہیں، محبت اور ہدایات سے پھیلا ہے۔"

سلمان نے کہا۔ "مرینا کا غصہ بے جا ہے۔ مذہب ایک ذاتی معاملہ ہے اور دل سے تعلق رکھنے والا عقیدہ ہے۔ اگر حمائلہ عیسائیت قبول کرتی تو ہم انتقامی کارروائی نہ کرتے۔ اسے اسلام کی طرف لوٹ آنے پر مجبور نہ کرتے۔ خدا یہ نہیں چاہتا کہ کسی کو زبردستی جھکایا جائے۔ مسجد کی دہلیز ہو یا چرچ کا دروازہ، جھکنے والے سر اپنے ذاتی عقیدے اور محبت سے جھکتے ہیں۔"

"مرینا کا غرور اور فرعونیت انتہا کو پہنچ رہی ہے۔ میں اس کا دماغ درست کردوں گا۔ تم پارس، علی تیمور اور ثانی کا خیال رکھو اور اُن کی خیریت سے آگاہ کرتے رہو۔"

سلمان چلا گیا۔ میں مرینا کے دماغ میں آگیا۔ وہ خود کو ناقابلِ تسخیر سمجھتی تھی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ میں اس کے دماغ پر قبضہ جما چکا ہوں۔

میں نے سونیا کے لب و لہجے میں اس پر تنویمی عمل کیا تھا اور اس کے دماغ میں یہ بات نقش کرائی تھی کہ وہ سونیا کی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر محسوس نہیں کرے گی۔ میں نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تھا کہ دشمن میری یا سلمان وغیرہ کی آواز اور لہجہ اختیار کرکے کبھی اس کے دماغ میں آسکتے تھے لیکن یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ سونیا کے لہجے سے مرینا کے دماغ کے اندر راستہ بن سکتا ہے۔ کیونکہ سونیا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی۔ جب خیال خوانی نہیں کرتی تھی تو اس کی سوچ کا لہجہ مرینا کے اندر بھلا کیسے پہنچ سکتا تھا۔

میری اس حکمتِ عملی سے مرینا بھی محفوظ تھی۔ ورنہ مجھے یقین ہے کہ دشمنوں نے ہم میں سے کسی کا لہجہ اپنا کر اُس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی ہوگی اور ناکام رہے ہوں گے۔

وہ پائلٹ کے دماغ میں تھی۔ میں اُس کے دماغ میں تھا۔ اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ وہ حمائلہ اور وارنر کو پہلے انقرہ پہنچائے گی۔ چونکہ سفر طویل تھا۔ وہ تین گھنٹے بعد وہاں پہنچنے والے تھے۔ اس لئے میں مرینا کی موجودہ مصروفیات کے متعلق معلوم کرنے لگا۔

معلوم ہوا کہ اس نے چند اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کا اعتماد حاصل کرلیا ہے۔ مشیرِ خاص ہولی مین اس کا سرپرست بن گیا ہے۔ اب وہ ایک خفیہ تنظیم بنا کر اپنے ملک کے مفاد کے لئے کام کر رہی ہے اور اس کی دانست میں ملک کا مفاد اسی میں تھا کہ میں اپنی پوری فیملی کے ساتھ نابود ہو جاؤں۔

پارس، علی تیمور اور سونیا ثانی کو گھیرنے کے لئے ہر ممکن کوشش شروع کردی گئی تھی۔ ابھی دشمنوں کو علی تیمور اور سونیا ثانی کی وہاں موجودگی کا علم نہیں تھا لیکن جو طریقۂ کار وہ اختیار کر رہے تھے اس کے نتیجے میں وہ گرفتار ہو سکتے تھے۔

میں نے سلمان، سلطانہ اور لیلیٰ کو مخاطب کر کے کہا۔ "ہمارے تینوں بچے خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔ یہ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کو دماغ میں آنے سے روکیں گے تو یوگا کی مہارت سے پہچان لئے جائیں گے۔"

لیلیٰ نے کہا۔ "اگر سانس نہیں روکیں گے تو ان کے دماغ دشمنوں کے لئے کھلی کتاب بن جائیں گے۔"

میں نے کہا۔ "بچاؤ کا ایک ہی راستہ ہے۔ ان کی شخصیت تبدیل کر دی جائے۔ تنویمی عمل کے ذریعے ان کی یادداشت سے پچھلی زندگی مٹا دی جائے۔ ان کے دماغ حساس نہ رہیں۔ دشمن آکر ان کے چور خیالات پڑھیں تو انہیں ہمارے بچوں کی کوئی شناخت نہ ملے۔ وہ عام سے شہری تسلیم کئے جائیں۔"

سلطانہ نے کہا "ہم نے مرینا کو بیٹی کی طرح چاہا۔ متعدد ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے حوالے کر دیے۔ پارس نے کئی بار اس کی جان بچائی۔ اسے دشمنوں کی قید میں جانے نہیں دیا۔ ان محبتوں اور مہربانیوں کا صلہ وہ ہمیں یہ دے رہی ہے۔"

لیلیٰ نے کہا۔ "ہم اسے باعثِ رحمت بنانا چاہتے تھے وہ زحمت بن گئی ہے۔"

سلمان نے کہا۔ "اس پر نکتہ چینی کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ آؤ پہلے ہم اپنے بچوں کو تحفظ فراہم کریں۔"

وہ اپنے فرائض ادا کرنے چلے گئے۔ خدا ہم پر مہربان ہے۔ مرینا کی ایک غلطی نے ہمیں حمائلہ اور وارنر تک پہنچا دیا تھا۔ ان بیچاروں کے مسائل کے ساتھ ہمیں اپنے بچوں کے خلاف مرینا کے نئے منصوبوں کا علم ہو گیا تھا۔

اس سے غلطی یہ ہوئی تھی کہ وہ جلد بازی میں ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو اغوا کر کے لے گئی تھی۔ اس نے سوچا تھا، اپنے امریکی سفیر کے پاس آنے والا مہمان کوئی اپنا ہی ہوگا۔ جبکہ وہ فرانسیسی تھا اور اس نے مختلف ذرائع سے ہیلی کاپٹر کو جبراً لے جانے والی بات ہم تک پہنچا دی تھی۔

مرینا کو بڑی دیر تک یہ معلوم کرنے کی فرصت نہیں ملی تھی کہ وہ فرہاد کی سرپرست حکومت کے ایک پائلٹ کو لے جا رہی ہے۔ پہلے معلوم کر لیتی تو ایسی غلطی کبھی نہ کرتی۔ وہ کبھی حمائلہ اور وارنر کو قابو میں رکھتی تھی، کبھی کسی کام سے ہولی مین وغیرہ کے پاس موجود رہنے پر مجبور ہو جاتی تھی تاکہ اعلیٰ حکام اور فوجی افسران اور ہولی مین وغیرہ اس پر کسی قسم کا شبہ نہ کریں۔ وہ وارنر کو ان سے چھپائے رکھنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

دس طرح کی مصروفیات میں دھیان بٹ جائے تو غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ اُسے ابھی تک ایک بڑی غلطی کا علم نہیں ہوا ہے تو میں نے اس کے دماغ کو اپنے کنٹرول میں رکھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو انقرہ کی آبادی سے ذرا دور اتارا۔ حمائلہ اور ارنر وہاں اتر کر سڑک کے کنارے کسی گاڑی کا انتظار کرنے لگے۔ مرینا پائلٹ کے ذریعے ہیلی کاپٹر کو کہیں دور لے گئی۔ وارنر سے یہ کہہ گئی "میرا انتظار کرو۔ اگر کسی گاڑی میں لفٹ مل جائے، انقرہ کے کسی بڑے ہوٹل میں پہنچو، میں جلد ہی واپس آؤں گی۔"

اس کے جانے کے بعد حمائلہ نے وارنر سے کہا۔ "مجبوریاں اور پابندیاں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پیروں میں بیڑیاں نہیں ہیں۔ پھر بھی ہم قیدی ہیں۔ ہمارے اطراف چار دیواری نہیں ہے۔ ہاتھ پاؤں آزاد ہیں پھر بھی کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتے۔ یہ ٹیلی پیتھی تو عذاب ہے۔"

وہ بولا "شیطان صفت لوگوں نے اسے عذاب بنا دیا ہے۔ اگر ہم نے کسی کا دل نہیں دکھایا ہے، ہماری نیت اچھی ہے اور محبت سچی ہے تو خدا ہمیں اس مصیبت سے ضرور نکالے گا۔"

ان کی باتوں کے دوران ایک گاڑی آتی ہوئی دکھائی دی۔ اس میں دو مسلح آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وارنر کو لفٹ مانگنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ آدھی رات کو ایک حسین لڑکی دیکھ کر انہوں نے خود ہی گاڑی روک دی۔ پھر دونوں باہر آئے۔ ایک نے پوچھا۔ "کون ہو تم لوگ؟"

دوسرے نے کہا "یار تو گدھا ہے۔ یہ کون ہیں؟ کوئی بھی ہیں ہمیں کیا لینا ہے۔ بس یہ حسینہ کافی ہے۔"

اس نے حمائلہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ وارنر نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ پھر دوسرے کو بھی یہی سزا دی۔ جب اس نے دونوں پر اس سزا کو دہرایا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ میں خاموش تماشائی بن کر رہا۔ اگر اُن کی مدد کرتا تو مرینا واپس آکر ان کے دماغ سے معلوم کر لیتی کہ کسی نے ان کی مدد کی ہے۔

وہ دونوں اس گاڑی میں بیٹھ کر شہر کی طرف جانے لگے۔ مرینا نے واپس آکر وارنر کے خیالات پڑھے۔ پھر کہا۔ "تم نے گاڑی والوں کو بے ہوش کیا اور انہیں زندہ چھوڑ کر چلے آئے۔ یہ صبح تک تمہارے لئے مصیبت بن جائیں گے۔"

وارنر نے کہا۔ "میں خواہ مخواہ کسی کی جان نہیں لے سکتا تھا۔"

"ایسے نیک فرشتے بن کر رہو گے تو دشمن تمہیں جلد ہی جہنم میں پہنچا دیں گے۔"

حمائلہ سوچ کے ذریعے ہونے والی باتیں نہیں سن رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی۔ پھر رونے لگی۔ وارنر نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"آج اس بدمعاش نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ہے۔ یہ کتنے شرم کی بات ہے۔"

مرینا نے اس کے دماغ میں آکر ناگواری سے پوچھا۔ "کیا تمہارا ہاتھ بہت پاکیزہ ہے؟ کوئی دوسرا چھو نہیں سکتا؟"

پھر وہ وارنر سے بولی "تم نے پچھلی صدی کی کسی عورت سے شادی کر لی ہے۔ یہ تمہارے ساتھ امریکا میں کیسے رہے گی۔ کوئی اسے آغوش میں لے گا تو گھبرا کر مر جائے گی۔"

"یورپ اور امریکا میں کوئی جبراً کسی عورت کو حاصل نہیں کرتا۔ ایسے بدمعاش دنیا کے تمام ملکوں میں ہوتے ہیں۔ اور میں اپنی حمائلہ کے قریب آنے والوں کو سزا دینا جانتا ہوں۔"

اس نے شہر میں پہنچ کر ایک جگہ گاڑی چھوڑ دی۔ حمائلہ کے ساتھ پیدل چلتا ہوا مختلف راستوں اور گلیوں سے گزرتا ہوا ایک ہوٹل میں پہنچا۔ کاؤنٹر پر اپنا اور حمائلہ کا نام لکھوایا۔ لبنان کی خانہ جنگی کے باعث مسلمان وہاں سے فرار ہو کر سرحد پار کر کے ترکی کے مختلف شہروں میں پناہ لینے آتے تھے۔ ان پناہ لینے والوں کے متعلق زیادہ انکوائری نہیں ہوتی تھی۔ حمائلہ اور وارنر سے بھی زیادہ سوالات نہیں کئے گئے۔ انہیں رات گزارنے کے لئے ایک کمرا مل گیا۔

رات گزارنا بھی ایک مسئلہ تھا۔ حمائلہ نے کمرے میں آکر کہا "یہ ایک کمرا ہے اور وہ بلا ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ صبح کرنے نہیں دے گی۔"

وہ بولا۔ "میں دو کمرے حاصل کرتا تو ہوٹل والوں کو شبہ ہوتا کہ تم میری بیوی نہیں ہو۔ پھر راستے میں بدمعاشوں سے پالا پڑ چکا ہے۔ ایک حسین لڑکی تنہا کمرے میں رہے تو دور تک بدمعاشوں کو اس کی خوشبو مل جاتی ہے۔"

مرینا نے کہا۔ "تم دونوں اسی کمرے میں رہو گے۔ لیکن الگ الگ نیند پوری کرو گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں صوفے پر سو جاؤں گا۔"

حمائلہ نے کہا "نہیں، تم بستر پر آرام سے نیند پوری کرو۔ میں صوفہ پر رات گزار لوں گی۔"

مرینا نے کہا۔ "تم دونوں بستر پر لیٹ جاؤ۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں تمہیں سلا کر دوسرے کام کے لئے جاؤں گی۔"

وہ دونوں بستر پر لیٹ گئے۔ مرینا نے کہا۔ "صبح تک گہری نیند میں رہو گے تو کسی کو قربت کی آنچ اور جوانی کے جذبے نہیں ستائیں گے۔ آنکھیں بند کر لو۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو حسرت سے دیکھا۔ پھر آنکھیں بند کر لیں۔ مرینا نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے پہلے حمائلہ کو سلایا۔ وارنر اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سونے کا عادی تھا۔ مگر آج اس کا معمول تھا، اپنی مرضی سے سو سکتا تھا نہ جاگ سکتا تھا۔ مرینا نے اس کے دماغ میں آکر حکم دیا کہ وہ گہری نیند سو جائے گا اور صبح چھ بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوگا۔ وہ حکم کا بندہ تھا، جلد ہی سو گیا۔

میں مرینا کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس نے سوچا تھا وہ پھر آدھے گھنٹے بعد دونوں کے اندر آئے گی اور خاموشی سے معلوم کرے گی کہ کوئی دشمن ان کے دماغوں میں چھپا ہوا تو نہیں ہے۔ اگر کوئی چھپ کر ان پر عمل کرنا چاہے گا تو یہ اس کا توڑ کرے گی۔

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر بستر پر لیٹ گئی۔ صبح سے خیال خوانی کرتے کرتے تھک گئی تھی۔ اور ابھی شاید دوسرے

معاملات میں صبح تک مصروف رہتا تھا۔ وہ ذرا کمر سیدھی کرنے کے لئے لیٹی تھی۔ میں نے اسے اٹھنے نہیں دیا۔ اس کے دماغ کو تھپکنے لگا۔ اس کی سوچ میں کہا۔ "پانچ منٹ کے لئے آنکھیں بند کرلوں گی تو ذرا تھکن اتر جائے گی۔"

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ اسے یقین تھا جب تک دماغ کو ہدایات نہیں دے گی' نیند نہیں آئے گی۔ لیکن دماغ تو محکوم تھا۔ اس نے میرے حکم کے مطابق سلا دیا۔ وہ گہری نیند میں ڈوب گئی۔

میں اس کی طرف سے مطمئن ہو کر وارنر کے دماغ میں آیا۔ مرینا کی آواز اور لہجے میں کہا۔ "میں تم پر دوبارہ تنویمی عمل کر رہی ہوں۔ تم میرے معمول بن جاؤ۔"

میں اس پر عمل کرنے لگا۔ وہ جلد ہی ٹرانس میں آگیا۔ میں نے کہا۔ "میں نے آج سے پہلے جو تنویمی عمل تم پر کیا تھا' اس عمل سے تمہیں آزاد کر رہی ہوں۔ آئندہ تم میرے معمول اور تابعدار نہیں رہو گے۔ کیا تم اس عمل سے خوش ہو؟"

وہ بولا "میں بہت خوش ہوں۔"

"میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ تمہارا دماغ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرے گا اور تم سانس روک لیا کرو گے۔ مجھے کبھی اپنے دماغ میں نہیں آنے دو گے۔"

"میں کبھی تمہیں اپنے دماغ میں نہیں آنے دوں گا۔"

"تم تین گھنٹے تک تنویمی نیند پوری کرو گے پھر یہاں سے حمائلہ کو لے کر فرانسیسی سفیر کی کوٹھی میں جاؤ گے۔ وہاں سے تم دونوں کو پیرس پہنچایا جائے گا۔"

اس نے میرے حکم کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ میں نے کہا "تم پیرس میں حمائلہ کے ساتھ آزادی سے رہو گے۔ تم پر کوئی مصیبت آئے یا تم وہ شہر چھوڑنے پر مجبور ہو جاؤ اور کوئی مسئلہ تمہارے لئے دردِ سر بن جائے تو تم فرہاد علی تیمور سے رابطہ کرو گے۔ اور رابطہ کے لئے یہ کوڈ ورڈز رہیں گے۔ "ہمیں آزادی سے جینا ہے۔ ہمیں آزادی سے مرنا ہے۔"

میں نے اس کی آئندہ زندگی کے متعلق اہم باتیں اس کے دماغ میں نقش کرائیں پھر اسے تین گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد حمائلہ کے پاس آیا۔ اس کے دماغ میں بھی یہ بات نقش کرائی کہ وہ کسی کی بھی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گی۔ دماغ میں آنے والوں کو باہر نکالنے کے بعد سانس لیا کرے گی۔ اس کا دل اور دماغ تین منٹ تک سانس روکنے کا عادی رہے گا۔

میں نے اس کے دماغ میں ضروری ہدایات نقش کرنے کے بعد اسے بھی سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ وہ دو گھنٹے بعد بیدار ہو کر وارنر کے ساتھ اس ہوٹل سے جانے والی تھی۔ دوسری صبح مرینا ان دونوں کے دماغوں میں بار بار آکر ناکام واپس جانے والی تھی۔ اب یہ معلوم کرنا محال ہوتا کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟ اور کس طرح آزادی سے زندگی گزار رہے ہیں۔

آدمی ہمیشہ سے آدمی کو اپنے مفاد کے لئے غلام بناتا آیا ہے۔ اگر غلام نہ بنا سکے تو دوسرے کو کسی طرح خود سے کم تر بنا کر رکھتا ہے۔ مرینا بھی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ یہی سلوک کرتی آئی تھی۔ میں بھی وارنر کے ساتھ یہی کر سکتا تھا۔ اسے بڑی آسانی سے اپنا غلام بنا سکتا تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے' میں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

ہم کسی کو اچھے عمل کا صلہ نہیں دیتے۔ خدا ہمارے ذریعے نیک عامل کو صلہ دیتا ہے۔ وارنر نے سچائی سے حمائلہ سے محبت کی اور دل سے اسلام قبول کیا۔ میں خوش ہو کر اسے بے انتہا دولت دے سکتا تھا۔ اسے حکومتِ فرانس میں بہت اونچے مقام تک پہنچا سکتا تھا لیکن میں نے اسے ایسی دولت دی جو اس کے مقدر میں نہیں تھی۔ میں نے اسلام قبول کرنے کی خوشی میں آزادی کا تحفہ دیا تھا۔

آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔ اسلام میں حکم ہے کہ اخلاقی اور تہذیبی پابندیوں میں رہ کر آزادی سے زندہ رہو۔

O...☆...O

ابھی ایک منٹ پہلے سرگئی آندروف عرف الپا بالکل نارمل تھی۔ کھانے کی میز پر لذیذ کھانوں کا مزہ چکھ رہی تھی۔ اچانک پتا چلا کہ ایک نئی مصیبت مزہ چکھا رہی ہے۔ وہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔

یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ کھانے پینے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائی گئی ہے۔ اور یہ بھی سمجھنے میں وقت نہیں لگا کہ ماسک مین اور دوسرے اکابرین اسے یوں کمزور بنا کر اس پر تنویمی عمل کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے اندر کی چھپی ہوئی باتیں نکالنا چاہتے ہیں۔

وہ کرسی سے اٹھ گئی۔ کھانے کی میز کا سہارا لے کر آگے بڑھی' وہاں حکومت کے جتنے بھی اعلیٰ عہدیدار اور اہم افسران تھے ان کی رہائش گاہوں میں خفیہ مائیک اور ٹی وی کیمرے نصب تھے۔ ان کیمروں کے ذریعے انٹیلیجنس کے جاسوس ایک خفیہ ہال میں بیٹھے ٹی وی اسکرین پر وہاں رہنے والوں کی حرکات و سکنات دیکھتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے۔

اگرچہ یہ طریقہ قابلِ اعتراض ہے لیکن حکومت کے اہم افراد کو دشمنوں سے خطرہ لاحق رہتا ہے۔ کوئی بھی آنے والا دشمن ان رہائش گاہوں میں خود کو چھپا نہیں سکتا تھا۔ اس کی شناخت اور گرفتاری لازمی ہو جاتی تھی۔

سرگئی الپا کی رہائش گاہ کے ہر کمرے اور کوریڈور وغیرہ میں ایسے ہی خفیہ مائیک اور کیمرے تھے۔ صرف ٹوائلٹ ایسی جگہ تھی جہاں کیمرے اور مائیک خلافِ تہذیب تھے۔ وہ کمزوری کو برداشت کرتی ہوئی ڈگمگاتی ہوئی ٹوائلٹ میں آگئی۔ وہاں ایک وال الماری میں کچھ ضروری دوائیں تھیں۔ ان میں کمزوری کا توڑ کرنے اور توانائی بحال کرنے والے کیپسول تھے۔ اس نے دو کیپسول نگل کر پانی پیا۔ پھر لڑکھڑاتی ہوئی کمرے میں آکر بستر پر گر پڑی۔

ابھی کمزوری تھی۔ مگر کمزوری سے لڑنے کا حوصلہ پیدا ہو گیا تھا۔ پچھلے دنوں اس نے ایک ڈاکٹر کے دماغ میں رہ کر سنا تھا کہ ماسک مین اعلیٰ فوجی افسران اور انٹیلیجنس کا چیف اس پر شبہ کر رہے ہیں۔ انہیں یہ تشویش تھی کہ سرگئی الپا کسی جوان مرد میں دلچسپی کیوں نہیں لیتی ہے۔ کسی سے شادی کیوں نہیں کرتی ہے؟

کسی نے کہہ دیا کہ وہ پارس کے زہر کی عادی ہو گئی ہے۔ اگرچہ برین آپریشن کے بعد پچھلی زندگی بھول چکی ہے۔ اسے پارس بھی یاد نہیں رہا ہے لیکن اس کے ساتھ زہریلی تنہائیاں جو گزر چکی ہیں' وہ دماغ میں ایسے ہی رہ گئی ہیں جیسے آپریشن کے بعد ٹیلی پیتھی کا علم باقی رہ گیا ہے۔

سرگئی الپا اسی دن سمجھ گئی تھی کہ اس کا مینٹل چیک اپ ہو گا یا کسی اور طریقے سے دماغ کے اندر چھپی ہوئی باتیں معلوم کی جائیں گی۔ اب وہ وقت آگیا تھا۔ اسے جسمانی اور دماغی کمزوریوں میں مبتلا کیا گیا تھا تاکہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے پارس کے زہر کو دریافت کیا جائے۔

وہ بستر پر چاروں شانے چت پڑی ہوئی تھی۔ کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھلا۔ ایک دبلا پتلا لانبے قد کا شخص نظر آیا۔ وہ سفید لباس میں ملک الموت لگ رہا تھا۔ جیسے سرگئی کی روح قبض کرنے آیا ہو۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا بستر کے قریب آگیا۔

سرگئی الپا اسے بے بسی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ جھک کر اس کے شانے کو تھپک کر بولا "ایزی بے بی' ایزی! تمہیں میری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دو' آرام سے لیٹی رہو اور میری آنکھوں میں دیکھتی رہو۔"

اس نے دیکھا۔ عامل کی بڑی بڑی سرخ آنکھوں میں مقناطیسی کشش تھی۔ کوئی اور ہوتا تو ان آنکھوں میں دیکھتے ہی سحر زدہ ہو جاتا لیکن سرگئی الپا کی دماغی توانائی بحال ہو چکی تھی۔ وہ خاموشی سے اپنے دماغ کو ہدایات دے رہی تھی کہ دماغ عامل سے متاثر نہیں ہو گا۔

وہ اپنی بھاری بھرکم آواز میں بول رہا تھا۔ آواز میں ایسی گونج اور دھیمی دھیمی سی گرج تھی کہ سیدھی دل میں اتر جاتی تھی۔ سرگئی الپا اسے دیکھ رہی تھی اور یوں نڈھال ہو رہی تھی جیسے اس کے سامنے دل دماغ اور اپنے تمام حوصلے ہارتی جا رہی ہو۔

وہ کہہ رہا تھا۔ "تمہاری آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔ تم کھلی آنکھوں سے دیکھو گی۔ بند آنکھوں کے پیچھے تمہارے دماغ میں میرا چہرہ رہے گا۔ تمہارے کان دنیا کی کوئی آواز نہیں سنیں گے' تم صرف میرے احکامات سنو گی۔ انہیں ذہن میں نقش کرو گی اور میرے سوالوں کے صحیح جواب دو گی۔"

سرگئی الپا نے ایک معمولہ کی حیثیت سے وعدہ کیا کہ وہ تمام احکامات کی تعمیل کرتی رہے گی۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں' صرف کان کھلے تھے۔ اس نے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ بولی "سرگئی آندروف۔"

اس نے حکم دیا "نہیں' تمہارا نام الپا بیکر ہے۔"

وہ بولی "میرا نام الپا بیکر ہے۔"

"نہیں' تمہارا کوئی نام نہیں ہے۔ تم گمنام ہو۔"

"میں گمنام ہوں۔"

"کیا تم میرے سوالوں کے صحیح جواب دو گی؟"

"میں تمہارے سوالوں کے صحیح جواب دوں گی۔"

"کیا تم پارس کو جانتی ہو؟"

"ایک پارس کو جانتی ہوں جو فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہے۔"

"تم اسے کیسے جانتی ہو؟"

"یہاں مجھے فرہاد اور اس کی فیملی کے تمام ممبران کے ریکارڈز پڑھنے کے لئے دیے گئے۔ میں نے آڈیو کے ذریعے ان کی آوازیں سنیں۔ اور ویڈیو کے ذریعے انہیں چلتے پھرتے ایکشن میں دیکھا۔ ان ہی میں وہ پارس بھی نظر آتا رہا۔"

"تم پارس میں کوئی غیر معمولی کشش محسوس کرتی ہو؟"

"میں ذاتی طور پر کوئی کشش محسوس نہیں کرتی ہوں۔ اس کے ریکارڈ میں لکھا ہوا ہے کہ زہریلے پن کے باعث وہ عورتوں کے لئے غیر معمولی ہو گیا ہے لیکن اسکرین پر دیکھ کر مجھے اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔"

"تم جوان ہو۔ کوئی جوان مرد تمہیں متاثر کرتا ہو گا؟"

"اب تک کسی نے متاثر نہیں کیا ہے۔ آئندہ کی بات میں نہیں کہہ سکتی۔"

"کیا تم اپنی پچھلی زندگی کے متعلق سوچتی ہو؟"

"ہاں اکثر سوچتی ہوں پتا نہیں ماضی میں کیسی زندگی گزاری ہے؟ مجھے بتایا گیا ہے کہ میں یتیم لڑکی تھی۔ مجھے سرکاری ہوسٹل میں رکھ کر تعلیم اور تربیت دی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے' میرا اپنا کوئی نہیں تھا۔ محبت کا کوئی رشتہ نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے۔ یہ سوچ کر بہت دکھ ہوتا ہے۔"

"تمہیں نئی زندگی ملی ہے۔ نئی محبت کرو' کسی کو دل دو۔ کسی سے دل لو۔ تمہارے سارے دکھ دور ہو جائیں گے۔"

"میں کتنے ہی نوجوان اور قابل مردوں سے ملتی رہتی ہوں اور سب ہی کی قدر کرتی ہوں۔ لیکن کسی پر دل نہیں آتا۔"

"یہ بتاؤ' تمہیں کن خوبیوں کا حامل نوجوان پسند آئے گا؟"

وہ عامل گھما پھرا کر سرگئی کے اندر سے وہ بات نکالنا چاہتا تھا' جسے ماسک مین اور دوسرے اکابرین سننے کے لئے بے تاب تھے۔ ان کے دماغوں میں یہ بات پھنسی ہوئی تھی کہ سرگئی کے لاشعور میں پارس کی زہریلی کشش چھپی رہ گئی ہے اور وہ کشش اسے کسی

دوسرے جوان کی طرف مائل نہیں ہونے دیتی۔
سرگئی بھی ہر طرح کے سوال سے نمٹنے کے لئے دماغی طور پر پوری طرح حاضر تھی۔ اگر عامل سے سحرزدہ ہوتی تو شاید اس کے اندر سے چھپا ہوا پارس نکل آتا اور خود اُسے خبر نہ ہوتی۔ اس نے ہوش و حواس میں رہ کر جواب دیا۔ "پہلے تو میں دنیا میں اتنا نام پیدا کرنا چاہتی ہوں کہ میرے سامنے پھر کسی کا چراغ نہ جلے۔ جس کے چراغ کی لو مجھ سے اونچی ہوگی میں اُسے جیون ساتھی کے لئے پسند کروں گی۔"
"ساری دنیا میں سب سے زیادہ نام پیدا کرنے کے لئے ایک عمر چاہئے۔ تمہاری شادی کی عمر گزر جائے گی۔"
"گزر جائے تو اچھا ہے۔ میں شادی کے حوالے سے ایک بھیانک خواب دیکھتی ہوں۔ بیدار ہونے کے بعد سوچتی ہوں' اچھا ہے' شادی کا معاملہ اسی بہانے ٹلتا رہے۔"
"تم کیا خواب دیکھتی ہو؟"
"جب چاند کی پوری تاریخ ہوتی ہے' آسمان پر چودہویں کا چاند ہوتا ہے تو شاعر اُس میں خیالی محبوبہ کی صورت دیکھتے ہیں اور شاعری کرتے ہیں۔ ایسی راتوں میں عاشق دل ہارتے ہیں' میں حوصلہ ہار جاتی ہوں۔ اس رات خواب میں دیکھتی ہوں کہ کوئی میرا جیون ساتھی ہے' وہ مجھے دلہن بنا کر قبول کرنے کے لئے قریب آتا ہے۔ اچانک خون کی بارش ہوتی ہے پھر وہ میرے سامنے مردہ نظر آتا ہے۔"
"ایسا خواب تم نے ایک بار دیکھا ہوگا۔"
"نہیں' کئی بار دیکھا ہے اور چاند کی چودہ تاریخ کو دیکھا ہے۔ یہی تو پریشانی کی بات ہے کہ بالکل وہی خواب بار بار کیوں آتا ہے۔"
"تمہاری پچھلی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ گزرا ہوگا یا تم نے کوئی ڈراؤنی فلم دیکھی ہوگی جس نے تمہیں بری طرح متاثر کیا ہے۔ ایسا واقعہ جس سے دماغ متاثر ہوتا ہے' وہ خواب بن کر خود کو آدمی کے اندر دہراتا ہے۔ میں حکم دیتا ہوں کہ اس خواب کو اور ایسے واقعے کو بھول جاؤ۔"
"میں بھول جاؤں گی۔"
"سونے سے پہلے دماغ کو ہدایات دو گی کہ تمہارے اندر کوئی ناگوار خواب پیدا نہ ہو۔"
"میں سونے سے پہلے دماغ کو ہدایات دوں گی کہ مجھے ناگوار خواب نہ آئے۔"
"میں حکم دیتا ہوں کہ تم ماسکو ہی میں کسی شخص سے محبت کرو گی اور اس سے شادی کرو گی۔ چوبیس گھنٹے کے اندر کسی کا انتخاب اور اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر شادی کرو گی۔"
اس نے وعدہ کیا کہ وہ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر کسی شخص کا انتخاب کرکے شادی کرے گی۔ اس نے حکم دیا "تم تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھول جاؤ گی کہ کوئی تمہارے کمرے میں آیا تھا اور اس نے تم پر عمل کیا تھا لیکن اس عمل کے اثر میں رہو گی اور ہمیشہ میری معمولہ اور تابعدار بن کر رہا کرو گی۔"
اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ عامل نے سمجھا' وہ حکم کی تعمیل کرتی ہوئی سوگئی ہے۔ وہ دبے قدموں وہاں سے چلا گیا۔ دروازے کو بند کردیا۔ سرگئی الپا نے پھر بھی آنکھیں بند رکھیں۔ بظاہر کوئی اس کے فراڈ کو دیکھنے سمجھنے والا نہیں تھا۔ لیکن کمرے میں خفیہ کیمرے کی آنکھ اسے دیکھ رہی تھی اور ماسک مین وغیرہ کو دکھا رہی تھی۔ اس لئے وہ دو گھنٹے تک تنویمی نیند ظاہر کرنے کا ارادہ کرچکی تھی۔
ایک خفیہ اجلاس میں ماسک مین' اعلیٰ حکّام' فوجی افسران' دو ڈاکٹر اور ذہنی پیچیدگیوں کو سمجھنے والے ماہرین بیٹھے تھے اور ایک اسکرین پر سرگئی الپا کو دیکھ رہے تھے۔ اس پر تنویمی عمل ہوچکا تھا اور وہ اب تنویمی نیند میں ڈوب گئی تھی۔ ماسک مین نے ایک ماتحت افسر سے کہا "ٹی وی بند کردو۔"
ٹی وی کو آف کردیا گیا۔ ایک اعلیٰ فوجی افسر نے ڈاکٹروں سے اور ماہرین سے کہا۔ "آپ لوگوں نے دیکھا اور سنا ہے کہ سرگئی معمولہ بننے کے بعد عامل کے سوالوں کے کیا جواب دے رہی تھی۔"
ایک ڈاکٹر نے کہا۔ "اس نے جو جواب دیا ہے اس کی روشنی میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ پچھلی زندگی میں اسے کون سا واقعہ ایسا پیش آیا تھا کہ وہ آج خواب کی صورت میں یاد رہ گیا ہے۔"
ایک ماہر نے کہا "کسی کے دماغ میں چھپی ہوئی باتوں کو معلوم کرنے کے دو ہی راستے ہیں۔ ایک ٹیلی پیتھی اور دوسرا تنویمی عمل۔ ابھی ایک عمل نے جس حد تک ہمیں بتایا ہے' اس سے زیادہ معلوم کرنا ممکن نہیں ہے۔"
دوسرے ماہر نے کہا۔ "اس عمل سے ایک فائدہ ہوا۔ عامل نے اس کے دماغ سے وہ خواب مٹا دیا ہے۔ وہ جلد ہی کسی کو جیون ساتھی بنالے گی۔"
ماسک مین نے کہا۔ "ایک بات پھر بھی کھٹکتی ہے۔ سرگئی کے برین آپریشن میں کچھ خامیاں رہ گئی ہیں۔ ایک سوچنے اور سمجھنے کا نکتہ ہے۔ جب ایک واقعہ اس کے دماغ میں خواب بن کر رہ گیا ہے تو پارس بھی خواب و خیال کی صورت میں کبھی اس کے اندر سے ابھر سکتا ہے۔"
ماہرین نے تائید میں سرہلایا۔ ماسک مین نے کہا۔ "آپریشن کی خامیوں سے یہ اندیشہ بھی ہے کہ اسے کبھی حادثاتی طور پر پچھلی زندگی بھی یاد آسکتی ہے۔"
اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "مشکل یہ ہے کہ اس کا برین آپریشن کرنے والا ڈاکٹر مرچکا ہے۔ ورنہ ہمیں اس سے خامیوں اور کوتاہیوں کا علم ہوتا۔"
ڈاکٹر نے کہا "اور یہ برین آپریشن بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ پہلے آپریشن کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے دوسرا آپریشن نہیں کیا جاسکتا۔"
اعلیٰ افسر نے کہا "ہم اسے سخت نگرانی میں رکھیں گے۔ جب دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ایوان راسکا آپریشن کے بعد ہمارا وفادار بن جائے گا تو وہ چپ چاپ سرگئی کے دماغ میں جاتا رہے گا اور اندر سے اس کی تبدیلیوں کو سمجھتا رہے گا۔ ہمیں اس کے ہر بدلتے ہوئے مزاج اور ارادے سے آگاہ کرتا رہے گا۔"
سرگئی الپا اپنے کمرے میں آنکھیں بند کئے بستر پر لیٹی ہوئی تھی اور خیال خوانی کے ذریعے ایک ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ وہ ایسے اجلاسوں میں اپنے بڑوں کی بے اعتمادی معلوم کرنے کے لئے کسی ڈاکٹر یا کسی ماتحت افسر کے دماغ میں چھپ کر رہتی تھی۔
کچھ عرصے سے ایسے اجلاس میں اپنے اکابرین کی باتیں سن کر اس کے خیالات بدل رہے تھے۔ وہ انہیں اعلیٰ عہدیداران اور سینئر افسران مان کر اُن کی بڑی عزت کرتی تھی۔ آج یہ ثابت ہوگیا کہ وہ اسے پابند بنانے کے لئے تنویمی عمل کی زنجیروں میں جکڑ کر رکھنا چاہتے ہیں۔
صرف اتنا ہی نہیں۔ وہ جس ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا کو پکڑ کر لائی تھی اس نئے آنے والے کو اس کے دماغ میں گھسا کر اُس کے ذاتی معاملات کی جاسوسی کرانا چاہتے تھے۔ عورت اپنے چور خیالات اور جذبات اپنے چاہنے والے سے بھی چھپاتی ہے۔ سرگئی الپا یہ برداشت نہیں کرسکتی تھی اس لئے چپ چاپ باغی ہوتی جارہی تھی۔
باغیانہ تبدیلیوں کے دوران یہ بات زیادہ چبھتی تھی کہ اس کے اکابرین اس پر بھروسا نہیں کرتے ہیں۔ انہیں یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ دشمن اسے بہکا کر اُن سے چھین کرلے جائیں گے۔ اور بہکانے والے ایک ہی دشمن کا نام زیادہ آتا تھا اور وہ نام پارس کا تھا۔
انہوں نے اپنے شکوک و شبہات سے یہ ثابت کردیا تھا کہ پارس نے اس کی پچھلی زندگی میں کوئی بہت اہم رول ادا کیا ہے۔ وہ اپنی حماقتوں سے اس نوجوان کو ایک خود فراموش لڑکی کے ذہن میں نقش کررہے تھے۔
وہ رہ رہ کر سوچتی تھی "کیا پارس کو میری زندگی سے دور کرنے کے لئے میری پچھلی زندگی بھلائی گئی ہے؟"
اسے بتایا گیا تھا کہ کار کے ایک حادثے میں اسے دماغی چوٹ لگی تھی' اس کا آپریشن کرنا پڑا تھا۔ آپریشن کے بعد وہ بچ گئی لیکن پچھلی زندگی اس کے دماغ سے گم ہوگئی۔ اور اب وہ یقین سے کہہ سکتی تھی کہ اس کی یادداشت گم نہیں ہوئی بلکہ گم کردی گئی۔
اس کی ایک مثال سامنے تھی۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے ایوان راسکا کا بھی برین آپریشن کیا جانے والا تھا۔ جبکہ آپریشن کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ بالکل نارمل تھا لیکن یہاں کے حکام اور اکابرین اسے اپنا وفادار بنائے رکھنے کے لئے اس کا برین واش کرنے والے تھے۔ پچھلی زندگی بھلا کر اُسے اپنا غلام اور وفادار بنانے والے تھے۔ سرگئی الپا کو یقین ہوگیا' بالکل یہی اس کے ساتھ ہوچکا ہے۔
وہاں ایک سرکاری کلب تھا جہاں اعلیٰ حکام اور نہایت اہم عہدیداران تفریح کے لئے کچھ وقت گزارنے آتے تھے۔ کسی چھوٹے عہدیدار کو یا بڑی سے بڑی غیر سرکاری شخصیت کو کلب میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس رات سرگئی الپا وہاں آئی۔ ایک اعلیٰ افسر نے اسے حیرانی سے دیکھ کر پوچھا۔ "تم اور یہاں؟ تم تو بڑی خشک مزاج ہو۔ کسی تفریح یا کھیل میں حصہ نہیں لیتی ہو۔ کسی سے دوستی نہیں کرتی ہو۔ پھر یہاں کیا کرو گی؟"
وہ بولی "یہاں آئی ہوں تو دوستی بھی کرلوں گی۔"
دوسرے افسر نے پوچھا۔ "کیا واقعی دوستی کرو گی؟"
"واقعی اسی ارادے سے آئی ہوں۔"
اس کی یہ بات جہاں جہاں تک پہنچی' وہاں تک لوگوں نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں۔ کلب کے ہر بڑے آدمی کو معلوم ہوگیا کہ وہ اپنی زندگی کا ایک ہیرو پسند کرنے آئی ہے۔ ماسک مین اور وہ خاص عہدیداران جو اس پر ہونے والے تنویمی عمل کے متعلق جانتے تھے یہ دیکھ کر مطمئن ہو رہے تھے کہ عامل نے بڑا کامیاب عمل کیا ہے۔ اب وہ اس عمل کے زیر اثر رہ کر اڑتالیس گھنٹوں

کے اندر کسی سے شادی کرنے کے لئے بے چین ہو گئی ہے۔

اس کلب میں نوجوان افسر دو چار ہی تھے باقی سب چالیس برس سے اوپر کے تھے۔ ان اُدھیڑ عمر کے عہدیداروں نے آئینہ دیکھنا، کنگھی کرنا اور اپنے سفید بالوں کو کسی حد تک چھپانے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ ایک عجیب تماشا شروع ہو گیا تھا۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ سرگئی کی آنکھوں میں سما جائے اور دل میں اتر جائے کیونکہ دل میں جگہ بنانے کا زیادہ وقت نہیں تھا۔ وہ محبت اور شادی فوراً ہی کرنا چاہتی تھی۔

وہ الجھن میں پڑ گئی۔ اعلیٰ عہدیدار اسے ڈانس کرنے کی پیشکش کر رہے تھے۔ کوئی کافی پلانا چاہتا تھا، کوئی کھانے کی میز پر بلا رہا تھا۔ جن کی شادیاں ہو چکی تھیں اور بچے جوان ہو رہے تھے، وہ بھی چانس لے رہے تھے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی الٰہ دین کا طلسمی چراغ تھی۔ جس کے ہاتھ آجاتی اسے اپنی ذات میں سپر پاور بنا دیتی۔

وہاں میدانِ جنگ کے نہایت تجربہ کار فوجی تھے اور سیاست کی بساط پر شاطرانہ چالیں چلنے والے حکمران تھے۔ فوجی افسران کو کارنامے انجام دینے پر بڑے بڑے اعزازات اور انعامات حاصل ہوتے تھے۔ سیاستدانوں کو کامیابی نصیب ہو تو اقتدار حاصل ہوتا تھا لیکن ان سب سے بڑا اعزاز اور انعام سرگئی کا حصول تھا۔ جو اسے حاصل کر لیتا دنیا کے سارے انعام و اکرام اور تمام عزت و شہرت اُس کا مقدر بن جاتی۔

اس نے سوچا تھا، شادی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کسی کو بھی پکڑے گی اور اس سے شادی کر کے ثابت کر دے گی کہ تنویمی عمل کے مطابق وہ اپنے عامل کے احکامات پر عمل کرتی جا رہی ہے۔ لیکن یہ مسئلہ گمبھیر ہوتا جا رہا تھا۔ وہ ایک اناڑی تھی اور سوبیار تھے۔ ہر بڑا عہدیدار اُسے الگ لے جاتا تھا اور سمجھاتا۔ "خوب سوچ سمجھ کر انتخاب کرو۔ تم بے شک ذہین ہو مگر ابھی کمسن ہو۔ تمہاری زندگی میں کسی نوجوان کو نہیں خاصی عمر والے شخص کو آنا چاہئے تاکہ وہ تمہیں زمانے کی اونچ نیچ سے آگاہ کرتا رہے، تمہیں پھول کی طرح رکھے اور تمہارے مزاج سے ہم آہنگ ہوتا رہے اور تم تو مجھے جانتی ہو، یہ تمام خوبیاں مجھ میں ہیں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے اس سے کہا "میں نے سیاست کی دنیا میں بے مثال کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ کوئی میرے مقابلے کا سیاستدان نہیں ہے۔ مجھے ہر حکومت میں کسی نہ کسی علاقے کا حاکم بنایا جاتا ہے۔ اگر تم میری شریکِ حیات بن جاؤ تو ہم اس ملک میں ساری زندگی حکومت کرتے رہیں گے۔"

ایک اور عہدیدار نے اسے ایک طرف لے جا کر کہا "مجھے اقتدار اور برتری کی خواہش نہیں ہے۔ میں نے جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا تب سے دل ہی دل میں تم سے محبت کر رہا ہوں۔ میری محبت بڑھتے بڑھتے عبادت بن گئی ہے۔ مجھے تمہارا [illegible]

نہیں، تمہاری ذات سے لگاؤ ہے۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا، صرف تمہیں چاہتا ہوں۔"

وہ ایک ایک کے مشورے سن رہی تھی۔ بظاہر مسکرا رہی تھی لیکن اندر الجھ گئی تھی۔ وہاں اتنے بڑے لوگ تھے کہ کسی ایک کو پسند کر کے باقی تمام کو ناراض نہیں کر سکتی تھی۔ اگر کسی میجر کو پسند کرتی تو اس سے اونچے افسر کرنل کی انسلٹ ہوتی۔ اسی طرح کسی ایک حاکم کا انتخاب کرتی تو دوسرے حکّام اپنی توہین محسوس کرتے اور وہ کسی کو کسی سے کمتر بنانے کا الزام نہیں لینا چاہتی تھی۔

آخر اس نے اسٹیج پر آ کر اپنے ہاتھ میں ایک مائیک لیا پھر مسکراتے ہوئے بولی "معزز حاضرین! میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔"

پورے ہال میں سناٹا چھا گیا۔ جن کے ساتھ بیویاں اور محبوبائیں تھیں، وہ دھڑکتے ہوئے دل سے یہ سننا چاہتی تھیں کہ سرگئی نے ان کے شوہر یا محبوب کو پسند نہیں کیا ہے۔ وہ بولی "مجھے خوشی ہے کہ آپ سب میری شادی کے معاملے میں بڑھ چڑھ کر دلچسپی لے رہے ہیں۔ آپ نے اس سلسلے میں نہایت مفید مشورے دیے ہیں۔ خصوصاً یہ سمجھایا ہے کہ مجھے خوب سوچ سمجھ کر جیون ساتھی کا انتخاب کرنا چاہئے۔"

ایک نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے ابھی سوچو گی۔ آج کسی کا انتخاب نہیں کرو گی۔"

"ابھی اسی وقت انتخاب ہو گا اور چوبیس گھنٹوں کے اندر شادی کروں گی۔"

سب لوگ تالیاں بجانے لگے۔ ایک نے سوال کیا۔ "تم شادی کے نام سے کترانے لگتی تھیں۔ اچانک یہ تبدیلی کیسی ہے کہ چٹ منگنی اور پٹ بیاہ کے لئے راضی ہو گئی ہو؟"

"پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے۔ آج صبح سے شادی کے لئے بے چین ہو رہی ہوں۔ ایسا لگتا ہے اگر میں کل شام تک شادی نہیں کروں گی تو کنواری مر جاؤں گی۔"

کئی لوگوں نے اس خوشی میں تالیاں بجائیں کہ آج ہی خوش بختی کا فیصلہ ہو گا۔ پھر انہیں حماقت کا احساس ہوا کہ وہ سرگئی کے کنواری مر جانے کی بات پر تالیاں بجا رہے ہیں۔

ایک نے کہا "شادی کی ایسی ہی جلدی ہے تو کوئی بھی چلے گا۔ پلیز جلدی بتاؤ، وہ کوئی بھی کون ہے؟"

وہ بولی "میں اسی کشمکش میں ہوں۔ آپ سب میرے لئے معزز اور محترم ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک بہترین جیون ساتھی ثابت ہو سکتا ہے۔ میں آپ میں سے کسی ایک کو پسند کر کے باقی کو ناپسند نہیں کرنا چاہتی۔ کئی حضرات اسے انا کا مسئلہ بنا لیں گے۔ کئی حضرات اپنی توہین محسوس کریں گے۔"

سب لوگ تائید میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ یہ درست ہے۔

بولی "اس مسئلے کا ایک ہی حل ہے کہ آپ سب مل کر میرے جیون ساتھی کا انتخاب کریں۔"

سب نے اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ایک نے پوچھا "ہم کس طرح انتخاب کریں؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ آپ یہاں اپنے اپنے نام کی پرچیاں ڈالیں اور میرے نام کی لاٹری نکالیں۔ جس کی پرچی میرے نام کے ساتھ نکلے گی، وہی میرا جیون ساتھی ہو گا۔"

چند سیکنڈ کے لئے بالکل خاموشی چھا گئی۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ کہنے لگے۔ ہر شخص کو خوش فہمی تھی کہ سرگئی اسے پسند کرے گی۔ لاٹری کا معاملہ مشکوک تھا۔ تقدیر ہر ایک سے دوستی نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے برعکس شادی شدہ حضرات کو اور بوڑھوں کو یقین نہیں تھا کہ سرگئی انہیں جیون ساتھی بنائے گی۔ لیکن لاٹری کے ذریعے انہیں امید تھی کہ سرگئی کا نام اس کی پرچی کے ساتھ نکل سکتا ہے۔

کچھ حمایت کرنے لگے۔ کچھ اعتراض کرنے لگے۔ وہ بولی "میں واضح الفاظ میں کہتی ہوں کہ ایک کو پسند کر کے دوسرے کا دل نہیں توڑوں گی۔ میرا اور آپ کا فیصلہ تقدیر کرے گی۔ کوئی مجھ سے فیصلے کی توقع نہ کرے، اگر آپ راضی نہیں ہوں گے تو میں یہاں کی اونچی شخصیات کے درمیان سے نکل کر راستہ چلتے ہوئے کسی شخص کو پکڑ کے شادی کر لوں گی۔"

کوئی یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہاں سے باہر جا کر کسی اور کو پسند کرے۔ لہٰذا وہ لاٹری سسٹم کے لئے راضی ہو گئے۔ اس کے لئے انتظامات ہونے لگے۔ بڑی گہما گہمی تھی۔ خشک زندگی گزارنے والے حکمرانوں اور عہدیداروں میں ایک نئی جوانی کی رَو دوڑ گئی تھی۔ ایک بڑے بکس میں تمام حضرات کے نام کی پرچیاں لکھ کر ڈالی جا رہی تھیں۔ دوسرے بکس کی پرچیوں پر صفر لکھا جا رہا تھا۔ صرف ایک پرچی پر سرگئی آندروف کا نام تھا۔

ایک نے کہا "سرگئی کے نام کی تین پرچیاں ڈالی جائیں تاکہ وہ تین آدمیوں کے نام سے نکلے۔ پہلا نام جس شخص کا ہو گا ہو سکتا ہے وہ اچانک ناگزیر وجوہات کی بنا پر شادی نہ کر سکے تو شادی کا حقدار وہ دوسرا شخص ہو گا جس کا نام دوسری بار سرگئی کے ساتھ آئے گا۔ اسی طرح دوسرا بھی کسی مجبوری کے باعث چوبیس گھنٹوں کے اندر شادی نہ کر سکے تو تیسرا خوش نصیب شادی کر لے گا۔"

یہ بچگانہ مشورہ تھا لیکن اس طریقۂ کار سے کوئی ایک خوش نصیب نہ ہوتا۔ بلکہ مزید دو خوش نصیب قطار میں کھڑے رہتے۔ یہ مایوس ہونے والوں کے لئے امید افزا طریقہ تھا۔ اس لئے سب نے تائید کی۔ سرگئی کے نام کی تین پرچیاں ڈال کر دونوں ڈبوں کو خوب ہلایا گیا۔ پھر کلب کے ایک بوڑھے ملازم کو بلا کر دونوں ڈبوں سے ایک ایک پرچی نکالتے رہنے کی ہدایت کی گئی۔ یہ ایسا مرحلہ تھا کہ سب ہی کے اندر تجسس بھر گیا تھا۔ بکس میں سے جب بھی ایک پرچی نکلتی۔ اس پرچی کا نام صاحب کا ایک انچارج بلند آواز میں پڑھتا تھا۔ دوسری پرچی صفر کی نکلتی تھی۔ سسپنس اور بڑھ جاتا تھا کہ شاید اگلی پرچی سرگئی کے نام کے ساتھ نکلے گی اور وہ پرچی اپنے نام کے ساتھ ہو گی۔

جن کے ناموں کے ساتھ صفر نکل رہا تھا وہ ناگواری سے مُنہ بنا کر بار میں جا رہے تھے اور شراب سے غم غلط کر رہے تھے۔ لاٹری کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ تین خوش نصیبوں کے نام نکل آئے۔ پہلا خوش نصیب مسکراتا ہوا اسٹیج پر سرگئی کے پاس آیا۔ پھر ہاتھ میں مائیک لے کر بولا "آج میں دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان ہوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں، میں نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی۔ لہٰذا اس بات کا چانس نہیں ہے کہ میری کوئی سابقہ بیوی آ کر شادی سے منع کرے گی۔ میں مس سرگئی کی خواہش کے مطابق چوبیس گھنٹے گزرنے سے پہلے شادی کروں گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "ہماری شادی کل شام چار بجے کیتھولک چرچ میں ہو گی۔ میں آپ سب کو شادی میں شریک ہونے کی دعوت دیتی ہوں۔"

ناکام رہنے والوں نے بڑی بے دلی سے تالیاں بجائیں اور اسے شادی کی پیشگی مبارکباد دی۔ لاٹری میں دوسرا خوش نصیب ماسک مین اور تیسرا فوج کا کرنل تھا۔ وہ دونوں بڑی ناگواری سے اور سوچتی ہوئی نظروں سے پہلے خوش نصیب کو دیکھ رہے تھے۔ سوچ یہی ہو سکتی تھی کہ پہلا خوش نصیب چوبیس گھنٹے کے لئے ایسا بیمار ہو جائے کہ بستر سے اٹھ نہ سکے یا اسے موت آ جائے۔ ماسک مین کی بددعا اس ایک خوش نصیب کے لئے تھی اور کرنل دو خوش نصیبوں کی بیماری یا موت کا متمنی تھا۔

دوسرے دن چار بجے شادی ہو گئی۔ دلہا نے شاندار دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ شراب کا بھی انتظام تھا۔ جو بڑے عہدیدار یوگا کے ماہر تھے وہ ہر تقریب میں شراب سے پرہیز کرتے تھے۔ جہاں ماسک مین اور اعلیٰ حکام ہوتے تھے، اس تقریب میں چھوٹے عہدیداروں اور افسروں کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

کھانے کی دعوت میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک بڑی خاموشی تھی۔ کوئی کسی سے نہ بول رہا تھا اور نہ ہی پیٹ بھر کے کھا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا، سب کے سب کسی کی میت اٹھانے آئے ہوں۔ وہ سب ایسے ہارے ہوئے جواری تھے جو پھر سے جیتنے کے لئے دوبارہ بازی شروع نہیں کر سکتے تھے۔

لیکن مقدر مہربان ہو تو دوسری بازی شروع ہوتے دیر نہیں لگتی۔ اس تقریب میں دلہا نے سرگئی سے کہا "ابھی تک ہماری تصویریں مہمانوں کے ساتھ اتر رہی ہیں۔ آؤ ایک تصویر میرے بازوؤں میں بنوالو۔ کم آن فوٹوگرافر۔"

وہ تصویر کے لئے سرگئی کے قریب جانے لگا۔ اسی وقت ایک فوجی افسر نے ریوالور نکال کر اسے نشانے پر لیتے ہوئے کہا "خبردار!

سرگئی کے قریب نہ جانا۔ یہ میری ہے۔ لاٹری میں مجھ سے دھوکا ہوا ہے' میں کسی کو سرگئی کے قریب جانے نہیں دوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے فائر کیا۔ گولی دلہا کے سینے میں لگی' وہ اچھل کر زمین پر گرا۔ پہلے چند لمحوں تک کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ اچانک کیا ہوگیا۔ جب سمجھ میں آیا تو دیر ہو چکی تھی۔ اس بھاگنے والے قاتل کو کرنل نے گولی ماردی تھی۔

یہ سارا کھیل ٹیلی پیتھی کا تھا۔ سرگئی نے بہت پہلے ہی اس فوجی افسر کو تاڑ لیا تھا کہ اس کے دماغ میں جگہ مل سکتی ہے۔ پھر جب دلہا نے تصویر کے بہانے سب کے سامنے دلہن کے قریب آنا چاہا تو دلہن نے فوجی افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر اُسے گولی ماردی پھر جان بوجھ کر اِس قاتل افسر کو ماسک مین اور کرنل کے سامنے سے دوڑتے ہوئے وہاں سے فرار ہونے پر مجبور کیا۔ ماسک مین قتل ہونے والے دلہا کی طرف جارہا تھا۔ کرنل نے قاتل کو پہلے رک جانے کی وارننگ دی پھر ایک سیکیورٹی گارڈ کی رائفل لے کر اُسے گولی ماردی۔

سرگئی ماسک مین اور کرنل کے دماغوں میں نہیں جاسکتی تھی لیکن قاتل کو ان کے سامنے سے فرار کرایا۔ اسے یقین تھا کہ ماسک مین یا کرنل اپنے گارڈز کو اسے گولی مارنے کا حکم دیں گے۔ ماسک مین نے ایسا نہیں کیا۔ لیکن کرنل سے بے اختیار یہ حرکت سرزد ہوگئی۔

دولہا اپنے ہی خون میں ڈوبا زمین پر پڑا تھا۔ سرگئی الپا نے معمولہ بن کر جس بھیانک خواب کا ذکر کیا تھا اس کی تعبیر سب کے سامنے آگئی تھی اور وہ نئی نویلی دلہن دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر بیوہ کے آنسو رو رہی تھی۔

O...☆...O

مرینا تھوڑی دیر کے لئے سکتے میں رہ گئی۔ گم صم ہو کر خلا میں تکنے لگی۔ وہ چھوٹی بڑی بازیاں ہارتی جارہی تھی۔ ابھی ذرا دیر پہلے اس نے پال ہوپ کن کے دماغ میں جانا چاہا تو پتا چلا اس کا دماغ موت کے اندھیروں میں ڈوب چکا ہے۔

یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اچانک کیسے مرگیا۔ اچانک مرنے کی بات ہو تو قدرتی موت کی ہی طرف دھیان جاتا ہے۔ شاید وہ بھی اپنی طبعی عمر پوری کرچکا تھا۔ لیکن مرینا کا دل نہیں مان رہا تھا۔ وہ مسلسل کچھ نہ کچھ ہارتی جارہی تھی۔ اب اپنا یہ ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی کھو چکی تھی۔ اسے یقین تھا کہ پال ہوپ کن کی موت کے پیچھے دشمن کا ہاتھ ہے اور وہ دشمن ہم ہیں۔

اس نے ہولی مین کو پال ہوپ کن کے متعلق بتایا پھر کہا "یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس کی موت کن حالات میں ہوئی ہے؟"

اس نے مشیرِ خاص ہولی مین کو پال ہوپ کن کی رہائش گاہ کا پتا بتایا۔ دو جاسوس وہاں گئے تو پال ہوپ کن کی لاش ملی۔ اس کی ایک مٹھی میں ریوالور تھا۔ کنپٹی میں خون آلود سوراخ تھا' کھوپڑی کا کچھ حصہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اس نے خود کشی کی تھی۔ بظاہر یہی تھا۔ لیکن حقیقتاً خود کشی کرائی گئی تھی۔

مرینا کو یہ رپورٹ ملی تو وہ تلملا گئی۔ اس نے کہا "مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ فرہاد نے یہ ذلالت کی ہے۔"

ہولی مین نے کہا "پال ہوپ کن کے دماغ پر تمہاری حکومت تھی۔ کوئی دوسرا اس کے دماغ میں نہیں جاسکتا تھا۔ پھر فرہاد اس کے اندر کیسے چلا گیا؟"

"خیال خوانی کی ایک تکنیک یہ بھی ہے کہ فرہاد میری آواز بنا کر اور میں فرہاد کا لہجہ اختیار کرکے ایک دوسرے کے شکار کے دماغوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ فرہاد' پال ہوپ کن کے اندر میرے لہجے میں پہنچا ہوگا اور اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے خود کشی پر مجبور کیا ہوگا۔"

"یہ جو فرہاد بڑی خاموشی سے ہمیں نقصان پہنچاتا رہتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک محاذ پر لڑتے ہیں' دوسرے محاذ پر توجہ کم کردیتے ہیں۔ وہ ہماری ایسی کمزوریوں کو سمجھتا ہے۔ اس لئے مختلف محاذوں سے چپ چاپ حملے کرتا ہے۔ کیا تم سوچ سکتی تھیں کہ ابھی ہم مشین کی تباہی کے معاملے میں الجھے رہیں گے' اُدھر وہ پال ہوپ کن کو ختم کردے گا۔ اور پتا نہیں وہ اور اس کے بیٹے چپ چاپ ہمارے خلاف اور کیا کررہے ہوں گے۔"

"یہ فرہاد کوئی انسان نہیں جن ہے۔ موت کی طرح اٹل اور ناقابلِ تسخیر ہے۔ وہ سمجھ گیا ہے کہ جاسوس اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے پارس وغیرہ کو تلاش کررہے ہیں اسی لئے اُس نے پال ہوپ کن کو مار ڈالا ہے۔ وہ ہمارے دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کی تاک میں بھی ہوگا۔ جان لبوڈا کو ہوشیار رہنا چاہئے۔"

"فکر نہ کرو۔ ہمارے جو دو چار خیال خوانی کرنے والے ہیں ۔۔ سائے تک بھی فرہاد نہیں پہنچ سکے گا۔ مجھے تم سے ہمدردی ۔۔ اب تمہارے پاس ایک بھی خیال خوانی کرنے والا نہیں رہا۔"

وہ تھوڑی دیر تک گفتگو کرنے کے بعد دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ بے چینی سے اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ اپنی مسلسل شکست برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ پہلے جس معاملے میں ہاتھ ڈالتی تھی کامیابی حاصل ہوتی تھی۔ اب خوش بختی نے منہ پھیر لیا تھا۔ جب تک انسان کامیاب ہوتا رہتا ہے ان کامیابیوں کو اپنی ذہانت کا نتیجہ سمجھتا رہتا ہے۔ جب ناکام ہونے لگتا ہے تو اسے بدبختی کہتا ہے۔ ناکامیوں کا الزام مقدر کو دیتا ہے۔ اس لئے کہ ناکامیوں کے پیچھے اپنی غلطیوں کو سمجھ نہیں پاتا۔

وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھی کہ پارس کو ساتھ چھوڑنے پر مجبور کرکے بدبختی کے راستوں پر چل پڑی ہے۔ اس نے گھڑی دیکھی پھر حساب کیا کہ ترکی کے وقت کے مطابق وہاں صبح کے سات بجے ہوں گے۔ ہولی مین نے اس سے کہا تھا کہ اب اس کے ...ں ایک بھی خیال خوانی کرنے والا نہیں رہا جبکہ ابھی وارنر ہیگ ...ن تھا۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وارنر کے دماغ میں پہنچنا ...ا تو اُس نے سانس روک لی۔ مرینا نے دوسری تیسری بار ...شیں کیں پھر اپنی جگہ واپس آکر حیرانی سے سوچنے لگی۔ "یہ ...یا ہوگیا؟ وہ میرا معمول اور تابعدار ہے۔ میری سوچ کی لہروں کو ...سوس نہیں کرتا ہے۔ پھر کیسے محسوس کررہا ہے؟ میرے تنویمی ...ل کے اثر سے کیسے نکل گیا ہے؟"

اس کا دل ڈوبنے لگا۔ اسے پھر چوٹ پہنچ رہی تھی۔ پھر بھی وہ ...د کو سمجھا رہی تھی "نہیں' وارنر میرے ہاتھ سے نہیں نکلے گا۔ ...س آخری ٹیلی پیتھی جاننے والے پر میری گرفت مضبوط ہے۔"

اس نے سوچا' حمائلہ یوگا کی صلاحیتوں سے محروم ہے' اس ...کے دماغ میں پہنچ کر وارنر کے متعلق معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اس نے ...مائلہ کے اندر پہنچنے کے لئے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر واپس ...آگئی۔ شدید حیرانی کی بات تھی کہ حمائلہ نے اس کی سوچ کی لہروں کو ...سوس کرتے ہی سانس روک لی تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ اس پر ...نویمی عمل کیا گیا ہے۔

پھر یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ میں اس کا لہجہ اختیار کرکے ...ارنر کے دماغ میں گیا تھا۔ اسے مرینا کے تنویمی عمل سے آزاد کیا ...تھا۔ یہ آزادی ملتے ہی مرینا کی سوچ کی لہریں اس کے لئے پرائی ...ہوگئی تھیں۔ اس لئے وہ سانس روک لیتا تھا۔

اب یقین ہوگیا کہ وہ آخری ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ غلطی کے بعد خیال آیا کہ غلطی ہوگئی۔ اسے اس چھوٹی سی بات پر دھیان دینا چاہئے تھا کہ فرہاد اس کا لہجہ اختیار کرکے پال ہوپ کن اور وارنر ہیگ کے اندر پہنچ سکتا ہے۔ ویسے وہ اس پہلو پر بھی توجہ دیتی تو اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو کیسے بچاتی؟ ابھی اسے یہ تکنیک معلوم نہیں تھی کہ اپنے معمول کے دماغ میں ایسی آواز اور لہجہ اختیار کرکے آیا جائے کہ دشمنوں کو کبھی اس لہجے کا علم نہ ہو۔ جیسے کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ فرہاد سونیا کا لہجہ اختیار کرکے مرینا کے دماغ میں آتا ہے۔ وہ فرہاد کو تو محسوس کرتی ہے مگر سونیا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہے۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ کوئی ناکامی سی ناکامی تھی۔ محرومی' شکست' مایوسی اور ایسی بے بسی تھی کہ وہ اپنی پشت پر پورا امریکا رکھ کر بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔ اس نے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ کر کہا۔ "او گاڈ! میرے پاس ایک بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہا۔ فرہاد نے مجھے بالکل ہی کنگال بنا دیا ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک بڑے کرب کے عالم میں رہی۔ اس کے اندر دھواں بھرتا رہا۔ وہ گھٹن محسوس کرتی رہی اور اِدھر اُدھر ٹہل کر لمبی لمبی سانسیں لیتی رہی۔ پھر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ خلا میں تکنے لگی۔ اس نے پارس کو تصور میں دیکھتے دیکھتے اس کے دماغ میں پہنچنے کے لئے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر واپس آگئی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو پارس کا دماغ نہیں ملا۔ اسے خیال آیا کہ دماغ اس وقت نہیں ملتا جب اس دنیا سے گم ہوجاتا ہے۔ کیا پارس....؟

"نہیں' نہیں۔" وہ گھبرا کر بولی "وہ زندہ ہے۔ میری خیال خوانی میں کچھ گڑبڑ ہوگئی ہے۔"

اس نے پھر تڑپ کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو پارس نہیں ملا۔ نہیں ملنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ خدانخواستہ وہ دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ باپ نے بیٹے کی شخصیت اور اس کا لب ولہجہ بدل دیا ہو تاکہ مرینا پھر اس کے پیچھے نہ جائے۔

ویسے وہ اندر سے لرز گئی تھی۔ وہ دشمنِ جاں مرتا ہے تو مرے مگر اُس کے پیروں تلے سے جیسے زمین سرک گئی تھی۔ وہ لڑکھڑا کر صوفے پر گر پڑی۔ کتنی ہی بازیاں ہار گئی۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے چھین لئے گئے۔ وہ تمام صدمات برداشت کررہی تھی۔ لیکن جو صدمہ پارس کی عدم موجودگی سے ہو رہا تھا' وہ ایک سوال تھا کہ دشمن کے لئے صدمہ کیوں ہے؟

اس نے بے خیالی میں اپنے چہرے کو ہاتھ لگایا تو چونک گئی۔ وہ گلاب گلاب چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ آنکھیں روتی ہیں اور آنکھ والی سمجھ نہیں پاتی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر باتھ روم میں آئی پھر واش بیسن پر جھک کر نلکا کھول کر مُنہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔

ٹھنڈے پانی سے آنسوؤں کی حرارت ختم ہوگئی۔ وہ تولئے سے مُنہ پونچھ کر کمرے میں آئی۔ پھر صوفے پر بیٹھ کر میرے دماغ پر دستک دی۔ میں نے پوچھا "کون ہے؟"

"میں ہوں' مرینا۔"

"کیوں آئی ہو؟"

"وہ پارس... پارس..." وہ آگے نہ کہہ سکی۔ آواز آنسوؤں میں بہہ جانے والی تھی۔

میں نے پوچھا "کیا پارس کو گرفتار کرنا چاہتی ہو؟"

"آپ طعنے نہ دیں۔"

"میں تو حقیقت کہہ رہا ہوں۔ تم نے اسے گرفتار کرانے کے لئے اپنے جاسوسوں کے دماغوں میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چھوڑ رکھا تھا۔ انہیں حکم دیا تھا کہ جو نوجوان بھی سوچ کی لہروں کو محسوس کرے اور سانس روکے اسے گرفتار کرلو۔ خوش ہوجاؤ اُس نے ہمیشہ کے لئے سانس روک لی ہے۔"

وہ اطمینان کی گہری سانس لے کر بولی "آپ کا اندازِ گفتگو بتا رہا ہے کہ وہ زندہ ہے۔"

"بے شک' جسے اللہ رکھے' اسے کون چکھے؟ اللہ تعالیٰ نے

مجھے عقل دی ہے۔ میں نے اس عقل سے اُس کی شخصیت اور لب و لہجے کو بدل دیا ہے۔ آئندہ تم ایک لمحے کے لئے بھی اسے نہیں پاؤ گی۔"

"اور آپ نے وارنر اور حمائلہ کی بھی شخصیت بدل دی ہے؟"

"میں نے وارنر کو تمہارے حوالے کیا تھا۔ تم نااہل ثابت ہوئیں اس لئے اسے واپس لے لیا۔"

"کیا آپ کے کہہ دینے سے میں نااہل کہلاؤں گی۔"

"میں نہیں کہتا۔ سمجھنے والوں کے لئے اتنا سمجھنا کافی ہے کہ جو نااہل ہوتے ہیں' ناکامیاں ان کے پیچھے پڑ جاتی ہیں۔"

"میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا کہ تم نے وارنر کو مجھ سے چھین لیا؟"

"تم مجھے آپ سے تم کہنے لگی ہو۔ یہ تمہارا ظرف ہے۔ رہ گئی وارنر کی بات تو تم خواہ مخواہ مذہب کی ٹھیکیدار بن گئی تھیں۔ اس کے ذاتی معاملے میں مداخلت کر رہی تھیں۔ حمائلہ کی موت کی دھمکیاں دے کر اُسے دینِ اسلام سے پھر جانے پر مجبور کر رہی تھیں۔ میں نے اس کے اندر سے تمہاری طاقت نکال دی۔ اب فرعون کی بیٹی بن کر اِس مسلمان کا ایمان بدل کر دکھاؤ۔"

فرعونیت طاقت کی محتاج ہوتی ہے۔ طاقت نہ ہو تو فرعون صفت لوگ مٹی میں رینگنے والے کیڑوں کی طرح کمزور اور بے بس ہو جاتے ہیں۔ وہ تھوڑی دیر تک بے بسی سے ہونٹوں کو بھینچتی رہی پھر بولی "تم نے پال ہوپ کن کو کیوں مار ڈالا؟"

"تم اس کے ذریعے میرے بیٹے کو گرفتار کرانا چاہتی تھیں۔ میری اولاد سے دشمنی کے لئے جو بھی قدم اٹھے گا میں اسے جہنم میں پہنچا دوں گا۔ شکر کرو' تم سلامت ہو اور وہ اس لئے کہ میرے بیٹے سے تمہارا کچھ رشتہ رہا ہے.... اس کا لحاظ بھی کر رہا ہوں۔ اور سزا بھی دے رہا ہوں۔ ذرا حساب کرو' تمہیں کتنا عروج حاصل تھا اور تم کتنی بلندیوں سے گر کر کتنی پستیوں میں آ گئی ہو۔ ناؤ گٹ آؤٹ۔"

میں نے سانس روک لی۔ وہ میرے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اسے یوں بھگائے جانے پر غصہ آنا چاہئے تھا لیکن وہ اندر سے بڑی پُرسکون ہو رہی تھی۔ پارس زندہ تھا اور اس دشمن کی زندگی سے ایک نیا حوصلہ مل رہا تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ پارس کسی طرح پھر اُس کے پاس آ جائے تو وہ ہاری ہوئی بازیاں پھر سے جیتنے لگے گی۔ اس کے لاشعور میں یہ بات سما گئی تھی کہ کاتبِ تقدیر اسی مرد کے ذریعے اس کا مقدر بنا تا ہے۔

وہ سر جھکائے سوچتی رہی اور اسی ایک نتیجے پر پہنچی کہ اسے صرف ایک ہی ٹارگٹ بنانا چاہئے۔ اور وہ ٹارگٹ ہے پارس۔ دوبارہ اس کا دل جیت کر پھر اس سے الگ نہیں ہونا چاہئے۔ کچھ ایسا منصوبہ بنانا چاہئے کہ پارس نہ تو ہولی مین اور جان لمبوڈا کے ہاتھ لگے اور نہ ہی اپنے باپ کے اثر میں زیادہ رہے۔ دراصل باپ کے بہکانے سے ہی وہ بھٹک کر دور چلا گیا ہے۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پنجوں کے بل اچھلنے لگی۔ مختلف قسم کی ورزشیں کرنے لگی۔ جب وہ پریشان ہوتی یا حوصلہ ہارنے لگتی تھی یا کوئی نیا منصوبہ ذہن میں پکنے لگتا تھا تو وہ یوگا کے مختلف آسن اختیار کر کے سانس روکتی تھی۔ اس طرح اس کی توجہ تمام مسائل سے ہٹ جاتی تھی اور ساری توجہ نئے منصوبے پر مرکوز ہو جاتی تھی۔

اس نے یوگا کے پہلے مرحلے پر دس منٹ کے لئے سانس روک لی۔ دماغ سے تمام سوچیں نکال دیں۔ موت سے پہلے دماغ کبھی سوچ سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن یوگا کے ماہر سانس روک کر جیسے خود پر عارضی موت طاری کر لیتے ہیں۔ دماغ کو خالی کر کے تمام مسائل اور فکر و پریشانیوں سے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسے عمل سے دماغ ہلکا پھلکا اور نئی سوچوں کے لئے تازہ دم ہو جاتا ہے۔

دس منٹ کے بعد اس نے آہستہ آہستہ سانس لی۔ یوگا کا آسن تبدیل کیا پھر بارہ منٹ کے لئے سانس روک لی۔ تازہ ذہن سے سانس روکنے کے دوران سوچنے لگی۔ "اب ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے پارس کا حصول۔ اور میں اُسے اس طرح حاصل کروں کہ وہ باپ کی آواز سے اور باپ کی خیال خوانی سے بہت دور رہے۔"

اس نے اعتراف کیا "میں نے نادانی کی۔ اس پہلو سے نہیں سوچا کہ مجھے پارس نے کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ جب بھی نقصان پہنچا تو اس کے باپ سے پہنچا۔ وہ خود غرض مجھے بیٹی کہہ کر درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو میرے حوالے کرتا رہا۔ اور دوسرے راستوں سے چپ چاپ انہیں مجھ سے چھینتا رہا۔ پتا نہیں وہ کس طرح ہم جیسوں کے دماغوں میں پہنچ جاتا ہے۔ اگر کبھی وہ دھوکے سے میرے اندر پہنچ جائے تو میری حیثیت خاک ہو جائے گی۔ وہ دشمن میرے اندر سے ٹیلی پیتھی کا علم نکال کر مجھے ایک عام سی' سستی سی لڑکی بنا دے گا۔ دانشمندی یہی ہے کہ اس سے پہلے ہی مجھے پارس کا سہارا دوبارہ حاصل کر لینا چاہئے۔"

وہ یہ منصوبہ بھی سوچ سکتی تھی کہ مجھے کچلنے کے لئے ماسک مین اور اسرائیلی یہودیوں سے دوستی کر سکتی ہے۔ لیکن وہ بارہا میرے مقابلے میں مُنہ کی کھا چکے تھے۔ مرینا کسی پر بھروسا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آج کل ہولی مین وغیرہ کا اعتماد حاصل کر کے پارس کے خلاف اقدامات کر رہی تھی اور حالات بتا رہے تھے کہ ہولی مین' جان لمبوڈا اور پوری سپر طاقت بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ بگاڑنے کا ایک ہی یقینی راستہ تھا کہ پارس پھر سے اس کا ہو جائے اور وہ باپ بیٹے کے درمیان آگ اور خون کا دریا بنا دے۔ میں آگ اور خون کا دریا پار کر کے بیٹے سے نہ مل پاؤں تو آدھا رہ جاؤں گا۔ سپر مین بھی آدھا ہو جائے تو پھر وہ سپر نہیں رہتا۔ صرف مین رہ جاتا ہے۔

ایسے وقت میں اس کے خیالات نہیں پڑھ رہا تھا کیونکہ وہ یوگا کی مشقوں کے دوران دس بارہ منٹ کے لئے سانس روکتی تھی اور سانس روکنے کے دوران میں اس کے اندر نہیں رہ سکتا تھا۔ باہر نکل آتا تھا۔ وہ مجھے نہیں بھگا رہی تھی۔ یوگا کا عمل بھگا رہا تھا۔

آدھی رات کو میں اس کے دماغ میں آیا۔ پھر یوگا کے دوران جاری رہنے والے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ میرے شہ زوری کو کمزوری میں بدلنے اور پارس کو مجھ سے دور کر دینے کی راہ پر چلنے کا عہد کر چکی تھی۔

آخر میں اس نے سوچا "مجھے پارس تک پہنچنے کے لئے فرہاد کی فیملی کے کسی اہم ممبر کو اغوا کرنا ہو گا۔ اسے یرغمال بنا دوں گی تو سونیا اور فرہاد مجبور ہو کر مجھے پارس کا پتا' ٹھکانا اور فون نمبر وغیرہ ضرور دیں گے۔"

میں نے دوسرے دن مرینا کی یہ خواہش پوری کر دی۔ وہ صبح گھر سے نکلی تو اس کے اندر کافی کی طلب پیدا کی پھر اسے پارس کی یادوں میں الجھاتا ہوا ایک ریستوران کے سامنے لے گیا۔ وہ کار سے اتر کر ریستوران کے اندر آئی۔ میں نے اسی میز کے پاس پہنچایا جس کے قریب والی میز پر علی تیمور اور سونیا ثانی بیٹھے ہوئے تھے۔

مرینا علی تیمور کو دیکھ کر چونک گئی۔ یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والی سونیا ثانی ہے۔ کیونکہ سونیا سے خاصی مشابہت تھی۔ مرینا جانتی تھی کہ علی کے دماغ میں جگہ نہیں ملے گی۔ اگر وہ جگہ بنانے کی کوشش کرے گی تو اسے اور سونیا ثانی کو خطرے کا احساس ہو جائے گا۔

وہ توجہ سے دونوں کی گفتگو سننے لگی۔ فاصلہ کم تھا پھر بھی پوری طرح ان کی گفتگو کانوں تک صاف طور سے نہیں پہنچ سکتی تھی۔ میں نے مرینا کے دماغ پر اچھی طرح قبضہ جما کر اُسے یقین دلایا کہ وہ دونوں کی باتیں سن رہی ہے۔

علی کہہ رہا تھا۔ "ثانی! تمہاری بیماری سے اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی بھی دشمن خیال خوانی کے ذریعے تمہارے اندر پہنچ سکتا ہے اور تمہیں اس کے آنے کی خبر نہیں ہو گی۔"

مرینا یہ سنتے ہی خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے سونیا ثانی کے اندر پہنچ گئی۔ واقعی اسے دماغ میں جگہ مل گئی۔ وہ بیماری کے باعث پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کر سکی۔ مرینا یہی سمجھ رہی تھی بلکہ میں نے ایسا سمجھنے کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیے تھے۔

وہ سوچ رہی تھی "سونیا ثانی فرہاد کی ہونے والی بہو' سلمان کی بیٹی اور بابا فرید واسطی مرحوم کی نواسی ہے۔ پورے بابا صاحب کے ادارے میں اور فرہاد کی فیملی میں یہ سب سے زیادہ اہم اور عزیز ہستی ہے۔ اگر میں اسے یرغمال بنا لوں تو بابا صاحب کے ادارے میں زلزلہ آ جائے گا اور فرہاد گردن جھکا کر اس کی واپسی کا مطالبہ کرے گا۔

وہ سونیا ثانی کو اغوا کرنے کے متعلق تیزی سے تدبیر سوچ رہی تھی۔ میں نے مشکل آسان کر دی۔ علی تیمور کو بہانے سے ٹوائلٹ کی طرف بھیج دیا۔ ثانی میز پر اکیلی رہ گئی۔ مرینا نے فوراً ہی ثانی کے دماغ میں رہ کر اُسے اٹھایا۔ پھر خود اٹھی اور اس کے ساتھ چلتی ہوئی ریستوران کے باہر آئی اسے اگلی سیٹ پر بٹھایا۔ خود اسٹیئرنگ سیٹ پر آ گئی پھر فوراً ہی کار اسٹارٹ کر کے وہاں سے چل پڑی۔

دماغ میں پلاننگ پک رہی تھی کہ اپنی رہائش گاہ میں پہنچتے ہی ایک کمرے کی تمام بتیاں بجھا دے گی۔ سونیا ثانی کو اس کمرے میں بند کر دے گی۔ دروازے کو باہر سے لاک کر دے گی' اس کے بعد فرہاد اور اس کے تمام خیال خوانی کرنے والے یہ معلوم نہیں کر سکیں گے کہ ثانی کس تاریک قید خانے میں ہے۔

وہ رہائش گاہ کے احاطے میں پہنچی۔ کار سے اتر کر ثانی کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے چلتی ہوئی بنگلے کے اندر آئی۔ پھر ایک دم سے ٹھٹک گئی۔ وہاں ایک صوفے پر علی تیمور بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولی "تت.... تم؟"

وہ بولا "یہ کیا مذاق ہے۔ میں ٹوائلٹ گیا اور تم ثانی کو یہاں لے آئیں۔ کیوں بار بار نقصان اٹھانے کے راستے پر چل پڑی ہو۔"

"تمہیں میرے بنگلے کا پتا کیسے معلوم ہوا؟"

"تمہاری حماقت سے معلوم ہو گیا۔ نہ تم ثانی کو یہاں لاتیں' نہ میں یہاں آتا۔ ذرا غور کرو تو معلوم ہو گا۔ ہم نے اسی وقت تمہیں نقصان پہنچایا ہے یا سزا دی ہے جب تم نے عداوت میں پہل کی ہے۔ ابھی کسی دشمنی یا چیلنج کے بغیر تم ثانی کو اغوا کرنے کے خیال سے یہاں لائی ہو۔ یہ تمہاری کیسی کم ظرفی ہے؟"

وہ فوراً ہی پستول نکال کر علی کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولی "اس کے پیچھے آ گئے ہو تو تم بھی واپس نہیں جاؤ گے۔"

"تم چاہتی کیا ہو؟"

"مجھے تم دونوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تمہیں یرغمال بنا کر پارس سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"ہمیں قید کر کے کبھی اس سے نہیں مل سکو گی۔ چلو ثانی۔"

علی نے صوفے سے اٹھ کر ثانی کا ہاتھ تھام لیا۔ مرینا نے کہا۔ "یہ پستول ہے' کھلونا نہیں ہے۔ ثانی کے ساتھ ذرا بھی حرکت کرو گے تو گولی مار دوں گی۔"

وہ ثانی کے ساتھ جاتے ہوئے بولا "گولی چلاؤ۔ اور صحیح نشانے کی پریکٹس کرتی رہو۔"

"تم سمجھتے ہو میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گی! ٹھیک سمجھتے ہو۔ ماروں گی تو قصہ تمام ہو جائے گا۔ میں تم دونوں کے بدلے پارس کو حاصل نہیں کر سکوں گی لہٰذا ابھی تمہیں صرف زخمی کروں گی۔"

وہ دونوں کمرے سے جا رہے تھے۔ مرینا نے ان کے پیروں کا نشانہ لیا پھر فائر کرنے کے لئے ٹریگر کو دبانا چاہا لیکن ٹریگر پر انگلی کا دباؤ نہیں بڑھا۔ اس نے حیرانی سے پستول کو دیکھا۔ پھر دونوں

ہے۔ تم ثانی کو اغوا کر کے بابا صاحب کے ادارے میں زلزلے پیدا کرنا چاہتی تھیں۔ اس سازش کے نتیجے میں تم پر مصیبتیں آرہی ہیں۔ اگر ان سازشوں کا علم فرہاد کو ہو جاتا تو وہ تمہارے دماغ سے ٹیلی پیتھی کا علم نوچ کر پھینک دیتا اور تمہیں ایک عام سی لڑکی بنا کر کسی فٹ پاتھ کی بھکارن بنا دیتا۔"

اس کے دماغ میں ابھی ٹیلی پیتھی کا علم سلامت تھا اس سے ثابت ہوتا تھا کہ میں اس کے اندر نہیں ہوں۔ وہ بڑی حد تک مطمئن ہو گئی۔ میں واقعی اس کا یہ علم ختم کر دیتا۔ اسے ایک عام سی، سستی سی لڑکی بنا دیتا لیکن میرے بیٹے کی فرمائش تھی کہ اسے بہت بڑا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اسی لئے وہ اب تک اپنے علم کے ساتھ سلامت تھی۔

میں نے کہا "تمہیں اپنے ملک کے حکام اور بولی مین وغیرہ پر بھی اعتماد نہیں ہے۔ تم ان سے چھپ کر زندگی گزار رہی ہو۔ میں تمہارا دشمن ہوتا تو دشمنوں کو تمہاری رہائش گاہ تک پہنچا دیتا۔"

"میں مانتی ہوں، آپ میرے ہمدرد ہیں لیکن علی یہ گھر دیکھ کر گیا ہے۔"

"وہ علی تیمور نہیں تھا۔ اس کی ڈمی تھا۔ تم اسے علی سمجھ کر دماغ میں نہیں گئیں۔ اگر جاتیں تو اس کے خیالات بھی پڑھ سکتی تھیں۔ میں اس ڈمی کو ٹریپ کر کے یہاں لایا تھا۔ اس کے دماغ پر میرا قبضہ تھا۔ اب اسے یاد نہیں ہے کہ وہ یہاں آیا تھا۔"

"تم مجھے ہر طرح سے اطمینان دلا رہے ہو لیکن میرا اطمینان اور سکون غارت ہو گیا ہے۔ ہر لمحہ دماغ پر بوجھ رہے گا کہ کوئی میرے اندر موجود رہتا ہے اور میرے اچھے برے خیالات پڑھتا رہتا ہے۔"

"اچھے خیالات تو ہر کوئی پڑھ سکتا ہے۔ تم برے خیالات سے پرہیز کرو۔ پھر خود ہی اطمینان حاصل ہو گا کہ کوئی تمہاری برائی کو نہیں سمجھ رہا ہے۔ کیونکہ برے خیالات نہیں ہیں تو برائی بھی نہیں ہے۔"

"کیا تم بڑی سے بڑی شرط منوا کر مجھے آزاد نہیں کر سکتے۔"

"تم خود ہی اپنے عمل سے آزادی حاصل کر سکتی ہو۔ تم یوگا کی مشقیں بلاناغہ کرتی ہو اپنے اندر پاکیزگی اور روحانیت کی مشقیں بھی کرو۔"

"وہ کیسے کرنا چاہئے؟"

"یوگا کے آسن میں سانس روک کر ہر قسم کے منفی خیالات دماغ سے نکالتی رہو اور اپنے دماغ کو مثبت خیالات کے خزانے سے بھر لو۔ جو بھی روحانیت کی مشقوں سے گزر کر کامیاب ہوتا ہے میں اُس کے دماغ سے ہمیشہ کے لئے نکل جاتا ہوں۔ میں کبھی کسی کو غلام یا کنیز نہیں رکھتا۔"

"میں تمہیں نہیں جانتی کہ کس حد تک سچے ہو اور وعدہ وفا کرتے ہو۔"

"تم مجھے نہیں جانتیں لیکن یہ تو جانتی ہو کہ نیک اعمال کا نتیجہ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ بندوں سے کچھ ملے نہ ملے، خدا ضرور انعام دیتا ہے۔"

"ہاں میں مانتی ہوں۔ لیکن...."

"لیکن ویکن کے پھیر میں نہ پڑو۔ اگر میں غلط آدمی ہوں تو مجھ سے کبھی نجات نہیں ملے گی لیکن تم میں روحانیت کی طاقت ہو گی تو تمہیں اس غلط آدمی سے خدا نجات دلائے گا۔ میں اس سے زیادہ تمہیں سمجھا نہیں سکتا۔ لہٰذا جا رہا ہوں۔"

میں خاموش ہو گیا، وہ بولی "رک جاؤ۔ مجھے یقین دلا کر جاؤ کہ میرے دماغ سے ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ گے۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دو تین آوازیں دیں پھر پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ "میں کیسے یقین کروں کہ وہ ہے یا جا چکا ہے؟ اس کے آنے جانے کا کچھ پتا ہی نہیں چلتا۔ پتا نہیں یہ کب میرے دماغ میں گھس آیا تھا۔"

میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ "میں خواہ کتنا ہی تلملاتی رہوں، اس سے نجات کا راستہ ایک ہی ہے۔"

میری اس بات پر وہ خود سوچنے لگی۔ "ہاں، روحانی عمل میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اور طاقت اس لئے ہوتی ہے کہ روحانی عمل کے دوران خدا ساتھ ہوتا ہے۔"

ان خیالات کے ساتھ ہی اس کے اندر ایک نیا روحانی جذبہ پیدا ہوا۔ نیا حوصلہ ملنے لگا کیونکہ اب وہ دشمنی کے راستے پر نہیں چل رہی تھی۔ اور دوستی کے راستے پر بھی نہیں چل رہی تھی۔ اس کے آگے جو راستہ تھا وہ اس پر چلتی ہوئی خدا کی خوشنودی تک پہنچ سکتی تھی۔ اپنے گاڈ کو راضی کر کے ہی وہ اپنے دماغ سے کسی اجنبی کو نکال سکتی تھی۔

○...☆...○

پارس، علی تیمور اور سونیا ثانی نے جس رات ہوائی حملے کئے،

ہاتھوں کی انگلیوں سے ٹریگر کو دبانے کی کوشش کی۔ پھر پتا چلا کہ پستول میں خرابی نہیں ہے بلکہ انگلیاں کام نہیں کر رہی ہیں۔

اتنی دیر میں وہ دونوں کمرے سے جا چکے تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی ان کے پیچھے گئی۔ عجیب پریشانی اور بدحواسی تھی۔ دماغ میں خطرے کی گھنٹی بج رہی تھی کہ اسے کوئی پستول چلانے سے روک رہا ہے۔ مگر کیسے روک رہا ہے؟ کیا کسی نے دماغ پر قبضہ جمایا ہے؟

"نہیں" وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھی کہ اس کا دماغ بھی کسی کے قابو میں آسکتا ہے۔ وہ باہر آکر بولی "رک جاؤ۔ ورنہ میں ثانی کے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دوں گی۔"

علی تیمور نے کہا "میں تمہیں اپنے دماغ میں بھی آنے کی اجازت دیتا ہوں۔ یہ فرہاد کے بیٹے کی زبان ہے، میں سانس نہیں روکوں گا۔ آؤ اور زلزلے پیدا کرو۔"

مرینا نے اس کے لہجے کو گرفت میں لیا۔ پھر خیال خوانی کی کوشش کی لیکن سوچ کی لہروں نے پرواز نہیں کی۔ ایک دم سے دل ڈوبنے لگا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟

وہ دونوں احاطے سے باہر جا کر اپنی کار میں بیٹھ رہے تھے۔ مرینا نے پھر ایک بار خیال خوانی کی کوشش کی اور ناکام رہی۔ یہ ناکامی کی انتہا تھی کہ وہ اپنا دماغ ہار چکی تھی۔ صدمے کی زیادتی سے جسم میں جیسے جان نہ رہی۔ وہ برآمدے کے زینے پر دھپ سے بیٹھ گئی۔

یہ سوچ سوچ کر جان نکلی جا رہی تھی کہ کوئی اس کے دماغ کو کنٹرول کر رہا ہے۔ وہ خاک کا کیڑا بن گئی تھی، کسی کے قابو میں آگئی تھی۔ جتنی اونچی اڑان تھی، اتنی ہی پستی میں گراوٹ تھی۔ کیسی شاہانہ زندگی تھی اور کیسا احمقانہ انجام تھا۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر سوچا۔ "میری پہلی غلطی آخری غلطی بن گئی ہے۔ پہلی غلطی یہ کہ میں نے پارس کو اپنی زندگی میں گہرائی تک آنے دیا۔ اگر اس سے دور رہتی تو فرہاد سے دور رہتی۔ نہ ان سے دوستی ہوتی، نہ دشمنی ہوتی۔ میں سب سے الگ تھلگ کامیابی کے راستے پر گامزن رہتی۔ ہائے، پارس کی دوستی اور محبت نے مجھے ذلت ہی ذلت دی ہے۔ اوہ گاڈ! تو بہت گریٹ ہے، کوئی کمال دکھا دے۔ مجھے اس ذلت اور محکومی سے نکال دے کہ میں کسی کی معمولہ اور تابعدار بن گئی ہوں۔ گاڈ! اسے جھوٹ کر دے۔ میں آنکھیں کھولوں تو یہ سب کچھ خواب ثابت ہو۔"

اس نے اپنے ایک بازو پر زور کی چٹکی لی پھر تکلیف سے سسکاری لی۔ وہ جاگ رہی تھی۔ اس نے بڑے کرب سے سوچا۔ "میں کس کے دام میں آگئی ہوں؟ یہ فرہاد ہی ہو گا۔ اب تک میں نے اسی سے مات کھائی ہے۔"

اس نے خلا میں تکتے ہوئے پکارا "کون ہو تم؟ تم کون ہو؟ اتنا کہہ دو کہ تم فرہاد نہیں ہو۔ میرے دماغ کو موت آجائے مگر فرہاد نہ آئے۔ اس کا نام سن کر میرے ہاتھ پاؤں ڈھیلے اور ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔"

میں نے بھرّائی ہوئی اجنبی آواز میں کہا "میں ہوں، میں...."

"یہ.... یہ آواز میں پہلی بار سن رہی ہوں۔ تم کون ہو؟"

"بے نام ہوں۔ بے نشان ہوں، تمہارے دماغ میں میں رہوں، فرہاد رہے یا جان لمبوڈا، کیا فرق پڑتا ہے! اٹل حقیقت یہ ہے کہ تم آزاد اور بے لگام نہیں رہیں۔ کسی کی تابعدار بن چکی ہو۔"

وہ بولی "تم فرہاد ہو۔ اسی لئے ثانی اور علی میرے ہاتھوں سے بچ کر چلے گئے۔ جان لمبوڈا یا کوئی اور ہوتا تو ان سے ہمدردی نہ کرتا۔ اب خود کو نہ چھپاؤ۔"

میں نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا "میں وہ ہوں، جہاں تک تمہارا خیال نہیں پہنچ سکتا۔ تم جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ علم سیکھتے ہی دنیا کے سامنے خیال خوانی کے تماشے دکھانے چلے آتے ہیں اور یہ تماشے دکھانے کے لئے ایک دوسرے سے دشمنی کرتے ہیں۔ میں تم سب سے الگ اور منفرد ہوں۔ میں نے خود کو کبھی ظاہر نہیں کیا اور نہ آئندہ کروں گا۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ تم ایک اجنبی خیال خوانی کرنے والے ہو؟"

"اپنی آنکھوں سے دشمنی کی عینک اتار کر دیکھو اور سمجھو کہ دنیا میں مجھ جیسے لوگ ہوتے ہیں جو کسی کے دشمن نہیں ہوتے۔ میں نے ثانی اور علی کو تمہارے ہاتھ آنے نہیں دیا اور تمہیں بھی نقصان پہنچنے نہیں دیا۔ ورنہ علی تمہاری رہائش گاہ دیکھ لینے کے بعد یہاں تمہیں زخمی کرتا اور اپنے باپ کو تمہارے دماغ میں پہنچا دیتا۔"

"میں مانتی ہوں کہ وہ مجھے زخمی کر سکتا تھا۔ لیکن یہ تو بتا دو، تم کون ہو؟"

"میں تمہاری دعا کی قبولیت ہوں۔ ابھی تم دعا مانگ رہی تھیں کہ تمہارے دماغ پر فرہاد کا قبضہ نہ ہو۔ یہ دعا بہت پہلے قبول ہو چکی تھی۔ شکر ادا کرو کہ تمہارے اندر فرہاد نہیں ہے۔"

"میں ہزار بار شکر ادا کرتی رہوں گی۔ لیکن میں کیا کروں؟ مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ وہ میرے حواس پر چھایا ہوا ہے۔ میرے دماغ پر حکمرانی کرتا ہوا سا لگتا ہے۔"

"چلو یہی سمجھتی رہو۔ میں کہہ چکا ہوں، تمہارے دماغ پر کوئی بھی ایکس وائی زیڈ حکمرانی کر رہا ہو۔ حقیقت ایک ہی رہے گی کہ تم اُس کی کنیز بن گئی ہو۔ تمہارے ساتھ جو کچھ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ جھوٹ، فریب اور سازشی عمل سے باز آجاؤ۔"

"میں نے کسی کے خلاف کوئی سازش نہیں کی ہے۔"

"ابھی تم سوچ رہی تھیں کہ پارس سے دوبارہ دوستی کر کے اس کے باپ سے ہمیشہ کے لئے اسے دور کر دو گی۔ کیا یہ سازش نہیں

اس رات وہ تینوں ایک دوسرے سے دور تین مختلف مقامات پر تھے۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے بے شمار ساتھی بھی تھے۔ ان کے پاس اپنی اپنی گاڑیاں تھیں۔ گاڑیوں میں ٹی وی سیٹ' کمپیوٹر' اور ٹرانسیٹر وغیرہ تھے۔ وہ وقتِ ضرورت ایک دوسرے سے رابطہ کرتے تھے۔ ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے کھلونا ہوائی جہاز اڑاتے تھے۔ پھر اڑنے والے جہازوں کو اسکرین پر دیکھ کر معلوم کرتے تھے کہ وہ کہاں کہاں سے گزر کر مشی گن جھیل کے ٹارگٹ تک پہنچتے ہیں۔

جب وہ مشی گن کے خفیہ اڈے پر کامیابی سے بلاسٹنگ کر چکے اور جب انہیں یقین ہوگیا کہ مشین کے پرخچے اڑ گئے ہیں تو انہوں نے ٹرانسیٹر کے ذریعے ایک دوسرے سے گفتگو کی اور یہ طے کیا کہ جو جدھر جا سکتا ہے چلا جائے۔ بعد میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوجائے گی۔

پارس' علی تیمور اور سونیا ثانی ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھے۔ وہ طے شدہ پروگرام کے مطابق مختلف راستوں سے مختلف شہروں اور مختلف اسٹیٹس کی طرف چل پڑے۔ روانگی سے پہلے ٹی وی' کمپیوٹر اور دوسرے تمام آلات اپنی اپنی گاڑی سے نکال کر پھینک دیئے تاکہ راستے میں کہیں چیکنگ ہو تو ان پر کوئی شبہ نہ کیا جائے۔

وہ تینوں وقتی طور پر ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔ سونیا ثانی نیویارک جانے والے راستے پر چل پڑی تھی۔ کوئی سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد پارس کی گاڑی نے اسے کراس کیا۔ وہ رفتار بڑھا کر پارس کو مخاطب کرتے ہوئے بولی "گاڑی روکو۔"

اس نے گاڑی روک دی۔ وہ اپنی گاڑی سے اتر کر اس کے پاس اگلی سیٹ پر آکر بولی "گاڑی ایک ہی ہو تو بہتر ہے۔ چلو۔"

وہ گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے بولا "ہاں ایک گاڑی ہے تو اب ایک ہی بار چیکنگ ہوگی۔ لیکن چیک کرنے والے ہمیں میاں بیوی سمجھیں گے۔"

"میں آکر بیٹھ گئی ہوں تو زیادہ نہ پھیلو۔ ورنہ دھکا دے کر گاڑی لے جاؤں گی۔"

لیلیٰ پارس کے دماغ میں تھی۔ مسکراتے ہوئے بولی "بیٹے! ثانی کے دماغ میں سلمان بھائی ہیں۔ ذرا سوچ سمجھ کر مذاق کرو۔"

پارس نے کہا "امی! آپ لوگوں کو سوچنا سمجھنا چاہئے۔ باپ کو بیٹی کے دماغ میں نہیں رہنا چاہئے۔ ہم جوان ہیں۔ ہنسنا بولنا ہماری فطرت ہے۔ پلیز' آپ سلطانہ آنٹی کو ثانی کے پاس بھیج دیں۔ علی جیسے خشک اور سنجیدہ جوان کے دماغ میں سلمان انکل کو رہنا چاہئے۔"

مشی گن جھیل کے خفیہ اڈے کو تباہ کرنا بچوں کا کھیل نہیں تھا۔ جبکہ علی تیمور نے حقیقتاً بچوں کا کھیل بنا دیا تھا۔ ایسے وقت ہر لمحہ محتاط رہنے کی ضرورت تھی۔ پھر سب سے زیادہ اپنے بچوں کی حفاظت لازمی تھی۔ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ان کے معاملے میں مداخلت نہیں کریں گے۔ صرف تماشا دیکھیں گے اور خدانخواستہ کوئی برا وقت آیا تو دشمنوں کی ٹیلی پیتھی کا جواب اپنی ٹیلی پیتھی سے دیں گے۔

لیلیٰ پارس کے پاس' سلطانہ علی کے پاس اور سلمان اپنی بیٹی ثانی کے پاس تھا۔ میں تینوں کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ لیلیٰ نے سلطانہ اور سلمان کی پوزیشن بدل دی۔ سلطانہ کو ثانی کے پاس اور سلمان کو علی کے پاس بھیج دیا۔

یہ ان کی خوش قسمتی تھی اور زبردست پلاننگ تھی جس کے نتیجے میں مشین کی تباہی کے دوران کوئی مشکل یا رکاوٹ سامنے نہیں آئی۔ واپسی میں بھی دو پولیس چوکیوں پر روٹین کے مطابق سرسری طور پر پوچھ گچھ ہوئی۔ پھر انہیں آگے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ابھی باقاعدہ ناکہ بندی شروع نہیں ہوئی تھی۔

علی تیمور شکاگو کے راستے پر جارہا تھا۔ ایک پولیس چوکی پر ایک رشوت خور افسر تھا۔ شراب کے نشے میں مست تھا۔ ہر گاڑی والے سے کچھ نہ کچھ وصول کر رہا تھا اور وصولی سے پہلے چیکنگ کے ذریعے انہیں پریشان کر رہا تھا۔ وہاں سے گزرنے والے اپنا قیمتی وقت بچانے کے لئے اسے کچھ رشوت کے طور پر دے کر جارہے تھے۔ جب وہ علی کے پاس آکر بولا تو سلمان نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ افسر نے اپنے ماتحتوں سے کہا۔ "اے اسے جانے دو' یہ تو میرا بیٹا ہے۔ گڈ بائی بیٹا۔ گڈ بائی۔"

علی کسی چیکنگ کے بغیر گزر گیا۔ ثانی اور پارس نے نیویارک شہر میں داخل ہونے سے پہلے ایک جگہ گاڑی روک دی۔ وہاں کے ایک گیراج میں دوسری گاڑی تیار تھی۔ وہ اس میں بیٹھ کر اپنی رہائش گاہ تک پہنچ گئے۔ ثانی نے سلطانہ سے کہا۔ "آنٹی! ہم یہاں خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔ علی کی کیا خبر ہے؟"

"وہ خیریت سے ہے۔ ابھی تمہارے ڈیڈی نے بتایا ہے کہ ایک پولیس چوکی پر اسے روکا جارہا ہے لیکن تمہارے ڈیڈی نے اس کی گاڑی اور کاغذات کی چیکنگ نہیں ہونے دی۔ اسے مکھن کے بال کی طرح نکال کر لے گئے ہیں۔"

"علی کس سمت جارہے ہیں؟"

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

"پلیز آپ کہہ دیں میں یاد کررہی ہوں اور آج کی کامیابی سے بہت خوش ہوں۔"

سلطانہ چلی گئی۔ پارس نے پوچھا "کیا آنٹی سے باتیں کررہی تھیں؟"

"ہاں' کہہ رہی تھی' میرے علی کا جواب نہیں ہے۔ اس نے بچوں کے کھلونوں سے ایک سپرپاور کے پاؤں تلے سے زمین نکال دی ہے۔ علی کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک یادگار بن کر رہے گا۔"

"اِنّا للہ ...... تم علی کی یادگار بنا رہی ہو؟"

"اے! میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔"

"توڑ سکتی ہو۔ سنا ہے' بہت زبردست فائٹر بھی ہو۔ علی کا منہ نی بار توڑا ہے؟"

"وہ تمہاری طرح چھچھورے نہیں ہیں۔"

"کیا شادی سے پہلے محبت کرنا چھچھورا پن نہیں ہے؟"

"محبت کوئی گناہ نہیں ہے۔"

"اچھا تو وہ تمہارے ساتھ ثواب کماتا رہتا ہے۔"

"اے' کیوں مجھے الفاظ کی ہیرا پھیری میں الجھا رہے ہو۔ جاؤ رام کرو اور مجھے بھی سونے دو۔"

"جانے سے پہلے ایک بات کہہ دوں کہ جو چیلنج کرتا ہوں اسے را کر دکھاتا ہوں۔"

"کیا تم نے کوئی چیلنج کیا تھا؟"

"ہاں۔ یاد نہیں ہے؟ میں نے کہا تھا' تمہیں علی سے دور لردوں گا اور تم نے مذاق سمجھ کر ٹال دیا تھا۔"

"اچھا تو جناب کا دعویٰ ہے کہ ابھی آپ نے علی کو مجھ سے دور یا ہے؟"

"بے شک' تم سمجھ رہی ہو' ہم اپنی پلاننگ کے مطابق ایک دسرے سے دور ہوئے ہیں جب کہ ایسی بات نہیں ہے۔ یاد کرو۔ آئیڈیا میں نے ہی پیش کیا تھا کہ مشین کو تباہ کرنے کے بعد ہم یک دوسرے سے دور ہوجائیں گے تاکہ کبھی ایک ساتھ دشمنوں ی گرفت میں نہ آئیں۔"

"ہاں یاد آیا' تم نے ہی یہ آئیڈیا پیش کیا تھا۔"

وہ بولا "پھر مشی گن کی طرف جانے سے پہلے میں نے تم سے پوچھا تھا' تم کس راستے سے واپس جاؤ گی۔"

وہ اسے گھور کر بولی "اور میں نے کہا تھا' نیویارک کے راستے پر جاؤں گی۔ پارس! تم پکے شیطان ہو۔ اپنا راستہ بدل کر میرے راستے پر آگئے اور علی کو دوسری طرف بھیج دیا۔"

"اگر علی سچا عاشق ہوتا تو وہ بھی راستہ بدل دیتا اور تمہارے پاس چلا آتا۔"

"میرے سچے عاشق! میں تم سے خوش ہوئی۔ یہ لو انعام میرے ہاتھ کو بوسہ دو۔"

اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ پارس نے دور سے کہا "پہلے میں اپنے ستاروں کی گردش معلوم کرلوں پھر تمہاری گردش میں آؤں گا۔ شب بخیر۔"

وہ جانے لگا۔ ثانی ہنسنے لگی۔ بند دروازے کو کھول کر باہر جاتے ہی پارس کے حلق سے کراہ نکلی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا ثانی کے پاس آیا۔ ثانی نے اسے گرنے سے بچایا' اسے تھام لیا پھر پوچھا "باہر کون ہے؟"

پارس نے ثانی کے تھامنے والے ایک ہاتھ کو بوسہ دیا پھر بھاگتے ہوئے دروازے پر آکر بولا "میرے ستاروں نے مجھے گھونسہ مار کر تمہارے پاس پہنچایا تھا۔ باقی سب خیریت ہے۔"

ثانی نے گلدان کھینچ کر مارا۔ وہ نشانے سے نکل گیا۔ گلدان چوکھٹ سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا۔ وہ باہر آکر بولی "میرا بھی چیلنج سن لو۔ میں تمہیں الو بنا کر اپنے علی کے پاس جاؤں گی۔"

"اور تمہیں میری بھابی بننے سے پہلے ہاتھ جوڑ کر اور کان پکڑ کر تسلیم کرنا ہوگا کہ دیور صاحب سیر پر سوا سیر ہیں۔"

"میں تسلیم نہیں کروں گی۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دوں گی۔"

وہ ہنستا ہوا جانے لگا۔ لیلیٰ نے مسکرا کر کہا "بیٹے! کیوں اسے ستاتے ہو؟"

"امی! ستانے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ وہ مجھ سے کم نہیں ہے۔ میری کوئی چھوٹی بہن ہوتی تو میں اسے خوب پریشان کرتا۔ خدا نے بہن تو نہیں دی مگر بہن اور بھابی کا مکسچر دے دیا ہے۔"

"بیٹے! وہ تمہاری مما کی طرح بڑی تیزی سے ذہانت کا مظاہرہ کرتی ہے۔ مکاری میں اس کا جواب نہیں ہے۔ جب وہ حرکت میں آئے گی تو تمہارے ہوش اڑا دے گی۔"

"یہ گڑیا میرے ہوش اڑا دے' یہی میں چاہتا ہوں اسی لئے چھیڑتا ہوں۔ وقت گزارنے کا یہ اچھا دلچسپ مشغلہ رہے گا۔"

دوسری طرف سلطانہ نے ثانی کے پاس آکر کہا "علی شکاگو جارہا ہے۔ اس نے تمہیں کل کسی فلائٹ سے وہاں آنے کو کہا ہے۔ بشرطیکہ حالات سازگار رہوں۔"

"میری مما نے مجھے برے وقتوں میں حالات کو سازگار بنانا سکھایا ہے۔ پلیز' آپ مما وغیرہ سے مشورہ کریں اور علی' پارس اور میری شخصیتوں کو کچھ عرصے کے لئے تبدیل کردیں۔"

"تبدیلی کا مقصد کیا ہے؟"

"پورے ملک میں ہماری تلاش شروع ہوگئی ہوگی۔ تلاش کرنے والوں کے دماغوں میں دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی موجود ہوں گے۔ ہم سانس روک کر انہیں چور خیالات پڑھنے سے روکیں گے تو انہیں ہم پر شبہ ہوجائے گا۔ وہ ہمیں گرفتار کرسکتے ہیں' دماغی طور پر کمزور بنا کر ہماری اصلیت معلوم کرسکتے ہیں۔"

"درست کہتی ہو۔ اگر شخصیت اور لہجہ بدل جائے تو دماغ میں آنے والوں کو تمہاری اصلیت معلوم نہیں ہوگی۔ میں ابھی جا کر مسٹر سے اس سلسلے میں مشورہ کرتی ہوں۔"

سلطانہ اور سونیا کے ذریعے یہ باتیں مجھ تک پہنچیں۔ میں نے کہا "بے شک یہی ہونا چاہئے۔ تینوں کی شخصیت بدلنے سے پہلے اچھی طرح سمجھ لو کہ ان کے اندر کون سی تبدیلی ہوگی اور کتنی خصوصیات بحال رہیں گی۔"

میں نے اہم ہدایات دیں۔ پہلی یہ کہ شخصیت تبدیل ہوگی۔ دوسری یہ کہ آواز اور لہجہ تبدیل ہوگا۔

ابھی ان تینوں کے پاس جو شناختی کاغذات اور پاسپورٹ وغیرہ

ہیں‘ وہ اسی حیثیت سے اپنی شناخت برقرار رکھیں گے۔ان کے چور خیالات بھی دشمنوں کے سامنے انہیں اسی حیثیت سے پیش کریں گے۔

تنویمی عمل کے دوران ان کے دماغوں میں یہ نقش کیا جائے گا کہ ان کی ذہانت‘ ان کا علم اور ان کی تمام صلاحیتیں پہلے کی طرح قائم رہیں گی‘ ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔حتیٰ کہ ماسٹروانسوروکی سے سیکھے ہوئے تمام ہنر بھی بحال رہیں گے۔

لیلیٰ ‘سلطانہ اور سلمان مجھ سے ہدایات لے کر چلے گئے۔سلمان تنویمی عمل کے ذریعے شخصیت تبدیل کرنے کے لئے پارس کے پاس چلا گیا۔سلطانہ ثانی کے پاس آئی۔ثانی نے کہا۔ ”آپ میری ایک بات مانیں گی؟“

”بولو کیا چاہتی ہو؟“

”شخصیت بدلنے کے بعد ہم اپنوں کو بھول جائیں گے‘ خود اپنی اصلیت یاد نہیں رہے گی۔ان حالات میں بھی میں علی سے دور رہنا نہیں چاہتی۔“

”اچھی بات ہے۔میں تمہیں اس کے پاس پہنچادوں گی۔تم دونوں ایک دوسرے کو بھول کر بھی ایک دوسرے کے ساتھ رہو گے۔ تم خود کو تنویمی عمل کے لئے تیار رکھو‘ میں ابھی آتی ہوں۔“

وہ اپنی بہن لیلیٰ کے پاس آئی پھر بولی ”تمہارے بہنوئی سلمان یہ سوچ کر پریشان رہتے ہیں کہ ثانی اور علی شادی کیوں نہیں کر رہے ہیں۔“

لیلیٰ نے کہا ”یہ تو میں بھی سوچتی ہوں۔ مسز سونیا بھی یہی چاہتی ہیں کہ اب ان کی شادی ہو جائے لیکن یہ دونوں کچھ عجیب مزاج کے حامل ہیں۔زیادہ سے زیادہ علم و ہنر سیکھنے میں عمر گزار رہے ہیں۔ان کے اندر دلی جذبات کی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔“

”لیلیٰ! یہ بہترین موقع ہے۔ہم ابھی تنویمی عمل کے دوران ان کے اندر رومانی جذبات اور ازدواجی زندگی گزارنے کی خواہشات پیدا کر سکتے ہیں۔یہ بہت اچھی بات ہے کہ یہ گناہوں سے بچتے رہیں۔ہم بھی گناہ کی نہیں شدید محبت کی ترغیب دیں گے۔“

”ٹھیک ہے۔میں علی تیمور پر اسی طرح کا عمل کروں گی۔“

وہ علی کے دماغ میں گئی اور سلطانہ ثانی کے دماغ میں آکر اس پر عمل کرنے لگی۔وہ بڑی آسانی سے ٹرانس میں آگئی کیوں کہ خود یہی چاہتی تھی۔میں نے جو ہدایات دی تھیں اس کے مطابق سلطانہ نے اس کی شخصیت میں تبدیلی کی۔باقی ذہانت اور صلاحیتوں کو اسی طرح قائم رہنے دیا۔ اس کے بعد اس نے ثانی سے کہا۔ ”جیسا کہ تم جانتی ہو‘ تمہارا نام سلوانا جوزف ہے۔اب میں اسی نام سے تمہیں مخاطب کروں گی۔بولو‘ تم کون ہو؟“

”میں سلوانا جوزف ہوں۔“

”آج سے تمہارا دماغ حساس نہیں رہے گا۔تم پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔“

”میں پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گی۔“

”سلوانا! تمہاری زندگی میں ایک خوبرو جوان آئے گا۔اس کا نام جان کارلو ہے۔تم پہلی ملاقات میں ہی اس سے محبت کرنے لگو گی اور اس سے شادی کرلو گی۔“

”میں جان کارلو سے محبت کروں گی اور پھر شادی کرلوں گی“

ادھر لیلیٰ نے علی تیمور کو اپنا معمول بنا کر کہا ”تمہاری زندگی میں ایک حسین لڑکی آئے گی۔اس کا نام سلوانا جوزف ہے۔تم اسے دیکھتے ہی عاشق ہو جاؤ گے اور اس سے شادی کرو گے۔“

وہ بولا ”میں اسے دیکھتے ہی عاشق ہو جاؤں گا اور اس سے شادی کرلوں گا۔“

پارس‘ علی تیمور اور سونیا ثانی بڑے سے بڑا اور خطرناک سے خطرناک کام اپنی صلاحیتوں کے بل پر کرتے تھے۔کبھی کبھی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نمٹنے کے لئے ہمارا سہارا لیتے تھے۔ورنہ ٹیلی پیتھی کے سہارے سے انکار کر دیتے تھے۔اب شخصیت کی تبدیلی بہت ضروری ہوگئی تھی اس لئے وہ تنویمی عمل کے ذریعے معمول بننے پر راضی ہوگئے تھے۔انہوں نے اپنے بزرگوں پر اعتماد کیا تھا اور بزرگوں نے اس اعتماد میں ذرا سی گڑبڑ کردی تھی۔

سلمان نے پارس کی شخصیت بدلنے کے بعد ایک عامل کی حیثیت سے حکم دیا ”تم کسی لڑکی یا عورت سے متاثر نہیں ہو گے اور نہ ہی کسی سے عشق کرو گے۔صرف جینی فر نامی لڑکی سے محبت کرتے رہو گے۔“

جوجو کا اصل نام جینی فر تھا۔سلمان کو یہ اچھا موقع ملا تھا کہ وہ پارس کو صرف اپنی بیوی کا پابند بنادیتا۔لہٰذا اس نے اُسے پابند کر دیا۔پارس نے وعدہ کیا کہ صرف جینی فر سے محبت کرتا رہے گا اور دوسری لڑکیوں میں دلچسپی نہیں لے گا۔

اس کے برعکس لیلیٰ نے علی کو پابند نہیں کیا۔جب کہ وہ بے چارہ کسی لڑکی میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔آئندہ وہ سلوانا جوزف پر مرمٹنے والا تھا۔اسی طرح ثانی کسی کو گھاس نہیں ڈالتی تھی اور اب کسی جان کارلو سے محبت اور شادی کرنے والی تھی۔

ان بزرگوں نے تینوں کے اعتماد کے خلاف تنویمی عمل کیا تھا لیکن اپنی دانست میں ان کے لئے اچھا ہی کیا تھا۔ایک عرصے سے رسونتی بہو کے لئے بے چین تھی۔سونیا بھی چاہتی تھی کہ شادی کے بغیر دونوں دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ساتھ نہ جایا کریں۔جلد ہی رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو جائیں۔سلمان بھی باپ کی حیثیت سے بیٹی کے لئے فکر مند تھا۔لیلیٰ اور سلطانہ نے سب کے مشترکہ مسئلے کو حل کر دیا تھا۔

○☆○

کچھ ایسا ہی مسئلہ سرگئی الپا کے ساتھ تھا۔لوگ اس کی بھی شادی کرانے پر تل گئے تھے۔اس مقصد کے لئے اس پر بھی تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ماسک مین‘ اعلیٰ حکام اور بڑے فوجی افسران اس اندیشے میں مبتلا ہوگئے تھے کہ اگر سرگئی نے شادی نہ کی‘ کسی مرد کے زیر اثر نہ آئی اور اس کے بچوں کی ماں نہ بنی تو کسی دن پارس اسے اڑا لے جائے گا۔

سرگئی الپا نے شادی کے معاملے کو ٹالنے کی بہت کوشش کی تھی۔تنویمی عمل کے دوران بھی کہا تھا کہ جب وہ کسی مرد سے متاثر نہیں ہوئی ہے تو پارس کیا چیز ہے؟ پھر اس نے خوفزدہ کرنے کے لئے وہ خواب بیان کیا تھا جسے کئی بار دیکھ چکی تھی اور ہر خواب میں اس کے قریب آنے والا دلہا اپنے ہی خون میں نہا گیا تھا۔

ماسک مین اور دوسرے اکابرین نے اس خواب کو اہمیت نہیں دی۔عامل نے اسے حکم دیا کہ وہ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر شادی کرے۔آخر اس نے شادی کرہی لی۔پھر اس کا جو انجام ہوا وہ سب کی آنکھوں کے سامنے آیا۔جس خواب کو اہمیت نہیں دی گئی تھی اس کی تعبیر سچی نکلی تھی۔اس کے قریب آنے والا دلہا اپنے خون میں نہا گیا تھا۔

سرگئی نے خوب سوچ سمجھ کر شادی اور قتل کا منصوبہ بنایا تھا۔وہ جانتی تھی کہ ایک دلہا اور ایک قتل سے بات نہیں بنے گی۔دوسرے لوگ پھر بھی اس سے شادی کرنے کا خطرہ مول لیں گے۔اس نے خیال خوانی کے ذریعے ہیرا پھیری کرکے دوسرے خوش نصیب کے لئے ماسک مین اور تیسرے خوش نصیب کے لئے کرنل کا نام نکالا تھا تاکہ یکے بعد دیگرے بڑے لوگ دلہن کے پاس آکر مرتے رہیں گے تو پھر دوسرے لوگ توبہ کرلیں گے۔

ویسے یہ ثابت ہوگیا کہ سرگئی نے بارہا جو خواب دیکھا تھا‘ وہ محض خواب نہیں تھا۔ایک چیلنج تھا جو پورا ہوگیا تھا اور آئندہ بھی یہ خواب اپنی سچی تعبیر پیش کرسکتا تھا۔

دلہا کی موت پر کسی نے سرگئی پر شبہ نہیں کیا کیوں کہ پلاننگ بڑی زبردست تھی۔وہاں دو خوش نصیب موجود تھے۔ایک خوش نصیب ماسک مین اور دوسرا خوش نصیب کرنل تھا جس نے فرار ہونے والے قاتل کو گولی ماردی تھی۔ایسے میں سب ہی کے دماغوں میں ایک ہی بات پیدا ہوئی کہ کرنل نے اپنی سازش کو چھپانے کے لئے قاتل کو گولی ماری ہے۔اگر وہ زندہ گرفتار ہوتا تو یہ ضرور بیان دیتا کہ کرنل صاحب کے حکم سے اس نے دلہا کو قتل کیا ہے۔

ایک اعلیٰ حاکم نے سوال کیا ”ویل کرنل! تم نے اسے گولی کیوں ماری؟“

کرنل نے کہا ”آپ لوگوں نے دیکھا نہیں‘ وہ بھاگ جانا چاہتا تھا۔“

انٹیلیجنس کے چیف نے کہا ”وہ بھاگ کر کہاں جا سکتا تھا۔اس کوٹھی کے باہر سیکیورٹی گارڈز موجود ہیں۔شہر کے ہر راستے‘ ہر موڑ پر ناکہ بندی کی جاتی۔پھر کسی قاتل یا مجرم کو سزائے موت دینے کا حق صرف عدالت کو ہے۔تم نے قانون کو اپنے ہاتھ میں کیوں لیا؟“

”میں اسے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا‘ صرف زخمی کرنا چاہتا تھا لیکن نشانہ بھٹک گیا۔میں نے قانون کو ہاتھ میں نہیں لیا ہے۔“

”اس کا فیصلہ عدالت کرے گی۔فیصلے سے پہلے قتل کے مقصد پر روشنی ڈالی جائے گی۔“

ماسک مین نے کہا ”مجھے سرگئی کے بیوہ ہونے کا افسوس ہے۔اس کے بعد دوسرا خوش قسمت میں ہوں۔کیا مجھے بھی کسی سازش کے تحت قتل کیا جائے گا؟ کیوں کہ میرے بعد ہی کرنل کی باری آئے گی۔“

کرنل نے کہا ”میں لعنت بھیجتا ہوں ایسی خوش قسمتی پر جو اپنے قابل فوجی افسروں کے قتل سے حاصل ہوتی ہو۔میں تمام اعلیٰ عہدیداران کی موجودگی میں سرگئی سے کہتا ہوں کہ یہ میرے دماغ میں آئے اور میرے چور خیالات پڑھ کر سب کو سنائے۔“

ایک حاکم نے کہا ”یہ معقول بات ہے۔ سرگئی خیال خوانی کے ذریعے ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردے گی۔“

دوسرے نے کہا ”عدالت تک جانے کی نوبت نہیں آئے گی۔اچھا ہے کرنل کی بے گناہی یہیں ثابت ہو جائے گی۔“

ماسک مین نے کہا ”ہم جتنے اعلیٰ عہدیدار یوگا کے ماہر ہیں سرگئی ان کے دماغوں میں نہیں آتی ہے کیوں کہ ہم اہم ملکی معاملات سرگئی کو بھی نہیں بتاتے ہیں۔اگر یہ کرنل کے دماغ میں جائے گی‘ دوسری اہم معلومات بھی حاصل کرلے گی۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم سرگئی پر بھروسا نہیں کرتے ہیں۔یہاں یوگا نہ جاننے والے معزز عہدیدار موجود ہیں۔ان سے بھی ملک کے وہ اہم راز چھپائے جاتے ہیں جن سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ سرگئی کا بھی بہت سے ملکی رازوں سے تعلق نہیں ہے۔لہٰذا اسے کرنل کے دماغ میں چھپے رازوں کے قریب بھی نہیں جانا چاہئے۔“

جتنے یوگا کے ماہر عہدیدار تھے وہ ماسک مین کے اس اشارے کو سمجھ گئے کہ سرگئی کرنل کے دماغ میں جاتے ہی یہ معلوم کرلے گی کہ اس کا اصل نام الپا ہے۔اس کا تعلق امریکا سے ہے اور وہ اسرائیل کے ایک شہر تل ابیب سے اغوا کی گئی تھی۔صرف اتنا ہی نہیں‘ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ پارس اس کی زندگی میں بڑے ہی ڈرامائی انداز میں آکر جا چکا ہے۔

ادھر سرگئی بیوگی کے آنسو بہانے کے بعد چکرا کر گر پڑی تھی۔اسے اٹھا کر ایک بیڈ روم میں لایا گیا۔وہاں ایک فوجی ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا۔اس کے لئے دوائیں تجویز کیں پھر کہا ”اسے صدمہ پہنچا ہے۔ظاہر ہے کہ بارہا دیکھا ہوا خواب سچ ثابت ہوا ہے۔اس حقیقت نے بے چاری کو ذہنی انتشار میں مبتلا کر دیا ہے۔یہ ہوش میں آنے کے بعد نارمل رہے گی۔“

وہ ہوش میں تھی۔ڈاکٹر کے دماغ میں رہ کر اس کی زبان سے

لوگوں کو سمجھا رہی تھی کہ اسے صدمہ پہنچا ہے۔ کرنل کے خلاف مقدمہ قائم کیا گیا۔ کچھ روز تک اس کے خلاف ثبوت حاصل کرنے کی کوششیں کی گئیں پھر اعلیٰ عہدیداران کی حمایت سے وہ کیس ختم ہوگیا۔

کسی کے قتل ہونے کی اتنی اہمیت نہیں تھی جتنی سرگئی کی شادی کی تھی۔ آئندہ وہ ماسک مین کی شریکِ حیات بننے والی تھی اور وہ جلد سے جلد شادی کرنے کے لئے بے چین تھا۔ اعلیٰ عہدیداروں کے کانوں میں یہ بات پھونک رہا تھا کہ سرگئی کو شادی کے لئے مجبور کیا جائے۔ یہ بات سرگئی سے کہی گئی تو وہ بولی "اگرچہ ایک کے مرنے کے بعد اتنی جلدی دوسری شادی نہیں کرنا چاہئے تاہم میرے اندر پتا نہیں کیوں ازدواجی زندگی گزارنے کی بے چینی سی رہتی ہے۔ میں تیار ہوں۔ چاند کی چودہ تاریخ قریب ہے۔ اس روز شادی کروں گی۔"

"چاند کی چودہ تاریخ کیوں ضروری ہے؟"

"میں نہیں جانتی کہ اس تاریخ کو شادی کیوں کرنا چاہتی ہوں۔ شاید میں چاہتی ہوں کہ اس تاریخ کو میرا خواب جھوٹا پڑ جائے۔"

پھر وہ ایک ملاقات میں ماسک مین سے بولی "کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ میرا خواب پھر سچ ہوگا۔"

وہ بولا "میں بزدل نہیں ہوں۔"

"یہ بزدلی کی بات نہیں ہے۔ جب معلوم ہے کہ سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالنے سے وہ ڈس لے گا تو وہاں ہاتھ ڈالنا بہادری نہیں ہے۔"

"سانپ کا منکا حاصل کرنے والے جان پر کھیل کر منکا حاصل کرتے ہیں۔ کسی بھی چیز کو حاصل کرنے کی لگن شدت اختیار کرلیتی ہے تو آدمی پھر اپنی جان کی پروا نہیں کرتا۔"

وہ چیز ہی ایسی تھی کہ اس کے لئے جان کی بازی لگانے والوں کی کمی نہیں تھی۔ اس جگمگاتے ہوئے تاج کو جو اپنے سر پر رکھ لیتا' ایک عالم کا شہنشاہ بن جاتا۔ اس کی ہر طرح حفاظت کرنے کے لئے اس کی ایک مکمل ڈمی بنائی گئی تھی۔ وہ ڈمی بھی کچھ کم حسین نہیں تھی۔ اس کے جیسا ہی قد تھا اور اس کی طرح ہی صحت مند جسم کی مالک تھی۔ پچھلے چھ ماہ سے اس پر محنت کی جارہی تھی۔ سرگئی کی آواز اور لہجے میں بولنا اور اسی کے انداز میں چلنا سکھایا گیا تھا۔ وہ اس ڈمی کو یورپی ملکوں میں اور خاص طور پر فرانس کے شہر پیرس میں بھیجنا چاہتے تھے۔

اسے پیرس میں بھیجنے کا مقصد پارس کو شکار کرنا تھا۔ ڈمی کا نام الپا بیکر رکھا گیا تھا تاکہ وہ اس نام سے پارس کی توجہ حاصل کرلے۔ ادھر سرگئی کو سمجھایا گیا تھا کہ یہ ایک فرضی نام ہے۔ کبھی پارس کی ایک محبوبہ کا یہ نام ہوا کرتا تھا۔ وہ اس نام کی کشش سے ڈمی کی طرف مائل ہوگا تو اسے گرفتار کرلیا جائے گا یا گولی ماردی جائے گی۔

گولی مارنے کا ہی فیصلہ تھا تاکہ سرگئی الپا کے بھٹکنے کا اندیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے۔ سرگئی کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ ڈمی کے دماغ میں جاکر اس پر تنویمی عمل کرے اور یہ بات اس کے ذہن میں نقش کردے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ وہ ہر صبح اس کے دماغ میں جاتی تھی' اسے یوگا کی مشقیں کراتی تھی۔ اس طرح ڈمی بھی سانس روکنے کی عادی ہوگئی تھی۔

ڈمی کو ماسکو سے پیرس بھیجنے کے تمام انتظامات مکمل ہوگئے۔ روانگی سے ایک دن پہلے عامل اس پر تنویمی عمل کرنے آیا تاکہ وہ ڈمی بھی پارس کے فریب میں نہ آئے اور تنویمی عمل کے مطابق ماسک مین کی وفادار رہے۔ جب اس نے عمل شروع کیا تو سرگئی چپ چاپ ڈمی کے اندر موجود تھی! اس نے اس عمل کو ناکام بنادیا۔ لیکن ڈمی کے ذریعے یقین دلایا کہ اس کا عمل کامیاب رہا ہے اور وہ ہمیشہ ماسک مین کی وفادار بن کر رہے گی۔

عامل مطمئن ہوگیا۔ اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا گیا تب سرگئی نے اس پر عمل کیا۔ اسے ٹرانس میں لاکر اپنی معمولہ بنا کر یہ باتیں اس کے دماغ میں نقش کردیں کہ وہ سرگئی کی جگہ آجائے گی۔ خود کو سر سے پاؤں تک اور دل سے دماغ تک سرگئی آندروف سمجھتی رہے گی۔

سرگئی ہمیشہ خیال خوانی کے وقت ایک کمرے میں جاکر دروازے بند کرکے کسی کے خیالات پڑھتی تھی۔ اس نے ڈمی کو بھی حکم دیا کہ جب بھی اسے خیال خوانی کا حکم دیا جائے وہ کسی خالی کمرے میں جاکر دروازہ بند کرلیا کرے۔ سرگئی وقتِ ضرورت اس کے پاس پہنچ کر خیال خوانی کیا کرے گی۔

ڈمی کے دماغ میں سرگئی کو صرف اس وقت تک برابر آتے جاتے رہنا تھا جب تک کہ وہ پیرس نہ پہنچ جاتی۔ یا کسی بھی ملک میں پہنچ کر ماسک مین کے خاص ماتحتوں اور سراغ رسانوں سے نجات حاصل نہ کرلیتی۔

وہ دوسرے دن ڈمی کی رہائش گاہ میں اس سے ملاقات کرنے گئی۔ وہاں چند خاص افراد ہی جاسکتے تھے۔ چوں کہ سرگئی بھی ڈمی کو ٹریننگ دیتی رہتی تھی۔ اس لئے سیکیورٹی گارڈز نے اسے اندر جانے سے نہیں روکا۔ اس نے ڈمی کے پاس آکر بیڈ روم کے دروازے بند کرلیا۔

جب وہ دروازہ دوبارہ کھلا تو ڈمی وہ لباس پہن چکی تھی جو سرگئی ابھی پہن کر آئی تھی۔ وہ اس لباس میں رہائش گاہ کے باہر آئی۔ سیکیورٹی گارڈز نے اسے سرگئی سمجھ کر سلیوٹ کیا۔ وہ سرگئی کی کار میں بیٹھ کر جانا چاہتی تھی اسی وقت ماسک مین کی کار آکر رکی۔ اس نے کار سے باہر آکر پوچھا "ہیلو سرگئی! یہاں کیا کررہی ہو؟"

ایک تو ڈمی خود کو مکمل سرگئی سمجھتی تھی دوسرے یہ کہ سرگئی اس کے دماغ میں تھی۔ وہ اپنی کار سے نکل کر ماسک مین کے قریب آتے ہوئے بولی "میں ڈمی سے ملنے آئی تھی۔ آج وہ کچھ گم صم سی لگ رہی ہے۔"

ماسک نے کہا "میں اس کی وجہ جانتا ہوں۔ پچھلی رات اس پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ اس لئے وہ ذرا الجھی ہوئی ہوگی۔"

پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور سوال کرتا' سرگئی نے کہا "کل چاند کی چودہ تاریخ ہے۔"

وہ مسکرا کر بولا "کل میں تمہیں اپنی دلہن بناؤں گا۔"

"جب میرے دل میں شادی کی خواہش پیدا ہوئی تو اس کے ساتھ یہ بھی خواہش تھی کہ میرا ہونے والا شوہر مجھ سے محبت کرے لیکن تم اپنے معاملات میں اتنے مصروف رہتے ہو کہ مجھ سے محبت کرنے کی فرصت نہیں ملتی۔"

"ہاں' میں نے کئی بار محبت کے لئے وقت نکالنے کی کوشش کی مگر کام کا بوجھ بہت ہے۔ آج رات کو تمہاری ڈمی سیاحوں کی ایک ٹیم کے ساتھ روانہ کردی جائے گی۔ اس کے جاتے ہی میری ایک ہفتے کی چھٹی منظور ہوجائے گی۔ پھر میں دن رات تم سے محبت کرتا رہوں گا۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا ہاتھ تھام کر بولی "تم میرے جیون ساتھی بننے والے ہو' یہ سوچ کر تم سے قدرتی طور پر محبت ہوگئی ہے۔ جی چاہتا ہے' تمہیں دیکھتی رہوں اور تمہارے ہی متعلق سوچتی رہوں۔"

ماسک مین نے کہا "کبھی کسی حسینہ نے ایسے والہانہ انداز میں مجھ سے محبت کا اظہار نہیں کیا۔ میرا ہاتھ تمہارے خوبصورت ہاتھوں میں کانپ رہا ہے۔ پلیز مجھے کمزور نہ بناؤ۔ آج اپنے فرائض ادا کرنے دو۔ کل سے میں صرف تمہارا ہی رہوں گا۔"

ڈمی نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ پسینہ پونچھتا ہوا... رہائش گاہ کے اندر اپنی دانست میں ڈمی سے ملنے آیا جب کہ ڈمی کو باہر چھوڑ آیا تھا اور اصل سے ملاقات کررہا تھا۔ اسے بتارہا تھا کہ آج رات وہ سیاحوں کی ٹیم کے ساتھ روانہ ہوگی۔ اس ٹیم میں جتنی عورتیں اور مرد سیاح کی حیثیت سے جارہے ہیں' وہ تجربہ کار فوجی افسر اور ملٹری انٹیلی جنس کے بہت ہوشیار جاسوس ہیں۔ وہ ہر معاملے میں ٹیم کے لیڈر کی محکوم اور پابند رہے گی اور فوجی ڈسپلن کے مطابق اس کے احکامات کی تعمیل کرتی رہے گی۔

اس رات اصل سرگئی آندروف کو اس ملک سے باہر جانے کا موقع مل گیا۔ وہ سیاحوں کی ایک ٹیم میں شامل ہوکر جرمنی جانے والے ایک طیارے میں سوار ہوگئی۔ ایسے وقت وہ بار بار ڈمی کے پاس جاکر دیکھ لیتی تھی کہ اس کی کسی حرکت سے دوسروں کو شبہ نہ ہو لیکن حالات سازگار تھے۔ کیوں کہ تمام ذمے دار افسران ڈمی کو رخصت کرنے کے سلسلے میں مصروف رہے تھے۔ اس کے رخصت ہونے کے بعد ان انتظامات کا جائزہ لے رہے تھے کہ ڈمی اس ٹیم کے ساتھ کن ملکوں اور شہروں میں جائے گی اور اسے ہر طرح کی سہولتیں کس طرح فراہم کی جائیں گی۔

دوسری طرف ماسک مین ڈمی کے معاملے کے علاوہ اپنی شادی کے انتظامات میں بھی الجھا ہوا تھا اس لئے کسی نے اس ڈمی پر زیادہ توجہ نہیں دی جو ماسکو میں رہ گئی تھی۔

دوسری صبح دس بجے ماسک مین کی شادی ڈمی سے ہورہی تھی۔ اور سرگئی الپا جرمنی کے ایک شہر فرینکفرٹ پہنچ گئی تھی۔ وہ پہلی بار ایک کمیونسٹ ملک سے باہر آئی تھی' جہاں بات بات پر پابندیاں تھیں۔ زیورات پہننے اور میک اپ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ حیران ہوکر بولی "اوہ گاڈ! یہاں کیسی رنگینی اور جگمگاہٹ ہے۔ عورتیں رنگین اور عجیب و غریب ڈیزائن کے لباس میں گھومتی ہیں۔ ایسے زیورات' ایسا میک اپ کہ یہ عورتیں آسمان کی پری نظر آتی ہیں۔"

اس ٹیم کا لیڈر جو ریٹائرڈ فوجی افسر تھا' اس نے کہا "یہ تو کچھ نہیں ہے۔ پیرس کا حسن اور وہاں... دولت کی فراوانی دیکھو گی تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آئے گا۔"

"میں پیرس میں ماڈرن عورتوں کی طرح زندگی کیسے گزاروں گی؟"

"وہاں تمہارے لئے میک اپ مین' ہیئر ڈریسر اور گورنس وغیرہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ وہ سب تمہیں ماڈرن اور اسمارٹ بنادیں گے۔"

وہ ٹیم کے افراد سے باتیں کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آئی پھر دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ وہ سب ایک ہوٹل میں قیام کررہے تھے۔ انہوں نے باہر جاکر تفریح کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن وہ دردِ سر کا بہانہ کرکے کمرے میں آگئی تھی۔ کیوں کہ ڈمی کے پاس جاکر وہاں کے حالات معلوم کرنا ضروری تھا۔

وہاں ماسک مین بہت خوش تھا۔ شادی کامیاب ہوئی تھی۔ تمام اعلیٰ عہدیدار جو سسپنس بھری شادی کا بھیانک انجام دیکھنے آئے تھے' انہیں متوقع انجام دکھائی نہیں دیا۔ سرگئی کا خواب کوئی بھیانک تعبیر لے کر نہیں آیا۔ وہ سب اسے مبارک باد دے کر چلے گئے۔

ماسک مین ڈمی دلہن کے کمرے میں تھا۔ اس نے محبت کرنے کے لئے روس سرکار سے ایک ہفتے کی چھٹی لی تھی۔ اس لئے خوب محبت کررہا تھا اور صبر کا پھل کھا رہا تھا۔ تمام رات جاگنے کے لئے بار بار کافی پی رہا تھا۔ پھر وہ نڈھال ہوکر بستر پر گر پڑا۔ گہری سانسیں لیتے ہوئے بولا "میں کمزوری محسوس کررہا ہوں۔ فوراً ڈاکٹر کو بلاؤ۔"

ڈمی نے سرگئی کی مرضی کے مطابق کافی میں اعصابی کمزوری کی دوا ملادی تھی۔ جس کے نتیجے میں وہ چاروں شانے ہوگیا تھا اور چور خیالات پڑھنے کے لئے دماغ کے دروازے کھل گئے تھے۔ وہ ہانپتے ہوئے بولا "میں ڈاکٹر کو بلانے کے لئے کہہ رہا ہوں اور تم آرام سے بیٹھی ہو۔"

سرگئی نے اس کے اندر سوچ کے ذریعے سے کہا "جب میں نے ہی زخم پہنچایا ہے تو مرہم کیسے لگا سکتی ہوں۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "کیا تم میرے دماغ میں آگئی ہو؟"

"ہاں۔ اب تم بتاؤ گے کہ میری پچھلی زندگی کیا تھی؟ میں کون ہوں؟ اور میرے دوست احباب اور رشتے دار کہاں ہیں؟"

وہ بولا "تم ہماری ہو۔ ہمارے ملک اور قوم سے تعلق رکھتی ہو۔ تمہیں روسی ہونے پر فخر کرنا......"

وہ بولی "شٹ اپ! ایک لفظ بھی نہ کہنا۔ آنکھیں بند کرلو میں تمہارے چور خیالات پڑھ رہی ہوں۔ مداخلت کرو گے تو گہری نیند سُلا دوں گی۔"

وہ خاموش رہا۔ سرگئی اطمینان سے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا کہ اس کا اصل نام الپا بیکر ہے۔ وہ امریکا میں پیدا ہوئی تھی۔ وہاں تعلیم حاصل کی تھی اور وہیں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا۔ لیکن وہ نسلاً یہودی ہے اس لئے امریکا سے فرار ہو کر اسرائیل چلی گئی۔ وہاں پارس نے بڑے ڈرامائی انداز میں اسے پھانس لیا۔ اسے اپنے ساتھ فرانس لے جانا چاہتا تھا لیکن ماسک مین کی کامیاب پلاننگ نے اسے ماسکو پہنچا دیا۔ وہاں اس کا برین آپریشن کیا گیا۔ اس کے دماغ سے پچھلی زندگی بھلا دی گئی۔

ماسک مین کے خیالات تمام پردے اٹھا رہے تھے۔ ماضی کی ہر بات کھل کر سامنے آرہی تھی۔ خاص طور پر دو باتیں اہم تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ پارس کی دیوانی تھی۔ دوسری بات یہ کہ دیوانگی کے باوجود اُس سے دور رہنا چاہتی تھی کیوں کہ وہ مسلمان تھا۔

سرگئی الپا نے ماسک مین سے پوچھا "تم لوگوں کو میرے تمام تفصیلی حالات کیسے معلوم ہوئے؟"

اس کے چور خیالات نے بتایا۔ اسے اغوا کر کے ماسکو لانے کے بعد اس پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ اسے معمولہ بنا کر حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کے تمام حالات اور واقعات تفصیل سے بیان کرتی رہے۔ جب اس نے حکم کی تعمیل کی اور اپنی زبان سے پوری ہسٹری بیان کرنے لگی تو اسے آڈیو ریکارڈر کے ذریعے ریکارڈ کرلیا گیا۔

سرگئی نے پوچھا "میری ہسٹری کیا بتاتی ہے۔ کیا میں پارس سے محبت کرتی تھی؟ اگر کرتی تھی تو دور کیوں رہنا چاہتی تھی؟ کیا صرف اس لئے کہ میں یہودی ہوں؟"

اس کے چور خیالات نے کہا "تمہیں پارس سے محبت رہی تھی۔ تم چاہتی تھیں، وہ تمہارا مذہب قبول کرلے اور اس کے دماغ میں تمہاری حکومت قائم ہو جائے۔ پارس نے دونوں ہی باتوں کو ناممکن بنا دیا۔ آخر تم نے اس سے دور ہو جانے کا فیصلہ کیا۔ ایسے ہی وقت ہم نے تمہیں اس سے چھین لیا اور یہاں لے آئے۔"

وہ سوالات کرتی رہی اور اس کے چور خیالات سے جواب حاصل کرتی رہی۔ یہودی ہونے سے دلچسپی بڑھ گئی تھی۔ لہٰذا اپنے مذہب اور اسرائیلی قوم کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرتی رہی۔ پھر اس نے ماسک مین کو اپنا معمول بنا کر اُس کے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔

وہ دماغی طور پر ہوٹل کے بند کمرے میں حاضر ہوگئی۔ اسے نئی نئی مسرتیں حاصل ہو رہی تھیں۔ پہلی سب سے بڑی خوشی یہ تھی کہ وہ ماسک مین کی غلامی سے آزاد ہو کر ایک آزاد دنیا میں آگئی تھی۔

دوسری خوشی یہ تھی کہ اپنی پچھلی زندگی پوری تفصیل کے ساتھ معلوم ہوگئی تھی اور اب پچھلے تجربات کی روشنی میں وہ نئے انداز سے زندگی گزارنے کا کوئی نیا راستہ اختیار کرسکتی تھی۔

تیسری خوشی یہ کہ اسے اپنا اصل مذہب معلوم ہوگیا تھا۔ اور جب سے معلوم ہوا تھا تب سے وہ یہودیت اور اپنی قوم کی طرف ایک قدرتی کشش محسوس کر رہی تھی۔

چوتھی خوشی یہ تھی کہ پارس سے تعلق ظاہر ہوگیا تھا۔ یہ یاد نہیں تھا کہ اس کے زہریلے پیار میں کتنی کشش ہوتی ہے۔ چوں کہ یاد نہیں تھا اس لئے وہ اب پارس کو آسانی سے نظر انداز کرسکتی تھی۔ اس کی یادوں اور محبتوں پر مٹی ڈال کر اپنی قوم کے ساتھ رہ سکتی تھی۔ اس نے اسی لمحے میں فیصلہ کیا کہ وہ پیرس پہنچتے پہنچتے اس ٹیم کے فوجیوں اور سراغ رسانوں کو دھوکا دے کر الگ ہوگی اور کسی طرح اسرائیل پہنچ جائے گی۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ اس کے آس پاس کے کمروں میں فوجی افسر اور سراغ رساں تھے۔ جب تک وہ اپنے تھے اپنی قوم کے لوگ ظاہر ہو رہے تھے تب تک ان سے ایک لگاؤ تھا۔ اب وہ آس پاس کانٹوں کی طرح چبھ رہے تھے۔ ان سے نفرت ہو رہی تھی کیوں کہ انہوں نے اسے اغوا کیا تھا۔ اپنے مقصد کے لئے اسے اس کی قوم سے جدا کیا تھا۔ وہ ایسے لوگوں کے ساتھ ایک پل بھی نہیں رہنا چاہتی تھی۔

اسی لئے اٹھ کر ٹہل رہی تھی۔ بے چینی کے باعث ایک جگہ بیٹھا نہیں جا رہا تھا۔ وہ محض ان سے نجات نہیں چاہتی تھی، انتقام بھی لینا چاہتی تھی۔ انہوں نے اتنا بڑا دھوکا دیا تھا کہ اس کے ذہن کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ وہ اس کی سزا انہیں دینا چاہتی تھی۔

اس ٹیم میں ان کا صرف ایک لیڈر یوگا کا ماہر تھا۔ وہ باقی افراد کے اندر آسانی سے جاسکتی تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے دیکھا، وہ سب ایک جھیل کے کنارے پاپ میوزک پر ہونے والا ڈانس دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ دلچسپی اس لئے تھی کہ ان کے ملک میں ایسا ڈانس دیکھنے میں اور ایسی موسیقی سننے میں نہیں آتی تھی۔ اس ٹیم میں جو عورتیں تھیں، وہ رقص کرنے اور گانے والی لڑکیوں کے رنگین اور نئے ڈیزائن کے ملبوسات کو حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

وہ جھیل کے کنارے ایک اوپن ائر تھیٹر تھا۔ بے شمار عورتیں مرد وہاں سے گزر رہے تھے۔ جنہیں پاپ میوزک سے دلچسپی تھی وہ رک کر سننے اور رقص دیکھنے لگتے تھے۔ سرگئی ان کے ... اجنبی لوگوں کے دماغوں میں جانے لگی۔ وہاں بعض ایسے ... بھی تھے، جو اپنی حفاظت کے لئے ریوالور یا پستول وغیرہ رکھتے ... وہ ایک ریوالور والے کے اندر پہنچ گئی۔ اسے اپنی ٹیم کے ... کے پاس سے گزارتے ہوئے دھکا مارا۔ لیڈر نے کہا "زیادہ ... کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ آدمی آنکھیں رکھتے ہوئے بھی ٹکراتا ...۔"

سرگئی نے ریوالور والے کی زبان سے کہا "بکواس مت ...۔ تم اپنے لہجے سے روسی بلڈ اگ لگتے ہو۔ مجھے تم لوگوں سے ... ت ہے۔ جاؤ اپنا راستہ لو۔"

لیڈر کے ساتھ کھڑے ہوئے افسر نے غصے سے کہا "یو نان... ! تم ہمیں بلڈ اگ کہہ رہے ہو۔"

یہ کہتے ہی اس نے ریوالور والے کے منہ پر ایک گھونسا جڑ ... لیڈر نے اسے پکڑ کر کہا "یہاں جھگڑا نہ کرو۔ ہم پردیسی ہیں۔"

لیکن جھگڑا تو شروع ہو چکا تھا۔ اس نے منہ پر گھونسا کھاتے ہی ... الور نکال لیا۔ وہ گولی چلانے کی دھمکی دینا چاہتا تھا لیکن سرگئی ... اس کے ذریعے سچ مچ فائر کر دیا۔ گولی لیڈر کے سینے میں پیوست ... وہ اچھل کر گرا۔ جھیل کے کنارے بھگدڑ مچ گئی۔ سرگئی نے ... کے ذریعے اور دو فائر کرائے۔ اس ٹیم کے اور دو افراد کو مار ... ا۔ پھر دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔

اس ٹیم میں سرگئی کو شامل کر کے چھ افراد تھے۔ تین لڑکیاں تین مرد۔ وہ تینوں مارے گئے تھے۔ سرگئی نے سب سے پہلے یوگا ... نے والے لیڈر کو ہلاک کیا تھا کیوں کہ وہ زندہ رہتا تو اس کے لئے ... بست بن جاتا۔ اب ٹیم میں صرف لڑکیاں رہ گئی تھیں اور وہ ... زدہ ہو کر بھاگتی ہوئی پولیس کی حفاظت میں پہنچ گئیں۔

سرگئی بہت خوش تھی۔ ٹرانسفارمر مشین بنانے والے کو ... یں دے رہی تھی جس کی بدولت اسے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل ... تھا۔ اس علم کے ذریعے اس نے بیٹھے ہی بیٹھے تین دوست نما ... وں کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔ وہ لباس بدل کر کمرے سے باہر ... اب وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہودی کیسے ہوتے ہیں؟ کیسے ... نے جاتے ہیں؟ اور یہ کہ اسرائیلی حکام اور دوسرے اکابرین ... کیسے رابطہ ہو سکتا ہے؟

وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر بہت بڑے بک اسٹال میں آئی۔ وہاں ... اسرائیلی سیاست دان کی تصویر اور اس ملک کی معلومات ... م کرنے والی کتابیں مل سکتی تھیں۔ وہ ریڈیو کے ذریعے کسی ... ئیلی حاکم کی آواز سن سکتی تھی۔ ٹی وی کے ذریعے بھی اسے دیکھ ... تھی۔ فی الحال ریڈیو ٹی وی سے کسی سیاسی لیڈر کا پروگرام نشر ... ہو رہا تھا۔

اسے ایک بک اسٹال میں تصویریں نہیں ملیں، کتابیں مل گئیں۔ وہ اسرائیلی ائرلائن کے دفتر میں آئی۔ وہاں چند یہودیوں سے گفتگو کر کے اسے روحانی خوشی حاصل ہوئی۔ اس نے سفارت خانے کا ٹیلی فون نمبر معلوم کیا۔ پھر ایک بوتھ میں آکر فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے سفیر کے سیکریٹری نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو۔ یہ اسرائیلی سفارت خانہ ہے۔ فرمایئے؟"

سرگئی الپا نے ریسیور رکھ دیا۔ سیکریٹری کے خیالات پڑھنے لگی۔ پھر اسے سفیر سے باتیں کرنے پر مجبور کیا۔ اس طرح وہ سفیر کے پاس پہنچ گئی۔ اسے مخاطب کر کے بولی "میں سوچ کے ذریعے بول رہی ہوں۔ مجھ سے باتیں کرو گے؟"

وہ حیرانی سے بولا "تم کون ہو؟"

"یہودی ہوں۔ مملکتِ اسرائیل کی وفادار ہوں۔ میرا نام الپا ہے، کیا تم نے میرا نام کبھی سنا ہے؟"

"ہاں، خیال خوانی کرنے والی الپا ہماری قوم کی بیٹی تھی۔ اسے ماسک مین نے اغوا کرایا تھا۔"

"میں وہی ہوں۔ ماسک مین سے نجات حاصل کر چکی ہوں۔ ابھی میں بالکل تنہا اور بے یار و مددگار ہوں۔ مجھے یہاں سے اسرائیل پہنچاؤ اور وہاں کے اکابرین سے میری گفتگو کراؤ۔"

"میں حیران بھی ہوں اور بے انتہا خوش بھی کہ میں تم سے باتیں کر رہا ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے یقین نہیں آرہا ہے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے الپا بن کر دھوکا دے سکتے ہیں۔"

"دل سے اندیشے نکال دو۔ مجھے یقین دلاؤ کہ تمہاری بے اعتمادی سے مجھے نقصان نہیں پہنچے گا تو میں تم سے ملاقات کرنے آؤں گی۔"

"کب تک آؤ گی؟"

"ابھی آرہی ہوں۔ ذرا محتاط ہوں کہ روسی جاسوس میرا تعاقب کرسکتے ہیں۔"

"مجھے بتاؤ، تم کہاں ہو۔ میرے جاسوس تمہاری نگرانی کریں گے اور حفاظت سے یہاں لے آئیں گے۔"

"میں اسرائیلی ائرلائن کے دفتر میں ہوں۔"

"میں ابھی وہاں کے مینجر کو فون کر رہا ہوں۔ تم اس کے کمرے میں آرام سے بیٹھو۔ میری گاڑی تمہیں لینے آرہی ہے۔"

وہ دفتر میں آکر بیٹھ گئی۔ چپ چاپ سفیر کے خیالات پڑھتی رہی۔ وہ ہاٹ لائن پر ایک اسرائیلی حاکم سے رابطہ کر چکا تھا اور اسے کہہ رہا تھا "الپا واپس آگئی ہے۔ ماسک مین کے ملک سے نکل گئی ہے۔ اس سے زیادہ فون پر بتانا مناسب نہیں ہے۔ کیا آپ اس سے گفتگو کریں گے؟"

دوسری طرف سے کہا گیا "فوراً اس سے رابطہ کراؤ۔"

سرگئی الپا اس حاکم کے دماغ میں پہنچ گئی۔ لیکن اسے مخاطب

نہیں کیا۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ اس کے سوا بیشتر حاکم اور اعلیٰ فوجی افسران یوگا کے ماہر ہیں۔ وہ ان سے فون پر رابطہ کر رہا تھا اور یہ خوش خبری سنا رہا تھا کہ الپا ماسک مین کے ملک سے نکل آئی ہے۔ اور اسرائیلی مدد طلب کر رہی ہے۔

دوسرے اکابرین کہہ رہے تھے کہ اسے ہر طرح کی مدد دی جائے اور آزمانے کی کوشش کی جائے کہ واقعی وہ ہماری الپا ہے یا نہیں؟ اسی لمحے سے اس کی حفاظت کی جائے۔ عارضی طور پر چہرہ اور نام بدل دیا جائے اور اس کے لئے یہاں سے ایک خصوصی طیارہ روانہ کیا جائے۔

وہ اپنے اکابرین کی باتیں سن رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی۔ اسے ایسی محبتیں پہلے نہیں ملی تھیں، اپنوں سے مل رہی تھیں۔ سب اسے بات بات پر ہماری الپا، ہماری الپا کہہ رہے تھے۔

اس کے لئے آج کا دن مبارک تھا۔ اب وہ ایک خصوصی طیارے کے ذریعے اپنے ملک میں اور اپنی قوم کے لوگوں میں پہنچنے والی تھی۔ ابھی وہ ائرلائن کے دفتر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے دنیا کا بڑا سا نقشہ لگا ہوا تھا۔ اس نے سوچتے سوچتے نقشہ کو دیکھا تو یاد آیا کہ جرمنی اور اسرائیل کے درمیان ایک ملک فرانس ہے۔ فرانس میں ایک شہر پیرس ہے اور پیرس میں ایک جوان پارس ہے۔ خصوصی طیارے کو پارس کے سر پر سے گزر کر جانا ہو گا اور الپا نے سنا تھا کہ وہ جوان کسی کو سر سے گزرنے نہیں دیتا ہے۔

سرگئی الپا کی پیشانی پر سوچ کی شکنیں ابھر گئیں۔

○☆○

پارس نے آنکھیں کھول کر دیکھا، کمرے کی چھت نظر آ رہی تھی۔ اس نے کروٹ بدل کر دیکھا۔ کچھ فاصلے پر ڈریسنگ ٹیبل کا آئینہ تھا۔ آئینے میں وہ خود کو دیکھ رہا تھا لیکن خود کو پارس کی حیثیت سے نہیں پہچان رہا تھا۔

اپنے موجودہ کاغذات اور پاسپورٹ کے مطابق اس کا نام حیدر علی تھا۔ وہ پاکستان سے آیا تھا اور آج کل میں اسے واپس جانا چاہئے تھا۔ وہ اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اسے کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔ یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ اس نے سوچنا چاہا کہ کل وہ کہاں تھا؟ اور کیا کر رہا تھا؟

سلمان نے جو عمل کیا تھا اس کے مطابق یاد آیا۔ وہ چار دن پہلے کینیڈا گیا تھا۔ نیاگرا آبشار وغیرہ دیکھ کر آیا تھا۔ اس کی موجودہ شخصیت میں یہی بات تھی کہ وہ ایک دولت مند باپ کا بیٹا ہے اور ساری دنیا کی سیر کرتا پھرتا ہے۔

وہ بستر سے اٹھ کر باتھ روم میں گیا۔ پھر غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر کے اپنی رہائش گاہ کے مختلف حصوں سے گزرنے لگا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کچھ بھول رہا ہے۔ شاید دوسرے کمروں میں جانے سے کچھ یاد آ جائے۔ لیکن دوسرے کمرے میں پہنچ کر بھی یاد نہ آیا کہ پچھلی رات وہاں سونیا ثانی تھی۔ اور اب نہیں ہے۔ اگر ثانی نام کی کوئی لڑکی یاد رہتی تو وہ سوچتا کہ کہاں چلی گئی ہے۔ موجودہ حالات میں سونیا ثانی کا ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے برابر تھا۔

میں نے آزمائش کے طور پر پارس کے لہجے کے مطابق اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ مگر ناکام رہا۔ میری سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آ گئیں کیوں کہ اس کے دماغ کو اس کے سابقہ لہجے سے بالکل بے نیاز کر دیا گیا تھا۔ میں نئے لہجے کو گرفت میں لے کر آیا تو اس کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے پاکستان واپس جانا چاہئے اور واپسی پر کچھ روز پیرس میں قیام کرنا چاہئے۔"

وہ تنہا وہاں بور ہو جاتا اس لئے واپسی کے لئے تیار ہو گیا۔ میں نے پیرس اس لئے بلایا کہ سونیا اس سے ملنا چاہتی تھی۔ پارس کے بعد میں نے علی تیمور اور ثانی کے پاس جا کر ان کے خیالات پڑھے۔ وہ بھی بالکل تبدیل ہو گئے تھے۔ کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والا انہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔ سونیا نے مجھے بتایا تھا کہ لیلیٰ اور سلطانہ نے علی اور سونیا کے اندر کس طرح رومانی انقلاب پیدا کیا ہے۔ ان کی شخصیت تبدیل کرنے کے بعد سلطانہ ثانی کو شکاگو لے گئی تھی تاکہ وہ تنہا نہ رہے۔ اپنے علی کے پاس پہنچ جائے۔

میں نے سوچا تھا اب ایک طویل عرصے تک سونیا کے ساتھ آرام کروں گا۔ فرہاد ولیج ہمارے لئے ہر طرح سے ایک مضبوط قلعہ تھا۔ ہمیں کسی دشمن سے خطرہ نہیں تھا اور ہماری تمام مصروفیات کو پارس، علی تیمور اور ثانی نے اپنے سر لے لیا تھا۔ وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ ہم آرام فرماتے رہیں۔

لیکن مقدر کو اور قارئین کو ہمارا آرام کرنا گراں گزرتا ہے۔ ہماری پناہ گاہ سے ہمیں باہر نکالنے کا کوئی بہانہ بن جاتا ہے۔ جب یہ طے تھا کہ کوئی دشمن ہمارے عیش و آرام میں مداخلت نہیں کرے گا اور کرے گا تو ہمارے بچے اسے منہ توڑ جواب دیں گے، ایسے میں کوئی ہمیں عملی میدان میں کھینچ کر نہ لاتا لیکن تقدیر لے آئی۔

پاکستان سے اطلاع ملی کہ میرے بہنوئی کو یعنی میری بہن شاہینہ کے شوہر کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ میرے دل پر ایک گھونسا سا لگا۔ اتنی بڑی دنیا میں وہی میری ایک لاڈلی بہن تھی۔ میں اسے اتنی شدت سے چاہتا تھا کہ اس کی ہنسی میری ہنسی بن جاتی تھی اور اس کے غم کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹا کرتا تھا۔

میں فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اپنی جوان بیٹی سے لپٹ کر رو رہی تھی۔ میں نے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک گئی، پھر چیخ کر بولی "بھائی جان! آپ کہاں ہیں؟ آپ کے ہوتے ہوئے میرا سہاگ چھین لیا گیا ہے۔ میں یقین کے ساتھ قاتل کو پہچانتی ہوں مگر اس کا نام نہیں لے سکتی۔ نام لوں گی تو پولیس

سے گرفتار نہیں کرے گی۔ وہ یہاں کا بہت بڑا سیاسی غنڈا ہے۔ وہ جب بھی کوئی جرم کرتا ہے، عدالت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ انصاف کا سر جھک جاتا ہے اور قانون کے محافظ اسے سلام کرتے ہیں۔"

میں نے کہا "صبر کرو، میں پہلی فلائٹ سے تمہاری سونیا بھابی کے ساتھ آ رہا ہوں۔ میرے آنے تک زبان بند رکھو۔ ورنہ دشمن تمہیں اور بچوں کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔"

شاہینہ کے آنسو رک گئے تھے۔ وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "آپ سچ مچ آ رہے ہیں؟"

"ہاں میری جان! تم پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اور میں نہیں آؤں گا؟ ضرور آؤں گا۔ آج رات یا کل صبح تک پہنچوں گا اور پہنچنے سے پہلے تمہیں اطلاع دوں گا۔ صبر کرو، آنسو پونچھو۔ دشمن خواہ کتنا ہی بڑا شیطان ہو اب وہ آدھا مردہ رہے گا اور آدھا زندہ رہے گا اور وہ زندہ اپنی آدھی لاش پر روتا رہے گا۔"

میں اسے تسلیاں دے کر دماغی طور پر حاضر ہوا۔ سونیا فون کے ذریعے فرانس کے ایک اعلیٰ حاکم سے باتیں کر رہی تھی۔ اس نے اشارے سے مجھے اپنے دماغ میں آنے کے لئے کہا۔ میں اس کے اندر پہنچ کر سننے لگا۔ حاکم کہہ رہا تھا "پہلے پاکستان میں یہودی تنظیم کے آئرن مین نے ہمیں ٹیلکس کے ذریعے وارننگ دی کہ فرہاد اور اس کی فیملی کے کسی فرد کو پاکستان کا پاسپورٹ اور ویزا نہ دیں۔ ہم نے اس وارننگ کو اہمیت نہیں دی پھر اٹلی کی یہودی تنظیم کے گاڈ فادر نے دھمکی دی ہے کہ فرہاد یا اس کے بیٹے پاکستان میں قدم رکھیں گے تو فرانس کے مختلف شہروں میں تخریبی کارروائیاں کی جائیں گی۔ پیرس جیسے خوب صورت شہر کو کھنڈر بنا دیا جائے گا۔"

ساری دنیا کے یہودیوں کی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر اٹلی میں ہے، اس تنظیم کا سرغنہ گاڈ فادر کہلاتا ہے۔ مختلف ملکوں میں اس تنظیم کی شاخیں ہیں۔ ہر شاخ کا لیڈر آئرن مین کہلاتا ہے۔ پاکستان میں اس تنظیم کا جو آئرن مین تھا اس کا نام راجا صفدر علی تھا۔ میں نے فرانس کے حکام سے کہا "میں ان لوگوں سے ذاتی طور پر نمٹ لوں گا، آپ گاڈ فادر سے کہہ دیں کہ مجھے اور میرے بیٹوں کو پاکستان جانے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے لیکن یہ طوفان کسی کے روکے نہیں رکتے۔ یہ چور راستوں سے پاکستان میں داخل ہوں گے تو آپ پر اس کا الزام نہیں آئے گا۔ ہو سکے تو پاکستان کے آئرن مین راجا صفدر سے گفتگو کریں۔ میں آپ لوگوں کے ذریعے اس کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں گا۔"

میرے مشوروں پر عمل کیا گیا۔ وزارت خارجہ کے سیکریٹری نے پہلے اٹلی کے گاڈ فادر سے رابطہ کیا۔ اس کے سیکریٹری نے فون پر بات کی۔ اسے حکومتِ فرانس کی طرف سے یقین دلایا گیا کہ فرہاد اور اس کے بیٹوں کو پاکستان جانے کا اجازت نامہ نہیں دیا جائے گا۔ ویسے بھی وہ اور اس کے بیٹے ہمارے ملک میں نہیں ہیں۔"

سیکریٹری نے کہا "ہماری اطلاع کے مطابق وہ سونیا کے ساتھ فرہاد ولیج میں ہے اور اس کے بیٹے امریکا میں۔"

"فرہاد ولیج میں ڈمی سونیا اور فرہاد ہیں۔ تمہیں یقین آئے یا نہ آئے، ہماری طرف سے انہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ہماری ذمے داری ختم ہو چکی ہے۔"

میں سیکریٹری کے دماغ میں پہنچا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ تنظیم کا گاڈ فادر اگرچہ یوگا کا ماہر نہیں ہے۔ تاہم کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کی آواز نہیں سن سکتا اور نہ ہی اس سے کہیں سامنا کر سکتا ہے کیونکہ وہ بہروپیا ہے، آوازیں بدل کر منظرِ عام پر آتا ہے۔

سیکریٹری نے فون کے ذریعے گاڈ فادر کو بتایا کہ فرہاد اور اس کے بیٹوں کو فرانس کی حکومت پاکستان جانے کے لئے پاسپورٹ نہیں دے گی، اگر وہ چور راستہ اختیار کریں گے تو حکومتِ فرانس اس کی ذمہ دار نہیں ہوگی۔

گاڈ فادر کی آواز سنائی دی "ٹھیک ہے، ہمارا پاکستانی آئرن مین چور راستوں سے آنے والوں کو گولی مار دے گا۔"

میں نے گاڈ فادر کے لہجے کو گرفت میں لیا۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن کسی اور کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ایک چھوٹے سے ریستوران کا مالک تھا۔ گاڈ فادر اس کی آواز اور لہجے میں بول کر خاموش ہو گیا تھا۔ سیکریٹری کی سوچ نے بتایا کہ وہ مختلف آوازوں اور لہجوں میں بولتا ہے۔ اس کی اصل آواز خود سیکریٹری نے کبھی نہیں سنی تھی۔

اس سیکریٹری نے گاڈ فادر کے حکم کے مطابق آئرن مین راجا صفدر علی سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے راجا صفدر علی کے ایک خاص ماتحت نے کوڈ ورڈز ادا کر کے کہا "میں راجا صاحب کا بندہ بول رہا ہوں۔ فرماؤ، کیا بات ہے؟"

"راجا صاحب سے کہہ دو۔ فرہاد اور اس کے بیٹے باقاعدہ فرانسیسی پاسپورٹ پر نہیں آئیں گے، لہٰذا انہیں چور دروازوں سے روکنا تمہارا کام ہے۔"

"فکر نہ کرو، کراچی کی تمام چور بندرگاہوں پر، سرحدی دے اور لاہور ریلوے اسٹیشن اور ائرپورٹ میں ہمارے بندے اینٹی میک اپ لینس آنکھوں پر چڑھائے رکھیں گے۔ کوئی بھی میک اپ میں آنے والا چھپ نہیں سکے گا، ہم لینس کے ذریعے میک اپ کے آر پار اصلی چہرے کو آسانی سے دیکھ لیں گے۔"

میں اس خاص ماتحت کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ پتا چلا راجا صفدر بھی گاڈ فادر کی طرح پُراسرار بن کر رہتا ہے۔ پہلے اپنے خاص ماتحتوں کے سامنے آتا تھا اور ان سے گفتگو کرتا تھا۔ میری شاہینہ کا سہاگ چھین لینے کے بعد روپوش ہو گیا ہے۔ اپنے ماتحتوں کو بھی اپنی آواز نہیں سناتا ہے، اگر روبرو ہو تو کاغذ پر لکھ کر اپنا مدعا بیان کرتا ہے یا ٹیلکس کے ذریعے احکامات صادر کرتا ہے۔

اس کی پہلی اور آخری کوشش یہی تھی کہ میں پاکستان نہ

آؤں، کم از کم لاہور میں قدم نہ رکھوں۔ اس نے اٹلی اور انگلینڈ کی یہودی تنظیموں سے کہا تھا کہ فرہاد ان کے قریب کہیں رہتا ہے۔ کسی طرح اسے قتل کردو۔ میں اس کے بدلے پورے پاکستان پر من پسند حکومت قائم کردوں گا۔

اس میں شبہ نہیں تھا کہ اس نے پشاور سے کراچی تک ڈرگ مافیا کی حکومت قائم کردی تھی۔ اٹلی کا گاڈ فادر اس کی کارکردگی سے بہت خوش تھا۔ اپنے آئرن مین راجا صفدر کی حفاظت کے لئے اور مجھے قتل کرنے کے لئے فرانس سے پاکستان تک بارود بچھا رہا تھا تاکہ جہاں بھی میں قدم رکھوں، وہاں میری زندگی کا آخری دھماکا ہوجائے۔

راجا صفدر کے خاص ماتحت کی سوچ نے بتایا کہ میری بہن شاہینہ اور اس کے جوان بچوں کو دھمکیاں دی گئی ہیں۔ ان سے فون پر کہا گیا ہے کہ وہ ماں بچے کسی اجنبی سے ملاقات نہ کریں، ورنہ اس اجنبی کو فرہاد سمجھ کر گولی ماردی جائے گی۔ ان کے گھر کوئی مہمان نہ آئے اور نہ ہی وہ ماں بچے اپنا گھر چھوڑ کر کہیں جائیں۔ خصوصاً راتوں کو گھر سے باہر نہ نکلیں ورنہ وہ گھر میں زندہ واپس نہیں آئیں گے۔

میرے ہوتے ہوئے میری بہن اور اس کے بچوں کی زندگی مختصر اور مفلوج کردی گئی تھی۔ وہ سہمے ہوئے تھے، ان کے سر سے قانون کا سایہ اٹھ گیا تھا۔ قانون کے بڑے بڑے ادارے انہیں جھوٹی تسلیاں دیتے تھے لیکن تنظیم کے آئرن مین کے خلاف کچھ نہیں کرسکتے تھے۔

میں نے شاہینہ سے کہا "میں پاکستان پہنچ کر فی الحال تم سے اور بچوں سے ملاقات نہیں کروں گا۔ بچوں کو حوصلہ دو۔ میں جلد ہی دشمنوں کو جہنم میں پہنچادوں گا۔"

پھر میں نے جوان بھانجیوں اور بھانجوں سے باری باری رابطہ کیا، انہیں سمجھایا کہ میں لاہور پہنچ کر خود کو ظاہر کروں گا یا تم سب سے ملوں گا تو تمہاری زندگیاں خطرے میں پڑجائیں گی۔ میں دشمنوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد آکر ملاقات کروں گا بلکہ ان کے ساتھ کئی دن تک رہوں گا۔"

میری مصروفیات کے دوران سونیا نے روانگی کا انتظام کرلیا تھا۔ ہم ہیلی کاپٹر میں سوار ہوکر اٹلی کی سرحد کے قریب آئے اور فرانس ریلوے لائن کے آخری اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ سونیا نے کہا۔ "مافیا کا گاڈ فادر اٹلی میں ہے۔ ہم اسی کے ملک اور اسی کے شہر سے کسی فلائٹ میں پاکستان جائیں گے تو اسے شبہ نہیں ہوگا۔ اس کے جاسوس کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم گاڈ فادر کی آنکھوں میں بیٹھ کر یہاں سے جائیں گے۔"

ہم فرانس اور اٹلی کے درمیان چلنے والی ٹرین میں سوار ہوگئے۔ یہ ٹرین ہمیں دوسرے دن روم پہنچانے والی تھی۔ یہ وقت ضائع کرنے والا سفر تھا لیکن ضروری خیال خوانی کے لئے یہ سفر

مناسب تھا۔ میں سیکریٹری کے ذریعے ایسے اہم افراد تک پہنچنے لگا جو گاڈ فادر کے بڑے بااعتماد اور وفادار تھے اور ہر ملک میں پھیلی ہوئی یہودی تنظیموں کو کنٹرول کرتے تھے۔ اتنے بااعتماد اور وفادار ہونے کے باوجود انہوں نے گاڈ فادر کا اصلی چہرہ اور اصلی آواز نہیں سنی تھی۔

وہ سات وفادار تھے۔ کچھ عرصہ پہلے تک وہ گاڈ فادر کے بیوی بچوں سے ملتے رہے تھے۔ ان کی گھریلو تقریبات میں شریک ہوتے رہے تھے۔ گاڈ فادر سے بھی ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں لیکن وہ ہر میٹنگ میں مختلف چہروں کے ساتھ آتا تھا۔ سات وفادار اسے کوڈ ورڈز کے ذریعے پہچانتے تھے پھر اچانک ہی اس نے بیوی بچوں کو کسی دوسرے ملک میں بھیج دیا اور یہ کہہ دیا کہ آئندہ وہ کسی میٹنگ میں خود نہیں آئے گا۔ کسی خفیہ پناہ گاہ سے ٹی وی کے ذریعے اہم معاملات پر گفتگو کیا کرے گا۔

اس نے وفاداروں کو بتایا کہ فرہاد علی تیمور سے ٹھن گئی ہے۔ جب تک اس کا کام تمام نہ ہوجائے اس کے وفاداروں کو بھی منظرِ عام پر نہیں آنا چاہئے۔ وہ سب اپنے طور پر بہت محتاط تھے۔ گاڈ فادر سے بہت کم رابطہ ہوتا تھا لیکن اس کے سیکریٹری سے فون پر یا ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنا پڑتا تھا۔ ان کی ایسی ہی مجبوریوں کے باعث میں ساتوں وفاداروں کے اندر جگہ بنا چکا تھا۔

ان میں سے ایک وفادار کا نام انتونی پاڈلیا تھا۔ وہ پاکستان کی مافیا تنظیم کا انچارج تھا اور وہاں کے آئرن مین راجا صفدر علی کو مشکل حالات میں گائیڈ کرتا تھا۔

منزل تک پہنچنے کے لئے راستے تلاش کئے جائیں تو کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ملتا ہے۔ انتونی پاڈلیا کو گاڈ فادر نے حکم دیا تھا کہ وہ لاہور جائے۔ جب تک راجا صفدر روپوش رہے گا، اس کی جگہ انتونی پاڈلیا اہم فرائض ادا کرے گا۔ وہ حکم کی تعمیل کے لئے رات کی ایک فلائٹ سے جارہا تھا۔ میں نے سونیا کو اس کے متعلق بتایا۔ وہ بولی "یہ اچھا موقع ہے، تم انتونی پاڈلیا بن کر جاؤ۔"

"وہ آج رات کی فلائٹ سے جارہا ہے اور ہم کل روم پہنچیں گے۔ آج اسے جانے سے روکنا ہوگا۔"

شام ہورہی تھی۔ وہ جانے کی تیاریاں کرچکا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جماکر پیٹ خراب کرنے والی دوا کھلادی۔ وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے ٹوائلٹ میں جانے لگا۔ ایک گھنٹے میں ہی اس کی حالت اتنی خراب ہوگئی کہ بیڈ روم سے ٹوائلٹ جانے کی ہمت نہ رہی۔ تنظیم کے خاص ڈاکٹر نے اسے دوائیں دیں لیکن میں نے ان دواؤں کو اس کے حلق تک پہنچنے نہیں دیا۔ جب فلائٹ کا وقت گزر گیا تو میں نے اسے دوا کھانے کا موقع دیا۔

بے چارے کی حالت خراب ہوگئی تھی مگر قدرے آرام آگیا تھا۔ میں نے آدھی رات کے بعد اس پر عمل کرکے اسے اپنا تابعدار بنالیا۔ ہم دوسری صبح روم پہنچے، ایک ہوٹل میں کمرا لیا۔ پھر

ں نے انتونی پاڈلیا کو بڑی رازداری سے اپنے پاس بلایا۔ وہ اپنی بچھ تصویریں لایا تھا۔ میں نے آئینے کے پاس میک اپ کا سامان در تصویریں رکھیں پھر اپنے چہرے پر تبدیلی کرنے لگا۔ دوسری لرف سونیا، انتونی کے چہرے کو تبدیل کرنے لگی تھی۔

ہم نے اطمینان سے میک اپ کیا۔ کوئی جلدی نہیں تی۔ میک اپ کے دوران انتونی کے پاکٹ ٹرانسمیٹر پر کال موصول وئی۔ میں نے انتونی کی جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا، اسے آپریٹ کیا۔ پھر کوڈ ورڈز کے جواب میں کوڈ ورڈز ادا کئے۔ میں نے پچھلے ارہ گھنٹوں میں اس سے تعلق رکھنے والی ہر چھوٹی بڑی بات معلوم کرلی تھی۔ دوسری طرف سے گاڈ فادر پوچھ رہا تھا "ڈیل انتونی! بھی اطلاع ملی کہ تم پچھلی رات بیمار ہوگئے تھے، اب کیسے ہو؟"

"تھینک یو فادر! اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"اگر سفر نہ کرنا چاہو تو پاکستان جانے کا پروگرام کینسل کردو۔"

"میں بالکل ٹھیک ہوں، کسی پریشانی کے بغیر سفر کرسکتا ہوں۔ جنابِ عالی! مجھے ضرور جانا چاہئے، ورنہ راجا صفدر ہزار حفاظتی انتظامات کے باوجود فرہاد سے خوفزدہ ہوگا اور خوف وہراس میں دوسرے کئی کام بگاڑ دے گا۔"

"درست کہتے ہو ٹھیک ہے، آج ہی یہاں سے روانہ ہوجاؤ۔"

اس نے رابطہ ختم کردیا۔ میں نے ٹرانسمیٹر آف کرکے اپنے پاس رکھ لیا۔ وہ گھنٹے میں میرے سامنے میں کھڑا تھا۔ یعنی سونیا نے اسے فرہاد بنادیا تھا۔ ویسے میں اور سونیا اصلی چہروں کے ساتھ یہاں نہیں آئے تھے۔ جس روپ میں آئے تھے سونیا اسی روپ میں انتونی پاڈلیا کو لے آئی تھی اور میں آئینے کے سامنے مکمل انتونی پاڈلیا بن چکا تھا۔

میک اپ کے بعد میں نے انتونی کو سلادیا۔ اس پر دوبارہ عمل کرکے یہ ذہن نشین کردیا کہ وہ فرہاد ہے۔ چہرہ بدل کر سونیا کے ساتھ آیا ہے اور وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گا۔ اسے ضروری ہدایات دینے کے بعد میں نے سونے کے لئے چھوڑ دیا پھر سونیا سے کہا "ہم ساتھ رہنا چاہتے تھے لیکن یہ کمبخت انتونی تنہا جارہا تھا اس کے ساتھ کوئی عورت ہوتی تو تم بھی ساتھ چلتیں۔"

وہ بولی "کوئی بات نہیں، تم اطمینان سے جاؤ، میں یہاں گاڈ فادر کو دن میں تارے دکھاؤں گی۔"

میں اس سے رخصت ہوکر انتونی پاڈلیا کی کوٹھی میں آیا۔ گاڈ فادر کے ساتوں وفادار بڑی شاہانہ... زندگی گزارتے تھے۔ اس نے شادی نہیں کی تھی۔ دو رحنوں لڑکیاں اس کی خدمت کے لئے دن رات کوٹھی میں موجود رہتی تھیں۔ اب وہ میری خدمت کے لئے حاضر ہونے لگیں، میں نے کہا "میں تنہائی چاہتا ہوں، کوئی میرے کمرے میں نہ آئے۔"

میں دروازہ بند کرکے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ وہاں آرام و آسائش کا ہر سامان موجود تھا۔ اس کمرے کی تعمیر اس طرح ہوئی تھی کہ چاروں طرف شیشوں کی دیواریں تھیں۔ پردے ہٹاکر تین اطراف میں کوٹھی کے اندرونی حصے دیکھے جاسکتے تھے اور ایک طرف سے باہر کا نظارہ کیا جاسکتا تھا۔ کسی خطرے کے وقت ایک بٹن دبانے سے لوہے کی سلائیڈنگ دیواریں شیشوں کی دیواروں کو چھپادیتی تھیں۔ کوئی اندر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اندر آنہیں سکتا تھا۔ بندوق کی گولیاں بھی لوہے کی دیواروں سے ٹکراکر واپس ہوجاتی تھیں۔

میں نے ایک جگہ بیٹھ کر سونیا کو بتایا کہ انتونی پاڈلیا کی کوٹھی میں خیریت سے ہوں، وہ بولی "محتاط رہنا، اور مجھ سے رابطہ رکھنا۔ انتونی نیند سے بیدار ہوگا تو میں تنویمی عمل کا ردِ عمل دیکھوں گی اور تمہیں بتاؤں گی۔"

میں سونیا کے پاس آکر راجا صفدر کے خاص ماتحت کے پاس پہنچ گیا۔ جب میں نے پہلی بار اس کی آواز سنی تھی، تب ہی اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کیا تھا اور راجا صفدر کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ کہیں رُوپوش رہتا ہے۔ اپنے خاص ماتحت کی باتیں فون پر سنتا تھا اور گونگا بن کر رہتا تھا۔ کاغذ پر اپنا جواب لکھ کر بھیجتا تھا۔

خاص ماتحت کو فون نمبر معلوم تھا۔ فون نمبر کے ذریعے معلوم کیا جاسکتا تھا کہ وہ کس علاقے میں ہے اور ٹیلیفون ایکسچینج کے کسی افسر کے ذریعے وہ کوٹھی بھی معلوم کی جاسکتی تھی جہاں وہ فون لگا ہوا تھا۔ ویسے وہ اپنی قبر میں بھی جاکر چھپ جاتا تو میں لاہور پہنچ کر اسے باہر نکال کر پھر قبر میں پہنچانے والا تھا۔

اس کے دو نوجوان بیٹے تھے، وہ دونوں بیٹوں کے ذریعے بہت زبردست سیاسی کھیل کھیلا کرتا تھا۔ اسے اسمبلی میں جانے اور اپنی حکومت بنانے کا شوق نہیں تھا۔ وہ صرف سیاست دانوں سے سودے بازی کرتا تھا اور حکمرانوں کے لئے سیاسی مشکلات پیدا کرتا تھا۔

اس کا ایک بیٹا یونیورسٹی میں اسٹوڈنٹس یونین کا لیڈر تھا۔ پچھلے چار برس سے بی اے میں فیل ہوتا آرہا تھا۔ راجا صفدر اتنے اونچے ذرائع کا مالک تھا کہ اسے تعلیم کے بغیر ہی ایم اے آنرز کراسکتا تھا لیکن بیٹے کو طلبا کا لیڈر بنائے رکھنے کے لئے اس کا فیل ہوتے رہنا ضروری تھا۔

اس اسٹوڈنٹس یونین میں برائے نام طلبا تھے۔ جرائم پیشہ جوان زیادہ تھے۔ راجا صفدر ہر طالب علم کو اچھی خاصی رقم دیتا تھا۔ ضرورت کے وقت ہتھیار اور گاڑیاں بھی دیا کرتا تھا۔ جو حکومت اس کے خلاف ایکشن لینا چاہتی، وہ طلبا تنظیموں کی طرف سے ہنگامے شروع کرادیتا تھا۔ حکومت ایک طرف اپوزیشن سے

پریشان رہتی ہے۔ دوسری طرف سرحدوں پر خطرات منڈلاتے رہتے ہیں۔ چھوٹی بڑی سیاسی جماعتیں بھی دردِ سر بنی رہتی ہیں۔ ایسے میں راجا صفدر مشکلات کی انتہا کردیتا تھا۔ حکومت اسی میں بہتری سمجھتی تھی کہ راجا صفدر کے جرائم کو نظرانداز کرے اور اسے کچھ مراعات دے کر خاموش کردے۔

راجا صفدر کے دوسرے بیٹے نے بے روزگار جوانوں کی ایک ملک گیر تنظیم قائم کی تھی۔ ان بے روزگار جوانوں کو شریفانہ روزگار نہیں ملتا تھا۔ انہیں پہلے چھوٹی موٹی واردات کی ٹریننگ دی جاتی تھی۔ مثلاً کاریں اور موٹر سائیکلیں چُرانا' اسکول کے بچوں کو اغوا کرکے تاوان وصول کرنا۔ اس کے بعد رائفل شوٹنگ اور بینک ڈکیتی وغیرہ کی ٹریننگ دی جاتی تھی۔

اپوزیشن والے ان جوانوں کی خدمات حاصل کرتے تھے تاکہ موجودہ حکومت پر بدامنی اور بدانتظامی کا الزام لگاسکیں۔ حکومت ان الزامات سے بچنے کے لئے راجا صفدر کو زیادہ مراعات اور زیادہ اختیارات دینے پر مجبور ہوجاتی تھی۔ اس طرح راجا صفدر کبھی اپوزیشن سے اور کبھی صاحبانِ اِقتدار سے دولت اور ناجائز اختیارات حاصل کرتا رہتا تھا۔ حکمران نہ ہوتے ہوئے بھی ہر دور میں حکومت کرتا رہتا تھا۔ اور یہ سب کچھ وہ اپنی تنظیم کی گود میں بیٹھ کر کرتا تھا۔ اسرائیلی حکام اور یہودی تنظیم کے افراد بہت خوش تھے' پاکستان میں یہ سلسلہ جاری رکھنے کے لئے وہ اس تنظیم کو ڈالر' ہتھیار' گاڑیاں اور طیارے فراہم کرتے تھے۔

میں دو گھنٹے تک معلومات حاصل کرتا رہا پھر دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ راجا صفدر بہت طاقت حاصل کرچکا تھا۔ ایک طرح سے پاکستان میں ایسا سُپر مین بن گیا تھا جو سیاسی طاقت سے کچلا نہیں جاسکتا تھا۔ قانون کی قوت سے گرفتار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مملکتِ خداداد میں کوئی ایسی گولی نہیں بنی تھی جو اس کی کھوپڑی میں اتر جاتی۔ بڑی بڑی وردیوں والے اسے سلام کرتے تھے۔ اور یہی ہمارے لئے شرم کی بات ہے۔ ہمارے ملک کے قانونی محافظ' مجرموں کو سلام کرتے ہیں۔ ایسے ملکوں میں جرائم کا بول بالا ہوتا جاتا ہے اور قانون صرف کتابوں میں رہ جاتا ہے۔

میں نے سونیا کو وہاں کے حالات بتائے' وہ بولی "جس ملک میں قانون نافذ کرنے والا ادارہ کمزور ہوگا اور قانون کے محافظ بزدل اور رشوت خور ہوں گے' وہاں ہمیشہ مجرم حکومت کرتے رہیں گے۔"

"ہماری زندگی میں ایسے زبردست اور چالاک مجرم آچکے ہیں' جو موت سے بچ جاتے تھے لیکن ہم سے بچ نہ سکے۔ راجا صفدر بھی میری ایک چٹکی میں آجائے گا۔ میں اسے کتّے کی موت اس لئے ماروں گا کہ وہ میرے بہنوئی کا قاتل ہے لیکن اصل مجرم تو قانون کے محافظ ہیں اور بہت زیادہ اختیارات رکھنے والے بڑے لوگ ہیں جو راجا صفدر جیسے سپر مجرموں کی پرورش کرتے ہیں۔ میں وہاں رہ کر ایسے لوگوں کا مزاج درست کروں گا۔"

سونیا نے کہا "انتونی پاؤلیا بیدار ہوگیا ہے' خود کو ایک اجنبی روپ میں فرہاد سمجھ رہا ہے۔ میں گاڈ فادر سے نمٹنے کے بعد یہاں سے جاؤں گی۔ تم سلمان کو اس کے چھ وفاداروں کے دماغوں میں پہنچادو۔ ساتواں انتونی میرے پاس ہے۔ ہم جس ملک میں رہتے ہیں وہاں ان لوگوں نے تخریبی کارروائیوں کی دھمکیاں دی تھیں۔ آئندہ ان کی نسلیں بھی دھمکیاں دینا بھول جائیں گی۔"

میں نے روانگی سے پہلے سلمان کو گاڈ فادر کے تمام وفاداروں کے پاس پہنچادیا۔ جب طیارے نے وہاں سے پرواز کی تو میں راجا صفدر کے خاص ماتحت کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے راجا صفدر کے دونوں بیٹوں کے دماغوں میں جگہ بنائی۔ پھر ان کے ذریعے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ریسیور کان سے لگائے ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔ میں نے ہی اس کے نمبر ڈائل کرائے تھے۔ دوسری طرف سے راجا صفدر کا دوسرا بیٹا راجا افسر علی کہہ رہا تھا "ہیلو جناب! میں راجا افسر بول رہا ہوں' پتا نہیں کیوں آپ کو بے اختیار فون کیا ہے۔ شاید یہ آپ کی محبت ہے۔"

"ہم پر تو اسی وقت محبت آتی ہے جب واردات کرنے جاتے ہو۔"

"آپ بڑی جلدی سمجھ لیتے ہیں؟"

"واردات کی نوعیت کیا ہے؟ اور وہ کس علاقے میں ہوگی۔"

"دیکھئے آپ نے ہمیں سمجھایا تھا کہ ہم نے فرہاد کے بہنوئی کو قتل کیا ہے اس لئے اتنی جلدی اس کوٹھی میں دوسری واردات نہ کریں اور میں نے کہا تھا کہ فرہاد کی بھانجی میرے دل میں سماگئی ہے' اسے اٹھا کر لے جاؤں گا۔"

"میں پھر سمجھاتا ہوں۔ ابھی ایسی غلطی نہ کرو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تنظیم کا ایک خاص بندہ انتونی پاؤلیا آرہا ہے۔ اسے آنے دو اور پہلے یقین کرلو کہ فرہاد کسی طرح بھی یہاں نہیں آسکے گا۔ اس کے بعد تم اس لڑکی کو......"

"فرہاد کا باپ بھی یہاں نہیں آسکے گا۔ گاڈ فادر نے حکومتِ فرانس کو ایسی دھمکی دی ہے کہ انہیں دن میں تارے نظر آگئے ہوں گے۔ میں جسے اٹھانے جارہا ہوں' وہ ہر شام چار بجے کمپیوٹر کا کورس مکمل کرنے لبرٹی مارکیٹ جاتی ہے۔ آج شام وہ گھر واپس نہیں جائے گی۔ آپ گلبرگ تھانے والوں سے کہہ دیں' آج ادھر کوئی پولیس والا نہ جائے۔"

اعلیٰ افسر نے وعدہ کیا کہ چار بجے سے ایک گھنٹے تک ادھر کوئی پولیس والا نہیں رہے گا۔ پھر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ میں نے لیلیٰ کے پاس جاکر کہا "میرے پاس آؤ۔"

وہ آگئی۔ میں نے اسے راجا افسر کے دماغ میں پہنچا کر کہا "اس ذلیل کے ذریعے ان آدمیوں کے دماغوں میں پہنچو جو میری بھانجی ثمینہ کو اغوا کرنے والے ہیں' میں ابھی آتا ہوں۔"

میں نے اعلیٰ افسر کے پاس آکر اس کی سوچ میں کہا "میری بھی جوان بیٹی ہے' مجھے خدا سے ڈرنا چاہئے۔ غنڈے مجھ سے اجازت لے کر کسی کی بیٹی کو اٹھالے جانا چاہتے ہیں اور میں قانون کا محافظ ہوکر اجازت دے دیتا ہوں۔"

اس کی سوچ نے کہا "میں نے راجا افسر علی کو اغوا کرنے سے روکا تو اس کا باپ میری وردی اتروادے گا۔"

"اپنی وردی بچانے کے لئے کسی کی بیٹی کا سر ننگا کررہے ہو۔"

وہ پریشان ہوکر بولا "آج میرے اندر ضمیر کیوں بول رہا ہے۔"

میں اس کی سوچ میں بولا "اس لئے کہ میں ایک جوان بیٹی کا باپ ہوں۔"

"تو کیا ہوا؟ میری بیٹی آخر میری بیٹی ہے' کوئی ایری غیری نہیں ہے۔ کوئی اسے میلی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ میں پچیس لاکھ روپے کا جہیز دے کر اسے سسرال بھیجنے والا ہوں۔"

اس کے چور خیالات نے بتایا کہ بیٹی کی شادی پوری آن اور شان کے ساتھ کرنے کے لئے اس نے تنظیم کے آئرن مین راجا صفدر سے تیس لاکھ روپے لئے تھے۔ اتنی رقم کے بدلے وہ راجا صفدر کے بڑے بڑے جرائم سے چشم پوشی کرتا تھا۔ اس رقم کے عوض میری بہن شاہینہ بیوہ ہوگئی تھی۔

میں معلومات حاصل کررہا تھا اور بڑے صبر سے غصہ برداشت کررہا تھا۔ میں نے اس کے ذریعے اس کی بیٹی شکیلہ کی آواز سنی۔ اس کے اندر یہ خواہش پیدا کی کہ وہ شاپنگ کے لئے لبرٹی مارکیٹ جائے گی۔ وہ باپ سے پوچھنا چاہتی تھی' میں نے اجازت مانگنے کا موقع نہیں دیا۔ وہ بے اختیار باہر آئی۔ پھر کار میں بیٹھ کر ڈرائیو کرتی ہوئی جانے لگی۔ میں نے اپنی مرضی کے مطابق اس کے ارادے کو سمجھا۔ پھر اس کے دماغ سے نکل کر شاہینہ کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا "ثمینہ کہاں ہے؟"

"اپنے کمرے میں ہے' کیا بات ہے بھائی جان' خیریت تو ہے۔"

"فی الحال خیریت ہے' بچوں کو باہر نہ جانے دیا کرو۔"

"وہ کمپیوٹر کا کورس کرنے جایا کرتی تھی۔ میں نے حالات کے پیشِ نظر اسے گھر بٹھالیا ہے۔"

"یہ تم نے اچھا کیا ہے' میں پھر آؤں گا۔"

"ذرا ایک منٹ۔ میں نے کمشنر صاحب سے درخواست کی تھی کہ پولیس افسران پر دباؤ ڈالیں اور میرے شوہر کے قاتل کو گرفتار کرائیں۔ کمشنر نے سخت لہجے میں کہا کہ میں فون کرکے اس کا وقت برباد نہ کروں؟ آپ بتائیں بھائی جان' انصاف کہاں سے ملے گا۔"

"انشاءاللہ دو چار گھنٹے میں انصاف ملے گا۔"

میں اعلیٰ افسر کی بیٹی شکیلہ کے پاس آیا۔ وہ لبرٹی مارکیٹ کی طرف جارہی تھی۔ لیلیٰ نے میرے پاس آکر کہا "راجا افسر کے چار غنڈے لبرٹی مارکیٹ پہنچ گئے ہیں اور ایک ویگن کار میں ثمینہ کا انتظار کررہے ہیں۔"

میں نے کہا "لیلیٰ! ابھی میں نے غصے میں سوچا تھا کہ غنڈے میری بھانجی ثمینہ کی جگہ اعلیٰ افسر کی بیٹی کو اٹھاکر لے جائیں گے' میں نے چشمِ تصور میں دیکھا' غنڈے اغوا کرنے کے دوران اس شریف لڑکی کے بدن کو چھو رہے ہیں اور بدتمیزی کررہے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ ظالم کی بیٹی ہے مگر ہے تو بیٹی ہی۔"

وہ بولی "آپ نے بہت اچھا کیا' جو غصہ پر قابو پالیا۔"

"آؤ ہم اس اعلیٰ افسر کی بیٹی کو شاہینہ کی کوٹھی میں لے چلیں' اب میں دوسرا ڈراما پلے کروں گا۔"

میں نے شاہینہ کو بتایا کہ ایک لڑکی آرہی ہے۔ دروازہ کھلا رکھو۔ اس نے پوچھا "وہ کون ہے؟"

میں نے اسے مختصر طور پر بتایا کہ کس طرح غنڈے ہماری ثمینہ کو اغوا کرنا چاہتے تھے اور اب میں کس طرح مُنہ توڑ جواب دینے والا ہوں۔

ہم شکیلہ کو شاہینہ کی کوٹھی کے اندر لے آئے۔ لیلیٰ نے اسے بہت دور کار سے اتار دیا تھا۔ پیدل چلا کر کوٹھی میں لائی تھی پھر میں نے اس کے دماغ میں کہا "شکیلہ! میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہارے اندر بول رہا ہوں۔"

وہ پریشان ہوکر چاروں طرف دیکھنے لگی۔ شاہینہ نے نفرت سے کہا "تمہارا باپ بہت بڑا افسر ہے اور بہت بڑا دلاّل ہے۔ دوسروں کی بیٹیوں کو اغوا کراتا ہے۔ آج اس کی یہ بیٹی اغوا ہوکر یہاں آگئی ہے۔"

شکیلہ نے بڑے غرور سے کہا "تم سب کی شامت آگئی ہے' میرے ڈیڈی کو معلوم ہوگا تو تمہارے پورے خاندان کو خاک میں ملادیں گے۔"

وہ ٹیلی فون کی طرف جانے لگی۔ میں نے اسے جانے دیا۔ وہ ریسیور اٹھاکر نمبر ڈائل کرنے لگی پھر ایک سے لے کر صفر تک باربار ڈائل کرتی گئی۔ سوچ رہی تھی کہ ایسا کیوں کررہی ہے۔ مگر بے اختیار کرتی چلی جارہی تھی۔

شاہینہ اور اس کے جوان بچے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ وہ گھبرا کر بولی "یہ میں کیا کررہی ہوں؟ میری انگلی میں درد ہونے لگا ہے پھر بھی میں ڈائل کرتی جارہی ہوں' یہ میرے ساتھ کیا ہورہا ہے؟"

میں نے کہا "تمہارے ساتھ ٹیلی پیتھی ہورہی ہے۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں' ابھی باپ سے رابطہ نہ کرو۔"

"میں ضرور کروں گی۔"

میں نے اس کے دماغ کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ہاتھ سے ریسیور گر گیا۔ وہ چکرا کر گرنے والی تھی۔ شاہینہ نے اسے تھام لیا۔ ثمینہ بھی اسے سہارا دے کر صوفے پر لے آئی۔ میں نے اسے معمولی سا جھٹکا دیا تھا۔ اس پر اس کی آدھی

جان نکل گئی تھی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ مرچکی ہے۔ اسی لئے آنکھوں کی روشنی بجھ گئی ہے۔ سر کے اندر پھوڑے کی تکلیف محسوس ہورہی تھی۔

میں نے کہا "خدا فرعون پر بھی ایسا وقت لاتا ہے' جب اس کی تمام تر طاقت اور حکمرانی اس کے کسی کام نہیں آتی۔ تمہارا باپ پولیس ڈیپارٹمنٹ کا بڑا باپ ہوسکتا ہے۔ کچھ مجبوروں اور لاچاروں کی تقدیر اس کی مٹھی میں ہوسکتی ہے لیکن اس کی اپنی تقدیر کاتبِ تقدیر کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تم یہاں بے بسی سے ایڑیاں رگڑ کر مرجاؤگی اور تمہارے بااختیار باپ کو خبر تک نہ ہوگی۔ بولو' ایسی موت منظور ہے؟"

وہ خوف سے تھر تھر کانپتے ہوئے بولی "نہیں نہیں' میں مرنا نہیں چاہتی۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے جانے دو۔"

"جو لڑکیاں اغوا کی جاتی ہیں۔ ان کی عزت لوٹ لی جاتی ہے۔ خدا کا شکر کرو۔ تمہاری عزت محفوظ ہے اور جان سلامت ہے۔ میرے حکم کی تعمیل کرتی رہوگی تو جلد ہی تمہیں آزاد کردوں گا۔"

"تم جو کہوگے' وہ کروں گی۔"

"نہیں کروگی تو پھر دماغ میں زلزلہ پیدا ہوگا۔ اٹھو اور اپنے باپ کا نمبر ڈائل کرو۔"

وہ اپنا سر تھام کر صوفے سے اٹھ گئی۔ ٹیلی فون کے پاس آئی۔ پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔ جیسے ہی رابطہ قائم ہوا وہ میری مرضی کے مطابق یوں ہانپنے لگی جیسے بہت دور سے دوڑتی آرہی ہو۔ پھر وہ بولی "ہیلو ڈیڈی! میں شکیلہ بول رہی ہوں۔ لبرٹی مارکیٹ کی ایک دکان سے فون کررہی ہوں۔ غنڈے میرا پیچھا کررہے ہیں۔ میں بھاگتی ہوئی یہاں آکر فون کررہی ہوں۔ فار گاڈ سیک' آپ جلدی آئیں۔"

"میں ابھی آرہا ہوں۔ تم ان غنڈوں کو اچھی طرح پہچانو میں انہیں جہنم میں پہنچادوں گا۔"

"ڈیڈی! آپ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ وہ راجا افسر علی ہے' اس کے ساتھ تین غنڈے ـــــــ"

اس نے بات ادھوری چھوڑ کر چیخ ماری پھر کہا "ڈیڈی! وہ آرہا ہے۔ دکان کے اندر آرہا ہے۔ اے خبردار! میرے قریب نہیں آنا۔ چھوڑو' چھوڑو مجھے ـــــــ"

شکیلہ نے پھر ایک چیخ مار کر فون بند کردیا۔ میں نے شاہینہ سے کہا "اب اس کا باپ انگاروں پر لوٹ رہا ہوگا۔"

"بھائی جان! آپ نے بہت اچھا کیا ہے۔ راجا افسر اور اس کے باپ کا نمک کھانے والا پولیس افسر اب اپنی بیٹی کے لئے ان کا دشمن بن جائے گا۔"

میں نے کہا "تم کمشنر کو فون کرو۔ دوسری طرف کی آواز سن کر کچھ نہ کہنا۔ فون بند کردینا۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ دوسری طرف سے گفتگو سنتے ہی ریسیور رکھ دیا۔ میں اس بولنے والے کے دماغ میں آیا۔ پھر اس کے ذریعے کمشنر کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اوپر سے احکامات صادر ہوئے تھے کہ شاہینہ کے شوہر کے مرڈر کیس کو دبادیا جائے اور جھوٹی تسلیاں دی جائیں کہ قاتل گرفتار کرنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے۔

کمشنر کے دو بیٹے تھے۔ ایک بیٹا امریکا میں ہے دوسرا بھی اوپر کی کمائی سے امریکا جانے والا تھا۔ باپ بیٹوں کا یہ نظریہ تھا کہ پاکستان میں جتنی اندھی کمائی ہاتھ آئے اس کے ذریعے یورپ اور امریکا میں اپنا ٹھکانا بنالو اور کاروبار کرلو۔ پاکستان کا کوئی ٹھیک نہیں ہے یہ ملک (خدانخواستہ) رہے یا نہ رہے۔ اپنا مستقبل سنوار لینا چاہئے۔

چوری' ڈکیتی' اسمگلنگ اور رشوت کے ذریعے دولت حاصل کرنے والے وطنِ عزیز کے متعلق ایسے ہی منفی خیالات رکھتے ہیں۔ اگر ایسے منفی خیالات نہ ہوں اور نیک جذبات ہوں تو یہ لوگ کبھی اپنے وطن میں لوٹ کھسوٹ نہ کریں لیکن ان پر کلام پاک کی ہدایات کا اثر نہیں ہوتا۔ کبھی ان کا ضمیر انہیں ملامت نہیں کرتا کیونکہ انہیں سزا پانے کا خوف نہیں رہتا۔ ان کی اونچی کرسی ہر محاسبہ کا عمل روک دیتی ہے۔ ہر ملنے والی سزا کا رخ موڑ دیتی ہے۔

میں اس کے دوسرے بیٹے عمران کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے بھی شاہینہ کے پاس لے آیا۔ وہ بھی باپ کے اونچے عہدے کی بنا پر اکڑ رہا تھا۔ میں نے وہی عمل کیا جو شکیلہ پر کیا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے اور گڑگڑانے لگا' میں نے کہا "آرام سے اس کوٹھی میں رہو' باہر جانے کی حماقت کروگے تو حرام موت مروگے۔"

پھر میں نے لیلیٰ سے کہا "شکیلہ اور عمران کے دماغوں میں موجود رہو۔ کسی ضروری کام سے جاؤ تو سلطانہ کو ان کے پاس پہنچا دینا۔ ان سے ذرا دیر کے لئے بھی غافل نہ ہونا۔"

میں نے شکیلہ کے افسر باپ کے پاس آکر دیکھا۔ وہ ایک پولیس انسپکٹر اور سپاہیوں کے ساتھ راجا افسر کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اسے دھمکیاں دے رہا تھا "اگر تم نے ابھی' اسی لمحہ میری بیٹی کو حاضر نہ کیا تو میں تمہارے باپ کا لحاظ نہیں کروں گا۔ تمہیں ٹارچر سیل میں لے جاؤں گا اور تم جانتے ہو کہ وہاں کیسی ناقابلِ برداشت اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں۔"

وہ قسمیں کھارہا تھا کہ اس نے شکیلہ کو اغوا نہیں کیا ہے لیکن قسمیں ناقابلِ اعتبار تھیں کیونکہ شکیلہ نے فون پر باپ سے کہا تھا کہ راجا افسر غنڈوں کے ساتھ اسے پکڑنے آرہا ہے۔

راجا افسر نے باپ سے رابطہ کیا۔ باپ کے خاص ماتحت نے کہا "آفیسر! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے یا کوئی دشمن ہمارے خلاف ایسی چالیں چل کر ہمیں آپس میں دشمن بنا رہا ہے۔"

افسر نے گندی گالیاں دیتے ہوئے کہا "سور کے بچے! میں تم سے نہیں راجا صفدر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"آپ مائی باپ ہیں' گالیاں دے سکتے ہیں لیکن راجا صاحب کسی سے بات نہیں کریں گے۔ جب تک فرہاد کا خطرہ منڈلاتا رہے گا' وہ روپوش رہیں گے۔ میں راجا صاحب کی طرف سے کہہ رہا ہوں' اگر آپ نے کسی ثبوت کے بغیر چھوٹے راجا صاحب کو گرفتار کیا یا کوئی تکلیف پہنچائی تو ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچ لیں۔ آج تک کسی دورِ حکومت میں کسی بھی قانون کے محافظ نے راجا صاحب کے ایک معمولی ملازم کو بھی ہتھکڑی نہیں پہنائی۔ آپ نے کوئی نادانی کی تو۔ تو آگے کچھ کہا نہیں جائے گا کرکے دکھایا جائے گا۔"

اعلیٰ افسر نے ریسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔ زخمی درندے کی طرح گہری گہری سانسیں لے کر سوچنے لگا "تنظیم کے سائے میں یہ باپ بیٹے اژدہے کی طرح ہم سے لپٹے ہوئے ہیں۔ مجھے اوپر سے ان کی گرفتاری کا وارنٹ حاصل کرنا ہوگا۔"

وہ پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ میں نے کمشنر کے پاس آکر معلوم کیا کہ اسے کس اعلیٰ عہدے دار نے میرے بہنوئی کے مرڈر کیس کو دبانے کا حکم دیا تھا۔ پتا چلا وہ صوبے کا ایک سیکریٹری ہے۔ میں کمشنر کے ذریعے صوبائی سیکریٹری کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ اپنے ڈرائنگ روم میں تھا۔ اس کے سامنے ایک صوفے پر صوبہ سندھ کا ایک سیکریٹری بیٹھا ہوا تھا یعنی دو صوبوں کے دو سیکریٹریز ایک جگہ تھے۔ ملکی سیاست پر تبادلۂ خیال کررہے تھے۔ مجھے سیاست سے دلچسپی نہیں تھی۔ میں نے ایک کی زبان سے سوال کیا۔ "ہم جرائم پیشہ افراد کو چھوٹ کیوں دیتے ہیں جبکہ ہم بہت بااختیار ہیں۔"

دوسرے نے کہا "یہ غلط اور زبردست قسم کے لوگ ہمارے خلاف اٹھنے والی آوازوں کو کچل دیتے ہیں۔ ہمارے اقتدار کی عمر بڑھاتے رہتے ہیں۔"

ایک صوبائی سیکریٹری نے کہا "اگر یہ غلط عناصر کبھی ہمارے خلاف ہوجائیں تو؟"

"کیسی باتیں کرتے ہو' ان غلط لوگوں کو ہم سے بڑے بڑے فائدے پہنچتے ہیں۔ اسی لئے ہم پر برا وقت آئے تو یہ ہماری حمایت میں ملک گیر تحریک چلاتے ہیں۔ ہمارے اقتدار کی حفاظت کرتے ہیں۔"

میں نے ایک کی زبان سے کہا "لیکن کبھی ایسا بھی برا وقت آتا ہے جب غنڈے' اسمگلر اور ملک دشمن تنظیمیں بھی ہماری حفاظت نہیں کرتیں' ہمارا ساتھ چھوڑ دیتی ہیں۔"

"ایسا برا وقت کبھی نہیں آئے گا۔"

"آچکا ہے' دیکھو تم ابھی عبرتناک انجام کی طرف جارہے ہو۔"

دوسرا اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ تیزی سے چلتا ہوا اپنے کمرے میں گیا۔ ایک الماری سے بھرا ہوا ریوالور نکال کر جیب میں رکھا' بیوی نے پوچھا "یہ ریوالور لے کر کہاں جارہے ہیں؟"

وہ ڈانٹ کر بولا "میں نے ہزار بار کہا ہے' باہر کے معاملات نہ پوچھا کرو' ہٹ جاؤ میرے سامنے سے۔"

وہ اسے ایک طرف دھکا دے کر ڈرائنگ روم سے گزر کر جانے لگا۔ دوسرے سیکریٹری نے پوچھا "کیا بات ہے؟ تم مجھے چھوڑ کر کہاں جارہے ہو؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ باہر کار میں آکر بیٹھ گیا۔ میں نے اسے بھی شاہینہ کے پاس پہنچادیا۔ سلطانہ اور سلمان کو بھی بلالیا کیونکہ وہاں تین قیدی ہوگئے تھے اور تینوں کو ٹیلی پیتھی کے شکنجے میں رکھنا ضروری تھا۔

شکیلہ کا افسر باپ راجا افسر کی شکایت کرنے کمشنر کے پاس آیا تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا "میری جوان بیٹی کو کچھ ہوگیا تو میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔ پلیز آپ کچھ کریں۔"

کمشنر نے کہا "یہ باپ بیٹے اب ہماری عزتوں پر ہاتھ ڈالنے لگے ہیں لیکن میں مجبور ہوں۔ بڑے لوگوں کے حکم کے بغیر ہم ان کے خلاف کچھ نہیں کرسکیں گے۔"

ایک ملازم ان کے سامنے چائے لے کر آیا۔ میں نے کمشنر کو اسے مخاطب کرنے پر مائل کیا پھر ملازم کی آواز سن کر اس کے اندر آکر بولا "ضمیر فروش عہدے داروں کی موت آگئی ہے۔ میں فرہاد علی تیمور تم دونوں سے مخاطب ہوں۔"

کمشنر نے غرا کر کہا "کیا بکتے ہو؟ دماغ چل گیا ہے؟ گیٹ آؤٹ۔"

"دماغ تو تم لوگوں کا چلنے والا ہے۔ مجھے ملازم سمجھ کر باہر نکالوگے تو میں تمہارے دماغوں کے اندر آجاؤں گا۔"

وہ دونوں پریشان ہوکر ملازم کو دیکھنے لگے۔ میں نے شکیلہ کے باپ سے کہا "تمہاری بیٹی کو میں نے اغوا کیا ہے۔ راجا افسر کے ساتھ اس لئے الجھایا کہ تم نے میری بھانجی کو اغوا کرنے کی اجازت دی تھی' میں نے سوچا تھا' تمہارے منہ پر جوتا پڑے گا اور آئندہ تم قانون کی وردی پہن کر غیر قانونی حرکتیں نہیں کروگے۔ دوسروں کی بیٹیوں کو بھی اپنی بیٹیاں سمجھوگے لیکن تمہارے ضمیر نے آنکھ نہیں کھولی۔ تم صرف اپنی بیٹی کی بازیابی کے لئے فکر مند ہو۔"

پھر میں نے کمشنر سے کہا "میں نے تمہارے جوان بیٹے عمران کو بھی اغوا کیا ہے۔ تم اسے دنیا جہان میں ڈھونڈتے پھروگے۔ وہ نہیں ملے گا۔ جو میرے شکنجے میں آجاتا ہے' اسے صرف شرافت سے ہی واپس حاصل کیا جاسکتا ہے ورنہ اسے موت لے جاتی ہے۔"

وہ دونوں گھبرا کر کھڑے ہوگئے تھے۔ ایک اپنے بیٹے کو اور

دوسرا اپنی بیٹی کو پوچھ رہا تھا۔ میں نے کہا "صرف اتنا ہی نہیں، میں نے سیکریٹری کو بھی غائب کردیا ہے۔"

وہ دونوں یوں سہم گئے جیسے انہیں بھی غائب کرنے آیا ہوں۔ میں نے کہا "تم دونوں کو اس لئے آزاد چھوڑدیا ہے کہ اپنے بیٹے اور بیٹی کا ماتم کروگے اور ان کے ساتھ سیکریٹری کو بھی رہائی دلانے کے لئے اپنے تمام ذرائع استعمال کروگے؟"

"کیا تم اس ملک میں پہنچ گئے ہو؟"

"میں دنیا کے ہر ملک میں پاسپورٹ کے بغیر خیال خوانی کے ذریعے پہنچ جاتا ہوں۔ اپنے مطلب کی بات کرو، بیٹے اور بیٹی کو واپس چاہتے ہو؟"

"ہاں فرہاد بھائی! تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔"

"تم مجھ پر مہربانی کرو۔ میں تم پر کروں گا۔ غنڈوں کے ساتھ بھی تمہاری اسی طرح سودے بازی ہوتی ہے؟"

"جی ہاں، جی ہاں۔ تم ہم سے جو فائدہ چاہو حاصل کرلو، ہمارے بچوں کو رہا کردو۔"

"ایک بات یاد رکھو، تمہارے بچے صرف چار گھنٹے تک زندہ رہیں گے۔ اگر تم لوگوں نے میرے احکامات کی تعمیل نہ کی تو تمہیں ان کی لاشیں ملیں گی۔"

"ایسا نہ کہو، اپنا مطالبہ پیش کرو۔"

"بالکل جائز مطالبہ ہے۔ چار گھنٹے کے اندر میرے بہنوئی کے قاتل کو گرفتار کرو۔"

"یہ اتنی جلدی ممکن نہیں ہے۔"

"اتنی جلدی تمہارے بچوں کی موت تو ممکن ہے۔"

"پلیز، ہماری مجبوری سمجھو۔"

"تمہاری مجبوری سمجھ کر ہی سیکریٹری صاحب کو بھی قیدی بنایا ہے۔ تم دونوں اس کے احکامات کی تعمیل کرتے تھے۔ اب اسے رہائی دلانے کے بہانے تم اس سے بھی بڑے عہدیداروں تک پہنچ سکتے ہو۔ قاتل کو گرفتار کرنا کتنا آسان ہے، یہ تمہارے بچوں کی متوقع موت سمجھائے گی۔"

"ٹھیک ہے، ہم قاتل کو گرفتار کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ تم چار گھنٹے کی مہلت بڑھادو۔"

"ایک سیکنڈ کی مہلت نہیں ملے گی۔ اس وقت تمہاری گھڑی میں چھ بج رہے ہیں، قاتل گرفتار نہ ہوا تو ٹھیک دس بجے تم دونوں کو اپنے پیاروں کی لاشیں ملیں گی۔ خون کا بدلہ خون ہوگا۔ قاتل کا خون بہے گا یا قاتل کو چھپانے والوں کا ــــ"

ان میں سے ایک فون کی طرف گیا۔ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے والا تھا، میں نے کہا "میری ایک بات یاد رکھو۔ میری بہن کی کوٹھی کے احاطے میں کوئی غنڈا یا کوئی پولیس والا قدم نہیں رکھے گا۔ اپنے افسروں اور سپاہیوں سے کہو، وہ کوٹھی کے سامنے ہیڈ لائٹس وغیرہ کے ساتھ پہنچ جائیں۔ قانون کے بڑے بڑے محافظوں سے کہو اگر وہ سیکریٹری کی سلامتی چاہتے ہیں تو میری بہن کے دروازے پر حاضر ہوجائیں۔"

وہ دونوں فون کے پاس بیٹھ گئے اور متعلقہ عہدیداروں سے جلدی جلدی رابطہ کرنے لگے، میں نے لیلیٰ، سلطانہ اور سلمان کے پاس آکر کہا "کھیل شروع ہوچکا ہے۔ تم تینوں ان تین یرغمالیوں کے اندر الرٹ رہو۔ ابھی بڑے بڑے طرم خان کوٹھی کے باہر آنے والے ہیں۔ کسی کو احاطے کے اندر آنے کی اجازت نہ دینا۔ میں تمہارے پاس آتا جاتا رہوں گا۔"

میں دماغی طور پر طیارے میں حاضر ہوگیا۔ اسپیکر کے ذریعے کہا جارہا تھا کہ ہم حفاظتی بیلٹ باندھ لیں۔ ہمارا طیارہ کراچی ائرپورٹ پر اترنے والا ہے۔ میں کراچی سے ڈیڑھ یا دو گھنٹے میں لاہور پہنچنے والا تھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد دشمنوں کے پاس صرف دو گھنٹے کی مہلت رہ جاتی۔ میرے دیئے ہوئے چار گھنٹے ختم ہوجاتے... پھر؟

پھر پانچویں گھنٹے کے پہلے منٹ میں قاتل راجا صفدر علی گرفتار ہوتا۔ ایسا نہ ہونے پر میں اپنی بہن کے دروازے پر ایک ایسی عدالت قائم کرنے والا تھا جس میں بڑے عہدے داروں کو سزا پاتے دیکھ کر آئندہ ہر بھائی اپنی بہن کے دروازے پر حیا پرور عدالت قائم کرنے کا حوصلہ پیدا کرلے گا۔

یہودی تنظیم کے آئرن مین راجا صفدر علی کو اپنی زندگی سکڑتی اور مختصر ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ٹیلی پیتھی کتنی بری بلا ہوتی ہے۔ فرہاد پاکستان میں قدم نہیں رکھے گا پھر بھی موت اس کے لئے اور اس کے غنڈے بیٹوں کے لئے لازمی ہوجائے گی۔

اس نے ایک معمولی سی بات پر میرے بہنوئی کو قتل کیا تھا۔ بات یہ تھی کہ وہ میرے بہنوئی کی فیکٹری خریدنا چاہتا تھا۔ اس فیکٹری کی آڑ میں غلط دھندے کرنا چاہتا تھا۔ میرے بہنوئی نے اسے فروخت کرنے سے انکار کردیا تھا، اسے پارٹنر بنانے سے بھی انکار کردیا تھا۔ تب راجا صفدر علی نے کہا "میں پہلے شرافت سے کام نکالتا ہوں۔ کام نہ نکلے تو اگلے کا کام تمام کردیتا ہوں۔ میں تمہیں قتل کروں گا تو تمہارے بعد تمہاری بیوی اور جوان بیٹے دہشت زدہ رہیں گے۔ باپ کا انجام دیکھنے کے بعد بیٹے یہ فیکٹری میرے حوالے کردیں گے۔"

یہ کہہ کر اس نے بیچارے کو قتل کردیا۔ میری بہن اور بیٹوں سے کہا "جاؤ۔ میرے خلاف رپورٹ لکھوانے کے لئے پولیس والوں کے پاس دھکے کھاتے رہو۔ جب داد فریاد سننے والا کوئی نہ ہو تو سمجھ لینا، جوان بیٹے بھی اسی طرح قتل کئے جائیں گے۔ سلامتی اسی میں ہے کہ گزارے لائق رقم لے کر وہ فیکٹری میرے نام لکھ دو۔"

اس قتل کے بعد چند بڑے عہدیداروں نے راجا صفدر سے کہا "یہ تم نے کیا مصیبت مول لی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ وہ فرہاد کا بہنوئی تھا؟"

راجا صفدر نے حقارت سے پوچھا "کون فرہاد؟"

"تعجب ہے، تم ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد علی تیمور کو نہیں جانتے؟"

"ہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد کے متعلق سنا ہے، اس کا پورا خاندان پیرس میں آباد ہے لیکن یہ مقتول اس کا بہنوئی کیسے تھا۔ کیا اس کی بیوی فرہاد کی سگی بہن ہے؟"

"ہم پوری تفصیل نہیں جانتے۔ تھوڑی بہت معلومات کے مطابق کہہ رہے ہیں۔ فرہاد برسوں پہلے اسی کوٹھی میں اپنی بہن بہنوئی سے ملاقات کرنے آیا تھا۔ اس کے بعد پھر اس نے پاکستان کا رخ نہیں کیا۔"

راجا صفدر نے کہا "اب بھی رخ نہیں کرے گا۔ اگر ایسی حماقت کرے گا تو اسے بھی پتا چلے گا کہ میں ایک خطرناک تنظیم کا آئرن مین ہوں۔"

"آج تک دنیا کے کسی آئرن مین نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا۔"

"میں پاکستان میں اس کا داخلہ بند کرادوں گا۔"

"وہ پاسپورٹ اور اجازت ناموں کا محتاج نہیں ہے۔ دنیا کے کسی بھی ملک کی سرحدی دیوار اس کا راستہ نہیں روکتی ہے۔"

"میری تنظیم کے جاسوس اسے پیرس ہی میں گولی ماردیں گے۔"

"راجا صاحب، یہ سب بچگانہ باتیں ہیں۔ کوئی اس کے سائے کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہزاروں ہتھیاروں سے گولیاں چلتی ہیں لیکن کوئی گولی اس کا پتا ٹھکانا نہیں جانتی ہے۔"

"تم لوگ ایسے کہہ رہے ہو جیسے وہ کوئی انسان نہیں، نادیدہ عذاب ہے۔ میں ابھی سے احتیاطی تدابیر پر عمل شروع کردیتا ہوں۔"

اس نے تنظیم کے گاڈ فادر سے رابطہ کیا۔ اسے تمام روداد سنائی۔ گاڈ فادر نے بھی یہی کہا "یہ تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔"

"فادر! میں وہ فیکٹری تنظیم کے لئے حاصل کررہا تھا۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ فیکٹری پڑوسی ملک کی سرحد کے قریب ہے۔ وہ پڑوسی ملک ہمیں بڑی آسانیاں فراہم کرتا رہے گا۔"

"میں مانتا ہوں، تم تنظیم کے لئے زبردست کام کررہے ہو لیکن تم نے یہ نہیں بتایا تھا کہ فیکٹری کا مالک فرہاد کا بہنوئی ہے۔"

"میں حیران ہوں کہ گاڈ فادر فرہاد کے نام سے پریشان ہوگیا ہے۔ آخر اس میں ایسی کیا بات ہے؟"

"سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ کسی ایک جگہ پایا نہیں جاتا۔ جس وقت اطلاع ملتی ہے کہ وہ پیرس میں ہے، اسی وقت خبر ملتی ہے کہ وہ نیویارک میں ہے، لندن میں ہے اور تل ابیب میں ہے۔ کسی فرہاد کو گرفتار کرو، اسے گولی مارو تو پتا چلتا ہے، وہ فرہاد کی ڈمی تھا۔ پھر اس تنظیم کی شامت آجاتی ہے جس کا بندہ اس پر ہاتھ ڈالتا ہے۔"

"آپ بھی اتنی بڑی تنظیم کے گاڈ فادر ہوکر اسے قابو میں نہیں کرسکتے؟"

"میری بات کیا پوچھتے ہو۔ سپرپاور کہلانے والے حکمران بھی آج تک اسے قابو میں نہ کرسکے۔ ہم نے جان بوجھ کر اس سے ٹکرانے کی نادانی نہیں کی۔ ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ اس سے کترا کر اپنا کام کرتے رہیں مگر تم نے مشکل میں ڈال دیا ہے۔ اب مجھے فرہاد کے خلاف نیا محاذ کھولنا پڑے گا۔ اس سے کترانا میری مصلحت تھی۔ اس سے ٹکرانا میری تنظیم کی شان ہوگی۔ فرہاد کو یہ بتانا چاہئے کہ ہم کیسی بے انتہا اور بے پناہ قوتوں اور وسیع ذرائع کے مالک ہیں۔"

"واہ گاڈ فادر! تم نے دل خوش کردیا۔"

"تم اس فیکٹری کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ میں فرہاد کو پاکستان میں قدم رکھنے نہیں دوں گا۔"

اس کے بعد ہی گاڈ فادر نے حکومتِ فرانس کو دھمکی دی تھی کہ فرہاد کو پاکستان جانے کی اجازت دی گئی تو فرانس کے ہر شہر میں دہشت گردی اور تخریبی کارروائیاں شروع ہوجائیں گی۔

میں اور میرے خاندان کے افراد چور راستوں سے کسی ملک میں بھی داخل ہوجاتے تھے لیکن باقاعدہ سفر کرنے کے لئے ہم سب حکومتِ فرانس کا جاری کردہ پاسپورٹ استعمال کرتے تھے۔ فرانس کے حکام نے کہہ دیا کہ فرہاد اور اس کے خاندان والے یہاں سے جاری کردہ پاسپورٹ پر نہیں جائیں گے۔

راجا صفدر علی نے پاکستان میں بھی اعلیٰ عہدیداروں کو وارننگ دی تھی کہ فرہاد یہاں قدم رکھے گا تو یہاں کے بڑے بڑے شہروں میں دہشت گردی اور تخریبی کارروائیاں شروع کرادے گا۔

یہ کتنے افسوس کا مقام تھا کہ میرے وطن میں انصاف کا حصول ناممکن ہے۔ شاہینہ میری بہن نہ ہوتی، آپ کی اور آپ سب کی بہن ہوتی تو آپ کیا کرتے؟ تھانے اور عدالت کی دیواروں سے سر ٹکراتے، اعلیٰ عہدیداروں کو عرضیاں بھیجتے رہتے، بڑے بڑے ذمے دار افسران کے اخباری بیانات تسلیاں دیتے رہتے کہ قاتل کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے گا یعنی قانون آپ کی تسلیوں کے لئے بھی ہو اور مجرموں کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی تو آپ کیا کریں گے؟

صبر کریں گے۔ پوری قوم صبر کررہی ہے اور کسی معجزے کا انتظار کررہی ہے لیکن وہ انتظار نہیں کرتے جو طاقت کے جواب میں اپنی طاقت استعمال کرنا جانتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میرے پاس فرعون سے ٹکرانے کی طاقت ہے۔ ٹیلی پیتھی کی طاقت۔ یہ سب کے پاس نہیں ہوسکتی لیکن ایمان اور یقینِ محکم کی طاقت سب کے پاس ہوسکتی ہے۔

میرے دونوں بیٹے ٹیلی پیتھی نہیں جانتے ہیں لیکن وہ اپنی ذہانت سے جس طرح فرعونوں کے بت گراتے ہیں' ویسی ذہانت اور حوصلے کے سامنے ٹیلی پیتھی صفر ہو جاتی ہے۔ یہاں کے رشوت خور اور مجرموں کی پرورش کرنے والے عہدیداران اور افسران کیا چیز ہیں' انہوں نے ٹیلی پیتھی کے بغیر سُپر طاقتوں کی نیندیں اڑادی ہیں اور انہیں توبہ کرنے پر مجبور کردیا ہے۔ جب کبھی وہ دونوں پاکستان آئیں گے تو میں ان کے حوصلوں کے سامنے اپنی ٹیلی پیتھی کے ساتھ واپس چلا جاؤں گا اور اس دعا کے ساتھ جاؤں گا کہ میری قوم کا ہر فرد فرہاد' پارس اور علی تیمور بن جائے۔

شاہینہ کی کوٹھی کے سامنے پولیس کی گاڑیاں دور تک کھڑی ہوئی تھیں۔ گاڑیوں کی چھتوں پر بڑی بڑی سرچ لائٹیں روشن تھیں۔ کوٹھی کے آس پاس دور تک کا علاقہ روشنی میں نہا گیا تھا۔ بڑے بڑے ذمے دار افسران وغیرہ وہاں آگئے تھے۔

میں نے کمشنر اور پولیس کے اعلیٰ افسر کے ذریعے وارننگ دی تھی کہ سیکریٹری صاحب کی سلامتی منظور ہے تو تمام بڑے عہدیداران میری بہن کے دروازے پر پہنچ جائیں۔

ویسے یہ بات ابھی کسی کو معلوم نہیں تھی کہ پولیس افسر کی بیٹی شکیلہ' کمشنر کا بیٹا عمران اور صوبائی سیکریٹری میری بہن کے گھر میں ہی قیدی بنا کر رکھے گئے ہیں۔ ان تینوں قیدیوں کے دماغوں پر لیلیٰ' سلطانہ اور سلمان قبضہ جمائے ہوئے تھے۔

سلمان نے میری ہدایت کے مطابق لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے کہا۔ "اٹینشن پلیز! میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔"

کوٹھی کے احاطے کے باہر گہری خاموشی چھاگئی۔ سب لوگ کوٹھی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ سلمان نے کہا "یہاں جتنے پولیس افسران اور دوسرے اعلیٰ عہدیداران ہیں' یہ سب جانتے ہیں کہ میرے بہنوئی کو قتل کیا گیا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ قاتل کون ہے۔ میری اس بات سے سب انکار کریں گے اور قاتل کو چھپانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ لیکن مجھے کسی کے انکار کی پروا نہیں ہے۔"

ذرا توقف کے بعد دوبارہ کہا "میں نے تم لوگوں کو انصاف مانگنے کے لئے نہیں بلایا ہے۔ جب اس ملک میں انصاف ہو گا تو انصاف ضرور مانگوں گا۔ ابھی تو میں نے مطالبہ کیا ہے کہ چار گھنٹوں کے اندر میرے بہنوئی کے قاتل کو گرفتار کیا جائے۔ اس مہلت کے دو گھنٹے گزر چکے ہیں اور صرف دو گھنٹے رہ گئے ہیں۔"

لیلیٰ نے پولیس افسر کی بیٹی پر قبضہ کر رکھا تھا۔ وہ اسے چھت کی بلندی پر لے کر آئی۔ سلطانہ کمشنر کے بیٹے کو چھت کے سرے پر لائی سب لوگ گردنیں اٹھائے انہیں دیکھ رہے تھے۔ افسر نے کہا۔ "بیٹی! تم خیریت سے ہو؟"

کمشنر نے کہا "عمران بیٹے! فکر نہ کرو۔ میں آگیا ہوں۔"

عمران نے ریوالور نکال کر اپنی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہا "فکر تو آپ کریں گے۔ آپ کا اونچا عہدہ اور رعب اور دبدبہ بھی مجھے زندگی نہیں دے سکے گا۔"

وہ پریشان ہو کے بولا "بیٹے! یہ کیا کر رہے ہو؟ ریوالور پھینک دو۔"

"سوری' میرا دماغ میرے قابو میں نہیں ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے کے قبضے میں ہے۔ یہ جب چاہے' میری انگلی ٹریگر پر دبا دے گا اور میں اسے روک نہیں سکوں گا۔"

پولیس افسر کی بیٹی شکیلہ نے بھی اپنی کنپٹی سے ریوالور لگاتے ہوئے کہا "تمہاری پوری پولیس فورس' تمہارا اقتدار' تمہاری فرعونی طاقت بھی ہمیں نہیں بچا سکے گی۔ جو بھی دھوکا دے کر اندر آنے کی حماقت کرے گا اسے ہماری لاش ملے گی۔"

پھر سلمان نے صوبائی سیکریٹری کے ذریعے اسپیکر سے کہا۔ "دیکھو اور سمجھو' یہ ٹیلی پیتھی ہے۔ ابھی یہ بلا تمہارے بچوں کے سروں پر ناچ رہی ہے۔ ان کے بعد تمہارے پورے خاندان والوں کے سروں میں پہنچے گی۔ موت کو اور خیال خوانی کے عذاب کو نہ کوئی روک سکا ہے اور نہ روک سکے گا۔"

سب نے چونک کر دیکھا۔ صوبائی سیکریٹری بھی ایک ریوالور ہاتھ میں لئے چھت کے سرے پر آگیا تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک مائک تھا۔ وہ مائک کو منہ کے قریب لا کر بولا "تم سب دیکھ رہے ہو' ہم تینوں کے ہاتھوں میں اپنی اپنی موت ہے۔"

شکیلہ نے اس سے مائک لے کر کہا "میرے افسر باپ نے راجا افسر علی کو آج شام اجازت دی تھی کہ وہ فرہاد علی تیمور کی بھانجی کو اغوا کر سکتا ہے۔ اغوا کی واردات کے وقت اس علاقے میں پولیس نہیں رہے گی۔ یہ ہے ہماری پولیس' معصوم شہریوں کو تحفظ کا یقین دلا کر مجرموں کو واردات کرنے کی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔"

شکیلہ کے افسر باپ نے کہا "بیٹی! تم سراسر غلط کہہ رہی ہو۔ تمہارا باپ ایک فرض شناس افسر ہے۔ مجھے خواہ مخواہ بدنام نہ کرو۔"

کوٹھی کے سامنے صرف پولیس کی گاڑیاں نہیں تھیں۔ بے شمار لوگوں کی بھیڑ بھی بڑھتی جارہی تھی۔ ان میں راجا افسر علی بھی چھپ کر تماشا دیکھنے آیا تھا۔ میں نے اس پر قبضہ جمایا تو وہ بھیڑ کو چیرتا ہوا' چلاتا' پولیس والوں کی طرف آتے ہوئے بولا "میں راجا افسر علی ہوں۔ دنیا والو! میں سب کے سامنے اعترافِ جرم کرتا ہوں۔ میرے جرائم میں یہ پولیس افسر ہمیشہ شریک رہا ہے۔ میرے باپ راجا صفدر علی نے اس افسر کو بیٹی کی شادی کے لئے تیس لاکھ روپے دیئے تھے۔ تب سے یہ افسر وردی پہن کر جرم کرتا آرہا ہے اور آج شام اسی کے تعاون سے میں نے فرہاد کی بھانجی کو اغوا کرنا چاہا تھا' وہ اغوا نہ ہو سکی۔ خود اس کی بیٹی اغوا ہو کر یہاں پہنچ گئی ہے۔"

پولیس افسر کے اشارے پر چند سپاہی راجا افسر کو پکڑ کر اس کا منہ بند کرنا چاہتے تھے لیکن میں اسے سپاہیوں سے بچاتا رہا۔ آخر اس نے بات پوری کرلی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ پولیس افسر اور راجا افسر علی کو حراست میں رکھا جائے۔

حکم کی تعمیل کی گئی۔ دونوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ عمران نے شکیلہ سے مائک لے کر کہا "میرے کمشنر باپ کو راجا صفدر علی کی طرف سے اتنا بھتا ملتا ہے کہ اس بھتے نے میرے بڑے بھائی کو امریکا پہنچا دیا ہے اور اب میں بھی لندن میں اعلیٰ تعلیم کے لئے جانے والا تھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ میرے باپ جیسے بااختیار لوگ ہمارے ملک میں کیسی اندھی کمائی کرتے ہیں اور کس طرح غریب عوام انصاف سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔"

کمشنر نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے آکر کہا "بیشتر عہدیدار اپنی اولاد کا مستقبل شاندار بنانے کے لئے رشوت لیتے ہیں۔ میں بھی یہ چاہتا تھا کہ یہاں سے جتنی دولت حاصل کر سکتا ہوں کروں۔ پھر اپنی اولاد کے ساتھ یورپ یا امریکا میں آباد ہو جاؤں۔ لیکن جوان بیٹا موت کے مُنہ میں جارہا ہو تو میں رشوت کی دولت اور جھوٹی عزت لے کر کیا کروں گا۔"

پھر وہ چیخ چیخ کر بولا "میں فرہاد علی تیمور سے مخاطب ہوں' اپنے جرائم کا اعتراف کرتا ہوں۔ اس سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے بیٹے کی جان بخش دے۔ میں اعلانیہ کہتا ہوں کہ راجا صفدر علی نے فرہاد کے بہنوئی کو قتل کیا ہے اور میرے سامنے قتل کا اعتراف کرتے ہوئے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں قتل کے اس کیس کو سامنے آنے سے پہلے ہی دبا دوں تو وہ امریکا میں میرے بڑے بیٹے کے اکاؤنٹ میں دس ہزار ڈالر جمع کرادے گا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور میں نے بھی اس کیس کو چپ چاپ ختم کر دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس اعتراف کے بعد اب میں مجرم ہوں۔ میرا بیٹا معصوم ہے' اسے چھوڑ دو۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور لے لو۔ میری جان نکلی جارہی ہے۔"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ کمشنر سے تحریری بیان لیا جائے۔ چھت کے سرے پر کھڑے ہوئے صوبائی سیکریٹری نے کہا۔ "آج یہاں خود کو بے بس دیکھ کر یقین ہو گیا ہے کہ صرف خدا کی خدائی پائیدار ہے۔ ہماری زمین کی خدائی ناپائیدار ہے۔ ہمارا اقتدار' ہماری طاقت' دولت اور عزت کسی وقت بھی خاک میں مل جاتی ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں بھی راجا صفدر علی کے جرائم کا رازدار ہوں۔ اگرچہ فرہاد کے بہنوئی کے قتل کا چشم دید گواہ نہیں ہوں لیکن مختلف جرائم کی پردہ پوشی کرتا رہا ہوں اس لئے اسے مجرم اور قاتل کہتا ہوں۔ اسے گرفتار کیا جائے۔ فرہاد نے اس کی گرفتاری کے لئے جو مہلت دی ہے اس میں صرف چالیس منٹ رہ گئے ہیں۔"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خلا میں دائیں بائیں دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہاں جرم کا اعتراف کرنے والے فرہاد کا ذکر کر رہے ہیں اور چھت پر کھڑے ہوئے تین افراد ایسی حرکتیں کر رہے ہیں جیسے ان کا دماغ خود ان کے بس میں نہ ہو' کسی نے جادو ٹونہ کیا ہو۔ اگر اسے ٹیلی پیتھی کہتے ہیں تو فرہاد کہاں ہے؟ اگر یہاں ہے تو پلیز' مجھ سے گفتگو کرے۔"

اس نے خاموش ہو کر جواب کا انتظار کیا' پھر کہا "میں کیسے یقین کروں کہ یہ تینوں ٹیلی پیتھی کے ذریعے قیدی بنائے گئے ہیں۔ جبکہ فرہاد یہاں نہیں ہے۔"

پھر اس نے بلند آواز میں کہا "مسٹر فرہاد! میں انصاف کروں گا۔ قاتل کو گرفتار کروں گا لیکن تمہارے بہنوئی کے قتل کا یہاں کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے۔ تم گواہی اور ثبوت کے بغیر راجا صفدر کی گرفتاری کا مطالبہ نہ کرو۔"

سلمان نے صوبائی سیکریٹری کی زبان سے پوچھا "کیا ہم جیسے بڑے بڑے عہدیداروں کی گواہی کافی نہیں ہے جبکہ ہم راجا صفدر کے جرائم کے شریک رہے ہیں؟"

"تمہارے جیسے معتبر لوگوں کی گواہی پر راجا صفدر کا محاسبہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے خلاف تفتیش ہو سکتی ہے لیکن اتنے بڑے آدمی کو ثبوت کے بغیر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔"

راجا افسر سپاہیوں کے درمیان حراست میں تھا۔ وہ اچانک ہی حراست سے نکل کر بھاگتا ہوا کوٹھی کے احاطے میں آیا۔ میں نے لیلیٰ سے کہا "تم شکیلہ کے ریوالور کو راجا افسر کے پاس پھینک دو۔"

شکیلہ نے لیلیٰ کی مرضی کے مطابق چھت پر سے ریوالور کو پھینکا۔ میں نے راجا افسر سے اسے کیچ کرایا۔ پھر راجا افسر نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کہا "آپ فرماتے ہیں، ثبوت اور گواہی کے بغیر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ اس وقت میرے دماغ پر فرہاد سوار ہے۔ یہ اس ریوالور کے ذریعے میرے ہاتھ سے مجھے قتل کر رہا ہے۔ میرے قتل کے بعد آپ کس قاتل کو گرفتار کریں گے؟ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ مجھے فرہاد قتل کر رہا ہے۔ یہاں کون چشم دید گواہ فرہاد کو قتل کرتے دیکھ رہا ہے۔"

وہ ریوالور کو اپنی کنپٹی سے لگا کر بولا "جناب مجسٹریٹ صاحب، میرے بعد اوپر چھت پر کھڑے ہوئے تینوں افراد بھی آپ کے سامنے قتل ہوں گے۔ ان کے بعد میرا دوسرا بھائی اور اس کے بعد میرا باپ راجا صفدر علی قتل ہوگا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ قاتل فرہاد ہے، آپ اسے ثبوت اور گواہی کے بغیر گرفتار نہیں کر سکیں گے۔ میرے باپ کو رشوت خور عہدیدار بچاتے ہیں۔ فرہاد کو ٹیلی پیتھی بچائے گی اور آپ قتل و خون ریزی کا تماشا دیکھتے رہیں گے۔"

پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "حماقت نہ کرو۔ ریوالور پھینک دو۔ تمہارا قتل نہیں ہو رہا ہے، تم خود کشی کر رہے ہو۔"

"جب ایک کے بعد ایک قتل ہوتے رہیں گے تو تم قتل کی کتنی وارداتوں کو خود کشی کا نام دیتے رہو گے؟"

"ٹھیک ہے، ہم اس موضوع پر گفتگو کریں گے۔ پہلے تم ریوالور پھینک دو۔"

"ریوالور کی فکر نہ کرو۔ یہ پندرہ منٹ کے بعد چلے گا کیونکہ ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد دس بجیں گے اور ٹھیک دس بجے فرہاد کی دی ہوئی چار گھنٹوں کی مہلت ختم ہو جائے گی۔"

"مہلت ختم ہونے کے بعد ان بے گناہوں کو قتل کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟"

"فرہاد کا بہنوئی بھی بے گناہ تھا، اسے قتل کرنا کہاں دانشمندی تھی۔"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اعلیٰ عہدیداران سے مشورے کرنے لگا۔ ایک نے کہا "فرہاد کے پاس راجا صفدر کی ہر غلطی کا جواب موجود ہے۔"

دوسرے عہدیدار نے کہا "دس بجنے کے لئے صرف دس منٹ رہ گئے ہیں۔ پہلے کسی بھی طرح مہلت کی مدت بڑھوائی جائے۔ ورنہ یہ قتل کرے گا تو ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔ بے بسی سے دیکھتے رہ جائیں گے۔"

پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بھئی یہ سب کھوکھلی دھمکیاں ہیں۔ کیا قتل کرنا اتنا آسان ہے۔ وہ بھی ہم پولیس والوں کے سامنے؟"

ایک نے کہا "آفیسر! معلوم ہوتا ہے آپ ٹیلی پیتھی کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہیں۔ بہتر ہے، ہم یہ نو منٹ ضائع نہ کریں، فرہاد سے تھوڑی مہلت اور مانگ لیں۔"

ایک عہدیدار نے بلند آواز میں کہا "مسٹر فرہاد! ہمیں تمہارا مطالبہ منظور ہے۔ ہم راجا صفدر کو گرفتار کریں گے۔ ہمیں اسے تلاش کرنے کی مہلت دو۔"

"جو مہلت دی گئی تھی، اتنی دیر میں فرہاد یورپ سے پاکستان پہنچ گیا ہے اور تم ایک ہی شہر میں رہنے والے بدنام مجرم کو گرفتار نہ کر سکے۔ فرائض کی ادائیگی کو پس پشت ڈال کر بہانے کرنا اور مجرموں کو پناہ دینا تم لوگوں کو خوب آتا ہے۔ فرہاد بھی ایسے ہتھکنڈے جانتا ہے۔ وہ خون کے بدلے خون کرے گا۔ اور ایک خون کرے گا۔ تب دوسری بار راجا صفدر کو گرفتار کرنے کی مہلت دے گا۔"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کہا "راجا افسر ہمارے جواب میں تم نہ بولو۔ فرہاد کو براہِ راست ہم سے باتیں کرنے دو۔"

راجا افسر نے کہا "اب باتیں کرنے کا وقت کہاں رہا۔ گھڑی دیکھو، صرف چار منٹ رہ گئے ہیں، دیکھو میں ابھی تمہارے سامنے بول رہا ہوں۔ اب تین منٹ رہ گئے ہیں۔ اب دو منٹ۔ اس کے بعد یہ بولنے والا ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے گا۔ دیکھو وقت کتنی تیزی سے گزر رہا ہے۔"

پولیس کے اعلیٰ افسر نے سپاہیوں کو حکم دیا "اسے پکڑو، ریوالور چھین لو۔"

سپاہیوں کے آگے بڑھنے سے پہلے ہی چھت پر سے صوبائی سیکریٹری نے کہا "اسے روکو گے تو ہمارے ریوالوروں سے گولیاں چلیں گی اور ہماری جانیں جائیں گی۔ کیا ایک کو بچانے کے لئے تین کو مرتے دیکھنا چاہتے ہو۔"

مجسٹریٹ نے سپاہیوں کو رکنے کا حکم دیا۔ اسی وقت مہلت کا آخری سیکنڈ گزر گیا۔ راجا افسر نے ٹریگر کو دبا دیا۔ پھر تڑپ کر اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ ٹھائیں کی آواز کے بعد گہری خاموشی چھا گئی۔ بھیڑ لگانے والے کوٹھی کے قریب جا کر لاش دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر پولیس والے انہیں روکنے لگے۔ تھوڑی دیر تک افراتفری رہی پھر

سلمان نے اسپیکر کے ذریعے کہا "میرے دوستو! معصوم شہریو! یہ ابتدا ہے۔ اب یہ تماشا دنیا دیکھے گی کہ اندھیر نگری میں مظلوم عوام کو انصاف کیسے ملتا ہے۔ یہ تمام ذمے دار افسران دو میں سے ایک کام کریں گے۔ ابھی نااہلی کا اعتراف کر کے استعفا دیں گے۔ اپنی وردیاں اتار دیں گے یا پھر اگلے چار گھنٹوں میں راجا صفدر علی کو گرفتار کر کے سزائے موت دیں گے۔"

دور تک کھڑے ہوئے لوگ ایک آواز ہو کر کہنے لگے "نااہل افسران ہائے ہائے۔ رشوت خور افسران ہائے ہائے۔"

سلمان نے سیکریٹری کے ذریعے کہا "اب سے چار گھنٹے یعنی رات کے دو بجے تک مہلت دی جاتی ہے۔ اگر انہوں نے راجا صفدر علی کو گرفتار نہ کیا تو اس کا دوسرا بیٹا اپنی جان سے جائے گا۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے گھروں میں جا کر آرام کریں۔ ٹھیک دو بجے یہاں آکر دیکھیں۔ یہاں راجا صفدر مرنے کے لئے آئے گا یا پھر اس کا بیٹا۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "دوسرے بیٹے کی موت کے بعد قانون کے محافظوں پر سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ فرہاد علی تیمور آج صبح چھ بجے خود راجا صفدر کو گرفتار کر کے لائے گا اور آپ کے سامنے اسے سزائے موت دے گا۔"

کمشنر کے بیٹے عمران نے سلطانہ کی مرضی کے مطابق کہا۔ "جب تک قاتل اپنے انجام کو نہیں پہنچے گا، ہم تینوں یہاں قیدی بن کر رہیں گے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ راجا صفدر کے عبرتناک انجام کے بعد اس کوٹھی کے کسی فرد کو گرفتار کیا جاسکے گا۔ فرہاد کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے نااہل اور فریبی افسران کی اولادوں اور دوسرے عزیزوں کے دماغوں میں جگہ بنا رہے ہیں۔ فرہاد کی بہن یا اس کے بچوں کو کوئی آنکھ بھی دکھائے گا تو اس کے پیاروں کی، اس کی اولادوں کی آنکھیں نکال لی جائیں گی۔"

سیکریٹری نے کہا "اس کوٹھی کے احاطے میں صرف چار سپاہی آکر راجا افسر کی لاش لے جاسکتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی یہاں قدم نہ رکھے۔ ہم چھت پر سے کوٹھی کے اندر جا رہے ہیں۔ جانے سے پہلے میں عوام سے کہتا ہوں کہ آج فرہاد نے جو عدالت بہن کے دروازے پر قائم کی ہے اس کے دروازے آپ کے لئے کھلے رہیں گے۔ جسے انصاف نہیں ملے گا، اسے چار گھنٹے کے اندر اس عدالت سے انصاف مل جائے گا۔"

تمام لوگ فرہاد زندہ باد کے نعرے لگانے لگے۔ اعلیٰ عہدیداران ایسے وقت عوام کا سامنا نہیں کر سکتے تھے۔ وہ جلدی جلدی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر جانے لگے۔ صرف پولیس والے رہ گئے کیونکہ رات کے دو بجے پھر صبح چھ بجے وہاں عدالت لگنے والی تھی۔

راجا افسر علی کی موت نے تمام مغرور عہدیداران اور مجرموں کی سرپرستی کرنے والے افسران کو یقین دلا دیا تھا کہ فرہاد اپنے بہنوئی کے قتل کے معاملے میں ایک سیکنڈ کی بھی مہلت اور رعایت

نہیں دے گا۔ رات کے دو بجے اور صبح چھ بجے قاتل اور اس کا دوسرا بیٹا اپنے بھیانک انجام کو ضرور پہنچیں گے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا تھا اور تمام عہدیداران سے کہہ دیا تھا "آپ سب کو جب یہ یقین ہو گیا ہے کہ قاتل فرہاد کے ہاتھوں صبح مارا جائے گا تو بہتر ہے خود اس قاتل کو گرفتار کر کے اپنا نام روشن کریں۔"

ایک عہدیدار نے کہا "ہمیں اپنے بچوں کی فکر ہے۔ فرہاد نے جس جس طرح شکیلہ اور عمران کو یرغمال بنایا ہے اسی طرح ہمارے بچوں کے لئے بھی مصیبت بن جائے گا۔"

پولیس کے اعلیٰ افسر نے کہا "میں نے بارہ افسروں کو ان کے سپاہیوں کے ساتھ راجا صفدر کی تلاش میں روانہ کیا ہے۔"

"کچھ بھی کرو، اسے جلد سے جلد گرفتار کرو۔ وہ جتنا بااثر ہے، اتنا ہی ہمارے لئے دردِ سر بن گیا ہے۔ اس ایک شخص کو بچانے کے لئے ہم رشوت خور اور نااہل کہلانا منظور نہیں کریں گے۔"

"آپ لوگوں نے سنا، صوبائی سیکریٹری صاحب ہمارے خلاف اور فرہاد کی حمایت میں بول رہے ہیں۔"

"وہ ٹیلی پیتھی کے دباؤ میں تھے۔"

"کچھ بھی ہو، ہم سے یہ کہا گیا ہے کہ فرہاد اپنی بہن کے دروازے پر عوامی عدالت قائم رکھے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ ہم اپنے اختیارات کو غلط طریقے سے استعمال نہیں کریں گے۔ کریں گے تو وہ اسی طرح لوگوں کے سامنے ہماری انسلٹ کرے گا۔"

"راجا صفدر اپنی حماقت سے ہم پر یہ مصیبت لے آیا ہے۔"

"سنا ہے فرہاد سپر پاور کے خلاف بہت مصروف رہتا ہے، اسے ادھر آنے کی فرصت نہیں ملتی ہے۔ بہنوئی کے قتل نے اسے آنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے، قاتل کو سزائے موت دینے کے بعد وہ چلا جائے گا۔ ہمیں اس سے نجات مل جائے گی۔"

مجسٹریٹ نے پولیس کے اعلیٰ افسر سے کہا "پلیز! آپ راجا صفدر کو صبح سے پہلے کسی طرح بھی گرفتار کریں۔ اسے فرہاد کے حوالے کریں۔"

اعلیٰ افسر ٹرانسیٹر کے ذریعے رابطہ کرنے لگا۔ ٹرانسیٹر کے اسپیکر سے باری باری مختلف افسروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، وہ جن خفیہ اڈوں پر چھاپے مارنے گئے تھے، وہاں سے رپورٹ سنا رہے تھے کہ راجا صفدر کسی اڈے میں نہیں ہے۔ اس کے خاص ماتحت کو حراست میں لیا گیا ہے۔ لیکن وہ بھی اپنے باس کے متعلق کچھ نہیں جانتا ہے۔

دوسرے پولیس افسر نے کہا "میں نے راجا صفدر کے بڑے بیٹے راجا اکبر علی کو گرفتار کیا ہے۔ وہ قسمیں کھا کر کہہ رہا ہے کہ اسے اپنے باپ کی روپوشی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "راجا اکبر علی سے بولو، ٹھیک دو بجے اس کی

موت ہے۔ اگر باپ گرفتار ہو گا تو فرہاد بیٹے کو زندہ چھوڑ دے گا۔"

"سر! میں یہ ساری باتیں اسے بتا چکا ہوں۔ یہ کہتا ہے' اسے حراست میں نہ رکھا جائے۔ باپ کو تلاش کرنے کا موقع دیا جائے۔"

"اسے آزادی سے تلاش کرنے دو۔ تم اس کے ساتھ رہو۔"

میں ان کے درمیان تھا۔ ان کی مصروفیات کو سمجھ رہا تھا پھر میں راجا اکبر علی کے پاس آیا۔ پولیس افسر اس کی ہتھکڑی کھولتے ہوئے کہہ رہا تھا "تم اسے تلاش کرنے کے لئے جہاں بھی جانا چاہو میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔"

وہ سوچنے لگا "دو خفیہ پناہ گاہیں ایسی ہیں جن کے بارے میں صرف میں جانتا ہوں۔ وہاں پولیس والوں کو کبھی نہیں لے جاؤں گا۔"

پھر وہ بولا "آپ مجھے تنہا جانے دیں۔ ورنہ میں جہاں جاؤں گا وہاں ڈیڈی کو پہلے سے معلوم ہو جائے گا کہ میں پولیس والوں کے ساتھ آرہا ہوں۔"

اس کی باتوں کے دوران میں نے دونوں خفیہ پناہ گاہوں کا پتا معلوم کرلیا۔ پھر پرل کانٹی نینٹل کے ایک کمرے میں حاضر ہو گیا۔ میں یہاں انتونی پاؤلیا کی حیثیت سے قیام کر رہا تھا۔ میں نے ٹرانسیٹر کے ذریعے راجا صفدر علی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ گاڈ فادر کے خاص وفادار انتونی پاؤلیا سے ضرور باتیں کرے گا اور اس سے تحفظ مانگے گا لیکن وہ کسی پر بھروسا نہیں کر رہا تھا۔ اس نے ٹرانسیٹر کال کا جواب نہیں دیا تھا۔

اگر وہ پولیس افسر راجا اکبر کے ساتھ اس کی خفیہ پناہ گاہوں میں جانے کے لئے بضد رہتا تو کام بگڑ جاتا۔ وہ کمبخت وہاں سے بھی فرار ہو جاتا۔ میں ہوٹل کے کمرے سے باہر آیا۔ وہاں سے کرائے کی ایک کار لی پھر تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا شاہدرہ کی طرف چل پڑا۔ اگرچہ میں برسوں کے بعد آیا تھا' لاہور اتنا بدل گیا ہے کہ پرانا لاہور کہیں دکھائی نہیں دیتا لیکن داتا دربار کے پاس سے گزرتے ہوئے وہی برسوں پرانے راستے اور مکانات نظر آنے لگے۔ راوی کے پُل پر پہنچتے ہی ٹیلی پیتھی کی ابتدا یاد آگئی۔ اسی راوی کے کنارے میں نے مہینوں ریاضت کی تھی' خیال خوانی سیکھنے کے کتنے ہی اہم مرحلوں سے گزرتا رہا تھا۔ اس دریا نے میرے اندر ایسی روانی پیدا کردی تھی کہ میں آج بھی دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک رواں دواں رہتا تھا۔ میرے اندر راوی کبھی سوکھتا نہیں ہے' ہر لمحہ جوان اور بھرپور رہتا ہے۔

میں نے مقبرہ جہانگیر کے بیرونی پھاٹک کے سامنے کار روک دی۔ آگے تیسری گلی میں ایک چھوٹا سا پختہ مکان تھا۔ آس پاس گلیوں میں سناٹا تھا۔ آدھی رات ہو چکی تھی۔ میں نے اس پختہ مکان کے سبز دروازے پر دستک دی۔ راجا اکبر کی سوچ نے بتایا تھا کہ تیسری گلی میں سبز رنگ کے دروازے والے مکان میں اس کا باپ اپنی ایک داشتہ کے پاس مل سکتا ہے۔

یہ اس کے باپ کا نیا اڈا تھا۔ بیٹے کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا۔ دوسری دستک پر کسی نے اندر سے پوچھا "کون ہے؟"

دروازہ کھلوانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ میں پوچھنے والی کے پاس مکان کے اندر پہنچ گیا۔ وہ جواب کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا "کیا خالد حمید صاحب یہاں رہتے ہیں؟"

"نہیں۔ یہاں کوئی خالد حمید نہیں رہتا۔"

"شکریہ۔ آپ کو زحمت دی معافی چاہتا ہوں۔"

میں قدموں کی آواز پیدا کرتا ہوا واپس جانے لگا۔ وہ دروازے سے کان لگا کر سن رہی تھی۔ اس کی سوچ نے بتادیا کہ راجا صفدر اس کے پاس نہیں ہے۔ پچھلے دو دن سے لاپتا ہے۔ اس کی کوئی خبر نہیں مل رہی ہے۔

میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا کار میں آکر بیٹھ گیا۔ پھر اس عورت کی سوچ میں سوال کیا "وہ اچانک لاپتا کیوں ہو گیا ہے؟"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "بہت بڑا شریف بدمعاش ہے۔ کچھ پتا نہیں چلتا کہاں مرتا کھپتا رہتا ہے۔ میرے لئے تو یہی کافی ہے کہ ہر ماہ کی دس تاریخ کو مجھے بیس ہزار دے دیتا ہے۔"

میں نے اس کی سوچ میں کہا "آج گیارہ تاریخ ہے' کل دس تاریخ گزر گئی۔ وہ دو دن سے نہیں آیا ہے۔ پھر بیس ہزار کیسے ادا ہو گئے۔"

اس کی سوچ نے کہا "کل شاہدرہ ریلوے اسٹیشن کا سگنل مین آیا تھا۔ اس نے بیس ہزار دیتے ہوئے کہا تھا' راجا صاحب نے یہ رقم دی ہے اور تاکید کی ہے کہ کوئی بھی آکر پوچھے تو کہہ دینا' راجا صاحب ادھر نہیں آتے ہیں۔"

میں نے اس سگنل مین کا نام معلوم کیا۔ وہ عورت بیس ہزار کی خوشی میں اس کا نام پوچھنا بھول گئی تھی۔ میں نے اس کی یادداشت کو کریدنا شروع کیا۔ شاید اس کی کوئی چھوٹی موٹی سی پہچان ہو۔ آخر اسے یاد آیا کہ سگنل مین نے بائیں کلائی میں منت کے کڑے پہنے ہوئے تھے۔

میں نے کار اسٹارٹ کی۔ پھر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن کی طرف جانے لگا۔ ڈرائیونگ کے دوران ایک ذرا راجا اکبر کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ پولیس افسر کے ساتھ اسی مکان کی طرف آرہا تھا جہاں سے میں واپس جارہا تھا۔

میں نے مین روڈ کے کنارے کار روک دی۔ ریل کی پٹڑیوں کو پار کرتا ہوا سگنل کیبن کے پاس آیا۔ پھر سیڑھی چڑھتا ہوا اوپر کیبن میں پہنچا۔ وہاں ایک شخص لکڑی کے تختے پر ٹیلیفون کے پاس سو رہا تھا۔ آہٹ سنتے ہی اٹھ کر بولا "کون ہے؟"

میں نے دروازے پر آتے ہی اس کی بائیں کلائی میں منت والے کڑے دیکھ لئے۔ اس نے مجھے دیکھ کر پوچھا "صاحب! آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے؟"

"ہاں' معمولی سا کام ہے۔ مجھے راجا صفدر علی سے ملا دو۔"

وہ پہلے تو چونک گیا پھر سنبھل کر بولا "میں کسی راجا کو نہیں جانتا۔ آپ مجھ سے پوچھنے کیوں آئے ہیں؟"

میں نے اسے بت کی طرح ساکت بٹھادیا۔ اس کی سوچ بتانے لگی۔ وہ واقعی کسی راجا صفدر کا نام نہیں جانتا تھا۔ پرسوں رات کو ایک شخص معمولی لباس میں اس سے ملنے آیا تھا۔ اس نے کہا "سنا ہے' تم جس ریلوے کوارٹر میں رہتے ہو' اسے کرائے پر دینا چاہتے ہو؟"

سگنل مین نے کہا "میں ایک آدمی سے سو روپے ایڈوانس لے چکا ہوں۔ وہ ایک ہفتہ بعد وہاں آکر رہے گا۔"

اس شخص نے اسے ایک ہزار دیتے ہوئے کہا "یہ پیشگی ہے۔ جس سے سو روپے لئے ہیں' اسے واپس کردو' وہ کوارٹر مجھے رہنے کے لئے دو۔ میں بہت ضرورت مند ہوں۔"

سگنل مین نے لالچ میں آکر وہ ریلوے کوارٹر اسے رہنے کے لئے دے دیا۔ وہ ایک کمرے کا مکان تھا۔ راجا صفدر علی نے سوچا ہو گا' اس جیسے بے انتہا دولت مند آدمی کو ڈھونڈنے کے لئے شاہدرہ کے ریلوے کوارٹر میں کوئی نہیں آئے گا اور وہ ایک معمولی آدمی کی حیثیت سے وہاں چھپا رہے گا۔

دوسرے دن دس تاریخ کو اس نے سگنل مین سے کہا "میرے پاس ایک عورت کی امانت ہے' کیا تم اسے لے جاکر پہنچادو گے؟"

"بے شک پہنچادوں گا۔"

اس نے کاغذ کا ایک بنڈل دیا۔ اسے اپنی داشتہ کے گھر کا پتا بتایا۔ اس گھر کو سبز دروازے کے ذریعے پہچاننا آسان تھا۔ اس شخص نے تاکید کی تھی کہ وہ کاغذ کا بنڈل کھول کر نہ دیکھے۔ سگنل مین ایماندار تھا۔ امانت میں خیانت کرنا گناہ سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے کچھ دیکھے سمجھے بغیر وہ امانت پہنچادی۔

اس عورت نے دوسرے کمرے میں جاکر وہ بنڈل کھول کر دیکھا ہو گا' واپس آئی تو بہت خوش تھی۔ اسے چائے یا ٹھنڈا پینے کے لئے کہا پھر پوچھا "راجا صاحب کہاں ہیں؟"

سگنل مین نے کہا "میں کسی راجا صاحب کو نہیں جانتا۔ ایک شریف آدمی نے یہاں امانت پہنچانے کو کہا' میں نے پہنچادی۔"

اب سگنل مین سوچ رہا تھا کہ اس عورت نے بھی کسی راجا صاحب کو پوچھا تھا اور یہ آدمی جو ابھی میرے کیبن میں آیا ہے' یہ بھی راجا کا نام لے رہا ہے اور میرے کرائے دار نے اپنا نام محمود بھٹی بتایا ہے۔

میں سمجھ گیا کہ محمود بھٹی کے پیچھے میرا مجرم چھپا ہوا ہے۔ میں کیبن سے نیچے آکر ریل کی پٹڑیاں پار کرتا ہوا اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا پھر سگنل مین کو اس کی جگہ سے اٹھادیا۔ وہ کیبن سے باہر آیا پھر ریلوے کوارٹر کی طرف جانے لگا۔ میں نے اس کے دماغ کو اس حد تک ڈھیل دی کہ وہ اپنے کوارٹر کے راستے کو پہچانتے ہوئے چلے کیونکہ میں راستہ نہیں جانتا تھا۔

اس نے دروازے پر دستک دی۔ سہما ہوا آدمی کبھی پہلی دوسری دستک پر آواز نہیں دیتا۔ پھر رات کے اس حصے میں تو وہ دستک اس کے اندر دھماکا کر رہی ہو گی۔ جب وہ سگنل مین دروازہ پیٹنے لگا اور کہنے لگا "بھٹی صاحب' دروازہ کھولو۔ بہت ضروری کام ہے۔"

سگنل مین کی آواز سن کر وہ دروازے کے قریب آیا پھر بولا۔ "کیا بات ہے؟ اتنی رات کو کیوں آئے ہو؟"

میں نے سگنل مین کو خاموش رہنے دیا۔ اس نے پوچھا۔ "جواب دو۔ میری نیند خراب کرنے کیوں آئے ہو؟"

میں نے اس آواز اور لہجے کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ پتا چلا وہ لہجہ بدل کر بول رہا ہے۔ سگنل مین نے میری مرضی کے مطابق روتے ہوئے کہا "بھٹی صاحب! میرا بچہ بہت بیمار ہے۔ اسے اسپتال لے جانے کے لئے دو سو روپے کی سخت ضرورت ہے۔"

وہ جھنجلا کر بولا "لعنت ہے' اتنی سی بات کے لئے میری جان نکال دی۔ ٹھہرو میں روپے لاتا ہوں۔"

تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھاگئی۔ پہلے اندر تاریکی تھی پھر بلب روشن ہو گئے۔ ذرا انتظار کرنا پڑا۔ پھر اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "دیوار کے پاس آؤ اور ہاتھ بڑھا کر رقم لے لو۔"

وہ مطمئن ہونے کے باوجود دروازہ کھولنا نہیں چاہتا تھا۔ چھوٹے سے آنگن کی دیوار بہت نیچی تھی۔ میں نے سگنل مین کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمایا۔ وہ اچھل کر دیوار پر بیٹھ گیا۔ راجا صفدر علی ایک دم سے گھبرا کر یوں پیچھے ہٹا جیسے موت دیوار پر آبیٹھی ہو۔

اس نے پوچھا "تت...... تم دیوار پر کیوں چڑھ گئے ہو؟"

وہ اندر آنگن میں کود گیا۔ راجا صفدر بھاگ کر کمرے کا دروازہ بند کرنا چاہتا تھا' سگنل مین نے ایک لات ماری۔ دروازہ بند ہوتے ہوتے کھل گیا۔ وہ اچھا خاصا صحت مند تھا۔ سگنل مین کو مار پیٹ کر نکل جانا چاہتا تھا لیکن دو چار کراٹے کے ہاتھ پڑے تو وہ چکرا گیا۔ سگنل مین اس کی گردن دبوچ کر روشن بلب کے سامنے لے آیا۔ میں نے آنکھوں میں جھانک کر دیکھا تو دماغ کا راستہ کھلتا چلا گیا۔ پھر میں نے اسے اُس کے ذریعے ایک طرف پھینکتے ہوئے اس کے دماغ میں جاکر کہا "اپنی آواز اور لہجہ چھپاؤ۔ موت ہر حال میں اپنے وقت پر آتی ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "نہیں' تم میرے دماغ میں نہیں ہو۔ میں تین راتوں سے تمہیں خوابوں میں دیکھتا آیا ہوں۔ یہ بھی ایک خواب ہے۔"

سگنل مین نے کہا "اپنے منہ پر جوتا مارو۔ پتا چل جائے گا سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو۔"

میں نے اسے اپنے ہی ہاتھوں جوتا کھانے پر مجبور کردیا۔ منہ پر جوتا پڑتے ہی تکلیف سے بولا "میں جاگ رہا ہوں۔ مگر یہ ٹیلی پیتھی کیا چیز ہے۔ سگنل مین میری پٹائی کر رہا ہے اور فرہاد دماغ میں بول

رہا ہے۔ میرے خدا! یہ سچ ہے تو اسے جھوٹ بنا دے۔"

میں نے اسے چھوڑ کر تمام اعلیٰ عہدیداران اور پولیس افسران کو باری باری مخاطب کیا "آپ کا جو فرض تھا، اسے میں نے پورا کیا ہے۔ راجا صفدر علی کو اس کی قبر سے زندہ نکال لایا ہوں۔ وہ دو بجے سے پہلے میری بہن کے دروازے پر پہنچے گا۔ آپ حضرات تشریف لے آئیں۔"

پھر میں نے سلمان سے کہا "لیلیٰ اور سلطانہ کے ساتھ ان قیدیوں کو پھر سے سنبھال لو۔ مائک کے ذریعے اعلان کرو کہ قاتل گرفتار ہو گیا ہے اور گرفتاری کا سہرا کسی بھی قانون کے محافظ کے سر نہیں ہے۔ اس قاتل کو ایک گھنٹے کے اندر اندر سزا ملے گی۔"

پھر میں نے شاہینہ سے کہا "میری بہن! جانِ فرہاد! میں تمہارا سہاگ تو واپس نہیں لا سکتا، قاتل کو لا رہا ہوں۔ تم اس کی جیسی موت چاہو گی، ویسی ہی موت اُسے ملے گی، میں ابھی اسے لا رہا ہوں۔"

اس کے بعد میں راجا صفدر کے پاس آیا۔ وہ کوارٹر سے نکل گیا تھا اور اب گوجرانوالہ جانے والی سڑک پر بھاگ رہا تھا۔ میں نے اسے پلٹا دیا۔ وہ اباؤٹ ٹرن ہو کر دوڑنے لگا۔ دوڑتے دوڑتے میری کار کے پاس آیا پھر دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میں نے پچھلی سیٹ سے کہا "شاباش! آگے چلو۔ پیچھے موت چلے گی۔"

اس نے گھبرا کر پیچھے دیکھا پھر چونک کر بولا "مسٹر انتونی پاولیا! تم ہو۔ تھینکس گاڈ! تم میرے بہت ہی برے وقت میں سہارا بن کر آئے ہو۔ پلیز، مجھے ایسی جگہ پہنچا دو۔ جہاں ٹیلی پیتھی نہ پہنچتی ہو۔"

"میں ایسی ہی جگہ تمہیں پہنچاؤں گا، گاڑی اسٹارٹ کرو۔"

اس نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔ میں انتونی کی داڑھی مونچھیں چہرے سے ہٹا کر کھڑکی سے باہر پھینکنے لگا۔ وہ ناہور سے دور جانے کے لئے گاڑی کو موڑنا چاہتا تھا، میں نے اسے مڑنے نہیں دیا۔ وہ پریشان ہو کر بولا "میں گاڑی کہیں لے جانا چاہتا ہوں .... یہ کسی اور سمت جا رہی ہے۔"

"جانے دو۔ یہ تمہاری نجات کے راستے پر جا رہی ہے۔"

میں نے سنہرے بالوں والی وِگ سر سے اتار کر باہر پھینک دی۔ رومال سے چہرے کا عارضی میک اپ پونچھنے لگا۔ اس نے کئی بار پلٹ کر کچھ کہنا چاہا۔ میں نے اسے پیچھے دیکھنے نہیں دیا۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا جا رہا تھا اور پریشان ہو رہا تھا کہ شہر میں کیوں آ گیا ہے۔ پھر گلبرگ کے راستے پر آ کر پریشانی اور بڑھ گئی کیونکہ لبرٹی مارکیٹ سے پرے شاہینہ کی کوٹھی تھی۔

اس نے کوٹھی سے کچھ فاصلے پر کار روک دی۔ میں پچھلی سیٹ سے باہر آ گیا۔ دروازے کو بند کر دیا۔ وہ ڈرائیو کرتا ہوا آگے جانے لگا۔ کوٹھی کے سامنے دور تک لوگوں کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ سب لوگ قاتل کا انجام دیکھنے آئے تھے۔

پولیس والوں نے قاتل کی گاڑی روک دی۔ آگے کسی گاڑی کے جانے کا راستہ نہیں تھا۔ پولیس نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔ راجا صفدر کار سے نکل کر ایک کوٹھی کے احاطے کی دیوار پر چڑھ گیا۔ پھر بلند آواز سے بولا "میں راجا صفدر علی ہوں۔ مجھے دیکھو، میں فرہاد کے بہنوئی کا قاتل ہوں اور اپنے عبرتناک انجام کا منظر تمہیں دکھانے آیا ہوں۔"

ایک پولیس افسر نے ریوالور نکال کر کہا "خبردار راجا صفدر! تم نشانے پر ہو۔ ہم سے بچ کر نہیں جا سکو گے۔"

راجا صفدر نے کہا "اس چڑی مار کو دیکھو۔ جب قاتل خود گرفتار ہونے آیا ہے تو یہ اپنی جھوٹی فرض شناسی دکھا رہا ہے۔"

سب لوگ افسر پر ہنسنے لگے۔ راجا صفدر نے کہا "لوگو! میں مقتول کے دروازے پر جا رہا ہوں۔ اگر کوئی میرا راستہ روکے تو تم سب اسے روکنے نہ دینا۔ میں پولیس والوں سے بھی کہتا ہوں، ان کی کارکردگی دکھانے کا وقت گزر چکا ہے۔ اس لئے وہ خاموش تماشائی بن کر فرہاد کی عوامی عدالت کا فیصلہ سنیں اور مجھے میرے انجام کو پہنچنے دیں۔"

وہ احاطے کی دیوار پر چلتا ہوا دوسری کوٹھی کے احاطے کی دیوار پر آیا پھر کہنے لگا "دنیا والو! اپنے ملک کے بڑے بڑے لوگوں سے پوچھو کہ میں کتنا بڑا آدمی ہوں۔ میں کبھی حکومت کی کرسی پر نہیں بیٹھتا لیکن حکمرانوں اور اپوزیشن والوں کی ناک میں دم کرتا رہتا ہوں۔ دونوں سے مراعات اور زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل کرتا ہوں۔ میں یہاں کا بے تاج بادشاہ ہوں۔ یہ عبرت کا مقام ہے کہ مجھ جیسا بااختیار اور بے پناہ طاقت رکھنے والا اتنا بے اختیار اور بے بس ہو گیا ہے کہ اپنا کوئی حربہ آزما کر خود کو سزا سے نہیں بچا سکتا۔ انسان اور اس کی تمام توانائیاں ناپائیدار ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہمارا سرِ پُرغرور، خاک میں مل جاتا ہے۔"

وہ بولتا ہوا شاہینہ کی کوٹھی کے احاطے کی دیوار پر آ گیا، پھر بولا۔ "اس دنیا سے جاتے جاتے یہ بھی اعتراف کر لوں کہ میں یہودی تنظیم کا کتا ہوں۔ میں نے یہودیوں کے مفاد میں بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ میں دولت یہودیوں سے حاصل کرتا ہوں، نمک پاکستان کا کھاتا ہوں اور پاکستانی قوم پر بھونکتا ہوں اور اسے کاٹتا ہوں۔"

یہ سنتے ہی لوگ مشتعل ہو گئے۔ پتھر اٹھا اٹھا کر راجا صفدر کو مارنے لگے۔ یہ قوم بڑے سے بڑا دھوکا برداشت کر سکتی ہے لیکن یہودیوں کی سازشوں اور ان کے زرخرید کتوں کو ایک پل کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ پورا ہجوم اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔

یہ ایسی سچویشن تھی جس پر قابو پانا ممکن نہیں تھا۔ پولیس والے اتنے بڑے ہجوم کو کنٹرول نہیں کر سکتے تھے۔ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی انہیں مذہبی جوش اور جذبے سے باز نہیں رکھ سکتے تھے۔ میں نے شاہینہ سے کہا "اس ہجوم کو قابو میں کرنا ممکن نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے قاتل کو تمہاری مرضی کے مطابق سزائے موت نہیں ملے گی۔"

"بھائی جان! اس سے زیادہ عبرتناک سزا ہم اور آپ نہیں دے سکتے تھے۔ میرے وطن کے لوگ ہمیشہ بے حس اور خوابیدہ نہیں رہتے، جب بیدار ہوتے ہیں تو دشمنوں کی بوٹیاں نوچ لیتے ہیں۔"

واقعی یہودیوں کے دلّال کی بوٹیاں نوچی جا رہی تھیں۔ وہ تڑپ تڑپ کر مر رہا تھا اور موت بھی جلدی نہیں آ رہی تھی۔ چونکہ میں اس کے دماغ کو کنٹرول نہیں کر رہا تھا۔ اس لئے وہ بھاگ جانے کی کوشش میں تھا لیکن ہزاروں لوگوں کے درمیان سے نکل جانے کا کوئی راستہ نہیں رہا تھا۔ لباس کی ایسی دھجیاں اڑی تھیں کہ بدن پر ایک تار نہیں رہا تھا۔

اعلیٰ عہدیداروں اور پولیس افسروں نے سمجھ لیا تھا کہ یہودی ایجنٹ کی سرپرستی کی سزا عوام انہیں بھی دیں گے۔ وہ اپنی اپنی گاڑیوں میں وہاں سے بھاگ رہے تھے۔ میں نے پھر راجا صفدر کے پاس آکر دیکھا۔ اس کا دماغ موت کی تاریکی میں گم ہو گیا تھا۔

کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ وہ مر چکا ہے، اسے چھوڑ دو۔ لیکن وہاں ایسے بھی تھے جو لاش کو بھی چھوڑنا نہیں چاہتے تھے، انہوں نے ایک گدھے کے پیچھے اسے باندھ دیا تھا اور گدھے کو ڈنڈے سے مارا تھا۔ وہ ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا ہوا بھاگ رہا تھا اور اس کے پیچھے لاش گھسٹتی جا رہی تھی۔

خدا ایسے برے انجام سے ہم سب کو بچائے۔ راجا صفدر کے نزدیک اور دور کے رشتے دار اور دوست احباب چھپ کر یہ منظر دیکھ رہے ہوں گے۔ وہ منظرِ عام پر آ کر اس کی لاش کو اپنی تحویل میں لینے کی جرات نہیں کر رہے ہوں گے۔ شاید شیطان کے رشتے دار کی حیثیت سے مار کھانا اور ذلیل ہونا نہیں چاہتے ہوں گے۔

میں نے راجا اکبر کے خیالات پڑھے۔ ایک تو وہ اس بات پر مطمئن تھا کہ باپ گرفتار ہو کر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ ورنہ فرہاد باپ کی جگہ بیٹے کو قتل کرنے والا تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ باپ کی لاش حاصل کرنے کے لئے عوام کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا، فرہاد نے اسے نظر انداز کر دیا ہے تو اب نظروں میں آنے کی حماقت نہیں کرنا چاہئے۔

میں نے کہا "یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ میں دشمنوں کو کبھی نظر انداز نہیں کرتا۔"

وہ ایک دم سے خوف زدہ ہو کر خلا میں تکنے لگا، میں نے کہا "تم اسٹوڈنٹ یونین کے لیڈر ہو۔ تمہارے باپ نے جتنے غنڈوں کو اسٹوڈنٹ بنا کر یونیورسٹی میں داخلہ دلایا تھا، ان سب کی فہرست تیار کرو اور ایک عرضی کے ساتھ اس فہرست کو وزیرِ تعلیم اور متعلقہ عہدیداروں کے پاس پہنچاؤ۔ اس عرضی میں یہ لکھو کہ فرہاد علی تیمور نے تاکید کی ہے کہ یونیورسٹی سے اس فراڈ یونین کو ختم کیا جائے۔ طلبا بن کر یونین میں رہنے والے غنڈوں کو کھلی عدالت میں سزائیں دی جائیں اور تمہارے باپ کی کروڑوں کی دولت اور جائداد حکومت کی تحویل میں دی جائے۔ اگر اس عرضی پر عمل کرنے میں ایک دن کی بھی تاخیر ہو گی تو وہ متعلقہ عہدیداروں کا آخری دن ہو گا۔"

راجا اکبر نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا "میں ابھی جاتا ہوں۔ صبح سے پہلے وہ فہرست اور وہ عرضی متعلقہ افراد تک پہنچا دوں گا۔"

وہ وہاں سے بھاگتا ہوا چلا گیا۔ میں نے صوبائی سیکریٹری کے پاس آکر کہا "یہاں جو کچھ ہوا، اسے آپ نے دیکھا ہے اور اچھی طرح سمجھا ہے۔ کیا مزید سمجھانے کے لئے آپ کے ساتھ اور آپ کی اولاد کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنا ہو گا؟"

"نہیں، فرہاد صاحب! میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ آئندہ میں کوئی غلط کام نہیں کروں گا...... نہ کسی کو اپنے سائے میں غلط کام کرنے دوں گا اور رشوت کے لین دین پر ہمیشہ کے لئے لعنت بھیج دوں گا۔"

"میں آپ کو آزاد کرتا ہوں۔ فون کرکے یہاں اپنی گاڑی منگوائیں پھر شکیلہ اور عمران کو ان کے والدین کے پاس پہنچاتے جائیں۔"

وہ خوش ہو کر فون کے پاس چلا گیا۔ شکیلہ نے کہا "فرہاد صاحب! ہم نے آپ کو دیکھا نہیں ہے۔ فرشتوں کے متعلق بھی سنا ہے دیکھا نہیں ہے۔ ہو سکے تو کبھی اپنی صورت دکھا دیں۔ ساری عمر یہ فخر رہے گا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے فرشتے کو دیکھا ہے۔"

میں نے کہا "میرے بچو! تم سب معصوم فرشتے ہو۔ تمہارے والدین کا جھوٹ، فراڈ اور رشوت خوری تمہیں جوان ہو کر فرشتہ نہیں رہنے دیتی۔"

عمران نے کہا "آپ درست فرماتے ہیں۔ آج سے ہمارے والدین اور بزرگ ناجائز کمائی کا ایک پیسہ بھی گھر لائیں گے تو ہم اس گھر کی روٹی نہیں کھائیں گے۔"

وہ تینوں وہاں سے چلے گئے۔ میں نے شاہینہ سے کہا "میں آ رہا ہوں، مگر تم مجھے پہچان نہیں سکو گی۔ میری پہچان یہ ہے کہ سفید سوٹ میں ہوں، تمہارے سامنے آتے ہی اپنا سر کھجاؤں گا اور تمہارے دماغ میں بولوں گا۔ لیکن یاد رکھو، میری آمد کو راز میں رکھنا۔ یہ بات گھر سے باہر نہ پہنچے۔ ورنہ دشمن سر پر آ پہنچیں گے۔"

وہ تعجب سے بولی "دشمن تو جہنم میں چلا گیا۔ کیا ابھی اور کوئی رہ گیا ہے؟"

"میری بہنا! تم بہت بھولی ہو۔ میں تمہیں سمجھا نہیں پاؤں گا کہ راجا صفدر علی کے پیچھے کتنے خطرناک یہودی دشمن چھپے ہوئے ہیں۔ آئندہ راجا صفدر کی جگہ کوئی دوسرا ایجنٹ ہو گا اور یہودی تنظیم کے افراد یہ نہیں چاہیں گے کہ میں پاکستان میں رہ کر اُن کے مفادات کو نقصان پہنچاؤں۔ اس لئے میں تھوڑی دیر کے لئے آ رہا ہوں پھر یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

میں تھوڑی دیر بعد کوٹھی کے اندر گیا۔ شاہینہ کے سامنے آکر سر کو کھجایا اور سوچ کے ذریعے کہا "میں ہوں، تمہارا بھائی جان۔"

وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی پھر دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ بیوہ ہوجانے والی کو رونے کے لئے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے باپ یا بھائی کا سینہ ملتا ہے جہاں وہ دل کھول کر آنسو بہاتی ہے۔ میں نے اسے خوب رونے دیا۔ اپنے بھانجوں اور بھانجیوں کو پیار کیا۔ انہیں صدمہ ضرور تھا لیکن میرے آنے کی خوشی بھی تھی اور یہ اطمینان بھی تھا کہ آئندہ فیکٹری حاصل کرنے کے لئے کوئی دشمن انہیں قتل کرنے کی دھمکی نہیں دے گا۔ اب وہ دہشت زدہ نہیں رہیں گے۔

O☆O

میری ہدایت کے مطابق پارس نیویارک سے پیرس آگیا تھا۔ ہم نے حالات کے پیشِ نظر پارس، علی تیمور اور سونیا ثانی کی شخصیات بدل دی تھیں۔ ان کی آواز اور لہجہ تبدیل کردیا گیا تھا اور ان کی یادداشت سے پچھلی زندگی بھلادی گئی تھی تاکہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے چور خیالات پڑھ کر بھی ان کی اصلیت معلوم نہ کرسکیں۔

ثانی اور علی ابھی شکاگو میں تھے۔ پارس نیویارک میں تنہا تھا۔ اس لئے میں نے اسے پیرس بلایا تھا۔ سونیا اس سے ملنا چاہتی تھی لیکن اچانک مجھے پاکستان جانا پڑا اور سونیا اٹلی کے شہر روم میں ٹھہر گئی تاکہ یہودی تنظیم والوں کو پھر ایک اچھا سبق سکھاسکے۔

ایسے وقت پارس پیرس پہنچا تو سلمان پھر اس پر عمل کرکے اس کی یادداشت واپس لے آیا۔ پھر اس سے کہا "پاکستان میں تمہارے پھوپا کو قتل کردیا گیا۔ تمہارے پاپا وہاں موجود ہیں۔ تمہیں بھی وہاں جانا چاہئے۔"

"پاپا قاتل کو نہیں چھوڑیں گے۔ کیا وہاں اور بھی مسائل ہیں؟"

"ہاں۔ یہودی تنظیم کے لوگ تمہاری پھوپی اور بھائی بہنوں کے خلاف اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرسکتے ہیں۔ پھر یہ کہ اس تنظیم کو پاکستان کی زمین سے ہمیشہ کے لئے اکھاڑ پھینکنا ہے۔ اس لئے تمہیں جانا چاہئے۔"

"مما کہاں ہیں؟"

سلمان نے بتایا کہ سونیا اٹلی میں یہودی تنظیم کے سربراہ کو ٹھکانے لگانے والی ہے۔ پارس نے کہا "میں پہلے مما کے پاس جاؤں گا پھر ہم ماں بیٹے پاکستان جائیں گے۔"

وہ نیویارک سے ایک پاکستانی رئیس زادے حیدر علی کے بہروپ میں آیا تھا۔ پاسپورٹ اور شناختی کاغذات کے ذریعے بھی ایک پاکستانی مسلمان ثابت ہوتا تھا۔ وہ اٹلی کے شہر روم جانے کے لئے ائرپورٹ آیا۔ اسے فرینکفرٹ سے آنے والے طیارے میں ایک سیٹ مل گئی۔ اسے مقدر کی طرف سے پیش کیا جانے والا خوب صورت تصادم کہنا چاہئے۔ فرینکفرٹ (جرمنی) سے آنے والے طیارے میں سرکشی الپا موجود تھی۔

پہلے تو یہ طے کیا گیا تھا کہ الپا کے لئے اسرائیل سے خصوصی طیارہ بھیجا جائے گا لیکن پھر یہودی اکابرین نے دانشمندی سے سوچا کہ الپا کو جرمنی سے اسرائیل پہنچانے کا خصوصی انتظام کیا جائے گا تو دشمنوں کو شبہ ہوگا کہ ایک نوجوان لڑکی کی ایسی کیا اہمیت ہے کہ اسے وی آئی پی ٹریٹمنٹ دیا جارہا ہے؟

اس طرح بھید کھل سکتا تھا کہ الپا کو ایک اجنبی لڑکی کے روپ میں اسرائیل پہنچایا جارہا ہے۔ آخر یہ طے پایا کہ الپا کو بے شمار محافظوں کے درمیان ایک عام مسافر طیارے میں سفر کرنا چاہئے۔ اس کے محافظوں میں چھ نہایت ذہین اور حاضر دماغ افراد ہوں گے۔ چھ خطرناک فائٹر اور چھ جاسوسوں کے علاوہ دو نہایت ہی تیز طرار عمر رسیدہ عورتیں ہوں گی جو لوگوں کو ان کی آنکھوں، ان کے چہروں اور ان کی باتوں سے پہچان لیا کرتی ہیں۔

اس پروگرام کے مطابق الپا کے ساتھ مزید بیس عدد سیٹیں طیارے میں ریزرو کرائی گئیں۔ براہ راست اسرائیل جانے والے طیارے میں اتنی زیادہ سیٹیں نہ مل سکیں۔ پیرس، روم، ایتھنز، انقرہ سے گزرنے والے طیارے میں سیٹیں ملنے پر وہ پیرس آئی تھی۔ لیکن وہ طیارے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ ایک گھنٹے بعد طیارہ روانہ ہونے والا تھا۔ اس ایک گھنٹے میں اسے یوں لگ رہا تھا جیسے پارس اُسے اس شہر میں چھپ کر دیکھ رہا ہے۔ وہ اسے ہر ممکن طریقے سے نظرانداز کررہی تھی پھر بھی وہ حواس پر چھایا جارہا تھا۔

دوسرے مسافر سوار ہورہے تھے۔ سیٹوں کے درمیان راستے سے مسافر دستی سامان اٹھائے رک رک کر گزر رہے تھے کیونکہ اکثر نے بھاری سامان اٹھایا تھا پھر اپنی سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے سامان سنبھال کر رکھنے والے دیر کرتے تھے۔ پیچھے والوں کو آگے بڑھنے کے لئے انتظار کرنا پڑتا تھا۔ پارس بھی آگے بڑھنے کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا کہ بائیں طرف کی سیٹ پر بیٹھی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر چونک گیا۔

وہ الپا تھی مگر پہلے والی صورت شکل نہیں تھی۔ برین آپریشن کے بعد اسے دوسرا روپ دیا گیا تھا۔ وہ اپنے پاس بیٹھی ہوئی اُدھیڑ عمر عورت سے باتیں کررہی تھی۔ اس کی آواز اور لہجہ بھی بدلا ہوا تھا۔ کوئی اسے الپا کی حیثیت سے کبھی پہچان نہیں سکتا تھا۔

لیکن زہریلی حس نے اس بدن کی مخصوص مہک کو پہچان لیا، جس سے اس کی شناسائی رہ چکی تھی۔ پارس کی اس خاصیت سے مرینا بھی گھبراتی تھی۔ لاکھ بھیس بدلنے کے باوجود وہ زہریلا اس کی مہک سے اُسے پہچان لیا کرتا تھا۔

پارس نے غور سے الپا کو دیکھا۔ دیکھنے میں وہ کسی پہلو سے الپا نہیں لگ رہی تھی۔ کسی اور نشانی سے اسے پہچانا جاتا تو غلطی ہوسکتی تھی۔ لیکن ہر انسان کے جسم کی قدرتی بُو ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ شکاری کتے ایسی ہی بو سے مخصوص مجرموں تک پہنچتے ہیں اور کبھی دھوکا نہیں کھاتے۔ انہوں نے آپریشن کے ذریعے اور پلاسٹک سرجری کے ذریعے الپا کو سر سے پاؤں تک بدل

دیا تھا لیکن اس کی وہ قدرتی بُو تبدیل نہیں کرسکے تھے، جسے پارس لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔

مسافر آگے بڑھ رہے تھے۔ پارس کو بھی آگے جانا پڑا۔ اس کی سیٹ الپا سے بہت دور تھی۔ وہ سیٹ پر بیٹھ کر سوچنے لگا "میں دھوکا نہیں کھاسکتا۔ وہ حسینہ کوئی اور نہیں الپا ہے اور وہ تنہا نہیں ہے۔"

ایک خیال آیا کہ وہ ماسک مین کے آدمیوں کے ساتھ ہے۔ پھر خیال آیا، یہ طیارہ اسرائیل جارہا ہے۔ کیا وہ اپنے ملک اور اپنی قوم میں واپس جارہی ہے؟ کیا اس نے ماسک مین سے نجات حاصل کرلی ہے یا ماسک مین کے ہی کسی مشن پر کسی ملک میں جارہی ہے؟ ایسے بہت سے سوال تھے جو جواب طلب تھے۔

پھر وہ پاس بیٹھی ہوئی خاتون سے گفتگو کررہی تھی۔ گفتگو کا انداز بتارہا تھا کہ آپس میں شناسائی ہے۔ وہ تنہا سفر نہیں کررہی ہے۔ اس کے شناساؤں کو اور اس کے موجود حالات کو سمجھے بغیر اسے مخاطب کرنا مناسب نہیں تھا۔ پارس نے سوچا "ہوسکتا ہے جوجو کی طرح اس کی بھی پچھلی زندگی بھلادی گئی ہو۔ ایسا ہوگا تو وہ مجھے میرے نام سے پہچان نہیں سکے گی اور چہرہ تو پہلے ہی بدلا ہوا ہے میں اس کا صورت آشنا بھی نہیں ہوں۔"

طیارے نے اپنے وقت پر پرواز کی۔ شہر روم تک ڈیڑھ گھنٹے کا سفر تھا۔ اس ڈیڑھ گھنٹے میں الپا کو آگے جانے سے روکنا تھا یا خود اس کے تعاقب میں آگے جانا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سلمان نے مخاطب کیا۔ کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد کہا "میں نے سسٹر کو بتادیا ہے کہ تم اس فلائٹ سے آرہے ہو۔ وہ تمہیں ریسیو کرنے ائرپورٹ آئیں گی۔"

وہ بولا "انکل! میں بڑی بے چینی سے انتظار کررہا تھا۔ یہاں ایک نیا انکشاف ہوا ہے۔ اس طیارے میں الپا موجود ہے۔"

وہ بتانے لگا کہ اس نے کس طرح اسے پہچانا ہے ورنہ وہ بالکل بدل گئی ہے۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کے ساتھ کون ہے؟ اور وہ کہاں جارہی ہے؟

اس مقصد کے لئے پارس نے ایک ائرہوسٹس کو مخاطب کیا۔ اس سے پینے کا پانی طلب کیا۔ وہ مسکرا کر بولی "ابھی لاتی ہوں۔"

سلمان ائرہوسٹس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ پارس نے بتایا تھا کہ الپا نے بلیک اسکرٹ اور سرخ بلاؤز پہنا ہوا ہے۔ سلمان نے ائرہوسٹس کو اس کے پاس پہنچایا۔ ہوسٹس نے الپا کے پاس بیٹھی ہوئی خاتون سے مسکرا کر پوچھا "کسی چیز کی ضرورت ہے؟"

خاتون نے کہا "نو تھینکس۔"

سلمان نے اس کے لہجے کو نوٹ کرلیا۔ فوراً ہی اس کے دماغ میں جانا مناسب نہیں تھا۔ وہ سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک لیتی تو انہیں خطرے کا احساس ہوجاتا۔ اسی وقت پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے کہا "پلیز! ایک ڈبل پیگ ملے گا؟"

ہوسٹس حکم کی تعمیل کے لئے چلی گئی۔ ڈبل پیگ کی فرمائش کرنے والا شراب پیتا تھا۔ یوگا کا ماہر نہیں ہوسکتا تھا۔ سلمان بے کھٹکے اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کا خیال تھا، پیچھے بیٹھنے والا غیر متعلق شخص ہوگا۔ اس کے اندر رہ کر الپا اور خاتون کی باتیں سنی جاسکیں گی۔ لیکن پتا چلا کہ وہ اسرائیلی جاسوس ہے۔ الپا کی نگرانی اور حفاظت کرنے والی ٹیم کے بیس افراد طیارے میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک وہ جاسوس ہے۔

سلمان نے اس کی سوچ میں کہا "الپا کی حفاظت کے لئے یوگا کے ماہرین کو ضرور موجود رہنا چاہئے۔"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "صرف دو خطرناک فائٹر یوگا کے ماہر ہیں۔ ان میں سے ایک میرے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ دوسرا الپا کی اگلی قطار کی ایک سیٹ پر ہے۔"

سلمان تھوڑی دیر تک اس کے خیالات پڑھتا رہا۔ پھر پارس کے پاس آکر بولا "وہ تل ابیب جارہی ہے۔ ماسک مین کو دھوکا دے کر آئی ہے، اس طیارے میں اس کے بیس محافظ ہیں۔ اس کے قریب بیٹھی ہوئی دو عورتیں قیافہ شناس اور شاطر ہیں۔ سامنے والے کو چشم زدن میں تاڑ لیتی ہیں۔"

پارس نے کہا "بڑی زبردست نگرانی میں لے جارہے ہیں لیکن اسے جانا نہیں چاہئے۔"

سلمان نے پوچھا "کیا ان سے ٹکرانا چاہتے ہو؟"

"ٹکرانا ضروری نہیں ہے۔ آپ پائلٹ اور فلائٹ انجینئر کے دماغوں میں جگہ بنائیں۔ شہرِ روم پہنچتے ہی ان کے ذریعے طیارے میں فنی خرابیاں پیدا کردیں۔"

"کیا فرق پڑے گا؟ وہ دوسرے طیارے سے چلی جائے گی۔"

"دوسرے طیاروں میں آسانی سے سیٹیں نہیں ملیں گی۔ جتنی دیر میں ملیں گی اتنی دیر میں مزید الجھنیں اس کے سفر میں پیدا کردی جائیں گی۔ آپ مما سے بھی مشورہ کرلیں۔"

اس نے سونیا کے پاس آکر الپا کے متعلق بتایا، وہ بولی۔ "اسرائیل میں پہلے ہی چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ جے مورگن اور امریکا سے آئے ہوئے مزید تین خیال خوانی کرنے والوں کو برین آپریشن کے ذریعے انہوں نے اپنا وفادار بنالیا ہے۔ اس تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے الپا کو نہیں جانا چاہئے۔ اگر وہ جائے گی تو تمہاری معمولہ اور تابعدار بن کر وہاں رہے گی۔"

"سسٹر! وہ اتنے سخت پہرے میں ہے کہ اس پر تنویمی عمل کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ عمل سے پہلے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا ہوگا۔ اور اس کا کوئی چانس نہیں ہے۔ اس کا کھانا اور پینے کی ہر چیز اچھی طرح چیک کی جاتی ہے۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں عمل کرنے کا موقع دیں گے۔ تم اس طیارے کو روم سے آگے نہ جانے دو۔"

وہ پھر ائرہوسٹس کے پاس آیا اور اس کے ذریعے پائلٹ وغیرہ کے اندر جگہ بنانے لگا۔ الپا حفاظتی انتظامات سے مطمئن تھی۔ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے، ماسک مین کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ اب وہ اس کا معمول تھا۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا تھا۔ اس کے خیالات بتارہے تھے کہ جرمنی میں

ڈی الپا کے ساتھ جانے والی ٹیم کے تمام جاسوس اپنے ٹیم لیڈر کے ساتھ مارے گئے ہیں۔ دو جاسوس عورتیں ماسک مین سے رابطہ کرتی رہی تھیں۔ تیسری ڈی سمجھی جانے والی الپا ان کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔

پہلے ماسک مین وغیرہ یہی سوچتے رہے کہ ڈی نے دغا کی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ بھید کھل گیا۔ انہوں نے ماسک مین سے کہا کہ اپنی دلہن کو چیک کرے اور دلہن الپا سے فرمائش کی جائے کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے گم ہو جانے والی الپا کا سراغ لگائے۔ لیکن ماسک مین کے پاس دلہن بن کر آنے والی خیال خوانی کر نہ سکی۔

ڈی کو حراست میں لے لیا گیا۔ اس پر تشدد کیا گیا کہ اس نے دھوکا کیوں دیا۔ وہ الپا کے تنویمی عمل کے مطابق خود کو سرگئی آندروف سمجھ رہی تھی۔ ہزار تشدد کے باوجود خود کو سرگئی آندروف کہہ رہی تھی۔ قسمیں کھا رہی تھی کہ وہ کسی کو دھوکا نہیں دے رہی ہے۔

اس بے چاری کو ٹارچر سیل میں پہنچا دیا گیا تھا۔ فوجی افسرا سے مزید اذیتیں پہنچانے والے تھے۔ وہ اذیتیں برداشت کرتے کرتے مر جاتی تو ان کا کچھ نہ جاتا۔ جانے والی الپا تو چلی ہی گئی تھی۔

الپا نے سوچ کے ذریعے فوجی افسر سے کہا "کھسیانی بلی کھمبا نوچتی ہے۔ میں تمہارے ہاتھ سے نکل گئی۔ مجھے کبھی واپس حاصل نہیں کر سکو گے اس لئے غصہ اس بے چاری پر اتار رہے ہو۔"

افسر نے کہا "ہمیں دھوکا دے کر جاتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ یہاں تمہیں شہزادی بنا کر رکھا گیا تھا۔ سب نے تمہیں سر پر بٹھایا تھا' تم نے ہماری محبت کا صلہ عداوت سے دیا ہے۔"

"الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ایک تو مجھے اسرائیل سے اغوا کیا' برین آپریشن کے ذریعے میری پچھلی زندگی بھلا دی گئی' مجھے دھوکا دے کر مجھ سے جھوٹی محبت کی جاتی رہی۔ اپنے بڑوں سے کہہ دو کہ میں اپنی اصلیت جان گئی ہوں۔ میرا نام سرگئی نہیں' الپا ہے اور میں یہودی ہوں اور اب اپنی قوم میں پہنچ گئی ہوں۔"

افسران باتوں کے دوران فون کے ذریعے اعلیٰ حکام اور دوسرے اہم عہدیداران کو بتا رہا تھا کہ الپا خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کر رہی ہے۔

وہ بولی "اپنے بڑوں سے کہہ دو کہ ابھی میں نے کوئی دشمنی نہیں کی ہے۔ صرف غلامی کی زنجیریں توڑی ہیں۔ تم لوگ چاہو تو اب بھی مجھے دوست بنائے رکھ کر میری دشمنی سے محفوظ رہ سکتے ہو۔"

"بہت خوب' تم ایک ہی فقرے میں دوستی بھی کر رہی ہو اور دشمنی کے لئے چیلنج بھی۔"

"یہ چیلنج ابھی پورا کروں گی۔ اگر دس منٹ کے اندر میری ڈی کو رہا نہ کیا۔"

"تمہیں اس سے ہمدردی کیوں ہے؟"

"یہ میری آزادی کا ذریعہ بن گئی تھی۔ میں اس کی آزادی کے لئے تم لوگوں کے خلاف کچھ بھی کر سکتی ہوں۔"

اس ٹارچر سیل میں دوسرے افسران پہنچ رہے تھے۔ ماسک مین بھی آگیا تھا۔ وہ ناگواری سے بولا "میں تمہیں شریکِ حیات بنانا چاہتا تھا مگر تم نے اپنی جگہ اسے میری دلہن بنا دیا۔ یہ ڈی میرے خلاف تمہاری سازش میں شریک رہی ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ یہ بے چاری معصوم ہے' بے گناہ ہے' اس نے مجھے یہاں سے بھگانے کے سلسلے میں دانستہ کوئی رول ادا نہیں کیا ہے۔ اب آٹھ منٹ رہ گئے ہیں۔ اگر اسے رہا کر کے آزاد دنیا میں نہ بھیجا گیا تو میں ان تمام اعلیٰ عہدیداران کے دماغوں میں زلزلے پیدا کروں گی جو یوگا کے ماہر نہیں ہیں۔"

ماسک مین سوچ میں پڑ گیا۔ دوسرے لفظوں میں الپا نے اسے سوچنے پر مجبور کیا۔ "ایک ڈی کے لئے تمام اعلیٰ عہدیداران کو دماغی اذیتوں میں مبتلا کیا جا سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ اس ڈی کو رہا کر دیا جائے یہ ہمارے کسی کام کی نہیں ہے۔"

اس نے حکم دیا "اسے رہا کر دو اور کسی پہلی فلائٹ سے ملک بدر کر دو۔"

الپا نے ڈی کے دماغ میں آکر پوچھا "تم خوش ہو؟"

وہ بولی "میں تمہارا احسان نہیں بھولوں گی۔"

"تمہیں یورپ کے کسی ملک میں چھوڑ دیا جائے گا۔ تم چاہو تو میرے ملک میں میرے ساتھ رہ سکتی ہو۔"

"میرے لئے اس سے بڑی خوشی اور نہیں ہو سکتی کہ میری زندگی تمہاری خدمت کرتے ہوئے گزرے۔"

"تم خدمت گار نہیں' میری سہیلی بن کر رہو گی۔ فرینکفرٹ پہنچتے ہی اسرائیلی سفارت خانے جا کر سفیر صاحب سے ملاقات کرو۔ وہ تمہیں میرے پاس تل ابیب پہنچا دیں گے۔"

اس نے جرمنی میں اسرائیلی سفیر کے پاس آکر سوچ کے ذریعے کہا "میری ایک ہم شکل لڑکی آپ کے پاس آنے والی ہے۔ اس کا نام سرگئی آندروف ہے۔ آپ اسے بھی تل ابیب پہنچانے کا بندوبست کریں۔ وہ آئندہ ہمارے بہت کام آئے گی۔"

وہ دماغی طور پر طیارے میں حاضر ہو گئی۔ وہ روم پہنچ گئی تھی۔ طیارہ رن وے پر اتر رہا تھا۔ سلمان نے آکر پارس سے کہا "تمہاری ممانے جینز اور سرخ جیکٹ پہنی ہے۔ کوڈ ورڈز ہیں' دیر سے ملے مگر خوب ملے۔"

پارس نے پوچھا۔ "الپا کے استقبال کے لئے ان کی یہودی تنظیم کے اہم افراد ضرور ہوں گے۔"

"اس تنظیم کا گاڈ فادر بھی آیا ہوا ہے۔"

"کیا آپ اس کے خیالات پڑھ سکتے ہیں؟"

"اس کے پرسنل سیکریٹری کے دماغ میں جگہ مل گئی ہے۔ جب سے پاکستان میں تمہارے پھوپا کا قتل ہوا ہے' یہاں کا گاڈ فادر محتاط رہتا ہے۔ کسی سے اپنی اصلی آواز اور لہجے میں گفتگو نہیں کرتا ہے۔ لیکن اب وہ زیادہ محتاط نہیں ہے۔ اسے پتا چل گیا ہے کہ تمہارے پاپا پاکستان میں مصروف ہیں۔ یہاں تمہارے پاپا سے کوئی خطرہ نہیں رہا ہے۔ اس لئے وہ الپا کے شایانِ شان استقبال کے

لئے خود ائرپورٹ آیا ہے۔"

گاڈ فادر سخت حفاظتی انتظامات کے ساتھ وی آئی پی لاؤنج میں آیا تھا۔ اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ سونیا اس کی تاک میں ہے۔ اسے یہ بھی ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا کہ اس کا ایک وفادار انتونی پاڈلیا سونیا کے قابو میں ہے۔ وہ سمجھ رہا تھا' انتونی پاکستان گیا ہے۔ وہاں پہنچ کر موجودہ حالات پر قابو پا کر رپورٹ ارسال کرے گا۔

سلمان کو میں اپنے ساتھ مصروف رکھنا چاہتا تھا اس لئے جوجو سونیا کے پاس آئی اور اس سے ہدایات حاصل کرتی رہی۔ اس کے بعد وہ پرسنل سیکریٹری کے پاس آگئی اور موقع کا انتظار کرنے لگی۔ گاڈ فادر نے جس ویٹر کو کافی کا آرڈر دیا اس ویٹر کو قابو میں کر لیا۔ سونیا کو بتایا کہ گاڈ فادر کے لئے کافی جا رہی ہے۔ سونیا کی ایک انگلی میں ہمیشہ مخصوص انگوٹھی رہا کرتی تھی جس میں اعصابی کمزوری کی دوا ہوتی تھی۔ اس نے ویٹر کے پاس آکر کافی میں تھوڑی سی دوا ملا دی۔ ویٹر کے دماغ پر جوجو چھائی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ کچھ سمجھ نہ سکا۔ اس نے کافی لے جا کر گاڈ فادر کے سامنے رکھ دی۔

وہ یوں بھی سانس روکنے کا عادی نہیں تھا۔ جوجو اس کے اندر پہنچ سکتی تھی لیکن وہ اپنے اصل لہجے میں نہیں بولتا تھا۔ یہ ایک تدبیر کی گئی تھی کہ شاید اعصابی کمزوری سے پریشان ہو کر وہ اصلی آواز میں بولنے لگے۔

یہ تدبیر کامیاب ہو گئی۔ وہ کمزوری محسوس کرتے ہی خوفزدہ ہو گیا۔ بے اختیار اپنی آواز اور لہجے میں بولا "میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے فوراً اپنی گاڑی تک لے چلو۔"

جوجو اس کے اندر رہ کر کمزوری کو کم کرنے اور اس میں قوتِ برداشت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے اپنی گاڑی کے پاس پہنچ کر سیکریٹری سے کہا "تھینکس گاڈ! اب میں ٹھیک ہوں۔ پریشانی کی بات نہیں ہے۔ تم میری کوٹھی میں جاؤ۔ میں مس الپا سے تنہائی میں باتیں کروں گا۔ تمہاری ضرورت نہیں ہے۔"

وہ حکم کا بندہ چلا گیا۔ سونیا گاڈ فادر کے پاس آگئی۔ جوجو نے کہا۔ "گاڈ فادر! یہ تمہاری موت ہے سونیا۔ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو اسے اپنی پرسنل سیکریٹری ظاہر کرو۔ کوئی چالاکی دکھانا چاہو گے تو دوسرے ہی لمحے میں تمہاری سانس رک جائے گی۔"

وہ بے بسی سے سونیا کو دیکھ رہا تھا۔ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ فرہاد کو پاکستان میں مصروف رکھے گا تو سونیا موت بن کر آجائے گی۔ سونیا نے پرس میں سے ایک شیشی نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ "اس میں سے دو گھونٹ پی لو۔ توانائی بحال ہو جائے گی۔ ابھی بیمار لگ رہے ہو۔"

جوجو نے اسے مجبور کیا تو اس نے مشروب کے دو گھونٹ حلق سے اتار لئے۔ اناؤنسمنٹ کرنے والے کی آواز اسپیکر سے آرہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا "فرینکفرٹ اور پیرس سے آنے والے وہ مسافر جو اپنا سفر جاری رکھنا چاہتے ہیں' ان سے گزارش ہے کہ طیارے سے اتر کر لاؤنج میں چلے جائیں۔ یہ طیارہ چند ٹیکنیکل وجوہات کی بنا پر قابلِ پرواز نہیں رہا ہے۔ آگے جانے والے مسافروں کے لئے متبادل طیارہ فراہم کیا جائے گا۔ اس زحمت کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔"

الپا کو اطلاع دی گئی تھی کہ یہودی تنظیم کا گاڈ فادر اس سے ملاقات کے لئے آرہا ہے لیکن وہ طیارے سے اتر کر نہیں جانا چاہتی تھی۔ یہ اناؤنسمنٹ سن کر اسے طیارے سے باہر آنا پڑا۔ وہ محافظوں کے درمیان چلتی ہوئی وی آئی پی لاؤنج میں آئی۔ سونیا کی شخصیت میں بلا کی کشش تھی۔ الپا نے اسے تعریفی نظروں سے دیکھا۔ پہلے اس کا تعارف گاڈ فادر سے کرایا گیا۔ پھر گاڈ فادر نے سونیا کا تعارف کرایا۔ "یہ میری پرسنل سیکریٹری ہے۔"

سونیا نے اپنا نام بتاتے ہوئے الپا سے مصافحہ کیا۔ یہ اچھا موقع تھا' وہ مصافحہ کرتے ہوئے اپنی انگوٹھی کے ذریعے دوا انجکٹ کر سکتی تھی۔ الپا کو دماغی کمزوری میں مبتلا کر کے جوجو کو اس کے اندر پہنچا سکتی تھی۔ لیکن وہ اچانک کمزوری میں مبتلا ہوتی تو اس کے محافظوں کو خطرے کا علم ہو جاتا۔ وہ الپا کو ہم سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ ناکامی ہوتی تو مار ڈالتے تاکہ وہ ہمارے کام نہ آئے۔ جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے مشین کے ذریعے پیدا ہوئے تھے' وہ اسی طرح کتے بلیوں کی طرح مرتے رہے تھے۔ کبھی دشمنوں کے ہاتھوں سے' کبھی اپنے ہی پیدا کرنے والوں کی خود غرضیوں سے۔ ویسے جب تک زندہ رہتے تھے' انہیں الپا کی طرح سر پر بٹھایا جاتا تھا۔

وہ سونیا سے مصافحہ کرتے ہوئے بولی "تمہاری شخصیت میں عجیب سی کشش ہے۔ مرد حضرات تو دیکھتے ہی دل ہار جاتے ہوں گے۔"

سونیا نے کہا "میں تو تمہارے سامنے دل ہار گئی ہوں۔ اگر میں مرد ہوتی تو تم سے شادی کی درخواست ضرور کرتی۔"

اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ گاڈ فادر نے کہا "پتا نہیں دوسرا طیارہ کب آئے گا۔ چار چھ گھنٹے ضرور لگیں گے۔ آپ میرے بنگلے میں چل کر آرام کریں۔ میں تنظیم سے متعلق چند اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ ائرپورٹ کی عمارت سے باہر آئے۔ اس کی نگرانی کرنے والے بیس افراد تھے۔ وہ سب مختلف گاڑیوں میں بیٹھ گئے۔ الپا اور گاڈ فادر کے لئے ایک شاندار گاڑی تھی۔ وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ الپا نے سونیا سے کہا "پلیز! میرے ساتھ بیٹھو۔ تم بہت اچھی لگتی ہو۔"

سونیا اس کے پاس آگئی۔ الپا نے کہا "میں جہاں جاتی ہوں' وہاں ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں مصروف ہو جاتی ہوں۔ میرا کوئی دوست یا سہیلی نہیں ہے۔ کوئی ایسا ساتھی نہیں ہے جس کے ساتھ ٹیلی پیتھی کے بغیر وقت گزاروں۔"

سونیا نے کہا "میں تمہیں خیال خوانی کے لئے نہیں کہوں گی۔ مجھ سے خوب اِدھر اُدھر کی باتیں کرو۔"

گاڈ فادر نے کہا "لیکن میں ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

پاکستان میں ہماری خفیہ تنظیم کو نقصان پہنچنے والا ہے۔ کیونکہ فرہاد کی تمام توجہ آج کل اس ملک پر ہے۔ اگر مجھے بھی ٹیلی پیتھی کا سہارا مل جائے تو.....“

الپا نے کہا ”پلیز، ٹیلی پیتھی کی باتیں نہ کریں۔ اسرائیلی حکام اور اکابرین سے اس سلسلے میں گفتگو کریں۔ اگر انہوں نے پاکستان کے معاملات میں دلچسپی لینے کو کہا تو میں ضرور آپ کے کام آؤں گی۔“

سونیا نے کہا ”بالکل ٹھیک ہے۔ تم اسی طرح لوگوں کو ٹال دیا کرو گی تو تمہیں کوئی خیال خوانی کے لئے نہیں کہے گا۔“

”میں تو یہاں صرف تفریح کروں گی۔ روس کی سرحد سے باہر آکر یہ نئی اور آزاد دنیا مجھے جنت لگتی ہے۔“

اس وقت جوجو پارس کے پاس گئی ہوئی تھی۔ سونیا پارس کے لئے اپنی گاڑی ائرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں چھوڑ کر آئی تھی۔ جوجو کی راہنمائی میں پارس نے وہ گاڑی حاصل کی تھی اور اسے ڈرائیو کرتا ہوا گاڈ فادر کے بنگلے کی طرف جارہا تھا۔ جوجو نے پوچھا۔ ”تم پیرس آئے، مجھ سے ملاقات کیوں نہیں کی؟“

”انکل سلمان سے پوچھ لو۔ انہوں نے تنویمی عمل کے ذریعے میری پچھلی زندگی بھلا دی تھی۔ جب میری موجودہ شخصیت کو بحال کیا گیا تو تم سے ملاقات کا وقت نہیں رہا۔ اس فلائٹ میں نہ آتا تو الپا کا سراغ نہ ملتا۔“

”اب یہاں سے پاکستان جاؤ گے اور میں انتظار کرتی رہوں گی۔“

”تم بھی پاکستان پہنچو۔ وہاں ملاقات ہو جائے گی۔ ہمارا ایک ساتھ جانا مناسب نہیں ہے۔ پتا نہیں یہاں الپا کے معاملے میں حالات کیا رخ بدلنے والے ہیں۔ یہ تم اتنی دیر سے باتیں کر رہی ہو۔ وہاں سسٹر کو تمہاری ضرورت ہوگی۔“

”کیا مجھے بھگانا چاہتے ہو؟“

”جوجو! کام کے وقت صرف کام کی باتیں سوچو۔ تمہاری ایک لمحے کی غیر حاضری سے وہاں بازی پلٹ جائے گی۔“

”اچھی بات ہے۔ میں جارہی ہوں۔ مگر یاد رکھو، الپا کو ہاتھ بھی لگاؤ گے تو میں اسے مار ڈالوں گی۔“

”بے شک دنیا کی ہر بیوی اپنے شوہر کو گمراہی سے بچاتی ہے، یہی فرض ادا کرنے کے لئے تمہیں یہاں بلایا گیا ہے۔“

وہ سونیا کے پاس آئی۔ سونیا الپا کے ساتھ گاڑی سے اتر کر بنگلے کے اندر جارہی تھی۔ اس نے جوجو سے پوچھا۔ ”تم کہاں گئی تھیں؟“

”پارس کو گاڑی کے متعلق بتانے گئی تھی۔“

”تم ذرا سے کام میں اتنی دیر لگاؤ گی تو ہمیں نقصان پہنچتا رہے گا۔ ابھی میں تمام راستے الپا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ تم موجود ہوتیں تو میں آسانی سے اس کے بدن میں دوا انجکٹ کر دیتی۔ بند کار میں کسی کو پتا نہ چلتا۔ گاڈ فادر ہم سے خوف زدہ ہے۔ وہ کسی سے ذکر نہ کرتا۔ ہمارے یہاں پہنچنے تک تم الپا کے دماغ میں رہ کر اسے سنبھال لیتیں۔ دوسروں پر اس کی کمزوری ظاہر نہ ہونے دیتیں۔“

”ہاں مما، ایسا ہو سکتا تھا۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اب میں آپ کے پاس رہوں گی۔“

”تم گاڈ فادر کے دماغ میں رہو۔ پندرہ منٹ پہلے کوئی میرے دماغ میں آیا تھا۔ میں نے سانس روک لی۔ کیونکہ وہ کوڈ ورڈز نہیں بتا رہا تھا۔“

”مما! وہ کون ہو سکتا ہے۔“

”یہ الپا ہو سکتی ہے۔ میرے چور خیالات پڑھنا چاہتی ہوگی۔“

”آپ کے سانس روکنے سے یہ شبہ کر رہی ہوگی۔“

”ہاں، ایسے ہی وقت میں نے تمہارا شدت سے انتظار کیا تھا۔ الپا کو اسی وقت کمزور بنا دینا چاہئے تھا۔ بہرحال میں جلد ہی کوئی موقع نکالنے کی کوشش کر رہی ہوں۔“

وہ گاڈ فادر کے شاندار ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گئے تھے۔ ملازم وھسکی کا ایک ایک پیگ سب کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ الپا اور سونیا نے پینے سے انکار کیا۔ الپا نے اس سے پوچھا۔ ”تم کیوں انکار کر رہی ہو؟ میں تو یوگا کی مشقیں کرتی ہوں اس لئے نہیں پیتی۔“

سونیا نے کہا ”مجھے ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔“

”میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر نے تمہیں اور کیا کچھ کہا ہے۔ مجھے اپنے خیالات پڑھنے دو۔“

”سوری مس الپا! میں نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دور رکھنے کے لئے ہی یوگا میں مہارت حاصل کی ہے۔ میں اپنے ذاتی معاملات کسی کو نہیں بتاتی۔“

الپا نے کہا ”اور میری عادت ہے کہ میں جبراً دماغوں میں سُرنگ بنا لیتی ہوں۔“

اس نے اشارہ کیا۔ چاروں طرف کھڑے ہوئے محافظوں نے اپنی گنوں کا رخ سونیا کی طرف کر دیا۔ جوجو نے فوراً ہی سلمان، سلطانہ، لیلیٰ اور رسوتی کو خطرے سے آگاہ کیا۔ سلمان طیارے میں جتنے محافظوں تک پہنچ چکا تھا، سلطانہ، لیلیٰ اور رسوتی کو ان کے اندر پہنچا کر سونیا سے بولا ”ہم سب تیار ہیں۔“

سونیا نے انہیں باتوں میں لگا رکھا تھا اور الپا کہہ رہی تھی۔ ”میں یقین سے کہتی ہوں، تمہارا تعلق فرہاد کی فیملی سے ہے۔ ابھی ایک گولی تمہیں زخمی کرے گی اور تمہارے دماغ کا دروازہ میرے لئے کھل جائے گا۔“

”الپا! ایسے تو تمہارے دماغ کا بھی دروازہ کھل سکتا ہے۔“

پھر سونیا نے ہاتھ اٹھا کر ایک چٹکی بجاتے ہوئے کہا ”کھل جا سم سم۔“

سونیا کی پشت پر پانچ خیال خوانی کرنے والے تھے۔ پانچوں نے پانچ مسلح گارڈز کے دماغوں پر قبضہ جما کر اچانک فائرنگ شروع کر دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے الپا کے پندرہ محافظ فائرنگ کی زد میں آکر ہلاک ہو گئے۔

الپا خطرہ محسوس کرتے ہی اچھل کر کھڑکی کے پاس آئی پھر اس نے باہر چھلانگ لگائی۔ باہر پارس فائرنگ کر رہا تھا۔ گاڈ فادر کے سیکیورٹی گارڈز گولیاں کھا رہے تھے یا جانیں بچا کر کہیں چھپنے جارہے تھے۔ الپا کے پاس یہ سمجھنے کا وقت نہیں تھا کہ ان میں سے کون اس کے میزبان گاڈ فادر کا آدمی ہے۔ اسے تو پارس ہی مہربان اور مددگار نظر آیا کیونکہ اس نے تیزی سے گاڑی لا کر اس کے قریب روکی تھی۔

اگلی سیٹ کا دروازہ کھلتے ہی وہ بیٹھ گئی اور دروازے کو بند کر کے سیٹ کے نیچے ہو گئی کیونکہ فائرنگ جاری تھی۔ گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ جب اندر خطرہ ہو تو باہر بھاگنا پڑتا ہے۔ الپا نے اتنا ہی دیکھا تھا کہ وہ گاڈ فادر کے اور اپنے حفاظتی انتظامات کے باوجود وہاں محفوظ نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اپنے ہی آدمی ایک کے بعد ایک مر رہے تھے۔ اسے اپنی موت بھی نظر آرہی تھی۔ اس نے پارس کو دیکھ کر اطمینان کی سانس لی پھر بولی۔ ”تم نے بڑی پھرتی اور ہوشیاری دکھائی ہے۔ ذرا بھی دیر کرتے تو میں بھی ماری جاتی۔ تمہارا بہت بہت شکریہ۔ کون ہو تم؟“

وہ بولا ”پوچھنے کی کیا ضرورت ہے، میرے خیالات پڑھ لو۔“

وہ اس کے اندر آئی۔ اس نے سانس نہیں روکی۔ ذرا دیر بعد ہی وہ چیخ کر بولی ”نہیں، یہ نہیں ہو سکتا..... تم پارس نہیں ہو۔“

”میں نے اسی لئے زبان سے نہیں کہا تھا۔ کہتا تو تمہیں یقین نہ آتا... تم میرے چور خیالات پڑھنا چاہتیں۔ بڑی مشکل ہے۔ چور خیالات پڑھ کر بھی میری اصلیت سے انکار کر رہی ہو۔“

اس نے پھر دماغ میں جانا چاہا۔ پارس نے سانس روک کر اسے کن انکھیوں سے مسکرا کر دیکھا۔ وہ بولی ”مجھے آنے دو۔“

”پہلے تم انجان تھیں اس لئے آنے دیا تھا۔ اب پرانی جان پہچان تازہ ہو گئی ہے۔ ایسے میں دشمن بن کر ہی آؤ گی۔“

اس نے گھور کر اسے دیکھا۔ پھر منہ گھما کر ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگی۔ پارس نے کہا ”اچھا تو خیال خوانی کے ذریعے اپنے چچوں کو بتا رہی ہو کہ کہاں آپھنسی ہو اور کہاں سے گزر رہی ہو۔“

وہ جواب نہیں دے رہی تھی۔ خلا میں تک رہی تھی۔ پارس نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر انگوٹھی کی خفیہ سوئی چبھو دی۔ وہ ایک دم سے گھبرا کر دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا اور وہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر سر گھما کر پارس کو دیکھ رہی تھی۔

آہ! یہ وہی ہے جس سے بچائے رکھنے کے لئے ماسک مین اور اس کے ملک والوں نے تمام حربے استعمال کر لئے، اسرائیلی اکابرین نے حفاظتی انتظامات کی انتہا کر دی۔ اگر ایسے مستحکم انتظامات شیطان سے بچنے کے لئے کئے جاتے تو وہ بچ جاتی۔ مگر یہ پارس ہے کیا چیز؟ شیطان سے بھی آگے ہے۔ اسے خفیہ منصوبوں کا علم کیسے ہو جاتا ہے؟ اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ میں ماسکو سے فرار ہو کر فلاں طیارے میں تل ابیب جارہی ہوں؟ نہیں نہیں، یہ لوگ صرف ٹیلی پیتھی نہیں جانتے، کالا جادو بھی کرتے ہیں۔

وہ سوچ رہی تھی اور دعا مانگ رہی تھی۔ ”اے خداوند یہود! فرہاد کا خدا اسے ہر آفت سے بچاتا ہے۔ اس بار تو بھی مجھے پارس سے نجات دلا دے تاکہ میں بھی فخر سے کہوں کہ ہم یہودیوں کا بھی خدا ہے اور وہ ہماری سنتا ہے۔“

دوسری طرف گاڈ فادر کو بھی خدا یاد آرہا تھا۔ اس کے بنگلے کے احاطے میں اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ آج سونیا نے اس بنگلے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ جو سیکیورٹی گارڈز زندہ رہ گئے تھے انہوں نے اپنے ہتھیار پھینک دیے تھے۔ کیونکہ ان کا گاڈ فادر پانچ گن مین کے نرغے میں تھا۔ وہ پانچ بظاہر الپا کے ساتھ آنے والے محافظ تھے لیکن پانچ خیال خوانی کرنے والوں کے کنٹرول میں تھے۔

سونیا نے کہا ”گاڈ فادر کو بھی آج گاڈ یاد آرہا ہے۔ تمہیں گاڈ اور فادر بننے کا بہت غرور تھا۔ تم نے حکومتِ فرانس کو دھمکی دی تھی کہ فرہاد کو پاکستان جانے کی اجازت دی گئی تو فرانس کے ہر شہر میں تخریبی کارروائیاں کی جائیں گی۔ چونکہ فرہاد اپنی فیملی کے ساتھ اس ملک میں رہتا ہے اس لئے وہاں کے حکام کو اور عوام کو تم لوگ سزا دینا چاہتے تھے۔“

”میں نے صرف دھمکی دی تھی۔ ہم نے پہلے کبھی فرہاد سے ٹکرانے کی حماقت نہیں کی۔ مجھے یقین ہے کہ فرہاد پاکستان پہنچ گیا ہے۔ اس کے باوجود ہم نے فرانس کے کسی شہر میں تخریبی کارروائی نہیں کی ہے۔“

"تمہیں زندگی مہلت دے گی تو تم کوئی کارروائی کرو گے۔"

"مگر تم کون ہو؟"

"نام سنتے ہی دم نکل جائے گا۔ نہ پوچھو تو بہتر ہے۔ اپنے ساتوں وفاداروں کو یہاں بلاؤ اور ہاٹ لائن پر اسرائیلی حکام کو بتادو کہ اٹلی سے یہودی تنظیم کا جنازہ نکل رہا ہے۔"

وہ صوفے سے اٹھ کر بولی "میں جارہی ہوں۔ باقی معاملات سے میرے خیال خوانی کرنے والے نمٹ لیں گے۔"

پھر وہ پانچوں گن مین سے بولی "ان سے فوراً نمٹ کر پارس کی خبر لو۔ کوئی اسرائیلی حاکم بات کرنا چاہے تو کہہ دینا' یہ فرانس کو دھمکی دینے کی ایک چھوٹی سی سزا ہے۔ ہم اٹلی کے بعد اسرائیل کا رخ کریں گے۔ اس ملک میں جو تباہی پھیلائیں گے وہ ایک الگ بات ہے۔ ہم ان کے دو چار خیال خوانی کرنے والوں کو بھی لے جائیں گے۔"

وہ چلی گئی۔ آدھے گھنٹے بعد سلمان نے آکر اسے بتایا کہ گاڈ فادر اپنے ساتوں وفاداروں کے ساتھ جہنم میں پہنچ گیا ہے۔ وہ پانچوں گن مین بھی ختم ہو چکے ہیں۔ پارس الپا کو ایک گیسٹ ہاؤس میں لے گیا ہے۔ اسے قابو میں رکھنے کے لئے ایک خیال خوانی کرنے والے کی ضرورت تھی اس لئے جوجو وہاں گئی ہے۔

جوجو تھانے دار بن کر آئی تھی۔ پارس سے پوچھ رہی تھی "تم الپا کو اپنے ساتھ کیوں لائے ہو؟ اسے مما کے حوالے کرو۔"

"تم مجھ پر شبہ کیوں کرتی ہو۔ بھئی میری نیت بری ہوتی تو انکل سلمان سے یہ نہ کہتا کہ میری جوجو کو یہاں بھیج دیں۔ تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم اس حسینہ کے پاس مجھے مسلمان شوہر بنا کر رکھا کرو گی۔"

وہ خوش ہو کر بولی "ویسے تم بہت اچھے ہو۔ کیا میں اسے سلا دوں۔ پھر اس پر عمل کروں؟"

"یہی کرو۔ ورنہ اس کی دماغی توانائی بحال ہوگی تو یہ پھر ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔"

وہ اسے سلانے لگی۔ الپا نے کوشش کی کہ جاگتی رہے لیکن کمزوری کے باعث سو گئی۔ جوجو نے اس پر عمل کر کے اپنی معمولہ بنانے کے بعد سب سے پہلے یہ حکم دیا "الپا! تم پارس سے خوفزدہ رہو گی اور کبھی اس کے قریب نہیں جاؤ گی۔ کبھی اسے اپنے بدن پر ہاتھ رکھنے بھی نہیں دو گی۔"

وہ حکم دے رہی تھی اور الپا معمولہ کی حیثیت سے حکم کی تعمیل کا وعدہ کر رہی تھی۔ پھر یہ حکم دیا۔ "تم تنویمی نیند کے بعد اس عمل کو بھول جاؤ گی۔ تل ابیب جاؤ گی اور ہمیشہ میری معمولہ بن کر رہو گی اور میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔"

اسے ہر پہلو سے اپنا پابند بنا کر اس نے تنویمی نیند پوری کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ پارس سے بولی "وہ چار گھنٹے تک سوتی رہے گی۔ تم دوسرے کمرے میں جاؤ۔"

"گیسٹ ہاؤس میں دوسرے کمرے خالی نہیں ہیں۔ مجھے دوسرا کمرا نہیں ملے گا۔"

"کسی ہوٹل میں چلے جاؤ۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو۔ میں اس سے دور جاؤں گا تو یہ بھاگ جائے گی۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ یہ میری معمولہ اور تابعدار بن چکی ہے۔ فی الحال تم مما سے ملاقات کرنے جاؤ۔ میں ان کا پتا بتاتی ہوں۔"

"مجھے ان کا ہوٹل اور کمرا نمبر معلوم ہے۔ میں جارہا ہوں۔"

وہ وہاں سے چلا گیا۔ یہودیوں نے اکثر ہم سے مات کھائی ہے۔ بار بار ہارنے والوں کو جیتنا نہ آئے' تب بھی اتنا ضرور ہوتا ہے کہ شکست سے بچنے کے گر سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اب انہوں نے ہمارے حملوں کا توڑ سیکھ لیا تھا۔ اس بار انہوں نے الپا کے لئے ایک تو ظاہری حفاظتی انتظامات کئے تھے جو ہماری نظروں میں تھے۔ دوسرے درپردہ انتظامات تھے جن پر ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے عمل کر رہے تھے۔

جب سونیا نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لی تھی تب الپا اس کے دماغ میں نہیں آئی تھی۔ دراصل اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والا جے مورگن گاڈ فادر کے دماغ میں رہ کر سونیا اور الپا کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ سونیا کی حقیقت معلوم کرنے آیا تھا۔ جب اس نے سانس روکی تو شبہ ہوا کہ وہ دشمن ہو سکتی ہے۔

جے مورگن نے پھر سے گاڈ فادر کے خیالات پڑھے تو پتا چلا سونیا اس کی پرسنل سیکریٹری نہیں ہے۔ اس کے بنگلے میں جے مورگن نے جب دیکھا کہ سونیا کے چاروں طرف اپنے ہی گن مین موجود ہیں اور وہ بچ کر نہیں جاسکے گی تو جے مورگن نے الپا کے دماغ میں آکر مخصوص کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد اسے سونیا کو دشمن ظاہر کیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ جے مورگن نے چار دیواری کے اندر سونیا کو بے بس کر دیا تھا۔ سونیا اپنے حفاظتی انتظامات کے باعث بخیریت وہاں سے نکل آئی تھی لیکن اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ٹیم اس بار بڑی محتاط اور چاق و چوبند تھی۔

جے مورگن کے ساتھ وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی تھے جنہیں امریکا سے مہمان کے طور پر بلا کر اغوا کیا گیا تھا اور اب جے مورگن کی طرح ان تینوں کا بھی برین واش کر کے کٹر یہودی اور اسرائیلی حکومت کا وفادار بنا دیا گیا تھا۔ ان تینوں کے چہرے اور نام بدل دیئے گئے تھے۔

ان میں سے ایک کو جنرل پارکن کہا جاتا تھا اور اسے بتایا گیا تھا کہ وہ پہلے اسرائیلی فوج کا جنرل تھا۔ آج کل ٹیلی پیتھی فورس میں ہے۔ دوسرے کا نام ہیری ہوگن اور تیسرے کا نام دانیال رکھا گیا تھا۔ ایک عرصہ پہلے دانیال نامی ایک یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا جو حرام موت مارا گیا تھا۔

بہرحال اسرائیل کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے جے مورگن' جنرل پارکن' ہیری ہوگن اور دانیال بڑی مستعدی اور ہوشیاری سے الپا کی نگرانی کر رہے تھے۔ ہوشیاری یہ تھی کہ وہ خود کو ہم پر ظاہر نہیں کر رہے تھے' چپ چاپ اپنا کام نکالتے جارہے تھے۔

ایک بات وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ ٹیلی پیتھی کے میدان یں ہم سے ٹکرانا نہیں چاہئے اس لئے وہ ہم سے ٹکرائے بغیر اس رقت بھی الپا کے دماغ میں تھے جب پارس نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔ انہوں نے کوئی جوابی کارروائی نہیں کی۔ ارس سے نجات دلانے میں عجلت سے کام لینے کی حماقت نہیں کی۔ جوجو اس پر تنویمی عمل کرتی رہی تو وہ بڑی خاموشی سے اس مل کو ناکام بناتے رہے۔

انہوں نے جوجو سے یہ سن لیا تھا کہ الپا کو معمولہ اور تابعدار بنانے کے بعد اسے آزاد کر دیا جائے گا تاکہ وہ تل ابیب جائے اور وہاں جوجو کی معمولہ بن کر اس کے کام آتی رہے۔ جب وہ اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر گئی تو جے مورگن نے کہا "مس الپا! ہم تمہیں ابھی یہاں سے لے جانے کا انتظام کر سکتے ہیں لیکن ہمیں جو پہلا سبق پڑھایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ فرہاد کی فیملی کے کسی ممبر کو نادان نہ سمجھا جائے۔ انہوں نے تنویمی عمل کے باوجود تمہاری نگرانی کے زبردست انتظامات کئے ہوں گے۔"

الپا نے کہا "بے شک' ان کی چالبازیاں وقت گزرنے کے بعد سمجھ میں آتی ہیں۔ میں یہاں سے چھپ کر جانا چاہوں گی پھر پکڑی جاؤں گی۔ بہتر ہے' ذرا صبر سے انتظار کروں۔ یہ خود ہی مجھے رہا کرنے والے ہیں۔"

"ہم نے بھی یہی سوچا ہے۔ دشمن خوش فہمی میں رہیں گے کہ تم اسرائیل پہنچ کر ان کی آلۂ کار بن کر رہو گی۔ آرام سے سوتی رہو اور انہیں مطمئن کرتی رہو۔ ہم چار گھنٹے سے کچھ پہلے ہی آجائیں گے۔"

وہ چلے گئے۔ الپا کی آنکھیں بند تھیں۔ سونے کی فرصت مل رہی تھی اس لئے وہ سو جانا چاہتی تھی' یہ بڑی بات نہیں تھی۔ سو دماغ کو ہدایات دیتے ہی نیند آجاتی۔ لیکن پارس آپ ہی آپ یاد آرہا تھا۔ وہ جتنی دیر کار میں اس کے پاس بیٹھی رہی یوں لگتا رہا جیسے وہ زندگی کا ایک اہم حصہ ہے' بہت اچھا ہے' بہت زبردست ہے۔ مگر دشمن ہے اور دشمن کو دشمن ہی رہنا چاہئے۔

پتا نہیں وہ کتنی دیر تک سوچتی رہی۔ پھر محسوس ہوا اسے نیند آرہی ہے۔ اور نیند خود نہیں آرہی ہے۔ کوئی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک کر سلا رہا ہے۔ اس نے گھبرا کر پوچھا "یہ کون ہے؟"

جواب نہیں ملا "کمزوری کے باعث زیادہ دیر جاگتے رہنے کی جدوجہد نہ کر سکی۔ تھوڑی دیر میں غافل ہوگئی۔ کوئی اسے ٹرانس میں لا رہا تھا' اس پر عمل کر رہا تھا۔ آخر وہ ٹرانس میں آگئی' اس نے کہا "میں تمہارا عامل ہوں۔ بولو' تم میری کون ہو؟"

وہ بولی "تمہاری معمولہ ہوں۔"

"کیا تم مجھے جانتی ہو؟"

"میں تمہیں نہیں جانتی۔"

"کیا تم نے پہلے کبھی سوچ کی ان لہروں کو سنا ہے؟"

"میں پہلی بار سوچ کے ذریعے تمہارا لہجہ سن رہی ہوں۔"

"آئندہ تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی' دوسری سوچوں کی لہروں کو محسوس کرتی رہو گی۔"

اس نے وعدہ کیا کہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی۔ عامل نے پوچھا "اپنے اندر کی بات بتاؤ' پارس کو چاہتی ہو؟"

"میں سخت الجھن میں ہوں' اس سے دور بھاگنے کے باوجود میرے چھپے ہوئے چور جذبے اس سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"میں حکم دیتا ہوں۔ پارس سے شدید نفرت کرو اور اپنے اندر کے جذبوں کو کچل دو۔"

"میں اپنے اندر کے جذبوں کو کچل دوں گی' پارس سے شدید نفرت کروں گی۔"

"تم بہت جلد مجھ سے ملو گی۔ میری آواز اور میرے لہجے سے متاثر ہو کر مجھ سے محبت کرو گی۔ جب تک مجھ سے شادی نہیں کرو گی میرے لئے بے چین رہا کرو گی۔"

الپا کے لئے مصیبت ہوگئی تھی۔ وہ ہر جگہ شادی کے لئے ٹریپ کی جارہی تھی۔ ماسکو میں بھی اسی مقصد کے لئے اس پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ اسرائیلی حکام کو بھی یہ فکر لاحق تھی کہ پارس پھر اسے اڑا لے جائے گا۔ الپا کے وہاں پہنچنے سے پہلے اعلیٰ حکام' اعلیٰ فوجی افسران اور دیگر اکابرین کے درمیان کھچڑی پک رہی تھی کہ ان کی قوم کا کوئی شخص اس اہم لڑکی کو متاثر کرے' اس کے اندر سے پارس کو نوچ کر پھینک دے۔ اس سے شادی کر کے اتنے بچے پیدا کرے کہ اس کے اندر سے عشق کا غبار نکل جائے اور وہ ممتا کے مقابلے میں پارس کی محبت پر مٹی ڈال دے۔

وہ تو ایسا جگمگاتا ہوا تاج تھی کہ جس کے سر پر آتی اسے ایک عالم کا شہنشاہ بنا دیتی۔ اس لئے بڑے بڑے حکام اور دیگر عہدیداران یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ پہلے وہ الپا کا دل جیتنے کی کوشش کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کو یقین تھی کہ الپا ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر دل ہار جائے گی۔

اس ٹیلی پیتھی جاننے والی حسینہ کو جیتنے کے لئے اس کا دل جیتنا ضروری نہیں تھا۔ اس کے دماغ پر قابو پانا ضروری تھا۔ یہ آئیڈیا صرف دانیال کی کھوپڑی میں آیا تھا۔ شاید قسمت اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ الپا دماغی کمزوری میں مبتلا ہوگئی تھی۔ جے مورگن' جنرل پارکن اور ہیری ہوگن نے مکاری سے یہ نہیں سوچا کہ الپا کے دماغ کو اپنے قابو میں کیا جائے۔ وہ سب اسے جوجو کے تنویمی عمل سے بچا کر چار گھنٹے بعد آنے کے لئے چلے گئے۔ آدھے گھنٹے بعد دانیال آکر اپنی چال چل گیا۔

وہ الپا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنانے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ اس کے دماغ کو جیت لینے کا مطلب یہ تھا کہ اس کا دل اور اس کی مرضی بھی جیت چکا ہے اور وہ تل ابیب پہنچ کر اپنی مرضی سے اسے اپنا دلہا بنانے والی ہے۔

ایسے دو دلہے ماسکو میں نامراد رہے تھے۔ تیسرا دلہا تل ابیب میں پھولوں کے ہار پہننے والا تھا۔ پھول حسین دوشیزہ کی طرح نازک ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا اعتبار نہیں ہے۔ یہ صرف دلہا کے گلے کا

ہار ہی نہیں بنتے' قبر پر بھی چڑھائے جاتے ہیں۔

○☆○

لیلیٰ اور سلطانہ نے میری ہدایات کے مطابق ثانی اور علی پر عمل کیا تھا اور ان کی شخصیت بدل دی تھی تاکہ وہ امریکا کے جس اسٹیٹ، جس شہر میں رہیں' وہاں کوئی ان پر شبہ نہ کرے۔

دشمن خیال خوانی کرنے والے ان کے دماغوں میں آسکتے تھے چور خیالات پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا کہ وہ اپنے پاسپورٹ اور دیگر اہم کاغذات کے مطابق امریکی شہری ہیں۔ علی کا نام جان کارلو تھا اور ثانی کا نام سلوانا جوزف۔ وہ دونوں اپنی پچھلی زندگی بھولے ہوئے تھے۔ لہٰذا ان کے چور خیالات انہیں ثانی اور علی نہیں کہہ سکتے تھے۔

شخصیت کی تبدیلی کے باوجود ان کی تمام غیر معمولی صلاحیتیں بحال تھیں۔ وہ پہلے کی طرح ذہین' حاضر دماغ اور ناقابلِ شکست فائٹر تھے۔

سونیا' رسونتی' لیلیٰ اور سلطانہ اس خیال سے متفق تھیں کہ اب علی اور ثانی کو شادی کرلینا چاہئے۔ وہ دونوں اس اہم معاملے کو عرصے سے ٹالتے آرہے تھے لہٰذا یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ تنویمی عمل کے ذریعے یہ ان کے دماغوں میں نقش کردیا گیا کہ سلوانا کی زندگی میں جان کارلو آئے گا اور جان کارلو جلد ہی سلوانا کو دیکھنے والا ہے۔ وہ پہلی ملاقات میں ہی ایک دوسرے سے محبت کریں گے اور جلد سے جلد شادی کرلیں گے۔ محبت اور شادی کے مرحلوں تک پہنچانے کے لئے انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے قدرتی جذبات کو نہیں دبائیں گے اور باقاعدہ میاں بیوی بن کر زندگی گزاریں گے۔

ٹرانسفارمر مشین کی تباہی کے بعد علی تیمور شکاگو کی طرف گیا تھا۔ ثانی پارس کے ساتھ نیویارک آئی تھی۔ لیلیٰ اور سلطانہ نے تنویمی عمل کے بعد آپس میں یہ طے کیا تھا کہ دوسرے دن سونیا ثانی کو علی کے قریب شکاگو پہنچادیں گے لیکن وہ دونوں بہنیں بھی شہرِ روم میں سونیا' الپا اور پارس کے معاملات میں مصروف رہیں اور کبھی میرے پاس پاکستان میں رشوت خور افسران اور دوسرے عہدیداروں کو ٹریپ کرتی رہیں۔ ان مصروفیات کے باعث وہ تین دن تک ثانی اور علی کو اٹینڈ نہ کرسکیں۔

ویسے بھی اطمینان تھا کہ وہ دونوں نادان بچے نہیں ہیں۔ شخصیت کی تبدیلی کے باوجود غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ وہ اپنے راستے خود بناتے رہیں گے' وہ یہاں سے فرصت پاتے ہی علی اور ثانی کو ملانا چاہتی تھیں۔ لیکن وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ وہ گزرتا جاتا ہے اور انسان کو غیر متوقع حالات سے گزارتا جاتا ہے۔

علی عرف جان کارلو' کنگ فرنانڈو کی کنسٹرکشن کمپنی میں ایک انجینئر تھا۔ کنگ فرنانڈو میرا جاں باز دوست تھا۔ میری دوستی کی خاطر امریکی حکمرانوں کی نظروں میں کھٹکتا رہتا تھا۔ بے شمار جاسوس اس تاک میں لگے رہتے تھے کہ وہ کن ذرائع یا ہتھکنڈوں سے میری مدد کرتا ہے اور میرے بیٹوں کو اس ملک میں پناہ دیتا ہے لیکن ہمارا طریقۂ کار ایسا ہوتا تھا کہ کوئی جاسوس آج تک اس کے خلاف کوئی ثبوت حاصل نہیں کرپایا تھا۔

فی الوقت امریکی حکومت میں چار خیال خوانی کرنے والے تھے۔ ایک کا نام پاسکو روٹ' دوسرے کا نام جان لبوڈا' تیسرے کا نام فریزر تھا۔ اسے میرا ہم شکل بنایا گیا تھا۔ چوتھی خیال خوانی کرنے والی ایک لڑکی رائما جان تھی۔

یہ تمام خیال خوانی کرنے والے مختلف شہروں کے سراغ رسانوں سے رابطہ کرتے تھے۔ وہ سراغ رساں جسے مشکوک سمجھتے تھے' وہ چاروں ایسے مشکوک افراد کے چور خیالات پڑھتے تھے۔ اب تک ان کے متوقع دشمنوں میں سے کوئی گرفتار نہیں ہوا تھا۔

رائما جان کو کنگ فرنانڈو کے تمام ملازمین کا محاسبہ کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔ ملازم ہزاروں کی تعداد میں تھے اور کئی شہروں میں اپنی ڈیوٹی انجام دیتے تھے۔ رائما شکاگو میں کام کرنے والوں کے چور خیالات پڑھنے آئی تھی۔ اسے ہولی مین نے بھیجا تھا۔ اسے امید تھی کہ مشین کو تباہ کرنے والے کنگ فرنانڈو کی پناہ میں ہوں گے جو اس کے مہمان یا ملازمین کے روپ میں چھپ کر رہ سکتے ہیں۔

کنگ فرنانڈو کے بزنس سے تعلق رکھنے والے جو مہمان شکاگو آئے تھے' سراغرسانوں نے پہلے ان سے ملاقات کی۔ ان سراغرسانوں کے ذریعہ رائما مہمانوں کے خیالات پڑھتی رہی۔ وہ سب امریکی بزنس مین تھے اور کاروبار کے سلسلے میں مختلف شہروں سے آئے تھے۔

شکاگو ایسٹ میں ایک بیس منزلہ عمارت تعمیر ہورہی تھی' رائما آؤٹنگ کے ارادے سے وہاں گئی۔ مزدوروں' کاریگروں اور انجینئروں سے باتیں کرتی رہی۔ پتا چلا جان کارلو نامی ایک انجینئر تیرہویں منزل پر ہے۔ ایک عارضی لفٹ کے ذریعے اوپر پہنچا جاسکتا تھا مگر عارضی لفٹ سے اسے ڈر لگتا تھا۔ دوسرے پوری امریکی قوم تیرہ کے ہندسے کو منحوس سمجھتی ہے۔ رائما بھی یہی سمجھتی تھی۔ اس لئے تیرہویں فلور پر جانا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے سپروائزر سے کہا "اپنے صاحب کو نیچے بلاؤ۔ میں کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

سپروائزر نے کہا "سوری مس! صاحب اصولوں کے بہت پابند ہیں۔ ڈیوٹی کے وقت کسی سے ملاقات نہیں کرتے ہیں۔"

"کیا اوپر انٹرکام نہیں ہے؟"

"جی ہاں انٹرکام سے بات ہوسکتی ہے۔"

اس نے انٹرکام کا ریسیور اٹھا کر تیرہویں منزل سے رابطہ کیا' پھر کہا "مسٹر کارلو سے کہو' ایک صاحبہ بات کرنا چاہتی ہیں۔ ہاں' ہاں کیا؟ کیا کہہ رہے ہو؟ کچھ سنائی نہیں دے رہا ہے!"

وہ تھوڑی دیر تک انٹرکام پر چیختا رہا پھر ریسیور رکھ کر بولا۔ "سوری' اوپر ہیوی جنریٹر اور ڈرل مشینیں چل رہی ہیں ان کے شور میں کچھ سنائی نہیں دے رہا ہے۔"

رائما نے سپروائزر کے دماغ میں رہ کر سنا تھا۔ واقعی وہاں بہت

زیادہ شور تھا۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی کوئی بات پلے نہیں پڑ رہی تھی' سپروائزر نے کہا "مس! آپ اوپر چلی جائیں۔"

"میں تیرہویں منزل پر نہیں جاؤں گی۔"

"آپ بارہویں پر جائیں اور وہاں مسٹر کارلو کو بلالیں۔"

یہ طریقہ مناسب تھا۔ وہ تیرہ عدد کی نحوست سے محفوظ رہ سکتی تھی۔ سپروائزر نے اسے ایک ڈبے نما لفٹ میں چڑھادیا۔ وہاں دو لفٹیں تھیں۔ ایک اوپر جاتی تھی۔ دوسری نیچے آتی تھی۔ رائما بارہویں منزل پر پہنچ گئی۔ وہاں مزدوروں کے انچارج سے بات کی۔ پہلے اس کے خیالات پڑھے۔ پھر مطمئن ہوکر بولی "مسٹر جان کارلو کہاں ہیں؟"

"وہ تیرہویں منزل پر تھے۔ ہمارے پاس آئے تھے پھر ضروری کام سے لفٹ کے ذریعے نیچے گئے ہیں۔"

"میں اوپر ملنے آئی ہوں' وہ نیچے گئے ہیں۔ کیا مصیبت ہے۔"

"لفٹ موجود ہے۔ آپ نیچے جائیں' ملاقات ہوجائے گی۔"

وہ نیچے جانے والی لفٹ میں آئی۔ اتنی دیر میں شبہ پیدا ہوگیا کہ وہ ملنے سے کترا رہا ہے۔ شاید اسے اوپر آتے دیکھ کر نیچے بھاگ گیا ہے۔

وہ لفٹ کے ذریعے نیچے آئی۔ پھر سپروائزر کی ملٹی کلر چھتری کے نیچے آکر بولی "کہاں ہیں مسٹر کارلو؟"

"تم اوپر گئیں' وہ نیچے آگئے۔ پھر ایک ضروری نقشہ لے کر ابھی ابھی اوپر گئے ہیں۔"

وہ میز پر گھونسا مار کر بولی "یہ کیا مذاق ہے۔ میں اوپر جاتی ہوں' وہ نیچے آتا ہے۔ میں نیچے آتی ہوں' وہ اوپر جاتا ہے۔ وہ کون ہے؟ مجھ سے منہ کیوں چھپا رہا ہے؟"

اسے اپنے پیچھے آواز سنائی دی "کیا بات ہے؟"

آواز میں ایسی مردانگی تھی کہ دل کو لگتی تھی۔ رائما نے گھوم کر پیچھے کھڑے ہوئے علی کو دیکھا۔ اسے یوں لگا جیسے پہاڑ کے نیچے آگئی ہے۔ وہ آگے بڑھ کر سپروائزر سے کہہ رہا تھا "آنکھیں کھول کر کام کرو۔ تم نے دوسرا نقشہ دے دیا تھا۔ مجھے پھر اوپر سے نیچے آنا پڑا۔ بائی دی وے' یہ مس اس قدر کیوں چیخ رہی ہیں؟"

وہ نقشہ بدل کر دیتے ہوئے بولا "سر! یہ آپ کو تلاش کررہی ہیں۔"

علی نے اسے دیکھ کر کہا "میرا خیال ہے' میں تمہیں نہیں جانتا ہوں۔ اگر جان پہچان کرنے آئی ہو تو اپنے بلاؤز کی زپ لگاؤ۔"

وہ اس کے چور خیالات پڑھنا چاہتی تھی۔ پڑھنا بھول کر دونوں ہاتھ پیچھے لے گئی۔ زپ اچھی طرح لگی ہوئی تھی۔ وہ جھنجلا کر بولی "تم مجھے الو بنا رہے ہو؟"

"تم کیوں بن گئیں؟ کوئی کہے گا کوا کان لے گیا تو تم کوے کے پیچھے دوڑو گی۔ کیا تمہیں اپنے بدن پر کان کی موجودگی اور لباس کے درست ہونے کا یقین نہیں رہتا؟"

"شٹ اپ! میں تم سے بات کرنا پسند نہیں کرتی۔"

"اس کا مطلب ہے' میری تلاش ختم ہوگئی ہے۔ شکریہ' مجھے بہت سے کام کرنے ہیں۔"

وہ جانے لگا۔ رائما اس کے دماغ میں گئی۔ لیکن خیالات پڑھنے سے پہلے ہی وہ جاتے جاتے پلٹ کر بولا "تمہیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ غصے میں بولتے وقت تمہارے ہونٹوں کے زاویے بدلتے ہیں جس کی وجہ سے ہونٹوں کی سرخی پھیل جاتی ہے۔"

وہ پھر پلٹ کر جانے لگا۔ حسین لڑکیاں اپنے چہروں پر ذرا سا بھی نقص برداشت نہیں کرتیں۔ میک اپ میں ذرا سی گڑبڑ ہو تو آئینہ دیکھ کر اُسے فوراً درست کرلیتی ہیں۔ رائما نے فوراً ہی پرس میں سے بے بی آئینہ نکال کر دیکھا۔ سرخی نہیں پھیلی تھی۔ لبوں کی لالی بڑی دلکش تھی۔ اس نے غصے سے دور جاتے ہوئے علی کو دیکھا پھر دوڑتی ہوئی اس کی طرف جانے لگی۔

وہ لفٹ کے اندر جاکر کھڑا ہوا تو وہ بھی اندر آگئی' اس کے سامنے تن کر بولی "میں تم سے سمجھ لوں گی۔ اگر میں نے تمہیں۔۔"

وہ بات پوری نہ کرسکی۔ لفٹ جھٹکے سے اوپر جانے لگی تو اپنا توازن قائم نہ رکھ سکی۔ علی پر آکر لد گئی۔ وہ بولا "کیا تم اسی طرح سمجھنے کا دعویٰ کررہی ہو؟"

اس نے فوراً ہی الگ ہوکر ایک راڈ کو پکڑ لیا۔ راڈ پر لگا ہوا رنگ ابھی کچا تھا۔ اس نے علی سے الگ رہنے کی دُھن میں رنگ کی طرف دھیان نہیں دیا۔ اوپری منزل سے تھوڑی تھوڑی سی مٹی گررہی تھی۔ علی نے ایک ہاتھ سے اپنے چہرے کو صاف کیا۔ اس نے بھی مٹی صاف کرنے کے لئے ہاتھ پھیرا تو ہاتھ میں لگا ہوا رنگ چہرے پر جگہ جگہ لگ گیا۔

علی نے اوپر پہنچ کر کہا "تمہاری جیسی بدحواس لڑکی کو آئینہ دیکھتے رہنا چاہئے۔ کارٹون لگ رہی ہو۔"

"اب میں تمہاری باتوں میں آکر آئینہ نہیں دیکھوں گی۔ تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟"

"مجھ سے نہ پوچھو۔ میری بات کا جواب دو۔ کس رشتے سے لڑنے کے لئے تیرہویں منزل پر آئی ہو؟"

"کیا؟" وہ چیخ کر بولی "یہ تیرہویں منزل ہے۔ نہیں میں تیرہویں منزل پر نہیں آؤں گی۔"

"جواب نہیں ہے۔ آچکی ہو اور کہتی ہو نہیں آؤں گی۔"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"تم نے پوچھا ہی کب تھا۔"

وہاں کام کرنے والے پلٹ پلٹ کر رائما کو دیکھ رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔ وہ ایک مزدور کے پاس آکر بولی "کیوں ہنس رہے ہو' کیا میں کارٹون نظر آرہی ہوں؟"

مزدور نے کہا "میں اپنے منہ سے کیا بولوں' آئینہ دیکھ لو۔"

"شٹ اپ! تم اپنے صاحب سے ملے ہوئے ہو۔ صاحب جو بولتا ہے' وہی بولتے ہو۔ میں آئینہ نہیں دیکھوں گی۔"

پھر وہ مزدوروں کے انچارج کے پاس آکر بولی "تم معقول اور

سنجیدہ لگتے ہو۔ پھر مجھے دیکھ کر کیوں مسکرا رہے تھے؟"

وہ بولا "تم میری بیٹی جیسی ہو۔ پلیز آئینہ دیکھو۔"

رانما نے کن انکھیوں سے علی کو دیکھا۔ وہ مزدوروں کو نقشہ دکھا کر کچھ ہدایات دے رہا تھا۔ موقع غنیمت جان کر اس نے فوراً ہی پرس سے بے بی آئینہ نکال کر اپنی صورت دیکھی تو چیخ پڑی۔

علی نے پلٹ کر پوچھا "اب کیا ہوا؟"

وہ گھونسا دکھا کر دانت کچکچاتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی "میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تم میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔"

وہ ہاتھ مارتی تو علی کے لباس پر بھی رنگ لگ جاتا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر پوچھا "تمہیں پاگل خانے سے کس احمق ڈاکٹر نے چھٹی دی ہے؟"

وہ اپنے ہاتھوں کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے چیخ کر بولی۔ "میں پاگل نہیں ہوں۔"

"کیا یہ پاگل پن نہیں ہے کہ مجھے تلاش کرتی ہوئی آئی ہو اور مجھے ہی الزام دے رہی ہو کہ تمہارے پیچھے پڑ گیا ہوں۔"

انچارج نے پوچھا "مس تم کون ہو؟ اور یہاں کیوں آئی ہو؟"

اس سوال پر وہ چونکی۔ یاد آیا کہ جان کارلو کے خیالات پڑھنے آئی تھی لیکن کارلو اسے معمولی باتوں سے یوں الجھاتا آ رہا ہے کہ وہ اپنے آنے کا مقصد بھول گئی تھی۔

لیبر انچارج نے اسے کیروسین آئل اور کپڑا لا کر دیا تاکہ وہ چہرے سے رنگ چھڑا لے۔ وہ آئینہ دیکھ کر رونے لگی۔ اتنے حسین چہرے کی انسلٹ ہوئی تھی، پھر وہ مہنگا میک اپ اور قیمتی پرفیوم استعمال کرتی تھی۔ کیروسین تیل کی بو سے ابکائی آ رہی تھی۔ اسے یہ سب برداشت کرنا پڑ رہا تھا۔ جان کارلو نے اسے بہت تنگ کیا تھا۔ مگر عجیب بات تھی کہ اس پر غصہ نہیں آ رہا تھا، اس کے باوجود غصہ دکھانا اچھا لگ رہا تھا۔ بعض لڑکیاں تنگ کرنے والے جوانوں کو پسند کرتی ہیں۔ وہ سوچ میں پڑ گئی "کیا میں اسے پسند کرنے لگی ہوں؟"

پھر اس نے چونک کر سوچا "مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں اس کے خیالات پڑھنا چاہتی ہوں۔ پھر دوسری طرف بھٹک جاتی ہوں۔ نہیں، اب میں کچھ نہیں سوچوں گی..... اس کے خیالات پڑھوں گی۔"

پھر وہ آئینہ دیکھتے دیکھتے علی کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خیالات بتانے لگے کہ وہ آباؤاجداد کے زمانے سے امریکی ہے۔ اس نے کیلیفورنیا انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ سے ڈپلوما حاصل کیا ہے۔ پچھلے دو برس سے کنگ فرنانڈو کے مختلف پروجیکٹ میں انجینئر کی حیثیت سے کام کرتا آ رہا ہے۔ پچھلے دو دن سے موجودہ پروجیکٹ میں اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔

رانما نے اس کے رشتے داروں کے بارے میں پوچھا۔ اس کے خیالات نے کہا "میرے ممی اور ڈیڈی اٹلانٹا میں ہیں۔ ایک بڑا بھائی اسرائیل میں ہے۔"

اس کی سوچ نے ممی کے طور پر لیلیٰ کا پتا بتایا۔ وہ اٹلانٹا میں ڈمی شوہر کے ساتھ رہتی تھی۔ اسرائیل میں رہنے والے بابا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس کا پتا بھائی کے طور پر بیان کر دیا۔ یہ ساری باتیں لیلیٰ نے اس پر عمل کرتے وقت ذہن نشین کرا دی تھیں۔

رانما نے اپنی ٹیم کے سراغرسانوں کو وہ تمام پتے نوٹ کرا دیے تاکہ جان کارلو کے چور خیالات کی تصدیق ہو سکے۔ پھر اس نے پوچھا "شادی ہو گئی؟"

کارلو کی سوچ نے کہا "میری زندگی میں آج تک کوئی لڑکی نہیں آئی۔"

رانما اس کی سوچ میں بولی "میں اتنا خوبرو اور اسمارٹ ہوں پھر میری زندگی میں کوئی حسینہ کیوں نہیں آئی؟"

کارلو کی سوچ نے کہا "یوں تو بے شمار لڑکیاں مجھ میں دلچسپی لیتی ہیں لیکن میرا دل کسی پر نہیں آتا۔ میرا دماغ ایک ایسی حسینہ کی باتیں کرتا ہے جسے میں نے دیکھا نہیں ہے۔ وہ خواب میں آتی ہے۔ اس کا چہرہ صاف نظر نہیں آتا۔ وہ کہتی ہے، جلد ہی میری زندگی میں آئے گی۔"

"جب چہرہ صاف نظر نہیں آتا ہے تو سامنے آنے پر اُسے کیسے پہچانو گے؟"

"میں اسے نام سے پہچانوں گا۔ وہ اپنا نام سلوانا بتاتی ہے۔"

وہ اس کے خیالات پڑھنے میں گم ہو گئی تھی۔ اس بات کا ہوش نہیں تھا کہ چہرہ صاف ہو گیا ہے پھر بھی وہ آئینہ دیکھتی جا رہی ہے۔ علی نے اس کے شانے کو تھپک کر کہا "گھر جا کر آئینہ دیکھو۔ یہاں کام ہو رہا ہے۔"

اس نے چونک کر علی کو دیکھا پھر کہا "میرے چہرے سے کیروسین تیل کی بو... آ رہی ہے۔ میں صابن سے منہ دھونا چاہتی ہوں۔ یہاں واش روم ہے؟"

علی نے ایک مزدور سے کہا "مس کو واش روم دکھا دو۔"

"میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"تم دیکھ رہی ہو میں بہت مصروف ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کے بازو کو تھام کر بولی "تمہاری مصروفیت کی ایسی کی تیسی۔ میرے ساتھ چلو۔"

"تم تو فری ہو رہی ہو۔"

"اگر ساتھ نہ چلے تو تمہاری توقع سے زیادہ فری ہو جاؤں گی۔"

اس نے کام کرنے والوں کو دیکھا۔ وہ سب تماشا سمجھ کر دیکھ رہے تھے۔ وہ مجبوراً اس کے ساتھ لفٹ کے ذریعے نیچے آیا۔ وہاں اس کی عارضی رہائش کے لئے ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ رانما اس کے ساتھ کیبن کے بیڈ روم میں آئی پھر واش روم میں جاتی ہوئی بولی۔

"تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں تمہیں کیوں تلاش کرتی ہوئی آئی ہوں؟"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "کیوں آئی ہو؟"

واش بیسن میں نلکے سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ اس نے کہا "میں ایک حقیقت بیان کروں گی تو تم یقین نہیں کرو گے۔"

"یقین کر لوں گا۔"

"میں اکثر تمہیں خوابوں میں دیکھتی رہی ہوں۔ تم آتے ہو اور کہتے ہو 'ڈھونڈنے سے خدا مل جاتا ہے۔ مجھے ڈھونڈ لو' میرا نام جان کارلو ہے۔"

وہ خاموش رہا، اس نے پوچھا "تمہاری خاموشی بتا رہی ہے کہ میرے خواب کو بکواس سمجھ رہے ہو۔"

"نہیں، میں سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں۔ دراصل میں بھی ایک لڑکی کو دیکھتا رہا ہوں، کیا تمہارا نام پوچھ سکتا ہوں؟"

وہ تولیے سے منہ پونچھتی ہوئی بیڈ روم میں آئی پھر بولی "میرا نام سلوانا ہے۔"

علی حیرت سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ رانما اس کے خیالات پڑھ کر سمجھ گئی تھی کہ وہ سلوانا کے نام پر تڑپ جائے گا۔ وہ انجان بن کر بولی "کیا ہوا؟"

"آں؟ وہ... وہ بات یہ ہے کہ میں بھی ایک حقیقت بیان کروں گا تو تم یقین نہیں کرو گی۔"

"میں خوابوں میں ڈھونڈتی ہوئی تعبیر تک پہنچی ہوں۔ تم میرے خوابوں کے شہزادے ہو، جو کہو گے اس پر یقین کروں گی۔"

"میں جسے خواب میں دیکھتا ہوں وہ اپنا نام سلوانا بتاتی ہے۔"

وہ قریب آ کر بولی "ہاں، میں تمہیں خوابوں میں کہا کرتی تھی کہ میرا نام سلوانا ہے۔ تمہیں میرا چہرہ صاف نظر نہیں آتا ہے۔ لیکن جب تمہارے سامنے آؤں گی تو تم مجھے نام سے پہچان لو گے۔"

وہ گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "اور تم پہچان گئے ہو۔ میری تلاش ختم ہو گئی ہے۔"

علی کی زندگی میں پہلی بار کوئی خوب صورت اور جوان لڑکی اتنے قریب آئی تھی۔ ہوش میں آتی تو وہ اسے اٹھا کر باہر پھینک دیتا لیکن تنویمی عمل نے جذبات کی گرہیں کھول دی تھیں۔ لیلیٰ اور سلطانہ نے کچھ برا نہیں کیا تھا۔ پہلے پہل چاقو ایجاد ہوا تھا جانوروں کا شکار کرنے اور ان کا گوشت کاٹ کر کھانے کے لئے یا دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے لیکن آدمی اس سے دوستوں کا گلا کاٹنے لگا۔

ہر اچھی بات اچھائی کے لئے ہوتی ہے۔ مگر لوگ اس سے برائی کا پہلو بھی نکال لیتے ہیں۔ لیلیٰ اور سلطانہ نے چاہا تھا کہ وہ جذبات کو پہلے کی طرح نہ کچلتا رہے۔ بلکہ اب ثانی سے محبت کرے، شادی کرے اور آئندہ خوب صورت نسل پیدا کرے۔ ان بیچاری بہنوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ ثانی سے پہلے کوئی دوسری علی سے ٹکرا جائے گی اور وہ سلوانا کا نام اپنا کر تنویمی عمل کا رخ بدل دے گی۔

علی تھوڑی دیر تک سحرزدہ سا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ سلوانا اتنی اچھی کیوں لگ رہی ہے۔ وہ ابھی سمجھ ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ محض سلوانا کے نام کا سحر ہے جو تنویمی عمل سے چلا ہے اور پتا نہیں کب تک چلتا رہے گا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے الگ ہو کر کہا "یہ بری بات ہے، گمراہی ہے۔ ہم تعلیم یافتہ اور مہذب ہیں۔ ہمیں مذہب اور قانون کے مطابق محبت کرنی چاہئے۔"

رانما اس کے طلسم سے نکلنا نہیں چاہتی تھی، علی کی محبت کے ہر انداز میں جادو تھا۔ ہر بات میں اثر تھا۔ اس بات نے بھی اثر کیا کہ اسے آج کے بدمعاش دور میں اس قدر شریف نوجوان ملا ہے جو شرافت اور تہذیب کی خاطر حسن و شباب سے نکل آتا ہے۔

وہ خوش ہو کر بولی "تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہاری شریکِ حیات بن کر ساری زندگی فخر کروں گی۔"

"سلوانا! میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں آج ہی شادی کر کے آج ہی تمہیں اپنی دھڑکنوں سے لگانا چاہتا ہوں لیکن اتنی جلدی ممکن نہیں ہے، تمہارے والدین راضی نہیں ہوں گے۔"

"میرے ماں باپ نہیں ہیں لیکن میں جس ادارے میں ہوں وہاں مجھ پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ میں پانچ برس تک شادی نہ کروں۔"

"تم میری خاطر اس ادارے کو چھوڑ دو۔"

"میں تمہاری خاطر سب کچھ کر سکتی ہوں لیکن اس ادارے کے بڑے لوگ بہت ہی خطرناک ہیں۔ پابندی توڑتے ہی وہ میرے علاوہ تمہاری جان کے بھی دشمن ہو جائیں گے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا پھر بولا "میں کسی کی دشمنی سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ تم نے قریب آ کر میرے اندر ہلچل پیدا کر دی ہے۔"

رانما بھی اس کے لئے پاگل ہو رہی تھی۔ ایک خیال ستا رہا تھا کہ جان کارلو کا خواب سچا ہو گا اور سچ مچ کوئی سلوانا اس کی زندگی میں آئے گی تو کارلو اسے چھوڑ کر اپنی سلوانا کا ہو جائے گا۔ اس سے پہلے ہی کارلو کو اپنا کر اسے یہاں سے کہیں دور لے جانا چاہئے۔"

کہیں دور جا کر گمنامی کی زندگی گزارنے کا خیال آیا تو اس کے اندر بغاوت کے جذبات ابھرنے لگے، جوانی میں اپنے محبوب کی خاطر ایسے ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ وہ حکمرانوں کو دھوکا دے کر اپنا اور کارلو کا روپ بدل کر بڑے مزے سے ایک آزاد ازدواجی زندگی گزار سکتی تھی۔

اس نے سوچا علی کو بتا دے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سروں پر ہر لمحہ منڈلاتی رہتی ہے۔ وہ اس سے شادی کرے گا تو اسے خطرات سے کھیلتے ہوئے زندگی گزارنا ہو گی۔

پھر اس نے سوچا "زیادہ خطرات کا ذکر کروں گی تو ہو سکتا ہے یہ گھبرا کر ساتھ چھوڑ دے۔ پہلے اسے کچھ عرصے تک آزماتی رہوں گی پھر ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں اسے رازدار بنا دوں گی۔"

علی نے پوچھا "کیا سوچ رہی ہو؟"

"سوچ رہی ہوں، اپنے ادارے کو چھوڑنے کے بعد ہم دونوں

کو چھپ کر رہنا ہوگا۔ اس کے لئے تمہیں بھی اپنی ملازمت کو چھوڑنا ہوگا۔"

"تم ناحق پریشان ہوتی ہو۔ میں تمہارے دشمنوں سے نمٹ لوں گا۔"

"وہ معمولی دشمن نہیں ہیں' یہاں کے حکمران ہیں۔ فوجی افسران ہیں۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ ان سے ٹکرانا نادانی ہوگی اور پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرہ بدل کر رہنا دانشمندی ہوگی۔ ہم اسی ملک میں رہیں گے اور کوئی ہمیں پہچان نہیں سکے گا۔"

"تمہاری یہ پلاننگ اچھی ہے۔ تم جس منصوبے پر عمل کروگی میں تمہارا ساتھ دوں گا۔"

"میں شام کو آؤں گی۔ ہم کہیں رات کا کھانا کھائیں گے اور ایک نئی زندگی گزارنے کے متعلق آخری فیصلہ کریں گے اور اس فیصلے پر فوراً عمل کریں گے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر کیبن سے باہر آیا۔ اس حسینہ کے ہاتھوں میں ایسی چکناہٹ تھی کہ اس کے ہاتھوں سے پھسلی جارہی تھی۔ اسے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا تھا لیکن وہ چھوٹ گئی۔ اس سے دور ہوگئی۔ جانے سے پہلے اپنی قربت کا نمونہ چھوڑ گئی تھی جسے وہ دیر تک یاد کرتا رہا۔

سپروائزر اسے بلانے آیا لیکن اس نے آج کام کرنے سے انکار کردیا۔ اس کا دل کہیں نہیں لگ رہا تھا۔ وہ حیران تھا کہ آج تک ایسا نہیں ہوا۔ آج سلوانا نے کیا جادو کردیا ہے۔ اسی کی یاد آرہی ہے' اسی کی تمنا جاری ہے۔ وہ اسی طرح اس کے اندر جاری و ساری رہی تو وہ پھر کسی کام کا نہیں رہے گا۔ بس ایک عاشق نام کا رہے گا۔

وہ دور جانے کے بعد جان کارلو کے خیالات پڑھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی۔ دل ہی دل میں عزم کر رہی تھی کہ حکومت سے غداری کرے گی' حکمرانوں سے دشمنی مول لے گی مگر جان کارلو کی دوستی سے باز نہیں آئے گی۔

اس نے اپنی رہائش گاہ میں پہنچ کر خیال خوانی کے ذریعے جان لمبوڈا کو اپنے کام کی رپورٹ پیش کی پھر دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ سب سے پہلے جان کارلو پر تنویمی عمل کرکے اس کی سوچ اور لہجے کو بدلنا ہوگا پھر چہرے کو تبدیل کرنا ہوگا کیونکہ جب وہ رُوپوش ہوں گے تو ہولی مین اور جان لمبوڈا تفتیش کرتے ہوئے کنگ فرنانڈو کے پروجیکٹ میں آئیں گے۔ وہاں معلوم ہوگا کہ جان کارلو نامی انجینئر غائب ہے اور وہ رائما کے ساتھ دیکھا گیا تھا۔ پاسپورٹ اور شناختی کاغذات کے دفتروں سے جان کارلو کی تصویریں مل جائیں گی۔ جان لمبوڈا تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر کارلو کے دماغ میں پہنچ جائے گا۔

وہ ایک بار رُوپوش ہونے کے بعد پھر ظاہر ہونا نہیں چاہتی تھی۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ جان کارلو کی شخصیت اور چہرہ بدل جائے۔ وہ شام تک اس منصوبے کے ہر پہلو پر غور کرتی رہی۔ امریکی شہریت کے کاغذات جاری کرنے والے ادارے کے افسران سے دماغی رابطہ کیا۔ ان کے دماغوں پر قبضہ جما کر ایک ایسا جوان لڑکی اور جوان مرد کے کاغذات اور تصویریں حاصل کیں جو برسوں سے لاپتا تھے۔

اس کے بعد ایک پلاسٹک سرجری کے ماہر کے دماغ میں جگہ بنائی۔ شام کو علی کے پاس آکر کہا "یہ ایک جوان کی تصویر اور اس کی امریکی شہریت کے کاغذات ہیں۔ کاغذات اپنے پاس رکھو اور ایک تصویر پلاسٹک سرجری کے ماہر کے پاس لے جاؤ۔ وہ تمہارا چہرہ تبدیل کردے گا۔"

"تم بھی میرے ساتھ چلو۔"

"میں بعد میں آؤں گی۔ اور جب آؤں گی تو میرا چہرہ بھی تبدیل ہوچکا ہوگا۔ یہ میرے آئندہ چہرے والی تصویر ہے۔"

وہ ایک تصویر اسے دیتے ہوئے بولی۔ "حکومت کے جاسوس میری نگرانی کرتے ہوں گے۔ اس لئے شخصیت کی تبدیلی تک ہم ایک دوسرے سے نہیں ملیں گے۔"

وہ چلی گئی۔ وہ اس کے مشورے کے مطابق پلاسٹک سرجری کے ماہر کے پاس آیا تو رائما اس ماہر کے دماغ میں موجود تھی اور اس وقت تک موجود رہی جب تک اس نے تصویر کے مطابق جان کارلو کو ایڈی فشر نہیں بنا دیا۔ اب اس نئے روپ میں علی کا نام ایڈی فشر ہوگیا تھا۔

رائما نے اس ماہر کے دماغ پر اس لئے قبضہ جمایا تھا کہ جب وہ اس کے دماغ کو آزاد چھوڑے تو اسے یاد نہ رہے کہ کون اس کے پاس سرجری کے ذریعے چہرہ تبدیل کرانے آیا تھا اور اس نے خود اپنے ہاتھوں سے کون سا نیا چہرہ بنایا ہے؟

جب علی پوری طرح تبدیل ہو کر چلا گیا تو رائما نے اس ماہر کو آزاد کردیا۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر ماسک میک اپ کے ذریعے اپنا چہرہ تبدیل کرنے لگی۔ علی سے یہ طے پایا تھا کہ وہ دو گھنٹے کہیں گزارے گا پھر ایک نائٹ کلب کے ڈائننگ ہال میں آکر اس کا انتظار کرے گا۔

یہ انتظار بھی ختم ہوگیا۔ رائما ایک نئے روپ میں اس کے سامنے آئی۔ علی نے اپنی جیب سے تصویر نکال کر اسے دیکھا۔ پھر کہا "میرے پاس یہ تصویر نہ ہوتی تو تمہیں کبھی نہ پہچانتا۔ مجھے یقین ہے' ہمارے دشمن نہ ہمیں پہچانیں گے نہ ہم پر شبہ کریں گے۔"

وہ مسکرا کر بولی "مجھے تمہارا پیار ملتا رہا تو میں ساری دنیا سے تمہاری خاطر لڑتی رہوں گی۔"

"اب ہم کہاں جائیں گے؟ ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا؟"

"مجھے ذرا خاموشی سے سوچنے دو۔ میں ابھی اس سلسلے میں بات کروں گی۔ جب تک تم کھانے کا آرڈر دو۔"

وہ سوچ کے ذریعے ایک ایسے شخص کے پاس پہنچی جو ضرورت مندوں کو کرائے پر گاڑیاں دیتا تھا۔ رائما نے اسے ایک کار میں بٹھایا پھر ڈرائیو کرتے ہوئے شہر سے باہر جانے پر مجبور کیا۔ ایک جگہ ہائی وے پر اسے کار سے اتار کر واپس شہر آنے والی ایک بس میں بٹھادیا۔ وہ کار ویرانے میں رہ گئی۔ کاروالا اپنے گھر آگیا۔ رائما نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تو وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ "مجھے کچھ ہوگیا تھا؟ میں کچھ دیر کے لئے غائب دماغ ہوگیا تھا۔"

رائما نے اس کی سوچ میں کہا "ہاں' مجھے کچھ یاد آرہا ہے۔ ایک جوان لڑکی ایک خوبرو مرد کے ساتھ آئی تھی۔ اس نے ایک کار کرائے پر لی۔ پھر اس کے جاتے ہی میں دماغی طور پر غائب ہوگیا۔"

وہ تائید میں یہی باتیں سوچنے لگا۔ رائما خیال خوانی سے واپس آگئی۔ ویٹر کھانے کی ڈشیں اس کے اور علی کے درمیان رکھ رہا تھا۔ رائما نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا کہ جان لمبوڈا کے جاسوس اسے تلاش کریں تو ہائی وے پر ایک گاڑی ملے۔ گاڑی کے ذریعے اس کے مالک کا محاسبہ کریں تو پتا چلے کہ ایک لڑکی کسی بوائے فرینڈ کے ساتھ آئی تھی اس کے بعد ہی کار کا مالک دماغی طور پر غائب ہوا تھا۔ یوں ثابت ہوجاتا کہ رائما کسی جوان کے ساتھ شہر سے باہر گئی تھی پھر ایک جگہ وہ گاڑی چھوڑ کر کسی دوسری گاڑی یا بس میں دوسرے شہر کی طرف چلی گئی ہے۔

اب اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ تلاش کرنے والے اسے شکاگو میں تلاش نہ کرتے۔ دوسری طرف بھٹکتے رہتے اور وہ علی کے ساتھ اطمینان سے اسی شہر میں رہتی۔ اس نے معلوم کیا تھا ایک بوڑھی خاتون تنہا ایک مکان میں رہتی تھی اور اس مکان کے کمرے عارضی رہائش کے لئے کرائے پر دیتی تھی۔ رائما نے سوچ لیا تھا آج رات وہاں پیئنگ گیسٹ کی حیثیت سے علی کے ساتھ رہے گی۔ پھر خیال خوانی کے ذریعے بوڑھی خاتون کے دماغ پر اور اس کے مکان پر قبضہ کرلے گی۔

علی خاموشی سے کھاتے ہوئے سوچ رہا تھا "جب سے سلوانا میری نظروں کے سامنے آئی ہے' مجھے یہ دنیا حسین لگ رہی ہے۔ جی چاہتا ہے دن رات اپنی سلوانا سے محبت کرتا رہوں۔ لیکن ایک بات میرے مزاج کے خلاف ہے۔ میں محبت کے چکر میں اس کا محتاج ہوگیا ہوں۔ یہ جو کہتی ہے اس پر عمل کرتا جارہا ہوں۔ اس نئی زندگی کی ابتدا میں میری اپنی ذہانت اور اپنی عملی کوششیں شامل نہیں ہیں۔"

رائما اس کے خیالات پڑھ رہی تھی اور زیرِ لب مسکراتی ہوئی سوچ رہی تھی۔ "مرد کو بہت زیادہ خود سر نہیں ہونا چاہئے۔ اگر اسے تھوڑا تھوڑا محتاج بنا کر رکھا جائے تو وہ ہمیشہ وفادار رہتا ہے۔ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے وفادار بنا کر رکھوں گی۔"

پھر وہ بولی "میں نے ہر پہلو پر غور کیا ہے۔ ہم ہر طرح محفوظ ہیں۔ اب میں تمہیں فشر کہہ کر مخاطب کروں گی۔ تمہارا پورا نام ایڈی فشر ہے اور میرا نام پامیلا جون ہے۔"

"یہ تو ہم ہوچکے ہیں۔ لیکن ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا؟"

وہ کھانے کے بعد علی کو گیسٹ ہاؤس میں لے آئی۔ وہاں ایک کمرا حاصل کیا۔ علی نے کمرے میں آکر کہا "مجھے اپنے لئے ایک الگ کمرا لینا چاہئے۔"

وہ بولی "ہم نے یہاں کی بوڑھی مالکہ کے سامنے خود کو میاں بیوی کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ پھر تم دوسرے کمرے میں کیسے رات گزاروگے؟"

"کیا ہم ایک کمرے میں ؟ مم.... مگر ہماری شادی نہیں ہوئی ہے۔"

"ہوجائے گی۔ میں لڑکی ہوں' مجھے تم سے ڈرنا چاہئے۔ مگر تم مجھ سے ڈر رہے ہو۔"

"بات ڈرنے کی نہیں ہے۔ ہم انسان ہیں' بہک سکتے ہیں۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں تمہاری عزت پر آنچ نہیں آنے دوں گی۔"

وہ باتھ روم میں آگئی۔ دروازے کو اندر سے بند کرکے علی کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اسے بستر پر لے گئی۔ وہ لیٹ گیا۔ پھر آنکھوں کو اس نے بند کیا۔ رائما نے اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلادیا۔ وہ فولادی جوان جو سُپر پاور کے قابو میں نہیں آتا تھا' ایک لڑکی کے ہاتھوں میں بے بس ہوگیا تھا۔ وہ گہری نیند میں ڈوب گیا تھا۔

رائما باتھ روم سے نکل کر کمرے میں آئی۔ علی کو مسکرا کر دیکھا۔ پھر وہاں سے چلتی ہوئی بوڑھی خاتون کے کمرے کے سامنے آئی۔ اس نے دروازے پر دستک نہیں دی۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر اُسے دروازہ کھولنے پر مجبور کیا۔

خاتون نے دروازہ کھول کر اسے دیکھا۔ پھر بولی "تعجب ہے میرے دل میں بات آئی کہ دروازہ کھولنا چاہئے' کوئی آیا ہے اور واقعی تم آئی ہو۔ کبھی ایسی عجیب باتیں ہوجاتی ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"تمہاری سمجھ میں یہ بات آسکتی ہے۔ تم نے خون کی کشش سے دروازہ کھولا ہے۔ مجھے غور سے دیکھو۔ میں تمہاری وہ بیٹی ہوں جو دس برس پہلے تم سے بچھڑ گئی تھی۔ میرا باپ مجھے تم سے چھین کر لے گیا تھا۔"

خاتون اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی۔ پھر وہ بولی "دس برس میں تم بچی سے جوان ہوگئیں۔ صورت بدل گئی۔ میں تمہیں پہچان نہیں سکتی مگر تم نے مجھے پہچان لیا؟"

"میں نے ڈیڈی کے پاس تمہاری تصویر دیکھی تھی۔"

"اپنے ڈیڈی کی خاص باتیں اور خاص عادتیں بتاؤ۔"

رائما نے اس کے خیالات پڑھ کر جو معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق خاتون کے شوہر کی خاص باتیں اور خاص عادتیں بتادیں۔ اس کے بعد شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ خاتون نے اس سے لپٹ کر کہا "او مائی ڈارلنگ بے بی! آخر گاڈ نے میری سن لی۔ میں

تمہارے لئے تڑپتی تھی، دعائیں مانگتی تھی۔ میری ماتا کی دعا آخر پوری ہو گئی۔"

وہ رانما کو چوم رہی تھی۔ خوشی سے رو رہی تھی۔ رانما نے کہا۔ "مما! تم نے میرا نام ڈائنا رکھا تھا لیکن ڈیڈی نے میرا نام بدل کر پامیلا جون رکھ دیا تھا۔"

"اب تمہارا باپ اس دنیا میں نہیں ہے۔ تم پھر سے میری ڈائنا بن جاؤ۔"

"یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ پامیلا جون کے نام سے میری شادی ایڈی فشر سے ہو چکی ہے۔ اب میں مسز پامیلا فشر کہلاتی ہوں۔"

"اوہ یاد آیا۔ وہ جوان جو تمہارے ساتھ یہاں آیا ہے وہ تمہارا شوہر، میرا داماد ہے۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں اپنی بیٹی کی پسند کو جی بھر کے دیکھوں گی۔ اسے کس کروں گی۔"

"ممی! وہ ابھی سو رہا ہے۔ اس سے صبح ملاقات ہو گی۔"

"پھر تو تمہیں اس کے پاس رہنا چاہیے۔ وہ اکیلا ہے۔"

"میں تمہارے پاس رہوں گی۔ تم سو جاؤ گی تو فشر کے پاس چلی جاؤں گی۔"

وہ بوڑھی کے کمرے میں اس کے ساتھ آ کر بستر پر لیٹ گئی۔ خاتون نے کہا "میں اتنے بڑے مکان کی مالک ہوں۔ تیرا باپ اس مکان کو فروخت کر کے رقم کسی کاروبار میں لگانا چاہتا تھا۔ میں نے انکار کیا تو وہ تجھے لے کر بھاگ گیا۔"

"پچھلی باتوں کو بھول جاؤ ممی! سو جاؤ۔"

وہ آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی "میں نے دوسری شادی نہیں کی۔ دوسری اولاد نہیں ہوئی۔ میری تمام نقد رقم اور یہ مکان اب تمہارا ہے۔"

"ممی! میں اتنی دولت مند ہوں کہ تمہارا یہ مکان میرے لئے ایک ڈالر کے برابر ہے۔ مجھے صرف تمہاری محبت چاہیے۔ سو جاؤ۔"

وہ اس کے اندر پہنچ کر اسے سلانے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سو گئی۔ ادھر سے اطمینان ہو گیا کہ کوئی بھی جاسوس آئے گا تو خاتون اسے اپنی بیٹی اور فشر کو داماد بتائے گی۔

دراصل اسے علی کی طرف سے پریشانی تھی۔ اگر جان لمبوڈا کسی جاسوس کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ وہ جان کارلو ہے اور اس نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرہ بدل لیا ہے۔ اتنی ہی معلومات دور تک انکوائری کے لئے کافی ہوتی اور اس کے ساتھ خود وہ بھی پکڑی جاتی۔

اس نے کمرے میں آ کر اسے دیکھا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ یہ دروازہ اندر سے بند کر کے اس کے پاس آ گئی۔ بستر کے سرے پر بیٹھ کر اسے پیار سے دیکھنے لگی۔ پھر دیکھتے دیکھتے اس کے اندر پہنچ گئی۔ خوابیدہ دماغ کو ٹرانس میں لانا آسان تھا۔ اس نے آسانی سے اسے اپنا معمول بنا لیا۔

اس نے پہلی بات جو اس کے دماغ میں نقش کی وہ یہ تھی کہ وہ جان کارلو کی پچھلی زندگی بھول جائے۔

یہ عجیب تماشا ہو رہا تھا۔ پہلے علی تیمور کی زندگی بھلا کر جان کارلو کی شخصیت اس پر تھوپ دی گئی۔ اب جان کارلو کی شخصیت کو بھلا کر ایڈی فشر بنایا جا رہا تھا۔ اس کے ایڈی فشر بن کر رہنے سے رانما وہاں کے سراغرسانوں سے اور جان لمبوڈا وغیرہ سے محفوظ رہ سکتی تھی۔

اس نے اپنی حفاظت کے لئے اور اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے اس جھوٹ کو سچ بنا کر ذہن میں نقش کر دیا کہ ان کی شادی ہو چکی ہے اور وہ میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزارتے آ رہے ہیں اور اس گیسٹ ہاؤس کی مالک اس کی ساس ہے۔ اس نے ہر پہلو سے اپنے تحفظ کا خیال رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا۔ پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اسی کمبل میں گھس کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو ضروری ہدایات دیں اور نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔

دوسری صبح علی کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے پہلو میں ایک حسینہ کو دیکھا۔ اب اسے سلوانا یاد نہیں رہی تھی۔ تنویمی عمل کے مطابق یاد آیا کہ وہ پامیلا جون ہے اور اس کی بیوی ہے، ایسا تو شاید ہی کسی کے ساتھ ہوا ہو کہ کنوارہ سویا ہو اور جاگا ہو تو شوہر ہونے کی تہمت لگی ہو۔ ثبوت کے طور پر بیوی پہلو میں موجود تھی۔ اگر سرہانے پھلوں کی ٹرے رکھی ہوتی تو صبح پتا چل جاتا کہ اس میں سے کچھ پھل کھایا گیا ہے لیکن ایڈی فشر کو ایسا پھل مل رہا تھا جسے دیکھ کر یاد نہیں آ رہا تھا کہ یہ پھل پہلے بھی چکھا ہے یا نہیں؟

تنویمی عمل کے مطابق اس کا دماغ اس مسئلے پر زیادہ نہیں سوچ سکتا تھا۔ جو کچھ اسے مل رہا تھا، اسے قبول کرتے رہنے کا وہ پابند تھا۔ اس کے متاثرہ دماغ نے جو سمجھایا، وہ سمجھ گیا، جس راہ پر چلایا اس راہ پر چل پڑا۔ اور جب چل پڑا تو ساتھ چلنے والی کی آنکھ کھل گئی۔

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات چھبیسویں حصّے میں ملاحظہ فرمائیں جو ۱۵ ستمبر ۱۹۹۲ء کو شائع ہو گا۔